

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۲۲

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

4	اجمالی فہرست
5	پیش لفظ
8	کتاب الحظروالاباحۃ کے مترجم
9	بائیسویں جلد
11	فہرست مضامین مفصل
69	فہرست ضمنی مسائل
111	ظروف و زیورات
111	انگوٹھی سونے، چاندی، تانبے، پیتل اور لوہے وغیرہ کے استعمال سے متعلق مسائل
131	رسالہ
131	الطیب الوجیز فی امتعة الورق والابریز ^{۱۳۰۹ھ}
131	(سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے میں مزید مختصر کلام)
155	لباس و وضع و قطع
155	لحاف، توئیک، عمامہ، ٹوپی، جوتے، وضع و قطع اور رنگ وغیرہ سے متعلق
201	دیکھنا اور چھونا
201	پردہ، حجاب، ستر عورت، زناء، مُشت زنی، دیوٹی، خلوت اور بلوغ وغیرہ سے متعلق
221	رسالہ مروج النجاء لخروج النساء ^{۱۳۱۶ھ} (عورتوں کے نکلنے کے بارے میں خلاصی کی چراگاہیں)
251	سلام و تحیت و تعظیم سادات
251	مصافحہ، معانقہ، بوسہ دست و پاؤں، طواف قبر اور سجدہ تعظیمی وغیرہ
269	رسالہ
269	صنائع اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین ^{۱۳۰۶ھ}
269	(دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ ہونے میں چاندی کی تختیاں)
341	رسالہ

341.....	ابرامقال فی استحسان قبلۃ الاجلال ^{۱۳۰۸ھ}
341.....	(بوسہ تعظیمی کے مستحسن ہونے میں درست ترین کلام)
425.....	الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ ^{۱۳۳۷ھ} (سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن)
432.....	فصل اول: قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم
437.....	فصل دوم: چالیس حدیثوں سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت
458.....	فصل سوم: ڈیڑھ سو ^{۱۵۰} نصوص فقہ سے سجدہ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت
538.....	حواشی
571.....	داڑھی وحلق وقصروختنہ وحجامت
571.....	داڑھی، مونچھ، سروغیرہ کے بالوں، ختنہ اور ناخن وغیرہ سے متعلق مسائل
607.....	رسالہ
607.....	لمعة الضحی فی اعفاء اللھی ^{۱۳۱۵ھ}
607.....	(چاشت کی روشنی میں داڑھیاں بڑھانے میں)
674.....	خاتمہ
	جدول ان سزاؤں وعیدوں مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے کتروانے والوں کے حق میں آیات
675.....	واحادیث ونصوص مذکورہ سے ثابت ہیں

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
 الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
 مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد ۲۲

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
 فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۸، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری، ریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ عربی عبارات	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پیش لفظ	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیب فہرست	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تخریج و تصحیح	مولانا نظیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ، مولانا غلام حسین
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور
صفحات	۶۹۲
اشاعت	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ / اگست ۲۰۰۲ء
مطبع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے

* مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

اجمالی فہرست

۵	○ پیش لفظ
۱۱۱	ظروف و زیورات
۱۱۵	لباس و وضع قطع
۲۰۱	دیکھنا اور چھونا
۲۵۱	سلام و تحیت و تعظیم سادات
۵۷۱	داڑھی، حلق و قصر، ختنہ و حجامت

فہرست رسائل

۱۳۱	○ الطیب الوجیز
۲۲۱	○ مروج النجا
۲۶۹	○ صفائح اللجین
۳۴۱	○ ابر المقال
۴۲۵	○ الزبدۃ الزکیہ
۶۰۷	○ لمعة الضعی

بسم الله الرحمن الرحيم ط

پیش لفظ

الحمد لله! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزان علم اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا۔ اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسول الکریم تقریباً بارہ سال کے مختصر عرصہ میں بائیسویں جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے قبل کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود والتعزیر، کتاب السیر، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف، کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الشہادۃ، کتاب القضاء والدعاوی، کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب البغاریہ، کتاب لامانات، کتاب العاریہ، کتاب الہبہ، کتاب الاجارۃ، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الغصب، کتاب الشفعۃ، کتاب القسمۃ، کتاب المزاعہ، کتاب الصيد، کتاب الذبائح، کتاب الاضحیہ اور کتاب الحظر والاباحۃ کے حصول اول پر مشتمل اکیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل سنیں، مشمولات، مجموعی صفحات، اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے۔

جلد	عنوان	جوابات اسئلہ	تعداد رسائل	سنین اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ _____ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ _____ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
۳	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ _____ فروری ۱۹۹۲ء	۷۵۶
۴	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ھ _____ جنوری ۱۹۹۳ء	۷۶۰
۵	کتاب الصلوٰۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ھ _____ ستمبر ۱۹۹۳ء	۶۹۲
۶	کتاب الصلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ھ _____ اگست ۱۹۹۴ء	۷۳۶
۷	کتاب الصلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ھ _____ دسمبر ۱۹۹۴ء	۷۲۰
۸	کتاب الصلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ھ _____ جون ۱۹۹۵ء	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ _____ اپریل ۱۹۹۶ء	۹۴۶
۱۰	کتاب زکوٰۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ _____ اگست ۱۹۹۶ء	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ _____ مئی ۱۹۹۷ء	۷۳۶
۱۲	کتاب نکاح طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ھ _____ نومبر ۱۹۹۷ء	۶۸۸
۱۳	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ _____ مارچ ۱۹۹۸ء	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر (ا)	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ _____ ستمبر ۱۹۹۸ء	۷۱۲
۱۵	کتاب السیر (ب)	۸۱	۱۵	محرم الحرام ۱۴۲۰ھ _____ اپریل ۱۹۹۹ء	۷۴۴
۱۶	کتاب الشریکۃ، کتاب الوقف	۴۳۲	۳	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ _____ ستمبر ۱۹۹۹ء	۶۳۲
۱۷	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الکفالہ	۱۵۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ _____ فروری ۲۰۰۰ء	۷۲۶
۱۸	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاء الدعوی	۱۵۲	۲	ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ _____ جولائی ۲۰۰۰ء	۷۴۰
۱۹	کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضارۃ، کتاب الامانات، کتاب العاریۃ، کتاب الہبۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الغصب	۲۹۶	۳	ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ فروری ۲۰۰۱ء	۶۹۲

۶۳۲	صفر المظفر ۱۳۲۲ _____ مئی ۲۰۰۱	۳	۳۳۴	کتاب الشفیعہ، کتاب القسبہ، کتاب المزارعہ، کتاب الصید والذیابح، کتاب الاضحیہ	۲۰
۶۷۶	ربیع الاول ۱۳۲۳ _____ مئی ۲۰۰۲	۹	۲۹۱	کتاب الحظرو الاباحۃ (حصہ اول)	۲۱

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی ہے جو معروف و متداول فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ رضا فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی بقیہ چار مطبوعہ (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر ہے۔ چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب اور دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارہ و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا کہ آئندہ شائع ہونے والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، عام طور پر فقہ و فتاویٰ رضویہ کی کتب میں کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظرو الاباحۃ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ بیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضحیہ پر ہوا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل حظرو اباحت کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیق اثیق کو انتہا قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ اور راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ فتاویٰ رضویہ قدیم جلد میں کتاب الحظرو الاباحۃ کے عنوان پر مشتمل جلد جس کی مکتبہ رضا ایوان عرفان بمیلپور نے جلد دہم اور رضا اکیڈمی بمبئی نے جلد نہم کے شائع کیا ہے وہ غیر مرتب اور غیر مبوب ہے اس میں شامل بعض رسائل کی ابتداء و انتہا ممتاز نہیں، کچھ رسائل بے نام شامل ہیں جبکہ بعض رسالوں کے مندرجات یکجا ہونے کی بجائے متفرق منتشر طور پر مذکور ہیں اس جلد میں شامل دونوں حصوں کے عنوانات و مسائل ایک جیسے ہونے کے باوجود دونوں کی فہرست یکجا نہیں کی گئی۔ لہذا اس کی ترتیب و تبویب خاصا مشکل اور وقت طلب معاملہ تھا۔ راقم نے متوکلا علی اللہ اس پر کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر عنایت اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے روحانی ترف و کرامت کے صدقے میں توقع سے بھی کم وقت میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

کتاب الحظرو الاباحۃ کی ترتیب میں ہم نے جن امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حظرواباحت سے متعلق فتاویٰ رضویہ قدیم کے دونوں مطبوعہ حصوں کی (استفتاء میں مذکور) مسائل کے اعتبار سے یکجا بتویب کردی ہے۔

(ب) ایک ہی استفتاء میں مختلف ابواب سے متعلق مسائل مذکور ہونے کی صورت میں ہر مسئلہ کو مستفتی کے نام سمیت متعلق باب کے تحت درج کیا ہے۔

(ج) فتاویٰ رضویہ قدیم کی کتاب الحظروالاباحت میں شامل مسائل کو ان کے عنوانات کے مطاب متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔

(د) رسائل کی ابتداء و انتہاء کو ممتاز کیا ہے۔

(ه) بے نام رسائل کے ناموں کو ظاہر کیا ہے۔

(و) جن رسائل کے مندرجات و مضمولات یکجانہ تھے ان کو اکٹھا کر دیا ہے۔

(ز) حظرواباحت سے متعلق بعض رسائل اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی مناسب جگہ پر شامل اشاعت کر دیا ہے۔

(ح) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب سابق ترتیب سے مختلف ہو گئی، لہذا پوری کتاب کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے تیار کرنا پڑی۔

(ط) جلد ہذا میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مفصل فہرست مرتب کی گئی۔

(ی) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض مقامات پر گفتگو کرتے ہوئے اپنے تبحر علمی کے پیش نظر ایسے مسائل بھی زیر بحث لے آتے ہیں جو متعلقہ ابواب میں سے کسی کے تحت مندرج نہیں ہو سکتے ایسے مسائل کے لئے مفصل فہرست کے بعد ہم نے ضمنی مسائل کے عنوان سے الگ فہرست مرتب کی ہے۔

کتاب الحظروالاباحت کے مترجم

سوائے ان رسائل کے جن کو اب فتاویٰ نئے سرے سے شامل کیا گیا ہے پوری "کتاب الحظروالاباحت" کی عربی اور فارسی عبارات کا مکمل ترجمہ جامع منقول و معقول، فاضل جلیل، محقق شہیر، مصنف کتب کثیرہ، فخر المدرسین حضرت مولانا علامہ مفتی قاضی محمد سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کیا ہے جو استاذ الاستاذہ حضرت علامہ مولانا محمد عبد السبحان بن مولانا مظہر جمیل بن مولانا مفتی محمد غوث (کھلا بٹ، ہزارہ) کے صاحبزادے اور اساتذہ شیخ الحدیث والفقیر حضرت مولانا محمد خلیل صاحب محدث ہزاروی کے نواسے ہیں، آپ نے تمام درسیات اپنے والد گرامی سے پڑھیں فارغ التحصیل ہوتے ہی

درس و تدریس سے وابستہ ہونگے اور یہاں سالہا سال آپ نے اہلسنت کے معروف ادارے جامعہ رحمانیہ ہری پور میں بطور شیخ الحدیث تدریسی فرائض سرانجام دئے، آپ کے آباء واجداد نے ڈنکے کی چوٹ پر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا، چنانچہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی محمد عبدالسبحان صاحب اور برادر اکبر حضرت مولانا قاضی غلام محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی متعدد درسی و غیر درسی تصانیف ارباب علم میں معروف ہیں۔ مناظرہ و رد بد مذہبیاں خصوصاً دوہابیہ میں ان بزرگوں کی خدمات کو اہل سنت و جماعت میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

بائیسویں جلد

یہ جلد "کتاب الحظرو ولا باحة" کا دوسرا حصہ ہے جو ۲۴۱ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۶۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اس جلد میں بنیادی طور پر جن پانچ ابواب سے متعلق مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) ظروف و زیورات

(۲) لباس و وضع قطع

(۳) دیکھنا اور چھونا

(۴) سلام و تحیت و تعظیم سادات

(۵) داڑھی، حلق و قصر، ختنہ و حجامت

دیگر کئی ایک ابواب سے مسائل کثیرہ پر ضمناً گفتگو واقع ہوئی لہذا راقم الحروف نے مسائل و رسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمیمہ کی ایک فہرست بھی قارئین کی سہولت کے لئے تیار کر دی ہے نیز اس جلد میں شامل پانچ پر مستقل ابواب سے مسائل اگر کہیں ایک دوسرے کے تحت ضمناً مندرج تھے، تو ان کی فہرست ہم نے متعلقہ باب کی مفصل فہرست کے آخر میں بطور ضمیمہ ذکر کر دی ہے تاکہ ان مسائل کی تلاش میں دقت ابہام پیدا نہ ہو۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل چھ رسائل بھی اسی جلد کی زینت ہیں:

(۱) الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحبیۃ (۱۳۳۷ھ)

سجدہ تعظیمی کی حرمت کا مفصل بیان اور اس پر قرآن و حدیث سے دلائل و براہین

(۲) لمعة الضحیٰ فی اعفاء الحجی (۱۳۱۵ھ)

داڑھی کے وجوب، اس کی حد اور اس کو کتروانے یا منڈانے کی مذمت کا مدلل بیان

(۳) الطیب الوجیز فی امتعة الورث والابریز (۱۳۰۹ھ)

مرد و عورت کون سی دھاتیں کس وزن تک استعمال کر سکتے ہیں نیز ان کا مدار جوتے اور ٹوپی کی حد جواز کا بیان

(۴) مروج اللنجاء لخروج النساء (۱۳۱۵ھ)

عورتوں کے شرم پردہ کے احکام۔

(۵) صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین (۱۳۰۶ھ)

اس بات کا ثبوت کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہونا چاہئے۔

(۶) ابرالمقال فی قبلة الاجال (۱۳۰۸ھ)

بوسہ تعظیمی کے جواز کا بیان

ان میں سے مقدم الذکر دو رسالے پہلے سے فتاویٰ رضویہ قدیم کی کتاب الحظروالاباحۃ میں شامل تھے جبکہ چار رسائل اب شامل کے گئے ہیں۔

○

حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ
اگست ۲۰۰۲ء

فہرست مضامین مفصل

۱۱۴	شرع مطہر نے سونے، چاندی کی اباحت اصلہ کو منسوخ فرمادیا۔		ظروف و زیورات
۱۱۴	اقول ثانیاً۔	۱۱۱	(انگوٹھی، سونے، چاندی، بیتل اور لوہے وغیرہ کی اشیاء کا استعمال)
۱۱۴	بوٹاموں کے ساتھ زنجیریں لگانے سے تزین و تخی مقصود ہوتا ہے جو مرد کو ناجائز ہے۔	۱۱۱	کرتوں اور صدریوں وغیرہ میں چاندی کے بوٹام لگانے سے متعلق سوال۔
۱۱۴	مرد کے لئے چاندی کی چند چیزوں کا استعمال حرمت سے مستثنیٰ ہے۔	۱۱۱	چاندی کے صرف بوٹام ٹانگنے میں حرج نہیں۔
۱۱۴	اقول ثالثاً۔	۱۱۱	سونے کی گھنڈیوں کی اجازت سے متعلق تصریح فقہاء۔
۱۱۴	محرمات میں شبہ مثل یقین ہے۔	۱۱۲	گھنڈی اور بوٹام ایک ہی چیز صرف صورت کا فرق ہے۔
۱۱۳	ریشم کالیں یعنی پہننا، اوڑھنا اور جس امر میں ان کی مشابہت ہو ممنوع ہے باقی تمام طرق استعمال روا ہیں۔	۱۱۲	چاندی کی زنجیریں جو بوٹاموں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں سخت محل نظر ہیں۔
۱۱۳	چاندی کی زنجیروں کو چاندی کے کام پر قیاس کرنا درست نہیں کہ دونوں میں فرق بدیہی ہے۔	۱۱۲	سونے اور چاندی کے استعمال میں اصل حرمت ہے۔

۱۱۹	طیلساں کو گرہ لگانے سے محرم پر دم واجب ہوتا ہے جب پورا دن گرہ لگائے رکھے۔	۱۱۳	مرد کو ریشمی کمر بند نارا ہے۔
۱۱۹	ذر الطیلساں کا لغوی معنی	۱۱۴	چاندی کے پتر کے استعمال سے متعلق ایک حدیث پر گفتگو۔
۱۲۰	حقیقت اصل ہے اور بلا ضرورت مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔	۱۱۴	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا جبہ پہنا جس کے گریبان اور آستینوں اور چاکوں پر ریشم کی خیاطت تھی۔
۱۲۰	دوم (دوسرا فائدہ)	۱۱۵	علی بند اور پری بند نامی خاص زیور کے بارے میں سوال اور اس کا جواب۔
۱۲۰	لفظ ذہب منسوج و حجر دونوں کو شامل ہے۔	۱۱۵	کانچ کی چوڑیاں عورتوں کے لئے جائز بلکہ شوہر کے لئے سنگھار کی نیت سے مستحب ہے اور اگر شوہر یا والدین کا حکم ہو تو جواب ہیں۔
۱۲۰	لفظ ذہب حجر میں حقیقت اور کلابتوں پر اس کا استعمال از قبیل تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے۔	۱۱۶	مولوی عبدالرحمن صاحب گولڑوی کا گھنڈی اور سیم وزر کے بٹنوں سے متعلق ایک علمی سوال۔
۱۲۱	تکمہ فارسی میں زر کا ترجمہ ہے جسے عربی میں زبر، دجہ، جوزہ، جبرہ اور حبہ بھی کہتے ہیں۔	۱۱۷	قمیص کا گریبان ریشمی ہو یا اس کے بٹن ریشمی ہوں یا سونے کے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔
۱۲۱	وہ حلقہ جسے اردو میں تکمہ بولتے ہیں فارسی میں انگلہ اور عربی میں عروہ و وعلہ ہے۔	۱۱۷	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے چند قابل لحاظ فوائد کا ذکر۔
۱۲۱	سوم (تیسرا فائدہ)	۱۱۷	اول (پہلا فائدہ)
۱۲۱	بٹن بھی گھنڈیوں کی طرح تابع ہیں کہ علماء نے مطلقاً زر کو تابع بتایا اور زرا انھیں شامل ہیں۔	۱۱۷	زر کے لئے کپڑے میں سلا ہونا ضروری نہیں بلکہ محیط و مربوط و مغروز و مرکوز سب کو عام ہے۔
۱۲۱	معنی تابع پر بحث۔	۱۱۷	زر کے لغوی معنی کی تحقیق۔
۱۲۱	تابع کی متبوع سے معیت چاہئے نہ کہ خود اجناس مختلفہ سے ترکیب۔	۱۱۸	لمحہ جرمی کے شعر میں واقع لفظ قبضریہ اور لفظ علاقہ کی لغوی تحقیق۔
		۱۱۹	محرم بحالت احرام طیلساں یعنی بڑی چادر اوڑھ سکتا ہے مگر اس کو گرہ لگانا ممنوع ہے۔

۱۲۷	عورت کو زیور پہن کر نماز پڑھنے کا حکم۔	۱۲۱	انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل جائز ہے۔
۱۲۸	عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مالمؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر میں۔	۱۲۱	جبہ وغیرہ میں ریشم کا ابرہ یا استر مرد کو ناجائز ہے اور اس کے اند ریشم کا حشو جائز ہے۔
۱۲۸	بچنے والا زیور عورت کو کب جائز ہے۔	۱۲۲	چہارم (چوتھا فائدہ)
۱۲۹	آیہ کریمہ ولا یضربن بارجلھن الخ کی تفسیر۔	۱۲۳	حلی کا لغوی معنی
۱۲۹	لوہے اور پیتل کا زیور مسلمان کے ہاتھ پہنا مکروہ تحریمی ہے۔	۱۲۳	سونے کی تاروں سے منقش مزین کپڑا مرد کے لئے کس قدر جائز ہے۔
۱۲۹	کانہ کے برتن میں حرج نہیں اور اس کا زیور پہنا مکروہ ہے۔	۱۲۳	چشم (پانچواں فائدہ)
۱۲۹	سونے کی گھڑی جیب میں ہو تو نماز میں حرج نہیں۔	۱۲۴	ششم (چھٹا فائدہ)
۱۲۹	مرد و عورت دونوں کو سونے یا چاندی کی گھڑی میں وقت دیکھنا حرام ہے۔	۱۲۵	ہفتم (ساتواں فائدہ)
۱۲۹	جن اشیاء پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہو مرد اس کو استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ شے فی نفسہ ممنوع نہ ہو۔	۱۲۵	سونے چاندی کی زنجیروں کے عدم جواز کی دلیل۔
۱۲۹	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تانبے اور پیتل کے برتنوں میں کھانا ثابت نہیں۔ مٹی یا کاٹھ کے برتن تھے۔ اور پانی کے لئے مشکیزے۔	۱۲۶	عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز بلکہ شوہر کے لئے سنگھار کرنا باعث اجر عظیم ہے۔
۱۳۰	سونے یا چاندی کی منہال حرام ہے باقی چیزوں یعنی لوہے، پیتل، جست اور یشب وغیرہ پتھروں کی منہال میں حرج نہیں۔	۱۲۶	دلھن کو سجانا سنت قدیمہ ہے۔
۱۳۰	لڑکیوں کے زیور کے لئے کان چھدوانے کا کوئی خاص حصہ مقرر نہیں البتہ مشابہت کفار سے بچنا ضروری ہے۔	۱۲۶	کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی ممکنیاں آئیں سنت ہے۔
۱۳۰	عورتوں کے لئے ناک کا پھول پہننے میں دائیں یا بائیں جہت کی شرعا کوئی تخصیص نہیں۔	۱۲۷	قدرت کے باوجود عورت کا بے زیور رہنا مکروہ ہے۔
		۱۲۷	ایک حدیث میں وارد لفظ تعطر کے معنی کی تحقیق،

۱۳۶	سیم وزر کے چراغ میں فقیہہ روشن کرنا ممنوع ہے اگرچہ روشنی لینا مقصود نہ ہو۔	۱۳۰	تانبہ، میتل، لوہا اور کانسہ تو عورت کو پہننا بھی ممنوع ہے اس سے نماز بھی مکروہ ہوگی۔
۱۳۷	مردوں کو چاندی کا چھلا ہاتھ یا پاؤں میں پہننا حرام ہے۔	۱۳۰	چاندی کا چھلا عورتیں پہن سکتی ہیں مرد نہیں۔
۱۳۸	چاندی کی انگوٹھی بے ضرورت مہر کے لئے پہننا کیسا ہے۔	۱۳۰	مکروہ چیز پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
۱۵۰	جھوٹے کام کا جو تاپہنا مرد و زن کے لئے مکروہ ہے۔	۱۳۰	مسجد میں امام کو پاؤں دبوانے میں کوئی حرج نہیں۔
۱۵۲	سونے، چاندی، گلت اور ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۱۳۱	O رسالہ الطیب الوجیز فی امتعة الورق والابریز (مرد اور عورت کون کونسی دھاتیں اور کس وزن تک استعمال کر سکتے ہیں اور کامدار جو تے ٹوپی وغیرہ کے استعمال کی حد جواز کیا ہے۔)
۱۵۲	جس ٹوپی پر ریشم کا کام ہو تو اس کا پہننا جائز ہے یا ناجائز۔	۱۳۱	انگر کھے اور کرتے میں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر کے لگانے جائز ہیں،
۱۵۳	ریشم کا زار بند استعمال کرنا مرد کے لئے ناجائز ہے اور ناجائز کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔	۱۳۲	سونے چاندی کا استعمال مرد کے لئے مطلقاً حرام ہے۔
۱۵۳	لوہے، میتل اور تانبے وغیرہ کا چھلا اور زیور عورتوں کے لئے بھی ناجائز ہے چہ جائیکہ مردوں کے لئے۔	۱۳۲	چودہ صورتوں میں مرد کے لئے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔
	لباس وضع و قطع	۱۳۷	فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جو تاپہنا گناہ اور درزی اور موچی کو ایسے کپڑے اور جو تے سینا مکروہ ہے۔
۱۵۵	(لحاف، توشک، عمامہ، ٹوپی، جوتا، وضع و قطع، رنگ وغیرہ)	۱۳۱	مرد کے لئے شرعاً کیسی انگوٹھی جائز اور کیسی ناجائز ہے۔
۱۵۵	ریشمی کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے حدیث میں اس پر شدید وعیدیں وارد ہیں۔	۱۳۵	سونے اور چاندی کی گھڑیاں رکھنا ممنوع ہے۔

۱۶۱	غرارہ پہننا مردوں کے لئے ناجائز ہے۔	۱۵۷	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں میں سونا لے کر ارشاد فرمایا دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔
۱۶۱	کلیوں دار پائے ہندوستان میں خاص لباس عورت ہیں۔	۱۵۷	دو طرح کے مروج و مستعمل پانچاموں کی بابت سوال کہ ان میں سے کون سا افضل و استر ہے۔
۱۶۱	مسلمان مردوں کو عورتوں سے اور نکال و فساد بد وضع مردوں سے مشابہت حرام ہے۔	۱۵۸	اصل سنت ہے مستمرہ فعلیہ حضور پور نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازار یعنی تہبند ہے۔
۱۶۱	ٹخنوں سے نیچے لٹکتے ہوئے پائے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام ورنہ مردوں کے لئے مکروہ و خلاف اولیٰ ہیں۔	۱۵۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچامہ پہننے سے متعلق حدیث شدت ضعیف ہے۔
۱۶۱	پانچے بالکل کھٹنوں کے قریب تک رکھنا جہال و ہابیہ کی اختراعی ہے۔	۱۵۸	نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پانچامہ خریدنا بسند صحیح ثابت ہے۔
۱۶۱	شرع مطہر کی عادت کریمہ اور ایک مفید قاعدہ کلیہ۔	۱۵۹	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذن اقدس پانچامہ پہنتے تھے۔
۱۶۲	مرد کے لئے ازار یا پانچے کو نیم ساق تک رکھنا عزیمت اور کعبین تک رخصت ہے۔	۱۵۹	امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز شہادت پانچامہ پہنے ہوئے تھے۔
۱۶۳	اتنا چست لباس کہ اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہو ممنوع ہے۔	۱۵۹	اللہ تعالیٰ سے شرف کلام کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اوئی چادر، جبہ اور پانچامہ پہنے ہوئے تھے۔
۱۶۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عورتوں کے لباس سے متعلق پیشگوئی پر مشتمل کی ایک تشریح۔	۱۵۹	سب سے پہلے پانچامہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہنا۔
۱۶۳	لباس میں ملبوس عورت کو دیکھنا کب جائز ہے اور کب ناجائز ہے۔	۱۶۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچامہ پہننے والی عورتوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنو اور عورتوں کو بھی پہناؤ کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔
۱۶۳	ٹخنوں سے نیچے پائے رکھنا مردوں کو جائز ہے یا نہیں؟	۱۶۰	متعدد سندوں اور طرق کی وجہ سے بسا اوقات ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔
		۱۶۰	پانچامہ پہننا بلاشبہ مستحب بلکہ سنت ہے۔

۱۶۳	بطور عجب و تکبر ٹخنوں سے کپڑا نیچے لٹکانے والے مرد کے لئے حدیث میں سخت وعید۔	۱۴۲	آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے۔
۱۶۶	اسبال اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو یکم ظہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔	۱۴۲	موچی اور درزی کو فاسقوں کی وضع کے جوتے اور کپڑے سینے جائز نہیں اگرچہ اس کی اجرت زیادہ ملتی ہو۔
۱۶۶	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تہبند شریف۔	۱۴۳	لیڑی والی مردانہ جوتی عورتوں کو پہننا ناجائز ہے۔
۱۶۷	تین مبغوض و مغضوب اشخاص۔	۱۴۳	احادیث کریمہ سے مسئلہ کی تائید۔
۱۶۷	اسبال اگر براہ عجب و تکبر ہے تو حرام ورنہ مکروہ و خلاف اولیٰ نہ حرام و مستحق وعید۔	۱۴۳	عورتوں کی طرح مرد کو بال گوندنا مکروہ ہے۔
۱۶۷	ممنوع اسبال وہ ہے جو جانب کعبین سے ہو نیچہ کی جانب سے اگر پائچے پشت پا پر ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اس طرح کا اسبال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔	۱۴۳	محمد بن سلیمان بن حبیب اسدی (تغییر کے ساتھ) دسویں طبقے کا معتبر راوی ہے۔
۱۶۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ازار مبارک اکثر نصف سابق تک ہوتا تھا۔	۱۴۵	ٹوپی بچی یا جھوٹی سلمہ ستاروں یا ریشم کی شرعاً کیسی ہے۔
۱۷۰	نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص مبارک نیم سابق تک تھی اور کم طول بھی وارد ہے، گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا، دامن کے چاک کھلے ہوتے اور ان پر ریشمی کپڑے کے گوٹ تھے، اس زمانے میں گھنڈی کٹے ہوتے تھے، بٹن ثابت نہیں۔ رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید ہے۔	۱۴۵	ریشمی رومال ہاتھ میں لینا، جیب میں ڈالنا اور اس سے منہ پونچھنا جائز بلکہ کندھے پر ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔
۱۷۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ اقدس کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ تھا۔	۱۴۵	ریشم کے بارے میں ضابطہ
۱۷۱	بلاوجہ شرعی قوم کے عرف و عارف سے خروج مکروہ ہے۔	۱۴۶	ریشم کا صرف پہننا مرد کو ممنوع ہے نہ کہ باقی طرق استعمال۔
۱۷۲	چوڑی دار پاشجامہ پہننا، بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چٹانا اور اس کو شرعی پاجامہ کہنا کیسا ہے۔		

۱۸۴	انگریزی ہیٹ اور پتلون پہننا کیسا ہے۔	۱۷۶	ریشمی جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے۔
۱۸۴	لباس کے بارے میں اصل کلی۔	۱۷۶	ریشمی کپڑا پہننا اور بیچنے کے لئے کندھنے پر اٹھانا جائز ہے۔
۱۸۵	کس کس رنگ کے کپڑے پہننے جائز ہے اور کون سے ناجائز ہیں۔	۱۷۷	پارچہ رینڈی کے بارے میں سوال کہ یہ از قسم حریر ہے یا نہیں۔
۱۸۶	لباس کون سا مسنون اور کون سا خلاف سنت ہے۔	۱۷۹	نُسر نامی کپڑے کے بارے میں سوال جو چمک و ملائمت میں ریشم سے کمتر ہوتا ہے۔
۱۸۶	عمامہ میں سنت یہ ہے کہ اڑھائی گز سے کم اور چھ گز سے زائد نہ ہو اور اس کی بندش گنبدی نما ہو۔	۱۷۹	ریشم اور نُسر کی تعریف۔
۱۸۷	اعتبار مکروہ ہے۔	۱۸۰	اصل اشیاء میں اباحت ہے۔
۱۸۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا، پاجامہ خریدنا اور اس کی تعریف کرنا ثابت ہے مگر پہننا ثابت نہیں۔	۱۸۰	جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اس پر جرأت ممنوع و معصیت ہے۔
۱۸۷	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک میں بٹن ثابت نہیں چاک دونوں طرف تھے اور گریبان سینہ اقدس پر تھا۔	۱۸۰	ضابطہ کی تائید قرآن مجید اور اقوال ائمہ سے۔
۱۸۷	زرد رنگ کا کپڑا پہننا مرد کو خصوصاً عالم کو کیسا ہے۔	۱۸۱	حریر شرعاً اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کپڑے کے لعاب سے بنایا جاتا ہے۔
۱۸۸	خالص ریشمی رومال اگر ہاتھ میں لینے کا ہے تو مرد استعمال کر سکتا ہے اور اگر اوڑھنے کا ہے تو نہیں کر سکتا۔	۱۸۱	جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحت اصلہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں۔
۱۸۸	کھنوب یا محمل اگر سوتی ہو تو مرد کو جائز ہے اور ریشمی ہو تو ناجائز ہے۔	۱۸۲	شملمہ کہاں تک رکھنا مسنون اور کہاں تک مباح اور کہاں تک ممنوع و حرام ہے۔
۱۸۸	عورت خاوند کو اپنے ساتھ لٹا کر ریشمی لحاف یا چادر اس کو اوڑھادے تو ناجائز ہے۔	۱۸۲	شملمہ کی چھ قسمیں ہیں۔
۱۸۸	مرد کو ریشمی محمل ناجائز ہے اور سوتی جائز ہے۔	۱۸۳	زعفران اور کسم اگر دوسرے رنگوں میں تھوڑے سے شامل کردئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں۔
۱۸۸	عورت کو پاجامہ ٹخنہ کھول کر پہننا چاہئے یا ڈھانک کر۔	۱۸۴	نیا کپڑا یا جو استعمال کرنے پر کیا پڑھے اور کون سے روز استعمال کرے درزی کو سلنے کے لئے کس روز دے۔

۱۸۹	مرد و عورت کے لئے کونا لباس سنت اور کون سا خلاف سنت ہے۔	۱۸۹	زرد جوتا مورث سرور فرحت ہے۔
۱۸۹	لباس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس میں تین امور کا لحاظ رکھا جائے (۱) اس کی اصل حلال ہو۔ (۲) رعایت ستر (۳) لحاظ وضع۔	۱۸۹	قرآنی آیت سے زرد جوتے کے باعث سرور ہونے پر استدلال۔
۱۹۰	ہندوؤں کا زنا اور نصاریٰ کا بیٹ استعمال کرنا کفر ہے۔	۱۹۰	سرخ رنگ کے بال میں احادیث نبی و احادیث جواز میں تطبیق۔
۱۹۱	اچکن، چکن اور شیر وانی نئی تراش کے لباس ہیں۔	۱۹۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرخ جوڑا پہننا بیان جواز کے لئے ہے۔
۱۹۱	عادت میں جدت ممنوع نہیں۔	۱۹۱	دستار باندھنے کا طریقہ مسنونہ۔
۱۹۲	دھوٹی کہ لباس ہندو ہے ممنوع ہے۔	۱۹۲	دو شملے رکھنا سنت ہے۔
۱۹۲	کوٹ پتلون ممنوع ہے۔	۱۹۲	ضمیمہ لباس و وضع قطع
۱۹۲	ترکی ٹوپی کی ابتداء نیچریوں سے ہوئی۔	۱۹۲	جبہ وغیرہ میں ریشم کا لبرہ یا ستر مرد کو ناجائز اور اس کے اندر ریشم کا حشو جائز ہے۔
۱۹۳	کفار و فساق کی وضع مخصوص سے احتراز لازم ہے۔	۱۹۳	سونے کی تاروں سے منقش مزین کپڑا مرد کے لئے کس قدر جائز ہے۔
۱۹۳	ایسا لباس پہننا جس سے مسلمان و کافر میں فرق نہ رہے حرام بلکہ کئی صورتوں میں کفر ہے۔	۱۹۳	دیکھنا اور چھونا
۱۹۴	جاپانی اور ولایتی سلک کے کپڑے پہننا مرد اور عورت کے لئے جائز ہیں یا نہیں۔	۱۹۴	(پردہ ستر عورت، زنا، مشیت زنی، دیوثی، خلوت، بلوغ وغیرہ)
۱۹۴	کون سا محمل مرد کے لئے جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے۔	۱۹۴	جیسے مرد کے لئے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت کے لئے غیر مرد کی طرف نظر کرنا بھی حرام ہے۔
۱۹۴	مرد کو سرخ اور زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی اجازت ہے یا نہیں۔	۱۹۴	مشیت زنی فعل ناپاک و حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت آتی ہے۔
۱۹۶	معصفر و مزعفر کا معنی۔	۱۹۶	

۲۰۹	علائیہ فاحشہ زانیہ عورتوں کے مرد دیوث ہیں۔	۲۰۳	عدم حرمت مشیت زنی کے لئے تین شرائط، سر عام ستر عورت کی خلاف ورزی کرنیوالے فاسق فاجر و لعنتی ہے۔
۲۰۹	تین شخص جنت میں نہ جائیں گے دیوث، مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی۔	۲۰۳	ستر غلیظ کھول کر بلاوجہ سب کے سامنے آنے والا سخت تعزیر کا مستحق ہے۔
۲۱۰	والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا۔	۲۰۴	فاحشہ مسلمان عورت سے دوسری مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم ہے اگرچہ حقیقی بہن ہو۔
۲۱۰	بدکار عورتوں اور دیوث مردوں سے دوستی رکھنے والے قیامت میں انہی کے ساتھ انھیں گے۔	۲۰۵	صحبت بد سے برا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا، جب پڑ جاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دشوار ہے لہذا امان و سلامت جدار بننے میں ہے۔
۲۱۰	روز حشر میں ہر شخص اپنے دوستوں کے ساتھ اٹھے گا۔	۲۰۵	یار بد بدتر بود از مار بد۔
۲۱۱	بنی اسرائیل میں پہلی خرابی کیسے آئی۔	۲۰۵	پردہ کے باب میں بیرونی و غیر پیر کا حکم کیا ہے۔
۲۱۱	فاسقوں کے ساتھ کھانے پینے کا اثر۔	۲۰۵	اجنبی جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی بیرونی و غیرہ کے سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کے لئے مشروط اجازت ہے۔
۲۱۱	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کا وبال۔	۲۰۶	اپنے پیرومرشد کے پاؤں چومنا درست ہے۔
۲۱۲	بد مذہبوں اور فاسقوں سے مجالست و مواصلت ممنوع ہے۔	۲۰۷	عورت کب اذن شوہر کے بغیر کسی عارف کامل سے شرف بیعت حاصل کرنے اور علم دین و راہ سلوک سیکھنے جاسکتی ہے اور کب نہیں۔
۲۱۲	یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی۔	۲۰۸	شوہر بیوی کو بلا ضرورت شرعی باہر جانے کی اجازت دے تو دونوں گنہگار ہیں۔
۲۱۲	بروں کے ساتھ اچھوں کی ہلاکت کیوں۔	۲۰۸	غیر منکوحہ عورت سے مرد کا کون سی خدمت کن شرائط کے ساتھ لینا جائز ہے۔
۲۱۲	بد مذہب مستحق تہلیل ہیں لہذا نماز کی امامت نہیں کرا سکتے کیونکہ امامت اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے۔	۲۰۸	جوان اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے۔
		۲۰۹	طوائفوں اور ان کے مردوں سے میل جول ان کو اپنی تقریبات میں بلانا اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور اپنی عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے کرنا نہایت شنیع و ناپاک و باعث عذاب ہے۔

۲۱۵	فحش گوئی کرنے والا منحوس ہے۔	۲۱۲	فاسق کی امامت ممنوع ہے۔
۲۱۵	بدزبان و بے حیا کے نسب میں خلل ہوتا ہے۔	۲۱۲	عورت کی فطرت و خصلت۔
۲۱۵	بچپن کی عادت کم چھوٹی ہے۔	۲۱۲	صحبت بدکاثر مستقل مردوں کو بگاڑ دیتا ہے۔
۲۱۶	والدین اور بہنوں کی موجودگی میں مکاں کی ایک کوٹھڑی میں اجنبیہ عورت سے خلوت و زنا کاری کیسی ہے۔	۲۱۳	اچھی اور بری صحبت کے اثر سے متعلق ایک حکمت بھری حدیث بطور تمثیل۔
۲۱۷	جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپھا، خالو، چچا زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، سب عورت کے لئے اجنبی ہیں۔	۲۱۳	فحش گیت شیطانی رسم اور کافروں کی ریت ہے۔
۲۱۷	دیور کو حدیث میں موت کہا گیا۔	۲۱۳	بے حیائی کی بات سے حیا والا ناراض ہو جاتا ہے۔
۲۱۷	شوہر کو ناراض کرنے والی عورت کے لئے وعیدات،	۲۱۳	شیطان ملعون بے حیائی کا استاد ہے۔
۲۱۷	عورت کو شوہر کے خلاف بھڑکانے والے شیطان کے پیارے ہیں۔	۲۱۳	جنت ہر فحش بننے والے پر حرام ہے۔
۲۱۷	تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی یعنی قبول نہیں ہوتی۔	۲۱۴	بے ضرورت و حاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی ناجائز و خلاف حیا ہے۔
۲۱۸	ناپسندیدہ امام کے لیے وعید شدید۔	۲۱۴	حیا ایمان ہے اور ایمان والا جنت میں ہے۔
۲۱۷	مسئلہ کی تائید میں گیارہ احادیث کریمہ۔	۲۱۴	فحش گوئی بگھا ہے اور جفا والا دوزخ میں ہے۔
۲۲۱	○ رسالہ مروج النجاء لخروج النساء (عورتوں کے شرعی پردے کہ خواتین کو کہا جانے کی اجازت اور کہاں جانے کی ممانعت ہے)	۲۱۴	شرم اور کم سخن ایمان کی دو شاخیں ہیں۔
۲۲۱	سولہ ۱۰ سوالات پر مشتمل استفتاء۔	۲۱۴	فحش گوئی اور زبان درازی منافقت کے دو شعبے ہیں۔
۲۲۱	۱۔ س مکان میں محارم و غیرہ محارم موجود ہوں وہاں عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۴	فحش کبھی چیز میں داخل ہو تو اس کو معیوب اور حیا کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو مزین کر دیتا ہے۔

۲۲۱	۲- جس گھر میں نامحرم مرد و عورت ہیں وہاں کسی تقریب میں رفق پہن کر عورت جاسکتی ہے یا نہیں۔	۲۲۱	۱۰- مکان کے مالک دو ہیں ایک عورت کا خاوند اور دوسرا نامحرم تو وہاں اس کا جانا کیسا ہے۔
۲۲۱	۳- کسی ایسے مکان میں عورت کا جانا کیسا ہے جس کا مالک تو اس کا نامحرم ہے مگر اس کی بیوی اس عورت کی محرم ہے اور مالک مکان سے سامنا بھی نہیں ہوگا۔	۲۲۲	۱۱- گھر میں محفل عام ہے جس میں باپردہ اور بے پردہ عورتیں۔ محرم و نامحرم مرد سب موجود ہیں مگر یہ عورت چادر کا پردہ کر کے بیٹھ سکتی ہے تو وہاں جانا اس کے لئے کیسا ہے۔
۲۲۱	۴- کسی ایسے مکان میں عورت کا جانا کیسا ہے جس کا مالک نامحرم ہے اور اس گھر میں کوئی عورت بھی اس کی محرم نہیں۔	۲۲۲	۱۲- جہاں منہیات شرعیہ پر مشتمل تقریب ہو رہی ہو تو وہاں کسی مرد یا عورت کا جانا کیسا ہے اگرچہ الگ تھلک بیٹھے اور متوجہ ہو۔
۲۲۱	۵- گھر کا مالک نامحرم ہے اس گھر میں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے مگر وہ عورت گھر کے مالک کی نامحرم ہے اس میں عورت کا جانا جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۲	۱۳- جس گھر کے لوگ کسی عورت کے نامحرم ہوں وہ عورت اپنی محارم عورتوں کے ساتھ وہاں جاسکتی ہے یا نہیں۔
۲۲۲	۶- جس گھر میں عورت اس عورت کو محرم ہیں اور مالک مکان نامحرم ہے مگر وہ جلسہ عورت میں آتا نہیں وہاں اس عورت کا جانا کیسا ہے۔	۲۲۲	۱۴- جہاں عورت کو جانا جائز نہیں وہاں اس کے لئے شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں۔
۲۲۲	۷- گھر کا مالک نامحرم ہے مگر وہ گھر میں آتا نہیں اور عورت بھی اس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۲	۱۵- مرد کو اپنی بیوی کو مجالس و محافل ممنوعہ سے منع کرنے یا نہ کرنے کا کیا حکم ہے اور بیوی پر اتباع و عدم اتباع سے کس درجہ نافرمانی کا اطلاق ہوگا اور مرد کو شریک ہونے یا نہ ہونے کا کیا حکم ہے۔
۲۲۲	۸- جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نامحرم ہیں تو عورت کا جانا جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۳	۱۶- ایک مکان میں عورتوں کا مجمع الگ اور مردوں کا الگ ہے مگر نامحرم مردوں کی آواز سنتی ہیں ایسی جگہ محفل میلاد وغیرہ منعقد ہو تو اپنی محارم کو وہاں بھیجنا چاہئے یا نہیں۔
۲۲۲	۹- مالک مکان نامحرم اور دوسرے شخص محرم ہیں۔ نامحرموں سے سامنا نہیں ہوتا تو وہاں عورت کو جانا کیسا ہے۔	۲۲۳	صور جزئیہ کے جواب میں سے قبل مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے سات اصولوں کا بیان۔
		۲۲۳	اصل اول

۲۲۷	جواب سوال چہارم۔	۲۲۳	عورت کو اپنے محرم مردوں اور عورتوں کے ہاں کسی مندوب یا مباح دینی و دنیوی کام کے لئے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔
۲۲۷	جواب سوال پنجم۔	۲۲۳	اصل دوم۔
۲۲۷	جواب سوال ششم۔	۲۲۳	غیر محرم مردوں اور عورتوں کے ہاں کسی تقریب میں عورت کو جانے کی اجازت نہیں چاہئے شوہر کے اذن سے ہو بلکہ اذن دے کر شوہر خود گنہگار ہوگا سوائے چند استثنائی صورتوں کے۔
۲۲۷	جواب سوال ہفتم۔	۲۲۳	اصل سوم۔
۲۲۹	جواب سوال ہشتم و نہم۔	۲۲۳	کسی کے مکان سے مراد اس کا مکان سکونت ہے نہ کہ مکان ملک۔
۲۲۹	جواب سوال دہم۔	۲۲۳	اصل چہارم۔
۲۲۹	جواب سوال یازدہم۔	۲۲۳	محرم مردوں سے مراد کونسے مرد ہیں۔
۲۲۹	جواب سوال دوازدہم۔	۲۲۴	اصل پنجم۔
۲۳۰	جواب سوال سیزدہم۔	۲۲۴	محرم عورتوں سے مراد کون سی عورتیں ہیں۔
۲۳۰	جواب سوال چہار دہم۔	۲۲۴	اصل ششم۔
۲۳۰	جواب سوال پانزدہم۔	۲۲۴	وہ مواضع جو اجانب و محرم کسی کے مکان نہیں وہاں عورت کے لئے جانا کن صورتوں میں جائز اور کن صورتوں میں ناجائز ہے۔
۲۳۰	جواب سوال شانزدہم۔	۲۲۵	اصل ہفتم۔
۲۳۴	مرد ڈاکٹر سے اجنبی عورت کو ملاحظہ کرانا جائز نہیں۔	۲۲۵	مکان غیر و غیر مکان میں جانا بشرائط مذکورہ جائز ہونے کی نو صورتیں ہیں۔ ۱۔ قابلہ، ۲۔ غاسلہ، ۳۔ نازلہ، ۴۔ مریضہ، ۵۔ مضطرہ، ۶۔ حاجہ، ۷۔ مچاہدہ، ۸۔ مسافرہ، اور ۹۔ کاسبہ۔
۲۳۴	زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز حتیٰ کہ فرج و ذکر کو بھی۔	۲۲۶	تنبیہ: نومذکورہ صورتوں کے علاوہ تین صورتیں اور بھی ہیں شاہدہ، طالبہ اور مطلوبہ۔
۲۳۴	شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے۔	۲۲۶	جواب جزئیات۔
۲۳۴	مرد اپنی مردہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔	۲۲۶	جواب سوال اول۔
۲۳۴	عورت اپنے مردہ شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔	۲۲۷	جواب سوال دوم۔
۲۳۵	نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے۔	۲۲۷	جواب سوال سوم۔

۲۳۵	اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے۔	۲۳۵	خسر سے پردہ واجب نہیں مگر جیٹھ اور دیور سے واجب ہے۔
۲۳۶	جوان عورتوں کو دیکھنا ممنوع ہے اور اس پر حجاب لازم ہے۔	۲۳۶	پردہ سے متعلق ضابطہ کلیہ۔
۲۳۷	رہنڈیوں کو بلا توبہ مرید کرنے والا اور انھیں ترک فحاشی کی تلقین نہ کرنے والا پیر فاسق ہے اس کے ہاتھ بیعت ناجائز ہے۔	۲۳۷	جوان ساس کا داماد سے اور خسر کا بہو سے پردہ کرنا کیسا ہے۔
۲۳۷	بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل اجنبی کی مثل ہے بلکہ اس سے بھی زائد۔	۲۳۷	محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب اور محارم غیر نسبی سے پردہ کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔
۲۳۷	ایک شخص نے طوائف سے ناجائز تعلق رکھا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اب وہ تائب ہونا چاہتا ہے مگر خدشہ ہے کہ اگر وہ قطع تعلق کرے تو لڑکی بھی طوائف بن جائے گی۔ ایسی صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔	۲۳۸	کسی مرد کا سوتیلی ماں کے ساتھ تنہا کمرے میں رات کو سونا یا روزمرہ کا ایسا برتاؤ اختیار کرنا جیسا میاں بیوی میں ہوتا ہے جس سے لوگ انھیں مشکوک سمجھیں ناجائز ہے اور ایسے برتاؤ سے ان پر احتراز لازم ہے اگرچہ سوتیلی ماں محرمات میں سے ہے۔
۲۳۹	زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔	۲۳۹	عورت کو خوش الحانی سے بآواز بلند پڑھنا کہ نغمہ کی آواز نامحرموں تک جائے حرام ہے۔
۲۳۹	عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہے۔	۲۳۹	مسئلہ کی تائید میں عبارات فقہاء۔
۲۳۹	وعظ و میلاد کی محفل میں عورت کن شرائط کے ساتھ مسجد میں جاسکتی ہے۔	۲۳۹	عورت کو بآواز بلند تبلیہ کہنے کی اجازت نہیں۔
۲۳۹	جو اپنے اہل زمانہ کو نہ پہنچانے وہ جاہل ہے۔	۲۳۹	عورت کو اپنی آواز اونچی کرنا اور اس میں تمطیط، تلہین اور تقطیع جائز نہیں۔
۲۳۹	عورتوں کو بلا پردہ پیر کے ہاں جانا یا پیر کا عورتوں کو اپنے پاس بلانا کیسا ہے۔	۲۳۹	عورت کو اذان دینا جائز نہیں۔
۲۴۰	ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو عورتوں کا بطور سفر شہر سے باہر جانا اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلانا ممنوع اور سخت فتنہ ہے۔	۲۴۰	عورت کو اذان دینا جائز نہیں۔
۲۴۰	چہار شنبہ محض بے اصل ہے۔	۲۴۰	زانی و دیوث فاسق ہیں ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور میل جول سے احتراز چاہئے۔
۲۴۰	عورتوں کا مل کر گھر میں میلاد یا شہادت پڑھنا کہ آواز باہر جائے ناجائز ہے۔	۲۴۰	کن اشخاص سے پردہ نہ کرنا اور ان کو اپنی آواز سنانا اور ان سے گفتگو کرنا عورت کے لئے جائز ہے۔
۲۴۰	عورت کی آواز بھی عورت ہے۔	۲۴۰	

۲۳۶	ایک طوائف کا باقاعدہ نکاح ہوا اس کی نانکھ اور نانکھ کے پیر و کار وکیل اور طوائف کے پرانے یار اب اس کو شش میں ہیں کہ کسی طرح یہ نکاح ناجائز قرار دے دیا جائے تاکہ پھر وہ طوائف پرانی حرام کاریاں شروع کر دے۔ اس سلسلہ میں ہر ایک پر حکم شرع کیا ہے۔	۲۳۳	عورتوں کو جنگوں اور پہاڑوں میں بھیجنے والے اور ان کو غیر محرم مردوں سے ہنسی مذاق کی کھلی اجازت دینے والے مرد دیوث ہیں۔
۲۳۶	فضول و بے مقصد بات کے بارے میں فتویٰ نہیں پوچھنا چاہئے۔	۲۳۳	دیوث پر جنت حرام ہے۔
۲۳۶	جو لوگ اللہ و رسول کو پیٹھ دے کر دیدہ و دانستہ علانیہ کبائر عظیمہ کا ارتکاب کریں ان پر فتویٰ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔	۲۳۳	احکام شریعت سے تمسخر و استہزاء اور عالم دین پر لعن طعن کرنا کفر صریح ہے اور اس سے عورتیں نکاح سے نکل جاتی ہیں۔
۲۳۶	متکوحہ طوائف کو شوہر سے الگ کرنے اور حرام کاری پر مجبور کرنے والوں سے مسلمانوں کو قطع تعلق کرنا اور ان سے میل جول سلام کلام چھوڑ دینا ضروری ہے۔	۲۳۳	مشت زنی کر نیوالے کے لئے وعیدات شدیدہ اور اس گناہ سے بچنے کا طریقہ۔
۲۳۷	ایک شخص اپنی بیوی سمیت خسر کے گھر رہتا ہے اور سالی سے زنا کرتا ہے جس سے لڑکی کے باپ دادا سب واقف ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے۔	۲۳۳	اجنبی جوان عورت کو جو ان مرد کے ہاتھ پاؤں چھونا جائز نہیں اگرچہ پیر ہو۔
۲۳۷	دیوث لعنتی ہے اسے امام بنانا جائز ہے۔	۲۳۵	جوان لڑکیوں کا اپنی ماں کے پیر اور پیر کی اولاد کے سامنے آنکب جائز اور کب ناجائز ہے۔
۲۳۷	مرتب کبیرہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں، نہ اس پر مردوں والے احکام جاری ہوتے ہیں۔	۲۳۵	بالغ دولہا کے بدن پر محرم و نامحرم عورتیں ابٹن ملا کرتی ہیں یہ عمل کیسا ہے۔
۲۳۷	عورت کا غیر محرم منہار کے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور اس سے چوڑیاں ڈلوانا اور شوہر کا اس پر راضی ہونا کیسا ہے۔	۲۳۵	شریعت نے مرد و عورت میں مذاق کا کوئی رشتہ نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندوئی رسم ہے۔
		۲۳۵	عورتوں کا باہم گلا ماکر مولود شریف پڑھنا جس سے ان کی آوازیں غیر محرموں کو سنائیں دیں باعث ثواب نہیں بلکہ باعث گناہ ہے۔

۲۳۸	سلام و تحیت و تعظیم سادات	عورتوں کا غیر محرموں کے ساتھ نوکری کرنا پانچ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔
۲۳۹	(مصافحہ، معافتہ، بوسہ دست و پا وغیرہ طواف قبر، سجدہ تعظیمی)	عورتوں کا قبرستان جانا ممنوع ہے اور سینہ زنی حرام۔
۲۳۹	کپڑوں کے اوپر معافتہ جہاں خوف فتنہ و شہوت نہ ہو مشروع ہے۔	عورتوں کا گھر سے نکلنا اور تعزیہ وغیرہ دیکھنے جانا جائز اور مردوں کا اس کو روکنا کھنا بے غیرتی ہے مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا اور نہ اولاد میں خلل آتا ہے۔
۲۵۱	معافتہ سفر و حضر میں چند شرائط کے ساتھ مطلقاً جائز ہے تخصیص سفر ثابت نہیں۔	غیر محرم پیر سے عورت کو پردہ واجب ہے۔
۲۵۲	سب سے پہلے معافتہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔	جو پیر عورتوں کے بیچ میں بیٹھ کر حلقہ کرائے اور توجہ ایسی دے کہ وہ اچھلنے کودنے لگیں اور آوازیں بلند کرنے لگیں وہ شرح کی خلاف ورزی اور بے حیائی کا مرتکب ہے اس سے بیعت نہیں ہونا چاہئے۔
۲۵۲	معافتہ افزونی محبت پر ایک قوی دلیل ہے۔	ضمیمہ دیکھنا اور چھونا
۲۵۲	عبارات ائمہ سے مسئلہ کی تائید۔	لباس میں ملبوس عورت کو دیکھنا کب جائز ہے اور کب ناجائز۔
۲۵۳	کس صورت میں معافتہ ناجائز و حرام ہے۔	اپنے پیر و مرشد کے پاؤں چومنا درست ہے۔
۲۵۳	معافتہ کے جواز و نفی پر وارد احادیث میں تطبیق۔	صحابی نے حضور کی اجازت سے آپ کے سر اور پاؤں کو بوسہ دیا۔
۲۵۳	امام ابو منصور ماتریدی اہل سنت کے پیشوا ہیں۔	زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں۔
۲۵۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافتہ فرمایا اور بوسہ دیا۔	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ بوسہ میں اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔
۲۵۳	حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔	چھونا اور چٹنا بوسہ کی مثل ہے۔
۲۵۳	ایک صحابی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو والہانہ انداز میں گلے لگانا اور آپ کے بدن اطہر کو چومنا۔	بچے کا کوئی ستر نہیں۔
		بیگانہ مرد کا بے پردہ عورت کے پاس جانا ہر حالت میں حرام اور پردہ کی حالت میں نفاس وغیرہ نفاص یکساں ہیں۔

۲۵۹	قاعدہ شرعیہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا واجب ہے اور بے مدرک شرعی تنقید و تخصیص مردود و باطل ہے۔	۲۵۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تالاب میں صحابہ کرام کے ساتھ تیرنا۔
۲۶۰	احادیث نہی معافقہ کی توجیح۔	۲۵۵	فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں اپنا بار کہا،
۲۶۱	بے حالت سفر معافقہ کے ثبوت پر سولہ احادیث کریمہ۔	۲۵۶	صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن اطہر سے لپٹ گیا اور بوسہ دیا۔
۲۶۱	فضیلت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	۲۵۶	حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدن اقدس سے چپٹا لیا۔
۲۶۳	بدن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حجاب چومنے کے لئے اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حیلہ۔	۲۵۶	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مصافحہ و معافقہ۔
۲۶۴	شان علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۲۵۷	قیامت میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت جیسی ہوگی۔
۲۶۵	شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۲۵۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر کھڑے ہوئے ان کی پیشانی کو چوما اور ان سے بغلیں ہو کر کچھ دیر انس حاصل فرماتے رہے۔
۲۶۵	مرتبہ و مقام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں۔	۲۵۸	معافقہ کو ہر وقت حرام کہنا محض غلط و باطل اور شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔
۲۶۶	دل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	۲۵۸	بعد نماز عید جو معافقہ ہمارے ہاں رائج ہے بشرائط مذکورہ جائز ہے۔
۲۶۶	شان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۲۵۸	علائے گناہ کی توبہ بھی علانیہ چاہئے اور پوشیدہ کی پوشیدہ۔
۲۶۷	ہر شخص کو اپنے بھائیوں سے معافقہ کرنا چاہئے۔	۲۵۹	جواز معافقہ کی شرائط۔
		۲۵۹	معافقہ کے جواز میں تخصیص سفر کا دعویٰ محض بے دلیل ہے۔

۲۷۸	سنت جب بھی ادا کی جائے سنت ہی ہوگی تاوقتیکہ خاص کسی خصوصیت پر شرع سے تصریح نہیں ثابت نہ ہو۔	۲۷۸	مسلمان کو خواب نبوت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑہ ہے۔
۲۷۸	مولوی اسماعیل دہلوی نے روز عید معافقہ کو بدعت حسنہ قرار دیا۔	۲۷۸	خواب نبوت کا کون سا حصہ ہے۔
۲۷۹	○ رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین (دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے مسنون ہونے کا ثبوت اور اس کو ناجائز قرار دینے والے غیر مقلد کا ردِ مبلغ)	۲۷۹	نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر مبشرات ہوں گی (حدیث رسول)۔
۲۷۹	دونوں ہاتھوں سے مصافحہ جائز ہے اکابر علماء نے اس کے مندوب و مسنون ہونے کی تصریح فرمائی۔	۲۷۹	مبشرات سے کیا مراد ہے۔
۲۷۹	مصافحہ بالبدن کی ممانعت پر نام کی بھی کوئی حدیث موجود نہیں۔	۲۷۹	خواب کے متم بالشان ہونے کے بارے میں احادیث متوفر و متواتر ہیں۔
۲۷۹	جائز شرعی کی ممانعت و مذمت پر اترا نا شریعت مطہرہ پر افتراء کرنا ہے۔	۲۷۹	جو اچھا خواب دیکھے واللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے۔
۲۷۹	ایک واقعہ طیبہ اور روایات صالحہ کا ذکر۔	۲۷۹	امام قاضی خاں کو خواب میں دیکھنے پر مصنف علیہ الرحمہ کا اظہار مسرت و اطمینان۔
۲۷۹	مصنف علیہ الرحمہ کو خواب میں امام قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی زیارت حاصل ہوئی جس میں امام موصوف نے مصنف علیہ الرحمۃ کو مسئلہ دین و رد منکرین کی تعلیم فرمائی	۲۷۹	سنت صحابہ ہے کہ اپنے قول کے مؤید خواب پر شاد ہوئے اور دیکھنے والے کو انعام سے نوازتے۔
۲۷۹	مناقب امام قاضی خاں۔	۲۷۹	مصنف علیہ الرحمۃ نے اس خواب کو کیوں ذکر فرمایا۔
۲۷۹	مستند ایثاں حدیث انس است واو را مفہوم نیست۔ (مقولہ امام قاضی خاں)۔	۲۷۹	غیر مقلدین کا محل استناد حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مذکور لفظ "ید" ہے جس بصریہ مفرد واقع ہوا ہے۔
۲۷۹	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب کو امر عظیم جاننے اور نماز صبح کے بعد پوچھتے کہ آج کی رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔	۲۷۹	امام قاضی خاں علیہ الرحمۃ نے خاص حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیر مقلدین کا مستند کیوں بنایا حالانکہ کلمہ "ید" بصریہ مفرد اس کے علاوہ بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے۔

۲۷۵	اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چھوہارا یا ایک نوالہ خرچ کرنے والے مسلمان کا اجر و ثواب۔	۲۷۳	جن احادیث مصافحہ میں لفظ "ید" بصیغہ مفرد آیا ہے وہ تین قسم ہیں۔
۳۷۶	ایک ہاتھ سے مصافحہ والی حدیث کا مطلب۔	۲۷۳	قسم اول۔
۲۷۶	قسم دوم۔	۲۷۳	وہ احادیث جن میں مصافحہ کی ترغیب اور اس کے فضائل کا بیان ہے۔
۲۷۶	وہ احادیث جن میں مصافحہ کے بارے میں وقائع جزئیہ کی حکایت ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلاں صحابی نے فلاں شخص سے یوں مصافحہ فرمایا۔	۲۷۳	حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۲۷۶	حدیث بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۲۷۴	حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۲۷۷	حدیث معجم کبیر طبرانی۔	۳۷۴	حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۲۷۷	حدیث طبرانی پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔	۲۷۴	حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر ۱۔
۲۷۷	ابوداؤد اعمیٰ رافضی سخت مجروح متروک ہے امام ابن معین نے اسے کاذب کہا۔	۲۷۴	حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر ۲۔
۲۷۸	وقائع جزئیہ حکم عام کو مفید نہیں۔	۲۷۴	خلاصہ احادیث یہ ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح چھڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔
۲۷۸	واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اور قضیہ معین عام نہیں ہوتا۔	۲۷۵	مقام ترغیب و ترہیب میں غالباً اونٹنی کو بھی ذکر کرتے ہیں جب اس قدر پر یہ ثواب و عقاب ہے تو زائد میں کتنا ہوگا۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس سے زائد محذور یا مندوب نہیں۔
۲۷۸	وقائع جزئیہ کا مفاد۔	۲۷۵	ترہیب کی مثال۔
۲۷۸	کسی واقعے میں دوامروں میں سے ایک کا وقوع چار وجہوں سے ہو سکتا ہے۔	۲۷۵	جو کسی مومن کے قتل پر آدمی بات کہہ کر اعانت کرے وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا "خدا کی رحمت سے ناامید"
		۲۷۵	ترغیب کی مثال۔

۲۸۴	بارہ لفظ یہ بصیغہ مفرد لاتے ہیں مگر مراد دونوں ہاتھوں ہوتے ہیں۔	۲۷۸	مفہوم مخالف کے قائلین کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ واقعہ جزئیہ میں نہ ہو ورنہ بالاجماع ماعد اسے نفی حکم کو مفید نہ ہوگا۔
۲۷۵	سید ناداؤد علیہ السلام کا عمل قرآن مجید سے ثابت ہے کہ زر ہیں بنانا تھا۔	۲۷۸	قسم سوم۔
۲۷۵	بہت جگہ یہ اور یدین میں کوئی فرق نہیں کرتے اور بے تکلف تشبیہ کی جگہ مفرد لاتے ہیں اور ایک ہی امر میں کبھی مفرد اور کبھی تشبیہ بولتے ہیں۔	۲۷۸	وہ احادیث جو خاص کیفیت مصافحہ میں وارد ہیں۔
۲۸۵	افراد کو نفی تشبیہ کی دلیل سمجھنا عقل سے بعید ہے۔	۲۷۸	غیر مقلدین کے لئے صرف دو حدیثوں سے کچھ بولے استناد نکل سکتی ہے۔
۲۸۵	ائمہ عربیت کا وضع کیا ہوا ضابطہ کہ کن الفاظ میں تشبیہ و مفرد یکساں ہوتے ہیں۔	۲۷۸	حدیث اول: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ میں ہاتھ لینا تحیت کی تمامی سے ہے۔
۲۸۷	اگر بفرض غلط مان لیں کہ لفظ "الید" کا مفہوم مخالف نفی یدین ہے پھر بھی حدیث انس میں مخالفین کے لئے گنجائش استدلال نہیں کہ وہاں لفظ یہ بصیغہ مفرد کلام سائل میں ہے نہ کہ کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔	۲۷۹	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ حدیث مذکور تین وجوہ سے قابل احتجاج نہیں۔
۲۸۷	دنیا بھر کے مفہوم مخالف ماننے والے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ کلام کسی سوال کے جواب میں نہ آیا ہو ورنہ بالاجماع نفی ماعد مفہوم نہ ہوگی۔	۲۷۹	علماء محدثین یحییٰ بن مسلم طائفی کا حافظہ برابھتاتے ہیں۔
۲۸۷	نقد و تنقیح پر آئے تو حدیث انس نہ صحیح ہے نہ حسن بلکہ ضعیف منکر ہے۔	۲۷۹	حدیث دوم: وہی حدیث انس جس کی طرف امام قاضیخان نے اشارہ فرمایا۔
۲۸۷	حفظہ بن عبد اللہ سدوسی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔	۲۸۰	جواب امام ہمام قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی توضیح۔
۲۸۷	وہ صحیح الحواس نہیں رہا تھا یحییٰ بن سعید قطان)۔	۲۸۰	محققین کے نزدیک مفہوم مخالف حجت نہیں۔
		۲۸۰	افراد یہ سے بطور مفہوم مخالف نفی یدین پر استدلال کا بارہ وجوہ سے بطلان۔

۲۸۷	وہ ضعیف منکر الحدیث ہے (امام احمد)	۲۹۱	دلیل دوم (ثانیاً)
۲۸۷	وہ تعجب خیز روایات لاتا ہے۔ (امام احمد)	۲۹۱	اکابر علماء کرام علیہ کتب میں تصریح فرماتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے۔
۲۸۸	وہ کوئی چیز نہ تھا آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (یحییٰ بن معین)	۲۹۱	مسئلہ مذکورہ پر عبارات کتب سے حوالہ جات۔
۲۸۸	وہ قوی نہیں۔ (امام نسائی)	۲۹۲	غیر مقلدین کو فقہ و فقہاء سے خالص عداوت ہے۔
۲۸۸	ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اسی بارے میں انتقادات کئے ہیں اور وہ قریب قریب ان لوگوں میں سے ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے ہیں۔	۲۹۲	دلیل سوم۔ (ثالثاً)
۲۸۸	امام ترمذی کی تصحیح پر علماء اعتماد نہیں کرتے۔	۲۹۲	امام حماد بن زید نے امام اجل عبداللہ ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کیا۔
۲۸۸	امام محدث ابوالخضاب ابن دحیہ بقول شاہ ولی اللہ دہلوی حافظ حدیث متقن ہیں۔	۲۹۲	امام اجل حضرت حماد بن زید ازدی بصری کا تعارف۔
۲۸۹	حدیث حنظلہ کو امام ائمۃ المحدثین امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الرحمۃ نے تصریحاً منکر فرمایا۔	۲۹۳	مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہوئے کوفہ سفیان، حجاز میں مالک، شام میں ازاعی اور بصرہ میں حماد بن زید۔
۲۸۹	امام ہمام مرجع ائمۃ الحدیث امام احمد بن حنبل کی تضعیف کے مقابل امام ترمذی کی تحسین مقبول نہیں ہو سکتی۔	۲۹۳	حضرت امام الانام شیخ السلام عبداللہ بن مبارک کا تعارف۔
۲۹۰	کسی ایک حدیث میں نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا ہو یا ارشاد فرمایا ہو کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو۔	۲۹۴	دلیل چہارم (رابعاً)
۲۹۰	دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ثبوت۔	۲۹۴	غیر مقلد حضرات کا داب کلی اور ان کی جہالت بے مزہ۔
۲۹۰	دلیل اوّل (اوّل)۔	۲۹۴	عدم وجدان کو عدم وجود کی دلیل ٹھہرانا باطل ہے۔
۲۹۰	مصافحہ دونوں جانب سے صفحات کف ملانا ہے۔	۲۹۴	امام بخاری کو چھ لاکھ اور امام مسلم کو تین لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔
۲۹۰	حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۲۹۴	صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔

۲۹۲	امام احمد بن حنبل کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔	۲۹۳	امام بخاری کا کسی حدیث کو نہ جانتا اس بات کو مستلزم نہیں کہ امام ابو حنیفہ و امام مالک بھی اس حدیث کو نہ جانتے تھے۔
۲۹۲	مسند احمد میں تیس ہزار حدیثیں مذکور ہیں۔	۲۹۳	بخاری و مسلم کے کسی حدیث کے بارے میں عدم علم سے اس حدیث کا عدم وجود لازم نہیں آتا۔
۲۹۲	شیخین و دیگر ائمہ حدیث نے احادیث صحاح کے استیعاب کا دغوی نہیں کیا۔	۲۹۳	امام ابو حنیفہ و امام مالک کا زمانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قریب تر اور خیر القرون تھا۔
۲۹۲	ادعائے استیعاب کو فرض کرنے کی صورت میں متعدد ذراہیاں لازم آتی ہیں۔	۲۹۳	زمانہ ابو حنیفہ و مالک میں بوجہ قلت کذب اور کثرت خیر سند نظیف اور وسائل کم تھے۔
۲۹۲	حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت کردہ احادیث حضرت ابو ہریرہ کی روایات سے زائد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۲۹۵	ممکن ہے جو حدیث امام ابو حنیفہ و مالک کو پہنچی ہو وہ بخاری و مسلم کو نہ پہنچی ہو یا جو حدیث ان کے پاس بسند صحیح پہنچی ہو وہ بخاری و مسلم تک بذریعہ ضعیف پہنچی ہو۔
۲۹۲	تصانیف محدثین میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ صرف سات سو جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ پانچ ہزار تین سو احادیث پائی جاتی ہیں۔	۲۹۵	محدثین اہل جرح و تعدیل میں سے اکثر کو ائمہ حنفیہ سے ایک تعنت ہے۔
۲۹۲	عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے۔	۲۹۵	مناقب امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ۔
۲۹۲	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے تقریباً آٹھ سو افراد تھے۔	۲۹۵	امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی وسعت نظر فی الحدیث کا اعتراف۔
۲۹۲	بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا۔	۲۹۶	درجہ دوم۔
۲۹۲	سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتہائی قرب رکھنے والے اجلہ صحابہ کرام بھی یہ دغوی نہیں کر سکتے تھے کہ انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کل اقوال و افعال پر اطلاع ہے۔	۲۹۶	جو حدیثیں تدوین میں آئیں وہ ساری محفوظ نہیں ہیں۔

۳۰۲	درجہ پنجم۔	۲۹۷	امام مالک کے زمانہ میں اسی علماء نے موطا لکھیں پھر سوائے دو کے کسی کا پتا باقی نہیں۔
۳۰۳	حفظ حدیث فہم حدیث کو مستلزم نہیں۔	۲۹۷	امام مسلم کی بعض تصانیف معدوم ہو گئیں۔
۳۰۳	بہت سے حامل فقہ افتہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔	۲۹۷	ہزار ہا تصانیف ائمہ کا تذکرہ اور تاریخوں میں لکھا ہے مگر کوئی ان کا نشان نہیں دے سکتا۔
۳۰۳	بہت سے حامل فقہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔	۲۹۸	درجہ سوم۔
۳۰۳	امام اعلمش علیہ الرحمۃ کا تذکرہ۔	۲۹۸	جو تصانیف ائمہ محفوظ ہیں وہ ساری کی ساری ہندوستان میں موجود نہیں۔
۳۰۴	امام ابو حنیفہ کو امام اعلمش کا خراج تحسین۔	۲۹۸	درجہ چہارم۔
۳۰۴	فقہاء کرام طیب اور محدثین کرام عطار ہیں۔	۲۹۸	ہندوستان میں موجودہ تمام کتب حدیث پر غیر مقلدین کی نظر نہیں۔
۳۰۴	امام ابو حنیفہ کو فقہ و حدیث دونوں میں دسترس حاصل ہے۔	۲۹۸	ہر مطلب کے لئے محدثین نے تراجم و ابواب وضع نہیں فرمائے۔
۳۰۴	حضرت امام شعبی علیہ الرحمۃ کا تعارف۔	۲۹۸	تراجم و ابواب موضوعہ کی مثبت بہت حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں بوجہ دوسری مناسبت کے دیگر ابواب میں محدثین لکھ دیتے ہیں اور بخیاں تکرار اسی کے اعادہ و اثبات سے باز رہتے ہیں۔
۳۰۴	محدث شعبی کا فقہاء کرام کو خراج تحسین۔	۲۹۸	حصر رواۃ ممکن نہیں تو حصر روایات کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔
۳۰۵	دلیل پنجم (خامس)	۲۹۸	ابراہیم بن بکر راویں میں چھ ہیں اور سوائے ابراہیم بن بکر شیبانی کے کسی میں ضعف نہیں۔
۳۰۵	عدم نقل اور نقل عدم میں بہت فرق ہے۔	۲۹۹	امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حدیث "اختلاف امتی رحمۃ" جامع صغیر میں ذکر فرمائی اور اس کا کوئی مخرج نہ بتا سکے۔
۳۰۵	عدم والنقل للیقینی الوجود یعنی عدم نقل نافی وجود نہیں۔	۲۹۹	کتب جمع الجوامع کا ذکر۔
۳۰۵	عدم نقل اور نقل عدم میں تمیز نہ کرنا مفاسد جہل و تعصب میں سے ہے۔	۳۰۰	امام قسطلانی کی طرف سے بعض احادیث کی تخریج کا اظہار جن پر دیگر ائمہ حدیث مطلع نہ ہو سکے۔
		۳۰۲	عدم علم کو علم بالعدم ٹھہرانا سفاہت ہے۔

۳۰۷	لوگوں کا آپس میں محبت کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔	۳۰۵	دلیل ششم (سادس)
۳۰۷	سلام، مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ اسباب و ذرائع محبت ہے۔	۳۰۵	نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات ہے۔
۳۰۷	جو امر جس طرح قوم میں رائج اور ان کے نزدیک الفت و موانست اور اس کی زیادت پر دلیل ہو وہ عین مقصود شرع ہوگا جب تک بالخصوص اس میں کوئی نہی وارد نہ ہو۔	۳۰۵	ممنوع وہ چیز ہے جو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمائی نہ کہ وہ جو آپ نے نہ کی۔
۳۰۸	بلاد عجمیہ میں بوقت ملاقات مرحبا کی جگہ دیگر کلمات بولنا بدعت و خلاف سنت نہیں، مثلاً فارسی میں کہا جاتا ہے "خوش آمدید" اور ہندوستان میں "آئیے آئیے تشریف لائیے"۔	۳۰۵	قرآن عظیم نے فرمایا وما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا، یوں نہیں فرمایا ما فعل الرسول فخذوه وما یفعل فانتہوا۔
۳۰۸	مصافحہ اہل یمن کا رواج تھا شرع نے اس رسم کو اپنے مقصود یعنی ایتلاف مسلمین کے موافق پا کر مقرر رکھا۔	۳۰۶	نفی استحباب سے اثبات کراہت لازم نہیں آتا۔
۳۰۸	کسی قوم کی جو رسم مقاصد شرع کے خلاف ہو وہ بیشک ناپسند ہوگی۔	۳۰۶	فعل دلیل جواز ہے اور عدم فعل دلیل ممانعت نہیں۔
۳۰۸	یہود و نصاریٰ کا سلام۔	۳۰۶	نہ کردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر۔
۳۰۹	دلیل ہفتم (ثامن)	۳۰۶	دلیل ہفتم (سابغ)
۳۰۹	جو امر نو پیدا کسی سنت ثابتہ کی ضد واقع ہو اور اس کا فعل فعل سنت کا نزیل و رافع ہو وہ بے شک ممنوع و مذموم ہے۔	۳۰۶	مصافحہ امور معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصود شرع باہم مسلمانوں میں از دیار الفت اور ملتے وقت اظہار انس و محبت ہے۔
۳۰۹	السلام علیکم کی جگہ آجکل عوام ہند میں جو الفاظ مروج ہیں وہ ناجائز ہیں۔	۳۰۶	آپس میں مصافحہ کرنے سے دلوں سے کینے نکل جاتے ہیں۔
		۳۰۷	مصافحہ، معانقہ، اور مرحبا کہنے میں راز یہ ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور وحشت دور ہوتی ہے۔

۳۰۹	دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا کسی سنت کا رافع نہیں۔	۳۱۲	جس امر میں شرع سے نہی نہ آئی ہو اور صدر اول کے بعد معمول ہوا اس میں موافقت کر کے لوگوں کو خوش کرنا اچھا ہے اگرچہ بدعت ہی سہی۔
۳۰۹	بدعت مذمومہ وہی ہے جو سنت ثابتہ سے متصادم ہو۔	۳۱۳	لوگوں کے طریقہ رائج کی مخالفت کرنا اپنے آپ کو مشہور بنانا اور شرعاً مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔
۳۰۹	مصافحہ کی نظیر تبلیہ حج ہے۔	۳۱۳	حدیث میں شہرت پسندی پر وعید شدید۔
۳۰۹	تبلیہ حج میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شدت اتباع سنت کے باوجود کچھ الفاظ کا تبلیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اضافہ کرتے تھے۔	۳۱۴	فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔
۳۱۰	ہمارے علماء فرماتے ہیں تبلیہ سے مقصود ثناء الہی اور اظہار عبودیت ہے لہذا اس پر اور کلمات بڑھانا ممنوع نہیں۔	۳۱۵	مصافحہ صد ہا سال سے مسلمانوں میں معتاد و مرسوم ہے۔
۳۱۰	مصافحہ سے مقصود جب اظہار محبت ہے تو دوسرے ہاتھ کی زیادت جو کہ ہر گز اس کے منافی نہیں بلکہ بحسب عرف بلاد مؤید و مؤکد ہے زہار منع نہیں ہو سکتی۔	۳۱۵	مولانا عبدالقادر کا ذکر خیر۔
۳۱۰	دلیل نہم (تاسعاً)	۳۱۵	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر اگلوٹھے چومنا کہاں مستحب اور کہاں ممنوع ہیں۔
۳۱۰	دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسلمانوں میں صد ہا سال سے متوارث ہے۔	۳۱۶	اگلوٹھے چومنے کا ایک ناپسندیدہ طریقہ۔
۳۱۰	جوبات مسلمانوں میں متوارث ہو وہ بے اصل نہیں ہو سکتی۔	۳۱۶	کفار و ہنود کو سلام کیسے کیا جائے اور وہ سلام کریں تو جواب کیسے دیا جائے۔
۳۱۱	دلیل دہم (عاشرؔ)۔	۳۱۷	شیوخ کی قدمبوسی مزارات اولیاء پر جھک کر سلام کرنا اور انھیں چومنا شریعت و طریقت کیسا ہے۔
۳۱۱	لوگوں سے وہ برتاؤ کرو جس کے وہ عادی ہیں۔	۳۱۸	وفد عبدالقیس کی بارگاہ رسالت میں آمد اور والہانہ انداز میں دست و پائے اقدس کو چومنا۔
۳۱۱	لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اس سے صریح نہی وارد نہ ہو ہر گز اس میں خلاف نہ کیا جائے۔	۳۲۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپس میں نفرت کرنے والے میاں بیوی ایک دوسرے سے گہری محبت کرنے لگے۔

۳۲۹	مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ۔	۳۲۰	ایک صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے۔
۳۳۰	عالم دین اور دوسرے بزرگوں کے ہاتھ چومنا مستحب و مسنون و محبوب ہے۔	۳۲۱	درخت نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔
۳۳۰	ارشادات و اقوال ائمہ سے تائید۔	۳۲۱	صحابی نے باذن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے سر اوس اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔
۳۳۰	سلطان عادل کے ہاتھ چومنا جائز ہے۔	۳۲۱	امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفہ کی جامع مسجد میں کچھ ائمہ کا مناظرہ۔
۳۳۱	بعد نماز فجر مصافحہ ایک صورت میں مسنون اور ایک صورت میں مباح ہے۔	۳۲۳	مناقب امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳۳۲	سلام کے جواب میں آداب عرض، تسلیات یا بندگی کے الفاظ کہے یا صرف ہاتھ ماتھے تک اٹھادیا تو گنہگار ہے کہ یہ الفاظ سلام نہیں اور صرف ہاتھ اٹھادینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔	۳۲۳	مرد کا اپنی اہلیہ کو سلام کہنا جائز و ثابت ہے اس پر قرآن و حدیث سے دلائل
۳۳۲	الفاظ سلام و جواب سلام۔	۳۲۴	گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کہو۔
۳۳۳	سلام و جواب سلام کے لئے لوگوں نے جو الفاظ اور طریقے خود گھڑ لئے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں میں جواب سلام نہ ہوا۔	۳۲۷	حدیث میں تصریح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازواج مطہرات کو سلام فرماتے۔
۳۳۳	سلام کا جواب واجب کفایہ ہے۔	۳۲۷	نماز عیدین، جمعہ، فجر، عصر اور وعظ کے بعد مصافحہ اور عیدین کے بعد معافقہ جب منکرات شرعیہ سے خالی ہو تو جائز ہے اور بنیت محمودہ مستحب و مندوب ہے۔
۳۳۳	سلام و جواب سلام سے متعلق احادیث کریمہ۔	۳۲۸	مصافحہ و معافقہ کے فعل پر جہنمی و مردود و رافضی کا حکم لگانے والا خود ان الفاظ کا مستحق اور ضال و مضل و فاسق ہے۔
۳۳۳	یہود و نصاریٰ کا سلام۔	۳۲۸	ہر نماز کے بعد مصافحہ سنت ہے۔
۳۳۳	ایک حدیث کے اسناد کو امام ترمذی نے ضعیف کہا اس کی وجہ ضعیف پر گفتگو۔	۳۲۸	ہر ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے۔
		۳۲۸	نماز فجر کے بعد مصافحہ سے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ۔

۳۳۲	ابن ابیہ راوی ضعیف ہے۔	۳۳۲	بوسہ تعظیم شرعاً و عرفاً انحاء تعظیم سے ہے۔
۳۳۵	منہ سے لفظ سلام کہا جائے اور ساتھ ہی ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔	۳۳۲	آستانہ کعبہ، مصحف اور دست و پائے علماء و اولیاء کا بوسہ جائز ہے۔
۳۳۶	حدیث سے مسئلہ مذکورہ کی تائید۔	۳۳۲	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست و پائے اقدس اور مہر نبوت کو بوسہ دینا ثابت ہے۔
۳۳۶	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو سلام کیا۔	۳۳۲	مہر نبوت کو بوسہ دینا ثابت ہے۔
۳۳۷	نماز فجر کے بعد بالالتزام مصافحہ کرنا مسنون ہے یا مستحب یا مکروہ یا عبث؟	۳۳۲	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے منبر شریف کو مس کر کے اپنے چہرے سے لگایا۔
۳۳۸	بزرگان دین مثل پیر، مہتدی و عالم سنی کے ہاتھ چومنا جائز و مستحب بلکہ سنت ہے۔	۳۳۲	روضہ اقدس پر حاضری اور سلام سنت صحابہ ہے۔
۳۳۸	دنیا دار کے ہاتھ چومنا منع ہے۔	۳۳۳	جس چیز کو معظم شرعی سے شرف حاصل ہو اس کا وہ شرف بعد انتہائے محاسن بھی باقی رہتا ہے۔
۳۳۸	عبارات فقہاء سے تائید۔	۳۳۳	حرمین شریفین کے در و دیوار کو تبرکاً مس کرنا اور بوسہ دینا اہل حب و ولایت کا دستور ہے۔
۳۳۹	ہاتھ چومنا فرض و واجب نہیں۔	۳۳۵	نقش نعل پائے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے کے بارے میں علماء و مشائخ کرام کے ارشادات عالیہ۔
۳۳۹	پیر کامریڈوں کو ہاتھ پاؤں چومنے سے نہ روکنا جائز ہے۔	۳۳۹	نقشہ روضہ مقدسہ کی زیارت اور اس کو بوسہ دینے سے متعلق ارشادات علماء۔
۳۳۹	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں چومنے کی صحابی کو اجازت دی۔	۳۵۰	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر بجوم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
۳۴۱	○ رسالہ ابرالمقال فی قبلۃ الاجلال (بوسہ تعظیمی کے بارے میں صحیح ترین قول)	۳۵۱	حرمین طیبین کی مجاورت کیوں ممنوع ہے۔
۳۴۱	غلاف کعبہ کے ٹکڑے کو تعظیماً بوسہ دینے کے بارے میں سوال۔	۳۵۱	سلطان اشرف عادل نے و مشفق شام میں مدرسہ اشرفیہ بنوایا اس میں ایک دارالحدیث اور نعل مقدس کے لئے ایک خاص مکان بنوایا جس کی زیارت ہر پیر اور جمعرات کو کرائی جاتی۔

۳۵۱	مدرسہ دارالحدیث کے جلیل القدر اساتذہ کرام۔	۳۵۱	امام اجل سید احمد رفاعی کے لئے دست سوال اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمودار ہوا۔
۳۵۲	بوقت اذان و تلاوت نام اقدس صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سن کراٹوٹھے چومنا کیسا ہے۔	۳۵۲	صحابہ کرام منبر اطہر کو چھو کر چہروں پر لگاتے تھے۔
۳۵۳	اعمال تصریفیہ میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔	۳۵۳	حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت کیوں کٹوایا۔
۳۶۶	مزار کی چوٹ کو چومنا کیسا ہے۔	۳۶۶	کافر کو سلام کرنا حرام ہے۔
۳۶۶	اصل کلی یہ ہے کہ تعظیم ہر منتسب بارگاہ کبریٰ بالخصوص محبوبا خدا انحاء تعظیم حضرت عزت جل و علا سے ہے۔	۳۶۶	کس کس کو سلام کرنا جائز نہیں۔
۳۶۶	تعظیم و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے۔	۳۶۶	کافر، مبتدع یا فاسق کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا حیلہ کرے۔
۳۶۸	ایک دقیقہ انیقہ (عجیب باریک نکتہ)۔	۳۶۸	اولیاء، علماء اور معظمان دین کے ہاتھ پاؤں چومنا مستحب بلکہ مسنون ہے۔
۳۶۹	الامور بمقاصدھا۔	۳۶۹	دست بوسی اور قدم بوسی صحابہ کرام بلکہ خود زمانہ رسالت سے رائج ہے۔
۳۶۹	انحناء، جھکنا کسی کی تعظیم کے لئے کب جائز اور کب ناجائز ہے۔	۳۶۹	تلاوت قرآن کے دوران کسی کو سلام کرنا یا سلام کو جواب دینا کیسا ہے۔
۳۷۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر بچھانا، وضو کرانا، نعلین اقدس سنبھالنا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔	۳۷۰	کن شخصوں کی تعظیم کے لئے تلاوت قرآن موقوف کر سکتا ہے۔
۳۷۱	صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک چومے۔	۳۷۱	کسی کے پاؤں پڑنا یعنی پاؤں پر سر رکھ دینا ممنوع ہے۔
۳۷۳	ایک بزرگ کی دکھی ہوئی آنکھیں حدود مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی صحیح ہو گئیں۔	۳۷۳	پاؤں کو بوسہ دینا اگر کسی معظّم دینی کے لئے ہو تو جائز اور مالدار کی دنیوی تعظیم کے لئے ہو تو ناجائز ہے۔
۳۷۵	زمین بوسی کب جائز اور کب ناجائز ہے۔	۳۷۵	اگر کسی دنیا دار کے پاؤں کو مجبوراً بوسہ دینا پڑے تو دل میں کراہت رکھنا لازم ہے۔

۳۸۰	کسی کے سلام کے جواب میں جواب سلام کے بجائے کہا کہ تم بہت جھوٹے ہو تمہارا سلام لینا درست نہیں اس پر شرعاً کیا حکم ہے۔	۳۸۰	فعل اختیاری کو تصور بوجہ ما تصدیق بقائدۃ تا سے چارہ نہیں۔
۳۸۱	وہابی، رافضی، غیر مقلد، قادیانی، نیچری اور چکڑالوی کے سلام کو جواب نہیں دینا چاہئے۔	۳۸۱	فعل کبھی مقصود لذاتہ ہوتا ہے جیسے نماز، اور کبھی مقصود لغیرہ جیسے وضو۔
۳۸۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بد مذہب کے سلام کا جواب نہیں دیا۔	۳۸۱	طواف کبھی کعبہ مقصود لذاتہ ہوتا ہے کبھی مقصود لغیرہ۔
۳۸۲	غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے۔	۳۸۲	طواف کی غایت مقصود تعظیم ہی میں منحصر نہیں بلکہ کبھی غیر تعظیم کے لئے بھی ہوتا ہے۔
۳۸۲	غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے	۳۸۲	طواف کی اقسام اربعہ اور ان کے احکام۔
۳۸۲	بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔	۳۸۲	قسم اول: نہ طواف مقصود لذاتہ ہو نہ اس کی غایت نفس تعظیم۔
۳۸۲	ہر جگہ کے لئے ایک مناسب گفتگو ہر گفتگو کے لئے کچھ خاص مرد، ہر مرد کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش اور ہر گنجائش کے لئے ایک انجام ہے۔	۳۸۲	قسم دوم: طواف مقصود لذاتہ ہو اور غایت غیر تعظیم۔
۳۸۲	طواف قبر کے بارے میں مولوی عبدالحمید پانی پتی کا طویل استفتاء۔	۳۸۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجوروں کے ڈھیر کا طواف کیا، اس پر بیٹھ گئے جس سے کھجوریں بڑھ گئیں۔
۳۸۶	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ طواف مزارات حرام ہے یا شرک یا مباح۔	۳۸۶	امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو مدینہ منورہ کا طواف کیا کرتے۔
۳۸۶	طواف کا لغوی، عرفی اور شرعی معنی۔	۳۸۶	دوران گشت ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز سن کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ خود اپنی پشت پر بیت المال سے آٹا وغیرہ اٹھا کر لائے اور کھانا تیار کر کے بچوں کو کھلایا اور انھیں ہنسیا۔
۳۸۷	نیت وغایت کا اختلاف حقیقت کی تغیر نہیں کرتا۔	۳۹۰	قسم سوم: طواف وسیلہ مقصود ہو اور غایت تعظیم ہو۔
۳۸۷	نیت وغایت رکن شئی نہیں۔	۳۹۱	قسم چہارم: طواف مقصود لذاتہ ہو اور غایت تعظیم۔ اسی کا نام طواف تعظیمی ہے۔
۳۸۷	نیت شرط نماز ہے نہ کہ رکن نماز۔		

۳۹۵	تعرض نجات کی شان ہی یہ ہے کہ شاید و لعل پر ہو۔	۳۹۱	اوضاع بدن کہ عبادت میں مقرر کے گئے ہیں تین نوع ہیں اور تینوں کے احکام۔
۳۹۵	مزارات اولیاء کرام ہر طرف سے مراقدام صلحائے عظام ہوتے ہیں۔	۳۹۱	رکوع تک انحناء کبھی تعظیم کے لئے اور کبھی بلا تعظیم بلکہ کبھی برائے توہین بھی ہوتا ہے۔
۳۹۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شہروں اور جنگلوں میں دورے کرنے کی وجہ۔	۳۹۲	بارگاہ رسالت اور روضہ مطہرہ پر حاضری و قیام کے آداب۔
۳۹۵	ایک نکتہ دقیقہ۔	۳۹۳	طواف کبھی مستقیم ہوتا ہے جیسے صفاء مروہ کے درمیان، اور کبھی مستدیر جیسے گرد کعبہ۔
۳۹۵	شریعت مطہرہ نے انسان کو سر سے پاؤں تک جمیع جہات میں جدا جدا احکام رکھے ہیں۔	۳۹۳	اوضاع تعظیمیہ برائے عبادت کی اقسام ثلاثہ میں سے طواف قسم دوم سے تعلق رکھتا ہے۔
۳۹۵	احکام مختلفہ کے ثواب بھی مختلف رنگ کے ہیں۔	۳۹۳	آداب زیارت روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
۳۹۵	سر سے پاؤں تک جملہ جوارح میں معاصی جدا جدا ہیں۔	۳۹۴	طواف قبر کے جواز کی ایک صورت اور اس کی نفیس توجیہ۔
۳۹۵	ہر معصیت ایک جدا رنگ کا مرض ہے۔	۳۹۴	روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو اترتے ہیں اور درود و سلام پیش کرتے ہیں۔
۳۹۵	ہر مرض کا علاج اس کی ضد سے ہے۔	۳۹۴	محبوبان خدا کے مقام متفاوت ہوتے ہیں اور افاضہ برکات میں ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔
۳۹۵	مریض معاصی اس سراپا مجموعہ برکات کے گرد دورہ کرتا ہے کہ اس کے عضو و ہر جہت کا مرض دور کرے۔	۳۹۴	مفیض و مستفیض میں کچھ نسبت خفیہ ہوتی ہے۔
۳۹۵	حجاج نے لوگوں کو حجرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھ کر غلیظ لفظ کہا جس پر فقہاء نے اس کی تکفیر کی۔	۳۹۴	حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ ایام منیٰ میں مسجد خیف کی صفوں کا دورہ فرماتے کہ کسی کامل کی نظر پڑ جائے۔
۳۹۶	حضرت بلزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے دوران سفر حج ایک قطب کو دیکھا جس نے انھیں اپنے گرد طواف کرنے کو کہا، اس واقعہ سے متعلق مولانا روم کے اشعار۔	۳۹۵	اولیاء کرام و ارثان سرکار رسالت ہیں۔
		۳۹۵	تعرض نجات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خود حدیث میں حکم ہے۔

۳۰۱	افعال حج تعبدی ہیں۔	۳۹۷	ترجمہ اشعار۔
۳۰۱	منسلک و منسلک ضرور کتب معتدہ ہیں اور ان کے مصنفین اپنا اجتہاد نہیں لکھتے بلکہ مذہب لکھتے ہیں۔	۳۹۸	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور طواف قبور۔
۳۰۱	بوسہ قبر کے جواز و عدم جواز سے متعلق مولوی محمد عبدالحمید پانی پتی کا طویل استفتاء۔	۳۹۸	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان کردہ نسخہ کشف قبور و کشف ارواح۔
۳۰۳	بوسہ قبر کے جواز میں اختلاف کی بحث اور مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق و تنقیح۔	۳۹۸	تحفۃ الموحدین شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب نہیں کسی وہابی نے ان کی طرف منسوب کر دی ہے۔
۳۰۳	عوام کے لئے بوسہ قبر میں معنی ہی احوط ہے بوسہ قبر کا داعی محبت ہے۔	۳۹۹	عقائد امام احمد بن حنبل نامی کتاب میں جھوٹے عقائد کو امام صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔
۳۰۳	مردان نے ایک شخص کو قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منہ رکھنے سے روکا تو اس نے ایمان افروز جواب دیا۔	۳۹۹	طواف قبر سے متعلق خلاصہ کلام۔
۳۰۴	حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری اور اس پر اپنا چہرہ ملنا۔	۳۹۹	مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔
۳۰۵	ابن المنکدر تابعی قبر رسول سے شفاء حاصل کرتے۔	۴۰۰	گمان خبیث دل خبیث سے پیدا ہوتا ہے۔
۳۰۶	امام سبکی دارالحدیث میں اس بچھونے پر جس پر امام نووی قدم رکھتے تھے ان کے قدم کی برکت حاصل کرنے کے لئے اپنا چہرہ ملا کرتے تھے۔	۴۰۰	ہر سخن و حق و ہر نکتہ مقامی دارد۔
۳۰۷	مزامیر ناجائز ہیں۔	۴۰۱	طواف تعظیمی غیر خدا کے لئے حرام ہے۔
۳۰۷	سجدہ غیر خدا کو قطعی حرام ہے۔	۴۰۱	اللہ تعالیٰ کے لئے کعبہ معظمہ اور صفا و مروہ کے سوا کوئی اور طواف مقرر کیا تو ناجائز ہے۔
۳۰۷	سجدہ تحیہ پہلی شریعتوں میں حلال تھا ہماری شریعت نے حرام فرمادیا۔	۴۰۱	تعظیم الہی بطواف اکثر تعبدی غیر معقول المعنی ہے۔

۴۰۹	کن الفاظ سے عورتوں کو سلام اور جواب سلام کہا جائے۔	۴۰۷	شریعت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حقیقی بہن سے نکاح حلال تھا۔
۴۱۰	ایک دقیقہ واجب الحافظ۔	۴۰۷	مزایم و سجدہ تہیہ کو جائز قرار دینے والے پیر اور اس کے مرید قابل امانت نہیں۔
۴۱۰	نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے۔	۴۰۷	السلام علیکم کے جواب میں بھی یہی لفظ کہہ دینا کیسا ہے۔
۴۱۱	پیر کی تصویر کو بوسہ دینا۔ احترام سے رکھنا اور سجدہ تہیہ کرنا کیسا ہے۔	۴۰۷	سلام کے جواب میں لفظ آداب، تسلیمات اور بندگی وغیرہ کہنا کیسا ہے۔
۴۱۲	سجدہ عبادت، سجدہ تہیہ، سجدہ تعظیم، سجدہ شکر اور تقبیل ارض کی تعریفات اور ان میں فرق کیا ہے۔	۴۰۸	سلام کا اور اس کے جواب بہتر و آسان طریقہ کیا ہے۔
۴۱۳	نماز عیدین کے بعد مصافحہ جائز ہے۔	۴۰۸	ایک شخص نے مجلس میں سلام کہا اور فوراً پلٹ گیا اسکو جاتے وقت بھی سلام کہنا چاہئے۔
۴۱۵	لوگوں کی عادت سے خروج باعث شہرت و مکروہ ہے۔	۴۰۸	بار بار کی ملاقات میں مصافحہ کرنا چاہئے یا نہیں اور کن مواقع پر مصافحہ ضروری ہے۔
۴۱۵	عالم دین، سلطان اسلام اور اپنے استاذ کی تعظیم مسجد اور مجالس خیر میں کی جائے گی البتہ قدموں پر سر رکھنا جہالت ہے۔	۴۰۸	کسی کو نصیحت و ہدایت کرنے پر قدرت کے باوجود خاموش رہنے والے پر کیا حکم ہے۔
۴۱۶	مصافحہ کرنے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے۔	۴۰۸	منافقانہ طریقے پر سلام کرنا اور ملنا کیسا ہے۔
۴۱۶	بلا ضرورت سلام میں فقط اشارہ پر قناعت بدعت اور سنت یہود و نصاریٰ ہے البتہ سلام مسنون کے ساتھ محل حاجت عرفیہ میں اشارہ بھی ہو تو جائز ہے۔	۴۰۹	خارج نماز آیت سجدہ تلاوت کی گئی تو اس کو سن کر نمازی پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔
۴۱۷	قد مبوسیٰ اور سجدہ تہیہ کے بارے میں سوال کا جواب۔	۴۰۹	نماز کی تلاوت سے خارج نماز پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔
۴۱۷	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے اور آپ نے منع نہ فرمایا۔	۴۰۹	ختم نماز پر سلام کی حکمت۔

۴۱۷	سجدہ تہیہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔	۴۱۷	سچے مہمان المہبت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں اور راحتیں ہیں۔	۴۲۲
۴۱۷	ملائکہ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔	۴۱۷	سید وغیر سید دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور صدارت کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہوگی۔	۴۲۲
۴۱۷	یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی زوجہ اور گیارہ بیٹوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔	۴۱۷	سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے بلکہ نفس اعمال سے تنفر کیا جائے۔	۴۲۳
۴۱۷	حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا جبکہ دونوں ہی شکم مادر میں تھے۔	۴۱۷	سید کی بد مذہبی اگر حد کفر تک پہنچ گئی ہو تو اس کی تعظیم حرام کہ اب وہ سید ہی نہ رہا۔	۴۲۳
۴۱۷	علماء حرمین نے علماء دیوبند کی نام بنام تکفیر کی۔	۴۱۷	فضل نسب منتائے نسب کی افضلیت پر ہے۔	۴۲۳
۴۱۸	نماز پنجگانہ کے بعد مسجد میں نمازیوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا جائز اور بنیت حسنہ مستحب و مستحسن ہے اور جہاں مسلمانوں میں اس کی عادت ہو وہاں انکار کر کے تفرقہ و فتنہ پیدا کرنا جہالت اور رب بنائے اصول و ہدایت ہو تو صریح ضلالت ہے۔	۴۱۸	فضل دو طرح کا ہے ایک فضل ذاتی دوسرا فضل انتساب۔	۴۲۳
۴۱۹	بوسہ قبر کے مسئلہ مس بہت اختلاف ہے عوام کے لئے زیادہ احتیاط منع میں ہے۔	۴۱۹	آیہ کریمہ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" میں فضل ذاتی مراد ہے۔	۴۲۳
۴۱۹	ابتداء سلام کہاں سنت اور کہاں مکروہ ہے۔	۴۱۹	تعظیم سادات بوجہ فضل انتساب دراصل تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔	۴۲۳
۴۱۹	کن لوگوں پر جواب سلام واجب نہیں	۴۱۹	سجدہ دو قسم ہے سجدہ عبادت اور سجدہ تحیت، اول غیر خدا کے لئے کفر ہے اور ثانی غیر خدا کے لئے حرام ہے۔	۴۲۳
۴۲۰	سادات کرام کی تعظیم فرض اور توہین حرام ہے۔	۴۲۰	کفر و شرک کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہو سکتا۔	۴۲۳
۴۲۰	اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انصار اور عرب کا حق نہ پہچاننے والا تین علتوں سے خالی نہیں۔	۴۲۰	O رسالہ الذبذبة الزکیة فی تحریم سجود التحیة (متعدد قرآنی آیات، چالیس حدیثوں اور ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدہ تعظیمی کی حرمت کا ثبوت)	۴۲۵
۴۲۱	محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ آیت قرآنی ہے۔	۴۲۱		

۴۲۹	غیر اللہ کو سجدہ عبادت شرک مہین ہے۔	۴۳۵	دعویٰ مذکور پر تین وجوہ سے استدلال۔
۴۲۹	غیر اللہ کو سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ ہے۔	۴۳۵	سجدہ عبادت کو جائز مان کر کوئی مسلمان نہیں رہتا۔
۴۳۰	سجدہ تحیت کی تکفیر جو جماعت فقہاء سے منقول ہے وہ کفر صوری پر محمول ہے۔	۴۳۵	ایسا امر کمہ بالکفر لایۃ میں کفر سے کیا مراد ہے۔
۴۳۰	پیر و مزار کو سجدہ تحیت نہ تو مباح اور نہ ہی شرک حقیقی۔	۴۳۷	ایک آیت کے کئی شان نزول ہو سکتے ہیں اور قرآن کریم اپنی جمیع وجوہ پر جت ہے۔
۴۳۰	محال ہے کہ مولیٰ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اسے بھی منسوخ فرمائے۔	۴۳۷	سجدہ تحیت ایسا سخت حرم ہے کہ مشابہ کفر ہے۔
۴۳۰	ملائکہ میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے بھی شریک خدا نہیں بنا سکتا۔	۴۳۷	فصل دوم: چالیس حدیثوں سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت۔
۴۳۰	وہابیہ کی طرف سے سجدہ تحیت کو شرک ٹھہرانے سے متعدد قبائح کا لزوم۔	۴۳۷	حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے۔
۴۳۰	جو شرک نہ ہو اس کا جائز و روا ہو نا ضروری نہیں۔	۴۳۷	ائمہ و علماء نے رنگ برنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔
۴۳۱	رسالہ ہذا چھ فصلوں پر مشتمل ہے جن کا اجمالی بیان۔	۴۳۷	غیر خدا کو سجدہ کی حرمت سے متعلق احادیث دو نوع ہیں۔
۴۳۲	فصل اول: قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم۔	۴۳۷	نوع اول سجدہ غیر کی مطلقاً ممانعت
۴۳۳	آیت کریمہ ماکان لبشر الا یہ کا شان نزول	۴۳۷	حدیث اول۔
۴۳۳	شان نزول میں دوسرا قول۔	۴۳۸	شوہر کا عورت پر کیا حق ہے
۴۳۳	آیہ کریمہ بعد اذ انتہ مسلمون میں مخاطب مسلمان ہیں نہ کہ نصاریٰ۔	۴۳۸	اللہ تعالیٰ نے عورت پر شوہر کی فضیلت رکھی۔
۴۳۴	صحابہ کرام نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سجدہ تحیت کی اجازت مانگی تھی نہ کہ سجدہ عبادت کی۔		

۴۳۸	حدیث دوم۔	۴۳۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چوپائے اور درخت سجدے کرتے ہیں۔	۴۳۲
۴۳۸	اونٹ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔	۴۳۸	رب تعالیٰ کی عبادت کرو اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرو۔	۴۳۲
۴۳۹	حدیث سوم۔	۴۳۹	حدیث ہشتم۔	۴۳۳
۴۳۹	بگڑے ہوئے اونٹ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔	۴۳۹	بے قابو اونٹ کو حضور کے سامنے سجدہ کرتے دیکھ کر قوم میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شورا اٹھا۔	۴۳۳
۴۴۰	اگر بشر کو سجدہ روا ہو تو عورت کو حکم ہوتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔	۴۴۰	حدیث نہم۔	۴۳۳
۴۴۰	حدیث چہارم۔	۴۴۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو مست اونٹوں نے سجدہ کیا آپ نے دونوں کے سر پکڑ کر مالک کے حوالے کیا اور فرمایا ان سے کام لو اور خوب چارہ دو۔	۴۳۴
۴۴۰	بکریوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔	۴۴۰	صحابہ کرام کا اعتقاد کہ نعمتیں اور دنیا و آخرت کی ہلاکتوں سے نجات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور آپ کے صدقے میں ملتی ہیں۔	۴۳۴
۴۴۱	حدیث پنجم۔	۴۴۱	حدیث دہم۔	۴۴۴
۴۴۱	بے قابو شتر آب کش سجدے میں گر گیا۔	۴۴۱	حدیث یازدہم۔	۴۴۵
۴۴۱	حدیث ششم۔	۴۴۱	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دو درختوں نے مل کر رہ بنایا اور قضاء حاجت کے بعد واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔	۴۴۵
۴۴۲	اونٹ بولتا ہوا آیا اور بارگاہ رسالت میں سجدہ کیا۔	۴۴۲	ایک بچے پر شیطان کا اثر تھا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور فرمادیا۔	۴۴۵
۴۴۲	اونٹ نے فریاد کی اور سرکار نے اسی پر کرم فرمایا۔	۴۴۲	اونٹ نے فریاد کی تو حضور نے خرید کر اس کو آزاد چھوڑ دیا۔	۴۴۶
۴۴۲	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانوروں کی بولی سمجھتے ہیں۔	۴۴۲	حدیث دوازدہم۔	۴۴۶
۴۴۲	حدیث ہفتم۔	۴۴۲		

۴۵۲	حدیث بست و پنجم۔	۴۴۶	حضور کے بلانے پر درخت جڑوں کو اکھاڑتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔
۴۵۲	نہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو نہ ہی قبر پر نماز پڑھو۔	۴۴۷	صحابی نے حضور کی اجازت سے آپ کے سر اور پاؤں کو بوسہ دیا۔
۴۵۲	حدیث بست و ششم۔	۴۴۷	حدیث سیزدہم۔
۴۵۲	حدیث بست و ہفتم۔	۴۴۸	شام کے نصاریٰ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے تھے۔
۴۵۲	کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۴۴۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمادیا۔
۴۵۲	حدیث بست و ہشتم۔	۴۴۸	حدیث چہار دہم۔
۴۵۳	حدیث بست و نہم۔	۴۴۹	حدیث پانزدہم۔
۴۵۳	یہود و نصاریٰ نے قبور انبیاء کو محل سجدہ بنایا جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر لعنت و ہلاکت کی دعا کی۔	۴۴۹	اہل یمن ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے۔
۴۵۳	حدیث سیم۔	۴۴۹	حدیث شانزدہم۔
۴۵۴	حدیث سی و یکم۔	۴۵۰	حدیث ہفتدہم تا حدیث بست و یکم۔
۴۵۴	حدیث سی و دوم۔	۴۵۰	حدیث بست و دوم۔
۴۵۴	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال کے احوال۔	۴۵۰	تنبیل اول: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلمان فارسی کو سجدہ سے روک دیا۔
۴۵۵	حدیث سی و سوم۔	۴۵۱	تنبیل دوم: سلطنت نصاریٰ کا سفیر حضرت کے پاس آیا سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے روک دیا۔
۴۵۵	حدیث سی و چہارم۔	۴۵۱	حدیث بست و سوم۔
۴۵۵	لوگوں میں سے بدترین مخلوق کون ہے	۴۵۱	تعظیم جھکنا ممنوع ہے۔
۴۵۵	حدیث سی و پنجم۔	۴۵۱	نوع دوم: قبر کی طرف سجدہ کرنے کی ممانعت
۴۵۵	حدیث سی و ششم و سی و ہفتم۔	۴۵۱	حدیث بست و چہارم۔
		۴۵۲	قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو

۴۶۱	غیر خدا کو سجدہ کبھی کفر ہے اور کبھی صرف حرام۔	۴۵۶	حدیث و ہشتم۔
۴۶۲	بادشاہ یا سردار کے سامنے زمین بوسی اور سجدہ کرنے والے کا حکم۔	۴۵۶	حدیث سی و نہم۔
۴۶۵	صدر شہید کی عبارت کی توضیح۔	۴۵۶	حدیث چہلم۔
۴۶۶	غیر خدا کو سجدہ تہیہ شراب پینے اور سور کھانے سے بدتر ہے۔	۴۵۶	افادہ: یہود و نصاریٰ پر لعنت کیوں فرمائی گئی۔
۴۶۹	جہاں کا اپنے پیروں کو سجدہ کرنا بالاجماع کناہ کبیرہ ہے اگر جائز سمجھے تو کافر ہے۔	۴۵۷	استحاذ القبور مسجد کی دو اُصورتیں۔
۴۶۶	اپنے مریدوں کو اپنے آگے سجدہ کرنے کا حکم دینے والے یا اس کو پسند کرنے والے پیر کا حکم۔	۴۵۷	مصنف کی تحقیق کہ صورت دوم اظہر و ارجح ہے۔
۴۷۰	قسم دوم: سجدہ تو سجدہ زمین بوسی حرام ہے۔	۴۵۷	نصرانی یہود سے بدتر کس وجہ سے ہے۔
۴۷۱	قسم سوم: زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے۔	۴۵۸	فصل سوم: ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدہ تہیہ حرام ہونے کا ثبوت اور وہ دونوع ہے۔
۴۷۳	نوع دوم: متعلق مزارات اور یہ بھی تین قسم ہے۔	۴۵۸	نوع اول تین قسم پر ہے۔
۴۷۳	قسم اول: مزارات کو سجدہ یا اس کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع ہے۔	۴۵۸	قسم اول: نفس سجدہ کا حکم غیر خدا کے لئے مطلقاً حرام ہے۔
۴۷۵	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ بوسہ میں اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔	۴۵۸	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ تحریم سجدہ متفق علیہ ہے اور تکفیر میں چھ قول ہیں۔
۴۷۵	چھونا اور چٹنا بوسہ کی مثل ہے۔	۴۵۹	زمین پر ماتھا رکھنا خسارہ رکھنے سے بدتر ہے۔
۴۷۶	قسم دوم: مزار کو سجدہ درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں۔	۴۵۹	ظہر یہ میں علی الاطلاق تکفیر کا حکم جزی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے۔
۴۷۷	قبر کے سامنے رکوع و سجود والی نماز مکروہ ہے۔	۴۶۰	بلا اکراہ غیر اللہ کو سجدہ پر تکفیر کے بارے میں امام عینی علامہ قسستانی سے اوثق ہیں۔
		۴۶۱	دعویٰ اتفاق بے محل ہے۔

۴۷۸	نماز جنازہ قبر کے سامنے پڑھ سکتے ہیں۔	۴۷۸	"کلامی لاینسسخ کلام اللہ" حدیث منکر، باطل اور موضوع ہے۔	۴۷۷
۴۷۸	بلا جنازہ دفن کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی جب تک ظن سلامت ہے۔	۴۷۷	جبرون متمم ہے۔	۴۷۷
۴۷۸	قسم سوم: قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے۔	۴۷۸	مذہب حنفی میں آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے۔	۴۷۷
۴۷۹	قبر کے سامنے نماز ممنوع ہے چاہے مسجد میں ہو، مکان میں ہو یا صحرا میں۔	۴۷۹	احکام میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔	۴۷۷
۴۷۹	سامنے قبر ہو تو نمازی سترہ رکھ لے۔	۴۷۹	کلام خدا کلام خدا سے منسوخ ہو سکتا ہے۔	۴۷۷
۴۷۹	سترہ کی مقدار کیا ہے۔	۴۷۹	وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی۔	۴۷۸
۴۷۹	امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے۔	۴۷۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی پر سجدہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ میں بڑا فرق ہے۔	۴۷۸
۴۷۹	مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو اور نہ ہی جانب حمام ہو۔	۴۷۹	بکر نے سند حدیث میں غلطی کی جو اس کی بے علمی ہے۔	۴۷۸
۴۷۹	مسجد البیت کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلاء ہو تو کچھ حرج نہیں نہ ہی قبر میں مضائقہ۔	۴۷۹	بے علمی میں بکر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا۔	۴۷۸
۴۷۹	مسجد البیت میں جنبی کو جانا بلکہ جماع جائز ہے۔	۴۷۹	حدیث "صدق رؤیاک" کا معنی۔	۴۷۹
۴۸۰	تحريم مسجد تہیہ کے بارے میں مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق جو چار فضلوں پر مشتمل ہے۔	۴۸۰	ممانعت سجدہ سے متعلق حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں بکر کی تحریف۔	۴۷۹
۴۸۱	فصل اول۔	۴۸۱	حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحیح مفہوم۔	۴۷۹
۴۸۱	صحابہ وائمہ واولیاء وکتب پر بکر کے افتراء خود اس کے مستندات سے تحريم سجدہ تہیہ کا ثبوت۔	۴۸۱	اثقائے جزاء انتفاع شرط ہے۔	۴۷۹
۴۷۷	فصل دوم۔	۴۷۷	طرفہ جہالت بکر۔	۵۰۰
۴۷۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افتراء اور حدیث سے سجدہ تہیہ کی تحريم کا ثبوت۔	۴۷۷		

۵۰۰	حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ غیر کی حرمت پر استدلال۔	۵۰۶	حدیث قیس۔ حدیث معاذ اور حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بکرنے کیوں چھپایا۔
۵۰۱	دین میں چالاکیاں مسلمان کو نازیبا ہیں۔	۵۰۸	حضور عالم ماکان ومانیکون ہیں۔ صدیوں بعد ہونے والے حالات کو خبر پہلے ہی دے دی۔
۵۰۲	بکر نے لابنی بشر ان یسجد لغیر کو حدیث ام المؤمنین کا تتمہ سمجھا حالانکہ یہ اس سے الگ حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔	۵۰۹	بکر کا استدلال مان لیا جائے تو کتنا۔ گدھا اور سور کے اجزاء کثیرہ حلال ہو جائیں گے۔
۵۰۲	ممانعت سجدہ کی احادیث چار الگ الگ واقعات پر مشتمل ہے۔	۵۰۹	تین اصول شرع۔ سنت، اجماع اور قیاس کو رد کرنا مذہب چکڑالوی ہے۔
۵۰۲	بکر کی کج فہمی کہ صحابہ کی خواہش سجدہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ عبادت کی خواہش سمجھا۔	۵۰۹	فصل سوم۔
۵۰۳	بدگمانی سے بچو کچھ گمان گناہ ہیں۔ (آیت)	۵۰۹	اللہ عزوجل پر بکر کے افتراء اور خود اس کے منہ قرآن سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت۔
۵۰۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بد عقیدگی کا گمان کرنے والا مستحق جہنم ہے۔	۵۰۹	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء خود اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔
۵۰۳	جو شخص رسول کو کفر وارتداد پر سکوت کر نیوالا ٹھہرائے وہ خود کفر وارتداد کے گھاٹ پر پہنچ گیا۔	۵۰۹	اللہ تعالیٰ پر بکر کا پہلا افتراء۔
۵۰۳	حدیث میں ہے کہ کوئی شخص ایک بات کہتا ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا اس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اتر جاتا ہے۔	۵۱۰	دوسرا افتراء۔
۵۰۵	ہر چیز مجھ کو اللہ تعالیٰ کا رسول جانتی ہے سوائے کافر جن اور آدمیوں کے۔ (الحديث)	۵۱۰	آیت کریمہ "فالینما تولوا فثم وجه الله" حسب حدیث ترمذی شریف قبلہ تحریر میں ہے۔
۵۰۵	بے شک سجدہ افعال عبادت سے ہے۔	۵۱۰	تیسرا افتراء۔
۵۰۵	سجدہ عبادت اور سجدہ تحیت میں سوائے نیت کے کوئی فرق نہیں۔		تقریر قبلہ روز اول سے ہے۔
۵۰۵	اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے۔	۵۱۱	چوتھا افتراء۔

۵۱۵	قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا۔	۵۱۱	سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کا امتیاز اللہ تعالیٰ اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے۔
۵۱۵	قول مرجوح پر افتراء اور حکم جہل اور خرق اجماع ہے۔	۵۱۱	اللہ تعالیٰ لغو و فضول اور ناقص و مدخل سے منزہ ہے۔
۵۱۵	اجماع امت کا توڑنے والا فاسق ہے۔	۵۱۱	بکر کا یہ قول کہ خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سمت قرار دیا تاکہ سجدہ عبادت و سجدہ تعظیم میں امتیاز ہو جائے یہ باطل ہے کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں اور وہ دونوں کفر صریح ہیں۔
۵۱۵	سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پیروان عظام محبوبان خدا ہیں۔	۵۱۲	بکر کی دلیل سے مندروں میں بتوں کو سجدے جائز ہو گئے۔
۵۱۵	تنبیہ: رسالہ مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء کا تعارف۔	۵۱۲	اب ناسخ کا ناخ کوئی نہیں۔
۵۱۵	شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے اور شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں۔	۵۱۲	پانچواں افتراء۔
۵۱۶	اولیاء کا ملین سے جو قول، فعل، حال بظاہر خلاف شرع منقول ہو تو چارہ وجہ سے اس کا دفاع ہوگا۔	۵۱۲	تفسیر بالرائے ممنوع ہے۔
۵۱۶	ثبوت کامل کے بغیر کسی مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔	۵۱۲	نصوص کو ظاہری معنی سے پھیر کر اہل باطن کی طرح باطنی معنی لینا الحاد ہے۔
۵۱۶	آج کل حضرات اولیاء کے نام سے بہت سی جعلی کتابیں نظم و نثر میں شائع ہو رہی ہیں۔	۵۱۳	اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن مجید جھٹلائے۔
۵۱۶	عقائد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے شائع شدہ کتاب من گھڑت ہے۔	۵۱۳	کلام الہی میں معنوی تحریف کی ایک صورت۔
۵۱۶	شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام سے بھی بعض جعلی کتابیں چھاپی گئی ہیں۔	۵۱۴	مجوزہ سجدہ تحیت بکر کی ناپاک بدزبانیاں۔
۵۱۶	ہر سنی مسلمان کے کلام میں تاحد امکان تاویل لازم ہے۔	۵۱۴	بکر کی قرآن و حدیث و فقہ و اجماع اور ائمہ اولیاء پر ایک ملعون تہمت۔
۵۱۷	تشابہات کا اتباع کرنا جہالت ہے۔	۵۱۵	نوع بشر میں عصمت خاصہ انبیاء ہے۔
		۵۱۵	اتباع جمہور کا ہوگا۔

۵۲۰	ثانی قرآن کریم سے سجدہ مسحوت عنہا کا جواز قطعاً ثابت ہونا بوجہ باطل ہے۔	۵۱۸	تشابہات جس طرح اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہیں اسی طرح اکابر دین کے کلام میں بھی ہیں۔
۵۲۱	وجہ اول۔	۵۱۸	فصل چہارم۔
۵۲۱	علماء کو اختلاف ہے کہ سجدہ آدم زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا۔	۵۱۸	سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطان استدلال مجوزین کا ثبوت۔
۵۲۱	یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے والدین کے سجدہ کی نوعیت کیا تھی۔	۵۱۹	ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کون سا تھا۔
۵۲۳	بکر کی ایک سخت جہالت۔	۵۱۹	ابلیس سجدہ آدم سے کیوں باز رہا۔
۵۲۳	امام اجل محمد بن عباد تابعی ہیں اور ام المومنین صدیقہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، ابوہریرہ اور جابر بن عبد اللہ کے شاگرد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۵۲۰	حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہو جاتا ہے۔
۵۲۳	امام ابن جریج تابعین سے ہیں امام جعفر صادق کے شاگرد اور فخر امام شافعی کے داوا استاد ہیں۔	۵۲۰	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے استدلال بکر پر کئی وجوہ سے رد۔
۵۲۳	جو سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہو فوراً شکل رکوع بھی ادا ہو جاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کر نہ ہو۔	۵۲۰	اولا ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم اللہ تعالیٰ نے آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے دیا تھا۔
۵۲۴	وجہ دوم۔	۵۲۰	ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں۔
۵۲۴	سجدہ آدم و یوسف ان دونوں کو تھا یا اللہ عزوجل کو۔	۵۲۰	جو حکم ملائکہ کو دیا گیا وہ شریعت من قبلنا نہیں۔
۵۲۴	کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔	۵۲۰	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے۔
۵۲۸	نص قطعی کے مقابلے میں قیاس کا رابلیس ہے۔	۵۲۰	شریعت میں کسی فعل کی عدم ممانعت دو طرح سے ہوتی ہے۔
۵۲۸	کعبہ محض پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں۔	۵۲۰	اباحت شرعیہ اور اباحت اصلیہ میں فرق ہے اباحت اصلیہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے۔

۵۳۶	واقع غیر واقع نہیں ہو سکتا۔	۵۲۹	وجہ سوم۔
۵۳۶	سجدہ غایت تعظیم ہے۔	۵۲۹	امام عطاء بن ابی رباح امام ابو حنیفہ کے استاذ ہیں۔
۵۳۶	غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار۔	۵۲۹	آیت سورۃ یوسف کی وجہ نفیس۔
۵۳۶	کم درجہ تعظیم کے لئے انتہا درجے کی تعظیم ظلم صریح ہے۔	۵۳۱	وجہ چہارم۔
۵۳۷	اباحت اصلہ کا رفع نسخ نہیں۔	۵۳۱	شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا قطعی نہیں۔
۵۳۸	حواشی رسالہ الزبدۃ الزکیۃ۔	۵۳۲	وجہ پنجم۔
۵۳۳	مریدین کو سجدہ سے منع نہ کرنے والا پیر خطا کار ہے اس پر فرض ہے کہ مریدوں کو سجدہ سے منع کرے اور مریدوں پر فرض ہے کہ اس فعل حرام سے باز آجائیں۔	۵۳۲	باتفاق عقل و نقل واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا۔
۵۳۳	سجدہ تہیہ اور تواجد کے بارے میں ایک مباحثہ کا حال جس کے مصنف مولوی عبدالقادر جو نیوری تھے اور انھوں نے ہی مصنف عد الرحیمہ کی خدمت میں استفتاء بھیجا۔	۵۳۲	قیاس ظنی ہوتا ہے۔
۵۳۳	فریق اول کا موقف اور ان کے دلائل	۵۳۲	ثانیاً ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے۔
۵۳۳	فریق ثانی کا موقف اور ان کے دلائل۔	۵۳۳	بکر کا ہدایہ پر افتراء۔
۵۳۹	مصنف کا فیصلہ۔	۵۳۴	قاضی خاں وردالمختار پر افتراء۔
۵۳۹	مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے جواب استفتاء۔	۵۳۴	جو حدیث روایت متواتر نہ ہو مگر مقبولا متواتر ہو اس سے قطعی کا نسخ روا ہے۔
۵۳۹	بلاشبہ ہماری شریعت مطہرہ میں غیر خدا کے لئے سجدہ تہیہ حرام فرمایا گیا۔	۵۳۴	حدیث لا وصیۃ لوارث سے وصیت والدین و اقربین کہ منصوص قرآن تھی منسوخ کی گئی۔
۵۳۹	شرائع من قبلنا اس وقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرماتے منع کے بعد اباحت اصلہ سے استدلال نہیں ہو سکتا۔	۵۳۴	متواتر کی دو قسمیں ہیں۔
۵۵۰	اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر بعد منع شرع اباحت نہیں رہ سکتی۔	۵۳۵	اجماع ناخن و منسوخ تو نہیں مگر دلیل نسخ یقینا ہے۔
۵۵۰	صحابی کا پیشانی اقدس پر سجدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ تہیہ نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ عبادت تھا البتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی اس وقت مسجد یعنی موضع سجود تھی۔	۵۳۵	خبر منسوخ نہیں ہوتی۔

۵۵۰	قدم بوسی سنت سے ثابت ہے۔	۵۵۰	ایک ہی چیز ارادے اور مقصد کے اعتبار سے کبھی حلال اور کبھی حرام سے متصف ہوتی ہے۔
۵۵۰	انحناء یعنی جھکنا دو قسم ہے مقصود اور وسیلہ، دونوں کے حکم کی تفصیل۔	۵۵۰	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر کہ تم ہمارے مولیٰ ہو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والہانہ رقص کرنے لگے۔
۵۵۱	وجد کو حرام کہنا عجب ہے کہ وہ حالت اضطرابی ہے جس پر حکم ہو ہی نہیں سکتا۔	۵۵۱	چلانے کی جائز و ناجائز صورتیں۔
۵۵۱	مورد احکام افعال اختیاریہ ہیں نہ کہ اضطراریہ۔	۵۵۱	غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو تو بلاشبہ ممنوع ہے۔
۵۵۱	حضرت سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سماع کے حاضرین کو ہدایت کہ تالی کیسے بجائیں۔	۵۵۱	اذکار حسنہ والجانبات حسنہ سے سننا کوئی ممنوع نہیں۔
۵۵۲	رقص میں دو صورتیں ہیں: ایک بیخودانہ کہ جائز ہے۔ دوسری بالاختیار، اس کی پھر دو صورتیں ہیں کہ اس میں تثنیٰ و تکرر ہے یا نہیں۔ بصورت اول ناجائز اور بصورت ثانی عوام کو احتراز چاہئے جبکہ خواص کے لئے ممنوع نہیں۔	۵۵۲	حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر عمر میں سماع ترک فرما دیا تھا کیونکہ گانے والا کوئی اہل نہیں ملتا تھا۔
۵۵۲	تواجد میں نیت صالحہ کی دو صورتیں ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحاء کرام اور دوسری طالبان راہ کے لئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہو جائے۔	۵۵۲	شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ کے مناقب سماع میں حلال، حرام اور شبہ کی اقسام ہے۔
۵۵۲	تواجد کی ایک صورت مذموم اور ایک صورت محمود ہے۔	۵۵۲	کون سا سماع اہل صدق کے نزدیک مردود اور گناہ ہے۔
۵۵۳	لذت شہود پاکر وجد غالب ہو تو رقص جائز ہے۔	۵۵۳	صوفیائے کرام کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کے قول و فعل کی کوئی وقعت نہیں بہت سخت بات ہے۔
۵۵۳	حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے خوشی سے سرشار ہو کر رقص کیا اور آپ نے منع نہ فرمایا۔	۵۵۳	

۵۶۱	حضرت مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے اصحاب نے کہا کہ ہمیں ایک خدا بنادے تو آپ نے فرمایا کہ تم جاہل قوم ہو۔	۵۵۹	صوفیائے کرام سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والا اور ان سے بڑا بندہ کون ہو سکتا ہے۔
۵۶۱	زنا کو اپنے لئے حلال کرنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکمت سے مسئلہ سمجھایا۔	۵۵۹	تحریم سجدہ تہیہ میں ہماری سند تصریح فقہاء کرام ہے۔
۵۹۲	سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطور معجزہ نوجوان کے دل سے محبت زنا نکال کر نفرت زنا پیدا کر دی۔	۵۵۹	آیت کریمہ واذا حییتہم بتحیۃ کی تفسیر۔
۵۶۲	اشیاء معظمہ کو تعظیماً بوسہ دینا جائز ہے جبکہ کسی حرج شرعی پر مشتمل نہ ہو۔	۵۶۰	تہیہ کی صورتوں کا ذکر۔
۵۶۲	معظمان دینی کے ہاتھ پاؤں چومنا اور ان کو دیکھ کر تعظیماً قیام کرنا جائز ہے مگر ہاتھ باندھے کھڑے رہنا نہ چاہئے اور کسی معظم دینی کا خود اس کی خواہش کرنا حرام ہے۔	۵۶۰	وجوب جواب صرف سلام کے لئے ہے نہ کہ ہر تحیت کے لئے۔
۵۶۳	قرآن مجید کو چومنا اور تعظیماً سر اور آنکھوں پر رکھنا سینے سے لگانا مستحب ہے۔	۵۶۰	آیت کریمہ ایامرکم بالکفر بعد از انتم مسلمون کی تفسیر۔
۵۶۳	محارم اور غیر محارم عورتوں کو سلام کہنا کیسا ہے۔	۵۶۰	کوئی شریعت جواز کفر نہیں لاسکتی۔
۵۶۳	بعد نماز فجر و عصر نمازیوں کا باہم مصافحہ کا التزام عند الاحناف سنت ہے یا مستحب یا مکروہ۔	۵۶۰	اللہ تبارک و تعالیٰ کا کفر کا حکم نہیں فرماتا۔
۵۶۳	مسجد میں جو لوگ خالی بیٹھے ہوں ان کو سلام کرنا جائز اور جو لوگ نماز تلاوت یا ذکر وغیرہ میں مشغول ہوں ان کو سلام کہنا مکروہ ہے۔	۵۶۰	سجدہ تحیت قطعاً کفر نہیں۔
۵۶۳	پیر یا استاد کو سجدہ تعظیماً کیسا ہے اور اس کا مرتکب مومن ہے یا کافر۔	۵۶۰	مراہیل حسن محدثین کی نظر میں۔
۵۶۵	غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک ہے اور سجدہ تعظیماً شرک نہیں مگر حرام و گناہ کبیرہ ہے۔	۵۶۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سجدہ عبادت کی درخواست والا شخص کون تھا۔

۵۶۹	وضو، وظیفہ، اور تلاوت قرآن مجید میں سلام کا جواب دے یا نہ دے۔	۵۶۵	جاہلوں کی مجلس میں عالم آیا تو پہلے سلام آنے والے عالم کو کہنا چاہئے۔
	ضمیمہ سلام و تحیت و تعظیم سادات	۵۶۵	والدین، استاد اور علماء کے ہاتھ پاؤں چومنے کے جواز پر مولانا مولوی عماد الدین صاحب کے فتویٰ کے مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے تصدیق و تائید اور انکار کی شق نکالنے والے کی تغلیط۔
۳۵۱	تعظیما جھکنا ممنوع ہے۔	۵۶۶	والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز اور علماء و صلحاء کی دست بوسی سنت مستحبہ ہے۔
	داڑھی، حلق و قصر، ختنہ و حجامت	۵۶۶	قدم بوسی اور سجدہ کے معانی اور ان میں فرق۔
۵۷۱	(داڑھی، مونچھ، سر وغیرہ کے بالوں، ختنہ اور ناخن وغیرہ سے متعلق مسائل)	۵۶۶	مسلمانوں پر بدگمانی حرام ہے۔
۵۷۱	داڑھی منڈوانا، کتر وانا، چڑھانا اور اس کی تحقیر و استہزاء کیسا ہے۔	۵۶۷	غیر خدا کو سجدہ کرنے والے کو منع کرنا فرض ہے مگر قدم بوسی کو سجدہ سمجھ کر ناگمان غبیث ہے۔
۵۷۱	داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرنا واجب، اہل اسلام کا شعار اور اس کا خلاف ممنوع و حرام اور کفار کا شعار ہے۔	۵۶۷	علماء دین و مشائخ صالحین کی دست بوسی و قدم بوسی سنت ہے۔
۵۷۱	دس چیزیں فطرت سے ہیں جن میں مونچھیں کم کرنا اور داڑھی بڑھانا شامل ہے۔	۵۶۷	بزرگان دین کی قدم بوسی و دست بوسی کرنے والے کو مشرک کہنے والا خود تجدد اسلام و تجدید نکاح کرے۔
۵۷۲	داڑھی منڈانا حرام اور یہ افرنگیوں ہنود اور جو القیوں کا طریقہ ہے۔	۵۶۸	سید کے لڑکے سے خدمت لینا جب شاگرد یا ملازم ہو اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں۔
۵۷۲	قلندر یہ کن کو کہا جاتا ہے۔	۵۶۸	مسلمان کا جھوٹا کھانا کوئی ذلت نہیں حدیث میں اس کو شفاء فرمایا گیا۔
۵۷۲	سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑنا اور مشرکین و مجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں۔	۵۶۸	سید زادہ اپنا سید ہونا چھپائے پھر بھی جن کو معلوم ہے ان پر اس کی تذلیل جائز نہیں۔
		۵۶۸	سنی مسلمان غیر فاسق معین کو ابتداء السلام کرے، وہ اگر جواب خلاف سنت دے تو اس کو سمجھائے نہ کہ خود سنت سلام ترک کرے۔

۵۷۳	اعذار بارہ موجب تحلیل محرمات نہیں ہو سکتے ارتکاب ممنوع کے ساتھ ندامت و اعتراف جرم لاحق ہو تو وہ باعث تخفیف عذاب اور عزم مع التزم موجب مؤگناہ ہو جاتا ہے۔	۵۷۲	داڑھی منڈانے میں تغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے جو اثر اضلال شیطان اور موجب لعنت الہی ہے۔
۵۷۲	داڑھی کی سنیت قطعی الثبوت ہے اس کی توہین و تحقیر اور اس کے اتباع پر استہزاء بالاجماع کفر ہے۔	۵۷۲	مسئلہ کی تائید قرآن حدیث سے۔
۵۷۲	داڑھی کی توہین کرنے والے کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی اس کے بعد اولاد حرام ہوگی۔	۵۷۳	داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ممنوع ہے اور اس پر حدیث سے وعید شدید۔
۵۷۴	مسلمانوں پر لازم ہے کہ داڑھی کی تحقیر کرنے والے کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ کریں مرنے کے بعد اس کا جنازہ نہ پڑھیں، مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں بلکہ حتی الامکان اس کے ناپاک جنازہ کی تدکیل کریں۔	۵۷۳	داڑھی کتر وانا یا منڈانا داڑھی چڑھانے سے بچند وجوہ سخت تر ہے۔
۵۷۴	بدھ کے دن ناخن کتر وانا از روئے حدیث ممنوع اور موجب برص ہے۔	۵۷۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی پر دنیا و آخرت میں ثمرات بد مرتب ہوتے ہیں۔
۵۷۴	ایک عالم کبیر نے حدیث ممانعت کو صحیح الاسناد نہ سمجھتے ہوئے بدھ کے روز ناخن دانستہ تراشنے تو فوراً برص میں مبتلا ہوئے پھر خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس کی برکت سے شفا ہوئی اور فوراً تائب ہوئے۔	۵۷۳	داڑھی منڈانے والوں کا سفاہت و ضلالت پر مبنی ایک ناقابل اعتبار عذر۔
۵۷۶	سر کے بالوں سے متعلق دو سوالوں پر مشتمل استفتاء۔	۵۷۳	اصلاح باطن آرائش ظاہر سے اہم تر ہے مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر و ارتکاب محرمات کی اجازت نہیں۔
۵۷۷	سر کے بالوں کو منڈانے کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں۔	۵۷۳	تعمیل حکم شرع و اتباع سنت شارع ہر گز آرائشی باطن میں خلل انداز نہیں۔
		۵۷۳	اس پر دلیل کہ داڑھی منڈانے والا اپنے اس دغوی میں جھوٹا ہے کہ اس کا باطن آراستہ ہے۔

۵۸۲	داڑھی کو جدید شرع تک رکھنا اور زیادہ لمبی ہو تو کاٹنے میں علماء کی آراء۔	۵۷۷	بال کٹوانے کے چند خلاف سنت طریقے۔
۵۸۳	خیر الامور او سطھا۔	۵۷۸	قزع مکروہ ہے۔
۵۸۴	داڑھی لمبی ہو تو عقل کم ہوتی ہے۔	۵۷۸	قزع کی صورت۔
۵۸۴	امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک۔	۵۸۰	چار سوالات پر مشتمل ایک استفتاء۔
۵۸۴	سیدنا فاروق اعظم و سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی داڑھی مبارک۔	۵۸۰	ایک مشت سے زیادہ داڑھی رکھنا سنت ہے یا مکروہ۔
۵۸۵	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ اور داڑھی مبارک۔	۵۸۰	فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک کو کبھی ترشویا ہے یا نہیں؟
۵۸۵	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داڑھی کو مشت میں لیتے اور زائد کو کم کر دیتے۔	۵۸۰	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی کی مقدار کیا تھی۔
۵۸۶	مشت سے زائد داڑھی میں کمی کرنا خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ماثور ہے۔	۵۸۱	جواب سوال اول۔
۵۸۶	احادیث اور عبارات ائمہ سے اس مسئلہ کی تفصیل کہ مشت سے زائد داڑھی کو کاٹنا ضروری ہے یا نہیں۔	۵۸۱	داڑھی ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اور اس سے کم کرنا ناجائز ہے۔
۵۹۰	جواب سوال دوم۔	۵۸۱	داڑھی جب واجب ہے تو پھر اس کو سنت کیوں کہا جاتا ہے۔
۵۹۰	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشت سے زائد داڑھی کو کاٹ دیتے تھے۔	۵۸۱	داڑھی کا ٹائیکب ناجائز، کب جائز اور کب واجب ہے۔
۵۹۰	جواب سوال سوم۔	۵۸۱	مقدار ریش ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائیگی۔
۵۹۰	یہ امر محض بے اصل ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی ایک مشت ہی تھی اس سے زائد نہ ہوتی تھی۔	۵۸۲	بدنما صورت بنانا اور اپنے آپ دروازہ مسخریہ کھولنا ناجائز ہے۔
۵۹۱	جواب سوال چہارم۔	۵۸۲	مسلمانوں کو استہزاء وغیبت کی آفت میں ڈالنا مرضی شرع مطہر ہرگز نہیں۔
		۵۸۲	تناسب کے لئے اطراف ریش کو تراشنے کے بارے میں ابن ملک کا قول درست نہیں۔

۵۹۱	جواب سوال اول۔	۵۹۱	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک سینہ کو بھر دیتی تھی۔
۵۹۲	داڑھی کی حدود۔	۵۹۲	مجاہدین کو لمبیں بڑھانے کی اجازت ہے اوروں کو بالاتفاق مکروہ ہے۔
۵۹۲	کانوں پر جو روٹگئے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں یونہی گالوں پر جو خفیف بال نکلتے ہیں داڑھی میں داخل نہیں۔	۵۹۲	غیر مجاہدین کے لئے سیاہ خضاب کی حرمت حدیث صحیح سے ثابت ہے۔
۵۹۲	داڑھی کو لحيہ کہنے کی وجہ۔	۵۹۲	حضرت عثمان غنی اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالوں کو خضاب لگایا کرتے تھے۔
۵۹۲	دو ابروؤں اور چہرے کے بالوں کو کاٹنے میں حرج نہیں بشرطیکہ بیچڑوں سے مشابہت پیدا نہ ہو۔	۵۹۲	حقیقت امر یہ ہے کہ ہم پر اتباع مذہب لازم ہے دلائل میں نظر ائمہ مجتہدین فرما چکے ہیں۔
۵۹۳	جواب سوال دوم۔	۵۹۳	کوئی شخص بالغ ہونے کے بعد مسلمان ہو اس کے ختنہ کے بارے میں کیا حکم ہے۔
۵۹۳	لب زیریں کے نیچے جو بال ہیں وہ داڑھی سے جدا نہیں۔	۵۹۳	بوقت ضرورت ستر دیکھنا مکھانا منع نہیں۔
۵۹۳	داڑھی کے کسی جز کا مونڈنا جائز نہیں۔	۵۹۳	عبارات فقہاء سے تائید۔
۵۹۳	لب زیریں کے وسط میں میں جو تھوڑے سے بال ہوتے ہیں ان کو عربی میں عنقہ اور ہندی میں "بچی" کہا جاتا ہے اور اس کے جانبین میں جو بال ہوتے ہیں ان کو عربی میں "فنیکیں" اور ہندی میں "کوٹھے" کہا جاتا ہے۔	۵۹۳	زمانہ کفر کے بال اتارنے اور ختنہ کرنے کا حکم حدیث میں وارد ہے۔
۵۹۳	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچی کے منڈانے والے کی شہادت قبول نہ فرماتے۔	۵۹۳	داڑھی اور سر کے بالوں سے متعلق تین سوالات پر مشتمل استفتاء۔
۵۹۳	امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے کوٹھوں کو اکھاڑنے والے کی گواہی رد فرمادی۔	۵۹۳	داڑھی کی حدود چہرہ پر کہاں تک ہیں اور خط بنوانے میں کہاں تک احتیاط مناسب ہے۔
۵۹۳	سفید بال اکھاڑنے مکروہ ہیں۔	۵۹۳	لب زیریں کے نیچے جو بال ہوں ان کا منڈانا کیسا ہے۔
		۵۹۳	سر کے بال چھوٹے چھوٹے رکھنا جیسا کہ آج کل شائع ہے اور پھر گردن سے ان کی درجگی اور گردن کی صفائی کہاں تک درست ہے۔

۶۰۳	نومولود کی ناف کاٹنے سے متعلق استفتاء	۵۹۹	لب زیریں کے نیچے بال کاٹنے کی بوقت ضرورت اجازت ہے۔
۶۰۳	لڑکی یا لڑکے کی ناف کاٹنا ولی وغیرہ سب کو جائز ہے۔	۵۹۹	جواب سوال سوم۔
۶۰۳	بچے کا کوئی ستر نہیں۔	۵۹۹	نئی نئی تراشیں سب خلافت سنت ہیں۔
۶۰۳	باپ اپنے چھوٹے بچے کا ختنہ کر سکتا ہے۔	۵۹۹	گدی کے بال منڈانا پچھنوں کی ضرورت سے جائز اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔
۶۰۳	بیگانے مرد کا بے پردہ عورت کے پاس جانا ہر حالت میں حرام اور پردہ کی حالت میں نفاس وغیرہ نفاس یکساں ہیں۔	۵۹۹	گردن، سینے اور پشت کے بال منڈانے کا حکم۔
۶۰۵	سر کے بال نصف کان سے کندھوں تک بڑھانا جائز، اس سے زیادہ مرد کو حرام ہے۔	۶۰۰	مرد اگر زیر ناف کے بال مقراض سے تراشے اور عورت استرہ لے تو جائز ہے یا نہیں۔
۶۰۵	بال بڑھانے کے جواز و عدم جواز میں فقراء غیر فقراء سب یکساں ہیں۔	۶۰۱	موئے زیر ناف کو دور کرنے میں مرد و عورت کے لئے حلق و تنف میں سے افضل کیا ہے۔
۶۰۵	نسوانی وضع بنانے والے چوٹی کندھوانے یا جوڑا باندھنے والے اور سینہ یا کمر تک بال بڑھانے والے مرد فاسق معطن ہیں۔	۶۰۱	آیہ کریمہ محققین رؤسکم و مقصرین میں حج کے حلق و قصر کا ذکر ہے اسے عادی امور سے تعلق نہیں۔
۶۰۵	فاسق معطن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔	۶۰۲	تقصیر حج کا مطلب۔
۶۰۵	یہ خیال کہ باطن صاف ہونا چاہئے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے۔	۶۰۲	سنت یا تو سارے سر پر بال رکھ کر مانگ نکالنا ہے یا سارا سر منڈانا ہے۔
۶۰۵	داڑھی اتنی کتر وانا کہ ایک مشیت سے کم ہو جائے گناہ و ناجائز ہے۔ یونہی ٹھوڑی پر سے کھلوانا حرام ہے۔	۶۰۲	عبارات ائمہ سے تائید۔
۶۰۵	چھ سوالوں پر مشتمل استفتاء۔	۶۰۲	عورتوں کے ختنہ سے متعلق سوال اور اس کا جواب۔
۶۰۵	داڑھی کا طول کم از کم کس قدر ہے جس سے کم از کم کٹنے گنہگار ہوگا۔	۶۰۳	جہاں لوگ عمامہ کے شملہ سے مذاق کرتے ہوں وہاں شملہ نہ رکھا جائے۔
		۶۰۳	جو اپنے اہل زمانہ کے حالات سے بے خبر ہو وہ جاہل ہے۔

۶۰۶	مذہب حنفی بہ پر مشتمل پانی پینا مکروہ ہے۔	۶۰۵	استرا سے یا قہجی سے داڑھی کاٹنا کیسا ہے یا کوئی فرق ہے۔
۶۰۷	○ رسالہ لمعة الضعیفی فی اعفاء اللہی (داڑھی کے وجوب اور اس کی حد شرع سے متعلق اٹھارہ آیات، بہتر احادیث اور ساٹھ ارشادات علماء پر مشتمل تحقیقی رسالہ اور ولید نامی منکر وجوب کا زور وار رد)	۶۰۵	یہ کہنا کہ عرب شریف اسلام کا گھر ہے وہاں کے لوگ داڑھی کٹوا کر چھوٹی کر لیتے ہیں تو دوسروں کے لئے کیا مضائقہ ہے۔ ایسا کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔
۶۱۲	حدیث مرسل و منقطع میں فرق۔	۶۰۶	جس شخص کے لبوں کے بال بڑھے ہوئے ہوں اس کا جھوٹا پانی وغیرہ پینا کیسا ہے۔
۶۱۲	سلمہ بن محمد مجہول ہے۔	۶۰۶	داڑھی منڈانے یا کتروانے والے اور لبوں کے بال بڑھانے والوں کی نسبت حکم شرعی کیا ہے۔
۶۱۲	علی بن جدعان شیعہ ضعیف ہے۔	۶۰۶	لبوں کے بال کس قدر ہونے چاہئیں۔ لبوں کے بال منڈانے یا باریک کرنے میں کیا قباحت ہے۔
۶۱۲	جن احادیث میں اعفاء اللہیہ کا ذکر نہیں وہ ان احادیث کی مخالف نہیں جن میں اس کا ذکر موجود ہے۔	۶۰۶	داڑھی تھوڑی کترنے سے سب منڈا دینا خبیث تر ہے۔
۶۱۲	من تبغیضہ اس پر دلیل ہے کہ جن بعض کا یہاں ذکر ہے اس کے علاوہ بعض اور بھی ہیں۔	۶۰۶	حرام حرام میں فرق ہے۔
۶۱۳	بعض جگہ عدد مذکور سے مقصود حصر نہیں بلکہ اعانت ضبط و حفظ کے لئے صرف مذکورات کا شمار ہوتا ہے۔	۶۰۶	بھنگ، چرس اور شراب سب حرام ہیں مگر شراب سب میں بدتر ہے۔
۶۱۳	عشر من الفطرۃ کی جگہ حدیث میں اگر الفطرۃ عشر بھی ہوتا جب بھی زیادہ کے منافی نہ تھا۔	۶۰۶	شریعت پر کسی کا قول حجت نہیں۔
۶۱۳	خصال فطرت کے تعداد کتنی ہے۔ اس بارے میں مختلف احادیث کا بیان۔	۶۰۶	اللہ و رسول سب پر حاکم ہیں اللہ و رسول پر کوئی حاکم نہیں۔
۶۱۳	فضائل سید المرسلین سے متعلق مصنف کے ایک رسالہ "البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص" کا حوالہ۔	۶۰۶	جابل کہیں کے ہوں ان کا فعل سند نہیں ہو سکتا۔

۶۱۸	ایضاح حق ازاحت باطل، استیصال شبہات اور استحصال دلائل کے لئے چند تنبیہات۔	۶۱۳	حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خصوصی فضائل کا ذکر۔
۶۱۸	تنبیہ اول۔	۶۱۴	احادیث فضائل وخصاص عدد و معدود کے مختلف ہونے کے باوجود آپس میں متعارض نہیں۔
۶۱۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم اولین و آخرین عطا ہوا۔	۶۱۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور ہیں بلکہ حقیقتاً ہر کمال ہر خوبی اور ہر فضل میں عموماً اطلاق انھیں تمام انبیاء مرسلین و خلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام و عام و مطلق ہے جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا کسی کو نہ ملا۔
۶۱۸	قرآن مجید ہر شے کا روشن بیان اور کامل شرح ہے۔	۶۱۵	سلسلہ سنس میں اگر یکے از دیگرے ہزار تک سند عدد دروازہ پہنچے تو وہ ایک ہی راوی کی روایت ہے۔ اس میں تعدد نہیں ہو سکتا جب تک مرتبہ واحدہ میں متعدد راوی نہ ہوں۔
۶۱۸	کتاب اللہ میں تمام احکام جزئیہ تفصیلیہ ہی نہیں بلکہ ازلا ابدال جمع کوائن و حوادث بالاستیعاب موجود ہیں۔	۶۱۵	سند عالی سے نازل کا اشرف ہو نا بالبدایت باطل ہے۔
۶۱۸	ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ اگر میری رسی گم ہو جائے میں اس کی قرآن عظیم ہیں پالوں۔	۶۱۵	ولید نے نقل حدیث میں لم یذکر او لم یذکر واکافرق ملحوظ نہیں رکھا۔
۶۱۹	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کافرمان کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹوں کا بوجھ بن جائے۔	۶۱۵	آثار موقوفہ و مقطوعہ کو قول رسول ٹھہرانا درست نہیں۔
۶۱۹	علم علی و عمرو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان۔	۶۱۵	ابن عباس صحابی اور مجاہد و بکر و طلق تابعی ہیں۔
۶۱۹	جتنا علم اتنی ہی فہم، جس قدر فہم اس قدر علم۔	۶۱۶	تنبیہ۔
۶۱۹	علم کے مدارج بے حد متفاوت ہیں و فوق کل ذی علم علیم الایۃ۔	۶۱۶	طلق سے ان کا قول دونوں طرح مروی ہے۔
		۶۱۷	جب حرمت تسلیم ہو تو پھر اباحت کہاں۔

۶۲۳	تنبیہ چہارم۔	۶۱۹	عالم امکان میں نہایت نہایت حضور سید اکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات ہیں۔
۶۲۳	منکرین حدیث کے نزدیک اجماع بھی باطل ہے۔	۶۲۰	نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو کچھ حکم، جو کچھ رائے، جو کچھ طریقہ اور جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن سے ہے۔
۶۲۳	ولید کی دلیل مان لی جائی تو شریعت محمدی کے تمام اور اوامرو نواہی بیکار و معطل ہو کر رہ جائیں۔	۶۲۰	سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منکرین حدیث کی خبر دی۔
۶۲۳	تنبیہ پنجم۔	۶۲۱	حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام آمر، واعظ، ناہی، محرم اور محلل ہیں۔
۶۲۳	ولید نے حدیث خالفوا المشرکین کے جو معنی تراشے وہ کلام رسول سے کھلا استہزاء ہے۔	۶۲۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرام کردہ چیزیں قرآن کی حرام کردہ چیزوں سے بیشتر ہیں۔
۶۲۳	ولید کے من گھڑت معنی حدیث کا پانچ وجوہ سے رد و ابطال۔	۶۲۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ماکان و مایکون ہیں۔
۶۲۶	تنبیہ ششم۔	۶۲۲	جب تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں دل سے نہ مانیں ہر گز مسلمان نہیں ہوں گے۔ طوطے کے زبان سے لاکھ کلمہ رٹے جائیں کیا ہوتا ہے۔
۶۲۶	فرض و واجب اور اسی طرح حرام و مکروہ تحریمی کا فرق دربارہ اعتقاد ہے مگر عمل میں دونوں کا حکم ایک ہے۔	۶۲۲	تنبیہ دوم۔
۶۲۶	فرض و حرام کا منکر کافر۔ ان کی مخالفت میں گناہ، اشتغال میں رہ جائے ثواب اور خلاف میں استحقاق غضب و عذاب ہے۔	۶۲۲	منکرین حدیث گمراہ قوم صرف حدیثوں کا انکار ہی نہیں کرتے بلکہ قرآن عظیم کو عیب لگائیوالے اور دین متین کو ناقص بتانے والے ہیں۔
۶۲۶	داڑھی منڈانے کی حرمت کے منکرین کے لئے ایک مثال۔	۶۲۳	تنبیہ سوم۔
۶۲۶	مکروہ تحریمہ صغیرہ ہے۔	۶۲۳	ولید پر مناظرانہ گرفت۔
۶۲۶	ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ اور ہلکا جاننے سے اشد کبیرہ ہو جاتا ہے۔	۶۲۳	منکرین حدیث کے تمام خیالات کا حاصل ابطال شرع اور اکمال یقیدی اصل نیچر ہے۔

۶۲۹	حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال کہ منہیات رسول منہیات خدا ہیں۔	۶۲۷	انتباہ: مکروہ تحریمی کو کسی عالم نے قریب بہ حلت نہیں بتایا۔
۶۲۹	ام یعقوب اسدیہ کبار تابعین ثقات و صالحات سے ہیں بعض نے صحابیہ کہا۔	۶۲۷	امام محمد کے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام اور شیخیں کے نزدیک حرم کے قریب ترین ہے۔
۶۳۰	امام شافعی علیہ الرحمۃ کی عالمانہ شان کہ قتل زبور کا حکم حرم کے لئے قرآن سے ثابت فرمایا۔	۶۲۷	امام اعظم علیہ الرحمۃ جب شے کو مکروہ کہیں تو اس سے ان کی مراد کیا ہوتی ہے۔
۶۳۱	احرام باندھے ہوئے زبور کو قتل کرنے کا حکم فاروق اعظم نے دیا۔	۶۲۸	تنبیہ ہفتم۔
۶۳۱	وجہ ثانی۔	۶۲۸	داڑھی کے وجوب کے منکرین آنکھوں کے نہیں بلکہ دل کے اندھے ہیں۔
۶۳۱	آیت کریمہ لقد کان لکھ فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کی تفسیر۔	۶۲۸	داڑھی بڑھانے کے بارے میں متعدد آیات کریمہ موجود ہیں اور اس میں دو طریق ہیں۔
۶۳۲	رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ سے متعلق احادیث۔	۶۲۸	اول طریق عموم، یہ دو وجہ پر ہے۔
۶۳۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ تھی کہ کوئی چیز کتنی ہی مرغوب و پسندیدہ موجب شرعاً لازم و ضروری نہ ہو تو بیان جواز کے لئے گاہے ترک بھی فرمادیتے یا قولا خواہ تقریراً جواز ترک بتادیتے۔	۶۲۸	وجہ اول کہ صحابہ کرام و ائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے رہے۔
۶۳۲	سنت کی تعریف۔	۶۲۸	آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ نبی کا حکم بعینہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔
۶۳۲	واجب کی تعریف، اور سنت اور واجب میں فرق۔	۶۲۸	وہ تمام احکام جو حدیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہے۔
۶۳۲	دوم طریق خصوص: یہ نفیس طریق وجوہ عدیدہ رکھتا ہے جن سے اعفاء لحدیہ کا امر یا طلب یا اس کے خلاف پر وعید یا مذمت ثابت ہو۔	۶۲۸	جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اس سے ہر گز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو۔
		۶۲۹	حدیث میں بعض عورتوں پر لعنت منقول ہے۔

۶۳۸	استدلال۔	۶۳۴	وجہ ثالث
۶۳۸	آیت کریمہ لاتاخذ بلحیتی میں لہجہ کا فقط ذکر ہی نہیں داڑھی بڑھانے کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔	۶۳۵	ایک آیہ کریمہ کی تفسیر اور فلیغیدن خلق اللہ سے داڑھی بڑھانے پر استدلال۔
۶۳۸	ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اٹھارہ انبیاء ورسول سے ہیں جن کا نام پاک سورہ انعام کے ایک رکوع میں بالتصریح ذکر فرما کر ان کی اقتداء کا حکم ہوا۔	۶۳۶	وجہ رابع۔
۶۳۹	وجہ سابع۔	۶۳۶	آیت کریمہ یا ایہا الذین امنوا لاتحلوا شعائر اللہ سے ثبوت لہجہ پر استدلال۔
۶۳۹	آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول الخ کی تفسیر اور اس سے داڑھی رکھنے پر استدلال۔	۶۳۶	بے شک داڑھی شعائر دین اسلام سے ہے ختنہ کلمہ طیبہ کی طرح شعائر دین سے ہے۔
۶۳۹	روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔	۶۳۶	مسلمانان ہند نے ختنہ کا نام مسلمانی کیوں رکھا۔
۶۳۹	اہل بیت، صحابہ ائمہ اور ہر قرن کے اولیاء امت و علماء ملت بلکہ قرون خیر کے تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔	۶۳۶	ختنہ اور داڑھی وجہ امتیاز مومنین و کافرین ہیں۔
۶۳۹	قرون خیر میں ازالہ تو ازالہ اگر خلقتا کسی کی داڑھی نہ نکلتی تو سخت تاسف کا اظہار کرتا۔	۶۳۷	وجہ خامس۔
۶۳۹	داڑھیاں منڈانے اور کتروانے کو علماء متقدمین علامات قیامت سے شمار کرتے تھے۔	۶۳۷	داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی کا مسئلہ شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے۔
۶۳۹	گناہ کر کے اسے گناہ و قبیح نہ سمجھنا شامت نفس ہے۔	۶۳۷	ان آیات کریمہ سے داڑھی کا اثبات جن میں ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا اس سے اعراض کو سخت حماقت و سفاہت فرمایا گیا۔
۶۳۹	اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے یوں قسم کھاتے ہیں اس کی قسم جس نے فرزند آدم کو داڑھی سے زینت بخشی۔	۶۳۸	وجہ سادس۔
۶۴۰	صدیق اکبر عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی داڑھیاں کیسی تھیں۔	۶۳۸	اولئک الذین ہداهم اللہ فبہداهم اقتدہ الایۃ سے داڑھی بڑھانے پر

۶۳۳	ایرانیوں کی خصائل ذمہ کا تذکرہ۔	۶۳۰	احنف بن قیس کہ اکابر ثقافت تابعین میں سے ہیں کے مختصر احوال زندگی۔
۶۳۴	اسلامی فاتحوں کی شیرانہ تاخت نے سیابان ہند کے منہ سپید کر دیئے ہزاروں مارے لاکھوں قید کئے۔	۶۳۰	آیت کریمہ یزید فی الخلق مایشاء میں ایک تفسیر کے مطابق داڑھی مراد ہے۔
۶۳۴	ہندو کا معنی غلام ہے۔	۶۳۰	قاضی شریح کے احوال و تعارف۔
۶۳۴	نومسلم ہندوستانیوں کے کچھ خصائل رزیلہ کا تذکرہ جن میں داڑھی منڈانا بھی ہے۔	۶۳۰	احنف بن قیس اور قاضی شریح کی داڑھی خلیفہ نہیں تھی جس پر وہ بہت افسوس کرتے۔
۶۳۴	لاجرم داڑھی منڈانے کی خصلت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پائے گا۔	۶۳۱	حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک دراز اور چوڑی تھی۔
۶۳۴	تنبیہ ہشتم احادیث میں۔	۶۳۱	وجہ ثامن۔
۶۳۴	مشرکوں اور کفار کی مخالفت، داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کے بارے میں مختلف الفاظ پر مشتمل متعدد احادیث۔	۶۳۲	یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم كافة الآية کا شان نزول۔
۶۳۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین ہدایت بنام سلاطین اور سلاطین کا رد عمل۔	۶۳۲	تین آیات سے داڑھی منڈانے کی مذمت اور رکھنے کا ثبوت۔
۶۳۷	داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھنا پسند نہ فرمایا۔	۶۳۳	شک نہیں کہ داڑھی منڈانا کتنا خصلت کفار ہے۔
۷۳۸	آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔	۶۳۳	داڑھی منڈانے کی خصلت ملعونہ اصل میں مجوسی ملاعنہ کی تھی ان سے کفار نے سیکھی۔
۶۳۸	قیامت میں جن بد نصیبوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعراض فرمایا ان کا ٹھکانا کہیں نہیں۔	۶۳۳	دور فاروقی میں عجم کے فتح ہونے، تحت کسریٰ کے ختم اور مجوسیوں کے منتشر ہونے کے کچھ واقعات اور ہنود ہند پر ان کے اثرات۔
		۶۳۳	ابن سبا یہودی نے مذہب رفض ایجاد کیا جو شدہ شدہ ایران تک پہنچا اور اس کی آڑ میں ایرانیوں نے حضرت فاروق اعظم پر دغوی اسلام کے باوجود تمرا ایجاد کیا۔

۶۵۲	داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اب تو بہت سے کفار کا شعار ہے۔	۶۴۹	داڑھی باندھنے، کمان کا چھلہ گلے میں لٹکانے اور کسی جانور کی لید یا ہڈی سے استنجا کی ممانعت۔
۶۵۳	قلندر یہ فرقہ کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔	۶۴۹	یزید بن خالد ثقہ ہے۔
۶۵۳	کس قدر پوچھ عقل ہے ان لوگوں کی جنھوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں کیونکہ انھوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی۔	۶۴۹	مفضل ابن فضالہ المصری ثقہ فاضل عابد ہیں۔
۶۵۳	عورت کی داڑھی مونچھ نکل آئیں تو انھیں صاف کرنا اس کے لئے مستحب ہے۔	۶۴۹	عیاش ابن عباس ثقات سے ہے۔
۶۵۴	داڑھی مونڈنا، چننا اور کترنا سب ناجائز اور مرد کو ایسا کرنا حلال نہیں۔	۶۵۰	داڑھی باندھنے سے کیا مراد ہے۔
۶۵۴	عورت کے سر کے بال مونڈنا حرام کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے۔ اسی طرح مردوں کا داڑھی مونڈنا بھی حرام کہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے۔	۶۵۱	حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قاضی عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ نے بے داڑھی کی گواہی رد کر دی۔
۶۵۴	داڑھی مونڈنا ممنوع ہے کہ یہ کافروں کی عادت ہے۔	۶۵۱	عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کا تعارف۔
۶۵۵	فائدہ: جس طرح داڑھی مونڈنا کترنا، بالاتفاق حرام و گناہ ہے یونہی ہمارے ائمہ و علماء کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ بیحد بڑھایا جائے جو حد تناسب سے خارج و باعث انگشت نمائی ہو مگر وہ ونا پسندیدہ ہے۔	۶۵۱	عمر بن عبدالعزیز نے داڑھی چننے والے کی شہادت مسترد کر دی۔
۶۵۵	عامہ کتب فقہ و حدیث کی تصریح کے مطابق داڑھی کی حد یکمشت ہے۔	۶۵۱	داڑھیاں کترنے والے نرے بد نصیب ہیں۔
۶۵۵	حد شرع سے زائد داڑھی کو کاٹنا ہمارے نزدیک مسنون ہے۔	۶۵۱	تنبیہ نہم نصوص ائمہ کرام و علماء عظام میں۔
۶۵۶	عرب کی قدیم قومی و ملکی و مذہبی عادت داڑھی رکھنا ہی ہے وہ اس کے نہ ہونے کو سخت عیب جانتے تھے۔	۶۵۲	جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا کسی کے نزدیک حلال نہیں۔
		۶۵۲	داڑھی منڈانے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا ہے۔

۶۶۹	تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے۔	۶۵۷	تنبیہ دہم: بقیہ دلائل تحریم میں
۶۶۹	چار شخص صبح وشام اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہوتے ہیں۔	۶۵۷	دلیل اول: داڑھی منڈانا مثلاً یعنی صورت بگاڑنا ہے اور مثلاً حرام ہے۔
۶۶۹	چار اشخاص پر اللہ تعالیٰ نے بالائے عرش سے دنیا و آخرت میں لعنت بھیجی اور فرشتوں نے آمین کہی۔	۶۵۷	سر منڈانا عورت کے حق میں مثلاً ہے جیسا کہ داڑھی منڈانا مرد کے حق میں۔
۶۷۰	دلیل سوم: داڑھی منڈانا کتروانا کفار سے ان کے شعار میں تشبہ ہے اور وہ حرام ہے۔	۶۵۷	عورت کے لئے احرام سے نکلنے کے لئے قصر ہے حلق نہیں۔
۶۷۱	اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں۔	۶۵۹	جیسے عورت کے حق میں گیسو بریدہ گالی ہے یونہی مرد کے حق میں داڑھی منڈا۔
۶۷۱	تارک سنت کے لئے وعید شدید پر مشتمل احادیث کریمہ۔	۶۶۰	جو کسی جاندار کو مثلاً کرے اس پر اللہ تعالیٰ وملائکہ وبنی آدم سب کی لعنت۔
۶۷۲	خاتمہ۔	۶۶۰	مثلاً کی تحریم وممانعت پر متعدد احادیث کریمہ کا بیان۔
۶۷۵	جدول ان سزاؤں، وعیدوں، مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے اور کتروانے والوں کے حق میں آیات واحادیث ونصوص مذکورہ سے ثابت ہے۔	۶۶۳	دلیل دوم: داڑھی منڈانا زانی صورت بننا ہے اور مردوں کو عورتوں سے تشبہ حرام ہے۔
۶۷۸	سر کے بال مونڈھوں سے زیادہ بڑھالینا جیسا کہ آج کل جاہل صوفیوں کا طریقہ ہے حرام ہے۔ اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔	۶۶۳	عورت و مرد کے جسم ظاہر میں مابہ الامتیاز یہی چوٹی اور داڑھی ہے۔
۶۷۸	چالیس روز سے زیادہ ناخن یا مونے بغل یا مونے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں ورنہ گنہگار ہوگا، ایک آدھ بار کیا تو صغیرہ اور عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائے گا۔	۶۶۵	فرشتوں کی تسبیح کی پاکی ہے اس کی جس نے زینت دی مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے۔
۶۷۹	جس شخص کو کام وغیرہ کے لئے مجبوری ہو تو وہ بیتل وغیرہ کا ناخن بنوا کر انگلیوں پر چڑھا لے۔	۶۶۵	داڑھی آفرینش مرد کی تمام سے ہے۔
		۶۶۵	متعدد احادیث سے اثبات کہ مرد عورت کا ایک دوسرے سے تشبہ حرام ہے اور باعث لعنت ہے۔

۶۸۵	بدھ کو ناخن تراشنے کے مستحب ہونے اور موجب برص ہونے کی روایات میں تطبیق و ترجیح۔	۶۷۹	سونے چاندی کے ناخن بنا کر استعمال کرنا مرد و عورت دونوں کو ناجائز ہے۔
۶۷۵	بدھ کے روز ناخن کاٹنے کی ممانعت سے متعلق دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔	۶۷۹	جس کے ہاتھ میں ریشہ ہوا سترالے تو زخمی ہونے کا خوف ہے تو وہ فوراً استعمال کرے۔
۶۸۶	حدیث مذکور اگرچہ ضعیف ہے مگر حدیث صحیح صحیح بخاری و قد قیل اس کے مؤید ہے۔	۶۷۹	نومسلم بالغ کے ختنہ کا کیا حکم ہے۔
۶۸۶	امام ابن الحاج مکی علیہ الرحمۃ کے بدھ کے روز ناخن تراشنے کا عجیب واقعہ۔	۶۷۹	ختنہ کا حکم حدیث میں ہے۔
۶۸۶	سارے سر کے بال رکھنا اور تمام کو منڈانا دونوں جائز۔ اول سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوم سنت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اول اولیٰ ہے۔	۶۸۰	کفر کے بال دور کرنے کا حکم۔
۶۸۷	مردوں کو عورتوں کی مثل کندھوں سے نیچے تک لمبے بال رکھنا حرام و موجب لعنت ہے۔	۶۸۰	بیاب کے جائز کرنے کا حیلہ مسلمان کی شان نہیں۔
۶۸۸	عورتوں کی وضع اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی وضع اختیار کرنے والی عورتوں پر حدیث میں لعنت اور وعید شدید۔	۶۸۰	جائز حیلہ کی تعلیم خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی اور ائمہ دین نے اس کی متعدد صورتیں ارشاد فرمائیں ہیں۔
۶۸۸	چار انگل کی پیمائش داڑھی کہاں سے چاہئے۔	۶۸۰	عربستان میں لڑکیوں کے ختنہ کا رواج ہے ہندوستان میں کیوں نہیں۔
۶۸۹	داڑھی کو حد مقرر یعنی چار انگل سے کم کرنا منڈانے کی طرح ہی حرام ہے مگر بالکل منڈانے خبیث تر ہے۔	۶۷۰	مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آئے کیسا ہے۔
۶۹۰	سراقدس کے بال مبارک رکھنے یا منڈانے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ کا بیان۔	۶۸۳	جابل فوجی ترکوں کا فعل حجت نہیں۔
۶۹۰	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ سرکا تعلق تھی۔	۶۸۵	بدھ کے روز ناخن تراشنا کیسا ہے۔

۶۹۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ع م یا صلعم وغیرہار موز لکھنا ممنوع اور سخت بیدولتی ہے پور درود لکھنا لازم ہے۔	۶۹۱	داڑھی کتروانے، منڈانے اور چڑھانے والوں سے میلاد پڑھوانا نہیں چاہئے۔
۶۹۲	سب سے پہلے جس شخص نے درود محقق کیا اس کا ہاتھ کاٹنا گیا۔	۶۹۱	داڑھی چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ۔
	ضمیمہ داڑھی، حلق، قصر، ختنہ و حجامت	۶۹۱	داڑھی کس قدر نیچی رکھنی چاہئے۔
۶۳۶	ختنہ کلمہ طیبہ کی طرح شعائر دین سے ہے۔	۶۹۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی حد۔
		۶۹۲	حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی داڑھی مبارک کی مقدار۔



فہرست ضمنی مسائل

۲۷۱	مسلمان کی خواب نبوت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑہ ہے۔		عقائد و کلام و سیر
۲۷۱	خواب نبوت کا کون سا حصہ ہے۔	۱۹۰	ہندوؤں کا زنا اور نصاریٰ کا بیٹ استعمال کرنا کفر ہے۔
۲۷۱	نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر مبشرات ہوں گی (حدیث رسول)۔	۱۹۳	دھوتی کہ لباس ہندو ہے ممنوع ہے۔
۳۱۶	کفار و ہندو کو سلام کیسے کیا جائے اور وہ سلام کریں تو جواب کیسے دیا جائے۔	۱۹۳	ایسا لباس پہننا جس سے مسلمان و کافر میں فرق نہ رہے حرام بلکہ کئی صورتوں میں کفر ہے۔
۳۱۷	شیوخ کی قد مبوسی مزارات اولیاء پر جھک کر سلام کرنا اور انھیں چومنا شریعت و طریقت میں کیسا ہے۔	۲۳۳	احکام شریعت سے تمسخر و استہزاء اور عالم دین پر لعن طعن کرنا کفر صریح ہے اور اس سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہیں۔
۳۲۸	مصافحہ و معانقہ کے فعل پر جہنمی و مردود و رافضی کا حکم لگانے والا خود ان الفاظ کا مستحق اور ضال و مضل و فاسق ہے۔	۲۳۷	مرکب کبیرہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں نہ ان پر مرتدوں والے احکام جاری ہوتے ہیں۔
		۲۵۸	علانیہ گناہ کی توبہ بھی علانیہ چاہئے اور پوشیدہ کی پوشیدہ۔

۳۲۲	آستانہ کعبہ، مصحف اور دست و پائے علماء و اولیاء کا بوسہ جائز ہے۔	۳۲۳	سید کی بد مذہبی اگر حد کفر تک پہنچ گئی ہو تو اس کی تعظیم حرام کہ اب وہ سید ہی نہ رہا۔
۳۲۳	حرمین شریفین کے در و دیوار کو تبرکاً مس کرنا اور بوسہ دینا اہل حب و ولاء کا دستور ہے۔	۳۲۳	سجدہ دو قسم ہے سجدہ عبادت اور سجدہ تحیت، اول غیر خدا کے لئے کفر ہے اور ثانی غیر خدا کے لئے حرام ہے۔
۳۲۵	نقش نعل پائے حضور پور نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے کے بارے میں علماء و مشائخ کرام کے ارشادات عالیہ۔	۳۲۳	کفر و شرک کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہو سکتا۔
۳۲۹	نقشہ روضہ مقدسہ کی زیارت اور اس کو بوسہ دینے سے متعلق ارشادات علماء۔	۳۲۹	غیر اللہ کو سجدہ عبادت شرک مہین ہے۔
۳۲۶	اصل کلی یہ ہے کہ تعظیم پر منتسب بارگاہ کبریا بالخصوص محبوبان خدا انحاء تعظیم حضرت عزت جل و علا سے ہے۔	۳۲۹	غیر اللہ کو سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ ہے۔
۳۷۸	کافر کو سلام کرنا حرام ہے۔	۳۳۰	سجدہ تحیت کی تکفیر جو جماعت فقہاء سے منقول ہے وہ کفر صوری پر محمول ہے۔
۳۸۲	غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے۔	۳۳۰	پیر و مزار کو سجدہ تحیت نہ تو مباح اور نہ ہی شرک حقیقی۔
۳۸۲	غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے	۳۳۰	محال ہے کہ مولیٰ عز و جل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اسے بھی منسوخ فرمائے۔
۳۹۵	شریعت مطہرہ نے انسان کے سر سے پاؤں تک جمع جہات میں جدا جدا احکام رکھے ہیں۔	۳۳۰	ملائکہ میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے بھی شریک خدا نہیں بنا سکتا۔
۳۹۵	احکام مختلفہ کے ثواب بھی مختلف رنگ کے ہیں۔	۳۳۵	سجدہ عبادت کو جائز مان کر کوئی مسلمان نہیں رہتا۔
۳۹۵	سر سے پاؤں تک جملہ جوارح میں معاصی جدا جدا ہیں۔	۳۳۴	صحابہ کرام کا اعتقاد کہ نعمتیں اور دنیا و آخرت کی ہلاکتوں سے نجات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور آپ کے صدقے میں ملتی ہیں۔
۴۰۱	طواف تعظیمی غیر خدا کے لئے حرام ہے۔	۴۵۸	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ تحریم سجدہ متفق علیہ ہے اور تکفیر میں چھ قول ہیں۔
۴۰۷	سجدہ غیر خدا کو قطعی حرام ہے۔	۴۵۹	ظہیریہ میں علی الاطلاق تکفیر کا حکم جزمی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے۔

۵۶۰	اللہ تبارک و تعالیٰ کفر کا حکم نہیں فرماتا۔	۴۶۱	بلا اکراہ غیر اللہ کو سجدہ پر تکفیر کے بارے میں دعویٰ اتفاق ہے محل ہے۔
۵۶۰	سجدہ تحیت قطعاً کفر نہیں۔	۴۶۹	جہاں کا اپنے پیروں کو سجدہ کرنا بالاجماع گناہ کبیرہ ہے اگر جائز سمجھے تو کافر ہے۔
۵۶۲	پیر یا استاد کو سجدہ تعظیمی کیسا ہے اور اس کا مرتکب مومن ہے یا کافر۔	۵۰۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بد عقیدگی کا گمان کرنے والا مستحق جہنم ہے۔
۵۶۵	غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک ہے اور سجدہ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام و گناہ کبیرہ ہے۔	۵۰۴	جو شخص رسول کو کفر و ارتداد پر سکوت کرے والا ٹھہرائے وہ خود کفر و ارتداد کے گھاٹ پر پہنچ گیا۔
۵۶۷	بزرگان دین کی قد موسیٰ دوست بوسی کرنے والے کو مشرک کہنے والا خود تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔	۵۰۵	بے شک سجدہ افعال عبادت سے ہے۔
۵۷۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی پر دنیا و آخرت میں ثمرات بد مرتب ہوتے ہیں۔	۵۰۵	سجدہ عبادت اور سجدہ تحیت میں سوائے نیت کے کوئی فرق نہیں۔
۵۷۴	داڑھی کی سنیت قطعی الثبوت ہے اس کی توہین و تحقیر اور اس کے اتباع پر استہزاء بالاجماع کفر ہے۔	۵۰۵	اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے۔
۵۷۴	مسلمانوں پر لازم ہے کہ داڑھی کی تحقیر کرنے والے کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ کریں مرنے کے بعد اس کا جنازہ نہ پڑھیں، مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں بلکہ حتی الامکان اس کے ناپاک جنازہ کی ہندیل کریں۔	۵۱۱	سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کا امتیاز اللہ تعالیٰ اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے۔
۶۱۲	جب تک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں دل سے نہ مانیں گے ہر گز مسلمان نہیں ہونگے، طوطے کی زبان سے لاکھ کلمہ رٹے جائیں کیا ہوتا ہے۔	۵۱۱	اللہ تعالیٰ لغو و فضول اور ناقص و مدخل سے منزہ ہے۔
۶۳۸	آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔	۵۱۵	نوع بشر میں عصمت خاصہ انبیاء ہے۔
۶۸۰	کفر کے بال دور کرنے کا حکم۔	۵۳۹	بلا شبہ ہماری شریعت مطہرہ میں غیر خدا کے لئے سجدہ تہیہ حرام فرمایا گیا۔
		۵۶۰	کوئی شریعت جواز کفر نہیں لاسکتی۔

۲۵۴	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافقہ فرمایا اور بوسہ دیا۔		سیرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۲۵۴	حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔	۱۱۴	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا جب پہنا جس کے گریبان اور آستینوں اور چاکوں پر ریشم کی خیاطت تھی۔
۲۵۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تالاب میں صحابہ کرام کے ساتھ تیرنا۔	۱۲۹	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تانبے اور میتل کے برتنوں میں کھانا ثابت نہیں۔ مٹی یا کاٹھ کے برتن تھے۔ اور پانی کے لئے مشکیزے۔
۲۵۶	حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدن اقدس سے چپٹالیا۔	۱۵۸	اصل سنت مستمرہ فعلیہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازار یعنی تہبند ہے۔
۲۵۶	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مصافحہ و معافقہ۔	۱۶۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ازار مبارک اکثر نصف سابق تک ہوتا تھا۔
۲۷۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب کو امر عظیم جانتے اور نماز صبح کے بعد پوچھتے کہ آج کی رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔	۱۷۰	نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص مبارک نیم سابق تک تھی اور کم طول بھی وارد ہے، گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا، دامن کے چاک کھلے ہوتے اور ان پر ریشمی کپڑے کے گوٹ تھے، اس زمانے میں گھنڈی نکے ہوتے تھے، بٹن ثابت نہیں۔ رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید ہے۔
۳۲۷	حدیث میں تصریح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازواج مطہرات کو سلام فرماتے۔	۱۷۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ اقدس کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ تھا۔
۳۳۶	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو سلام کیا۔	۱۸۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا، پاجامہ خریدنا اور اس کی تعریف کرنا ثابت ہے مگر پہننا ثابت نہیں۔
		۱۸۷	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک میں بٹن ثابت نہیں چاک دونوں طرف تھے اور گریبان سینہ اقدس پر تھا۔

۴۴۲	اونٹ بولتا ہوا آیا اور بارگاہ رسالت میں سجدہ کیا۔	۳۳۹	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں چومنے کی صحابی کو اجازت دی۔
۴۴۲	اونٹ نے فریاد کی اور سرکار نے اس پر کرم فرمایا۔	۵۹۰	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشت سے زائد داڑھی کو کاٹ دیتے تھے۔
۴۴۲	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانوروں کی بولی سمجھتے ہیں۔	۵۹۰	یہ امر محض بے اصل ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی ایک مشت ہی تھی اس سے زائد نہ ہوتی تھی۔
۴۴۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چوپائے اور درخت سجدے کرتے ہیں۔	۶۹۰	سراقہ کے بال مبارک رکھنے یا منڈانے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ کا بیان۔
۴۴۲	رب تعالیٰ کی عبادت کرو اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرو۔	۶۹۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی حد۔
۴۴۳	بے قابو اونٹ کو حضور کے سامنے سجدہ کرتے دیکھ کر قوم میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شورا اٹھا۔		معجزات و فضائل سید المرسلین
۴۴۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو مست اونٹوں نے سجدہ کیا آپ نے دونوں کے سر پکڑ کر مالک کے حوالے کیا اور فرمایا ان سے کام لو اور خوب چارہ دو۔	۳۸۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجوروں کے ڈھیر کا طواف کیا، اس پر بیٹھ گئے جس سے کھجوریں بڑھ گئیں۔
۴۴۵	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دو درختوں نے مل کر پردہ بنایا اور قضاء حاجت کے بعد واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔	۴۳۸	اونٹ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔
۴۴۵	ایک بچے پر شیطان کا اثر تھا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور فرما دیا۔	۴۳۹	بگڑے ہوئے اونٹ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔
۴۴۶	اونٹ نے فریاد کی تو حضور نے خرید کر اس کو آزاد چھوڑ دیا۔	۴۴۰	بکریوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔
۴۴۶	حضور کے بلانے پر درخت جڑوں کو اکھاڑتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔	۴۴۱	بے قابو شتر آب کش سجدے میں گر گیا۔

۶۲۰	نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو کچھ حکم، جو کچھ رائے، جو کچھ طریقہ اور جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن سے ہے۔	۴۵۴	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال کے احوال۔
۶۲۰	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منکرین حدیث کی خبر دی۔	۴۹۸	وما ینتطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی۔
۶۲۱	حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام آمر، واعظ، نابی، محرم اور محلل ہیں۔	۵۰۵	ہر چیز مجھ کو اللہ تعالیٰ کا رسول جانتی ہے سوائے کافر جن اور آدمیوں کے۔ (الحدیث)
۶۲۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرام کردہ چیزیں قرآن کی حرام کردہ چیزوں سے پیشتر ہیں۔	۵۰۸	مصور عالم ماکان و ماتیون ہیں۔ صدیوں بعد ہونے والے حالات کی خبر پہلے ہی دے دی۔
۶۲۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ماکان و ماتیون ہیں۔	۵۹۲	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطور معجزہ نوجوان کے دل سے محبت زنا نکال کر نفرت زنا پیدا کر دی۔
۶۲۸	آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ نبی کا حکم بعینہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔	۶۱۳	فضائل سید المرسلین سے متعلق مصنف کے ایک رسالہ "البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص" کا حوالہ۔
	اذان	۶۱۳	حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خصوصی فضائل کا ذکر۔
۶۲۳	عورت کو اذان دینا جائز نہیں۔	۶۱۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل نامفصور اور خصائص نامحصور ہیں بلکہ حقیقتاً ہر کمال ہر خوبی اور ہر فضل میں عموماً اطلاق انھیں تمام انبیاء مرسلین و خلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام و عام و مطلق ہے جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا کسی کو نہ ملا۔
	امامت و نماز	۶۱۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم اولین و آخرین عطا ہوا۔
۱۳۷	عورت کو زیور پہن کر نماز پڑھنے کا حکم۔	۶۱۹	پھر علم نبی تو علم نبی ہے۔
		۶۱۹	عالم ماکان میں نہایت نہایت حضور سید اکائیات علیہ افضل الصلوٰۃ و انتیات ہیں۔

۳۸۷	نیت شرط نماز ہے نہ کہ رکن نماز۔	۱۲۸	بے زیور عورت کا نماز پڑھنا ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر میں۔
۴۰۷	مزامیر و سجدہ تجیہ کو جائز قرار دینے والے پیر اور اس کے مرید قابل امامت نہیں۔	۱۲۹	سونے کی گھڑی جیب میں ہو تو نماز میں حرج نہیں۔
۳۰۹	خارج نماز آیت سجدہ تلاوت کی گئی تو اس کو سن کر نمازی پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔	۱۳۰	تانبہ، میتل، لوہا اور کانسہ تو عورت کو پہننا بھی ممنوع ہے اس سے نماز بھی مکروہ ہوگی۔
۴۰۹	نماز کی تلاوت سے خارج نماز پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔	۱۳۰	مکروہ چیز پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
۴۰۹	ختم نماز پر سلام کی حکمت۔	۱۵۲	سونے، چاندی، گلت اور ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔
۴۵۲	قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔	۱۵۳	ریشم کا ازار بند استعمال کرنا مرد کے لئے ناجائز ہے اور ناجائز کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعدادہ ہے۔
۴۵۲	نہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو نہ ہی قبر پر نماز پڑھو۔	۱۷۶	ریشمی جامناز پر نماز پڑھنا جائز ہے۔
۴۵۲	کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۲۱۲	بد مذہب مستحق تہلیل ہیں، لہذا نماز کی امامت نہیں کرا سکتے کیونکہ امامت اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے۔
۴۵۳	یہود و نصاریٰ نے قبور انبیاء کو محل سجدہ بنایا جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر لعنت و ہلاکت کی دعا کی۔	۲۱۲	فاسق کی امامت ممنوع ہے۔
۴۷۷	قبر کے سامنے رکوع و سجود والی نماز مکروہ ہے۔	۲۱۷	تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی یعنی قبول نہیں ہوتی۔
۴۷۸	نماز جنازہ قبر کے سامنے پڑھ سکتے ہیں۔	۲۱۸	ناپسندیدہ امام کے لئے وعید شدید۔
۴۷۸	بلا جنازہ دفن کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی جب تک ظن سلامت ہے۔	۲۳۹	عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں۔
۴۷۹	قبر کے سامنے نماز ممنوع ہے چاہے مسجد میں ہو، مکان میں ہو یا صحرا میں۔	۲۴۷	دیوث لعنتی ہے اسے امام بنانا ناجائز ہے۔

۴۷۹	جنازہ	ساٹنے قبر ہو تو نمازی سترہ رکھ لے۔
۲۳۴	شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے۔	امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے۔
۲۳۴	مرد اپنی مردہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔	جو سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہو جاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کر نہ ہو۔
۲۳۴	عورت اپنے مردہ شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔	کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔
	مناسک حج	فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔
۱۱۹	محرم بحالت احرام طیلسان یعنی بڑی چادر اوڑھ سکتا ہے مگر اس کو گرہ لگانا ممنوع ہے۔	واڑھی پڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ۔
۱۱۹	طیلسان کو گرہ لگانے سے محرم پر دم واجب ہوتا ہے جب پورا دن گرہ لگائے رکھے۔	احکام مسجد
۲۴۲	عورت کو آواز بلند تبلیہ کہنے کی اجازت نہیں۔	مسجد میں امام کو پاؤں دبوانے میں کوئی حرج نہیں۔
۳۰۹	تبلیہ حج میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شدت اتباع سنت کے باوجود کچھ الفاظ کا تبلیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اضافہ کرتے تھے۔	عالم دین، سلطان اسلام اور اپنے استاذ کی تعظیم مسجد اور مجالس خیر میں کی جائے گی البتہ قدموں پر سر رکھنا جہالت ہے۔
۳۱۰	ہمارے علماء فرماتے ہیں تبلیہ سے مقصود ثناء الہی اور اظہار عبودیت ہے لہذا اس پر اور کلمات بڑھانا ممنوع نہیں۔	قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے۔
۶۰۲	تقصیر حج کا مطلب۔	مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو اور نہ ہی جانب حمام ہو۔
۶۳۱	احرام باندھے ہوئے زبور کو قتل کرنے کا حکم فاروق اعظم نے دیا۔	مسجد البیت کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلاء ہو تو کچھ حرج نہیں نہ ہی قبر میں مضائقہ۔
۴۷۹		مسجد البیت میں جنبی کو جانا بلکہ جماع جائز ہے۔

۴۲۳	شان نزول میں دوسرا قول۔	۶۵۱	عورت کے لئے احرام سے نکلنے کے لئے قصر ہے حلق نہیں۔
۴۲۳	آیت کریمہ بعد اذ انتم مسلمون میں مخاطب مسلمان ہیں نہ کہ نصاریٰ۔		نکاح و طلاق و عدت
۴۳۵	ایا امرکم بالکفر الآیۃ میں کفر سے کیا مراد ہے۔	۱۲۶	کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں سنت ہے۔
۴۳۷	ایک آیت کے کئی شان نزول ہو سکتے ہیں۔	۲۳۹	عورتوں کا گھر سے نکلنا اور تعزیہ وغیرہ دیکھنے جانا جائز اور مردوں کا اس کو روکنا رکھنا بے غیرتی ہے مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا اور نہ اولاد میں خلل آتا ہے۔
۵۱۰	آیت کریمہ "فاینما تولوا فثم وجه الله" حسب حدیث ترمذی شریف قبلہ تحرری میں ہے۔	۵۷۳	داڑھی کی توہین کرنے والے کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی اس کے بعد اولاد حرام ہوگی۔
۵۱۲	تفسیر بالرائے ممنوع ہے۔		نسب
۵۱۳	کلام الہی میں معنوی تحریف کی ایک صورت۔	۲۳۹	زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔
۵۲۱	علماء کو اختلاف ہے کہ سجدہ آدم زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا۔		فوائد تفسیریہ
۵۲۱	یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے والدین کے سجدہ کی نوعیت کیا تھی۔	۱۲۸	آیہ کریمہ ولا یضربن بارجلھن الخ کی تفسیر۔
۵۲۹	آیت سورۃ یوسف کی وجہ نفیس۔	۱۹۶	قرآنی آیت سے زرد جوتے کے باعث سرور ہونے پر استدلال۔
۵۵۹	آیت کریمہ واذا حییتکم بتحیۃ کی تفسیر۔	۳۰۵	قرآن عظیم نے فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوه و ما نہاکم عنہ فانتہوا، یوں نہیں فرمایا ما فعل الرسول فخذوه و ما لم یفعل فانتہوا۔
۵۶۰	آیت کریمہ ایا امرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون کی تفسیر۔	۴۲۳	آیہ کریمہ "ان اکرمکم عند الله اتقاکم" میں فضل ذاتی مراد ہے۔
۶۰۱	آیہ کریمہ محلقین رؤسکم و مقصرین میں حج کے حلق و قصر کا ذکر ہے اسے عادی امور سے تعلق نہیں۔	۴۲۳	آیت کریمہ ماکان لبشر کا شان نزول

۶۱۸	کتاب اللہ میں تمام احکام جزئیہ تفصیلیہ ہی نہیں بلکہ ازلا ابد اجمع کوائن وحوادث بالاستیعاب موجود ہیں۔	۶۱۸	آیت کریمہ یزید فی الخلق مایشاء میں ایک تفسیر کے مطابق واڑھی مراد ہے۔
۶۱۸	ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول کہ اگر میری رسی گم ہو جائے تو اس کو قرآن عظیم میں پالوں۔	۶۱۸	یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم كافة الاية کا شان نزول۔
۶۱۹	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کافرمان کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹوں کا بوجھ بن جائے۔	۶۱۹	تین آیات سے واڑھی منڈانے کی مذمت اور رکھنے کا ثبوت۔
۶۲۸	واڑھی بڑھانے کے بارے میں متعدد آیات کریمہ موجود ہیں اور اس میں دو طریق ہیں۔	۶۲۸	فوائد حدیثیہ
۶۳۱	آیت کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کی تفسیر۔	۶۳۱	چاندی کے پتر کے استعمال سے متعلق ایک حدیث پر گفتگو۔
۶۳۵	ایک آیہ کریمہ کی تفسیر اور فلیغیرون خلق اللہ سے واڑھی بڑھانے پر استدلال۔	۶۳۵	ایک حدیث میں وارد لفظ تعطر کے معنی کی تحقیق،
۶۳۶	آیت کریمہ یا ایہا الذین امنوا لاتحلوا شعائر اللہ سے ثبوت لہیہ پر استدلال۔	۶۳۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاٹجامہ پہننے سے متعلق حدیث شدت ضعیف ہے۔
۶۳۷	ان آیات کریمہ سے واڑھی کا ثبات جن میں ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا اس سے اعراض کو سخت حماقت وسفاہت فرمایا گیا۔	۶۳۷	نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاٹجامہ خریدنا بسند صحیح ثابت ہے۔
۶۳۸	اولئک الذین ہداهم اللہ فبہداهم اقتدہ الاية سے واڑھی بڑھانے پر استدلال۔	۶۳۸	متعدد سندوں اور طرق کی وجہ سے بسا اوقات ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔
۶۳۸	آیت کریمہ لاتأخذ بلحیقہ میں لحیہ کا فقط ذکر ہی نہیں واڑھی بڑھانے کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔	۶۳۸	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عورتوں کے لباس سے متعلق پیشگوئی پر مشتمل حدیث کی ایک تفسیر۔
۶۳۹	آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول الخ کی تفسیر اور اس سے واڑھی رکھنے پر استدلال۔	۶۳۹	

۲۷۸	غیر مقلدین کے لئے صرف دو حدیثوں سے کچھ بولے استناد نکل سکتی ہے۔	۱۹۷	سرخ رنگ کے بال میں احادیث نبی و احادیث جواز میں تطبیق۔
۲۷۸	حدیث اول: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ میں ہاتھ لینا تحیت کی تمای سے ہے۔	۲۵۳	معانقہ کے جواز و نفی پر وارد احادیث میں تطبیق۔
۲۷۹	حدیث دوم: وہی حدیث انس جس کی طرف امام قاضیہاں نے اشارہ فرمایا۔	۲۶۰	احادیث نبی معانقہ کی توجیہ۔
۲۸۲	بار بالفاظید بصیغہ مفرد لاتے ہیں مگر مراد دونوں ہاتھوں ہوتے ہیں۔	۲۶۱	بے حالت سفر معانقہ کے ثبوت پر سولہ احادیث کریمہ۔
۲۸۹	حدیث حنظلہ کو امام الحدیث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریحاً منکر فرمایا۔	۲۷۰	مسند ایشاں حدیث انس است و اورا مفہوم نیست۔ (مقولہ امام قاضیہاں)۔
۲۸۹	امام ہمام مرجع ائمہ الحدیث امام احمد بن حنبل کی تضعیف کے مقابل امام ترمذی کی تحسین مقبول نہیں ہو سکتی۔	۲۷۳	غیر مقلدین کا محل استناد حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مذکور لفظ "ید" ہے جو بصیغہ مفرد واقع ہوا ہے۔
۲۹۰	کسی ایک حدیث میں نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا ہو یا ارشاد فرمایا ہو کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو۔	۲۷۳	امام قاضی خاں علیہ الرحمۃ نے خاص حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر مقلدین کا مستند کیوں بتایا حالانکہ کلمہ "ید" بصیغہ مفرد اس کے علاوہ بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے۔
۲۹۰	حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۲۷۳	جن احادیث مصافحہ میں لفظ "ید" بصیغہ مفرد آیا ہے وہ تین قسم ہیں۔
۲۹۶	ممکن ہے جو حدیث امام ابو حنیفہ و مالک کو پہنچی ہو وہ بخاری و مسلم کو نہ پہنچی ہو یا جو حدیث ان کے پاس بسند صحیح پہنچی ہو وہ بخاری و مسلم تک بذریعہ ضعیف پہنچی ہو۔	۲۷۶	ایک ہاتھ سے مصافحہ والی حدیث کا مطلب۔
		۲۷۸	وہ احادیث جو خاص کیفیت مصافحہ میں وارد ہیں۔

۲۹۸	ہر مطلب کے لئے محدثین نے تراجم و ابواب وضع نہیں فرمائے۔	۲۹۸	حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحیح مفہوم۔	۲۹۹
۲۹۸	تراجم و ابواب موضوعہ کی مثبت بہت حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں بوجہ دوسری مناسبت کے دیگر ابواب میں محدثین لکھ دیتے ہیں اور بخیاں تکرار اس کے اعادہ و اثبات سے باز رہتے ہیں۔	۲۹۸	حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ غیر کی حرمت پر استدلال۔	۵۰۰
۲۹۸	حصر رواۃ ممکن نہیں تو حصر روایات کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔	۲۹۸	بکر نے لابنی لبشر ان یسجد لغير کو حدیث ام المومنین کا تتمہ سمجھا حالانکہ یہ اس سے الگ حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔	۵۰۲
۲۹۹	امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حدیث "اختلاف امتی رحمۃ" جامع صغیر میں ذکر فرمائی اور اس کا کوئی مخرج نہ بتا سکے۔	۲۹۹	ممانعت سجدہ کی احادیث چار الگ الگ واقعات پر مشتمل ہے۔	۵۰۲
۳۰۰	امام قسطلانی کی طرف سے بعض احادیث کی تخریج کا اظہار جن پر دیگر ائمہ حدیث مطلع نہ ہو سکے۔	۳۰۰	حدیث قیس، حدیث معاذ اور حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بکر نے کیوں چھپایا۔	۵۰۶
۳۳۳	ایک حدیث کے اسناد کو امام ترمذی نے ضعیف کہا اس کی وجہ ضعف پر گفتگو۔	۳۳۳	مراسل حسن محدثین کی نظر میں۔	۵۶۰
۳۳۷	چالیس حدیثوں سے تحریم سجدہ تحت کا ثبوت۔	۳۳۷	حدیث مرسل و منقطع میں فرق۔	۶۱۲
۳۳۷	غیر خدا کو سجدہ کی حرمت سے متعلق احادیث دو نوع ہیں۔	۳۳۷	جن احادیث میں اعفاء اللہ کا ذکر نہیں وہ ان احادیث کے مخالف نہیں جن میں اس کا ذکر موجود ہے۔	۶۱۲
۳۹۷	"کلامی لایینسخ کلام اللہ" حدیث منکر، باطل اور موضوع ہے۔	۳۹۷	عشر من الفطرۃ کی جگہ حدیث میں اگر الفطرۃ عشر بھی ہوتا جب بھی زیادہ کے منافی نہ تھا۔	۶۱۳
۴۹۹	حدیث "صدق رؤیاک" کا معنی۔	۴۹۹	خصال فطرت کے تعداد کتنی ہے۔ اس بارے میں مختلف احادیث کا بیان۔	۶۱۳
۴۹۹	ممانعت سجدہ سے متعلق حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں بکر کی تحریف۔	۴۹۹	سلسلہ سند میں اگر یکے از دیگرے ہر ایک تک عدد رواۃ پہنچے تو وہ ایک ہی راوی کی روایت ہے۔ اس میں تعدد نہیں ہو سکتا جب تک مرتبہ واحدہ میں متعدد راوی نہ ہوں۔	۶۱۵

۶۱۵	سند عالی سے نازل کا شرف ہو نا بالبدایت باطل ہے۔	۶۱۵	بدھ کے روز ناخن کاٹنے کی ممانعت سے متعلق دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔
۶۱۵	ولید نے نقل حدیث میں لم یذکر اور اولہ یذکر کا فرق ملحوظ نہیں رکھا۔	۶۱۵	حدیث مذکور اگرچہ ضعیف ہے مگر حدیث صحیح بخاری و قد قبل اس کے مؤید ہے۔
۶۱۵	آثار موقوفہ و مقطوعہ کو قول رسول ٹھہرانا درست نہیں۔	۶۱۵	جرح و تعدیل
۶۱۶	طلق سے ان کا قول دونوں طرح مروی ہے۔	۶۱۶	حدیث طبرانی پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔
۶۲۳	ولید نے حدیث خالفوا المشرکین کے جو معنی تراشے وہ کلام رسول سے کھلا استہزاء ہے۔	۶۲۳	مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق کہ حدیث مذکور تین وجوہ سے قابل احتجاج نہیں۔
۶۲۳	ولید کے من گھڑت معنی حدیث کا پانچ وجوہ سے رد و ابطال	۶۲۳	نقد و تنقیح پر آئے تو حدیث انس نہ صحیح ہے نہ حسن بلکہ ضعیف منکر ہے۔
۶۳۱	رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک سے متعلق احادیث۔	۶۳۱	ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اسی بارے میں انتقادات کئے ہیں اور وہ قریب قریب ان لوگوں میں سے ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے ہیں۔
۶۳۳	مشرکوں اور کفار کی مخالفت، واڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کے بارے میں مختلف الفاظ پر مشتمل متعدد احادیث۔	۶۳۳	امام ترمذی کی تصحیح پر علماء اعتماد نہیں کرتے۔
۶۶۰	مشئلہ کی تحریم و ممانعت پر متعدد احادیث کریمہ کا بیان۔	۶۶۰	محدثین اہل جرح و تعدیل میں سے اکثر کو ائمہ حنفیہ سے ایک تعنت ہے۔
۶۶۵	متعدد احادیث سے اثبات کہ مرد عورت کا ایک دوسرے سے تشبہ حرام ہے اور باعث لعنت ہے۔	۶۶۵	اسماء الرجال
۶۸۵	بدھ کو ناخن تراشنے کے مستحب ہونے اور موجب برص ہونے کی روایات میں تطبیق و ترجیح۔	۶۸۵	محمد بن سلیمان بن حبیب اسدی (تصغیر کے ساتھ) دسویں طبقے کا معتبر راوی ہے۔

۲۹۶	بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا۔	۲۷۷	ابوداؤد اعمیٰ رافضی سخت مجروح متروک ہے امام ابن معین نے اسے کاذب کہا۔
۲۹۸	ابراہیم بن بکر راویوں میں چھ ہیں اور سوائے ابراہیم بن بکر شیبانی کے کسی میں ضعف نہیں۔	۲۷۹	علماء محدثین یحییٰ بن مسلم طائفی کا حافظہ برابراتے ہیں۔
۳۳۴	ابن لہیع راوی ضعیف ہے۔	۲۸۷	حفظہ بن عبد اللہ سدوسی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
۴۶۰	امام عینی علامہ قسستانی سے اوثق ہیں۔	۲۸۷	وہ صحیح الحواس نہیں رہا تھا یحییٰ بن سعید قطان)۔
۴۹۷	جبرون متمم ہے۔	۲۸۷	وہ ضعیف منکر الحدیث ہے (امام احمد)
۵۲۳	امام اجل محمد بن عباد تابعی ہیں اور ام المومنین صدیقہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، ابوہریرہ اور جابر بن عبد اللہ کے شاگرد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۲۸۷	وہ تعجب خیز روایات لاتا ہے۔ (امام احمد)
۵۲۳	امام ابن جریج تابعین سے ہیں امام جعفر صادق کے شاگرد اور امام شافعی کے دادا استاد ہیں۔	۲۸۸	وہ کوئی چیز نہ تھا آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (یحییٰ بن معین)
۵۲۹	امام عطاء بن ابی رباح امام ابو حنیفہ کے استاذ ہیں۔	۲۸۸	وہ قوی نہیں۔ (امام نسائی)
۶۱۲	سلمہ بن محمد مجہول ہے۔	۲۸۸	امام محدث ابوالخطاب ابن دحیہ بقول شاہ ولی اللہ دہلوی حافظ حدیث متقن ہیں۔
۶۱۲	علی بن جدعان شیعہ ضعیف ہے۔	۲۹۵	حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص کی روایت کردہ احادیث حضرت ابوہریرہ کی مرویات سے زائد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
۶۱۵	ابن عباس صحابی اور مجاہد و بکر و طلق تابعی ہیں۔	۲۹۵	تصانیف محدثین میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ صرف سات سو جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ پانچ ہزار تین سو احادیث پائی جاتی ہیں۔
۶۲۹	ام یعقوب اسدیہ کبار تابعین ثقات و صالحات سے ہیں بعض نے صحابیہ کہا۔	۲۹۵	عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے۔
		۲۹۵	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے تقریباً آٹھ سو افراد تھے۔

۱۸۳	لباس کے بارے میں اصل کلی۔	۶۳۹	یزید بن خالد ثقہ ہے۔
۱۹۱	عادۃ میں جدت ممنوع نہیں۔	۶۳۹	مفضل ابن فضالہ المصری ثقہ فاضل عابد ہیں۔
۱۹۳	کفار و فساق کی وضع مخصوص سے احتراز لازم ہے۔	۶۳۹	عیاش ابن عباس ثقات سے ہے۔
۱۹۷	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرخ جوڑا پہننا بیان جواز کے لئے ہے۔		فوائد اصولیہ
۲۵۹	قاعدہ شرعیہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا واجب ہے اور بے مدرک شرعی تنقید و تخصیص مردود و باطل ہے۔	۱۱۲	سونے اور چاندی کے استعمال میں اصل حرمت ہے۔
۲۶۸	سنت جب بھی ادا کی جائے سنت ہی ہوگی تاوقت کہ خاص کسی خصوصیت پر شرع سے تصریح کا نہ ہو۔	۱۱۲	شرع مطہر نے سونے، چاندی کی اباحت اصلہ کو منسوخ فرمادیا۔
۲۷۰	جائز شرعی کی ممانعت و مذمت پر اتزنا شریعت مطہر پر افتراء کرنا ہے۔	۱۱۲	محرمات میں شبہ مثل یقین ہے۔
۲۷۵	مقام ترغیب و ترہیب میں غالباً اون کی کو بھی ذکر کرتے ہیں جب اس قدر پر یہ ثواب و عقاب ہے تو زائد میں کتنا ہوگا۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس سے زائد محذور یا مندوب نہیں۔	۱۲۰	حقیقت اصل ہے اور بلا ضرورت مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔
۲۷۸	وقائع جزئیہ حکم عام کو مفید نہیں۔	۱۳۱	تابع کی متبوع سے معیت چاہئے نہ کہ خود اجناس مختلفہ سے ترکیب۔
۲۷۸	واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اور قضیہ معین عام نہیں ہوتا۔	۱۶۱	شرع مطہر کی عادت کریمہ اور ایک مفید قاعدہ کلیہ۔
۲۷۸	وقائع جزئیہ کامفاد۔	۱۷۵	ریشم کے بارے میں ضابطہ
۲۷۸	کسی واقعے میں دو امور میں سے ایک کا وقوع چار وجہوں سے ہو سکتا ہے۔	۱۸۰	اصل اشیاء میں اباحت ہے۔
۲۷۸	مفہوم مخالف کے قائلین کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ واقعہ جزئیہ میں نہ ہو ورنہ بالا جماع ماعد اسے نفی حکم کو مفید نہ ہوگا۔	۱۸۰	جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اس پر جرات ممنوع و معصیت ہے۔
		۱۸۱	جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحت اصلہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں۔

۳۰۵	عدم نقل اور نقل عدم میں تمیز نہ کرنا مفاسد جہل و تعصب میں سے ہے۔	۲۸۰	محققین کے نزدیک مفہوم مخالف حجت نہیں۔
۳۰۵	نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات ہے۔	۲۸۵	بہت جگہ ید اور یدین میں کوئی فرق نہیں کرتے اور بے تکلف تشنیہ کی جگہ مفرد لاتے ہیں اور ایک ہی امر میں کبھی مفرد اور کبھی تشنیہ بولتے ہیں۔
۳۰۵	ممنوع وہ چیز ہے جو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمائی نہ کہ وہ جو آپ نے نہ کی۔	۲۸۵	افراد کو نفی تشنیہ کی دلیل سمجھنا عقل سے بعید ہے۔
۳۰۶	نفی استحباب سے اثبات کراہت لازم نہیں آتا۔	۲۸۷	دنیا بھر کے مفہوم مخالف ماننے والے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ کلام کسی سوال کے جواب میں نہ آیا ہو ورنہ بالاجماع نفی ماعدا مفہوم نہ ہوگی۔
۳۰۶	فعل دلیل جواز ہے اور عدم فعل دلیل ممانعت نہیں۔	۲۹۴	عدم وجدان کو عدم وجود کی دلیل ٹھہرانا باطل ہے۔
۳۰۶	نہ کردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر۔	۲۹۶	امام بخاری کا کسی حدیث کو نہ جاننا اس بات کو مستلزم نہیں کہ امام ابو حنیفہ و امام مالک بھی اس حدیث کو نہ جانتے تھے۔
۳۰۷	جو امر جس طرح قوم میں رائج اور ان کے نزدیک الفت و موافقت اور اس کی زیادت پر دلیل ہو وہ عین مقصود شرع ہوگا جب تک بالخصوص اس میں کوئی نہی وارد نہ ہو۔	۲۹۶	بخاری و مسلم کے کسی حدیث کے بارے میں عدم علم سے اس حدیث کا عدم وجود لازم نہیں آتا۔
۳۰۸	کسی قوم کی جو رسم مقاصد شرع کے خلاف ہو وہ بیشک ناپسند ہوگی۔	۳۰۲	عدم علم کو علم بالعدم ٹھہرانا سفاہت ہے۔
۳۰۹	جو امر نوپیدا کسی سنت ثابتہ کی ضد واقع ہو اور اس کا فعل فعل سنت کا مزیل و رافع ہو وہ بے شک ممنوع و مذموم ہے۔	۳۰۳	حفظ حدیث فہم حدیث کو مستلزم نہیں۔
۳۰۹	دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا کسی سنت کا رافع نہیں۔	۳۰۳	بہت سے حامل فقہ افتخار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
۳۰۹	بدعت مذمومہ وہی ہے جو سنت ثابتہ سے متصادم ہو۔	۳۰۳	بہت سے حامل فقہ خود فقیہ نہیں ہوتے، عدم نقل اور نقل عدم میں بہت فرق ہے۔
		۳۰۵	عدم النقل لا ینفی الوجود یعنی عدم نقل ثانی وجود نہیں۔

۵۰۰	۳۱۰	جو بات مسلمانوں میں متواتر ہو وہ بے اصل نہیں ہو سکتی۔	انتقائے جزاء انتقائے شرط ہے۔
۵۰۹	۳۴۲	بوسہ تعظیم شرعاً و عرفاً انحاء تعظیم سے ہے۔	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء خود اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔
۵۱۲	۳۴۲	روضہ اقدس پر حاضری اور سلام سنت صحابہ ہے۔	اب ناسخ کا ناسخ کوئی نہیں۔
۵۱۲	۳۴۳	جس چیز کو معظم شرعی سے شرف حاصل ہو اس کا وہ شرف بعد انتہائے ماست بھی باقی رہتا ہے۔	نصوص کو ظاہری معنی سے پھیر کر اہل باطن کی طرح باطنی معنی لینا الحاد ہے۔
۵۱۵	۳۵۳	اعمال تصرفیہ میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔	اتباع جمہور کا ہوگا۔
۵۱۵	۳۶۸	تعظیم و توقین کا مدار عرف و عادت پر ہے۔	قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا۔
۵۱۵	۳۶۹	الامور بمقاصدہا۔	قول مرجوح پر افتراء اور حکم جہل اور خرق اجماع ہے۔
۵۱۵	۳۸۷	نیت و غایت کا اختلاف حقیقت کی تغیر نہیں کرتا۔	اجماع امت کا توڑنے والا فاسق ہے۔
۵۱۶	۳۸۷	فعل کبھی مقصود لذاتہ ہوتا ہے جیسے نماز، اور کبھی مقصود لغیرہ جیسے وضو۔	ہر سنی مسلمان کے کلام میں تاحد امکان تاویل لازم ہے۔
۵۱۷	۳۸۷	طواف کبھی مقصود لذاتہ ہوتا ہے کبھی مقصود لغیرہ۔	متشابہات کا اتباع کرنا جہالت ہے۔
۵۲۰	۴۰۱	تعظیم الہی بطواف لکنہ امر تعبدی غیر معقول المعنی ہے۔	حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہو جاتا ہے۔
۵۲۰	۴۳۰	جو شرک نہ ہو اس کا جائز و نا ضروری نہیں۔	ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں۔
۵۲۰	۴۳۷	قرآن کریم اپنی جمیع وجوہ پر حجت ہے۔	جو حکم ملائکہ کو دیا گیا وہ شریعت میں قبلنا نہیں۔
۵۲۰	۴۹۷	مذہب حنفی میں آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے۔	شریعت میں کسی فعل کی عدم ممانعت دو طرح سے ہوتی ہے۔
۵۲۰	۴۹۷	احکام میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔	اباحت شرعیہ اور اباحت اصلیہ میں فرق ہے۔
	۴۹۷	کلام خدا کلام خدا سے منسوخ ہو سکتا ہے۔	

۵۲۰	اباحت اصلیہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے۔	۵۲۹	شرائع من قبلنا اس وقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرمائے منع کے بعد اباحت اصلیہ سے استدلال نہیں ہو سکتا۔
۵۲۸	نص قطعی کے مقابلے میں قیاس کارائیس ہے۔	۵۵۰	اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر بعد منع شرع اباحت نہیں رہ سکتی۔
۵۳۱	شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا قطعی نہیں۔	۵۵۱	مورد احکام افعال اختیار یہ ہیں نہ کہ اضطرار یہ۔
۵۳۲	باتفاق عقول و نقل واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا۔	۵۵۲	ایک ہی چیز ارادے اور مقصد کے اعتبار سے کبھی حلال اور کبھی حرام سے متصف ہوتی ہے۔
۵۳۲	قیاس ظنی ہوتا ہے۔	۵۴۳	اصلاح باطن آرائش ظاہر سے اہم تر ہے مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر و ارتکاب محرمات کی اجازت نہیں۔
۵۳۲	ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے۔	۵۴۳	تعمیل حکم شرع و اتباع سنت شارع ہر گز آرائشی باطن میں خلل انداز نہیں۔
۵۳۲	جو حدیث روایتاً متواتر نہ ہو مگر قبولاً متواتر ہو اس سے قطعی کانسخ روا ہے۔	۵۴۳	اعذار بارودہ موجب تحلیل محرمات نہیں ہو سکتے۔
۵۳۲	حدیث لاوصیہ لوارث سے وصیت والدین و اقربین کہ منصوص قرآن تھی منسوخ بھی گئی۔	۵۴۴	ارتکاب ممنوع کے ساتھ ندامت و اعتزاف جرم لاحق ہو تو وہ باعث تخفیف عذاب اور عزم مع التزک موجب محو گناہ ہو جاتا ہے۔
۵۳۲	متواتر کی دو قسمیں ہیں۔	۵۸۳	خیر الامور اوسطھا۔
۵۳۵	اجماع ناخ و منسوخ تو نہیں مگر دلیل نسخ یقیناً ہے۔	۶۰۳	جو اپنے اہل زمانہ کے حالات سے بے خبر ہو وہ جاہل ہے۔
۵۳۵	خبر منسوخ نہیں ہوتی۔	۶۰۶	شریعت پر کسی کا قول حجت نہیں۔
۵۳۶	واقع غیر واقع نہیں ہو سکتا۔	۶۰۶	اللہ و رسول سب پر حاکم ہیں اللہ و رسول پر کوئی حاکم نہیں۔
۵۳۶	غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار۔	۶۰۶	جاہل کہیں کے ہوں ان کا فعل سند نہیں ہو سکتا۔
۵۳۶	کم درجہ تعظیم کے لئے اتہاد درجے کی تعظیم ظلم صریح ہے۔	۶۱۲	من تبعنیہ اس پر دلیل ہے کہ جن بعض کا یہاں ذکر ہے اس کے علاوہ بعض اور بھی ہیں۔
۵۳۷	اباحت اصلیہ کا رفع نسخ نہیں۔		

۶۱۳	بعض جگہ عدد مذکور سے مقصود حصر نہیں بلکہ اعانت ضبط و حفظ کے لئے صرف مذکورات کا شمار ہوتا ہے۔	۶۱۳	حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال کہ منہیات رسول منہیات خدا ہیں۔
۶۱۴	احادیث فضائل و خصائص عدد و معدود کے مختلف ہونے کے باوجود آپس میں متعارض نہیں۔	۶۱۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ تھی کہ کوئی چیز کتنی ہی مرغوب و پسندیدہ موجب شرعاً لازم و ضروری نہ ہو تو بیان جواز کے لئے گاہے ترک بھی فرمادیتے یا قولاً خواہ تقریراً جواز ترک بتادیتے۔
۶۱۷	جب حرمت تسلیم ہو تو پھر اباحت کہاں۔	۶۱۷	سنت کی تعریف۔
۶۱۸	ایضاح حق ازاحت باطل، استیصال شبہات اور استیصال دلائل کے لئے چند تنبیہات۔	۶۱۸	واجب کی تعریف، اور سنت اور واجب میں فرق۔
۶۲۶	فرض و واجب اور اسی طرح حرام و مکروہ تحریمی کا فرق دربارہ اعتقاد ہے مگر عمل میں دونوں کا حکم ایک ہے۔	فوائد فقہیہ	
۶۲۶	فرض و حرام کا منکر کافر ان کی مخالفت میں گناہ، امتثال میں رہ جائے ثواب اور خلاف میں استحقاق غضب و عذاب ہے۔		
۶۲۶	مکروہ تحریمہ صغیرہ ہے۔	۶۲۶	گھنڈی اور بوتام ایک ہی چیز ہیں صرف صورت کا فرق ہے۔
۶۲۶	ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ اور ہلکا جاننے سے اشد کبیرہ ہو جاتا ہے۔	۶۲۶	مرد کے لئے چاندی کی چند چیزوں کا استعمال حرمت سے مستثنیٰ ہے۔
۶۲۸	وہ تمام احکام جو حدیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں۔	۶۲۶	ریشم کا لبس یعنی پہننا، اوڑھنا اور جس امر میں ان کی مشابہت ہو ممنوع ہے باقی تمام طرق استعمال روا ہیں۔
۶۲۸	جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اس سے ہر گز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو۔	۶۲۸	چاندی کی زنجیروں کو چاندی کے کام پر قیاس کرنا درست نہیں کہ دونوں میں فرق بدیہی ہے۔
		۶۲۸	کانچ کی چوڑیاں عورتوں کے لئے جائز بلکہ شوہر کے لئے سنگھار کی نیت سے مستحب ہے اور اگر شوہر یا والدین کا حکم ہو تو واجب ہیں۔

۱۱۷	زر کے لئے کپڑے میں سلا ہونا ضروری نہیں بلکہ محیط و مربوط و مغز و مرکوز سب کو عام ہے۔	۱۱۷	بلا وجہ شرعی قوم کے عرف و عادت سے خروج مکروہ ہے۔
۱۲۱	بٹن بھی گھنڈیوں کی طرح تابع ہیں کہ علماء نے مطلقاً زر کو تابع بتایا اور زرا نہیں شامل ہے۔	۱۲۱	ریشمی رومال ہاتھ میں لینا، جیب میں ڈالنا اور اس سے منہ پونچھنا جائز بلکہ کندھے پر ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔
۱۲۱	معنی تابع پر بحث۔	۱۲۱	ریشم کا صرف پہننا مرد کو ممنوع ہے نہ کہ باقی طرق استعمال۔
۱۲۵	سونے چاندی کی زنجیروں کے عدم جواز کی دلیل۔	۱۲۵	پارچہ رینڈی کے بارے میں سوال کہ یہ از قسم حریر ہے یا نہیں۔
۱۲۶	دلہن کو سنا سنات قدیمہ ہے۔	۱۲۶	ٹسر نامی کپڑے کے بارے میں سوال جو چمک و ملائمت میں ریشم سے کمتر ہوتا ہے۔
۱۲۹	مرد و عورت دونوں کو سونے یا چاندی کی گھڑی میں وقت دیکھنا حرام ہے۔	۱۲۹	ریشم اور ٹسر کی تعریف۔
۱۲۹	جن اشیاء پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہو مرد اس کو استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ شے فی نفسہ ممنوع نہ ہو۔	۱۲۹	حریر شرعاً اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کیڑے کے لعاب سے بنایا جاتا ہے۔
۱۳۱	ٹخنوں سے نیچے لٹکتے ہوئے پائے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام ورنہ مردوں کے لئے مکروہ و خلاف اولیٰ ہیں۔	۱۳۱	عمامہ میں سنت یہ ہے کہ اڑھائی گز سے کم اور چھ گز سے زائد نہ ہو اور اس کی بندش گنبدی نما ہو۔
۱۳۲	مرد کے لئے ازار یا پانچے کہ نیم ساق تک رکھنا عزیمت اور کعبین تک رخصت ہے۔	۱۳۲	اعتبار مکروہ ہے۔
۱۳۶	اسبال اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔	۱۳۶	خالص ریشمی رومال اگر ہاتھ میں لینے کا ہے تو مرد استعمال کر سکتا ہے اور اگر اوڑھنے کا ہے تو نہیں کر سکتا۔
۱۳۷	اسبال اگر براہ عجب و تکبر ہے تو حرام ورنہ مکروہ و خلاف اولیٰ نہ حرام و مستحق وعید۔	۱۳۷	کنجواب یا محمل اگر سوتی ہو تو مرد کو جائز ہے اور ریشمی ہو تو ناجائز ہے۔
۱۳۷	ممنوع اسبال وہ ہے جو جانب کعبین سے ہو پیچہ کی جانب سے اگر پائے پشت پر ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اس طرح کا اسبال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔	۱۳۷	

۱۸۹	لباس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس میں تین امور کا لحاظ رکھا جائے (۱) اس کی اصل حلال ہو۔ (۲) رعایت ستر (۳) لحاظ وضع۔	۳۳۹	ہاتھ چومنا فرض و واجب نہیں۔
۲۰۵	پردہ کے باب میں بیرونی و غیر پیر کا حکم یکساں ہے۔	۳۶۹	انحناء، جھکنا کسی کی تعظیم کے لئے کب جائز اور کب ناجائز ہے۔
۲۲۳	محارم مردوں سے مراد کون سے مرد ہیں۔	۳۷۵	زمین بوسی کب جائز اور کب ناجائز ہے۔
۲۲۴	محارم عورتوں سے مراد کون سی عورتیں ہیں۔	۳۸۶	طواف کا لغوی، عرفی اور شرعی معنی۔
۲۴۰	پردہ سے متعلق ضابطہ کلیہ۔	۳۸۷	نیت و غایت رکن شیعہ نہیں۔
۲۴۰	محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب اور محارم غیر نسبی سے پردہ کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔	۳۸۷	طواف کی غایت مقصودہ تعظیم ہی میں منحصر نہیں بلکہ کبھی غیر تعظیم کے لئے بھی ہوتا ہے۔
۲۵۱	معافہ سفر و حضر میں چند شرائط کے ساتھ مطلقاً جائز ہے تخصیص سفر ثابت نہیں۔	۳۸۷	طواف کبھی توہین و تعذیب کے لیے ہوتا ہے۔
۲۵۹	جواز معافہ کی شرائط۔	۳۸۷	طواف کی اقسام اربعہ اور ان کے احکام۔
۲۵۹	معافہ کے جواز میں تخصیص سفر کا دعویٰ محض بے دلیل ہے۔	۳۹۱	اوضاع بدن کہ عبادت میں مقرر کیے گئے ہیں تین نوع ہیں اور تینوں کے احکام۔
۳۲۷	نماز عیدین، جمعہ، فجر، عصر اور وعظ کے بعد مصافحہ اور عیدین کے بعد معافہ جب منکرات شرعیہ سے خالی ہو تو جائز ہے اور بنیت محمودہ مستحب و مندوب ہے۔	۳۹۱	رکوع تک انحناء کبھی تعظیم کے لیے اور کبھی بلا تعظیم بلکہ برائے توہین بھی ہوتا ہے۔
۳۳۲	سلام کے جواب میں آداب عرض، تسلیمات یا بندگی کے الفاظ کہے یا صرف ہاتھ ماتھے تک اٹھادیا تو گنہگار ہے کہ یہ الفاظ سلام نہیں اور صرف ہاتھ اٹھادینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔	۳۹۳	طواف کبھی مستقیم ہوتا ہے جیسے صفا و مروہ کے درمیان، اور کبھی مستدیر جیسے گرد کعبہ۔
۳۳۳	سلام کا جواب واجب کفایہ ہے۔	۳۹۳	اوضاع تعظیمیہ برائے عبادت کی اقسام ثلاثہ میں سے طواف قسم دوم سے تعلق رکھتا ہے۔

۵۸۱	داڑھی جب واجب ہے تو پھر اس کو سنت کیوں کہا جاتا ہے۔	۴۰۱	افعال حج تعبدی ہیں۔
۵۸۱	داڑھی کا ٹانکب ناجائز، کب جائز اور کب واجب ہے۔	۴۱۴	سجدہ عبادت، سجدہ تحیہ، سجدہ تعظیم، سجدہ شکر اور تقبیل ارض کی تعریفات اور ان میں فرق کیا ہے۔
۵۸۱	مقدار ریش ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائیگی۔	۴۱۴	لوگوں کی عادت سے خروج باعث شہرت و مکروہ ہے۔
۵۹۲	حقیقت امر یہ ہے کہ ہم پر اتباع مذہب لازم ہے دلائل میں نظر ائمہ مجتہدین فرما چکے ہیں	۴۵۷	انتخاذا القبور مسجد کی دو صورتیں۔
۵۹۳	بوقت ضرورت ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔	۴۷۹	سترہ کی مقدار کیا ہے۔
۵۹۹	گدی کے بال منڈانا بچھڑوں کی ضرورت سے جائز اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔	۵۲۸	کعبہ محض پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں۔
۶۰۳	جہاں لوگ عمامہ کے شملہ سے مذاق کرتے ہوں وہاں شملہ نہ رکھا جائے۔	۵۳۶	سجدہ غایت تعظیم ہے۔
۶۰۶	داڑھی تھوڑی کترنے سے سب منڈا دینا خبیث تر ہے۔	۵۵۰	انحناء یعنی جھکنا دو قسم ہے مقصود اور وسیلہ، دونوں کے حکم کی تفصیل۔
۶۰۶	حرام حرام میں فرق ہے۔	۵۵۱	وجد کو حرام کہنا عجب ہے کہ وہ حالت اضطراری ہے جس پر حکم ہو ہی نہیں سکتا۔
۶۲۷	مکروہ تحریمی کو کسی عالم نے قریب بہ حلت نہیں بتایا۔	۵۵۹	تحریم سجدہ تحیہ میں ہماری سند تصریح فقہاء کرام ہے۔
۶۲۷	امام محمد کے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام اور تنہین کے نزدیک حرام کے قریب ترین ہے۔	۵۶۰	وجوب جواب صرف سلام کے لئے ہے نہ کہ ہر تحیت کے لئے۔
۶۲۷	امام اعظم علیہ الرحمہ جب شے کو مکروہ کہیں تو اس سے ان کی مراد کیا ہوتی ہے۔	۵۷۳	داڑھی کترانا یا منڈانا داڑھی چڑھانے سے بچند وجوہ سخت تر ہے۔
۶۵۵	عامہ کتب فقہ و حدیث کی تصریح کے مطابق داڑھی کی حد یکمشت ہے۔	۵۷۸	قزع مکروہ ہے۔
۶۵۵	حد شرع سے زائد داڑھی کو کاٹنا ہمارے نزدیک مسنون ہے۔	۵۷۸	قزع کی صورت۔
		۵۸۱	داڑھی ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اور اس سے کم کرنا ناجائز ہے۔

افتاء و رسم المفتی	مجالس و محافل
۲۳۹	۲۳۹
جو اپنے اہل زمانہ کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔	وعظ و میلاد کی محفل میں عورت کن شرائط کے ساتھ مسجد میں جاسکتی ہے۔
۲۳۶	۲۳۶
فضول و بے مقصد بات کے بارے میں فتویٰ نہیں پوچھنا چاہئے۔	عورتوں کا مل کر گھر میں میلاد یا شہادت پڑھنا کہ آواز باہر جائے ناجائز ہے۔
۲۳۶	۲۳۵
جو لوگ اللہ و رسول کو پیٹھ دے کر دیدہ و دانستہ علانیہ کبائر عظیمہ کا ارتکاب کریں ان پر فتویٰ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔	عورتوں کا باہم گلا مل کر مولود شریف پڑھنا جس سے ان کی آوازیں غیر محرموں کو سنائی دیں باعث ثواب نہیں بلکہ باعث گناہ ہے۔
آداب تلاوت و آداب بارگاہ رسالت	امر بالمعروف و نہی عن المنکر
۳۷۹	۲۱۱
تلاوت قرآن کے دوران کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا کیسا ہے۔	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کا وبال۔
۳۷۹	۳۰۸
کن شخصوں کی تعظیم کے لئے تلاوت قرآن موقوف کر سکتا ہے۔	کسی کو نصیحت و ہدایت کرنے پر قدرت کے باوجود خاموش رہنے والے پر کیا حکم ہے۔
۳۹۲	۵۳۳
بارگاہ رسالت اور روضہ مطہرہ پر حاضری و قیام کے آداب۔	مریدین کو سجدہ سے منع نہ کرنے والا پیر خطا کار ہے اس پر فرض ہے کہ مریدوں کو سجدہ سے منع کرے اور مریدوں پر فرض ہے کہ اس فعل حرام سے باز آجائیں۔
۳۹۳	۵۶۷
آداب زیارت روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	غیر خدا کو سجدہ کرنے والے کو منع کرنا فرض ہے مگر قدمبوسیٰ کو سجدہ سمجھ کر منع کرنا گمان خبیث ہے۔
دُرود و سلام	فحش گوئی
۶۹۲	۲۱۳
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ص یا ع م یا صلعم وغیرہ بار موز لکھنا ممنوع اور سخت بیدولتی ہے پورا درود لکھنا لازم ہے۔	فحش گوئی بجا ہے اور جفا والا دوزخ میں ہے۔

۲۷۱	خواب کے مہتمم بالشان ہونے کے بارے میں احادیث متوافرو متواتر ہیں۔	۲۱۴	فحش گوئی اور زبان درازی منافقت کے دو شعبے ہیں۔
۲۷۲	جو اچھا خواب دیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے۔	۲۱۵	فحش گوئی کرنے والا منحوس ہے۔
۲۹۶	امام ابو حنیفہ و امام مالک کا زمانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قریب تر اور خیر القرون تھا۔	فضائل و مناقب	
۲۹۶	زمانہ ابو حنیفہ و مالک میں بوجہ قلت کذب اور کثرت خیر سند نظیف اور وسائل کم تھے۔	۲۵۳	امام ابو منصور ماتریدی اہل سنت کے پیشوا ہیں۔
۲۹۶	مناقب امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ۔	۲۵۵	فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں اپنا یر کہا،
۲۹۷	امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی وسعت نظری الحدیث کا اعتراف۔	۲۵۷	قیامت میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت جیسی ہوگی۔
۳۰۴	امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کا خراج تحسین۔	۲۵۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر کھڑے ہوئے ان کی پیشانی کو چوما اور ان سے بغلیں ہو کر کچھ دیر انس حاصل فرماتے رہے۔
۳۰۴	فقہاء کرام طیب اور محدثین کرام عطار ہیں۔	۲۶۱	فضیلت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
۳۰۴	امام ابو حنیفہ کو فقہ و حدیث دونوں میں دسترس حاصل ہے۔	۲۶۳	شان علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳۰۴	محدث شعبی کا فقہاء کرام کو خراج تحسین۔	۲۶۵	شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳۰۷	لوگوں کا آپس میں محبت کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔	۲۶۵	مرتبہ و مقام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں۔
۳۰۷	سلام، مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ اسباب و ذرائع محبت ہے۔	۲۶۶	دل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
۳۲۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپس میں نفرت کرنے والے میاں بیوی ایک دوسرے سے گہری محبت کرنے لگے۔	۲۶۶	شان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳۲۱	درخت نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔	۲۷۰	مناقب امام قاضی خاں۔

۳۳۷	حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے۔	۳۲۳	مناقب امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳۳۸	اللہ تعالیٰ نے عورت پر شوہر کی فضیلت رکھی۔	۳۳۰	عالم دین اور دوسرے بزرگوں کے ہاتھ چومنا مستحب و مسنون و محبوب ہے۔
۳۴۰	اگر بشر کو سجدہ روا ہو تو عورت کو حکم ہوتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔	۳۳۰	سلطان عادل کے ہاتھ چومنا جائز ہے۔
۵۱۵	سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پیران عظام محبوبان خدا ہیں۔	۳۳۸	بزرگان دین مثل پیر، مہندی و عالم سنی کے ہاتھ چومنا جائز و مستحب بلکہ سنت ہے۔
۵۱۵	شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے اور شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں۔	۳۹۳	روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو اترتے ہیں اور درود و سلام پیش کرتے ہیں۔
۵۱۶	اولیاء کاملین سے جو قول، فعل، حال بظاہر خلاف شرع منقول ہو تو چار وجوہ سے اس کا دفاع ہوگا۔	۳۹۵	اولیاء کرام و ارثان سرکار رسالت ہیں۔
۵۱۶	ثبوت کامل کے بغیر کسی مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔	۳۹۵	مزارات اولیاء کرام ہر طرف سے ممر اقدام صلحائے عظام ہوتے ہیں۔
۵۲۰	ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم اللہ تعالیٰ نے آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے دیا تھا۔	۴۲۰	سادات کرام کی تعظیم فرض اور توہین حرام ہے۔
۵۲۰	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے۔	۴۲۱	محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ آیت قرآنی ہے۔
۵۵۷	شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ کے مناقب۔	۴۲۲	سچے حجاب المہیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں اور راحتیں ہیں۔
۵۵۹	صوفیائے کرام سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والا اور ان سے بڑا دیندار کون ہو سکتا ہے۔	۴۲۲	سید و غیر سید دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور صدارت کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہوگی۔
۵۶۲	اشیاء معظمہ کو تعظیماً بوسہ دینا جائز ہے جبکہ کسی حرج شرعی پر مشتمل نہ ہو۔	۴۲۳	فضل نسب منتائے نسب کی افضلیت پر ہے۔
۵۶۲	معظمین دینی کے ہاتھ پاؤں چومنا اور ان کو دیکھ کر تعظیماً قیام کرنا جائز ہے مگر ہاتھ باندھے کھڑے رہنا نہ چاہئے اور کسی معظم دینی کا خود اس کی خواہش کرنا حرام ہے۔	۴۲۳	فضل دو طرح کا ہے ایک فضل ذاتی دوسرا فضل انتساب۔
		۴۲۳	تعظیم سادات بوجہ فضل انتساب دراصل تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

۵۶۸	مسلمان کا جھوٹا کھانا کوئی ذلت نہیں حدیث میں اس کو شفاء فرمایا گیا۔	۵۶۳	قرآن مجید کو چومنا اور تعظیم اس پر آنکھوں پر رکھنا سینے سے لگانا مستحب ہے۔
۶۰۶	جس شخص کے لبوں کے بال بڑھے ہوئے ہوں اس کا جھوٹا پانی وغیرہ پینا کیسا ہے۔	۵۶۶	والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز اور علماء و صلحاء کی دست بوسی سنت مستحب ہے۔
۶۰۶	بھنگ، چرس اور شراب سب حرام ہیں مگر شراب سب میں بدتر ہے۔	۵۶۷	علماء دین و مشائخ صالحین کی دست بوسی و قدم بوسی سنت ہے۔
۶۰۶	مذہب مفتی بہ پر مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔	۶۱۸	قرآن مجید ہر شے کا روشن بیان اور کامل شرح ہے۔
	شرم و حیا	۶۱۹	علم علی و عمرو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان۔
۲۱۳	بے حیائی کی بات سے حیا والا ناراض ہو جاتا ہے۔	۶۱۹	جتنا علم اتنی ہی فہم، جس قدر فہم اس قدر علم۔
۲۱۳	شیطان ملعون بے حیائی کا استاد ہے۔	۶۱۹	علم کے مدارج بے حد متفاوت ہیں و فوق کل ذی علم علیم الایہ۔
۲۱۴	بے ضرورت و حاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی ناجائز و خلاف حیا ہے۔	۶۳۰	امام شافعی علیہ الرحمۃ کی عالمانہ شان کہ قتل زبور کا حکم محرم کے لئے قرآن سے ثابت فرمایا۔
۲۱۴	حیا ایمان ہے اور ایمان والا جنت میں ہے۔	۶۳۸	ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اٹھارہ انبیاء و رسول سے ہیں جن کا نام پاک سورہ انعام کے ایک رکوع میں بالتصریح ذکر فرما کر ان کی اقتداء کا حکم ہوا۔
۲۱۴	شرم اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں۔	۶۳۹	اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے یوں قسم کھاتے ہیں اس کی قسم جس نے فرزند آدم کو داڑھی سے زینت بخشی۔
۲۱۴	فحش کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو معیوب اور حیا کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو مزین کر دیتا ہے۔		شراب و طعام
۲۱۵	بدربان و بے حیا کے نسب میں خلل ہوتا ہے۔	۲۱۱	فاسقوں کے ساتھ کھانے پینے کا اثر

۳۷۸	کافر، مبتدع یا فاسق کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا حیلہ کرے۔		مصاحبت و مخالفت و مجالست و ہجران و سلوک
۳۸۰	اگر کسی دنیا دار کے پاؤں کو مجبوراً بوسہ دینا پڑے تو دل میں کراہت رکھنا لازم ہے۔	۲۰۵	صحبت بد سے برا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا، جب پڑ جاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دشوار ہے لہذا امان و سلامت جدار بننے میں ہے۔
۳۹۴	طواف قبر کے جواز کی ایک صورت اور اس کی نفیس توجیہ۔	۲۰۵	یار بد بدتر بود از مار بد۔
۶۸۰	بیان کے جائز کرنے کا حیلہ مسلمان کی شان نہیں۔	۲۰۹	طوائفوں اور ان کے مردوں سے میل جول ان کو اپنی تقریبات میں بلانا اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور اپنی عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے کرنا نہایت شنیع و ناپاک و باعث عذاب ہے۔
۶۸۰	جائز حیلہ کی تعلیم خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی اور ائمہ دین نے اس کی متعدد صورتیں ارشاد فرمائیں ہیں۔	۲۱۲	بد مذہبوں اور فاسقوں سے مجالست و مواصلت ممنوع ہے۔
	کسب و اجارہ	۲۱۲	بروں کے ساتھ اچھوں کی ہلاکت کیوں۔
۱۳۷	فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتا پہننا گناہ اور درزی اور موچی کو ایسے کپڑے اور جوتے سینا مکروہ ہے۔	۲۱۲	صحبت بد کا اثر مستقل مردوں کو بگاڑ دیتا ہے۔
۱۷۲	موچی اور درزی کو فاسقوں کی وضع کے جوتے اور کپڑے سینے جائز نہیں اگرچہ اس کی اجرت زیادہ ملتی ہو۔	۲۱۳	اچھی اور بری صحبت کے اثر سے متعلق ایک حکمت بھری حدیث بطور تمثیل۔
۲۰۸	غیر منکوحہ عورت سے مرد کا کون سی خدمت کن شرائط کے ساتھ لینا جائز ہے۔	۲۲۳	زانی و دیوث فاسق ہیں ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور میل جول سے احتراز چاہئے۔
۲۴۸	عورتوں کا غیر محرموں کے ساتھ نوکری کرنا پانچ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔		حیل
		۲۶۳	بدن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حجاب چومنے کے لئے اسید بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حیلہ۔

۱۷۶	ریشی کپڑا بیچنا اور بیچنے کے لئے کندھنے پر اٹھانا جائز ہے۔		شہادت و قضاء
	حدود و تعزیر	۵۹۷	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچی کے منڈانے والے کی شہادت قبول نہ فرماتے۔
۲۰۳	ستر غلیظ کھول کر بلا وجہ سب کے سامنے آنے والا سخت تعزیر کا مستحق ہے۔	۵۹۷	امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے کوٹھوں کو اکھاڑنے والے کی گواہی رد فرمادی۔
۲۴۶	منکوحہ طوائف کو شوہر سے الگ کرنے اور حرام کاری پر مجبور کرنے والوں سے مسلمانوں کو قطع تعلق کرنا اور ان سے میل جول سلام کلام چھوڑ دینا ضروری ہے۔		لہو و لعب
۶۵۲	داڑھی منڈانے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا ہے۔	۲۱۳	فحش گیت شیطانی رسم اور کافروں کی ریت ہے۔
۶۹۲	سب سے پہلے جس شخص نے درود محقق کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔	۲۳۲	عورت کو خوش الحانی سے آواز بلند پڑھنا کہ نغمہ کی آواز نا محرموں تک جائے حرام ہے۔
	لغت و بلاغت	۲۳۷	عورت کو اپنی آواز اونچی کرنا اور اس میں تمطیع، تلہین اور تقطیع جائز نہیں۔
۱۱۷	زر کے لغوی معنی کی تحقیق۔	۴۰۷	مزامیر ناجائز ہیں۔
۱۱۸	ملہ جرمی کے شعر میں واقع لفظ قطریہ اور لفظ علاقہ کی لغوی تحقیق۔	۵۵۲	رقص میں دو صورتیں ہیں: ایک بیخودانہ کہ جائز ہے۔ دوسری بالا اختیار، اس کی پھر دو صورتیں ہیں کہ اس میں نشی و تکسر ہے یا نہیں۔ بصورت اول ناجائز اور صورت ثانی عوام کو احتراز چاہئے جبکہ خواص کے لئے ممنوع نہیں۔
۱۱۹	زر الطلیماں کا لغوی معنی	۵۵۶	غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو تو بلاشبہ ممنوع ہے۔
۱۲۰	لفظ ذہب منسوج و حجر دونوں کو شامل ہے۔		بیوع
		۱۲۹	لوہے اور میتل کا زیور مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔

۱۵۹	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذن اقدس پاجامہ پہنتے تھے۔	۱۲۰	لفظ ذہب حجر میں حقیقت اور کلاہتوں پر اس کا استعمال از قبیل تسمیۃ الکلب باسم الحجر ہے۔
۱۵۹	امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز شہادت پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔	۱۲۱	تکمہ فارسی میں زر کا ترجمہ ہے جسے عربی میں زیر، وجہ، جوزہ، جونیرہ اور حبہ بھی کہتے ہیں۔
۱۵۹	اللہ تعالیٰ سے شرف کلام کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اونی چادر، جبہ اور پانچجامہ پہنے ہوئے تھے۔	۱۲۱	وہ حلقہ جسے اردو میں تکمہ بولتے ہیں فارسی میں انگلہ اور عربی میں عروہ و دعلہ ہے۔
۱۵۹	سب سے پہلے پاجامہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہنا۔	۱۹۶	حلی کا لغوی معنی
۱۶۱	کلیوں دار پانچے ہندوستان میں خاص لباس عورت ہیں۔	۱۹۶	معصفر و مزعفر کا معنی۔
۱۶۶	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تہبند شریف۔	۲۸۵	ائمہ عربیت کا وضع کیا ہوا ضابطہ کہ کن الفاظ میں تثنیہ و مفرد یکساں ہوتے ہیں۔
۱۹۲	ترکی ٹوپی کی ابتداء نیچریوں سے ہوئی۔	۲۹۰	مصافحہ دونوں جانب سے صفحات کف ملانا ہے۔
۲۱۱	بنی اسرائیل میں پہلی خرابی کیسے آئی۔	۵۲۶	قدم بوسی اور سجدہ کے معانی اور ان میں فرق۔
۲۱۲	یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی۔	۵۹۶	داڑھی کو لچیر کہنے کی وجہ۔
۲۵۲	سب سے پہلے معافیت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔	۵۹۷	لب زیریں کے وسط میں جو تھوڑے سے بال ہوتے ہیں ان کو عربی میں عنفقہ اور ہندی میں "پچی" کہا جاتا ہے اور اس کے جانمین میں جو بال ہوتے ہیں ان کو عربی میں "فنیکیمن" اور ہندی میں "کوٹھے" کہا جاتا ہے۔
۲۵۳	ایک صحابی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو والہانہ انداز میں گلے لگانا اور آپ کے بدن اطہر کو چومنا۔	۶۸۳	ہندو کا معنی غلام ہے۔
۲۵۶	صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن اطہر سے لپٹ گیا اور بوسہ دیا۔		تاریخ و تذکرہ

۲۹۴	صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔	۲۷۰	ایک واقعہ طیبہ اور روئے صالحہ کا ذکر۔
۲۹۴	امام احمد بن حنبل کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔	۲۷۰	مصنف علیہ الرحمہ کو خواب میں امام قاضیہاں علیہ الرحمۃ کی زیارت حاصل ہوئی جس میں امام موصوف نے مصنف علیہ الرحمۃ کو مسئلہ دین و رد منکرین کی تعلیم فرمائی۔
۲۹۴	مسند احمد میں تیس ہزار حدیثیں مذکور ہیں۔	۲۷۲	امام قاضی خاں کو خواب میں دیکھنے پر مصنف علیہ الرحمہ کا اظہار مسرت و اطمینان۔
۲۹۴	شیخین و دیگر ائمہ حدیث نے احادیث صحاح کے استیعاب کا دعویٰ نہیں کیا۔	۲۷۲	سنت صحابہ ہے کہ اپنے قول کے مؤید خواب پر شاد ہوئے اور دیکھنے والے کو انعام سے نوازتے۔
۲۹۴	ادعائے استیعاب کو فرض کرنے کی صورت میں متعدد خرابیاں لازم آتی ہیں۔	۲۷۶	وہ احادیث جن میں مصافحہ کے بارے میں وقائع جزئیہ کی حکایت ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلاں صحابی نے فلاں شخص سے یوں مصافحہ فرمایا۔
۲۹۶	سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتہائی قرب رکھنے والے اجلہ صحابہ کرام بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کل اقوال و افعال پر اطلاع ہے۔	۲۸۵	سیدنا داؤد علیہ السلام کا عمل قرآن مجید سے ثابت ہے کہ زریں بنانا تھا۔
۲۹۷	جو حدیثیں تدوین میں آئیں وہ ساری محفوظ نہیں ہیں۔	۲۹۲	امام حماد بن زید نے امام اجل عبد اللہ ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کیا۔
۲۹۷	امام مالک کے زمانہ میں اسی علماء نے موطا لکھیں پھر سوائے دو کے کسی کا پتا باقی نہیں۔	۲۹۲	امام اجل حضرت حماد بن زید ازدی بصری کا تعارف۔
۲۹۷	امام مسلم کی بعض تصانیف معدوم ہو گئیں۔	۲۹۳	مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہوئے کوفہ میں سفیان، حجاز میں مالک، شام میں اوزاعی اور بصرہ میں حماد بن زید۔
۲۹۷	ہزار ہا تصانیف ائمہ کا تذکرہ اور تاریخوں میں نام لکھا ہے مگر کوئی ان کا نشان نہیں دے سکتا۔	۲۹۳	حضرت امام الانام شیخ الاسلام عبد اللہ بن مبارک کا تعارف۔
۲۹۸	جو تصانیف ائمہ محفوظ ہیں وہ ساری کی ساری ہندوستان میں موجود نہیں۔	۲۹۴	امام بخاری کو چھ لاکھ اور امام مسلم کو تین لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔

۲۹۸	ہندوستان میں موجودہ تمام کتب حدیث پر غیر مقلدین کی نظر نہیں۔	۳۴۲	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے منبر شریف کو مس کر کے اپنے چہرے سے لگایا۔
۲۹۹	کتب جمع الجوامع کا ذکر۔	۳۵۰	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر جوم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
۳۰۳	امام اعش علیہ الرحمۃ کا تذکرہ۔	۳۵۱	سلطان اشرف عادل نے دمشق شام میں مدرسہ اشرفیہ بنوایا اس میں ایک دارالحدیث اور نعل مقدس کے لئے ایک خاص مکان بنوایا جس کی زیارت ہر پیر اور جمعرات کو کرائی جاتی۔
۳۰۴	حضرت امام شعبی علیہ الرحمۃ کا تعارف۔	۳۵۱	مدرسہ دارالحدیث کے جلیل القدر اساتذہ کرام۔
۳۱۰	دونوں ہاتھ سے مصافحہ مسلمانوں میں صد ہا سال سے متوارث ہے۔	۳۷۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر بچانا، وضو کرنا، نعلین اقدس سنبھالنا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔
۳۱۵	مصافحہ صد ہا سال سے مسلمانوں میں معتاد و مرسوم ہے۔	۳۷۱	صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک چومے۔
۳۱۵	مولانا عبدالقادر قادری کا ذکر خیر۔	۳۷۴	ایک بزرگ کی دکھی ہوئی آنکھیں حدود مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی صحیح ہو گئیں۔
۳۱۸	وفد عبدالقیس کی بارگاہ رسالت میں آمد اور والہانہ انداز میں دست و پائے اقدس کو چومنا۔	۳۷۵	امام اجل سید احمد رفاعی کے لئے دست رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمودار ہوا۔
۳۲۰	ایک صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے۔	۳۷۶	صحابہ کرام منبر اطہر کو چھو کر چہروں پر لگاتے تھے۔
۳۲۱	صحابی نے باذن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے سر اقدس اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔	۳۷۶	حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت کیوں کٹوایا۔
۳۲۱	امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفہ کی جامع مسجد میں کچھ ائمہ کا مناظرہ۔	۳۷۹	دست بوسی اور قدم بوسی صحابہ کرام بلکہ خود زمانہ رسالت سے رائج ہے۔
۳۴۲	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست و پائے اقدس اور مہر نبوت کو بوسہ دینا ثابت ہے۔	۳۸۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بد مذہب کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

۳۸۹	امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو مدینہ منورہ کا طواف کیا کرتے۔	۴۰۳	مروان نے ایک شخص کو قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منہ رکھنے سے روکا تو اس نے ایمان افروز جواب دیا۔
۳۸۹	دوران گشت ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز سن کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ خود اپنی پشت پر بیت المال سے آٹا وغیرہ اٹھا کر لائے اور کھانا تیار کر کے بچوں کو کھلایا اور انھیں ہنسایا۔	۴۰۴	حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری اور اس پر اپنا چہرہ ملنا۔
۳۹۳	حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ ایام منیٰ میں مسجد خیف کی صفوں کا دورہ فرماتے کہ کسی کامل کی نظر پڑ جائے۔	۴۰۵	ابن المنکدر تابعی قبر رسول سے شفاء حاصل کرتے۔
۳۹۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شہروں اور جنگلوں میں دورے کرنے کی وجہ۔	۴۰۶	امام سبکی دارالحدیث میں اس بچھونے پر جس پر امام نووی قدم رکھتے تھے ان کے قدم کی برکت حاصل کرنے کے لئے اپنا چہرہ ملا کرتے تھے۔
۳۹۵	حجاج نے لوگوں کو حجرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھ کر غلیظ لفظ کہا جس پر فقہاء نے اس کی تکفیر کی۔	۴۰۷	شریعت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حقیقی بہن سے نکاح حلال تھا۔
۳۹۶	حضرت بلزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے دوران سفر حج ایک قطب کو دیکھا جس نے انھیں اپنے گرد طواف کرنے کو کہا، اس واقعہ سے متعلق مولانا روم کے اشعار۔	۴۱۷	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے اور آپ نے منع نہ فرمایا۔
۳۹۸	تحفۃ الموحدین شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب نہیں کسی وہابی نے ان کی طرف منسوب کر دی ہے۔	۴۱۷	سجدہ تحیہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔
۳۹۹	عقائد امام احمد بن حنبل نامی کتاب میں جھوٹے عقائد کو امام صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔	۴۱۷	ملائکہ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔
۴۰۱	منسک و مسلک ضرور کتب معتمدہ ہیں اور ان کے مصنفین اپنا اجتہاد نہیں لکھتے بلکہ مذہب لکھتے ہیں۔	۴۱۷	یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی زوجہ اور گیارہ بیٹوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔

۵۵۰	صحابی کا پیشانی اقدس پر سجدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ تہیہ نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ عبادت تھا البتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی اس وقت مسجد یعنی موضع سجود تھی۔	۴۱۷	حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا جب کہ دونوں ہی شکم مادر میں تھے۔
۵۵۱	حضرت سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سماع کے حاضرین کو ہدایت کہ تالی کیسے بجائیں۔	۴۳۲	صحابہ کرام نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سجدہ تحیت کی اجازت مانگی تھی نہ کہ سجدہ عبادت کی۔
۵۵۲	حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے خوشی سے سرشار ہو کر رقص کیا اور آپ نے منع نہ فرمایا۔	۴۳۷	ائمہ و علماء نے رنگ برنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔
۵۵۳	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر کہ تم ہمارے مولیٰ ہو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والہانہ رقص کرنے لگے۔	۴۳۸	شام کے نصاریٰ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے تھے۔
۵۵۶	حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر عمر میں سماع ترک فرمادیا تھا کیونکہ گائیو الا کوئی اہل نہیں ملتا تھا۔	۴۳۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمادیا۔
۵۶۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سجدہ عبادت کی درخواست کرنے والا شخص کون تھا۔	۴۳۹	اہل یمن ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے۔
۵۶۱	حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے اصحاب نے کہا کہ ہمیں ایک خدا بنادے تو آپ نے فرمایا کہ تم جاہل قوم ہو۔	۴۵۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلمان فارسی کو سجدہ سے روک دیا۔
۵۶۱	زنا کو اپنے لئے حلال کرنے کی درخواست کرنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکمت سے مسئلہ سمجھایا۔	۴۵۱	سلطنت نصاریٰ کا سفیر حضرت کے پاس آیا سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے روک دیا۔
۵۷۲	قلندر یہ کن کو کہا جاتا ہے۔	۵۱۰	تقرر قبلہ روز اول سے ہے۔
۵۷۴	ایک عالم کبیر نے حدیث ممانعت کو صحیح الاسناد نہ سمجھتے ہوئے بدھ کے روز ناخن دانستہ تراشے تو فوراً رص میں مبتلا ہوئے پھر خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس کی برکت سے شفا ہوئی اور فوراً تابہ ہوئے۔	۵۳۳	سجدہ تہیہ اور تواجہ کے بارے میں ایک مباحثہ کا حال جس کے مصنف مولوی عبدالقادر جوہپوری تھے اور انھوں نے ہی مصنف علیہ الرحمۃ کی خدمت میں استفتاء بھیجا۔

۵۸۴	امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک۔	۶۴۰	احنف بن قیس اور قاضی شریح کی داڑھی خلعت نہیں تھی جس پر وہ بہت افسوس کرتے۔
۵۸۵	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ اور داڑھی مبارک۔	۶۴۱	حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک دراز اور چوڑی تھی۔
۵۸۵	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ اور داڑھی مبارک۔	۶۴۳	داڑھی منڈانے کی خصلت ملعونہ اصل میں مجوسی ملاعنہ کی تھی ان سے کفار نے سیکھی۔
۵۸۵	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داڑھی کو مشتم میں لیتے اور زائد کو کم کر دیتے۔	۶۴۳	دور فاروقی میں عجم کے فتح ہونے، تخت کسریٰ کے ختم اور مجوسیوں کے منتشر ہونے کے کچھ واقعات اور ہنود ہند پر ان کے اثرات۔
۵۹۲	حضرت عثمان غنی اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالوں کو خضاب لگایا کرتے تھے۔	۶۴۳	ابن سبا یہودی نے مذہبِ رفض ایجاد کیا جو شدہ شدہ ایران تک پہنچا اور اس کی آڑ میں ایرانیوں نے حضرت فاروق اعظم پر دغوی اسلام کے باوجود تبرائے ایجاد کیا۔
۶۳۹	روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔	۶۴۳	ایرانیوں کی خصائل ذمیمہ کا تذکرہ۔
۶۳۹	اہل بیت، صحابہ ائمہ اور ہر قرون کے اولیاء امت و علماء ملت بلکہ قرون خیر کے تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔	۶۴۴	اسلامی فاتحوں کی شیرانہ تاخت نے سیابان ہند کے منہ سپید کر دیئے ہزاروں مارے لاکھوں قید کئے۔
۶۳۹	قرون خیر میں ازالہ تو ازالہ اگر خلعت کسی کی داڑھی نہ نکلتی تو سخت تاسف کا اظہار کرتا۔	۶۴۴	نومسلم ہندوستانیوں کے کچھ خصائلِ رذیلہ کا تذکرہ جن میں داڑھی منڈانا بھی ہے۔
۶۴۰	صدیق اکبر عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی داڑھیاں کیسی تھیں۔	۶۴۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامینِ ہدایت بنام سلاطین اور سلاطین کا ردِ عمل۔
۶۴۰	احنف بن قیس کہ اکابر ثقات تابعین میں سے ہیں کے مختصر احوال زندگی۔	۶۴۷	داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھنا پسند نہ فرمایا۔
۶۴۰	قاضی شریح کے احوال و تعارف۔		

۲۰۳	سرعام ستر عورت کی خلاف ورزی کرنیوالے فاسق فاجر و لعنتی ہے۔	۶۵۱	حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قاضی عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ نے بے داڑھی کی گواہی رد کر دی۔
۲۰۹	تین شخص جنت میں نہ جائیں گے دیوث، مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی۔	۶۵۱	عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کا تعارف۔
۲۱۰	والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا۔	۶۵۱	عمر بن عبدالعزیز نے داڑھی چھنے والے کی شہادت مسترد کر دی۔
۲۱۰	بدکار عورتوں اور دیوث مردوں سے دوستی رکھنے والے قیامت میں انہی کے ساتھ اٹھیں گے۔	۶۵۲	داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اب تو بہت سے کفار کا شعار ہے۔
۲۱۳	جنت ہر شخص بچنے والے پر حرام ہے۔	۶۵۳	قلندریہ فرقہ کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔
۲۱۷	جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھسچھا، خالو، چچا، زاد، ماموں، زاد، خالہ زاد، سب عورت کے لئے اجنبی ہیں۔	۶۵۵	عرب کی قدیم قومی و ملکی و مذہبی عادت داڑھی رکھنا ہی ہے وہ اس کے نہ ہونے کو سخت عیب جانتے تھے۔
۲۱۷	دیور کو حدیث میں موت کہا گیا۔	۶۸۶	امام ابن الحاج مکی علیہ الرحمۃ کے بدھ کے روز ناخن تراشنے کا عجیب واقعہ۔
۲۱۷	شوہر کو ناراض کرنے والی عورت کے لئے وعیدات،	۶۹۰	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ سر کا حلق تھی۔
۲۱۷	عورت کو شوہر کے خلاف بھڑکانے والے شیطان کے پیارے ہیں۔	۶۹۲	حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی داڑھی مبارک کی مقدار۔
۲۲۴	دیوث پر جنت حرام ہے۔		ترغیب و ترہیب
۲۲۴	مشت زنی کرنیوالے کے لئے وعیدات شدیدہ اور اس گناہ سے بچنے کا طریقہ۔	۱۵۵	ریشمی کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے حدیث میں اس پر شدید وعیدیں وارد ہیں۔
۲۷۳	وہ احادیث جن میں مصافحہ کی ترغیب اور اس کے فضائل کا بیان ہے۔	۱۶۲	بطور عجب و تکبر ٹخنوں سے کپڑا نیچے لکانے والے مرد کے لئے حدیث میں سخت وعید۔
۲۷۳	حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۱۶۷	تین مبغوض و مغضوب اشخاص۔
۲۷۴	حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۲۰۲	مشت زنی فعل ناپاک و حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے۔

۴۶۶	غیر خدا کو سجدہ تہیہ شراب پینے اور سور کھانے سے بدتر ہے۔	۲۷۴	حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۵۰۱	دین میں چالاکیاں مسلمان کو نازیبا ہیں۔	۲۷۴	حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر ۱۔
۵۰۳	بدگمانی سے بچو کچھ گمان گناہ ہیں۔ (آیت)	۲۷۴	حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر ۲۔
۵۰۴	حدیث میں ہے کہ کوئی شخص ایک بات کہتا ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا اس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اتر جاتا ہے۔	۲۷۴	خلاصہ احادیث یہ ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح چھڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔
۵۱۳	اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن مجید جھٹلائے۔	۲۷۵	ترہیب کی مثال۔
۵۵۹	صوفیائے کرام کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کے قول و فعل کی کوئی وقعت نہیں بہت سخت بات ہے۔	۲۷۵	جو کسی مومن کے قتل پر آدھی بات کہہ کر اعانت کرے وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا "خدا کی رحمت سے ناامید"
۵۷۲	سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑنا اور مشرکین و مجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں۔	۲۷۵	اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چھوہار یا ایک نوالہ خرچ کرنے والے مسلمان کا اجر و ثواب۔
۵۷۳	داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ممنوع ہے اور اس پر حدیث سے وعید شدید۔	۳۰۶	مصافحہ امور معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصود باہم مسلمانوں میں ازدیاد الفت اور ملتے وقت اظہار انس و محبت ہے۔
۶۲۸	داڑھی کے وجوب کے منکرین آنکھوں کے نہیں بلکہ دل کے اندھے ہیں۔	۳۰۶	آپس میں مصافحہ کرنے سے دلوں سے کینے نکل جاتے ہیں۔
۶۲۹	حدیث میں بعض عورتوں پر لعنت منقول ہے۔	۳۱۳	حدیث میں شہرت پسندی پر وعید شدید۔
۶۳۹	داڑھیاں منڈانے اور کتروانے کو علماء متقدمین علامات قیامت سے شمار کرتے تھے۔	۳۳۸	دنیا دار کے ہاتھ چومنا منع ہے۔
۶۳۹	گناہ کر کے اسے گناہ و قبیح نہ سمجھنا شامت نفس ہے۔	۴۲۰	اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انصار اور عرب کا حق نہ پہچاننے والا تین علتوں سے خالی نہیں۔
		۴۳۷	سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے۔

۶۴۰	دلیل سوم: واڑھی منڈانا کتر وانا کفار سے ان کے شعار میں تشبہ ہے اور وہ حرام ہے۔	۶۴۳	شک نہیں کہ واڑھی منڈانا کتر نا خصلت کفار ہے۔
۶۴۱	اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں۔	۶۴۴	لاجرم واڑھی منڈانے کی خصلت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پائے گا۔
۶۴۱	تارک سنت کے لئے وعید شدید پر مشتمل احادیث کریمہ۔	۶۴۸	قیامت میں جن بد نصیبوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعراض فرمایا ان کا ٹھکانا کہیں نہیں۔
۶۴۸	سر کے بال مونڈھوں سے زیادہ بڑھالینا جیسا کہ آج کل جاہل صوفیوں کا طریقہ ہے حرام ہے۔ اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔	۶۵۱	واڑھیاں کترنے والے نرے بد نصیب ہیں۔
۶۹۱	واڑھی کتروانے، منڈانے اور چڑھانے والوں سے میلاد پڑھوانا نہیں چاہئے۔	۶۵۳	کس قدر پوچ عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور واڑھیاں پست کیں کیونکہ انہوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی۔
	رسم و رواج اور تہذیب و تمدن	۶۵۴	واڑھی مونڈنا ممنوع ہے کہ یہ کافروں کی عادت ہے۔
۲۴۰	ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو عورتوں کا بطور سفر شہر سے باہر جانا اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلانا ممنوع اور سخت فتنہ ہے۔	۶۵۹	جیسے عورت کے حق میں گیسو بریدہ گالی ہے یونہی مرد کے حق میں واڑھی منڈا۔
۲۴۰	چہار شنبہ محض بے اصل ہے۔	۶۶۰	جو کسی جاندار کو مشلہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ وملائکہ وبنی آدم سب کی لعنت۔
۲۴۵	بالغ دولہا کے بدن پر محرم و نامحرم عورتیں ایٹن ملا کرتی ہیں یہ عمل کیسا ہے۔	۶۶۹	تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے۔
۲۴۵	شریعت نے مرد و عورت میں مذاق کا کوئی رشتہ نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندوستانی رسم ہے۔	۶۶۹	چار شخص صبح و شام اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہوتے ہیں۔
۳۰۸	بلاد عجمیہ میں بوقت ملاقات مرحبا کی جگہ دیگر کلمات بولنا بدعت و خلاف سنت نہیں، مثلاً فارسی میں کہا جاتا ہے "خوش آمدید" اور ہندوستان میں "آئیے آئیے تشریف لائیے"۔	۶۶۹	چار اشخاص پر اللہ تعالیٰ نے بالائے عرش سے دنیا و آخرت میں لعنت بھیجی اور فرشتوں نے آمین کہی۔

۳۰۸	مصافحہ اہل یمن کا رواج تھا شرع نے اس رسم کو اپنے مقصود یعنی ایتلاف مسلمانوں کے موافق پا کر مقرر رکھا۔	۲۰۷	عورت کب اذن شوہر کے بغیر کسی عارف کامل سے شرف بیعت حاصل کرنے اور علم دین و راہ سلوک سیکھنے جاسکتی ہے اور کب نہیں۔
۳۰۸	یہود و نصاریٰ کا سلام۔	۲۳۷	رہنڈیوں کو بلا توبہ مرید کرنے والا اور انھیں ترک فحاشی کی تلقین نہ کرنے والا پیر فاسق ہے اس کے ہاتھ بیعت ناجائز ہے۔
۳۰۹	السلام علیکم کی جگہ آجکل عوام ہند میں جو الفاظ مروج ہیں وہ ناجائز ہیں۔	۲۳۹	عورتوں کو بلا پردہ پیر کے ہاں جانا یا پیر کا عورتوں کو اپنے پاس بلانا کیسا ہے۔
۳۱۰	مصافحہ سے مقصود جب اظہار محبت ہے تو دوسرے ہاتھ کی زیادت جو کہ ہر گز اس کے منافی نہیں بلکہ بحسب عرف بلاد مؤید و مؤکد ہے زہار منع نہیں ہو سکتی۔	۲۵۰	جو پیر عورتوں کے بیچ میں بیٹھ کر حلقہ کرائے اور توجہ ایسی دے کہ وہ اچھلنے کودنے لگیں اور آوازیں بلند کرنے لگیں وہ شرع کی خلاف ورزی اور بے حیائی کا مرتکب ہے اس سے بیعت نہیں ہونا چاہئے۔
۳۱۱	لوگوں سے وہ برتاؤ کرو جس کے وہ عادی ہیں۔	۳۳۹	پیر کا مریدوں کو ہاتھ پاؤں چومنے سے نہ روکنا جائز ہے۔
۳۱۱	لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اس سے صریح نہی وارد نہ ہو ہر گز اس میں خلاف نہ کیا جائے۔		منطق
۳۱۲	جس امر میں شرع سے نہی نہ آئی ہو اور صدر اول کے بعد معمول ہو اس میں موافقت کر کے لوگوں کو خوش کرنا اچھا ہے اگرچہ بدعت ہی سہی۔	۳۸۷	فعل اختیاری کو تصور بوجہ ماو تصدیق بفائدہ قمار سے چارہ نہیں۔
۳۱۳	لوگوں کے طریقہ رائج کی مخالفت کرنا اپنے آپ کو مشہور بنانا اور شرعاً مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔		تصوف
۳۳۳	سلام و جواب سلام کے لئے لوگوں نے جو الفاظ اور طریقے خود گھڑ لئے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں میں جواب سلام نہ ہوا۔	۳۹۳	محبوبان خدا کے مقام متفاوت ہوتے ہیں اور افاضہ برکات میں ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔
	آداب پیری مریدی		

۳۹۴	مفیض و مستفیض میں کچھ نسبت خفیہ ہوتی ہے۔	۳۹۴	تقبیل ابہامین
۳۹۵	تعرض نفحات کی شان ہی یہ ہے کہ شاید و لعل پر ہو۔	۳۹۵	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا کہاں مستحب اور کہاں کہاں ممنوع ہیں۔
۳۹۵	ہر معصیت ایک جدارنگ کا مرض ہے۔	۳۹۵	انگوٹھے چومنے کا ایک ناپسندیدہ طریقہ۔
۳۹۵	ہر مرض کا علاج اس کی ضد سے ہے۔	۳۹۵	حقہ
۳۹۵	مریض معاصی اس سراپا مجموعہ برکات کے گرد دورہ کرتا ہے کہ اس کے عضو و ہر جہت کا مرض دور کرے۔	۳۹۵	سونے یا چاندی کی منہنال حرام ہے باقی چیزوں یعنی لوہے، پیتل، جست اور یشب وغیرہ پتھروں کی منہنال میں حرج نہیں۔
۵۵۲	تواجد میں نیت صالحہ کی دو صورتیں ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلیاء کرام اور دوسری طالبان راہ کے لئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہو جائے۔	۵۵۲	حقوق العباد
۵۵۲	تواجد کی ایک صورت مذموم اور ایک صورت محمود ہے۔	۵۵۲	شوہر کا عورت پر کیا حق ہے
۵۵۳	لذت شہود پا کروجد غالب ہو تو رقص جائز ہے۔	۵۵۳	مرض و تداوی
۵۵۷	سماع میں حلال، حرام اور شبہہ کی اقسام ہیں۔	۵۵۷	مرد ڈاکٹر سے اجنبی عورت کو ملاحظہ کرانا جائز نہیں۔
۵۵۸	کون سا سماع اہل صدق کے نزدیک مردود اور گناہ ہے۔	۵۵۸	بدگمانی
۳۹۹	خضاب	۳۹۹	مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔
۵۹۲	غیر مجاہدین کے لئے سیاہ خضاب کی حرمت حدیث صحیح سے ثابت ہے۔	۵۹۲	

۴۳۰	وہابیہ کی طرف سے سجدہ تحیت کو شرک ٹھہرانے سے متعدد قبائح کا لزوم۔	۴۰۰	گمان خبیث دل خبیث سے پیدا ہوتا ہے۔
۴۵۷	نصرانی یہود سے بدتر کس وجہ سے ہے۔		تصویر
۴۹۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی پر سجدہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ میں بڑا فرق ہے۔	۴۱۱	پیر کی تصویر کو بوسہ دینا، احترام سے رکھنا اور سجدہ تحیہ کرنا کیسا ہے۔
۴۹۸	بکر نے سند حدیث میں غلطی کی جو اس کی بے علمی ہے۔		رُوبہ مذہبیاں و مناظرہ
۴۹۸	بے علمی میں بکر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا۔	۲۸۰	افراد ید سے بطور مفہوم مخالف نفی یدین پر استدلال کا بارہ وجوہ سے بطلان۔
۵۰۰	طرفہ جہالت بکر۔	۲۸۷	اگر بفرض غلط مان لیں کہ لفظ "البد" کا مفہوم مخالف نفی یدین ہے پھر بھی حدیث انس میں مخالفین کے لئے گنجائش استدلال نہیں کہ وہاں لفظ ید بصیغہ مفرد کلام سائل میں ہے نہ کہ کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں۔
۵۰۲	بکر کی کج فہمی کہ صحابہ کی خواہش سجدہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ عبادت کی خواہش سمجھا۔	۲۹۲	غیر مقلدین کو فتنہ و فتناء سے خالص عداوت ہے۔ غیر مقلد حضرات کا داب کلی اور ان کی جہالت بے مہ۔
۵۰۹	بکر کا استدلال مان لیا جائے تو تہمتا۔ گدھا اور سور کے اجزاء کثیرہ حلال ہو جائیں گے۔	۲۹۸	ہندوستان میں موجودہ تمام کتب حدیث پر غیر مقلدین کی نظر نہیں۔
۵۰۹	تین اصول شرع سنت، اجماع اور قیاس کو رد کرنا مذہب چکڑالوی ہے۔	۳۸۱	وہابی، رافضی، غیر مقلد، قادیانی، نیچری اور چکڑالوی کے سلام کا جواب نہیں دینا چاہئے۔
۵۱۱	بکر کا یہ قول کہ خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سخت قرار دیا تاکہ سجدہ عبادت و سجدہ تعظیم میں امتیاز ہو جائے یہ باطل ہے کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں اور وہ دونوں کفر صریح ہیں۔	۴۱۷	علماء حرمین نے علماء دیوبند کی نام بنام تکفیر کی۔
		۴۱۸	نماز پنجگانہ کے بعد مسجد میں نمازیوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا جائز اور بنیت حسنہ مستحب و مستحسن ہے اور جہاں مسلمانوں میں اس کی عادت ہو وہاں انکار کر کے تفرقہ و فتنہ پیدا کرنا جہالت اور برہنائے اصول وہابیت ہو تو صریح ضلالت ہے۔

۱۳۰	لڑکیوں کے زیور کے لئے کان چھدوانے کا کوئی خاص حصہ مقرر نہیں البتہ مشابہت کفار سے بچنا ضروری ہے۔	۵۱۲	بکر کی دلیل سے مندروں میں بتوں کو سجدے جائز ہو گئے۔
۱۶۱	مسلمان مردوں کو عورتوں سے اور نکال و فساق بدو وضع مردوں سے مشابہت حرام ہے۔	۵۱۴	مجوزہ سجدہ تحیت بکر کی ناپاک بدزبانیاں۔
۱۷۴	عورتوں کی طرح مرد کو بال گوندنا مکروہ ہے۔	۵۱۴	بکر کی قرآن و حدیث و فقہ و اجماع اور ائمہ اولیاء پر ایک ملعون تہمت۔
۱۷۵	ٹوپی بچی یا جھوٹی سلمہ ستاروں یا ریشم کی شرعاً کیسی ہے۔	۵۲۰	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے استدلال بکر پر کئی وجوہ سے رد۔
۱۸۲	شملہ کی چھ قسمیں ہیں۔	۵۲۰	قرآن کریم سے سجدہ مسجوث عنہا کا جواز قطعاً ثابت ہونا بوجہ باطل ہے۔
۱۹۱	اچکن، چپکن اور شیر وانی نئی تراش کے لباس ہیں۔	۵۲۳	بکر کی ایک سخت جہالت۔
۱۹۶	زرد جو تا مورث سرور فرحت ہے۔	۵۳۳	بکر کا ہدیہ پر افتراء۔
۲۱۲	عورت کی فطرت و خصلت۔	۵۳۴	قاضی خاں وردالمختار پر افتراء۔
۲۱۵	بچپن کی عادت کم چھوٹی ہے۔	۶۲۲	منکرین حدیث گمراہ قوم صرف حدیثوں کا انکار ہی نہیں کرتے بلکہ قرآن عظیم کو عیب لگائیوالے اور دین متین کو ناقص بتانے والے ہیں۔
۲۵۲	معافقہ افرونی محبت پر ایک قوی دلیل ہے۔	۶۲۳	ولید پر مناظرانہ گرفت۔
۲۶۸	مولوی اسماعیل دہلوی نے روز عید معافقہ کو بدعت حسنہ قرار دیا۔	۶۲۳	منکرین حدیث کے تمام خیالات کا حاصل ابطال شرع اور اکمال بیقیدی اصل نیچر ہے۔
۲۷۱	مبشرات سے کیا مراد ہے۔	۶۲۳	منکرین حدیث کے نزدیک اجماع بھی باطل ہے۔
۲۸۰	جواب امام ہمام قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی توضیح۔	۶۲۳	ولید کی دلیل مان لی جاتی تو شریعت محمدی کے تمام اور امر و نہی بیکار و معطل ہو کر رہ جائیں۔
۳۶۸	ایک دقیقہ انیقہ (عجیب باریک نکتہ)۔		متفرقات
۳۸۲	ہر جگہ کے لئے ایک مناسب گفتگو ہر گفتگو کے لئے کچھ خاص مرد، ہر مرد کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش اور ہر گنجائش کے لئے ایک انجام ہے۔	۱۱۵	علی بند اور پری بند نامی خاص زیور کے بارے میں سوال اور اس کا جواب۔

۵۶۰	تحتیہ کی صورتوں کا ذکر۔	۳۹۵	ایک نکتہ دقیقہ۔
۵۷۳	داڑھی منڈانے والوں کا سفاہت و ضلالت پر مبنی ایک ناقابل اعتبار عذر۔	۴۵۵	لوگوں میں سے بدترین مخلوق کون ہے
۵۸۲	تناسب کے لئے اطراف ریش کو تراشنے کے بارے میں ابن ملک کا قول درست نہیں۔	۵۱۵	رسالہ "مقال عرفا باعزاز شرع و علماء" کا تعارف
۵۸۴	داڑھی لمبی ہو تو عقل کم ہوتی ہے۔	۵۱۶	آج کل حضرات اولیاء کے نام سے بہت سی جعلی کتابیں نظم و نثر میں شائع ہو رہی ہیں۔
۶۰۵	بال بڑھانے کے جواز و عدم جواز میں فقراء و غیر فقراء سب یکساں ہیں۔	۵۱۶	عقائد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے شائع شدہ کتاب من گھڑت ہے۔
۶۰۵	یہ خیال کہ باطن صاف ہونا چاہئے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے۔	۵۱۶	شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام سے بھی بعض جعلی کتابیں چھاپی گئی ہیں۔
۶۲۶	داڑھی منڈانے کی حرمت کے منکرین کے لئے ایک مثال۔	۵۱۸	تشابہات جس طرح اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہیں اسی طرح اکابر دین کے کلام میں بھی ہیں۔
۶۳۶	مسلمانان ہند نے ختنہ کا نام مسلمانی کیوں رکھا۔	۵۱۹	ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کون سا تھا۔
۶۳۶	ختنہ اور داڑھی وجہ امتیاز مومنین و کافرین ہیں۔	۵۱۹	ابلیس سجدہ آدم سے کیوں باز رہا۔
۶۶۴	عورت و مرد کے جسم ظاہر میں مابہ الامتیاز یہی چوٹی اور داڑھی ہے۔	۵۲۴	سجدہ آدم و یوسف ان دونوں کو تھا یا اللہ عز و جل کو۔
		۵۵۵	چلانے کی جائز و ناجائز صورتیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم ط

ظروف و زیورات

انگوٹھی سونے، چاندی، تانبے، پیتل اور لوہے وغیرہ کے استعمال سے متعلق مسائل

مسئلہ ۱: از میرٹھ دروازہ کارخانہ داروغہ یاد الہی صاحب مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۰۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ کڑیوں اور صدیوں میں چاندی کے بوتام مع زنجیر لگاتے ہیں جائز ہے
یا نہیں؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد فارغ التحصیل کہتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے کرتے شریف میں گریبان چاندی کا پتھر لگایا ہے اس قیاس پر بوتام مع زنجیر لگانا جائز ہے۔ بینو تو جروا
(بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

چاندی کے صرف بوتام ٹاکنے میں حرج نہیں کہ کتب فقہ میں سونے گھنڈیوں کی اجازت مصرح۔

در مختار میں تارخانہ کے حوالے سے سیر کبیر سے منقول ہے کہ ریشم اور سونے کی گھنڈی کے استعمال میں کچھ حرج نہیں۔ (ت)	فی الدر المختار عن التتارخانیہ عن السید الکبریٰ لا بأس بأزار الدیبا ج والذهب ^۱ ۔

^۱ در مختار کتاب الکراہیۃ فصل فی اللباس مطبع مجتہائی دہلی ۲/ ۲۳۹

اور گھنڈی اور بوتام ایک چیز ہے صرف صورت کا فرق ہے، اور جب سونا جائز تو چاندی بدرجہ اولیٰ جائز، مگر یہ چاندی کی زنجیریں کہ بوتاموں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں سخت محل نظر ہیں، کلمات آئمہ سے جب تک ان کے جواز کی دلیل واضح کہ آفتاب روشن کی طرح ظاہر و جلی ہو نہ ملے حکم جواز دینا محض جرات ہے کہ چاندی سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ، اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

اصل در استعمال ذہب و فضہ حرمت ست ^۱ ۔	سونے اور چاندی کے استعمال کرنے میں اصل حرمت ہے۔ (ت)

یعنی جب شرع مطہر نے حکم تحریر فرما کر ان کی اباحت اصلییہ کو نسخ کر دیا تو اب ان میں اصل حرمت ہو گئی، کہ جب تک کسی خاص چیز کی رخصت شرع سے واضح و آشکار نہ ہو ہر گز اجازت نہ دی جائے گی بلکہ مطلق تحریم کے تحت میں دخل رہے گی ہذا وجہ۔
واقول ۵۱۱: ظاہر ہے کہ ان زنجیروں کے اس طرح لگانے سے تزین مقصود ہوتا ہے۔ بلکہ تزین ہی مقصود ہوتا ہے اور ایسے ہی تزین کو غلی کہتے ہیں، اور علماء تصریح فرماتے ہیں مرد کو سوا انگوٹھی پٹی اور تلوار کے سامان مثل پر تلے وغیرہ کے چاندی سے غلی کسی طرح جائز نہیں، تنویر الابصار میں فرماتے ہیں:

لا یتحلی ای لایتزین در ^۲ ۔	چاندی کا کوئی زیور (سوائے مخصوص اشیاء کے) نہ پہنے یعنی اس سے زیب و زینت کا فائدہ نہ اٹھائے در (ت)

جب یہ زنجیریں مستثنیات سے خارج ہیں تو لاجرم حکم نبی میں داخل ہیں۔

واقول ۵۱۲: اس طرح لگانا اگر حقیقہ زنجیر پہننا نہیں تو پہننے سے مشابہ ہے اور محرمات میں شبہ مثل یقین ہے۔

فی رد المحتار التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذلك لما علم ان الشبهة فی باب المحرمات ملحقہ بالیقین رملی ^۳ ۔	رد المحتار میں ہے کہ لٹکانے کے مشابہ ہے اس لئے حرام ہے کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ محرمات کے باب میں شبہ یقین کا درجہ رکھتا ہے، رملی (ت)

^۱ اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس فصل باب الخاتم مکتبہ نوری رضویہ سکر ۵۶۲/۳

^۲ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللباس مطبع مجتہدی دہلی ۲/۲۴۰، رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی

اللباس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۹/۵

^۳ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللباس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۲۵

انصاف کیجئے تو یہ اس مسئلہ کا گویا صریح جزئی ہے، پھر علماء کی تشریح ریشم کے بارے میں ہے جس کا صرف لبس یعنی پہننا اوڑھنا اور جس امر میں ان کی مشابہت ہو ممنوع ہے باقی تمام طرق استعمال روا۔

فی شرح الملتقی للعلائی لاتکرہ الصلوۃ علی سجادة من الابریشم لان الحرام هو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوه فلیس بحرام کما فی صلوۃ الجواهر و اقرہ القہستانی وغیرہ ^۱ اه نقلہ العلامتان محشیاً الدرطوش واقراء۔	علامہ علائی کی شرح ملتی میں ہے ریشمی مصلیٰ پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں کیونکہ اس کا صرف پہننا حرام ہے۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے باقی تمام طریقے حرام نہیں جیسا کہ صلوۃ الجواہر میں مذکور ہے اس کو قہستانی وغیرہ نے برقرار رکھا ہے اہ اس کو دو علاموں یعنی علامہ شامی اور علامہ طحاوی نے درمختار کے حواشی میں نقل کرتے ہوئے قائم رکھا ہے۔ (ت)

پھر کیا گمان ہے اشیائے فضہ کے باب میں جن کا صور معدودہ کے سوا استعمال مطلقاً ناروا، ردالمحتار میں ہے:

الذی کلہ فضة یحرم استعمالہ بای وجه کان کما قدمناہ ولو بلا مس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضة والساعة وقدرة التنباک التي یوضع فیہا الماء وان کان لایمسہ بیدہ ولا بغمہ لانه استعمال فیہا صنعت لہ ^۲ الخ۔	صرف چاندی کا استعمال خواہ کسی طریقے سے ہو اور خواہ جس کے ساتھ نہ ہو تب بھی حرام ہے۔ لہذا چاندی کی انگیٹھی میں عود سلگانا، گھڑی باندھنا، حقہ کا وہ حصہ چاندی کا بنانا جس میں پانی ڈالا جاتا ہے یہ سب حرام ہیں اگرچہ وہ ہاتھ اور منہ سے مس بھی نہ ہونے پائیں کیونکہ اس مقصد کے لئے استعمال ہے جس کے لئے یہ بنائی گئی ہے۔ الخ۔ (ت)

اور یہ خیال کہ اگر یہاں چار انگل کے عرض تک کا کام ہوتا ہے جائز ہوتا کہ تابع تھا اسی کی جگہ یہ زنجیریں ہیں انھیں بھی تابع ٹھہرا کر مباح ماننا چاہئے۔ محض خیال محال ہے کہ اور زنجیروں میں فرق بدیہی ہے۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مذہب صحیح میں مرد و کو ریشمیں کمر بند ناروا ہے کہ وہ پاجامہ تابع نہیں بلکہ مستقل جداگانہ چیز ہے۔ درمختار میں ہے:

تکرہ التکۃ منہ ای من الدیباج وهو الصحیح ^۳ ۔	ریشمی کمر بند کا استعمال مکروہ ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

^۱ الدر الملتقی فی شرح الملتقی علی ہامش مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الکراہیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۳۴

^۲ ردالمحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء الت التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۸

^۳ درمختار کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۹

حاشیہ علامہ طحاوی میں ہے: هو الصحيح لانها مستقلة^۱ (یہی صحیح ہے کیونکہ یہ ایک مستقل چیز ہے۔ ت) جب کمر بند با آئکہ پاجامہ کی غرض اس سے متعلق ہے بلکہ جس طرح اس کا لبس معروف و معهود ہے وہ غرض ہے اس کے تمام نہیں ہوتی مستقل قرار پایا تو یہ زنجیریں جن سے کپڑے کو کچھ علاقہ نہیں، نہ اس کی کوئی غرض ان سے متعلق کیونکہ تابع ٹھہر سکتی ہے اور اگر بالغرض کام کی جگہ لگایا جانا پتر کو بھ کام کے حکم میں کر دے تو لازم کہ چاندی کے کنگن توڑے، چنپا کلی، جھومر وغیرہ زیور بھی جائز ہیں جبکہ وہ آستینوں، گریبان، ٹوپی وغیرہ میں کام کے قائم مام ٹانگے جائیں بلکہ واجب کہ وہ زنجیریں اور یہ سب گہنے سونے کے بھی حلال ہوں کہ تابع قلیل ذہب و فضہ دونوں سے روا، ردالمحتار میں ہے:

و یؤید عدم الفرق مآمر من اباحة الثوب المنسوج	فرق نہ ہونے کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ بمقدار چار انگشت سونے کی تاروں سے بنا ہوا کپڑا مباح ہے الخ (ت)

غرض کوئی وجہ ان زنجیروں کے جواز کی نظر نہیں آئی اور جب تک کلمات ائمہ سے اجازت نہ ثابت ہو حکم ممانعت ہے لماینا۔ رہی وہ حدیث کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریب گریبان مبارک چاندی کا پتر لگایا فقیر کو کسی کتاب سے یاد نہیں۔ نہ عادات بلاد اس کی مساعدت کریں کہ گریبانوں میں چاندی کے پتر لگائے جاتے ہوں، ہاں یہ بیشک حدیث میں آیا ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب پہنا جس کے گریبان اور آستینوں اور چاکوں پر ریشم کی خیاطت تھی۔

كما في حديث اسماء بنت الصديق رضي الله تعالى عنهم اخرجهم الاثمة احمد في المسند والبخاري في الادب المفرد ومسلم في صحيحه وابوداؤد في السنن	جیسا کہ سیدہ اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں آیا ہے جس کو ائمہ کرام امام احمد نے مسند میں امام بخاری نے ادب المفرد میں امام مسلم نے صحیح میں اور امام ابوداؤد نے السنن میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ (ت)

^۱ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۷۸

^۲ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۶

^۳ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۰، سنن ابی داؤد کتاب اللباس والزینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲

۲۰۵/ مسند احمد بن حنبل عن اسماء بنت الصديق رضي الله تعالى عنه المكتبة الاسلامی بیروت ۶/ ۴۸-۴۳

اس کے جواز میں کسے کلام ہے خواہ رشم کا کام ہو یا گوٹ سنجاف جبکہ کوئی بوٹی یا ٹکڑہ چار انگل عرض سے زائد نہ ہو پتر کی حدیث کا پتہ دینا ذمہ مدعی ہے کہ دیکھا جائے وہ کس مرتبہ کی حدیث ہے اور اس کا مطلب کا اور اس سے مدعی کو تمسک کہاں تک روا۔ سیدین علامتین طحطاوی و شامی حواشی در میں فرماتے ہیں:

الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے کہ انھوں نے ایسا جبہ زیب تن فرمایا جس پر ریشم کا کام کیا ہوا تھا لیکن اس میں چاندی سونے کا ذکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک برتر اور خوب جاننے والا ہے۔ اور اس شرف و عظمت والے کا علم سب سے زیادہ کامل اور پختہ ہے (ت)	الوارد عن الشارع صلى الله تعالى عليه وسلم انه لبس الجبة المكفوفة بحرير فليس فيه ذكر فضة ولا ذهب¹۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲: یہ زیور علی بند اور پری بند جو حاصل ہذا کے ہمدست مرسل ہے اس کو تحریر فرمائیں کہ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں بوجہ آواز نکلنے کے عورات کو اور اور مکان مسکونہ اگرچہ علیحدہ قطع رکھتا ہے مگر آمد و رفت ہم مستورات کی اور نیز ہمارے مکان ہی کے قطع جات ملحقہ میں غیر بھی رہتے ہیں۔ واللہ عندہ حسن الجزاء۔

الجواب:

یہ زیور ہاتھ کا ہے اور اس میں وغیرہ ایسی اشیاء بھی نہیں جن سے زیادہ آواز پیدا ہوتی آواز تو ہاتھ کی چوڑیوں سے نکلتی ہے جبکہ پھنسی ہوئی نہ ہوں اس کے پہننے میں کوئی حرج شرعی نہیں آمد و رفت سے پاؤں کے گہنے بجتے ہیں نہ ہاتھ کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳: مرسلہ از چاندہ ضلع بجنور محلہ پتیا پاڑہ مکان محمد حسین خاں زمیندار چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو جائز ہیں پہننا۔ یا ناجائز ہیں؟

الجواب:

جائز ہیں لعدم المنع الشرعی (اس لئے کہ کوئی شرعی مانع نہیں۔ ت) بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے مستحب وانما الاعمال بالنیات^۲ (اعمال کا دار و مدار ارادہ پر ہے۔ ت) بلکہ

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۶

^۲ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱

شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب:

اس لئے کہ والدین اور شوہر کی نافرمانی حرام ہے اور شوہر کی فرمانبرداری بسلسلہ حقوق زوجیت واجب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)	لحرمة العقوق ولوجوب طاعة الزوج فيما يرجع الى الزوجية۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: از گولڑہ ضلع راولپنڈی مرسلہ مولوی عبدالرحمن صاحب ۹ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ

زر بالکسر جس کو ہندی میں گھنڈی کہتے ہیں اور ابریشم و بالکلا بتو سیم وزر سے بنائی جاتی ہے جیسا کہ اطراف بمبئی وغیرہ میں ساز صدریہ اور اطراف بخارا وغیرہ میں جبہ وچنہ کی گھنڈیاں ہوتی ہیں اور بوجہ تخلیط رشتہ وخیاطت ان کا تجزہ ہو کر تحت تبعیت آجاتی ہے بخلاف بٹن مروجہ سیم وزر کہ بظاہر حکم تبعیت نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس جگہ تبعیت بظاہر بافتگی و دوختگی و خلط سیم وزر مع غیر سیم وزر میں منحصر معلوم ہوتی ہے جیسے عبارات طحاوی سے مستفاد ہوتا ہے۔

المنتقى في المنتقى عن محمد لا بأس ان تكون عروة القميص وزر حريرا وهو كالعلم يكون في الثوب ومعه غيره فلا بأس به وان كان وحده كراهته ¹ ۔	المنتقى میں امام محمد سے روایت ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کرتے کا گریبان اور اس کی گھنڈی (بٹن) ریشم کے ہوں اور وہ کپڑے میں نشان نقوش کی طرح ہو اگر اس کے ساتھ کچھ اور ہو تو کچھ حرج نہیں، اور اگر اکیلا ہو تو پھر کراہت ہوگی۔ (ت)

اور بٹن مروجہ ای، شے مستقل صورت حلی سوراخ گریبان پیراہن میں معلق معلوم ہوتا ہے پس اگر اس کو حلی کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو لا یتحلی الرجل بذهب وفضة مطلقاً الا بخاتم ومنطقه وحلیة سیف منها ای فضة اذا لم یرد به التزیین² (کوئی شخص مطلقاً سونے اور چاندی کا زیور نہ پہنے مگر یہ کہ انگوٹھی، کمر بند اور تلوار کا دستہ چاندی کا ہو یعنی یہ سب چیزیں چاندی کی جائز ہیں بشرطیکہ زیب و زینت اور نمائش کا ارادہ نہ ہو، ت) مانع اباحت ہے اور محض تعلیق کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو مضمون عبارات والظاہر فی وجہ ان التعلیق یشبه اللبس فحرام لذلك لما علم ان الشبهة فی باب المحرمات ملحقہ بالیقین³ شامی (اس کی وجہ میں ظاہر یہ ہے کہ لٹکانا دراصل پہننے کے مشابہ ہے

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ باب فی اللبس دار المعرفۃ بیروت ۱۷۸-۷۹/۲

² در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۰/۲

³ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب فی اللبس در احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۵/۵

لہذا اس وجہ سے حرام ہے۔ کپڑے کے کنارے کے نقوش کی طرح ہے کیونکہ حرام کے باب میں شبہ یقین کے ساتھ وابستہ ہے۔ (ت)۔ حرمت کی طرف لے جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بٹن مروجہ محض تبر یعنی ٹکڑہ سیم وزر کرتے کے ساتھ معلق ہے نہ یافتہ نہ دوختہ نہ کسی اور چیز کا اس کے ساتھ خلط ہے پس اس کو تابع کہنے اور گھنڈی پر قیاس کرنے کی کیا دلیل ہے، مہربانی فرما کر اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں و نیز جس علت تعلیق سے زنجیر ناجائز ہے وہی علت بٹن میں موجود ہے پس کیا وجہ ہے کہ بٹن جائز ہو اور زنجیر بٹن ناجائز، و نیز اگر تابع کے یہ معنی ہیں کہ بٹن بدون کرتے کے مستعمل نہیں ہوتا ہے تو یہ بات ازار بند میں بھی موجود ہے حالانکہ ازار بند ریشمی وغیرہ مکروہ ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد عبدالرحمن بقلم خود

الجواب:

در مختار میں ہے:

لاباس بعروۃ القميص وزرۃ من الحریر لانه تبع ¹ ۔	قميص کا گریبان اور اس کے بٹن ریشمی ہوں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تابع ہیں۔ (ت)

سیر کبیر پھر تاتار خانیہ پھر شرح علائی ہے:

لاباس بازرا الدیباج والذهب ² ۔	ریشم اور سونے کے بٹن میں کچھ حرج نہیں۔ (ت)

ذخیرہ پھر ہندیہ میں ہے:

لاباس یلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازاراۃ دیباجا وذهباً ³ ۔	جنگ کے علاوہ اگر ایسا کپڑا پہنے کہ جس کے بٹن ریشمی یا سونے کے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) یہاں چیز فوائد قابل لحاظ ہیں۔

اول: زر کے لئے کپڑے میں سلا ہونا ضرور نہیں بلکہ مخیط و مربوط و مغروز و مرکوز سب کو عام ہے ولہذا ائمہ لغت میں اس کی تعریف میں صرف لفظ وضع اخذ کیا جس میں اصل تخصیص خیاطت نہیں، قاموس میں ہے:

¹ درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۹

² درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۹

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی مکت خانہ پشاور ۵/۳۳۲

الزر بالكسر الذی یوضع فی القمیس وبالفتح شدة الازار ¹ ۔	"الزِرْ" اگر حرکت زیر کے ساتھ ہو تو اس کو معنی ہے وہ چیز جو کرنے میں موضوع ہو یعنی رکھی جائے "اگر یہ حرکت زیر کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے ازار باندھنا۔ (ت)

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

قال ابن سيدة الزر الذی یوضع فی القمیس والجمع ازار وززوز وازر القمیس جعل له زر او ازره شد عليه ازاره وقال ابن الاعرابی زر القمیس اذا كان محلولاً فشدّه وزر الرجل شدّ زرّه ² ۔	ابن سیدہ لغوی نے کہا کہ "زر" وہ چیز ہے جو کرتے میں لگائی جاتی ہے اس کی جمع ازار اور زوز ہے، ازار القمیس اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ قمیس کے بٹن لگائے جائیں اور ازرہ، اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ قمیس پر اس کے بٹن باندھے جائیں، ابن الاعرابی نے کہا جب قمیس کے بٹن کھلے ہوں پھر انھیں باندھے تو اس وقت زرا القمیس کہا جاتا ہے اور زرا الرجل کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے بٹن باندھ دئے۔ (جبکہ وہ کھلے ہوں)۔ (ت)

لمہ جرمی کا بھی شعر بھی اس کا پتا دیتا ہے:

كان زور القبطرية عقلت علائقها منه بجنح مقوم ³ القبطرية ثياب كتّاب بيض والكناية للممدوح و العلائق جمع علاقة بالكسر بند۔ فی القاموس وتاج العروس العلاقة بالكسر فی السوط ونحوه كالسيف والقدح والمصحف والقوس وما اشبه ذلك وعلاقة السوط	گویا سلیکی کپڑے لٹکادئے گئے اور ان کی بند شیشیں سیدھے تنے سے پیوستہ ہیں۔ القبطرية الیسی کے سفید کپڑے اور ممدوح کی طرف اشارہ ہے۔ "علائق" جمع ہے۔ اس کا واحد "علاقة" ہے حرکت زیر کے ساتھ ہے بمعنی بند ہے۔ چنانچہ القاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے "العلاقة" بحرکت زیر کوڑا اور اس چیز جیسے تلوار، پیالہ، مصحف، کمان اور اس کے مشابہ

¹ القاموس المحيط فصل الزاء من باب الراء مصطفى البابی مصر ۲/ ۳۹

² عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الصلوة وباب وجوب الصلوة فی الثیاب ادارة الطباعة المنيرية، دمشق ۴/ ۵۴

³ تاج العروس فصل الزاء من باب الراء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۶۲

اشیاء میں استعمال ہوتا ہے "علاقۃ السوط" وہ قسم جو اس کے دستہ میں لگا ہوا ہے پھر دونوں (صاحب قاموس اور مصنف تاج العروس) نے کہا اعلق القوس اس وقت کہا جاتا ہے جب کمان کو بندھن لگا کر کسی کلی وغیرہ پر لٹکا دے اور یہی حال کوڑے مصحف اور پیالے کا ہے۔ (ت)	مَا فِي مَقْبَضِهِ مِنَ السَّيْرِ اه١ ثُمَّ قَالَ اَعْلِقِ الْقَوْسَ جَعَلْ لَهَا عِلَاقَةً وَعَلَقَهَا عَلَى الْوَتِدِ وَكَذَلِكَ السَّوْطُ الْمَصْحَفُ وَالْقَدَحُ ٢-

ظاہر ہے کہ بحال خیاطت فی الثوب زر کو علاقہ سے کیا علاقہ، فتاویٰ ولوالجی پھر شلبی علی التیسین میں ہے:

اس میں کوئی حرج نہیں کہ محرم (بحال احرام) بڑی چادر پہنے لیکن اسے گرہ نہ لگائے پھر اگر پورا دن اسے گرہ لگا رکھی تو اس دم (جانور ذبح کرنا) لازم ہوگا اس لئے کہ اس نے پہنے ہوئے کپڑے کی طرح اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ (ت)	لَا بَاسَ بَأَن يَلْبَسَ الْمُحْرَمُ الطَّيْلَسَانَ وَلَا يَزِرُهُ عَلَيْهِ فَإِنْ زَرَهُ يَوْمًا فَعَلِيهِ دَمٌ لِأَنَّهُ صَارَ مُنْتَفِعًا بِهِ انْتِفَاعَ الْمَخِيطِ ٣-

منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متوسط بیان محرمات احرام میں ہے:

بڑی چادر کو گرہ لگانا یعنی اسے گرہ لگا کر گردن پر باندھنا۔ (ت)	(زر الطيلسان) ای ربطہ بالزر وعقدہ علی عنقه ٤-

فتح القدير میں ہے:

اگر بڑی چادر کو دن بھر گرہ لگائے تو اس صورت میں اس پر دم (جانور ذبح کرنا) لازم آئے گا اس لئے کہ بوجہ گرہ لگانے اس کا تقم جانا (رک جانا) حاصل ہوا باوجود یہ کہ سلائی پر بھی شامل ہے۔ (ت)	ان زر الطيلسان يومًا لزمه دم لحصول الاستبساک بالزر مع الاشتمال بالخياطة ٥-

در مختار میں ہے:

^١ تاج العروس فصل العين من باب القاف دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۱

^٢ تاج العروس فصل العين من باب القاف دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۲

^٣ شلبی علی التیسین کتاب الحج باب لجنايات المطبعة الكبرى الاميریه بولاق مصر ۲/ ۵۴

^٤ المسلك المتوسط شرح المنسک المتوسط فصل فی المحرمات الاحرام درالکتاب العربی بیروت ص ۸۱

^٥ فتح القدير کتاب الحج باب الجنايات مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۲/ ۴۴۳

یستحب لبس ازار ورداء فان زرره اوخلله او عقدہ اساء ولادم علیہ ^۱	تہند اور چار کا پہننا مستحب ہے پھر اگر اسے گرہ لگائے یا اسے کھولے یا اسے گرہ لگا کر باندھے تو اس نے برا کیا لیکن اس پر دم نہیں (یعنی جانور ذبح کرنا لازم نہیں)۔ (ت)

ظاہر ہے کہ طیلسان و چادر میں گھنڈیاں سلی نہیں ہوتی اور اطعام مذکورہ خیاطت پر موقوف نہیں بلکہ بلاخیاطت صورت ربط ہی زیادہ مقصود بالا فادہ ہے کہ محرم کا محیط سے احتراز تو معہود و مشہور اور بجائے خود مذکور ہے ابو داؤد و نسائی وابن خزیمہ وابن حبان و حاکم سب اپنی صحاح میں اور امام اجل ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قلت یا رسول اللہ انی رجل اصید افصلی فی القمیص الواحد قال نعم وازررہ لو بشوكة ^۲	(حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ سالت میں) عرض کی: میں ایک شکاری آدمی ہوں ایک کرنے میں نماز پڑھ سکتا ہوں، ارشاد فرمایا: ہاں (پڑھ سکتے ہو) لیکن اسے باندھ لو اگرچہ کسی کانٹے ہی سے کیوں نہ ہو، مطلب یہ کہ اسے جوڑ کر نماز پڑھو۔ (ت)

یہاں کانٹے کو بھی زر فرمایا،

والاصل الحقیقة والعدول الی المجاز من دون ضرورة غیر مجاز	حقیقت اصل ہے۔ اور بغیر کسی ضرورت (حقیقت چھوڑ کر) مجاز کی طرف جانا جائز نہیں۔ (ت)

تو بتام یا بٹن نفس معنی زر میں داخل ہیں نہ کہ ان کا گھنڈی پر قیاس ہو۔

دوم: لفظ ذہب منسوج و حرج دونوں کو شامل، بلکہ وہ حجر میں اصل حقیقت پر ہے اور کلابتوں پر اس کا اطلاق از قبیل تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے کہ اس میں ریشم بھی ہوتا ہے اور گھنڈیاں انھیں منسوجات سے خاص نہیں بلکہ امراء کے یہاں سونے چاندی اور لعل و یاقوت کی بھی ہوتی۔ قال قائلہم (ان کے کسی کہنے والے نے کہا: ت) :-

ترانہ تکمہ لعل ست برقبائے حرر شدست قطرہ خون منت گریباں گیر
(ریشمی جے پر تیرے لئے لعل و گوہر کی گھنڈیاں (بٹن) میرے خون کے ایک قطرہ

^۱ درمختار کتاب الحج فصل فی الاحرام مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۶۳

^۲ سنن ابن داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الرجل یصلی فی قمیص واحد آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۹۲، شرح معانی الآثار کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی

الثوب الواحد بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۶۰

نے تیرا گریبان پکڑ لیا۔ ت) تکمہ فارسی میں زر کا ترجمہ ہے جسے عربی میں زیر، دَجَّہ، جَوَزَہ، جَوِزَہ، جبہ بھی کہتے ہیں۔ اور وہ حلقہ جسے اردو میں تکمہ بولتے ہیں، فارسی میں انگلہ اور عربی میں عروہ و وعلہ ہے تو سیر کبیر و ذخیرہ و تاتار خانہ و در مختار و عالمگیریہ وغیرہا کے نصوص مذکورہ سونے کے بٹن کا خاص جزئیہ ہیں، ولا کلام لاحد بعد صرائح النصوص (صریح اور واضح نصوص کے بعد کسی کو کلام کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ت)

سوم: یہیں سے کھل گیا کہ یہ بٹن بھی گھنڈیوں کی طرح تابع ہں کہ علماء نے مطلقاً زر کو تابع بتایا اور زرا انھیں میں شامل مگر تکثیر فوائد کے لئے معنی تابع پر بحث کریں اصلاً کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ تبعیت کے لئے دوختہ یا بافتہ یا نفس ذات تابع میں سیم وزر و ایشم کا کسی چیز مخلوط ہونا ضرور ہو۔ ہاں تابع کی متبوع سے معیت چاہئے کہ نہ خود اجناس مختلفہ سے ترکیب، متون مذہب میں تصریح ہے کہ انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل جائز ہے اور شرح اس کی یہی تعلیل فرماتے ہیں کہ وہ تبع ہے حالانکہ وہ دوختہ یا بافتہ مخلوب کچھ نہیں۔ نیز تصریح ہے کہ جبہ وغیرہ میں ریشم کا برہ یا استر مرد کو ناجائز ہیں کہ دونوں مقصود ہیں اور اس کے اندر ریشم کا حشو جائز کہ وہ تابع ہے حالانکہ یہ بھی نہ بافتہ ہے نہ مخلوط۔ اس کے جے ہرنے کہ دو تین ڈورے ڈالتے ہیں اور اگر نہ ڈالیں جب بھی یقیناً حکم نہ بدلے گا کہ علماء نے حشویت پر مدار جواز رکھا ہے اور وہ بغیر ڈورے پڑے بھی حشو ہے تو دوختہ بھی نہ ہوا، جامع صغیر محرر مزہب و ہدایہ و کنز و وافی و وقایہ و نقایہ و غرر و اصلاح و ملتقی و درر و غرہا میں ہے:

حل مسبار الذهب يجعل في جحر الفص ¹ ۔	گننے کے سوراخ میں سونے کی کیل لگانا جائز ہے۔ (ت)
ہدایہ و تمبین الحقائق و مجمع الانہر و جامع الرموز و تکملہ والحر و شرح نقایہ بر جندی و در و غیرہا میں ہے:	
لابأس بمسبار الذهب يجعل في جحر الفص ای فی ثقبه لانه تابع كالعلم في الثوب فلا يعد لابساله ² ۔	پتھر کے گننے یعنی اس کے سوراخ میں سونے کی کیل لگانے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ تابع ہے کپڑے کے نقش و نگار میں کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ تابع ہے کپڑے کے نقش و نگار کی طرح لہذا آدمی اسے پہننے والا شمار نہیں کیا جاتا (تاکہ ممانعت پیدا نہ ہو)۔ (ت)
محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر عالمگیریہ پھر ردالمحتار میں ہے:	
لو جعل القز حشو اللقباء فلا بأس به لانه تبع ولو جعلت ظهارته	اگر جبہ میں ریشم کی بھرتی ہو تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ تابع ہے ہاں اگر برہ یا استر

¹ کنز الدقائق کتاب الکراہیۃ ص ۳۶۸

² الہدایہ کتاب الحظر والاباحۃ ۴/ ۳۵۵

اوبطانتہ فہو مکروہ لان کلیہما مقصود ^۱ ۔	ریشمی ہو تو مکروہ ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ دونوں مقصود ہے۔ (ت)

بزازیہ پھر ہندیہ میں ہے:

لاباس بلبس الجبة المحشوة من الخز ^۲ ۔	جس جے میں ریشم کی بھرتی ہو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)

عبارة طحاوی عن الممتقی عن محمد میں یہی تابع و مستقل کا تفرقہ بنایا گیا ہے کہ یہ شے مستقل نہیں بلکہ دوسرے کے ساتھ ہے اور تنہا ہوتی تو ناروا ہوتی کہ تابع نہ رہتی خود مستقل ہو جاتی اس کے بعد فقیر نے مجمع الانہر میں اس معنی کی تصریح دیکھی روایت مذکورہ کا تتمہ یہ نقل کیا کہ امام محمد نے فرمایا:

لانه اذا كان هو غيره فاللبس لا يكون مضافا اليه بل يكون تبعاً في اللبس ^۳ ۔	اس لئے کہ جب تابع غیر متبوع ہو تو پہننا اس کی طرف منسوب نہ ہوگا بلکہ وہ پہننے میں (متبوع کے) تابع ہوگا۔ (ت)

صاف روشن ہو گیا کہ غیر سے مراد وہی متبوع ہے نہ یہ کہ گھنڈی تگے، آنچل، پلو میں ریشم دوسری چیز کے ساتھ مخلوط کر کے لگائیں جب تو جائز ہو اور غیر مخلوط اگرچہ چار انگلی سے زائد ہو ممنوع ٹھہرے یہ قطعاً باطل ہے کہ تصریحات تمام کتب کے خلاف ہے بلاشبہ خاص ریشمی کپڑے کے گوٹ سنخاف پلیٹ کنٹھانچ اور ان کے مانند اور توابع سب جائز ہیں جبکہ چار انگلی عرض سے زائد نہ ہو اور یہ وہم کسی عاقل کو نہ گزرے گا کہ کپڑا اگرچہ خالص ریشم کا ہو سینے میں ڈورا تو اس کے ساتھ ہوگا یہی مع غیرہ ہو گیا حالانکہ یہی کیا ضرور کہ ریشم کی گوٹ وغیرہ سوت کے ڈورے سے سیسے بلکہ ریشم سے سیسے، جیسا کہ اکثر یہی متعارف ہے جب بھی قطعاً بشرط مذکور جائز ہے کیا کوئی اس قید کا پتا بلکہ اس کی ہوا کسی کتاب سے دے سکتا ہے کہ سوت سے سیو تو روا اور ریشم سے تو ناروا، ہر گز نہیں۔ اور حشو کے ریشم کو تو کہئے اس کے ساتھ ایک تانگے کی بھی حاجت نہیں، کما عرفت (جیسا کہ تو نے معلوم کر لیا۔ ت)

چہارم: سونے چاندے خواہ کلابتوں کے بٹن یا آنچل پلو پر رو پہلے سنہرے کلابتوں یا کامدانی

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع فی اللبس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۲، رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس

دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۴

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۲

^۳ مجمع الانہر کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۳۴

کام حلی سے مشابہ نہیں بلکہ خود حلی ہے۔ در مختار میں ہے:

المنسوج بذهب يحل اذا كان هذا المقدار اربع اصابع والا لا يحل للرجل ¹ ۔	سونے کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا جائز ہے جبکہ اس کی مقدار چار انگلی ہو ورنہ مردوں کے لئے جائز نہیں (جبکہ زائد ہوں) (ت)

ردالمحتار میں ہے:

الحلی کما فی القاموس مایتزین بہ ولا شک ان الثوب المنسوج بالذهب حلی ² ۔	جس شئی سے زیب وزینت کی جائے وہ حلی (زیور) ہے جیسا کہ قاموس میں ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہ کہ جو کپڑا سونے کے تاروں سے بنایا وہ حلی (زیور) میں شمار ہے۔ (ت)

مگر یہ حلیہ ہی شرع نے جائز فرمایا ہے جبکہ تابع قلیل ہو و لہذا ردالمحتار میں اسے حلی بتا کر مسئلہ شرح کی تائید سے نقل فرمائی:

لاباس بالعلم المنسوج بالذهب للنساء فاما للرجال فقد رابع اصابع وما فوقه يكره ³ ۔	اگر سونے کے تاروں سے کپڑے پر نقش و نگار بنائے جائیں تو عورتوں کے لئے اس کے استعمال کرنے میں کچھ حرج نہیں لیکن مردوں کے استعمال کے لئے (شرط یہ ہے کہ) اس کی مقدار بقدر چار انگشت ہو اور اس سے زائد مکروہ ہے۔ (ت)

عبارات متون لا يتحلّى الرجل بذهب⁴ الخ (مرد کے لئے سونا پہننا جائز نہیں الخ۔ ت) میں تحلی بالشیائے مستقلة کا ذکر ہے نہ کہ توالع کا و لہذا چاندی کی انگوٹھی پیٹی پر تلے مستقل ہی چیزوں کا استثناء فرمایا۔ عام مراد ہوتا تو خود ان کی بالاتفاق تصریحات اباحت منسوج بالذهب قدر اربع اصابع و زور و عروہ ذہب و غیر ہا کا صریح مناقض ہوتا۔ یہیں سے ظاہر ہوا کہ سونے کے بٹن اور کلابتوں کی گھنڈیوں میں فرق ضائع ہے وہ اگر حلی ہیں تو یہ کیا نہیں اور لا یتحلّى (جائز نہیں۔ ت) استثناء میں ان کا ذکر نہیں تو ان کا بھی نہیں، یوں ہوتا تو گھنڈیاں بھی ممنوع ہو جائیں۔ پنجم: قطع نظر اور تنقیحات مسئلہ تعلیق سے جب حقیقت لبس تابع قلیل میں معاف ہے۔ تو

¹ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۸

² ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

³ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

⁴ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰

شبہ لبس کہ تعلیق میں ہے بدرجہ اولیٰ ہدایہ و کافی و تمیین وغیرہا میں ہے:

وهذا لفظ الامام النسفي في الكافي اجمعنا ان القليل من الملبوس حلال وهو الاعلام فكذا القليل من اللبس والاستعمال والجامع انه انموذج لنعيم الآخرة ترغيباً فيها هو في الآخرة لا مقصود¹۔	الکافی میں امام نسفی کے یہ الفاظ آئے ہیں ہم نے اس پر اتفاق کیا کہ تھوڑا ملبوس جائز ہے۔ اور وہ کپڑے کے نقش و نگار ہیں اور اسی طرح تھوڑا پہننا اور استعمال کرنا بھی (جائز ہے) اور (دونوں میں) جامع یہ ہے کہ یہ طریقہ تعلیم آخرت کے لئے نمونہ ہے تاکہ امور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو لہذا بالذات مقصود نہیں (جیسا کہ دلائل و شواہد سے معلوم ہوتا ہے۔)۔ (ت)

ششم: ہمارا دعویٰ نہ تھا کہ ہر چیز جو دوسرے کے ساتھ استعمال میں آتی ہو مطلقاً تابع ہے واقعات امام صدر شہید و فتاویٰ صغریٰ و فتاویٰ ذخیرہ و محیط و غایۃ البیان و بعض شروح جامع صغیر و شرح قدوری و فتاویٰ منصور یہ و شرح نقایہ و جندی و مجمع الانہر و غیرہا میں نص فرمایا اور منیۃ الفقہاء و جامع الرموز و تارخانیہ و تکملہ طوری و غیرہا میں اسی پر جزم و اعتماد کیا گیا فصلنا کہ کل ذلك في فتاونا (جیسا کہ ہم نے ان سب باتوں کو (اپنے مشہور زمانہ) فتاویٰ رضویہ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔) یہاں وارد نہیں بلکہ تبعیت اس لئے کہ لبس اس کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ ہدایہ و تمیین و جندی و در کی عبارتیں گزریں لانه تابع كالعلم في الثوب فلا يعد لابساً² (اس لے کہ وہ تابع ہے جیسا کہ کپڑے کے نقش و نگار، پھر اسے پہننے والا شمار نہیں کیا جاتا۔) ت شرح ملتقى کی عبارت گزری :

اللبس لا يكون مضافاً اليه بل يكون تبعاً في اللبس³۔	پہننا اس کی طرف منسوب نہیں بلکہ وہ پہننے میں تابع ہے۔ (ت)

طحاوی میں ہے:

¹ تبیین الحقائق کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس المطبعة الکبری الامیریۃ بولاق مصر ۱۵۶/ ۱۴، الهدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۵۵۳

² الهدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۵۵۵

³ مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس مطبع یوسفی لکھنؤ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۳۴

وانما جاز منه كان تبعاً لان اللبس لا يكون مضافاً اليه ¹ ۔	اور اس کا وہ حصہ جائز ہے جو تابع ہو، اس لئے کہ پہننا اس کی طرف منسوب نہیں۔ (ت)

ہفتم: زنجیروں کے لئے نہ زر کی طرح کوئی نص فقیر نے پایا نہ جواز پر کوئی صاف دلیل بلکہ وہ بظاہر مقصود بنفسا ہیں۔ نہ زر کی طرح کپڑے کی، کوئی غرض ان سے متعلق نہ علم کی طرح ثوب میں مستمک کہ تابع ثواب ٹھہریں، نہ ان سے سنگار اور زینت کے سوا کوئی فائدہ مقصود اور وہ زیور زناں سے کمال مشابہ ہیں۔ ان کی ہیئت و حالت بالکل سہاروں کی سی ہے کہ ایک طرف ان کے کندوں میں بالیاں پرو کر ان کو دونوں جانب سے پیشانی کے بالوں میں لا کر کاٹا ڈال کر ملا دیتے ہیں وہ بھی ان زنجیروں کی طرح لڑیاں ہی ہیں بلکہ ان سے علاوہ تیزین ایک فائدہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ بالیوں کا بوجھ کانوں پر نہ پڑے یہ انھیں اٹھا کر سہارا دے رہیں اسی لئے ان کو "سہارے" کہتے ہیں۔ اور ان زنجیروں کی لڑیاں سوا زینت کے کوئی فائدہ نہیں دیتیں تو بہ نسبت سہاروں کے ان کی لڑیاں جھومر کی لڑیوں سے شبہ ہیں اور سہاروں کی طرح یہ بھی داخل ملبوس ہیں بلکہ ان کا صرف زینت کے لئے بالذات مقصود اور کپڑے کی اغراض سے محض بے تعلق و نامستمک ہونا جھومر کی طرح انکے اور بھی زیادہ لبس مستقل کا مقتضی ہے اور ذہب و فضہ میں اصل حرمت ہے تو جب تک صریح دلیل سے جواز ثابت نہ ہو زنجیروں پر عدم جواز ہی کا حکم دیں گے، ہدایہ میں ہے:

الاصل فيه التحريم ² ۔	اصل اس کی حرمت ہے (یعنی سونے، چاندی میں اصل یہ ہے کہ دونوں مردوں کے لئے حرام ہیں اور عورتوں کے لئے جواز ہے۔ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

الفضة والذهب من جنس واحد والاصل الحرمة فيها ³ اهـ هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی، واللہ تعالیٰ اعلم۔	سونا، چاندی ایک ہی جنس ہیں۔ اور ان دونوں میں اصل حرمت ہے۔ (یعنی بلحاظ اصل دونوں حرام ہیں) اور یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے یہ میری تحقیق اور عندیہ ہے۔ لیکن واقعی اور صحیح علم میرے رب کے پاس ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

¹ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۷۸

² الهدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس مطبعہ یوسفی لکھنؤ ۴/ ۵۵۵

³ تبیین الحقائق کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس المطبعة الکبزی الامیریۃ بولاق مصر ۶/ ۱۶

مسئلہ ۵: از پبلی بھیت کچہری کلکٹری مرحلہ جناب مولوی عرفان علی صاحب رضوی برکاتی، میسلپوری ۱۰ اذی الحجہ ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے یا ناجائز؟ بر تقدیر اول کیا بجنے اور نہ بجنے والے ہر قسم کے زیورات سونے اور چاندی کے بلا تخصیص جائز ہیں؟ جائز و ناجائز ہر دو صورتوں میں کتب فقہ کی دو ایک عبارتیں اور کم سے کم دو تین حدیثیں نقل فرمادیجئے۔، بینوات و جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔

قال الله تعالى "أَوْ مِنْ يُثَشِّوْا فِي الْحَلِيَّةِ" ¹	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، کیا وہ جو زیور میں پروان چڑھے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الذهب والحريير حل للاثامتي وحرام على ذكورها. رواه ابو بكر بن ابي شيبة عن زيد بن ارقم والطبراني ² في الكبير عنه وعن واثلة رضي الله تعالى عنهما	سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہے۔ (ابو بکر بن ابی شیبہ حضرت زید بن ارقم سے اور طبرانی نے الکبیر میں ان سے اور حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے بعض صالحات کہ کوڈ اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشا پورا سنگار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انھیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اتار کر مصلی بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں۔ اور دلہن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ انکی منگنیاں آتیں۔ یہ بھی سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ القرآن الکریم ۴۳/ ۱۸

² المعجم الكبير للطبراني حديث ۵۱۲۵ مكتبة الفيضلية بيروت ۵/ ۲۱۱

لوکان اسامة جارية لكسوته وحليته انفقہ رواہ احمد ^۱ وابن ماجة عن امر المؤمنين رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔	اگر حضرت اسامہ لڑکی ہوتے تو میں انھیں زنانہ کپڑے اور زیور پہناتا یہاں تک کہ وہ انھیں استعمال کرتے، چنانچہ مسند احمد اور محدث ابن ماجہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سند حسن کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

بلکہ عورتوں کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے۔ حدیث میں ہے:

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يكره تعطر النساء وتشبههن بالرجال ^۲ ۔	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے تعطر (یعنی بے زیور رہنے) کو اور مردوں سے مشابہت بنانے والی عورتوں کو ناپسند فرماتے۔ (ت)

(حدیث مذکور میں لفظ "تعطر" استعمال ہوا ہے جس کا معنی "خوشبو لگانا ہے، مگر) مجمع البحار میں ہے:

قيل اراد تعطل النساء باللام وهي من لاحل عليها ولا خضاب واللام والراء يتعاقبان ^۳ ۔	کہا گیا ہے کہ لفظ مذکور سے "تعطل النساء" حرج لام کے ساتھ مراد ہے اور اس سے وہ عورتیں مراد ہیں جو نہ تو زیور پہنے ہوں نہ خضاب لگائے ہوں پس یہاں لام اور راء ایک دوسرے کی جگہ آتے ہیں۔ (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا:

يا علي مرنسائك لا يصلين عطلا ^۴ ۔ رواہ ابن اثیر فی النہایة۔	اے علی! اپنے مخدرات کو حکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔ (امام ابن اثیر نے النہایہ میں اس کو روایت فرمایا۔ ت)

^۱ سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب الشفاعة فی التزويع (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۳، مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۳۹)

^۲ نہایة لابن ابی اثیر باب العین مع الطاء تحف لفظ عطر "المکتبة الاسلامیہ ۳/ ۲۵۶"

^۳ مجمع بحار الانوار باب العین مع الطاء تحت لفظ "عطر" مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۳/ ۲۲۱

^۴ نہایة لابن اثیر باب العین مع الطاء تحت لفظ عطل المکتبة الاسلامیہ ریاض ۳/ ۲۵۷

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں "کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے" مجمع بحار میں ہے:

عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرہت ان تصلى المرأة عطلا ولو ان تعلق في عنقها خيطاً ^۱ ۔	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کے بغیر زیور نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتیں (اور فرمایا کرتیں اگر اور کچھ نہ ہو تو ایک ڈورا ہی گلے میں لٹکا لے۔ (ت)

بجئے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ" ^۲ ۔	عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔

اور فرماتا ہے:

"وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَتْرَاجِهِنَّ لِلْيَعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ" ^۳ ۔	عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھے کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔

فائدہ: یہ آیہ کریمہ جس طرح نامحرم کو گھنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یونہی جب آواز نہ پہنچے اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہیں کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو بخلاف جہل وہابیہ کہ بچتا گہنا ہی حرام کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶: از کاٹھیا واڑ مسؤلہ مولوی خلیل الرحمن صاحب ۱۷ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) ایک شخص لوہے اور میتل کا زیور پہنتا ہے اور ہندو مسلمان سب خریدتے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ

^۱ مجمع بحار الانوار باب العین مع الطاء تحت لفظ عطل مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ ۳/ ۲۲۲

^۲ القرآن الکریم ۳۱/ ۲۴

^۳ القرآن الکریم ۳۱/ ۲۴

وہ بیچتا ہے۔ غرضکہ یہ وہ جانتا ہے کہ جب مسلمان خرید کریں گے تو اس کو پہنیں گے۔ تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کانسہ جو بشکل بیتل ہوتا ہے استعمال کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) کانسہ کے برتن میں حرج نہیں اور اس کا زیور پہننا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یکم صفر ۱۳۳۵ھ

از گوئڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار اسماعیل صاحب

مسئلہ ۹۸:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ان مسائل میں:

(۱) سونے یا چاندی کی گھڑی جیب میں رکھنے کی مرد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اس قسم کی گھڑی جیب میں پڑی ہے اور نماز ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) وہ اشیاء جن پر سونے چاندی کا پانی چڑھا ہو جسے گلٹ کہتے ہیں مرد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) سونے کی گھڑی جیب میں ہو تو نماز میں حرج نہیں کہ جیب میں رکھنا پہننا نہیں۔ جیسے جیب میں اشرفیاں پڑی ہوں، ہاں سونے کی گھڑی چاندی کی گھڑی وقت دیکھنا مرد و عورت سب کو حرام ہے کہ عورتوں کو پہننے کی اجازت ہے نہ کہ اور طرق استعمال کی۔

(۲) کر سکتا ہے۔ سونے یا چاندی کا پانی وجہ ممانعت نہیں۔ ہاں اگر وہ شے فی نفسہ ممنوع ہو تو دوسری بات ہے جیسے سونے کا ملمع کی ہوئی تانبے کی انگوٹھی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰ شعبان ۱۳۳۷ھ

مسئلہ ۱۰: از مبارکپور محلہ مرجی محال متصل کچنڑا محال مرسلہ حافظ محمد جعفر صاحب پیش امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تانبے بیتل کے برتن میں طعام تناول پانی نوش فرمایا کرتے یا کسی دوسری چیز کے برتن میں:

الجواب:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تانبے بیتل کے برتنوں میں کھانا پینا ثابت نہیں۔ مٹی یا کاٹھ کے برتن تھے اور پانی کے لئے مشکیزے بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۱۱: سید صفر علی صاحب ڈاکخانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنگی موضع خود منو
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

- (۱) سونے یا چاندی یا بیتل یا جست یا تانبے یا لوہے کی منہنال نیچے میں لگا کر حقہ پینا جائز ہے؟
 - (۲) یشب یا کسی دوسرے پتھر کی منہنال استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- الجواب:

(۱) سونے یا چاندی کی منہنال حرام ہے باقیوں میں حرج نہیں۔

(۲) یشب وغیرہ پتھروں کی منہنال جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

مسئلہ ۱۳۱۳: از گوئڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) لڑکیوں کو زیور کے لئے کان چھدوانے کا کوئی خاص حصہ مقرر ہے یا جس حصہ میں زیور پہننا چاہیں وہ حصہ چھدوا سکتی ہیں؟
 - (۲) عورتیں ناک کا پھول دہنی طرف پہنیں یا بائیں؟ بینواتو جروا
- الجواب:

(۱) کوئی خاص مقرر نہیں۔ ہاں مشابہت کفار سے بچنا ضرور ہے۔ بعض طریقے خاص کفار کے یہاں ہیں جیسے یہاں انوٹ کہتے ہیں ان سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اس میں کوئی تخصیص شرعی نہیں جدھر چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۱۶۱۵: از شہر محلہ سوداگران مسئلہ شمس الدین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام
کیا فرماتے ہیں حضور پر نور علیحضرت مجدداتہ حاضرہ مؤید ملت طاہر قبلہ مدظلہ العالی کہ:

- (۱) چھلہ چاندی یا بیتل کا پہننا کیسا ہے؟ اور اس کے پہنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟
 - (۲) مسجد میں امام کو بدن دبوانا کیسا ہے؟ بینواتو جروا
- الجواب:

(۱) تانبہ، بیتل، کانہ، لوہا تو عورت کو بھی پہننا ممنوع ہے۔ اور اس سے نماز ان کی بھی مکروہ ہے۔ اور چاندی کا چھلا خاص لباس زنانہ ہے مردوں کو مکروہ۔ اور مکروہ چیز پہن کر نماز بھی مکروہ۔ مرد کو چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ

الطیب الوجیز فی امتعة الورق والابریز
(سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے میں مزید مختصر کلام)

۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ

از اکولہ صوبہ برابر مرسلہ حافظ یقین الدین صاحب

مسئلہ ۱۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھنڈی تکمہ یا بند کے عوض انگوٹھے کرتے ہیں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر لگانے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو چاندی سونے کی کیا چیزیں استعمال کرنی مرد کو جائز ہیں؟ اور چاندی کی انگوٹھی میں کیا شریطیں ہیں؟ بینواتوجروا (بیان کرد تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

سونے چاندی کے بوتام بطور مذکور لگانے جائز ہیں جن کا جواز سیر کبیر و ذخیرہ و مستقی و تنار خانہ و در مختار و طحاوی و ہندیہ و غیرہا کتب معتمدہ سے ثابت۔ در مختار میں ہے:

فی التتار خانۃ عن السیر کبیر لابس بازار الدیباج والذهب ^۱	تتار خانہ میں سیر کبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ ریشم اور سونے کی گھنڈیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)

^۱ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۹

عالمگیری میں ہے:

لاباس بلبس الثوب في غير الحرب اذا كان ارراة ديبا اور ذهب كذا في الذخيرة ¹ ۔	جنگ کے بغیر ایسا کپڑا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جس کی گھنڈیاں ریشم یا سونے کی ہوں۔ اسی طرح ذخیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)

اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہو یہ صحیح نہیں۔ شرع مطہر نے جہاں بے شمار صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے وہاں بہت سی صورتوں کی اجازت بھی دی ہے۔ مثلاً:

(۱) سونے کی گھنڈیاں کہا سبعت انفکاً (جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ ت)

(۲) سونے کا تلمہ،

في الدر المختار عن شرح الوهبانية عن المنتقى لاباس بعروة القميص وزره عن الحرير لانه تبع ² الخ وستسمع في اللبس ترخيص الحرير ترخيص النقدين بل سيأتيك نص المسئلة عن رد المختار۔	در مختار میں شرح وہبانیہ نے "المنتقى" سے نقل کیا ہے کہ قمیص کا تلمہ اور اس کی گھنڈیاں ریشمی ہوں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تابع کی حیثیت رکھتی ہیں الخ۔ عنقریب تم سنو گے کہ ریشم کے پہننے میں رخصت دینا سونے چاندی (نقدین) کے استعمال کرنے کی سی رخصت ہے۔ عنقریب فتاویٰ شامی کے حوالے سے تمہارے پاس اس مسئلہ کی تصریح آئے گی۔ (ت)

(۳) انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل۔ فی الدر حل مسبار الذهب فی حجر الفص³ (پتھر کے نگینے میں سونے کی کیل لگانا
جائز ہے۔ ت)

(۴) چاندی کی انگوٹھی کی انگشتی میں سونے کے دندانے۔

في در المختار كالاسنان المتخذة من الذهب على حوالی خاتم الفضة فان الناس يجوزونه من غير نكير	اور المختار میں ہے کہ جیسے سونے کے دندانے چاندی کی انگوٹھی کے آس پاس لگے ہوں تو جائز ہے کیونکہ لوگ بغیر کسی انکار کے اس کو جائز کہتے ہیں،

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع فی اللبس نورانی کتب خانہ کراچی ۵/ ۲۳۲

² در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۹

³ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰

ویلےسون تلک الخواتم ^۱ ۔	اور اس قسم کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں۔ (ت)
(۵) کوڑوں یا صندوچی یا قلمدان وغیرہ میں سونے کی گل میخیں برہنیں اور خود یہ چیزیں سونے چاندی کی ہوں تو عورتوں کو بھی ناجائز یہ یعنی اس صورت کی نظریں ہیں کہ انگر کھا کرتا تاش باد لے کا حرام اور گھنڈی بوتام سونے کے روا کہ یہ قلیل وتابع ہیں۔	
فی الہندیۃ لاباس بسامیر ذہب و فضۃ و یکرہ الباب منہ ^۲ ۔	ہندیہ میں ہے سونے یا چاندی کی کیلیں لگانے میں کوئی حرج نہیں البتہ سونے چاندی کا دروازہ بنانا مکروہ ہے۔ (ت)

(۶) یو ہیں چاندی سونے کے کام کے دو شالے چادر کے آنچلوں۔ عمامے کے پلوؤں، انگر کھے، کرتے، صدری، مزرائی وغیرہ کی آستینوں، دامنوں، چاکوں، پردوں، تولیوں، جیبوں پر ہوں گریبان کا کنٹھا، شانوں پشت کے پان ترنج، ٹوپی کا طرہ، مانگ، گوٹ پر کام، جوتے کا کنٹھا، گچھا۔ کسی چیز میں کہیں کسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چار انگل کے عرض سے زائد نہ ہو اگرچہ متفرق کام ملا کر دیکھے تو چار انگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے۔ اور اگر کوئی بیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسے گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی ناروا اگرچہ خود اس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں۔ جیسے ریشم یا لچکے پٹھے کے تعویذ یا ریشمی کمر بند یا جوتے کی اڈیوں پنوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی، ہاں ایک قول پر آنچل پلو مطلقاً حلال ہیں خواہ کتنے ہی چوڑے ہوں اس میں کار چوبی دو شالے یا بنارسی عمامے والوں کے لئے بہت وسعت ہے مگر یہ زیادہ قوت اسی پہلے قول کو ہے کہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو۔

فی الدر المختار یحرم لبس الحریر علی الرجل الا قدر اربع اصابع کا علام الثوب وظاہر المذہب عدم	در مختار میں ہے کہ مرد کے لئے ریشم پہننا حرام ہے البتہ چار انگل کی مقدار ممنوع نہیں جیسے کپڑے پر نقوش وغیرہ بنالینا۔ اور ظاہر مذہب یہ ہے

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۰

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ کراچی ۵/ ۳۳۵

ومثله لو رقع الثوب بقطعة ديباج وظاهر المذهب عدم جمع المتفرق ومقتضاه حل الثوب المنقوش بالحرير تطريزا ونسجا اذا لم تبلغ كل واحدة من نقشة اربع اصابع وان زادت بالجمع مالم يركله حريرا قال ط وهل حكم المتفرق من الذهب والفضة كذلك يحرر¹۔ قال في القنية وكذا في القلنسوة في ظاهر المذهب يجوز قدر اربع اصابع وفي التبيين عن اسماء رضى الله تعالى عنها انها اخرجت جبة طيالة عليها لبنة شبر من ديباج كسواني وفرجها مكفوفان به فقالت هذه جبة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يلبسها وفي القاموس كف الثوب كفا خاط حاشيته ولبنة القميص نبيقته في الهندية يكره ان يلبس الذكور قلنسوة من الحرير والذهب او الفضة او الكرباس الذي خيط عليه ابريسم كثير اوشق من الذهب والفضة اكثر من قدر اربع اصابع اهو به يعلم حكم العرقية المسماة بالطافية

طول میں زیادہ ہوں اور یہی حکم ہے اس کپڑے کا جس کو ریشمی پیوند لگایا گیا ہو اور ظاہر مذہب میں متفرق کو جمع کرنا نہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ کپڑے پر ریشمی نقوش خواہ بنائے گئے ہوں یا نئے ہوئے ہوں جائز ہیں جبکہ اس کا کوئی نقش بھی چار انگلیوں کی مقدار تک نہ پہنچنے پائے اگرچہ جمع کرنے سے زیادہ ہو جائیں بشرطیکہ سارا ریشمی نہ ہو۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا متفرق سونے چاندی کا جو حکم پہنچا ہے وہ یوں ہی تحریر کیا جاتا ہے۔ قنیه میں ہے اسی طرح ظاہر مذہب کے مطابق ٹوپی میں چار انگشت کے برابر کی مقدار جائز ہے۔ تبیین میں سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ انھوں نے (زیادت کرانے کے لئے ایک طرابلسی جبہ باہر نکالا کہ جس پر ایک بالشت کی مقدار کسروانی ریشم کا گریبان تھا اس کے دونوں اطراف ریشم سے مخطوط تھے پھر مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے جو آپ زینب تن فرمایا کرتے تھے، قاموس اللغات میں ہے (کف الثوب) اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کا کنارہ مخطوط و، فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مردوں کو سونا چاندی ریشمی لباس پہننا یا ایسی سوتی ٹوپی پہننا جس پر بہت سے ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا سونا چاندی چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہو تو یہ عمل مکروہ ہے (عبارت مکمل ہو گئی) اور اس سے عرفیہ جس کو طافیہ کہا جاتا ہے کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے، جب

¹ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

کہ متفرق کو جمع نہ کیا جائے اگرچہ پگڑی میں ہو، اسی طرح سونے کی تاروں سے بنے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز ہے جبکہ بمقدار چار انگشت ہو، ورنہ مرد کے لئے جائز نہیں۔ سراج میں سیر کبیر کے حوالے سے منقول ہے نقوش علی الاطلاق جائز ہیں خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ مصنف نے فرمایا کہ یہ چار انگلیوں کی قید کے مخالف ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس میں بڑی رخصت ہے اس شخص کے لئے جو ہمارے دور میں اس میں مبتلا ہو گیا ہے (مخلص مکمل ہوا) فتاویٰ شامی میں ہمارے نزدیک نقوش میں نقش و نگار پر دے کے بھی داخل ہیں اور وہ جس کی آستینوں پر سلائی کی گئی ہو اور جو کچھ طوق جبہ پر کام کیا گیا جس کو "قبہ" کہا جاتا ہے اور اسی طرح تکمہ اور گھنڈی، اور یہی حکم ظاہر ہوتا ہے ٹوپی کے کناروں پر نقش و نگار کا جبکہ وہ چوڑائی میں چار انگشت کی مقدار سے زیادہ نہ ہوں۔ اور جو کچھ گڈری کے کناروں اور اس کے پشت پر ہو اور جو کچھ سنہری نقش دار لباس کے کناروں پر کام کیا ہوا ہو، خواہ سوئی کے ساتھ بیل بوٹے بنائے گئے ہوں، چاہے بنے ہوئے ہوں یا پگڑی کے کناروں میں جس کو "صجق" کہا جاتا ہے جوڑے گئے ہوں ان سب میں حرج نہیں۔ بشرطیکہ چوڑائی میں بمقدار چار انگلی ہوں اگرچہ

جمع المتفرق للتفرق ولو فی عمامة وكذا المنسوج بذهب يحل اذا كان اربع اصابع والا لايحل للرجل وفي السراج عن السير الكبير العلم حلال مطلقاً صغيرا كان او كبيراً قال المصنف هو مخالف لما مر من التقييد بأربع اصابع وفيه رخصة عظيمة لمن ابتلى به في زماننا^۱ اھ ملخصاً۔ وفي رد المحتار العلم عندنا يدخل فيه السجاف وما يخييط على اطراف الاكمام وما يجعل في طوق الجبة وهو المسى قبة وكذا العروة والزرو مثله فيها يظهر طرة الطربوش ای القلنسوة ما لم تزد على عرض اربع اصابع وما على اكناف العباءة على ظهرها وما في اطراف الشاش سواء كان تطريزا بالابرة ونسجا وما يركب في اطراف العمامة المسى صجقا فجميع ذلك لا باس به اذا كان عرض اربع اصابع وان زاد على طولها و

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۳۹/۲-۳۸

اس پر ریشمی نقوش ہوں اور اس کا کوئی ایک نقش چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہوں تو جائز نہیں اور اگر کم ہو تو جائز ہے اگرچہ اس کے مجموعی نقوش چار انگلیوں کی مقدار سے بڑھ جائیں۔ فتاویٰ ہندیہ یعنی عالمگیری میں ہے پچھنے لگوانے والے کی پٹی اگر چار انگلیوں کی مقدار سے کم ریشمی ہوں تب بھی اس کا استعمال مکروہ ہے (اس لئے کہ وہ تابع نہیں۔ بلکہ خود بذاتہ، اصل ہے یونہی تمر تاشی میں مذکور ہے) طحطاوی کی عبارت پوری ہو گئی۔ میں (مراد صاحب فتاویٰ) کہتا ہوں کہ جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا اور اس کی تحریر کا حکم دیا تھا بحمد اللہ تعالیٰ وہ میرے نزدیک محرر ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ بیشک میں نے ردالمحتار کے اپنے نسخہ کے حاشیہ میں علامہ موصوف کے قول ہل حکم المتفرق الخ جس کی موصوف نے تصریح فرمائی، لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ تو معلوم ہے کہ ریشم سونا اور چاندی پہننے کی حرمت برابر ہے۔ کیونکہ سب کا استعمال کرنا حرام ہے۔ لہذا ریشم کی رخصت ان سب کی رخصت ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے پھر میں نے علامہ شامی کو دیکھا کہ انھوں نے دو اوراق کے بعد بالکل وہی کچھ ذکر کیا جو کچھ میں نے ذکر کیا تھا اللہ تعالیٰ ہی لائق حمد و ثنا ہے۔ چنانچہ انھوں نے

فاذا كانت منقشة بالحرير وكان احد نقوشها اكثر من اربع اصابع لا تحل و ان كان اقل تحل و ان زاد مجموع نقوشها على اربع اصابع. وفي الهندية تكره عصابة المفتصد و ان كانت اقل من اربع اصابع لان اصل بنفسه كذا في التمر تاشي اه ط^۱ اه ملتقطاً. اقول: وما وقف عليه ط و امر بتحريره فهو بحمد الله تعالى محرر عندى لاشبهة فيه و لقد رأيتنى كتبت على هامشى نسختي ردالمحتار عند قوله وهل حكم المتفرق. الخ. مانصه. اقول: معلوم ان الحرير و الذهب والفضة كلها متساوية في حرمة البس حيث حرم فالترخيص في لبس الحرير ترخيص فيهما والله تعالى اعلم^۲ اه ثم رأيت العلامة الشامي ذكر بعد نحو وقتين عين ما ذكرته والله الحمد حيث قال "قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير في حرمة فترخيص

^۱ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶-۲۲۵

^۲ جد الممتار علی ردالمحتار

فرمایا سونا، چاندی اور ریشم یہ سب حرام ہونے میں مساوی اور برابر ہیں۔ لہذا ریشمی نقش و نگار اور کفاف (کناروں کا مخطوط ہونا) کی رخصت دینا بعینہ سونے چاندی کی رخصت دینا ہے۔ کیونکہ دلالت حرمت میں یہ سب برابر ہیں، پس اس بات کی تائید گزشتہ عدم تفریق سے ہوتی ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا بمقدار چار انگشت مباح ہے اور سونے چاندی کی کتابت (تحریر) کا بھی یہی حکم ہے۔ الخ۔ لہذا یہ ان کی تحریر ہے۔ خدا ہی کے لئے حمد و ستائش ہے۔ (ت)	العلم و الکفاف من الحریر ترخیص لهما من غیرہ ایضاً بدلالة المساواة ویؤید عدم الفرق مآمر من اباحة الثوب المنسوج من ذهب اربعة اصابع وكذا كتابة الثوب بذهب او فضة^۱ الخ۔ فهذا تحریرہ ولله الحمد۔

ان عبارات سے بھی یہ واضح ہوا کہ چاندی سونے کے کام بشرائط مذکورہ ہر طرح جائز ہیں خواہ اصل کپڑے کی بناوٹ میں ہوں یا بعد کی کلاہتوں کا مدانی وغیرہ سے بنائے جائیں خواہ کوئی جدا چیز۔ جیسے فیتوں۔ لیس، پیچک، بانکڑی وغیرہ ٹانگی جائے، ہاں یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بد وضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن میں گونا گونا گونا گونا مکروہ ہوگا اگرچہ چار انگلی سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق بلکہ زنانوں کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔

امام قاضی خاں کے فتاویٰ میں ہے کہ موچی اور درزی اگر بدکار لوگوں کی وضع کے مطابق جوتے اور کپڑے تیار کرنے کی اجرت مانگے اور اسے اس کام پر بہت زیادہ اجرت دی جائے تو اس کے لئے یہ کام کرنا مستحب نہیں رہتا کیونکہ اس میں گناہ پر مدد کرنا پایا جاتا ہے۔ (ت)	فی فتاویٰ الامام قاضی خاں ان الاسکاف والخیاط اذا استوجرو علی خیاطۃ شبی من ذی الفساق ویطعی له فی ذلک کثیرا جراً لا یتحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیۃ^۲۔

(۷) وہ کپڑے پہننے جن پر سونے چاندی کے پانی سے لکھا ہو جائز ہے۔

(۸) یوہی جائز الاستعمال برتنوں وغیرہ پر ان کا ملع،

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۶

^۲ فتاویٰ قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع نوکشتور لکھنؤ ۴/ ۸۰

فی الهندیۃ لایکړہ لبس ثیاب کتب علیہا بالفضۃ والذهب وکذلک استعمال کل مہوہ لانہ اذا زوب لم یخلص منہ شیعی کذا فی الینا بیع^۱ ۱۷۰ فی الدر حل کتابۃ الثوب بذهب اوفضۃ والمطلی لابس بہ بالاجماع^۲ ۱۷۱ مملخصاً۔	فتاویٰ ہندیہ میں ہے ایسے کپڑے پہننے مکروہ نہیں کہ جن پر سونے یا چاندی سے کتابت کی گئی ہو اور اسی طرح تمام ملمع کاری والے کپڑوں کے استعمال کا یہی حکم ہے کیونکہ جب اسے ڈھالا جائے تو اس سے کچھ برآمد نہیں ہوتا ینایع میں یہی مذکور ہے۔ در مختار میں ہے کہ کپڑے پر سونے چاندی کی کتابت جائز ہے اور ملمع کاری میں بالاجماع کوئی مضائقہ نہیں اہ ملقط (ت)

(۹) اسی طرح کسی چیز میں چاندی سونے کے تار پتر جوئے ہونا بشرطیکہ وہ شیئی جس عضو سے استعمال میں آتی ہے اس عضو کی جگہ سے جدا ہوں مثلاً گلاس یا کٹورے میں وہاں منہ لگا کر پانی نہ پیئیں۔ تخت، پلنگ، کرسی، کاٹھی میں موضع نشست پر نہ ہوں، رکاب میں پاؤں ان پر نہ رہے لگام، تلوار، نیزہ، تیر کمان، بندوق قلم، آئینہ کے گھر میں ہاتھ کی گرفت سے الگ ہوں، دھچی پوزی میں چاندی سونے کے پھول جائز کہ وہ جسم لگنے کی جگہ نہیں۔ چھڑی میں نیچے کی شام روا اوپر کی ناجائز کہ وہ ہاتھ رکھنے کی جگہ ہے، حقہ میں چاندی سونے کی مُننال حرام کہ پینے میں اس سے منہ لگتا ہے مگر دہن نے سے نیچے سر کی ہو کہ اسے منہ ہاتھ نہ لگایا جائے تو رواہ و علیٰ ہذا القیاس اشیائے کثیرہ جنہیں بعد علم قاعدہ فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے اسی قلیل سے تھیں کواڑوں، صندوق، قلدان، انگوٹھی کے رنگ میں سونے کی کیلیں جن کا ذکر اوپر گزرا۔

فی الدر المختار حل الشرب من اناء مفضض امی مزوق بالفضۃ والروکوب علی سرج مفضض والجلوس علی کرسی مفضض لکن یشترط ان یتقی موضع الفضۃ بغمر وجلوس ونحوہ وکذا الاناء المضطرب بذهب او	در مختار میں ہے جس برتن پر چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو اس سے پانی پینا جائز ہے اور چاندی کی ملمع کاری والی زین پر سوار ہونا اور اسی نوع کی کرسی پر بیٹھنا بھی جائز ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جہاں چاندی پیوستہ ہو وہاں منہ نہ لگایا جائے اور نہ اس جگہ بیٹھے اور نہ سوار ہو، اسی طرح سے

^۱ فتاویٰ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

^۲ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۷

فضة والكرسى المضرب بهما وحلية مرأة و مصحف
بهما كما لو جعله في نصل سيف اوسكين اوقبضتها او
لجام اوركاب ولم يضع يده موضع الذهب والفضة¹
اه ملخصا، وفي ردالمحتار قوله مفضل وفي حكمه
المذهب قهستانی قوله ای مزوق وفسره الشیخی
بالمرصع بها قال فی غرر الافکار یجتنب فی المصحف
ونحوه موضع الاخذ وفي السرج ونحوه موضع
الجلوس وفي الركاب موضع الرجل وفي الاناء موضع
الفم ونحوه فی ایضاح الاصلاح ویجتنب فی النصل
والقبضة والجام موضع اليد فالحاصل ان المراد
الاتقاء بالعضو الذی یقصد الاستعمال به ففی الشرب
لما كان المقصود الاستعمال بالفم اعتبر الاتقاء به
دون اليد، ولا یخفی ان الکلام فی المفضل والا فالذی
کله فضة یحرم استعماله بأی وجه کان ولو بلا مس

جس برتن سے سونا چاندی پیوستہ ہوں اور وہ کرسی جس پر یہ
دونوں لگے ہوئے ہوں شیشہ اور مصحف جن پر سونے چاندی
کا زیور لپٹا ہو، تلوار یا چھری کی دھار یا ان دونوں کے دستے،
لگان یا رکاب پر سونا چاندی لگے ہوں لیکن بوقت استعمال ان
سے ہاتھ مس نہ ہوں تو یہ سب جائز ہیں۔ ردالمحتار میں ہے
مصنف کا قول ای مزوق، علامہ ششی نے اس کی تشریح
"المرصع" (یعنی اس پر چاندی کا جڑاؤ ہو) سے فرمائی یعنی وہ
جس پر چاندی جڑی ہوئی ہو، غرر الافکار میں فرمایا مصحف اور
اس جیسی کسی چیز (جس پر ہاتھ رکھنے والی جگہ پر سونا چاندی
پیوستہ ہو) تو اس کے پکڑنے میں پرہیز کرے اور سونے چاندی
کو مس نہ کرے۔ اسی طرح زین یا کرسی جس کے بیٹھنے کی جگہ
پر سونا چاندی لگا ہو تو اس سے پرہیز کرے یعنی اس پر نہ بیٹھنے
اور رکاب میں پاؤں والی جگہ سونا چاندی ہو تو پاؤں نہ رکھے۔
اور برتن میں منہ لگانے کی جگہ سونا چاندی ہو تو منہ نہ لگائے
یعنی استعمال نہ کرے۔ اور اسی طرح ایضاح الاصلاح میں ہے
تیر کے پھل۔ تلوار کے دستے اور گام کو بھی بایں وجہ ہاتھ نہ
لگائے اور اس سے بچے۔ حاصل کلام، یہ ہوا کہ اس حصہ جسم
اور عضو کو بچایا جائے جو کسی شے کے استعمال کرنے میں
مقصود ہوتا ہے۔ چونکہ

¹ درمختار کتاب الحظر ولا باحة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶ و ۲۳۷

بالجسد بخلاف القصب الذی یلف علی طرف قبضة النتن فإنه تزویق فهو من المفضض فیعتبر اتقاءه بالید والغم ولا یشبه ذلك ما یکون کله فضة کما هو صریح کلامهم وهو ظاهر قوله المضرب ای مشدد بالضباب وهی الحديدة العریضة التی یضرب بها وضرب بالفضة شد بها مغرب. قوله وحلیة مرأة الذی فی المنح والهدایة وغیرهما حلقة باللقاف قال فی الکفایة والمراد بها التی تكون حوالی المرأة لا ماتأخذ المرأة بیدها فإنه مکروه اتفاقاً^۱ اھملتقطاً وفي الهندیة لا یأس بالمضرب من السریر اذ الم یقع علی الذھب والفضة وكذا الثغر^۲ اھملخصاً۔

پینے کے لئے منہ کا استعمال مقصود ہوتا ہے لہذا اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا نہ کہ ہاتھ کا، اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کلام سونے اور چاندی کی ملمع کاری میں ہے ورنہ جو چیز تمام کی تمام چاندی کی ہو اس کا استعمال تو سرے سے حرام ہے خواہ استعمال ہاتھ سے ہو یا بغیر ہاتھ لگائے ہو بخلاف اس کانے کے جو تمباکو کے کانے کے کنارے پر پلیٹ دیا جاتا ہے کیونکہ وہ "تزویق" ہے جو مفضض میں شامل ہے لہذا ہاتھ اور منہ سے اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا اور یہ اس کے مشابہ نہیں جو تمام چاندی ہو جیسا کہ فقہائے کرام کا صریح کلام ہے اور یہی ظاہر ہے مصنف کارشاد المضرب یعنی ضباب کے ساتھ باندھا ہوا۔ اور ضباب وہ چوڑا لوہا ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو باندھا جاتا ہے "ضرب بالفضة" کے معنی ہیں چاندی کے ساتھ باندھا گیا (مغرب) قولہ حلیة المرأة منخ الغفار اور ہدایہ وغیرہ میں یہ لفظ حلقة صرف قاف کے ساتھ ہے۔ الکفایہ میں فرمایا کہ اس سے شیشے کا آس پاس (یعنی چاروں اطراف) مراد ہیں نہ کہ وہ جگہ جس کو عورت اپنے ہاتھ سے پکڑتی ہے کیونکہ وہ تو بالاتفاق مکروہ ہے (لمحض مکمل ہوا) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے جڑا اور کسا ہوا تحت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ سونے چاندی والی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرے۔ (ت)

یہاں تک جن چیزوں کا جواز بیان ہوا یہ سب اور ان کے سوا بعض اور بھی چاندی سونے دونوں کی جائز ہیں۔ اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز انھیں

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۱۸ و ۲۱۸

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

میں انگٹری ہے جس سے سائل نے سوال کیا۔ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل ہے۔ اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنا نہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے۔ یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ سارا دار و مدار نیت پر ہے۔

در مختار میں ہے کہ آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب و زینت کی نہ ہو، اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیاں پہننا حرام ہے۔ جس کو پہنے کی ضرورت نہ ہو اس کے لئے انگوٹھی نہ پہننا زیادہ بہتر ہے اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے مکروہ ہے اور جو کام کسی ضرورت کے تحت کیا جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اچھا لباس پہننا مباح ہے جبکہ تکبر نہ کیا جائے اور تکبر نہ ہونے کی تشریح یا علامت یہ ہے کہ عمدہ لباس پہننے کے بعد بھی وہی حالت و کیفیت ہو جو پہلے تھی۔ یونہی سراجیہ میں بھی مذکور ہے، میں کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے "تزوئین" کی تشریح کی ہے اس کے استثناء ترمین پر علامہ شامی کے اشکال کا جواب واضح ہو گیا کہ عنقریب آئیگا کہ بغیر حاجت انگوٹھی نہ پہننا (ترک نختم) انگوٹھی پہننے سے بہتر ہے اس سے ظاہر ہے کہ زینت کے لئے پہننا مکروہ نہیں اھ یعنی اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر حاجت انگوٹھی پہننے سے زیب و زینت کے علاوہ کوئی غرض نہیں ہوتی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے

فی الدر المختار یتحلی الرجل بخاتم فضة اذالم یرد به التزین ویحرم بغیرھا وترك التختم لغیر ذی حاجة افضل وکل ما فعل تجبرا کره وما فعل لحاجة لا^۱ اھ. ملتقطاً. وفي الهندية لبس الثیاب الجميلة مباح اذالم یتکبر وتفسیره ان یکون معها کما کان قبلھا کذا فی السراجیہ^۲ اھ. اقول: وبما فسر التزین ظهر الجواب عما اورد العلامة الشامی علی استثنائه انه سیاتی ان ترک التختم لمن لایحتاج الی الختم افضل وظاهره انه لایکره للزینة بلا تجبر^۳ اھ یعنی ان

^۱ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی، دہلی ۲/ ۲۴۰

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۲

^۳ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس در احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۹

اس کے حاشیہ پر لکھا جس کی عبارت یہ ہے اقول: میں کہتا ہوں اہل علم نے سرمہ کے مسئلے میں زینت اور جمال کے درمیان فرق کیا ہے پس یہی معنی مماثل یہاں کیوں نہیں مراد لیا جاتا۔ لہذا تجمل کے لئے یہ کام مباح ہو نہ کہ زیب و زینت کے لئے اھ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی لفظ زینت بول کر اس سے وہ معنی مراد لیا جاتا ہے جو لفظ جمال سے لیا جاتا ہے اور وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بشرطیکہ نیت اچھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے یہ ادب نفس اور اس کے حصہ کا اثر ہے کبھی لفظ زینت کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس سے تختنٹ (ہیچراپن) اور تصنع (بناوٹ و نمائش) کا مفہوم مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ یہ جذبہ عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور یہ مذموم ہے اور نفس کی کمزوری، کمینگی اور گھٹیا پن کی علامت ہے۔ پس علمائے کرام کی طرف سے ان الفاظ کے دونوں اطلاق کی وضاحت تمھاری راہنمائی کرے گی۔ مونچھوں کو تیل لگانا اور سرمہ آنکھوں میں لگانا مکروہ نہیں جبکہ زینب وزینت

المسئلة تفيد الجواز من دون حاجة الختم وح لم يبيح غرض الا التزين ورأيتني كتبت على هامشه ما نصه اقول: قد فرق وان مسألة الاكتحال بين الزينة والجمال فهلا يراد به مثله بها فيباح التجميل دون التزين¹ اه وحاصل ماشرت اليه ان الزينة تطلق ويراد بها ما يعم الجمال وهو جائز بل مندوب اليه بنية حسنة فان الله جميل يحب الجمال وهو اثار ادب النفس وسها متها وتطلق ويراد بها ما ينحو التخنت والتصنع مثل المرأة وهو مذموم ودليل على ضعف النفس ودناءتها ويرشدك الى الاطلاقين قول علمائنا لا يكره دهن شارب ولا كحل اذا لم يقصد الزينة² وقولهم كما في الفتح بالخضاب وردت السنة ولم يكن لقصد الزينة³ مع قوله تعالى قل من حرم زينة الله⁴ فليكن

¹ جد المبتار على رد المحتار

² الد المختار كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد الصوم مطبع مجتبائي دہلی ۱۵۲/۱

³ فتح القدير كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة مكتبة نوريه رضويه سكر ۲۷۰/۲

⁴ القرآن الكريم ۳۲/۷

مقصود نہ ہو، فتح القدر میں ہے کہ خضاب لگانے کا ذکر حدیث میں وارد ہوا ہے جبکہ زینت کے ارادہ سے نہ ہو باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کس نے اللہ تعالیٰ کی زینت کو حرام ٹھہرایا ہے" اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ عورتوں کے لئے انگوٹھی پہننا سنت ہے انھیں اس کی ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے جیسا کہ الاختیار میں ہے چاندی کی انگوٹھی مردوں کے لئے جائز ہے بشرطیکہ انگوٹھی مردانہ وضع کی ہو اور اس کے نگینے دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اس کا استعمال ممنوع اور حرام ہے اھ ملخصاً (ت)	المراد هنا هو المعنى الثانى فلا ايراد ولا تخالف والله تعالى الموفق هذا فى ردالمحتار التختم سنة لمن يحتاج اليه كما فى الاختيار وانما يجوز التختم بالفضة لو على هيئة خاتم الرجال املو له فصان او اكثر حرم¹ اھ ملخصاً۔

(۱۰) یوہیں چاندی کی پیٹی (۱۱) کمر بند (۱۲) تلوار کا پرتلا جائز

در مختار میں ہے کوئی آدمی مطلقاً سونے اور چاندی کا زیور نہ پہنے بجز چاندی کی انگوٹھی کے یا کمر بند (پیٹی یا بیلٹ) اور تلوار کو دستہ بھی استعمال کرنا مذکورہ دھاتوں کے سے جائز ہے اھ۔ ردالمحتار (فتاویٰ ثانی) میں ہے کہ تلوار کا پرتلا از قسم زیور ہے۔ شرنبلالیہ۔ قلت (میں کہتا ہوں) یوں ہی طحطاوی میں مذکور ہے ابو السعود بحوالہ شرنبلالی اس نے فتاویٰ بزازیہ سے اس سے فتاویٰ ہندیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ الغرائب میں فرمایا ایسے کمر بند (پیٹی یا بیلٹ) کے استعمال کرنے کوئی حرج نہیں ہے،	فى الدر المختار ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقاً الا بخاتم ومنطقة وحلية سيف منها اى الفضة² اھ۔ وفى ردالمحتار وحائله من جملة حليته شرنبلالية اھ قلت ومثله للطحطاوى عن ابن السعود عن الشرنبلالى عن البزازية وعنهما نقل فى الهندية وقال فى الغرائب لا باس باستعمال منطقة حلقناها فضة³۔

¹ ردالمختار كتاب الحظر والاباحة فصل فى اللبس در احياء التراث لعربي بيروت ۳۳۱/ ۵

² در مختار كتاب الحظر والاباحة فصل فى اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۰/ ۲

³ فتاویٰ ہندیہ كتاب الكراهية الباب التاسع نورانى كتب خانہ پشاور ۳۳۲/ ۵، حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل

فى اللبس در المعرفة بيروت ۱۸۰/ ۴

(۱۳) ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا۔

(۱۴) افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔

در مختار میں ہے کہ ہلتے ہوئے دانت چاندی سے نہ کہ سونے کی تاروں سے مضبوط نہ کئے جائیں لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دونوں سے جائز قرار دیا ہے فتاویٰ شامی میں تار خانیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کان کٹ جائے یا دانت گر جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف چاندی کے بنا کر لگائے جائیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سونے کے لگانے بھی جائز ہیں اھ ملخصاً۔ (ت)	فی الدر المختار لا یشد سنہ المتحرک بذهب بل بفضة وجوزها محمد^۱ اھو فی رد المحتار عن التاتار خانیة جرد اذ نہ او سقط سنہ فعند الامام یتخذ ذلك من الفضة فقط وعند محمد من الذهب ایضاً^۲ اھ ملخصاً۔

(۱۵) صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حالت جہاد میں سونے چاندی کے خود، زرہ، دستانے بھی جائز رکھتے ہیں مگر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ناجائز۔

در مختار میں ہے قسمستانی وغیرہ نے جنگی ضرورت کے پیش نظر سونے چاندی کا خود، زرہ، اور دستانوں کا استعمال جائز قرار دیا ہے خزائنہ المفتین میں ہے جنگ میں سونے چاندی کی زرہ اور خود کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور رد المحتار میں ہے کہ ذخیرہ میں فرمایا گیا کہ لوگوں نے کہاں ہے کہ یہ قول امام صاحب کے دو^۲ (مایہ ناز) شاگردوں قاضی امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے الخ (ت)	فی الدر المختار استثنی القہستانی وغیرہ استعمال البیضة والجوشن والساعدان منہما فی الحرب للضرورة^۳ اھو فی خزائنہ المفتین لا بأس بالجوشن و البیضة من الذهب والفضة فی الحرب^۴ اھو فی رد المحتار قال فی الذخیرة قالوا هذا قولہما^۵ الخ۔

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی، دہلی ۲/ ۳۴۰

^۲ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار حیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۱

^۳ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی، دہلی ۲/ ۲۳۶

^۴ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ خزائنہ المفتین کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۵

^۵ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار حیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۸

اس تفصیل سے بحمدہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریم مطلق کا بطلان بھی واضح ہوا اور تمام اور مسئلہ کا جواب بھی لائحہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۸: ازما رہہ مطہرہ مسئلہ ابو القاسم حضرت سید اسماعیل صاحب دامت برکاتہم ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض بعض اعمال کے فتنہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہے مردانہ نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سرعت اثر و تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ)

الجواب:

دونوں ممنوع ہیں، علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

علامہ وافی نے فرمایا کہ سونے چاندی کا استعمال ممنوع ہے اس لئے کہ اصل اس باب میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے: یعنی سونا، چاندی دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں البتہ ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں اور جب یہ بیان کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد "حل لاناٹھم" (ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ ت) سے مراد وہ سونا، چاندی ہے جو عورتوں کے لئے بطور زیور ہو، تو پھر اس کے علاوہ باقی سونا چاندی خواہ بالذات استعمال کیا جائے یا بالواسطہ، اپنی حرمت پر رہے گا کہ علامہ نوح نے اسی کو برقرار رکھا اور مطلق حدیثوں سے اس کی تائید کی جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔ ابو سعود کی عبارت پوری ہوئی۔ لہذا اس سے قہوہ کی پیالیوں اور سونے چاندی کی گھڑیوں کی حرمت معلوم ہوئی۔ تلخیص پوری ہو گئی۔ (ت)	قال العلامة الوافی السنہی عنہ استعمال الذہب و الفضة اذا لاصل فی هذا الباب قوله علیہ الصلوٰۃ و السلام هذا حرامان علی ذکور امتی حل لاناٹھم و لمابین ان المراد من قوله حل لاناٹھم ما یکون حلیاً لهن بقى ماعداہ علی حرمتہ سواء استعمل بالذات او بالواسطۃ اھ واقره العلامة نوح و ایده باطلاق الاحادیث الواردة فی هذا الباب اھ ابو السعود ومنہ تعلم حرمة استعمال ظروف فناجین القهوة و الساعات من الذہب و الفضة^۱ اھ ملخصاً۔

^۱ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظروالاباحۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲/۴

علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحاوی کو ذکر کر کے فرماتے ہیں: وهو ظاهر^۱ (اور یہ ظاہر ہے۔ ت) اسی میں ہے:

جو چیز مکمل چاندی ہے جس طریقے سے بھی اس کا استعمال کیا جائے حرام ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا اگرچہ جس سے مس نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ چاندی کی انگیٹھی میں "عود" جلانا حرام ہے جیسا کہ خلاصہ میں اس کی تصریح کی گئی اور یہ بطریق اولیٰ اس کی طرح ہے کہ قہوے کی پیالیاں گھڑی اور حقہ کے زیریں حصہ کا استعمال جس میں پانی ڈالا جاتا ہے اگرچہ اسے ہاتھ یا منہ سے مس نہ کرے اس لئے کہ جس مقصد کے لئے یہ چیزیں بنائی گئیں ان میں ان کا استعمال ہو رہا ہے۔ الخ (ت)	الذی کلة فضة یحرم استعمال باى وجه کان کما قد مناکہ ولو بلا مس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجبرة الفضة کما صرح به فی الخلاصة ومثله بالاولی ظروف فنجان القهوة والساعة وقدرة التنباک التی یوضع فیها الماء وان کان لا ییسسها بیدہ ولا بغمہ لان استعمال فیها صنعت له^۲ الخ۔

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لئے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیے۔

اس دلیل سے کہ درمختار میں ہے کہ یہ حکم رتبہ ہے جب ابتداء جس مقصد کے لئے چیز بنائی گئی لوگوں کے تعارف کے مطابق اس میں استعمال کی جائے ورنہ کراہت نہ ہوگی۔ (ت)	لما فی الدرالمختار ان هذا استعملت ابتداء فیما صنعت له بحسب متعارف الناس والا فلا کراہة^۳۔

نامقبول ہے کہ اولاً: عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہے لا طلاق الا حادیث والادلة کما مر (اس لئے کہ اس باب میں احادیث اور دلائل بغیر کسی قید کے مطلق ہیں۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ ت) کسٹور پانی پینے کے لئے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو، پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کسٹورے میں کھانا کھانا یا اس کی رکابی میں پانی پینا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

^۱ ردالمحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۹

^۲ ردالمحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۹-۲۱۸

^۳ درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

مأذكرة في الدرر من انطاة الحرمة بالاستعمال فيما صنعت له عرفاً فيه نظر فإنه يقتضي أنه لو شرب أو اغتسل بأنية الدهن أو الطعام أنه لا يحرم مع أن ذلك استعمال بلا شبهة داخل تحت اطلاق المتون و الأدلة الواردة في ذلك^۱ الخ۔	جو کچھ درر میں بیان فرمایا کہ حرمت کا مدار عرفا اس کی بناوٹ کے مطابق استعمال کرنے پر ہے۔ اس پر ایک اشکال ہے اس لئے کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی پانی پئے، یا غسل کرے تیل اور کھانے کے برتن میں تو حرمت نہ ہوں حالانکہ یہ بلاشبہ استعمال ان متون اور دلائل کے اطلاق کے نیچے داخل ہے جو اس سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں الخ (ت)

حاجی: استسباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے یہ چراغ اس غرض کے لئے بنتا ہی نہیں، اور جس غرض کے لئے بنتا ہے اس میں استعمال قطعاً تحقق تو استعمال فیما صرح لہ موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مفقود ہاں اگر سونے یا چاندی کی قلعی کر لیں تو کچھ حرج نہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں:

أما التيمم الذي لا يخلص فلا بأس به بالاجماع لانه مستهلك فلا عبرة ببقائه لو نأ^۲ انتهي والله تعالى اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب۔	رہی وہ ملمع سازی کہ جس کا چھٹکارا نہ ہو تو بالاجماع اس کے ہونے میں کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اصالتاً ہلاک شدہ ہے لہذا اس کی رنگت کا باقی رہنا معتبر نہیں۔ عبارت پوری ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ ٹھیک بات کو خوب جانتا ہے اور اسی کی طرف جائے رجوع اور ٹھکانہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مردوں کو چاندی کا چھلا ہاتھ یا پاؤں میں پہننا کیسا ہے؟ بینوا ترو جروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

حرام ہے،

فقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم في الذهب والنضة انهما محرمان على	سونے چاندی کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۷

^۲ البنایۃ فی شرح الهدایۃ کتاب الکراہیۃ المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمہ ۴/ ۱۹۸

پر حرام ہیں میں کہتا ہوں اس کو چاندی کی انگوٹھی پر قیاس کرنا جائز نہیں (کہ یہ جائز ہے تو وہ بھی جائز ہونا چاہئے) کیونکہ چاندی کی انگوٹھی عورتوں کے ساتھ مختص نہیں بخلاف اس کے جس کی ہم بحث کر رہے ہیں (یعنی چاندی کا چھلا) کہ اس سے مردوں کو منع کیا جائے گا کیا تم اس کی طرف نہیں دیکھتے جو فتاویٰ شامی میں شرح نقایہ کے حوالے سے آیا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی پہننا اگر مردانہ ہیئت کے مطابق ہو تو جائز ہے لیکن اگر اس کے دو یا تین ہو تو حرام ہے اور اس لئے کہ انگوٹھی زیب و زینت اور مہر کے لئے ہوا کرتی ہے لیکن چھلے میں زیب و زینت کے علاوہ کوئی مقصد باقی نہیں رہتا حالانکہ در مختار میں فرمایا کہ مرد سرائے انگوٹھی کے چاندی کا کوئی زیور نہ پہنے اور اس سے بھی زیب و زینت مراد نہ ہو، تلخیص پوری ہو گئی، کفایہ میں ہے کہ مصنف کا یہ کہنا "الا بالخاتم" اس استشاد کا جواز اس وقت ہے جبکہ انگوٹھی پہننے سے زیب و زینت کا ارادہ نہ ہو، عبارت پوری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

ذکور امتہ^۱ قلت ولا يجوز القياس على خاتم الفضة لانه لا يختص بالنساء بخلاف مانح فيه فينهي عنه الاتري الى ما في رد المختار عن شرح النقاية انما يجوز التختيم بالفضة لو على هيئة خاتم الرجال امالو له فصان اواكثر حرم^۲ انتهي ولان الخاتم يكون للزينة وللمختم اما هذا فلا شيع فيه الا للزينة وقد قال في الدر المختار لا يتحل الرجل بفضة الا بخاتم اذا لم يرد به الزينة^۳ وفي الكفاية قوله الا بالخاتم هذا اذا لم يرد به الزينة^۴ اهانتهي، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے، اور بے ضرورت مہر اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا (بیان فرمادنا کہ اجر پائے ت)

الجواب:

مہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت

^۱ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲/۴

^۲ رد المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۳۱

^۳ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۰

^۴ الکفاۃ مع فتح القدیر کتاب الکراہیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۸/۳۵۷

ہوتی ہو بے شبہ مسنون اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام، اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف۔ اور حدیث سے صریح ممانعت ثابت تو اسی پر عمل چاہئے۔ اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتی پہننا مکروہ تنزیہی بہتر یہ کہ بچے، اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی بیعت انگشتی زنانہ سے جدا ہو ورنہ محض ناجائز، جیسے ایک سے زیادہ نگ ہوتا ہے کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے جس شخص کو مہر لگانے کی ضرورت ہو اسے انگوٹھی پہننا سنت ہے جیسا کہ "الاختیار" میں ہے قسستانی نے فرمایا کہ کرمانی میں ہے نمس الائمہ حلوانی نے اپنے بعض شاگردوں کو انگوٹھی پہننے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جب تو قاضی بن جائے گا تو پھر مہر کی ضرورت کی وجہ سے انگوٹھی پہن لینا، بستان میں بعض تابعین سے مروی ہے کہ صرف تین آدمی انگوٹھی پہنتے ہیں: ایک امیر، دوسرا کاتب اور تیسرا بے وقوف، اس کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ جو صاحب ضرورت نہ ہو اس کے لئے انگوٹھی پہننا مکروہ ہے لیکن مصنف کا قول ہدایہ وغیرہ کی طرح زیادہ عمدہ ہے۔ جو جواز کا فائدہ دیتا ہے چنانچہ درر میں لفظ "اولیٰ" اور اصلاح میں لفظ "احب" سے تعبیر کی گئی یعنی نہ پہننا زیادہ پسندیدہ ہے۔ لہذا نہی تنزیہ کے لیے ہے الخ اور اسی میں ہے کہ مصنف کا قول "ولایزیدہ علی مثقال" یعنی مثقال سے زیادہ نہ ہو، اور یہ بھی کہا گیا کہ مثقال تک نہ پہنچے ذخیرہ، میں کہتا ہوں

فی درالمختار التختم سنة لمن يحتاج اليه كما في الاختيار قال القهستاني وفي الكرمانی نهی الحلوانی بعض تلامذته عنه وقال اذا صرت قاضياً فتختم وفي البستان عن بعض التابعين لا يختم. الاثثة امير او كاتب او احمق وظاهره انه يكره لغير ذي الحاجة لكن قول المصنف افضل كالهداية وغيرها بغير الجواز وعبر في الدرر باولى وفي الاصلاح باحب فالنهي للتنزيه¹ الخ وفيه قوله ولايزيدہ علی مثقال قيل ولا يبلغ به المثقال ذخيرة. اقول: ويؤيده نص الحديث السابق من قوله عليه الصلوة والسلام ولا تتمه

¹ الدرالمختار كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس دار احياء التراث العربي بيروت ۵/ ۳۳۱

حدیث سابق کی تصریح اس کی تائید کرتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی پوری مثقال نہ ہو، عبارت پوری ہوئی۔ فتاویٰ ہندیہ محیط کے حوالے سے مذکور ہے مناسب یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی صرف ایک مثقال ہو اس سے زیادہ نہ ہو اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ مثقال تک بھی نہ پہنچے چنانچہ اثر میں یہی وار دہوا ہے۔ عبارت پوری ہوئی، خلاصہ میں ہے چاندی کی انگوٹھی پہننا اس وقت جائز ہے جبکہ مردانہ انگوٹھیوں جیسی ہو لیکن اگر عورتوں کی انگوٹھیوں جیسی بنی ہو کہ اس میں دو یا تین نگینے ہوں تو ایسی انگوٹھی کا مردوں کو استعمال کرنا مکروہ ہے عبارت پوری ہوئی، اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے (ت)	مثقالاً^۱ انتھی، وفي الهندية عن المحيط ينبغي ان تكون فضة الخاتم المثقال ولايزاد عليه وقيل لا يبلغ به المثقال وبه ورود الاثر انتھی^۲۔ وفي الخلاصه انما يجوز التختم بالفضة اذا كان على هيئة ختم النساء بان كان له فصان او ثلاثة يكره استعماله للرجال^۳ انتھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جو تاجر مردوزن کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ تا کہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

یہ جزئیہ کتب متداولہ میں فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے نہ گزرا مگر بظاہر یہ ہے والعلم عند اللہ (پورا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ت) کہ جھوٹے کام کا جو تاجر مردوزن سب کے لئے مکروہ ہونا چاہئے۔

اس لئے کہ بُنی ہوئی چیز غیر بُنی ہوئی کی طرح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو تاجر پہنی ہوئی چیزوں کی اقسام میں داخل ہے۔ اور مرد عورتیں تاجرنے کے استعمال کے مکروہ ہونے میں برابر ہیں یعنی دونوں کے لئے مکروہ ہے۔ (ت)	فن المنسوج كغیره ولا شك ان النعال عن انواع الملبوسات والنساء والرجل سواء في كراهة لبس النحاس۔

ہاتھ کام کا جو تاجر عورتوں کے لئے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۰

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۳۵

^۳ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الکراہیۃ الفصل الرابع مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۷۰/۴

نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے، خلاصہ یہ ہے کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے مردوں کے لئے ریشم یا سونے یا چاندی کی ٹوپی پہننا مکروہ ہے اور اسی طرح وہ سوتی کہ جس پر زیادہ تر ریشم کی سلائی کی گئی ہو _____ یا چار انگلیوں سے زیادہ سونا چاندی لگا ہوا انتہی۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ اسے پگڑی اور توپی کے نچلے کپڑے کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے کہ جس کو "طافیہ" کہتے ہیں۔ جب اس میں ریشمی نقوش ہوں اور اس کا کوئی ایک نقش چار انگشت سے زیادہ ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں لیکن اگر اس سے کم ہو تو جائز ہے اگرچہ اس کے مجموعی نقوش چار انگلیوں سے زیادہ ہو جائیں۔ یہ اس بناء پر ہے جیسا کہ گزر چکا کہ ظاہر مذہب میں متفرق کو جمع کرنا نہیں انتہی حالانکہ علامہ شامی نے یہ بھی فرمایا کہ سونا چاندی اور ریشم یہ سب حرمت میں برابر ہیں۔ لہذا ریشم میں رخصت دوسری چیزوں کی رخصت کی طرح ہے دلالت مساوی ہونے کی وجہ سے، اور گزشتہ کلام سے عدم فرق کی تائید ہوتی ہے کہ سونے کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا چار انگلی تک مباح ہے اھ لمخصاً۔

وفي الفتاوى الهندية يكره ان يلبس الذكور قلنسوة من الحرير والذهب والفضة والكرباس الذي خيط عليه ابريسم كثير او شيىء من الذهب والفضة اكثر من قدر اربع اصابع¹ انتهى. قال العلامة الشامى وبه يعلم حكم العرقية المسماة بالطافية فاذا كانت منقشة بالحرير وكان احد نقوشها اكثر من اربع اصابع لاتحل وان كان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشها على اربع اصابع بناء على ما مر من ان ظاهر المذهب عدم جمع المتفرق² انتهى، وقد قال العلامة الشامى ايضاً ان قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير في الحرمة فترخيص الحرير ترخيص غيره ايضاً بدلائل المساواة ويؤيد عدم الفرق ما مر من اباحة الثوب المنسوج من ذهب اربعة اصابع³ اهـ

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۲

² ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس دار حياء التراث العربي بيروت ٢٢٥/٥

³ رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس دار حياء التراث العربي بيروت ٢٢٦/٥

ملخصاً فافهم وتثبت اذبه تحرر مكان العلامة الطحطاوى متوقفاً فيه - والله تعالى اعلم وعليه جل مجدداً تم واحكم -	لہذا سمجھئے اور ثابت رہئے، اس سے وہ بھی تحریر ہو گیا جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس کا علم جس کی بزرگی ہے زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۲: از کلکتہ دھرم تالہ نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام احمد قادر بیگ صاحب ۹ ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے، چاندی، گلت، ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اسے لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

سونے یا چاندی کے چین تو مطلق منع ہے اگرچہ انگرکھے میں نہ لگائی جائے صرف کھونٹی میں لٹکانیں یا گھڑی کے بکس ہی میں گھڑی رکھیں، اور جو چیز ممنوع ہے اس کے ساتھ نماز میں کراہت آئے گی، اور گلت میں اگر چاندی زائد یا برابر ہے تو اس کا حکم بھی چاندی کا ہے۔ اور اگر تابنا غالب ہے تو اس میں اور ریشم کی چین میں جبکہ وہ انگرکھے میں نہ لگائی جائیں کوئی حرج نہیں۔ رہا انگرکھے میں لگانا اگر یہ لگانا پہننے کے مشابہ ٹھہرے تو مکروہ ہوگا اور اس سے نماز بھی مکروہ کہ پہننا تانبے اور ریشم کا ممنوع ہے اور جو ممنوع کے مشابہ ہے مکروہ ہے۔ اور اگر پہننے کے مشابہ نہ ٹھہرے تو نہ اس میں حرج نہ نماز میں کراہت، علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام اسی طرف ناظر کہ یہ پہننے سے مشابہ نہیں مگر فقیر کو اس میں تامل ہے اور وہ خود بھی اس پر جزم نہیں رکھتے اور اسے لکھ کر تامل کا حکم فرماتے ہیں تو بہتر ہے اس سے احتراز ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳ و ۲۴: از کلکتہ دھرم تالہ نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام احمد قادر بیگ صاحب ۸ رمضان ۱۳۱۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان دو مسئلوں میں:

(۱) ٹوپی جس پر ریشم یا کلا بتوں کا کام ایسا ہو جس نے نصف سے زائد کپڑا چھپا لیا ہو اس کا پہننا جائز یا حرام اور جس کا تمام کپڑا چھپا لیا ہو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۲) ازار بند ریشم کا مرد کو جائز یا حرام اور اس کے پاجامہ میں ہونے سے نماز کا کیا حال؟

الجواب:

(۱) مغرق کہ تمام کپڑا کام میں چھپ گیا ہو یا ظاہر ہو تو خال خال کہ دور سے دیکھنے والے کو سب کام ہی نظر آئے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ وہ ٹوپی عرض میں جارہی انگل یا اسے بھی کم ہو یونہی اگر اس میں کوئی بیل بوٹا چار انگل عرض سے زائد ہو تو بھی ناجائز اگرچہ سارے کپڑے میں صرف یہی ایک بوٹی ہو، اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو مطلقاً جائز اگرچہ نصف سے زائد کپڑا کام میں چھپا ہوا اگرچہ متفرق بوٹیاں جمع کرنے سے چار انگل عرض سے زائد کو پہنچے۔

کل ذلک محقق فی فتاونا مستفاداً من رد المحتار وغیرہ من الاسفار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	رد المحتار وغیرہ کتب معتبرہ سے استفادہ کرتے ہوئے اس تمام کی تحقیق ہمارے فتاویٰ میں کردی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۲) مذہب صحیح پر ناجائز ہے کہا فی العالمگیریۃ والطحاویۃ وغیرہما (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ اور طحاوی وغیرہا میں ہے۔ ت)

اور ناجائز کپڑا پہن کر نماز مکروہ تحریمی کہ اسے اتار کر پھر اعادہ کی جائے۔

کہا ہو معلوم من الفقہ فی غیر ما موضع نعم الجواز بمعنی الصحة حاصل وهو معنی ما فی الہندیۃ عن التاتارخانیۃ عن جامع الفتاوی عن محمد بن سلیمۃ من صلی مع تکتۃ ابریسم جاز وهو مسیح ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جیسا کہ فقہ کے متعدد مقامات سے معلوم ہے ہاں جواز اگر صحت کے معنی میں ہو تو صحت حاصل ہے اور یہی معنی مراد ہے جو ہندیہ میں تاتارخانیہ سے بحوالہ جامع الفتاویٰ محمد بن سلمہ سے منقول ہے کہ جس نے ریشم کے ازار بند کے ساتھ نماز ادا کی جائز ہے مگر وہ گنہگار ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوہے یا تانبے کا پھلایہ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ اس گمان سے پہنتے ہیں کہ ہمیں مہاسے وغیرہ کو مفید ہوتا ہے انھیں بھی جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

چاندی سونے کے سوالوہے، بیتل، رانگ کازیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائیکہ مردوں

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع فی اللبس نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۲

کے لئے اور عوام کا یہ احتراز خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کر سکتا کہ اگر ناجائز چیز کو دو کے لئے استعمال کرنا بھی ہو تو وہاں کہ اس کے سوا دوا نہ ملے، اور یہ امر طیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے اخبار سے معلوم ہوا اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں۔

فتاویٰ شامی میں جو مرہ کے حوالے سے مذکور ہے لوہے، پیتل، تابنے، اور قلعی کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں کو پہننا ممنوع ہے انتہی، اس میں غایۃ البیان کے حوالے سے ہے سونے لوہے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ درمختار میں ہے کہ کسی دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر جبکہ پاک ہو، نہایت میں اس حرام دوا کے استعمال کرنے کا جائز قرار دیا ہے کہ جس کے متعلق کوئی مسلمان طیب بتائے کہ اس میں شفا ہے اور کوئی ایسی مباح دوا نہ پائے جو اس کے قائم مقام ہو سکے الخ۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ فقط (ت)

فی الشامیۃ عن الجوہرۃ التختم بالحدید والصفر و النجاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء¹ انتھی، وفيہا عن غایۃ البیان التختم بالذهب والحدید و الصفر حرام² الخ وفي الدر المختار کل تعدادی لایجوز الا بطاہر وجوزہ فی النہایۃ بمحرر اذا اخبرہ طیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد مباحا یقوم مقامہ³ الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔

رسالہ

الطیب الوجیز فی امتنعہ الورق والابریز

ختم شد

¹ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۹

² رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۹

³ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۲۶

لباس و وضع و قطع

لحاف، توشک، عمامہ، ٹوپی، جوتے، وضع و قطع اور رنگ وغیرہ سے متعلق

مسئلہ ۲۶: از کلکتہ دھرم تلہ نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریشمی کپڑا مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت) (ت)
الجواب:

نہ بلکہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تلبسوا الحریر فانہ من لیسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ۔ رواہ الشیخان ^۱ عن الامیر المومنین عمر	ریشم نہ پہنو کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا آخر میں نہ پہنے گا۔ (اس کو بخاری و مسلم نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس باب لبس الحریر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۶۷، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء

الذهب والفضۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۱، الترغیب والترہیب بحوالہ البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی ترہیب الرجال من

لبسہم الحریر مصطفیٰ البابی مصر ۳/ ۹۶

والنسائی وابن حبان والحاکم وصححه عن ابی سعید الخدری والحاکم عن ابی هريرة وابن حبان عن عقبه بن عامر رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔	کیا ہے، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (ت)

نسائی کی ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من لبسه في الدنيا لم يدخل الجنة ^۱ ۔ رواه عن الامير المؤمنين عمر رضي الله تعالى عنه۔	جو دنیا میں ریشم پہنے گا جنت میں نہ جائے گا، (امام نسائی نے اس کو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انما يلبس الحرير من لا خلاق له في الاخرة رواه الشيوخان ^۲ واللفظ للبخاري رضي الله تعالى عنه۔	ریشم وہ پہنے گا جس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں (اس کو شیخین (بخاری و مسلم) نے روایت کیا اور الفاظ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ (ت)

ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لبس ثوب حرير البسه الله عز وجل يوم القيامة ثوباً من النار۔ رواه احمد ^۳ والطبراني عن جويرية رضي الله تعالى عنها۔	جو ریشم پہنے گا اللہ تعالیٰ عز وجل اسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پہنائے گا (امام بخاری و طبرانی نے اس کو سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ت)

^۱ الترغيب والترهيب بحوالہ النسائی ترهيب الرجال من لبسهم الحرير الخ حديث ۲۰ مصطفی البابی مصر ۱۰۰/۳

^۲ صحيح البخاری کتاب اللباس باب لبس الحرير الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۶۷، صحيح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۱

^۳ مسند امام احمد بن حنبل حديث جويرية نبت الحرث المكتب الاسلامی بیروت ۶/۳۲۴، المعجم الاوسط عن جويرية رضي الله

تعالى عنها حديث ۱۷۰، ۱۷۱، المكتب الفيصلية بیروت ۲۴/۶۵

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من لبس ثوب حریر البسه الله تعالى يوما من نار ليس من ايامكم ولكن من ايام الله تعالى الطوال¹ رواه الطبرانی وقال الله تعالى "وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ" ۝۲	جو ریشم پہنے اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کا مل آگ پہنائے گا وہ دن تمہارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان لمبے دنوں سے یعنی ہزار برس کا ایک دن (اس کو امام طبرانی نے روایت کیا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے
ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا:

ان هذين حرام على ذكور امتی۔ رواه ابو داؤد³ والنسائی۔ والله تعالى اعلم۔	بیشک یہ دونوں (ریشم اور سونا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اسے روایت کیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷: از اناوہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر کلکٹری اناوہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی جواب هذا السؤال (اس سوال کے جواب میں آپ رحمکم اللہ تعالیٰ) کا کیا ارشاد گرامی ہے۔
ت: پانچامے دو طرح کے فی زمانہ اکثر مروج و مستعمل ہیں: اول: غرارہ دار فراخ پانچہ جس کا استعمال بیشتر بزرگان دین کرتے
ہیں اور اکثر علماء و صلحاء و اولیائے امت کے لباس میں داخل ہے۔
دوم: پانچہ عوام مومنین اور بعض خواص علماء خصوصاً پچھان کی طرف کے باشندے استعمال کرتے ہیں ان دونوں میں سے کون
باعتبار شرح شریف کے افضل و استر ہے اور کس کے استعمال کی بابت شرع سے صریح رخصت ہو سکتی ہے؟ بینوا تو جروا
(بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

¹ الترغیب والترہیب بحوالہ حذیقہ موقوفاء ترہیب الرجال من لبسہم الحریر الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۹۹

² القرآن الکریم ۲۲/ ۳۷

³ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الحریر النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۵

الجواب:

اصل سنت مستمرہ فعلیہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہبند ہے۔ اگرچہ ایک حدیث میں مروی ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض کیا۔ حضور پا جامہ پہنتے ہیں۔ فرمایا:

اجل فی السفر والحضر فی اللیل والنہار فانی امرت بالتہرؤ فلم اجد شیئاً استر منہ۔ رواہ ابو یعلیٰ ^۱ وابن حبان فی الضعفاء والطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی الافراد والعقیلی فی الضعفاء عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ہاں سفر و حضر میں شب و روز پہنتا ہوں اس لئے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا ہے میں نے اس سے زیادہ ستر کسی شیء کو نہ پایا (اس کو ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام طبرانی نے الاوسط میں اور امام دارقطنی نے الافراد میں اور امام عقیلی نے کتاب الضعفاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

مگر یہ حدیث شدت ضعیف ہے۔

حتی ان ابوالفرج اور دہ علی عادتہ ف الموضوعات والصواب کما بینہ الامام السیوطی، واقتصر علیہ الحافظ ابن حجر وغیرہ انہ ضعیف فقط۔ تفرد بہ یوسف بن زیاد الواسطی واہ۔	یہاں تک کہ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ٹھیک بات جیسا کہ امام سیوطی نے بیان فرمائی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسی پر اکتفاء کیا وہ یہ ہے کہ وہ صرف ضعیف ہے چنانچہ یوسف بن زیاد واسطی اسے روایت کرنے میں متفرد (یعنی تنہا) ہے اور وہ کمزور ہے۔ (ت)

ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے خریدنا پسند صحیح ثابت ہے۔

رواہ الاثمة احمد والاربعة وابن حبان وصححه عن سوید بن قیس	ائمہ کرام مثلاً امام احمد و دیگر چار ائمہ اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا ہے اور سوید بن قیس کے حوالہ

^۱ مجمع الزوائد بحوالہ ابو یعلیٰ والمعجم الاوسط للطبرانی کتاب اللباس باب فی السراويل دار الکتب العربی بیروت ۵/ ۱۲۲

واحد والنسائی فی القصة اخری عن مالک بن عميرة الاسدي رضي الله تعالى عنهما۔	سے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ امام احمد اور امام نسائی نے ایک دوسرے قصے میں حضرت مالک بن عمیرہ اسدی کے حوالے سے روایت کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (ت)

اور ظاہر ہے یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لئے ہوگا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذن اقدس پاجامہ پہنتے کما فی الہدیٰ والبواہب وشرح سفر السعادة وغیرہا (جیسا کہ الہدیٰ، البواہب اور شرح سفر السعادة وغیرہ میں مذکور ہے۔ ت) امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز شہادت پاجامہ پہنے ہوئے تھے کما فی تہذیب الامم النووی وغیرہ (جیسا کہ تہذیب الاسماء امام نووی وغیرہ میں مذکور ہے۔ ت) ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام روز مکالمہ طور اون کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔

رواہ الترمذی واستقر بہ والحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان على موسى يوم كلبه ربه كساء صرف وكمه صوف وجبة صوف وسواويل صوف وكانت نعلاة من جلد حمار ميت ¹ ۔	اس کو امام ترمذی نے روایت کرتے ہوئے برقرار رکھا اور حاکم نے روایت کر کے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کی تصحیح فرمائی۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تو اس دن وہ اون کی بنی ہوئی چادر اون کی جبہ اون کی ٹوپی اور اون کی شلوار میں ملبوس تھے البتہ ان کے جوتے مردہ گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔ (ت)

دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ہیں،

رواہ ابو نعیم عن ابی ہریرۃ رضي الله تعالى عنه قال رسول الله صلى الله	ابو نعیم نے اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

¹ جامع الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء في البص الصوف امين كيني كراچی ۱/۷۰۶-۲۰۶

تعالیٰ علیہ وسلم اول من لبس السراويل ابراهيم الخليل ¹	تعالیٰ علیہ وسلم کافرمان وارشاد ہے کہ سب سے پہلے جس نے شلوار پہنی وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ (ت)

تیسری حدیث میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لئے دعا مغفرت کی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو بھی پہنائیں کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔

رواه الترمذی والعقيلي والضعفاء وابن عدی و الدیلمی عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بلفظ اللهم اغفر للمتسرولات من امتی یا ایہا الناس اتخذوا السراويلات فانہا من استر ثبابکم و حصنوا بها نساءکم اذا خرجن ² وفي الحديث قصة و فی اسانیدہ مقال رضی یتقوی بتعدد طرقہ خلافہ الصنیع ابی الفرج۔	ترمذی نے اس کو روایت کیا اور عقیلی نے کتاب الضعفاء میں ابن عدی اور دیلمی نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس لفظ کے ساتھ روایت کی: اے اللہ! میری امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کو بخشش فرما۔ اے لوگو، پاجامہ (یعنی شلوار) پہننا کرو کیونکہ یہ تمہاری لباس ہیں سب سے زیادہ ستر پوش لباس ہے شلوار سے اپنی عورتوں کو محفوظ کرو جب وہ باہر نکلیں۔ اور حدیث میں ایک واقعہ مذکور ہے اس کی سندوں میں اشکال پایا جاتا ہے۔ بسا اوقات متعدد سندوں اور طرق کی وجہ سے حدیث قوی ہو جاتی ہے لیکن اس میں علامہ ابوالفرج ابن جوزی کا اپنی کارکردگی کی وجہ سے اختلاف ہے۔ (ت)

بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہ مستحب بلکہ سنت ہے،

ان لم یکن فعلا فقولوا والا فلا اقل من الستنان تقریر اکمالیت۔	اگر فعلی سنت نہ بھی ہو تو قولی سنت ضرور ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو کم از کم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریری سنت تو لا محالہ ہے۔ جیسا کہ تم نے جان بھی لیا۔ (ت)

¹ تہذیب تاریخ ان عسا کر ذکر مکان من امر ابراہیم علیہ السلام بعد ذلک دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۴۹، الفردوس بمأثور

الخطاب حدیث ۴۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۸

² کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۴۱۸۳۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۵/ ۴۶۳، الكامل لابن عدی ترجمہ ابراہیم بن زکریا العلم الخ دارالکتب

العلمیہ بیروت ۱/ ۲۵۵، الموضوعات لابن جوزی کتاب اللباس دار الفکر بیروت ۳/ ۴۶

لاجرم فتاویٰ عالمگیریہ میں فرمایا:

لیس السراويل سنة وهو من استر الثياب للرجال والنساء كذا في الغرائب ¹ ۔	پاجامہ (شلوار) سنت ہے اور یہ مردوں عورتوں دونوں اصناف کے لئے زیادہ ستر پوش ہے یونہی الغرائب میں مذکور ہے۔ (ت)

اور روایت میں کوئی تخصیص پانچ فراخ و تنگ کی نظر سے نہ گزری، یہ عادات قوم و بلد پر ہے مگر فراخ کے یہ معنی کہ عرض کے پانچ نہ غرارے دار جس میں کلیاں ڈال کر گھیر بڑھایا جاتا ہے۔ یہ مردوں کے لئے بلاشبہ ناجائز ہے کہ ان بلاد میں کلیوں دار پانچے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنانے یا انتقال یا بد وضع فساق، ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع، کمانص علیہ فی الخانیة وغیرہما من معتمدات المذہب (جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان وغیرہ مذہب کی معتبر کتابوں میں اس کی تصریح فرمائی گئی ہے۔ ت) یونہی طول میں نہ ٹخنوں سے زائد ہوں کہ لٹکتے ہوئے پانچے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام و گناہ کبیرہ ورنہ مردوں کے لئے مکروہ و خلاف اولیٰ۔ ہندیہ میں ہے:

اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخیلاء ففیہ کراہۃ تنزیہ کذا فی الغرائب ² ۔	مرد کا اپنے تہیند کو ٹخنوں کے نیچے تک لٹکانا اگر رہنائے تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اس طرح الغرائب میں مذکور ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

یکرہ للرجل لبس السراويل المخرفجة و هی التي تقع علی ظهر القدمین کذا فی الفتاوی العتائیة ³ ۔	مردوں کے لئے ایسے پاجاموں کا استعمال مکروہ ہے جو المخر فجہ یعنی پاؤں کی پشت سے نیچے تک ہوں، یونہی فتاویٰ عتابیہ میں بھی مذکور ہے۔ (ت)

گھنٹوں کے قریب ہو جیسا کہ آج کل جہاں وہابیہ نے اختراع کیا ہے کہ فراخ پانچے جب اتنے چھوٹے ہوں گے تو بیٹھنے لیٹنے میں ران کا کوئی حصہ کھل جانا منظوں بلکہ مشاہد ہے۔ شرح مطہر کی عادت کریمہ ہے کہ ایسی جگہ جب ایک مقدار کو فرض فرماتی ہے اس کی تکمیل و توثیق کے لئے ایک حد معتدل تک اس سے زیادت سنت بتاتی ہے عورتوں کا سارا پاؤں عورت تھا تو انھیں ایک بالشت ازار یا پانچے لٹکانے کا حکم عزیمت اور دو بالشت تک رخصت ہوئی کہ قدم ہی تک رکھتیں تو حرکات میں بعض حصہ ساق یا

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

کعب کھل جاتا۔

نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ عورت اپنے دامن کو کتنی مقدار تک گھسیٹ سکتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بالشت تک، عرض کی گئی کہ پھر تو اس کا پاؤں کھل جائے گا، پھر آپ نے فرمایا کہ کہ پھر ایک ہاتھ تک، اس سے زائد نہ ہو۔ (ت)	روی النسائی و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجة عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله تعالى عنها قالت سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كم تجر المرأة من ذيلها قال شبرا قالت اذا ينكشف عنها قال فزراع لاي زيد عليه¹۔

یوہیں مرد کا ستر عورت کے گھٹنے کے نیچے تک ہے تو فراخ پانچ جب وہیں تک ہوگا حرکات میں کوئی حصہ زانوں یا ران منکشف ہو جائے گا لہذا نیم ساق تک عزیمت اور کعبین تک رخصت ہوئی کہ تقریباً وہی ایک اور دو بالشت کا حساب ہے۔

مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح جو علامہ زرقانی نے لکھی میں مذکور ہے کہ جو کچھ حدیثوں میں اس سلسلے میں ذکر کیا گیا اس کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ مردوں کے لئے دو حالتیں ہیں ایک حالت استحباب ہے اور وہ یہ ہے کہ ازار وغیرہ (تہبند) میں نصف پنڈلی تک اکتفا کرے دوسری حالت جواز ہے اور وہ یہ ہے کہ ٹخنوں تک ہو، اور یونہی عورتوں کے لئے بھی دو حالتیں ہیں ایک حالت جواز ہے اور وہ یہ ہے کہ جتنی مقدار مردوں کے ہاں زائد ہے اس بمقدار ایک ہاتھ اضافہ کرے۔ الخ (ت)	فی المواہب و شرحہ للعلامة الزرقانی حاصل ما ذکر فی ذلك الاحادیث ان للرجال حالین حال استحباب و هو ان يقتصر بالازار و غیرہ علی نصف الساق و حال جواز و هو الی الکعبین و كذلك النساء حالان حال استحباب و هو ما یزید علی ما هو زائد للرجال بقدر ذراع² الخ۔

یونہی تنگ پائے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے۔ کہ

¹ جامع الترمذی ابواب اللباس ۲/۲۰۶ و سنن النسائی کتاب الرینة ذیول النساء ۲/۲۹۸، سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب ذیل المرأة

کہ یکون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۳، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الذیل آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۲

² المواہب اللدنیة النوع الثانی فی اللباس باب الخلاصة فی طول الازار المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۳۱، شرح الزرقانی علی المواہب النوع

الثانی فی اللباس باب الخلاصة فی طول الازار دار المعرفة بیروت ۵/۹

یہ سب وضع فساق ہے۔ اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے۔ یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہننے ننگیاں، اس کی وجہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فرہبی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔ ردالمحتار میں ہے:

ذخیرہ وغیرہ میں ہے کہ اگر عورت نے لباس پہن رکھا ہو تو اس کے جسم کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لباس اس قدر تنگ اور چست نہ ہو کہ سب کچھ عیاں ہونے لگے۔ التئیں میں ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا جب عورت لباس پہنے ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ لباس ایسا تنگ اور چست نہ ہو جو اس کے حجم کو ظاہر کرنے لگے (اگر ایسی صورت حال ہو تو پھر اس طرف نہ دیکھا جائے۔ مترجم) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے عورت کو پیچھے سے دیکھا اور اس کے لباس پر نظر پڑی یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کا حجم واضح اور ظاہر ہو گیا تو ایسا شخص (جو غیر محرم کو بغور دیکھ کر لطف اندوز ہونے والا ہے) جنت کی خوشبو تک نہ پائیگا اور اس لئے کہ لباس سے انداز قد و قامت ظاہر ہو تو اس لباس کو دیکھنا مخفی اعضا کو دیکھنے کے مترادف ہے۔ اھ ملخصاً (ت)

فی الذخیرۃ وغیرہا ان کان علی المراءۃ ثیاب فلا باس ان یتأمل جسدہا اذا لم تکن ثیابہا ملتزقۃ بہا بحیث نصف ماتحتہا وفي التنبیین قالوا ولا باس بالتأمل فی جسدہا علیہا ثیاب مالم یکن ثوب یمین حبہا فلا یمنظر الیہ حنیئذ لقولہ علیہ الصلوۃ واسلام من تأمل خلف امرأۃ ورأی ثیابہا حتی تبین لہ حجم عظامہا لم یرح رائحة الجنة ولانہ متی کان یصف یمکن ناظر الی اعضائہا^۱ اھ ملخصاً۔

نہ بہت اونچے گھنٹوں کے قریب ہوں کہ تنگ پائجوں میں اگرچہ احتمال کشف نہیں مگر پاؤں کے لباس میں جو حد مسنون ہے اس سے تجاوز یہ افراط ہوا، شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رسالہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں:

ہمبرین قیاس سراویل کہ در عجم متعارفت	اس پر "سراویل" کو قیاس کرنا چاہئے کہ جو دیار عجم

^۱ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۴

وآں راشلوا ری گویند بمقدار ازاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشد واگر زیر شتالنگ باشد یا دوسہ چین واقع شود بدعت و گناہ است ^۱ ۔	میں مشہور ہے جس کو شلوار کہتے ہیں پس یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازار مبارک کی مقدار کے مطابق ہو لیکن اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین شکن نیچے واقع ہو جائے تو بدعت اور گناہ ہے۔ (ت)

یہ افراط بدعت و ہابیہ ہند ہے تو ان سے تشبیہ مکروہ ہے۔ غرض ڈھیلے پائے جب ان قباحتوں اور تنگ ان شاعتوں سے پاک ہوں تو دونوں شرعاً رخص و پسند اور ادائے مستحب میں کافی و بسند ہیں ہاں غالب عادات علماء و اولیاء میں وہی عرض کے پائے دیکھے گئے اور انھیں کو اصل سنت فعلیہ یعنی تہبند سے زیادہ مشابہت، کہا لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ٹخنوں سے نیچے پائے رکھنا مردوں کو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

پاؤں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر راہ عجب و تکبر ہے تو قطعاً ممنوع و حرام ہے اور اس پر وعید شدید وارد۔

اخرج الامام الہمام محمد بن اسمعیل البخاری فی صحیحہ قال حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ یوم القیمة	امام ہمام محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تخریج فرمائی اور فرمایا ہم سے عبد اللہ ابن یوسف نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہمیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا انھوں نے ابوالزناد سے اس نے اعرج سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس

^۱ آداب اللباس

الی من جواز ارہ بطرا^۱، قلت وبنحوہ روی ابو داؤد ابن ماجہ من حدیث ابی سعید بن الخدری فی حدیث عبد اللہ بن عمر انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جر ثوبہ مخیلة لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمة^۲ الحدیث وخرج الامام العلام مسلم بن الحجاج القشیری فی صحیحہ قال حدثنا یحییٰ بن یحییٰ قال قرأت علی مالک عن نافع وعبد اللہ بن دینار وزید بن اسلم کلہم ینخبرہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ الی من جر ثوبہ خیلا^۳۔ قلت وبمثله روی البخاری والنسائی والترمذی فی صحاحہم بالاسانید المختلفة والالفاظ المتقاربة۔

شخص پر نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے از راہ تکبر اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹا، قلت (میں کہتا ہوں) یونہی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے حضرت عبد اللہ ابن عمر کی حدیث میں روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تکبر سے ازراہ تکبر (یعنی زمین پر گھسیٹے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا، الحدیث امام علام مسلم بن حجاج قشیری نے اپنی صحیح میں تخریج کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کی اس نے کہا میں نے حضرت امام مالک کے سامنے پڑھا، امام مالک نے نافع عبد اللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبد اللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے انھیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا (یعنی اس کی طرف نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا) جواز راہ تکبر اپنا کپڑا لٹکائے، قلت (میں کہتا ہوں) اس جیسی حدیث بخاری، نسائی اور ترمذی نے اپنی اپنی کتابوں (صحاح) میں مختلف سندوں اور قریبی و یکساں الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس باب جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۱/۲

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۱/۲، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی

السبال الاذار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۸/۲، سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶۳

^۳ صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۱/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر

الثوب خیلاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۳/۲، الجامع الترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی الکواہیہ الاذار امین کمپنی کراچی ۲۰۶/۱

اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔

لاباس به كما يرشك اليه التقييد بالبطر والمخيلة۔	تو اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ اس کی طرف "البطر والمخيلة" (اڑانا اور تکبر کرنا) کی قید لگانا تمھاری راہنمائی کر رہا ہے۔ (ت)

حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے۔ فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو۔

اخرج البخاری فی صحیحہ قال حدثنا احمد بن یونس فذكر بأسنادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من جر ثوبه خیلاء لم ينظر اللہ الیہ یوم القیمة فقال ابو بکر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاهد ذلک منه فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لست ممن یصنعه خیلاء ^۱ قلت وبنحوہ روی ابو داؤد والنسائی۔	امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج فرمائی۔ فرمایا ہم سے احمد ابن یونس نے بیان کیا۔ پھر اس کی اسناد سے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نے فرمایا: جس شخص نے ازاراہ تکبر کپڑا نکایا اور نیچے گھسیٹا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا تہبند ایک طرف نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی پوری حفاظت کرتا ہوں (یعنی حفاظت میں ذرا سی کوتاہی یا لاپرواہی ہو جائے تو تہبند ایک طرف لٹک جاتا ہے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو طرز تکبر سے ایسا کرتے ہیں (یعنی علت تکبر نہ ہونے کی وجہ سے تمھارے ازار کے لٹک جانے سے کوئی حرج نہیں قلت) (میں کہتا ہوں) اسی کی مثل ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کی ہے۔ (ت)

حدیث بخاری و نسائی میں کہ:

ما أسفل الکعبین من الازار ففي النار ^۲ ۔	ازار کا جو حصہ لٹک کاٹخنوں سے نیچے ہو گیا وہ آگ میں ہوگا۔ (ت)

^۱ الصحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۰/۲

^۲ الصحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۱/۲

اور حدیث طویل مسلم وابوداؤد میں:

ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيمة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب ¹ ۔	تین شخص (یعنی تین قسم کے لوگ) ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن نہ تو انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے درد ناک عذاب ہوگا: (۱) ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا (۲) احسان جٹلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر اپنے اسباب کو رائج کر نیوالا (یعنی فروغ دینے والا ہے) (ت)

علی الاطلاق وارد ہوا کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسباب کرتا ہو ورنہ ہر گز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں۔ مگر علماء در صورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں:

في الفتاوى العالمگیری اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخيلاء ففیه كراهة تنزیه كذا في الغرائب ² ۔	فتاویٰ عالمگیری میں ہے مرکا اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح غرائب میں ہے۔ (ت)

بالمجملہ اسباب اگر براہ عجب و تکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ، نہ حرام مستحق وعید، اور یہ بھی اسی صورت میں ہے کہ پائے جانب پاشنہ نیچے ہوں، اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنچہ کی جانب پشت پا پر ہوں ہر گز کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح کالٹکانا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

روی ابو داؤد فی سننہ قال حدثنا مسدد نا یحییٰ عن محمد بن ابی یحییٰ حدثنی	امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں روایت فرمائی ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا اس سے یحییٰ نے اس نے محمد بن ابی یحییٰ سے روایت

¹ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلط تحریم اسبال الازار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی

اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۹

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۳

کی ہے اس نے کہا مجھ سے عکرمہ تابعی نے بیان فرمایا اس نے ابن عباس کو دیکھا کہ جب ازار باندھتے تو اپنی ازار کی اگلی جانب کو اپنے قدم کی پشت پر رکھتے اور پچھلے حصہ کو اونچا اور بلند رکھتے۔ میں نے عرض کی آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا ہے۔ قلت (میں کہتا ہوں) حدیث کے تمام روای ثقہ (معتبر) اور عادل ہیں۔ ان سے امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذہین۔ فہیم اور ماہر فن پر پوشیدہ نہیں۔ (ت)	عکرمہ انہ راى ابن عباس ياتزر فيضع حاشية ازاره من مقدمه على ظهر قدمه ويرفعه مؤخره قلت لم تاتزر هذه الازارة قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ياتزرها¹ قلت ورجال الحديث كلهم ثقات عدول ممن يروى عنهم البخارى كما لا يخفى على الفطن الماهر بالفن۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازار کو پچھلی جانب یعنی ٹخنوں کی طرف سے اونچا اور بلند رکھنا عدم اسبال (یعنی نہ لٹکانا) میں کافی ہے۔ اھ (ت)	ازیں جا معلوم شود کہ بلند داشتن ازار از جانب پس کافی ست در عدم اسبال²۔

ہاں اس میں شبہ نہیں کہ نصف ساق تک پانچوں کا ہونا بہتر و عزیمت ہے اکثر ازار پر انوار سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہیں تک ہوتی تھی۔

صحیح مسلم شریف میں ہے: مجھ سے ابوطاہر نے بیان کیا اس نے کہا مجھے ابن وہب نے بتایا، اس نے کہا مجھے عمر بن محمد نے حضرت عبداللہ کے حوالے سے بتایا (ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا) اپنا ازار اپر کیجئے، میں نے اوپر کیا۔ پھر فرمایا مزید اوپر کیجئے، پھر اس کے بعد	فی صحیح مسلم حدثنی ابو الطاهر قال انا ابن وہب قال اخبرني عمر بن محمد عن عبد الله ارفع ازارك فرفعته ثم قل زد فزدت فزلت اتجرها بعد فقال بعض القوم الى اين

¹ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی الکبیر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

² اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس فصل ۳ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۳/ ۵۵۶

فقال انصاف الساقين¹ وفي حديث ابى سعيدن الخدرى مبراه ابوداؤد و ابن ماجة قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول ازاراة المؤمن الى انصاف ساقيه² الحديث۔	ہمیشہ میں اسے کھینچتا رہا، پھر لوگوں نے پوچھا آپ کس حد تک اوپر کرتے رہے؟ ارشاد فرمایا دو^۲ پنڈلیوں کے نصف تک۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے جو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت فرمائی۔ راوی نے فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ مسلمانوں کا تہبند دونوں پنڈلیوں کے نصف تک ہونا چاہئے۔ الحدیث (ت)

امام نووی فرماتے ہیں:

فألستحب نصف الساقين والجائز بلاكراهة ماتحتہ الى الكعبين³ في الفتاوى العالمگیریة ینبغی ان یکون الازار فوق الكعبين الى نصف الساق⁴ والله تعالیٰ اعلم۔	مستحب ہے کہ ازار (تہبند) پنڈلیوں کے نصف تک ہو اور بغیر کراہت جائز ہے کہ نیچے ٹخنوں تک ہو، اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ مناسب ہے کہ ازار ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہو، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۹ و ۳۰: ۲۱ شعبان ۱۳۳۳ھ

- (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرتہ شریف کتنا نیچا تھا۔ اور گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا یا دائیں بائیں۔ اور چاک مبارک کھلی تھی یا یاد وختہ، اور بٹن لگے تھے یا گھنڈی۔ اور کون سی رنگت کا مرغوب تھا؟
- (۲) عمام شریف کے (کتنے) گز کا لانا (لہذا) تھا اور وہ گز کتنا لانا تھا؟ بینوا تو جو (ایمان فرماؤ تا کہ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

¹ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۵/۲

² سنن ابن ماجہ کتاب اللباس موضع الازار ابن ہوامچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۴

³ شرح الصحیح المسلم للنوی کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۵/۲

⁴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۳

الجواب:

(۱) قمیص مبارک نیم ساق تک تھا۔ مواہب شریف میں ہے:

کان ذیل قمیصہ وردا نہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی انصاف الساقین ^۱ ۔	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص مبارک کا دامن اور چادر مبارک یعنی تہبند یہ دونوں آدھی پنڈلیوں تک ہوا کرتے تھے۔ (ت)

حاکم نے تصحیح اور ابوالشیخ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس قمیصاً وکان فوق الکعبین ^۲ ۔	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسا کرتہ زیب تن فرمایا جو ٹخنوں سے اوپر تک زر المباح تھا (ت)۔

اور کم طول کا بھی وارد ہے بیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

کان له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قمیص من قطن قصیر الطول قصیر الکمر ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ایسا سوتی کرتہ تھا جس کا طول کم اور آستین مختصر تھی۔ (ت)

گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا۔ اشعة المبعات میں ہے:

جیب قمیص آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بسیار بر آں دلالت دارد و علمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند ^۴ ۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص مبارک کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا۔ چنانچہ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور محدثین حضرات نے اس کی تحقیق کی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

تحقیق آنست کہ گریبان پیرا ہن نبوی صلی اللہ تعالیٰ	تحقیق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک کرتے کا گریبان آپ کے سینہ

^۱ المواہب اللدینہ المقصد الثالث النوع الثاني مکتب اسلامی بیروت ۲/ ۲۲۸

^۲ المستدرک للحاکم کتاب اللباس دار الفکر بیروت ۴/ ۱۹۵

^۳ شعب الایمان حدیث ۲۱۶۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۱۵۴

^۴ اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس الفصل الثاني مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/ ۵۴۴

علیہ وسلم بر سینہ بود ^۱	مبارک پر تھا۔ (ت)

دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ ان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں۔ صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

انہا اخرجت جبة طيالة كسروانية لها لبنة ديباج و فرجيهما مكفوفين بالديباج ^۲	سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک طیاسی کسروانی جبہ (لوگوں کو دکھانے کے لئے) باہر نکالا جس کے گریمان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور اس کی دونوں اطراف ریشم گھری ہوئی تھیں۔ (ت)

اس زمانہ میں گھنڈی نکلے ہوتے جن کو زور و عروہ کہتے بٹن ثابت نہیں۔ نہ ان میں کوئی حرج ہے۔ رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے۔ اور محبوب تر سفید۔ حدیث میں ہے:

البسوالثياب البيض فانها اطهر واطيب و كفنوا فيها موتاكم۔ رواه احمد ^۳ والاربعة الاعن سررة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں۔ اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔ (امام احمد اور دیگر ائمہ اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

(۲) عمامہ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں۔ امام ابن الحاج مکی سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتا ہے۔ اور حفظ فقیر میں کلمات علماء سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔ اور شیخ عبدالحق کے رسالہ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے۔ اور ہے یہ کہ یہ امر عادت پر ہے جہاں علماء و عوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہو اس قدر اختیار کریں۔

فقد نص العلماء ان الخروج عن العادة شهرة و مکروه ^۴ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اہل علم نے تصریح کی ہے کہ معاشرے کی عادت سے باہر ہونا باعث شہرت اور مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ اشعة المبعثات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵۳۳/۳

^۲ صحیح مسلم کتاب اللباس ۱۹۰/۲ و سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲۰۵/۲

^۳ مسند امام احمد بن حنبل حدیث سمرہ بن جندب المکتب الاسلامی بیروت ۱۷/۵

^۴ الحدیقہ الندیۃ شرح الطریقہ المحمدیہ الصنف التاسع نوریہ رضویہ سکر ۵۸۲/۲

مسئلہ ۳۱: ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

علمائے شرع شریف اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ چوڑی دار پانجامہ پہننا کیسا ہے اور جو اشخاص بوتام لگا کر پہنتے ہیں پنڈلیوں کو چمٹا ہوا اور تعبیر کرتے ہیں کہ یہ پانجامہ شرعی ہے۔ یہ قول ان کا صحیح ہے یا غلط۔ یعنی اسے شرعی پانجامہ کہنا۔ بینوا اتوجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

چوڑی دار پانجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں:

سراویل کہ در عجم متعارف است کہ اگر زیر شتالنگ باشد یا دوسہ چین واقع شود بدعت و گناہ است ^۱ ۔	شلوار جو عجمی علاقوں میں مشہور و معروف ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین انچ (ٹکین) نیچے ہو تو بدعت اور گناہ ہے۔ (ت)

یو نہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیے اگرچہ اس میں اجر کثیر ملتا ہو۔ فتاویٰ امام قاضیخان میں ہے:

الاسکاف او الخیاط اذا استوجرا علی خیاطۃ شیعی من زی الفساق ویعطی له فی ذلک کثیر الاجر لایستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیۃ ^۲ ۔	اگر موچی یا درزی سے جب فاسقوں کی وضع کے مطابق کوئی چیز بنوانے یا سلوانے کے لئے اجارہ دی جائے تو اس کام کے لئے اسے بہت اجر ت دی جائے تو اس کے لئے یہ کام کرنا بہتر نہیں اس لئے کہ یہ گناہ کے سلسلے میں امداد ہے۔ (ت)

تو یہ پانجامہ بھی اس راہ سے شرعی نہ ہوا اگرچہ ٹخنوں سے اونچا ہونے میں حد شرع سے متجاوز نہیں، شرعی کہنا اگر صرف اسی حیثیت سے ہے تو وجہ صحت رکھتا ہے۔ اور اگر مطلقاً مرضی و پسندیدہ شرعی مراد جیسا کہ ظاہر لفظ کا یہی مفاد تو صحیح نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

^۱ آداب اللباس^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظروالاباحۃ نو لکھنؤ ۴/ ۸۰

الجواب:

لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال و المتشبهين من الرجال بالنساء، رواه الائمة احمد و البخارى و ابو داود و الترمذى و ابن ماجة عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما¹۔

لعن الله الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل۔ رواه ابو داؤد والحاكم عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه بسند صحيح²۔

اللہ تعالیٰ اس مرد پر لعنت کرے جو عورت جیسا لباس پہنے اور عورت پر بھی لعنت کرے جو مرد جیسا لباس پہنے۔ ابو داؤد اور حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا (ت)

² سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم یریس لاہور ۲/۲۱۰

در مختار میں ہے:

غزل الرجل علی هیأة غزل المرأة یکره ^۱ ۔	عورت کے انداز سے مرد کا بال گوندنا مکروہ ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لما فیہ من التشبه بالنساء ^۲ ۔	اس لئے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

انما یجوز التختیم بالفضة لو علی هیأة خاتم الرجال امالو له فصان واكثر حرم قهستانی ^۳ ۔	فقہی اعتبار سے چاندی کی ایسی انگوٹھی پہننا جائز ہے جو مردوں کے لئے مروج ہو لیکن اگر اس میں دو یا دو سے زائد نگینے ہوں تو ایسی انگوٹھی کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔ قہستانی (ت)

بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ خاص اس جزئیہ میں حدیث حسن وارد، سنن ابوداؤد میں ہے:

حدثنا محمد بن سلیمان لؤین وبعضہ قرأت علیہ عن سفیان عن ابن جزئیج عن ابن ابی ملیکة قال قیل لعائشة ان امرأة تلبس النعل فقالت لعن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم والرجلة من النساء ^۴ محمد بن سلیمان بن حبیب الاسدی بالتصغیر ثقة من العاشرة تقرب ^۵ والبقیة ائمة جلة معروفون وقد کان	(ہم سے محمد بن سلیمان لؤین نے بیان کیا اس کا کچھ حصہ میں نے اس کے سامنے پڑھا اس نے سفیان، اس نے ابن جریج، اس نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی اور کہا۔ ت) یعنی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی مردانی عورتوں پر۔ (محمد بن سلیمان بن حبیب اسدی) (یہ تصغیر کے ساتھ

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحہ فصل فی البیوع مجتہائی دہلی ۲/ ۲۵۳

^۲ ردالمختار کتاب الحظر والاباحہ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۴

^۳ ردالمختار کتاب الحظر والاباحہ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۱

^۴ سنن ابن داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

^۵ تقویہ التہذیب لابن حجر العسقلانی ترجمہ ۵۹۴۴ حرف المیم فصل س دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۸۲

الحکم بالصحة لولا عنعنة ابن جريج لا جرم قال المنأوى ^۱ في التيسير والقارى في المرقاة اسنادة حسن۔	(ہے) دسویں طبقہ کا معتبر راوی ہے۔ تقریباً باقی چند مشہور جلیل القدر ائمہ ہیں۔ حدیث پر صحت کا حکم ہوتا اگر ابن جریج کی روایت میں عنعنہ نہ ہوتا بیشک علام مناوی نے التیسیر میں اور ملا علی قاری نے مرقاة میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔ (ت)

مرقاۃ میں ہے:

تلبس النعل ای التی تختص بالرجال ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔	تلبس النعل یعنی عورت اگر ایسا جوتا پہنتی ہے جو مردوں کے لئے مختص ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳: کیا ہے حکم شرع شریف میں نسبت پہننے ٹوپی یا جھوٹی سلمہ ستارہ یا ریشم کی۔

الجواب:

چار انگل سے زائد ناجائز اور اس کا استعمال ممنوع ہے۔ اور متفرق ریشم کا کام ہو خواہ سونے چاندی کا جمع نہ کیا جائے گا جب تک مثل
مغرق کے نظر نہ آتا ہو۔ اور جھوٹے کام کا جزئیہ اس وقت نظر میں حاضر نہیں اگر سونا چاندی غالب یا مساوی ہے تو اس کا حکم
سونے چاندی ہی کے مثل ہے اور مغلوب ہے یا صرف تا بناتنا ہم ظاہر اکراہت سے خالی نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ نساء یا
فساق کی وضع مخصوص ہو کہ اس صورت میں کراہت یقینی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴: ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رومال ریشمیں مرد کے واسطے استعمال کرنا یعنی ہاتھ میں یا کندھے پر رکھنا جائز ہے
یا ناجائز یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ تا کہ اجر و ثواب پاؤت)

الجواب:

ہاتھ میں لینا جبب میں رکھنا، اس سے منہ پوچھنا یہ سب جائز (اگر بہ نیت تکبر نہ ہو کہ اس نیت سے تو کوئی روا نہیں) اور کندھے
پر ڈلنا مکروہ تحریمی۔ اصل یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

^۱ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لعن اللہ الرجلہ من النساء مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۲/۲۹۲

^۲ مرقاة شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الرجل حدیث ۴۴۷۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۲۴۶

کے نزدیک ریشم کا پہننا ہی مرد کو ممنوع ہے نہ کہ باقی طرق استعمال، اور رومال حسب معمول کندھے پر ڈالنا ایک نوع لبس ہے۔ ہاتھ یا جیب میں رکھنا پہننا نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

التعليق يشبه اللبس فحرم لذلك لما علم ان الشبهة في باب المحرمات ملحقه باليقين رملي، والظاهر ان المراد بالكيس المعلق نحو كيس التمام المسماة بالحماكل فإنه يعلق بالعنق بخلاف كيس الدارهم اذا كان يضعه في جيبه مثلاً بدون تعليق وفي الدر المننتقى ولا تكره الصلوة على سجادة في الابريسم لان الحرام هو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوه فليس بحرام كما في صلوة الجواهر واقرة القهستاني وغيره¹۔	لٹکانا حرام شیئی کا پہننے کے مشابہ ہے اس لئے کہ یہ معلوم ہے کہ محرمات کے باب میں شبہ یقین کے ساتھ لاحق ہوتا ہے۔ رملی اور ظاہر یہ ہے کہ تھیلا سے مراد لٹکایا ہوا ہے جیسے تعویذات کا تھیلا کہ جس کو حمائل کہا جاتا ہے کیونکہ اس گلے میں لٹکایا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ دراہم کا تھیلا (بٹوہ) جبکہ اسے بغیر لٹکائے جیب میں رکھا جاتا ہے۔ در منتقى میں ہے کہ ریشمی مصلیٰ (جائے نماز) پر نماز ادا کرنا مکروہ نہیں۔ اس لئے کہ ریشم کا پہننا حرام ہے۔ لیکن پہننے کے سوا اور طریقوں سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں جیسا کہ صلوة الجواہر میں مذکور ہے اور قسمستانی وغیرہ نے اس کو برقرار رکھا ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

وفي القنية دلال يلقى ثوب الديباج على منكبيه يجوز اذا لم يدخل يديه في الكمين وقال عين الاثمة الكرابيسي فيه كلام بين المشائخ اهو وجه الاول ان القاء الثوب على الكتفين نأ قصد به الحمل دون الاستعمال فلم يشبه اللبس المقصود لانتفاع تأمل²۔	فقہ میں ہے کہ دلال نے ریشمی کپڑا بیچنے کے لئے کندھوں پر اٹھا تو یہ جائز ہے جبکہ دونوں ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے۔ عین الاثمة کرابیسی نے فرمایا اس میں مشائخ کرام کی گفتگو ہے (یعنی اعتراض اور اختلاف ہے) اھ۔ پہلے قول کی وجہ یہ ہے کہ کندھوں پر لٹکانے سے اٹھانا مقصود ہوتا ہے۔ نہ کہ پہننا لہذا یہ پہننے کے مشابہ نہیں جو انتفاع سے مقصود ہے۔ غور کیجئے۔ (ت)

¹ ردالمحتار کتاب الحظرو ولا باحة فصل في البيع دار احياء التراث العربي بيروت ۵/ ۲۲۵

² ردالمحتار کتاب الحظرو ولا باحة فصل في البيع دار احياء التراث العربي بيروت ۵/ ۲۲۶

اسی میں ہے:

حرام صرف پہننا ہے صرف فائدہ اٹھانا حرام نہیں میں کہتا ہوں اس کا مفاد (حاصل) یہ ہے کہ ریشمی رومال سے اعضائے وضو پونچھنا اگر بلا تکبر ہو تو جائز ہے اس لئے کہ یہ نہ حقیقتاً پہننا ہے نہ حکماً بخلاف لحاف، تنگہ اور فصد کی پٹی کے۔ غور و فکر کیجئے اھ یہ وہ ہے جو میرے لئے ظاہر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	الحرام هو اللبس دون الانتفاع اقول: ومفاده جواز اتخاذ خرقة الوضوء منه بلا تكبر اذ ليس يلبس لاحقيقة ولا حكماً بخلاف اللحاف والتكة وعصابة البفتصد تأمل^۱ اھ هذا مظهر لي واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵: از ریاست کوچ بہار ملک بنگال مدرسہ محمدیہ راجشاہیہ مدرسہ مولوی خلیل اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ مذکورہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

مخدوم و مکرم من زاد مجد کم بعد از السلام علیکم ملتئم ہوں کہ مرسلہ گرامی بنا بر طلب نمونہ پارچہ ریٹڈی پہنچ کر باعث سرفرازی ہوا حسب فرمائش عالی پارچہ مذکور کا کسی قدر نمونہ مرسل ہے میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ پارچہ مذکورہ شرعاً مباح الاستعمال ہے اور میں نے یہ مسلک بہت تحقیق اور بڑی جستجو اور قال اقول کے بعد اختیار کیا ہے۔ حضرت مخدومنا و شیخنا ابوالحسنات مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک بزرگ کے ساتھ جوابات استعمال کے قائل تھے میرا زبانی مباحثہ ہوا میں مدعی حرمت کا تھا آخر محاکمہ مولانا سے انھیں کامدعا صحیح ثابت ہوا یہاں ایک بنگالی مولوی صاحب نے آج کل اس کے حرام ہونے کا بہت بڑا زور و شور سے ایک فتویٰ لکھا ہے بلکہ زہر اگلا ہے کہ مباح کہنے والے کو یکبارگی کافر بنا دیا ہے نعوذ باللہ!

واضح رہے کہ ریٹڈی کپڑے کی حرمت کی کوئی وجہ عقلاً نقلاً دکھائی نہیں دیتی اور وہ ریشم کی اس قسم سے نہیں جس کی حرمت قرآن و حدیث میں صراحتاً موجود ہے کیونکہ تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ریشم اور مذکورہ کپڑے میں کوئی مماثلت نہیں بلکہ دونوں کے درمیان فرق ہے۔ اس لئے کہ ریشم کے کیڑے کی	مخفی باد کہ وجہ حرمت جامہ ریٹڈی درایت و روایت ہیچک وجہ بر نمی آرد و آن از قسم حریر منصوص الحریر فی القرآن والحدیث نیست چه عند التعمیق والتفتیش بوضوح می پیوندد کہ ماہیت حریر و ثوب مسطور الصد ریکے نبود بلکہ فرقے در میان می باشد غذائے کرم آبریشم برگ تودست

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۷

کہا قال النظام الغنجوی۔

کریے کہ از تود و از برگ تود

ز حلو او زار بریشم آورد سود

تو وہاں توت است اہل راجشاہی کہ منبت و مخزن بریشم ست
زراعت توت مے کنند و کرم بریشم رامی خوراند و می پرور
ند چنانچہ ایں ہمہ پنجم سردیدہ ام وی بینم و غزائے کرم جامہ
مذکور ورق بیدانچرست کہ ہندی آں را ریٹڈی ست و علاوہ
برآں وجہ حرمت حریر تفاخر و تنعم و زینت و نفاست و تشبہ بالاکا
سرہ و الجبارہ و اخوت آن ست و ایں ہمہ در حریر یافتہ شود نہ در
ریٹڈی و علی فرض المحال اگر آں جامہ از قسم بریشم ہم باشد
پس وجہ عدم حرمت آں ایں خواہد بود کہ مراد از حریر منصوص
حریر جید باشد نہ ردی بکم ضابطہ اصول المطلق ینصرف
نظرا الی فردہ الکامل هذا ما خطر ببالی الکسیر واللہ
تعالیٰ اعلم بحقائق الاشیاء نمقہ العبد المشتاق الی
ربہ الجلیل ابواسمعیل محمد خلیل اللہ المدرس
الاول فی المدرسۃ المحسنیۃ الراجشاہیۃ تجاوز اللہ
عن ذنوبہ۔

خوراک توت کے پتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا نظامی گنجوی نے فرمایا:

"وہ ایسا سخی ہے کہ توت اور اس کے پتوں سے اس نے حلوے اور
ریشم کا فائدہ عنایت کیا"

"تود" وہی درخت توت ہے جو ریشم کی پیداوار کا ذریعہ ہے چنانچہ
راجشاہی کے باشندے توت کی باقاعدہ کاشت کرتے ہیں اور ریشم
پیدا کرنے والے کیڑوں کو بطور خوراک کھلاتے ہیں اور ان کیڑوں
کی پرورش کرتے ہیں یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور
دیکھ رہا ہوں اور مذکورہ کیڑے کیڑے کی خوراک بیدانچر ہے کہ
ہندی میں اس کو ریٹڈی کہتے ہیں اس کے علاوہ ریشم کی وجہ
حرمت، تفاخر، تنعم، زیب و زینت نفاست اور اکاسرہ جبارہ یعنی مکتبر
اور سرکش لوگوں سے مشابہت ہے (کہ وہ نرم و نازک مائل
و نفیس ریشم کو برائے تکبرہ غرور اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھتے
ہیں) اور یہ چیزیں توت کے اصل ریشے میں پائی جات ہیں نہ کہ
ریٹڈی میں لیکن اگر بفرض محال وہ کیڑا از قسم ریشم ہی ہو تو پھر اس
کے حرام نہ ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ ریشم جس کی حرمت منصوص
ہے اس سے اعلیٰ و عمدہ ریشم مراد ہے کہ ردی اور گھٹیا۔ اور
اہل اصول کے قاعدہ کے مطابق جب مطلق بولا جائے تو اس سے اس
کا "فرد کامل" مراد ہوگا۔ پس یہ عدم حرمت کی چند وجوہات میرے
شکستہ دل میں کھلتی تھیں جو بیان ہوئیں اللہ تعالیٰ حقائق اشیا کو
سب سے بہتر جاننے والا ہے۔ اس کو رب جلیل کا شوق رکھنے والے
بندے نے لکھا جو ابواسمعیل محمد خلیل اللہ مدرس اول مدرسہ
محسنیہ راجشاہیہ میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگزر
فرمائے۔ (ت)

باردوم: از حیدر آباد دکن محلہ سلطانپور مرسلہ سید عبدالرزاق صاحب وکیل ہائی کورٹ و سیکرٹری اسٹیٹ نواب فخر الملک بہادر وزیر جوڈیشل و پولیس ڈیپارٹمنٹ

بدیں عبارت بعالی خدمت عالی جناب مولوی احمد خاں صاحب قبلہ جو نمونہ کپڑے کا پیش ہے کہا جاتا ہے یہ ٹسر ہے۔ ٹسر اور ریشم کی تعریف ذیل میں ہے:

ریشم: ریشم کے کیڑے پرورش کئے جاتے ہیں جب ان کے انڈے بچے ہو کر بڑے ہوتے ہیں تو پانی میں ان کو جوش دیا جاتا ہے جب وہ گھل جاتے ہیں تو ان سے تار نکالا جاتا ہے وہی ریشم ہے۔

ٹسر: ٹسر کے کیڑے اس ملک میں بھی ہوتے ہیں جیسے بیر کے درخت کے کیڑے۔ یہ مثل ریشم کے کیڑوں کے پرورش نہیں کئے جاتے بلکہ قدر تا ایک بوئدی میں پرورش پاتے ہیں۔ جب وہ خود بخود ہونے کے بعد مر جاتے ہیں تو بوئدی سے تار نکال لئے جاتے ہیں وہی ٹسر ہے۔

ریشم کی چمک اور ملائمت ٹسر میں نہیں ہوتی۔ اور چنیا سلک عورتوں کے لباس کے کام میں نہیں آتا۔ اور یہ کپڑا مثل چھلوری کے متعدد باردھل سکتا ہے اور چھلوری سے مضبوط ہوتا ہے۔ اکثر علماء و مشائخ اسے پہنتے ہیں۔ مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی علماء و خطباء کو پہنتے دیکھا گیا، اب یہ شبہ پیدا ہو رہا ہے کہ شرعاً اس خاص کپڑے کا پہنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس سے نماز جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ہم نے حریر، دیبا خز عھ، کے احکام صحیح بخاری و مسلم و مشکوٰۃ شریف و ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں تفصیل سے دیکھے لیکن یہ تشفی نہیں ہوئی کہ یہ خاص کپڑا مشروع ہے یا نہیں؟ لہذا صرف اس قدر دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کپڑا جو اس کے ساتھ پیش ہے مشروع ہے اور اس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ آج کل اس کپڑے کا بہت رواج ہو رہا ہے اس لئے مسلمانوں کو شک و شبہ سے بچانے کے لئے اس خاص کپڑے کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ ضرور ہے۔

الجواب:

اللهم لك الحمد، جو کپڑا فقیر نے دیکھا ہے او اس کے متعلق بیان سائل نظر سے گزرا، اس نے صورتہ و صفہ تحریر سے مشابہت نہ پائی۔ یہ بہت خشن کثیف، ردی، اکثر معمولی کپڑوں سے بھی گری حالت میں ہے اسے نعومت، ملاست، نظافت، ایراث، تزیین، و تکبر و تفاخر سے کچھ علاقہ نہیں۔ قیمت میں بھی سنا گیا ہے، کہ بہت ارزاں ہے۔ وہ کرم جس سے یہ پیدا ہوتا ہے مسموع ہوا کہ وہ دود القز کے علاوہ اور کیڑا ہے۔ اس کی غذا ورق فرصاد یعنی برگ توت ہے۔ اور اس کی ورق الخروع یعنی برگ بید انجیر جسے ہندی میں انڈی اور دیار بنگلہ میں رینڈی کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے یہ کپڑا وہاں انھیں ناموں

سے مسمیٰ ہے، اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اس پر جرات ممنوع و معصیت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان لوگوں سے فرمادیں (یعنی دریافت کریں) کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے یا تم ویسے ہی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟ (ت) ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (لوگو!) تمہاری زبانیں جو کچھ جھوٹ بیان کرتی ہیں اس سلسلے میں یہ نہ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قُلْ آتَىٰكُمْ أَمْرٌ عَلَى اللَّهِ تَقْتَرُونَ" ۱ وَقَالَ تَعَالَى "وَلَا تَقُولُوا الْبَاطِلَ الَّذِي هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ" ۲

علامہ عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے میں کوئی احتیاط نہیں کہ حرمت اور کراہت ثابت کرے اس لئے کہ ان دونوں کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اس کو مباح کہتے ہیں اس لئے کہ یہی اشیاء میں اصل ہے۔ (ت)	ليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى بأثبات الحرمة والكرهية الذين لا بد لهما من دليل بل في القول بالاباحة التي هي الاصل ۳۔

اشباہ میں ہے:

ہدایہ کی فصل حداد میں ہے کہ اباحت اصل ہے انتہی اور جس چیز سے سکوت ہے (یعنی مسکوت عنہ) میں یہ اختلاف ظاہر ہوتا ہے اباحت پر ان مسائل کی تخریج کی جاتی ہے۔ جن کا حال معلوم کرنا مشکل ہو،	في الهداية من فصل الحداد ان الاباحة اصل انتهي ويظهر هذا الاختلاف في المسكوت عنه ويتخرج عليهما ما اشكل حال فمنها الحيوان المشكل امره

۱ القرآن الكريم ۵۹/۱۰

۲ القرآن الكريم ۱۱۶/۱۶

۳ رد المحتار بحوالہ الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان کتاب الاشربة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۶/۵

والنبات المجهول وسببته ¹	پس ان میں سے ایک تو وہ حیوان ہے جس کا معاملہ مشتبہ ہو اور دوسرے وہ نامعلوم جڑی بوٹیاں ہیں اور ان کا زہریلا ہونا ہے۔ (ت)

غمر العیون میں ہے:

قوله والنبات المجهول الخ يعلم منه شرب الدخان ²	مصنف کا اندیشہ ہے والنبات المجهول الخ اس سے دھواں نوشی کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

الذی یظهر ان هذه الدودة ان كانت غير مائية المولد وكان لها دم سائل فهي نجسة ولا فطاهرة فلا يحكم نجاستها قبل العلم بحقیقتها ³	وہ جو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ان کیڑوں کی جائے پیدائش پانی نہیں اور ان میں بننے والا خون ہے تو وہ ناپاک ہیں بصورت دیگر پاک ہیں لہذا ان کی حقیقت معلوم ہونے سے قبل ان پر نجاست کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (ت)

ادعائے تحریم کے لئے لازم ہے کہ شرع سے خاص اس کیڑے کی حرمت پر دلیل قائم ہو یا ثبوت کافی دیا جائے کہ شرعاً حریر اس کیڑے کو کہتے ہیں کہ جو کیڑے کے لعاب سے بنایا جائے اگرچہ دود القز کا غیر ہو اگرچہ اس میں کوئی وجہ تزئین و تفاخر و تشبہ بالجبابرة والا کاسرة کی نہ ہو وودو نہما خراط القتاد اور ان دو کے بغیر صرف کانٹوں پر ہاتھ پھیرنا ہے یعنی سوائے تکلیف کچھ حاصل نہیں۔ (ت) یہ ایک مثال ہے جو کسی کام کے غیر حصول کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ مترجم) بالجملہ جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحت اصلہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں،

قال الله تعالى "خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ جِيعًا" ⁴ والله سبحانه وتعالى اعلم۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے پیدا کیا۔ واللہ سبحانه وتعالى اعلم (ت)

¹ الاشياء والنظائر الفن الاول قاعدة هل الاصل في الاشياء الاباحة ادارة القرآن کراچی ۹۸/۱-۹۷

² غمر العیون الفن الاول قاعدة هل الاصل في الاشياء الاباحة ادارة القرآن کراچی ۹۸/۱

³ ردالمحتار کتاب الطهارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۰/۱

⁴ القرآن الکریم ۲/۲۹

مسئلہ ۳۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دستار کے شملہ کہاں تک رکھنا مسنون ہے۔ اور کہاں تک رکھنا مباح اور کہاں تک رکھنا ممنوع و غیر مشروع حرام ہے۔ اگر کسی شخص نے ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے بولا ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھنا حرام ہے۔ آیا یہ کہنا بموجب شرع کے ہے یا نہیں؟ آیا یہ قائل گنہگار ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

شملہ کی اقل مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشتنگاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس تک پہنچے، اور زیادہ رائج یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخل اسراف ہے۔ اور یہ نیت تکبر ہو تو حرام، یونہی نشست گاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانوں تک یہ سخت شنیع و ممنوع، زاور بعض نے انسان بد وضع آوارہ رندوں کی وضع ہے۔ ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اسے حرام کہنا نہ چاہئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے کو گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو شامل ہے۔ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

پگڑی کے شملہ کی کم سے کم مقدار چار انگلیوں کے برابر ہے اور شملہ کو اتنا لمبا رکھنا کہ آدھی پشت سے بھی آگے چلا جائے بدعت ہے کپڑا لٹکانے میں اسراف ہے جو ممنوع ہے۔ اور اگر تکبر اور تفاخر کے طور پر ہو تو حرام ہے۔ ورنہ مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ (ت)

اقل مقدار عذہ چہار انگشت ست و تطویل آں متجاوز از نصف ظہر بدعت ست و داخل اسبال و اسراف ممنوع و اگر بطریق تکبر و خیلاء باشد حرام و الا مکروہ مخالف سنت^۱۔

دستور اللباس میں ہے:

فتاویٰ حجتہ و جامع میں نقل کی گیا ہے کہ شملہ کی چھ اقسام ہیں: (۱) قاضی کے لئے ۳۵ انگشت کے بمقدار (۲) خطیب کے لئے بمقدار ۲۱ انگشت (۳) عالم کے لئے بمقدار ۲۷ انگشت (۴) متعلم کے لئے بمقدار ۱۷ انگشت (۵) صوفی کے لئے بمقدار ۷ انگشت (۶) عام آدمی کے لئے بمقدار ۴ انگشت۔ (ت)

از فتاویٰ حجتہ و جامع آورده کہ الذنب ستۃ انواع للقاضی خمس وثلثون اصابع والخطیب احدى وعشرون اصابع وللعالَم سبع وعشرون اصابع وللمتعلّم سبعة عشر اصبعاً وللصوفی سبع اصابع وللعامی أربع اصابع^۲۔

^۱ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس فصل دوم مطبع نولکشور لکھنؤ ۵۴۵/۲

^۲ دستور اللباس

شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

قال في خذانة الفتاوى والمستحب ارسال ذنب العمامة بين كتفيه الى وسط الظهر ومنهم من قال الى موضع الجلوس ومنهم من قدر بالشبر ¹ ۔	خزانہ الفتاویٰ میں فرمایا: پگڑی کا شملہ دو کندھوں کے درمیان نصف پشت تک لٹکانا مستحب (موجب ثواب) ہے۔ اور بعض اہل علم نے فرمایا: سرین تک ہو جبکہ بعض نے اس کی مقدار صرف ایک بالشت بتائی ہے۔ (ت)

عین العلم میں ہے:

يرسل الذيل بين الكتفين الى قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظهر وهو وسط مرضى والكل مروى - ²	شملہ دو کندھوں کے درمیان ایک بالشت کی مقدار لٹکائے (اور چھوڑے) یا سرین تک ہو یا نصف پشت تک ہو اور یہ متوسط اور پسندیدہ طریقہ ہے اور یہ سب کچھ مروی ہے۔ (ت)

شرح علامہ علی قاری میں ہے:

الاول اشهر واكثر واظهر والكل قد جمعت في رسالة مستقلة اه ³ ۔ والله تعالى اعلم۔	پہلا قول اکثر و زیادہ مشہور ہے اور زیادہ ظاہر ہے اور ان سب اقوال کو میں نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ

مسئلہ ۳۷: مسئلہ مولوی حکیم امجد علی صاحب

زعفران اور کسم اگر دوسرے رنگوں میں تھوڑے شامل کردئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر تھوڑے ملائے کہ مستحک ہو گئے اور ان کا رنگ نہ آیا تو حرج نہیں۔

اذلا حكم للمستهلك ويشير اليه كلام التنوير كسره لبس	جو چیز نیست و نابود ہو جائے تو اس کے لئے کوئی حکم نہیں۔ صاحب تنویر کا کلام اسی طرف

¹ شرح شرعۃ الاسلام فصل في سنن اللباس مكتبة الاسلاميه كوتہ ص ۲۸۳۔

² عین العلم الباب السابع في الاتباع في المعيشة مطبع امرت پریس لاہور ص ۲۳۸

³ شرح عین العلم لملا علی قاری (بین السطور) مطبع امرت پریس لاہور ص ۲۳۸

المعصفر والمزعر الاحمر والاصفر للرجال ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اشارہ کرتا ہے معصفر اور زعفرانی سرخ اور زرد رنگ مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ اور اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۸: نیا کپڑا یا جو تا استعمال کرنے پر کیا پڑے اور کون سے روز استعمال کرے؟ درزی کو کون سے روز سلنے کو دے؟

الجواب:

بسم اللہ کہہ کر پہنے اور پہن کر پڑھے۔

الحمد لله الذي كساني هذا و رزقنيه من غير حول منى ولا قوة ^۲ ۔	سب تعریف اور ستائش اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری قوت و طاقت (بچاؤ و تحفظ کے بغیر مجھے اس کے پہننے کی توفیق بخشی) (ت)

اور کپڑے کے استعمال یا درزی کو دینے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں، ہاں منگل کے دن کپڑا قطع نہ کیا جائے۔ مولا علی کرم اللہ
وجہہ نے فرمایا: "جو کپڑا منگل کے روز قطع کیا جائے وہ جلے یا ڈوبے یا چوری ہو جائے" واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹: ازکالج علی گڑھ کمرہ نمبر ۶ مرحلہ عبد المجید خاں یوسف نری سرسید کورٹ ۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ

زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ کو استعمال نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی کوٹ پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا
نہیں؟

الجواب:

دربارہ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کے مقدار پر
مکروہ یا حرام یا بعض صور میں کفر تک ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

لبس زى الافرنج كفر على الصحيح ^۳ ۔	افرنگیوں کا لباس صحیح قول کی بنا پر کفر ہے۔ (ت)

ہیٹ اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی

^۱ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب اللبس مطبع مینائی دہلی ۲/۲۴۰

^۲ عمل یوم واللیلۃ باب مایقول از ستجد ثوباً حدیث ۲۷۱ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد دکن ص ۷۴

^۳ الحدیقہ الندیہ النوع الثامن من الانواع الستین السخیریہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۳۰

نہیں جبکہ اس ملک میں کفار یا فساق کی وضع ہو فاقان کل بلدة وعوائدھا (کیونکہ ہر شہر اور اس کے رہنے وال۔ت) خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانے سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً، سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اس پر مجبور کیا گیا اور نیچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت و خون وقع ہوا بالآخر بمجبوری مانی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰: مسئلہ حافظ بنو علی صاحب از خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کم تالاب متوسط ضلع ناگپور ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ خام رنگ مثلاً سرخ، سبز، نیلا، پیلا ایسے رنگ کے کپڑے پہن کر نماز جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ ۱۳ راجہ پاؤ۔ت)
الجواب:

عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب تک اس میں کوئی نجاست نہ ہو، اور مرد کے لئے دو رنگوں کا استثناء ہے۔ معصفر از مرعفر یعنی کسم اور کیسر، یہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں اور خالص شوخ رنگ بھی اسے مناسب نہیں۔ حدیث میں ہے:

ایاکم والحرمة فانھا من زی الشیطان ^۱	سرخ رنگ سے بچو اس لئے کہ وہ شیطانی صورت اور ہیئت ہے۔ (ت)

باقی رنگ فی نفسہ جائز ہیں کچے ہوں یا پکے ہاں اگر کوئی کسی عارض کی وجہ ممانعت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسے ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔ کما فی الہندیۃ^۲ (جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ت) بلکہ ماتم کے لئے کسی قسم کی تغیر وضع حام ہے کما فی المرقاة شرح مشکوٰۃ علی القاری (جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ت) ولہذا ایام محرم شریف میں سبز لباس جس طرح جاہلوں میں مروج ہے ناجائز و گناہ ہے۔ اور اودا یا نیلا یا آبی یا سیاہ اور بدتر و اجنب ہے۔ کہ روافض کا شعار اور ان کی تشبہ ہے اس طرح ان ایام میں سرخ بھی ناصبی خبیث بہ نیت خوشی و شادی پہنتے ہیں یونہی ہولی کے دنوں میں چیزیاں اور بسنت کے دنوں میں بسنتی کہ کفار ہنود کی رسم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ المعجم الكبير حديث ۳۱۷ المكتبة الفيصلية بيروت ۸/ ۱۲۸، كنز العمال بحوالہ ابن جریر عثمان عن قتادة حديث ۸/ ۱۱۷ مؤسسة

الرساله بيروت ۱۵/ ۳۱۴

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرمیۃ الباب التاسع نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

مسئلہ ۴۱: ز موضع میر پور ضلع پبلی بھیت مرسلہ یوسف علی ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لباس مسنون کیا ہے اور روایت مشہورہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ تہبند ہی استعمال فرمایا اور قمیص بلا بٹن یعنی گھنڈی دار پہنی ہیں تو بھی مسنون ہوا اور جب یہ مسنون ہوا تو اگر کوئی شخص پانچامہ پہنے یا قمیص یا بٹن پہنے یا چین لگائے یا کالر لگائے یہ سب خلاف سنت ہے۔ تو کیا وہ مخالف سنت کہلایا جائے گا اور مثلاً آپ نے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نان جویں ہی تناول فرمائی ہیں اود عوت میں جیسی بھی تو کیا جو شخص اپنے مکان پر نان گندم کھائے اور نان جو نہ کھائے تو مخالفین سنت میں داخل ہوگا؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

یہ سنن زوائد ہیں بہ نیت اتباع اجر ہے ورنہ:

فرمادے اللہ تعالیٰ کی زیب و زینت کس نے حرام ٹھہرائی جو اس نے بندوں کے لیے نکالی (یعنی ظاہر فرمائی) اور ستھری روزی (ت)

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الْمَرْزُوقِ" ۱

ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بد مذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲: از بریلی شہر کہنہ محلہ سسوانی ٹولہ مرسلہ حافظ رحیم اللہ صاحب ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ شریف کے گزر کا باندھا تھا جیسا کہ عرب شریف کے لوگ باندھتے ہیں۔ یہاں کے لوگ باندھتے ہیں اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا تھا کہ پانچامہ پہنا تھا۔ اور حضور کے کرتہ شریف میں گھنڈی لگی تھی یا بٹن اور کرتہ شریف میں چاک کھلے تھے یا نہیں؟ گھنڈی آپ کے کرتہ مبارک میں سامنے تھی یا ادھر ادھر؟

الجواب:

عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اور اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔ عرب شریف کے لوگ جیسا کہ اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتبار کہتے ہیں

۱ القرآن الکریم ۷/۳۲

کہ بیچ میں سر کھلا ہے۔ اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا اور پاجامہ خریدنا اور پاجامہ پہننے کی تعریف فرمانا ثابت ہے پہننا ثابت نہیں۔ کرتہ مبارک میں بٹن ثابت نہیں۔ چاک دونوں طرف تھے، صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے:

وفرجیہا مکفوفین بالذیبا ج ^۱ ۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک کے دونوں چاک ریشم سے سہلے ہوئے تھے۔ (ت)

گربیان مبارک سینہ اقدس پر تھا۔ اشعۃ المبعات میں ہے:

جیب قمیص آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ مبارک وی بود چنانکہ احادیث بسیار بر آں دلالت دارد ^۲ ۔	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک کا گربیان آپ کے مقدس سینے پر تھا جیسا کہ بہت سی حدیثیں (ارشاد ات صحابہ کرام) اس پر دلالت (اور راہنمائی کرتی ہیں۔ ت)

اسی میں ہے:

تحقیق آنست کہ گربیان پیرا ہن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ بود ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	تحقیق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتے مبارک کا گربیان سینہ اقدس پر تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۳: ازبرٹس گائناڈمرار اپتس حضال و بیچ ایسٹ بنگ مسلولہ عبدالغفور بتاریخ ۲۴ صفر المظفر روز شنبہ ۱۳۳۲ھ زرد رنگ کپڑا مرد کو پہنا کیسا ہے خصوصاً جو شخص اپنے کو عالم کہے اور پھر زرد کپڑا پہنتا ہو۔

الجواب:

زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مرد پر حرام ہے۔ اور کسی طرح کا زرد رنگ حرام نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی ایسی وضع مخصوص

^۱ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذهب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۰/۲

^۲ اشعۃ المبعات کتاب اللباس الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۵۴۴/۳

^۳ اشعۃ المبعات کتاب اللباس الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۵۴۴/۳

پر ہے جس سے انگشت نمائی و شہرت ہو تو مطلقاً مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴: از گوئڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مسئلہ عبدالستار بن اسماعیل سنی حنفی قادری رضوی ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ
رومال خالص ریشمی کپڑے کا مرد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

رومال سے مراد اگر ہاتھ میں لینے کا ہے تو کر سکتا ہے اور گراور ڈرنے کا ہے تو نہیں۔

مسئلہ ۴۵: از گوئڈل کاٹھیاواڑ مسئلہ عبدالستار بن اسماعیل صاحب یکم صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تحل اور کحواب سوتی یا ریشمی کا استعمال مرد کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اس طرف اکثر مسلمان محمل کی ٹوپی اور سداری وغیرہ پہنتے ہیں۔ بینواتو جروا (بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

کحواب یا محمل سوتی مرد کو جائز ہے اور ریشمی ناجائز؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۶ و ۴۷: مرسلہ مصاحب علی طالب علم ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

(۱) عورت نے اپنے خاوند کو اپنے ساتھ لٹا کر اپنا لحاف ریشمی یا چادر ریشمی خاوند کو بھی اڑھادی تو کیا یہ استعمال ریشمی کپڑے کا بہ تبع عورت کے، مرد کو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مرد کو محمل پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب

(۱) ناجائز ہے اور اوڑھنے میں تبعیت کے کوئی معنی نہیں۔ دونوں مستقل ہیں۔ اور یہ تبعیت کی کوئی صورت نہیں کہ ملک عورت کی ہے یا بناء اس کے لئے ہاں ریشمی تو شک پر لینا امام کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) ریشمی محمل ناجائز سوتی جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸: از بنارس محلہ پر کندہ مسئلہ مولانا مولوی عبدالحمید صاحب ۱۰ شعبان ۱۳۳۵ھ

عورات کو پانجامہ ٹخنہ کھول کر پہننا چاہئے یا ڈھانک کر؟

الجواب:

عورات کے گئے ستر عورت میں دخل ہیں غیر محرم کو ان کا دیکھنا حرام ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس کے پائے خوب نیچے ہوں کہ چلتے میں ساق یا گتے کھلنے کا احتمال نہ رہے۔ ردالمحتار میں ہے:

اعضاء عورة الحورة الساقان مع الكعبين والشديان الخ ^۱	آزاد (شریف داری) عورت کا محل ستر (چھپانے کی جگہ) ٹخنوں سمیت دو پنڈلیاں اور دو چھاتیاں ہیں۔ (ت)

مالک والبوداؤد ونسائی وابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ اور ترمذی ونسائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

حدیث امر المومنین انها قالت لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حين ذكر الازار فالمرأة يا رسول الله قال ترخي شبرا قالت اذن تنكشف عنقال فذراع لاتزيد عليه ^۲ والله تعالى اعلم۔	یہ سیدہ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی حدیث ہے کہ انھوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ جبکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند کا ذکر فرمایا یا رسول اللہ! عورت کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ بالشت بھر (اپنا تہبند) لٹکائے رکھے، عرض کی: پھر اس کا پاؤں برہنہ ہوگا۔ ارشاد فرمایا: ایک ہاتھ چھوڑ دے (یعنی لٹکائے) لیکن اس سے زیادہ تو نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹: از موضع گھوڑی ڈاکخانہ کرشن گڑھ ضلع ندیاں مرسلہ نذیر احمد صاحب ۶ جمادی الاولیٰ

لباس مسنون مردان و زنان چيست و خلافت مثل شیر وانی و چکن و اچکن و کوٹ انگریزی و فارسی و پاجامہ انگریزی و دھوتی وہ گزری و کلاہ ترکی و انگریزی و غیرہ از لباس مردان و بڈی ہندواں کہ طولش تا کمر و بدن دچپاں بود و شامیز کہ پیراہن درازست زیر ساڑی وہ گزری می پوشده و ساڑی وہ زراع و غیرہ از لباس زنان رواست	مردوں اور عورتوں کے لئے کون سا لباس سنت ہے اور اس کے مخالف کون سا لباس ہے۔ مثلاً شیر وانی، چکن، اچکن، کوٹ انگریزی اور فارسی، پاجامہ انگریزی، دس گزدھوتی، ترکی اور انگریزی ٹوپی وغیرہ جو مردوں کا لباس ہے اور ہندوؤں کی "ہڈی" کہ جس کی درازی کمر تک ہوتی ہے اور وہ جسم سے پیوستہ ہوا کرتی ہے۔ اور "شامیز"

^۱ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب شروط الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۷۲

^۲ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الذیل آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۲، سنن النسائی کتاب الزینۃ باب ماجاء فی ذیول النساء نور محمد

کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۲۹۸، جامع الترمذی ابواب اللباس باب ماجاء فی ذیول النساء امین کمپنی دہلی ۲۰۶/۱، سنن ابن ماجہ کتاب

اللباس باب ذیل المرأة اکم یکون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۳

یہ؟	کہ لمبا پیرا ہن ہے جو ساڑھی کے نیچے دس گز کا پہنتے ہیں۔ اور ساڑھی کی مقدار دس ہاتھ وغیرہ ہوتی ہے۔ یہ عورتوں کا لباس ہے۔ کیا یہ دونوں جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب:

کلیہ در لباس آنست کہ در دے رعایت سے امرے باید کردیکے اصل احوال باشد بھو لباس ریشمیں یازری یارنگین معصر و زعفران کہ مرد رامطلقاً روانیست دوم رعایت ستر آنچہ کہ متعلق بستر است چنانچہ مرد رازیر جامہ و زنان آزاد را از سرتاپا ہمہ لباس پیش اجانب و آنچہ پشت و شکم از ناف تا زیر زانو پوشد پیش محارم و اگر تنہا پیش شوہر خود دست حاجت ہیچ ستر ندارد الا حیاء۔ و از فروغ اینست کہ لباس بموضع ستر آنچنان چسپیدہ کہ ہیأت آن عضو را نماید کما ذکرہ فی رد المحتار حققناہ فی ما علقناہ علیہ۔ سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرق و فساق و ایں بردو گونہ است یکے آنکہ شعار مذہب ایشان باشد بھجوں ز نار ہنود و کلاہ مخصوص نصاری کہ ہیٹ نامند بس اینسا کفر بود و اگر شعار مذہب نیست از خصوصیات قوم آنہا آنست ممنوع و ناروا باشد حدیث صحیح من تشبہ بقوم فھو منہم^۱	قاعدہ کلیہ لباس پہننے میں یہ ہے کہ اس میں تین امور کی رعایت کرنی چاہئے ایک یہ کہ اصل میں اس کا استعمال کرنا جائز ہو مثلاً جیسے ریشمی یا سنہری لباس۔ یا سرخ یا زرد، زعفرانی رنگ کا لباس کہ علی الاطلاق مرد کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ (دوسری بات) ستر کی رعایت ہو اس لباس میں کہ جس کا ستر سے تعلق ہے۔ جیسے مرد کے لئے زیر جامہ۔ اور آزاد عورتیں سرے سے لے کر پاؤں تک غیر محرم (اجنبی) مردوں کے سامنے مکمل لباس پہنے ہوں۔ البتہ محرم مردوں کے روبرو، پشت اور ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک پردہ پوش ہوں۔ ہاں اگر تنہا شوہر کے پاس ہو تو پھر اہتمام ستر کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اگر شرم و حیاء مانع ہو تو الگ بات ہے۔ اور اس کے ذیلی پہلوؤں میں سے یہ بھی ہے کہ لباس محل ستر پر کچھ اس طرح چسپاں ہو کہ اس عضو کی ہیئت نہ دکھائی دے۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ذکر فرمایا اور میں نے اس کے حواشی میں اس کی تحقیق کر دی۔ (تیسری بات) لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل و

^۱ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۳

در صورت اولیٰ محمول بر ظاہر خود ست دور ثانیہ بر زجر و تہدید و در ثانیہ امر باختلاف ممالک و مراسم مختلف شود مثلاً در بنگالہ ساڑی عام ست مر زنان مسلمات و مشرکات راپس از باب تشبہ نباشد اچکن و چپکن و شیروانی از تراشہائے جدیدہ است و جدت در عادت ممنوع نیست تا مشتمل بر ممنوع شرعی نباشد در رنگ ملبوس مرداں کہ انگرکھا نامند نوپیدا ست فاما منع شرعی با خود ندارد مگر آنگاہ کہ چاک پردہ اش جانب راست باشد کہ بوجہ مشابہت ہنود حرام ست کوٹ انگریزی ممنوع ست و کوٹ فارسی ندیدہ ام و اگر خصوصیت بقوم کفرہ یا فسقہ وارد نیز ممنوع ست ہچنچاں زیر جامہ انگریزی کہ پتلون نامند اگر مانع سجود باشد خود کبیرہ مردود باشد ورنہ بوجہ مشابہت ممنوع بود لباس مسنون از راست یعنی تہبند و این دھوتی بدوجہ ممنوع ست یکے لباس ہنود، دوم اسراف بے سود کہ بجائے وہ گز سہ چار گز کافی بود، کلاہ تر کی ابتدائے اودر نیچریاں شد آناں را بہرہ از اسلام نیست اگر ہم چناں می ماند دریں ممالک حکم جواز نبودی کہ ایں جاترکان نیند بیدیناں باوعاوی اند مگر حالا مشاہدہ است کہ در بسیارے از مسلمانان نیز ایں تپ سرخ سرایت کردہ پس شعار نیچریت نمائد اہل علم و تقویٰ را از واحتراز باید کہ تاحال وضع علماء

صورت اور فاسقوں کے طرز و طریقے پر نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شعار ہو جیسے ہندوؤں کا زنار اور عیسائیوں کی خصوصی ٹوپی کہ "ہیٹ" کہتے ہیں۔ پس ان کا استعمال کفر ہے۔ اور اگر ان کے مذہب کا شعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع (ناجائز ہے) چنانچہ حدیث صحیح میں فرمایا: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہے۔ پس پہلی دوسری صورت میں یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے لیکن دوسری صورت میں ڈانٹ ڈپٹ اور ڈراوے پر محمول ہے۔ اور امر ثانی میں اختلاف ممالک اور مراسم کی بناء پر مختلف ہو جاتا ہے۔ مثلاً بگلہ دلش میں ساڑھی ایک عام لباس ہے جو میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کی شامل ہیں (لہذا اس میں کسی ایک کی کوئی خصوصیت نہیں) لہذا اس اس حالت میں از قبیل تشبہ نہیں۔ اچکن اور شیروانی یہ ایک جدید (نیا) لباس ہے۔ اور عادت "جدت" ممنوع نہیں۔ بشرطیکہ کسی ممنوع شرعی میں شامل نہ ہو، نیز شکل مردانہ لباس کہ جس کو "انگرکھا" کہتے ہیں یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت شرعی نہیں رکھتا۔ مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہو تو پھر ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔ اور کوٹ انگریزی پہننا منع

ہے۔ اور کوٹ فارسی میں نے نہیں دیکھا، اگر کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہو تو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ اور اسی طرح زیر جامہ انگریزی کہ جس کو "پتلون" کہتے ہیں اگر سجدہ کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے تو پھر گناہ کبیرہ قابل رد ہے۔ ورنہ (کمتر یہ ہے) کہ بوجہ مشابہت ممنوع ہے۔ لباس مسنون ازار یعنی تہبند ہے۔ اور دھوتی دو وجوہ کی بناء پر ممنوع قابل ترک ہے اور ایک اس لئے کہ ہندوؤں کا لباس ہے۔ دوسری وجہ بے فائدہ اسراف (فضول خرچہ) ہے۔ کیونکہ دس گز کی بجائے صرف چار گز ہی کافی ہے۔ ترکی ٹوپی کہ اس کی ابتداء نیچریوں سے ہوئی اور ان کا اسلام میں وئی حصہ نہیں۔ اگر یہی حالت رہتی تو ان ممالک میں اس کا جواز نہ ہوتا کیونکہ یہاں کوئی ترکی نہیں۔ صرف بے دین اس کے استعمال کی عادت رکھتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنے میں آیا ہے (اور یہ مشاہدہ ہوا ہے) کہ بہت سے مسلمانوں میں بھی یہ سرخ بخار سرایت کر گیا ہے۔ لہذا اب نیچریت کا شعار نہیں رہا پس اہل علم اور اصحاب تقویٰ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے یہاں تک کہ علماء اور صلحاء کا معمول ہو جائے اسی طرح شیر وانی کہ اگرچہ عوام کو دونوں سے ممانعت نہیں لیکن خاص لوگوں کو پرہیز کرنا چاہئے۔ بڈی اور شامیز کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ یہ دونوں

وصلحاء شدہ است ہچنان حال شیر وانی کہ کہ اگرچہ عوام را از ہر دو ممانعت برآمد خواص را از و احتراز باید، و بڈی و شامیز، معلوم نشد چیست بہمہ کلیہ کہ بالاگفتہ ایم رجوع باید کرد اگر وضع مخصوص کفار یا فساق ست احتراز لازم ست و نکتہ دیگر یاد باید داشت کہ در ملک و شہر خود ہر چہ وضع مسلماناں باشد اور ترک گفتن و وضع دیگر کہ موجب شہرت و انگشت نمائی باشد اختیار کردن نیز مکروہ ست علماء فرمودہ اند الخروج عن عادة البلد شہرہ و مکروہ^۱، لباس مسنون مرزناں و مرداں را چادر و تہبند وجہ و قمیص بود و سراویل یعنی زیر جامہ نیز کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ پوشید، پوشندگان را ستود و خریدن خود ثابت ست زنے در راہ می گزشت پایش لغزش بر فساد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روئے ازاں سو گردانید حاضران عرضہ داشتند کہ او زیر جامہ دارد فرمود اللہم اغفر للتسیرولات^۲ الہی زنان زیر جامہ پوش را مغفرت کن مرداں را فرمودی کہ ازار تا نیم ساق دارند کعبین راز نہار پوشند زنان را یک وجہ فرو ہشتن رخصت دارد عرضہ کردند اؤا ینکشتن یا رسول اللہ ایں گاہ در مشی وغیرہ احتمال انکشاف ست فرمود یک زراع و بیش ازین^۳ نے نیز از

^۱ الحدیقہ الندیۃ شرح الطریقہ محمدیہ الصنف التاسع تمتۃ الاصفاف الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵۸۲/۲

^۲ کنز العمال بحوالہ البزار، عقد، عد، ق فی الادب وغیرہ حدیث ۲۸۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/۲۳

^۳ سنن ابی داؤد ۲۱۲/۲ و سنن النسائی ۲/۲۹۸ و سنن ابن ماجہ ص ۲۶۴ و جامع الترمذی ۲۰۶/۱

لباس زنانہ خمار بود کہ باوسرمی پوشیدند و نطق کہ بر کمر بالائے از رومی بستند، واللہ تعالیٰ اعلم۔	کیا چیز ہیں۔ لیکن اسی ضابطہ کلیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے کہ جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، اگر کافروں یا فاسقوں کی وضع ہو تو پرہیز کرے۔

(یہاں) ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے ملک اور شہر میں عام مسلمانوں کی جو وضع اور طرز و طریقہ ہو اسے چھوڑ دینا اور دوسری وضع جو تشہیر اور انگشت نمائی کا سبب ہے اسے اختیار کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں اپنے شہر کی عادت اور طریقہ کار سے باہر ہو جانا وجہ شہرت اور مکروہ ہے۔ پس مردوں اور عورتوں کا مسنون لباس چادر، تہبند، جبہ، کرتہ ہے۔ شلوار یعنی زیر جامہ، اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے نہیں پہنا لیکن پہننے والوں کی تعریف فرمائی اور آپ کا اسے خریدنا ثابت ہے۔ ایک عورت راہ سے گزر رہی تھی کہ اس کا پاؤں پھسلا اور گر گئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرف سے اپنا منہ پھیر لیا چنانچہ حاضرین نے عرض کی کہ یہ عورت شلوار پہنے ہوئی تھی۔ آپ نے یہ دعا مانگی: "اے اللہ! شلوار پہننے والی عورتوں کو بخش دے" اور مردوں کو حکم دیا کہ تہبند نصف پنڈلی تک رکھیں اور ٹخنوں کو کبھی نہ ڈھانپیں، اور عورتوں کو "ازار" ایک بالشت چھوڑنے کا حکم فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) پھر تو برہنہ ہو جائیں گی، یعنی اے اللہ کے رسول! پھر تو ان کے چلنے میں برہنگی کا امکان ہے، ارشاد فرمایا: اچھا ایک ہاتھ لٹکار رکھیں لیکن اس سے زیادہ نہ ہو۔ اور عورتوں کے لباس میں دوپٹہ (خمار) بھی ہے کہ اس سے سر ڈھانپتی ہیں اور تسمہ (نطاق) جو کرم پھر تہبند کے اوپر باندھتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ

ازادہ نگلہ ڈاک خانہ اچھنیر اضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب

مسئلہ ۵۰:

ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر مسلمان کا نہ رہے شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب:

حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من تشبه بقوم فهو منهم ^۱	جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ (ت)

بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں۔ جیسے زنا باندھنا۔ بلکہ شرح الدرر للعلاۃ عبدالغنی النابلسی بن اسماعیل رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے:

^۱ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهوة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۳

لبس زی الافرج کفر علی الصحيح ^۱ ۔	یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے۔ (ت)

فتاویٰ خلاصہ میں ہے:

امراً أشدت علی وسطها حبلاً وقالت هذا زنا تركف ^۲ ۔	کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ جینو ہے کافرہ ہو گئی۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۱: از حبیب گنج ضلع علیگڑھ مرسلہ روح اللہ منشی ریاست ۶ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ معمولی جاپانی اور ولایتی کپڑے سلک کے بنے ہوئے جس میں کچھ بے چمک اور کچھ مختلف چمکدار ہوتے ہیں کچھ نرم ہوتے کچھ نہیں ہوتے حریر میں داخل ہیں اور ان کا استعمال مرد و زن کو ناجائز ہے یا نہیں؟ ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ کہ مجرد نام کا۔ رہنمائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ مائی مچھلی نہیں۔ جرمن سلور، چاندی نہیں۔ جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صنایع سے ان کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانا ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہے۔ یہ امر ان کپڑوں کو دیکھ کر یا ان کا تار جلا کر واقفین سے تحقیق کر کے معلوم ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲: از ربلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ رحیم بخش صاحب بنگالی ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مخمل کا کپڑا مرد کے لئے پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جس مخمل پر ریشم کارواں پورا بچھا ہوا ہوتا ہے اس کا پہننا مرد کو جائز نہیں ورنہ جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳: از احمد آباد گجرات پانچ پبلی مرسلہ حکیم انور حسین صاحب صفدری ۴ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

علمائے کرام اہلسنت و جماعت ادام اللہ فضلہم کا اس بات میں کیا ارشاد ہے کہ سرخ اور

^۱ الحدیقہ الندیہ النوع التاسع مع انواع الستین السخریۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۳۰

^۲ خلاصہ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر الجنس السادس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۸۷/۴

زرد (پیدا) رنگ کا کپڑا پہننا مرد کا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے نماز درست ہے نہیں؟ اگر پہننا مکروہ ہے تو اس میں کراہیت تنزیہی ہے یا تحریمی؟ بعض احادیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرخ جبہ زیب تن فرمانا ثابت اور زرد ملبوس رنگنا ظاہر۔ مثلاً:

عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی لیلة مقبرة اضحیان فجعلت انظر الیہ والی القبر وعلیہ حلة حمراء فاذا هو احسن عندی من القبر۔ رواہ الدارمی والترمذی ¹ ۔	حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (ایک دفعہ) چاندنی روشن رات میں دیکھا تو پھر آپ کو اور چاند کو مسلسل دیکھنے لگا اور آپ اس وقت سرخ جبہ پہنے ہوئے تھے (پھر آخر میں نے یہ نتیجہ نکالا) کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین ہیں (یعنی آسمانی چاند سے مدنی چاند کا حسن بڑھا ہوا ہے) اس کو دارمی اور ترمذی نے روایت کیا (ت)

[کسی نے کیا خوب فرمایا:۔

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو
میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں مترجم]

نیز:

عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یلبس بردۃ الاحمر فی العیدین والجمعة ² (مواہب) وعن یحییٰ بن عبد اللہ بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصبغ بالورس والزعفران ثیابہ حتی یمامتہ (ابوداؤد) ³ ۔	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں عیدوں اور روز جمعہ سرخ جوڑا پہنا کرتے تھے۔ (مواہب اللدنیہ) اور حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن مالک سے روایت ہے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسم اور زعفران (یعنی سرخ اور زرد رنگ) سے اپنے کپڑے یہاں تک کہ اپنی دستار مبارک بھی رنگین

¹ جامع الترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی الرخصة فی لبس الحمرۃ الخ ابن کثیر دہلی ۲/ ۱۰۴

² المواہب اللدنیہ النوع الثانی فی اللباس باب لبس الثواب الاحمر المکتبة الاسلامیہ بیروت ۲/ ۴۴۵

³ المواہب اللدنیہ بحوالہ ابی داؤد النوع الثانی فی اللباس باب لبس الثواب الاحمر المکتبة الاسلامیہ بیروت ۲/ ۴۴۵

کرتے تھے (ابوداؤد نے اسے روایت کیا ہے)۔ (ت)
اور بعض احادیث سے اس کی نہی پیدا ہویدا۔ مثلاً۔

حضرت عبداللہ بن عمر (اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو) سے روایت ہے کہ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے جسم پر "کسم" کے رنگ سے رنگے ہوئے دو کپڑے ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا: یہ کافروں کا لباس ہے لہذا اسے نہ پہنو (مسلم) اور یہ معلوم ہی ہے کہ وہ سرخ رنگ سے رنگین کئے ہوئے تھے (مواہب لدنیہ)۔ اور صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زعفرانی (زرد) رنگ سے رنگین کئے ہوئے کپڑوں سے منع فرمایا (یعنی اس رنگ سے رنگین کئے ہوئے کپڑے مت استعمال کرو)۔ (ت)	عن ابن عمر قال رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم علي ثوبين معصفرين فقال ان هذا لباس الكفار فلا تلبسها (مسلم)¹ ومعلوم ان ذلك يصيب صباغا احمر (مواهب)² وفي الصحيح انه صلى الله تعالى عليه وسلم نهى عن التزعفر³۔

معصفر وزعفرانی کیا تشریح ہے؟ موجودہ ولایتی پختہ وخام الوان بھی معصفر وزعفرانی کے حکم میں داخل ہے یا نہیں؟
الجواب:

کسم کا رنگ ہوا سرخ اور کیسر کا زرد جنہیں معصفر وزعفرانی کہتے ہیں مرد کو پہنانا جائز و ممنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی۔ اور ان کے سوا اور رنگ کا زرد بلا کراہت مباح خالص ہے۔ خصوصاً زرد جو تا مورث سرور و فرحت۔

چنانچہ زرد جو تے کے متعلق سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول "اس گائے کا رنگ خالص زرد ہے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے" سے استدلال فرمایا۔ (ت)	قال سيدنا عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما واستند بقوله تعالى صفراء قاقع لونها تسر النظرين⁴۔

¹ المواهب اللدنية النوع الثاني اللباس باب لبس الثوب الاحمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۴۴، صحیح مسلم کتاب اللباس باب نہی

عن لبس الرجل الثوب المعصفر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۳

² المواهب اللدنية النوع الثاني في اللباس باب لبس الثوب الاحمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۴۴

³ صحیح مسلم کتاب اللباس باب نہی الرجل عن التزعفر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۸

⁴ القرآن الكريم ۲/ ۶۹

اور خالص سرخ غیر معصفر اضطراب اقوال ہے اور صحیح و معتمد جواز بلکہ علامہ حسن شرنبلالی نے فرمایا: اس کا پہننا مستحب۔ حق یہ کہ احادیث نہی سرخ معصفر کے بارے میں ہیں جیسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور سوال اور احادیث جواز سرخ غیر معصفر میں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرخ جوڑا پہننا بیان جواز کے لئے ہے۔ منتخب الفتاویٰ میں ہے:

قال صاحب الروضة يجوز للرجال والنساء لبس الثوب الاحمر والاخضر بلا كراهة ¹	مصنف روضہ نے فرمایا: مردوں اور عورتوں کے لئے سرخ اور سبز کپڑا پہننا بغیر کراہت جائز ہے۔ (ت)

حاوی میں متعدد کتب سے نقل کیا:

يكره الرجال لبس المعصفر والمزعفر و المورس والمحمراى الاحمر حرير اكان او غيره اذا كان في صبغه دم والا فلا ²	"معصر" (کسم کے رنگ سرخ کیا ہوا) اور "مزعفر" (زر و زعفرانی رنگ) "مورس" (ورس سے رنگا ہوا) اور ویسے سرخ کپڑا خواہ ریشمی ہو یا نہ ہو جبکہ اس کے رنگ کرنے میں خون کی آمیزش ہو، مردوں کے لئے ان سب کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر خون کی آمیزش نہ ہو تو پھر کراہت نہیں۔ (ت)

مجمع الفتاویٰ میں ہے:

لو صبغ بالشجر البقم لا يكره ولو صبغ بقشر الجوز عسليا لا يكره اجماعا ³	اگر کپڑا درخت "لقم" سے رنگ لیا تو اس کا استعمال مکروہ نہیں۔ نیز اگر اخروٹ کے چھلکے سے شہد جیسی رنگ کر لی تو بالاتفاق مکروہ نہیں۔ (ت)

تحفہ الاکمل علامہ حنفی شرنبلالی میں جواز کی نقول کثیرہ لکھ کر فرمایا:

وجدنا نص الامام الاعظم على الجواز ودليلا قاطعا على الاباحة وهو اطلاق الامر باخذ الزينة و وجدنا في الصحيحين	حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ سے ہم نے جواز کی تصریح پائی اور اباحت پر ایک دلیل قاطع، اور زیب و زینت اختیار کرنے کے بارے میں ایک "مطلق امر" ہے (یعنی بغیر کسی قید اور پابند کر کے علی وجہ الاطلاق)

¹ رد المحتار بحوالہ منتخب الفتاویٰ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۸

² رد المحتار بحوالہ الحاوی للزہدی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۸

³ رد المحتار بحوالہ مجمع الفتاویٰ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۸

زیبائش کا حکم دیا گیا) اور بخاری و مسلم میں ہم نے اس کا موجب (سبب) پالیا۔ لہذا اس سے حرمت اور کراہت ختم (منتفی) ہو گئی۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء (پیروی) کرتے ہوئے استحباب ثابت ہو گیا ہے۔ (ت)	على اوجه الاطلاق موجبہ وبہ تنتفی الحرمة والکراهة بل یثبت الاستحباب اقتداء بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۱ ۔

ردالمحتار میں ہے:

یہ متعدد نقول بشمول ان اقوال جو المجتبیٰ قسستانی اور شرح ابی المکارم میں مذکور ہیں کراہت تحریمی کے معارض اور متضاد ہیں جبکہ دونوں میں اس طرح موافقت اور مطابقت نہ پیدا کی جائے کہ قول بالحرمة کا معنی اور محل یہ ہے کہ رنگ کرنے میں نجاست یا اس جیسی کسی ممنوع اور ناپاک چیز کی ملاوٹ ہو اور اگر یہ نہ ہو پھر قول بالجواز ہے۔ (یعنی دونوں قولوں میں درحقیقت کوئی تعارض نہیں)۔ (ت)	هذا النقول مع ما ذكره عن المجتبیٰ و القهستانی و شرح ابی المکارم تعارض القول بکراهة التحريم ان لم يدع التوفيق محمل التحريم على المصوبغ بالنجس او نحو ذلك ^۲ ۔

باینہم انصاف یہ کہ شدت اختلاف کے باعث احتراز اولیٰ اور اعتراض بے جا، عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

حجۃ الاسلام امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں ارشاد فرمایا: منکر کی شرائط میں یہ ہے کہ اس کا منکر ہونا بغیر اجتہاد معلوم ہو پھر جو محل اجتہاد میں ہو۔ میں اس کو منکر گمان نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	قال الامام الغزالی فی الاحیاء فی شروط المنکر ان یکون کونه منکرا معلوماً بغیر اجتہاد فکل ما ہو فی محل الاجتہاد فلا حسبته فیہ ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۴: عین الیقین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران ۱۲ صفر ۱۴۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ مسنونہ و ستار باندھنے کا کیا ہے دہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور کس طرف سے شروع کرنا کیا ہے؟ مع دلیل۔

^۱ ردالمحتار بحوالہ تحفۃ الاکمل کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۸/۵

^۲ ردالمحتار بحوالہ تحفۃ الاکمل کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۸/۵

^۳ الحدیقہ الندیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۵۷/۱

الجواب:

حدیث میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جو تا پہننے میں۔	التیامن فی کل شیء حتی فی تنعلہ ^۱ ۔

لہذا مناسب یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ سر کی دہنی جانب جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵: از مدرسہ منظر الاسلام بریلی مسئلہ مولوی محمد ثناء اللہ صاحب طالب علم ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ مسنونہ دستار باندھنے کا کیا دہنے سے یا بائیں طرف سے۔ اور کس طرف سے شروع کرنا چاہئے؟

الجواب:

دہنی جانب پہلا پیچ لے جائیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جو تا پہننے میں بھی (ت)	کل شیء حتی فی تنعلہ ^۲ ۔

مسئلہ ۵۶: از پی ڈاکخانہ خاص ضلع پشاور مدرسہ قادریہ محمودیہ مسجد چھنگری مسئلہ مولانا مولوی حمد اللہ صاحب قادری محمودی ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بعض صوفیہ بے علم شملہ ثانیہ کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ فقیر کے تلمیذ مولوی اسرار محمد کا بیان ہے کہ یہ جو بعض لوگ جزء اخیر دستار کو بالائے دستار کشادہ رکھتے ہیں جائز ہے کہ دلیل امتناع موجود نہیں تو اصل اباحت پر باقی ہے۔ یہ اصول فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے۔ فقیر نے اپنے تلمیذ کی تائید کی۔ اس بارے میں فیصلہ مفصلہ تحریر فرمائیں۔ والسلام

الجواب:

حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شملے چھوڑے ہیں۔

^۱ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن الاستنجاء بالیمین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۳۲، اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار

الطہارۃ کیفیۃ الوضوء دار الفکر بیروت ۲/ ۳۶۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۰۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن الاستنجاء بالیمین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۳۲، اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار

الطہارۃ کیفیۃ الوضوء دار الفکر بیروت ۲/ ۳۶۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۰۲

خیال ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے۔ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنے دست انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد^۱ میں ہے۔ تو یہ سنت ہو نہ کہ معاذ اللہ بدعت سیدہ۔ فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہادو شملے رکھتا ہے۔ مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔ یہ جو بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں۔ نہ کہیں ممانعت۔ تو اباحت اصل پر ہے۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ و فساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ والسلام۔



^۱ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب العمامہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۸

دیکھنا اور چھونا

پردہ، حجاب، ستر عورت، زنا، مُشت زنی، دیوثی، خلوت اور بلوغ وغیرہ سے متعلق

مسئلہ ۵۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جیسا کہ مرد کے واسطے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے ویسا ہی عورت کو غیر مرد کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔ یا کچھ فرق ہے؟ بینوا توجروا (بیان کرو اجر پاؤ۔ت)
الجواب:

دونوں صورتوں کا ایک حکم کچھ فرق نہیں۔

کیونکہ ہر ایک کا دوسرے کی عورت (یعنی مقام ستر) کو دیکھنا قطعی حرام ہے اور اسی طرح غیر جائے ستر کو دیکھنا بھی حرام ہے جبکہ شہوت سے امن نہ ہو، دونوں صورتوں میں یہی صحیح ہے۔ درمختار میں تاتارخانیہ سے بحوالہ الضمرات ہے اگر شہوت کا خطرہ نہ ہو تو پھر فتنہ کی وجہ سے ممانعت ہے۔ اور یہ فساد زمانہ کی وجہ سے ہے۔

فَإِنْ نَظَرَ كُلَّ إِلَى عَوْرَتِهِ الْآخِرَ مُحَرَّمٌ قَطْعًا وَكَذَا إِلَى غَيْرِ الْعَوْرَةِ إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الشَّهْوَةِ هُوَ الصَّحِيحُ فِي الْفَصْلَيْنِ وَدَرْمَخْتَارٌ^۱ عَنْ التَّاتَارِخَانِيَةِ عَنْ الْمَضْمُونِ أَمَّا عِنْدَ الْإِمَامِ فَالْمَنْعُ لَخَوْفِ الْإِفْتِنَانِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ وَفِيهِ أَيْضًا

^۱ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس مطبع مجتہدی دہلی ۲/ ۲۳۲

یتفق الفصلان فافهم واللہ تعالیٰ اعلم۔	اور اسی میں یہ بھی ہے کہ دونوں صورتیں برابر ہیں لہذا اس کو سمجھ لیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۵۸: از گلگت چھاؤنی جو نال مرسل سید محمد یوسف علی صاحب شعبان ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کہ زلیخ لگانے کا اللہ پاک کیا گناہ فرماتا ہے؟ بینوا توجروا
(بیان فرمائے اجر پائے۔ ت)

الجواب:

یہ فعل ناپاک حرام و ناجائز ہے اللہ جل و علانے اس حاجت کے پورا کرنے کو صرف زوجہ و کنیز شرعی بتائی ہیں اور صاف ارشاد فرمادیا ہے کہ:

"فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُوْنَ" ^۱	جو اس کے سوا اور کوئی طریقہ ڈھونڈھے تو ہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

حدیث میں ہے: ناکح الید ملعون ^۲ جلیق لگانے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص جوان تیز خواہش ہو کہ نہ زوجہ رکھتا ہو نہ شرعی کنیز اور جوش شہوت سخت مجبور کرے اور اس وقت کسی کام میں مشغول ہو جانے یا مردوں کے پاس جا بیٹھنے سے بھی دل نہ بٹے غرض کسی طرح وہ جوش کم نہ ہو یہاں تک کہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ اس وقت اگر یہ فعل نہیں کرتا تو حرام میں گرفتار ہو جائے گا تو ایسی حالت میں زنا و لواطت سے بچنے کے لئے صرف بغرض تسکین شہوت نہ کہ بقصد تحصیل لذت و قضاے شہوت اگر یہ فعل واقع ہو تو امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ فرمائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ہی واجب ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو فوراً نکاح یا خریداری کنیز شرعی کی فکر کرے ورنہ سخت گنہگار و مستحق لعنت ہوگا۔ یہ اجازت اس لئے نہ تھی کہ اس فعل ناپاک کی عادت ڈال لے اور بجائے طریقہ پسندیدہ خدا و رسول اسی پر قناعت کرے۔ طریقہ محمدیہ میں ہے:

اما الاستمناء فحرام الا عند شروط ثلاثة ان یکون عذب و به شبق و فرط شهوة (بحیث لو لم یفعل	مشت زنی حرام ہے مگر تین شرائط کے ساتھ جواز کی گنجائش ہے: (۱) مجرد ہو اور غلبہ شہوت ہو (۲) شہوت اس قدر غالب ہو کہ بدکاری زناء

^۱ القرآن الکریم ۷۰/ ۳۱

^۲ الحدیقة الندیة الصنف السابع من الاصناف التسعة مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۴۹۱، الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعة حدیث

نمبر ۱۰۲۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۵۷

یالونڈے بازی وغیرہ کا اندیشہ ہو (۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے محض تکسین شہوت مقصود ہو نہ کہ حصول لذت۔ طریقہ محمدیہ کی عبارت مکمل ہو گئی جس میں اس کی شرح حدیقہ ندیہ سے کچھ اضافہ بھی شامل ہے۔ (ت)	ذٰلک لحملته شدة الشهوة على الزناء والواط والشرط الثالث ان يريد به تكسين الشهوة لا قضائها ¹ اه مزید امن شرحها الحديقة الندية۔

تنویر الابصار میں ہے:

غلبہ شہوت کے وقت نکاح کرنا واجب ہے۔ (ت)	يكون (ای) واجبا عند التوقان ² ۔

ردالمحتار میں ہے:

میں کہتا ہوں اور اسی طرح کچھ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حالت ایسی ہو کہ یہ اپنے آپ کو نظر حرام اور مشت زنی سے نہ روک سکے تو شادی کرنا واجب ہے۔ اگرچہ زناء میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی بڑا عالم ہے۔ (ت)	قلت وكذا فيبا يظهر لو كان لا يمكنه منع نفسه عن النظر المحرم او عن الاستمناء بالكف فيجب التزوج وان لم يخف الوقوع في الزناء ³ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۵۹: از گلگٹ مرسلہ سردار امیر خاں ملازم کپتان اسٹوٹ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو شخص اپنا ستر غلیظ کھول کر خواہ مخواہ ہر شخص کے سامنے آئے وہ کیسا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

فاسق، فاجر سخت تعزیر شدید کا مستحق ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی کہ:

دیکھنے والا اور جس کی طرف دیکھا گیا دونوں ملعون ہیں (یعنی ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے)۔ امام بیہقی نے اس کو شعب الایمان میں بغیر سند نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت حسن کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	لعن الله الناظر والمنظر اليه، رواه البيهقي في شعب ⁴ الايمان عن الحسن مرسلًا عن النبي صلى الله تعالى عليه۔

¹ الطريقة محمدية الصنف السابع من الاصناف التسعة الاستمناء باليد مكتبة حنفية كوتہ ۲/ ۲۵۵، الحديقة الندية الصنف السابع من

الاصناف التسعة الاستمناء باليد مكتبة حنفية كوتہ ۲/ ۴۹۱

² درمختار شرح تنویر الابصار كتاب النكاح مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۸۵

³ ردالمحتار كتاب النكاح دار احياء لتراث العربي بيروت ۲/ ۲۶۰

⁴ شعب الايمان للبيهقي حديث ۷۷۸۸ دار الكتب العلمية بيروت ۶/ ۱۶۲

مسئلہ ۶۰: از مارہرہ مطہرہ مرسلہ حضرت میاں صاحب قبلہ دام ظلہم العالی ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک فاحشہ مسلمہ سے پردہ جو آیا ہے وہ جس مصلحت سے معلوم ہے مگر ایسا موقع ہو کہ باہم فاحشہ اور غیر فاحشہ مسلمہ قرابت اخت یعنی کی رکھتے ہوں تو وہ بھی اس حکم میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اگر کبھی کبھی بتقاضائے محبت خون اسے اپنے سے مل لینے دے تو کیا مرتکب کبیرہ ہوگی؟ بینوا تو جبروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ت)
الجواب:

قول علماء:

لا ینبغی للمرأة الصالحة ان تنظر الیہ المرأة الفاحشة کما فی السراج الوہاج والہندیۃ ورد المحتار ^۱ ۔	یہ مناسب نہیں کہ نیک اور پارسا عورت کی طرف بدکار عورت دیکھے، جیسا کہ سراج وہاج فتاویٰ ہندیہ اور رد المحتار میں ہے۔ (ت)

اور اسی طرح ارشاد الہی عزوجل:

"وَأَمَّا يُسَبِّحُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ۲	اگر تجھے شیطان (بری مجلس سے اٹھ کر چلے جانا) بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ (کم از کم مزید تو) نہ بیٹھو۔ (ت)

ہر صورت کو عام ہے اور مصلحت بھی عام بلکہ ایسی قرابت قریبہ میں برا اثر پڑنے کا زیادہ احتمال کہ اجنبیہ سے نہ اتنا میل ہوتا ہے نہ اس کی طرف اتنا میل۔

والمہاجرة لامثال هذا لا یعد من القطع المنہی عنہ فقد صح مثله عن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی اقل من هذا منهم عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اس قسم کے چھوڑنے کو اس انقطاع میں شمار نہیں کیا جاتا کہ حدیث میں جس کی نہی وارد ہوئی ہے کیونکہ اس سے کم درجہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس نوع کی کاروائی بصحت ثابت ہے ان میں سے نہیں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں (ت)

ہاں یہ حکم احتیاطی ہے اگر نادرا کبھی کچھ دیر کو اسے مل لینے دے تو کبیرہ نہیں کیا بدل علیہ

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ بالنظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۸

^۲ القرآن الکریم ۶/ ۲۸

قولہم لاینبغی (جیسا کہ اس پر ان کے قول "یہ مناسب نہیں" سے دلیل دی جاسکتی ہے) مگر احتیاط ضروری ہے جب دیکھے کہ اب کچھ بھی برا اثر پڑتا معلوم ہوتا ہے فوراً انقطاع کلی کرے اور اس کی صحبت کو آگ جانے، اور انصاف یہ ہے کہ برا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا اور جب پڑ جاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دشوار ہے لہذا امان و سلامت جدارہ بنے ہی میں ہے وبالله التوفیق (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے توفیق میسر آتی ہے۔ ت)

مولانا قدس سرہ العزیز مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:۔

تا تو انی دور شو از یار بد یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں بر جان زند یار بد بر جان و ایمان زند^۱

(جب تک ممکن ہو برے یار (ساتھی) سے دور رہو کیونکہ برے ساتھی سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے اس لئے کہ خطرناک سانپ تو صرف جان یعنی جسم کو تکلیف یا نقصان پہنچاتا ہے جبکہ برے ساتھی جان اور ایمان دونوں کو برباد کر دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی شیخ احمد جان صاحب مرحوم مرسلہ محمد احمد صاحب ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت جوان یا بڑھیا کسی عالم شریعت، واقف طریقت جامع شرائط سے بیعت کرے اور اپنے پیر سے فیض لے لے جاب شرعی تو ہو یعنی کل بدن چھپا ہوا بلا چہرے کے مگر حجاب عرفی نہ ہو تو یہ بیعت کرنے اور اس طریق سے فیض لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو را

الجواب:

پردہ کے باب میں پیر وغیرہ پیرا جانی کا حکم یکساں ہے جو ان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔

فی الدر المختار تمنع المرأة الشابۃ من كشف الوجه بین رجال لخوف الفتنة ^۲	در مختار میں ہے کہ جو ان عورت کو اندیشہ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے چہرہ کشائی سے روکا جائے۔ (ت)

^۱ مگدستہ مثنوی بکھرے موتی نذیر سنز لاہور ص ۹۴ و ۹۵

^۲ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب شروط الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۶

اسی میں ہے:

امافی زماننا فممنع من الشابة قهستانی ^۱ ۔	لیکن ہمارے زمانے میں جوان لڑکی کو نقاب کشائی سے منع کیا گیا ہے۔ قہستانی (ت)

اور بڑھیا کے لئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔

فیه ایضاً اما العجوز التي لا تشتھی فلا بأس بمصافحتها ^۲ ۔ ومسیدها ان امن ^۲ ۔	اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایسی بوڑھی عورت جو نفسانی یعنی جنسی خواہش نہ رکھتی ہو اس سے مصافحہ کرنے اور اس کے ہاتھ کو مس کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اطمینان خاطر حاصل ہو۔ (ت)

مگر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار یا خود اس کے واسطے وجہ انگشت نمائی ہو۔

فانما قد امرنا ان ننزل الناس منازلهم کما فی حدیث ^۳ ام المؤمنین الصدیقه رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث مرفوع ایاک وما یسوء الاذن ^۴ ۔	اس لئے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک کریں جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے اور ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ اپنے آپ کو ان باتوں سے بچاؤ جو کانوں کو بری لگیں (ت)

خصوصاً جبکہ اس کے سبب جانب اقربا سے احتمال ثوران فساد ہو فان الفتنة اکبر من القتل (کیونکہ فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۲: از جاندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی شیخ احمد جان صاحب مرحوم مرسلہ محمد احمد صاحب ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی اپنے پیرومرشد کے پیرچوم لے بطور بزرگی کے تودرست ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا۔
الجواب:

جائز ہے۔ ابوداؤد^۵ وغیرہ کی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ حدیث وفد عبد القیس

^۱ درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی النظر مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۲-۲۴۱

^۲ درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی النظر مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۲-۲۴۱

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

^۴ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی الغادیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ البکتاب الاسلامی بیروت ۳/ ۷۶

^۵ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب قبلة الرجل آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۳

وغيرهم من الصحابة^۱ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جیسا کہ وفد عبدالقیس وغیرہ کی حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔) اس بارہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے مفصل کلام لکھا کہ ہمارے مجموعہ فتاویٰ میں منسلک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی شیخ احمد جان صاحب مرحوم مرسلہ محمد احمد صاحب ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نہایت نیک بخت ہے وہ چاہتی ہے کہ کسی بزرگ عالم شریعت اور واقف طریقت سے بیعت حاصل کر کے صفائی قلب اور صفائی باطن حاصل کروں مگر اس کا خاوند اس کا خیر سے بند کرتا ہے۔ آیا اگر وہ عورت اپنے خاوند کی چوری کسی صالح بزرگ سے بیعت حاصل کرے تو درست ہے یا نہیں اور بلا اطلاع اپنے خاوند کے تعلیم سلوک باطنیہ کی اپنے پیر سے جا کر لے تو درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا یوم الحساب (بیان فرماتا کہ بروز قیامت اجر و ثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

عالم عامل عارف کامل کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کرنے اور اس سے علم دین و راہ سلوک سیکھنے کے لئے شوہر کی اجازت درکار نہیں۔ نہ اس باب میں اس کی ممانعت کا لحاظ لازم جب کہ اس کے حقوق میں کسی خلل کا اندیشہ نہ ہو۔

فی کتاب الجہاد من البحر والنہر والدرو غیرہا انما یلزمہا امرہ فیما یرجع الی النکاح وتوابعہ ^۲	چنانچہ البحر الرائق، النہر الفائق، الدر وغیرہ اور ان کے علاوہ دیگر کتابوں کتاب الجہاد میں ہے کہ عورت پر مرد کی اطاعت ان معاملات میں ضروری ہے کہ جن کا مرجع نکاح اور اس کے متعلقات ہوں۔

ہاں امر غیر واجب یعنی کے سیکھنے کو پیر کے گھر بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں ہو سکتی بلکہ واجب کے لئے بھی جبکہ شوہر کے توسط سے دیکھ سکتی ہو۔

والمسألة دائرة في الكتب سائرة وقد فصلنا هابتوفيق الله تعالى في كتاب النکاح من فتاونا۔	یہ مسئلہ کتب فقہ میں دائر یعنی گھومنے والا اور سائر یعنی چلنے والا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے توفیق دینے سے ہم نے اس کو اپنے فتاویٰ کی بحث نکاح میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ت)

^۱ سنن ابن داؤد کتاب الادب باب قبلة الرجل آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۳

^۲ الدر المختار کتاب الجہاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۳۹

بلکہ اجنبی مردوں کے پاس بے ضرورت شرعیہ باذن شوہر جانے کی اجازت نہیں۔

حتیٰ کہ اگر شوہر بیوی کو بغیر ضرورت شرعی باہر جانے کی اجازت دے تو بصورت عمل میاں بیوی دونوں گنہگار ہوں گے جیسا کہ خلاصہ، الاشباہ، الدرر اور دوسری بڑی کتابوں میں موجود ہے۔ اگر تمہیں تفصیل مطلوب ہو تو ہمارے فتاویٰ سے رجوع کریں۔ اور جو شخص اپنے زمانے کے لوگوں کی معرفت نہیں رکھتا وہ زاجاہل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	حتیٰ لو اذن کاناً عاصیین کما فی الخلاصۃ والاشباہ^۱ والدر وغیرہا من الاسفار الغروان بغیت التفصیل فعلیک بفتاؤنا ومن لم یعرف ناس زمانہ فهو جاهل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳: از شہر کہنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص غیر منکوحہ عورت بالغہ سے خدمت لے اور کوئی شے اس لحاظ سے کہ مجھے ملے اور میں دل خوش کروں اور پاؤں دباؤں اور آپس میں باتیں کروں اور ایک ہی مکان میں رہنا اور عورت مذکورہ غیر محرم ہو تو یہ سب جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جو عورت حد شہوت کو نہ پہنچے یعنی ہنوز نوبرس سے کم عمر کی ہے یا حد فتنہ سے نکل گئی یعنی ضعیفہ، بڑھیا بد صورت کریمہ منظر ہے اس سے جائز خدمت یعنی اگرچہ خلوت میں بھی ہو حرام نہیں۔ اور جو عورت اجنبیہ ان دونوں صورتوں سے جدا ہے وہ محل اندیشہ فتنہ ہے اس سے خلوت حرام ہے اور اگر بلا خلوت روٹی پکانے وغیرہ کے کام پر ہے تو مضائقہ نہیں۔ باقی رہا پاؤں دبانادبوانا اس سے تنہائی میں باتیں کر کے نفس کو خوش کرنا یہ خود صریح حرام اور شیطانی کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ ۶۵: از ایوان پکھری فوجداری مجسٹریٹ مرسلہ بخش اللہ خاں ۳ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورات طوائف پیشہ خواہ بلا نکاح ایک کی پابند ہوں یا نہ ہوں ان سے اور ان کے ذکور سے اختلاط و اتحاد رکھنا اور شادی اور مجلسوں میں اپنے مکانات پر ان کو بطور برادرانہ بلانا اور اپنی عورتوں کو بے پردہ طوائفوں کے سامنے کرنا اور جو لوگ شامل و شریک ان طوائفوں کے رہتے ہیں ان کو بہ نیت ترقی اعزاز و افتخار ایک دسترخوان پر اور دیگر اہل اسلام کو بھی ان کے ساتھ کھلانا پلانا اور ایسے ذکور و اناث کے یہاں خود جا کر کھانا اور دوسروں کو طوائفوں کی دعوتوں میں

^۱ خلاصہ الفتاویٰ کتاب النکاح الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۳/ ۵۳

لے جانا اور جو مسلمان ایسے برتاؤ کو اچھا نہ سمجھتا ہو اس کو برا کہنا بلکہ اس رواج کے قائم دائم اپنی کوشش کرنا یہ سب جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ اور موروثوں کو نابالغ بچوں کو فحش گیت گانے یا فحش کلام کرنے سے منع نہ کرنا کس درجہ گناہ ہے؟ کتاب سے بیان فرماؤ رحمٰن سے ثواب پاؤ گے۔

الجواب:

ایسی حرکات نہایت شنیع و ناپاک اور ایسے اشخاص سراسر خطاکار و بیباک اور ایسے برتاؤ معاذ اللہ باعث عذاب و ہلاک ہیں، رنڈی اگرچہ بلا نکاح ایک کی پابند ہو علانیہ فاحشہ زانیہ اور اس کے مرد قلتبان و دیوث ہیں، یہ سب کے سب ہر وقت اللہ عزوجل کے غضب میں ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کریں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مشکلائی ہو۔ اس وقت جو مسلمان اللہ عزوجل سے کوئی دعا کرتا ہے مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر زانیہ کہ اپنی فرج کی کمائی کھاتی ہے۔ یا لوگوں سے بے جا حاصل تحصیلنے والا۔ (امام احمد نے اس کو سند مقارب کے ساتھ روایت کیا۔ اور امام طبرانی نے "الکبیر" میں روایت کی اور الفاظ اسی کے ہیں حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی۔ ت)	تفتح ابواب السماء نصف الليل فينادي مناد هل من داع فستجاب له هل من سائل فيعطى هل من مكروب فيفرج عنه لا يبقی مسلم يدعو الله بدعوة الا استجاب الله عزوجل له الا زانية تسعى بفرجها او عشار، رواه احمد بسند مقارب والطبرانی¹ في الكبير واللفظ له عن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تین شخص کبھی جنت میں نہ جائیں گے دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی (امام طبرانی نے اس کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)	ثلاثة لا يدخلون الجنة ابدا الديوث والرجلة من النساء ومد من الخمر۔ رواه الطبرانی² عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔

¹ کنز العمال بحوالہ طب حدیث ۳۳۵۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۲/ ۱۰۵، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الزکوٰۃ باب فی العشارین

والعرفاء دار الکتب بیروت ۳/ ۸۸

² مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب النکاح باب فیمن یرضی لاہلہ بالخبث دار الکتب بیروت ۴/ ۳۲۷

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه و الديوث و رجلة النساء، رواه الحاكم في المستدرک ^۱ و البيهقي في الشعب بسند صحيح عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔	تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو آزار دینے والا اور دیوث اور مرد بننے والی عورت، (حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب میں صحیح سند کے ساتھ اسے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

یہ لوگ کہ ان بدکار عورتوں دیوث مردوں سے دوستی رکھتے ہیں روز قیامت انہیں کے ساتھ اٹھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا يحب رجل قوماً الا جعله الله معهم، رواه النسائي ^۲ عن امير المؤمنين علي رضي الله تعالى عنه۔	جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے انہیں کے ساتھ کردے گا (اسے نسائی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من احب قوماً حشره الله في زمرةهم رواه الطبراني ^۳ في الكبير والضيء في المختارة عن ابی قرصافة رضي الله تعالى عنه۔	جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالیٰ انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔ (طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

المراء مع من احب۔ رواه الشيخان ^۴ عن ابن مسعود عن انس رضي الله تعالى	آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا (اس کو امام بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ

^۱ المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۱/ ۷۲، شعب الایمان حدیث ۷۹۹، ۱۰۷۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۴۱۲

^۲ مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ ۶/ ۱۶۰، ۱۴۵، و کنز العمال حدیث ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۸۶۰

^۳ المعجم الکبیر حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ ۳/ ۱۹

^۴ صحیح البخاری کتاب الآداب قریبی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۱، صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب المراء مع من احب قریبی کتب خانہ کراچی

عَنْهَا. بِمَوَاتَرٍ۔	تعالیٰ عنہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا یہ حدیث متواتر ہے۔ ت

اُن کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے کا حال بھی سن لیجئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اول ما دخل النقص على بنى اسرائيل كان الرجل يلتقى الرجل فيقول يا هذا اتق الله ودع ما تصنع فانه لا يحل لك ثم يلقاه من الغد وهو على حاله فلا يمنعه ذلك ان يكون اكيله وشريبه وقعيده فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض ثم قال لعن الذين كفروا من بنى اسرائيل على لسان داود وعيسى ابن مريم ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون ۝ كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون ۝ الحديث۔ رواه ابو داود ¹ واللفظ له والترمذي وحسنه عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه۔	بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ ان میں ایک شخص دوسرے سے ملتا اس سے کہتا اے شخص! اللہ سے ڈر اور اپنے کام سے باز آ کہ یہ حلال نہیں پھر دوسرے دن اس سے ملتا اور وہ اپنے اسی حال پر ہوتا تو یہ مرد اس کو اس کے ساتھ کھانے پینے پاس بیٹھنے سے نہ روکتا جب انھوں نے یہ حرکت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل باہم ایک دوسرے پر مارے کہ منع کرنے والوں کا حال بھی انھیں خطا والوں کے مثل ہو گیا۔ پھر فرمایا بنی اسرائیل کے کافر لعنت کے گئے داؤد و عیسیٰ بن مریم کی زبان پر۔ یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے کام سے نہ روکتے تھے۔ البتہ یہ سخت بری حرکت تھی کہ وہ کرتے تھے۔ (امام ابو داؤد نے حدیث مذکور کو روایت کیا اور یہ الفاظ انھیں کے ہیں۔ امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا۔ ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَأَمَّا يُسِيبُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدُّعَايِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝" ²	اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھ۔

¹ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة المائدة تحت آية لعن الذين كفروا الخ امین کمپنی کراچی ۱۳۰/۲ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم آفتاب

عالم پریس لاہور ۲۴۰/۲

² القرآن الکریم ۶/۲۸

تفسیر احمدی میں ہے:

ہم المبتدع والفسق والکافر والقعود مع کلہم مبتدع ^۱ ۔	ظالم لوگ بد مذہب اور فاسق اور کافر ہیں ان سب کے پاس بیٹھنا منع ہے۔

مروی ہوا اللہ عزوجل نے یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار برے لوگ ہلاک کروں گا۔ عرض کی الہی! برے تو برے ہیں اچھے کیوں ہلاک ہوں گے۔ فرمایا:

انہم لم یغضبوا بغضبی واکلوہم وشاربوہم رواہ ابن ابی الدنیاء ^۲ وابوالشیخ عن ابراہیم عن عمر الصنعانی۔	اس لئے کہ جن پر میرا غضب تھا انہوں نے ان پر غضب نہ کیا اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے (ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے ابراہیم سے انہوں نے عمر صنعانی سے اس کو روایت کیا۔ (ت)

ایسے لوگ شرعاً مستحق تذلیل و اہانت ہیں اور نماز کی امامت ایک اعلیٰ درجہ کی تعظیم و تکریم ہے۔ شرع مطہر جس کی اہانت کا حکم دے اس کی تعظیم کیونکر روا ہوگی، ولہذا علماء کرام فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ سب موجود میں سے علم میں زائد ہو اسے امام نہ کیا جائے کہ امامت میں اس کی تعظیم ہو حالانکہ شرعاً اس کی توہین واجب ہے۔ مراقی الفلاح وفتح اللہ المعین وطحطاوی علی الدر المختار میں ہے:

اما الفاسق الا علم فلا یقدم لان فی تقدیمہ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ^۳ ۔	امام کے طور پر کسی فاسق کو برائے امامت آگے کرنا جائز اور درست نہیں خواہ وہ بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم نہیں بلکہ از روئے شرع اس کی توہین ضروری ہوتی ہے۔ (ت)

اپنی عورتوں کو رنڈیوں کے سامنے بے پردہ حجاب کرنے والے ان سے میل ملاقات کرانے والے یا سخت احمق مجنون بد عقل ہیں یا نرے بے حیا بے غیرت بے شرم۔ عورت موم کی ناک بلکہ رال کی پڑیاں بلکہ بارود کی ڈبیا ہے آگ ایک ادنیٰ سے لگاؤ میں بھق سے ہو جانے والی ہے عقل بھی ناقص اور دین بھی ناقص اور طینت میں کچی اور شہوت میں مرد سے سو حصہ بیشی، اور صحبت بدکاثر مستقل مردوں کو بگاڑ دیتا

^۱ التفسیرات الاحمدیہ زیر آیت واما ینیسک الشیطن فلا تقعد مطہر کریمہ بمینی ص ۳۸۸

^۲ فیض القدیر بحوالہ ابن ابی الدنیاء تحت حدیث ۲۱۳۶ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۳۹۹

^۳ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۴۳

ہے۔ پھر ان نازک شیشوں کا کیا کہنا، جو خفیف ٹھیس سے پاش پاش ہو جائیں۔ یہ سب مضمون یعنی عورات کا ناقصات العقل والدین اور کج طبع اور شہوت میں زائد اور نازک شیشیاں ہونا صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوئے ہیں۔ اور صحبت بد کے اثر میں تو بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ یہ حدیث جلیل کہ مشکوٰۃ حکمت نبوت کی نورانی فتدیل ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسک وکیر الحداد لا یعد ملک من صاحب المسک اما ان تشتتیه وتجد ریحہ وکیر الحداد یحرق بیتک او ثوبک وتجد منه ریحاً خبیثة وفي حدیث ان لم یصبک من سواده اصابک من دخانه، رواه البخاری¹ عن ابی موسیٰ الاشعری والمتاخر لابی داؤد والنسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اچھے مصاحب اور برے ہمنشین کی کہادت ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہار کی بھٹی کہ مشک والا تیرے لئے نفع سے خالی نہیں یا تو تو اس سے خریدے گا کہ خود بھی مشک والا ہو جائے گا ورنہ خوشبو تو ضرور پائے گا۔ اور لوہار کی بھٹی تیرا گھر پھونک دے گی یا کپڑے جلادے گی یا کچھ نہیں تو اتنا ہوگا کہ تجھے بد بو پہنچے۔ اگر تیرے کپڑے اس سے کالے نہ ہوئے تو دھواں تو ضرور پہنچے گا۔ (امام بخاری نے اسے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے اور کچھلی حدیث ابو داؤد و نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ (ت)

فحش گیت شیطانی رسم اور کافروں کی ریت ہے۔ شیطان ملعون بے حیا ہے اور اللہ عزوجل کمال حیا والا۔ بیحیائی کی بات سے حیا والا ناراض ہوگا اور وہ بے حیائوں کا استاد انھیں اپنا مسخرہ بنائے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجنة حرام علی کل فاحش ان یدخلها اخرجه ابن ابی الدنیاء² فی فضل الصمت و ابو نعیم فی الحلیة عن عبد اللہ بن عمرو	جنت ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے۔ (محدث ابن ابی الدنیا نے فضل الصمت میں اور محدث ابو نعیم نے حلیہ، میں حضرت عبد اللہ بن عمرو

¹ صحیح البخاری کتاب البیوع باب فی العطار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۲، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس آفتاب عالم

پر لیس لاہور ۲/ ۳۰۸

² موسوعة رسائل ابن ابی الدنیاء حدیث ۳۳۵ مؤسسة الرسالة المكتبة الثقافية بیروت ۵/ ۲۰۶

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اس کی تخریج (فرمائی۔ت)	رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

یو نہیں بے ضرورت وحاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی بھی ناجائز و خلاف حیاء ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار، رواہ الترمذی ^۱ والحاکم و البیہقی فی الشعب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند صحیح۔	حیاء ایمان سے ہے، اور ایمان جنت میں ہے اور فحش بکنا بے ادبی ہے اور بے ادبی دوزخ میں ہے۔ (ترمذی اور حاکم نے اس کی روایت فرمائی اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں سند صحیح کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کو روایت کیا ہے۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الحياء والعی شعبتان من الایمان والبذاء والبیان شعبتان من النفاق۔ احمد ^۲ و الترمذی وحسنہ الحاکم وصححه عن ابی امامة الباهلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	شرم اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زبان کا طرار ہونا نفاق کے دو شعبے ہیں (امام احمد اور ترمذی نے اس کی روایت اور تحسین فرمائی اور حاکم نے تصحیح اس کی روایت کی اور سب نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مکان الفحش فی شبی قط الاشانه ومکان الحیاء فی شبی قط الازانه۔ احمد ^۳ والبخاری	فحش جب کسی چیز میں دخل پائے گا اسے عیب دار کر دے گا اور حیاء جب کسی چیز میں شامل

^۱ جامع الترمذی کتاب البر والصلة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲، المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۱/۵۲

^۲ جامع الترمذی کتاب البر والصلة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۳، المستدرک للحاکم کتاب الایمان ۱/۵۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی

امامة باہلی ۲۶۹/۵

^۳ سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الحیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۸، مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۶۵

فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	ہوگی اس کا سنگار کر دے گی۔ (امام احمد اور بخاری نے "الادب المفرد" میں ترمذی اور ابن ماجہ نے بسند حسن حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

البذاء شوم۔ اخرجہ الطبرانی ^۱ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	فحش بکنا منحوس ہے۔ (طبرانی نے ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن اسے روایت کیا ہے۔ ت)

یحییٰ بن خالد نے کہا:

اذارایت الرجل بذی اللسان وقاحادل علی انه مدخول فی نسبه، حکاہ المناوی فی التیسیر ^۲ ۔	جب تو کسی کو دیکھے کہ فحش بکنے والا بے حیاء ہے تو جان لے کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔ (مناوی نے تیسیر میں اس کی حکایت فرمائی۔ ت)

بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹی ہے تو اپنے نابالغ بچوں کو ایسی ناپاکیوں سے نہ روکنا ان کے لئے معاذ اللہ جہنم کا سامان تیار کرنا اور خود سخت گناہ میں گرفتار ہونا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارُ عَلَيْهِمْ مَلَكَةٌ غُلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ" ^۳	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت درشت خوف رشتے موکل ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انھیں فرمایا جائے وہی کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک عادتوں کی توفیق دے اور بری عادتوں بری باتوں سے پناہ بخشے آمین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ الجامع الصغير برمز طب عن ابی الدرداء حدیث ۳۱۹۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۹۱

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغير برمز عن ابی الدرداء تحت حدیث ۳۱۹۵ مکتبہ الامام الشافعی الریاض ۱/ ۴۳۸

^۳ القرآن الکریم ۶/ ۲۶

مسئلہ ۶۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کسی لڑکے کو اپنے ماں باپ اور بہنوں کے ایک مکان کی موجودگی میں اسی مکان کی کوٹھری میں کسی غیر عورت کے ساتھ زنا کاری اور ہم مجلس ہونا کیسا ہے یعنی ماں باپ کو اس کی حرکت کا متحمل ہونا چاہئے یا نہیں، کیا کرنا چاہئے؟ بینوا تو جروا (بیان فرمائے اجر و ثواب پائے۔ ت)

الجواب:

زنا کاری یا اجنبیہ عورت سے خلوت جہاں ہو حرام ہے خصوصاً باپ کے محل حضور میں دوسرا کبیرہ سخت واشد اور اس میں شامل ہے یعنی باپ کے ساتھ گستاخی اس کو ایذا رسانی، ایسے شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ "وہ اور دیوث جنت میں نہ جائیں گے" باپ کو ایسی حرکت ناپاک کا تحمل کرنا ہر گز روا نہیں بلکہ جہاں تک حد قدرت ہو باز رکھے۔ نہ باز رہے تو گھر سے دور کرے ورنہ اس کی آفت اس پر بھی آئے گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (خدا کی پناہ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۴۲۰ھ

از شہر کہنہ

مسئلہ ۶۷: ۷۱۶۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلوں میں:

- (۱) زید اپنی زوجہ کو پردہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے، دیور، بہنوئی وغیرہ سے پردہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) زید کی زوجہ پردہ کرنے سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اپنے کنبہ میں ایسے قریب رشتہ کے پردہ کی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ رسم بزرگوں سے جاری ہے میں ہر گز پردہ نہ کروں گی بدیں وجہ دیگر اشخاص کے گھر کی نسبت اور مثال دیتی ہے کہ یہ لوگ بھی اس طریقہ کے پابند نہیں ہیں میں کیونکر پابندی کروں۔
- (۳) وہ ہی لوگ جن کو کہ ایسے قریب کے رشتہ کے پردہ سے انکار ہے در پردہ فتنہ و فساد ہیں بلکہ مسماۃ کو ترغیب بد دینے والے اور کہنے والے ہیں کہ ایسے نو ایجاد طریقوں سے اب یہ گھر برباد ہوگا۔ ان شخصوں کا یہ خیال بد کیسا ہے اور ان کے واسطے کیا حکم ہے؟
- (۴) وہ لوگ جو کہ رشتہ میں دیور، بہنوئی وغیرہ پردہ کرنے سے ناراض ہوتے ہیں بلکہ طعن کرتے ہیں کہ یہ خوب نیا رسم جاری ہے۔

(۵) زوجہ زوج سے اسی سبب سے کہتی ہے کہ تم مجھ کو طلاق دے دو ورنہ میں پردہ ہر گز نہ کروں گی ان لوگوں سے تو اس زوجہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپھا، خالو، پچا زاد، ماموں زاد پھپھی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی اور ان سے لحاظ ٹوٹنا ہوتا ہے۔ واللہ! جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا ایک صحابی انصاری نے عرض کی، یا رسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا:

الحبو الموت، رواہ احمد ^۱ والبخاری عن عقبۃ بن عامر	جیٹھ دیور تو موت ہیں۔ امام احمد اور بخاری نے اسے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

خصوصاً جو وضع لباس و طریقہ پوشش اب عورات میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو خاص محارم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت حرام قطعی ہے اور اگر بغرض غلط گوئی عورت ایسی ہو بھی کہ ان امور کی پوری احتیاط رکھے کپڑے موٹے سر سے پاؤں تک پہنے رہے کہ منہ کی ٹنگی اور ہتھیلیوں تلووں کے سوا جسم کا کوئی بال کبھی نہ ظاہر ہو تو اس صورت میں جبکہ شوہر ان لوگوں کے سامنے آنے کو منع کرتا اور ناراض ہوتا ہے تو بایں سامنے آنا بھی حرام ہو گیا۔ عورت اگر نہ مانے گی اللہ قہار کے غضب میں گرفتار ہوگی جب تک شوہر ناراض رہے گا عورت کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی اللہ کے فرشتے عورت پر لعنت کریں گے اگر طلاق مانگے گی منافقہ ہوگی۔ جو لوگ عورت کو بھڑکاتے شوہر سے بگاڑ پر ابھارتے ہیں وہ شیطان کے پیارے ہیں۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا تجوز صلواتهم اذ انهم العبد الابق حتى يرجع	تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں اٹھتی، آقا سے بھاگا ہو اعلان جب تک پلٹ کر نہ آئے۔ اور عورت کہ سوائے اور اس کا شوہر اس سے

^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۷۸، مسند احمد بن حنبل عن عقبہ بن عامر

المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۴۹ و ۱۵۳، جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی کراہیۃ الدخول علی المغيبات، مین کپنی کراچی ۱۱/ ۱۳۹

وہم لہ کارہون۔ رواہ الترمذی ^۱ وحسنہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ناراض ہو اور جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کے عیب کے باعث اس کی امامت پر راضی نہ ہوں (امام ترمذی نے اس کو حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس کی تحسین فرمائی۔ ت)

حدیث ۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤسهم شبرا رجل امر قوماً وہم لہ کارہون وامرأة باتت وزوجها علیها ساخط واخوان متصارمان، رواہ ابن ماجہ ^۲ ابن حبان بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے بالشت بھر اوپر بلند نہیں ہوتی۔ ایک وہی امام اور عورت کے سوائے اور شوہر ناراض ہے اور دو بھائی کہ آپس میں علاقہ محبت قطع کئے ہوں۔ (ابن ماجہ اور ابن حبان نے بسند حسن اسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا یقبل اللہ لہم صلوۃ ولا تصعدلہم الی السماء حسنة العبد الأبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأة الساخط علیها حتی یرضی والسكران حتی یصحو رواہ الطبرانی فی الاوسط ^۳ وابناء خزیمۃ وحبان فی صحیحہما عن جابر	تین شخصوں کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی نہ کوئی نیکی آسمان کو چڑھے، بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کی طرف پلٹ کر اپنے آپ کو ان کے قابو میں دے۔ اور عورت جس سے اس کا خاوند ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے اور نشے والا جب تک ہوش میں آئے۔ (طبرانی نے "الاوسط" میں ابن خزیمہ

^۱ جامع الترمذی ابواب الصلوۃ باب من امر قوماً وہم لہ کارہون امین کمپنی دہلی ۱/ ۷۷

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب من امر قوماً وہم لہ کارہون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۹، الترغیب والترہیب بحوالہ ابن ماجہ وابن حبان الترہیب من امامۃ الرجل القوم لخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۱۴

^۳ المعجم الاوسط حدیث ۹۲۷ عن جابر بن عبد اللہ مکتبہ المعارف الریاض ۱/ ۱۰، ۱۰۷، صحیح ابن خزیمہ حدیث ۹۳۰ المکتب الاسلامی ۱/ ۶۹ و موارد الظمان حدیث ۱۲۹ ص ۳۱۵، الترغیب والترہیب بحوالہ المعجم الاوسط وابن خزیمہ وابن حبان والترہیب من شرب الخمر

بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اس کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۴: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا باتت المرأة هاجرة فراش زوجها لعنتها الملائكة حتى تصبح۔ رواه البخاری ^۱ ومسلم والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جب عورت اپنے شوہر کا بچھونا چھوڑ کر سوئے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت کریں (اسے امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان المرأة اذا خرجت من بيتها وزوجها كاره لذلك لعنها كل ملك في السماء وكل شئع تمر عليه غير الجن والانس حتى ترجع۔ رواه الطبرانی ^۲ في الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جو عورت اپنے گھر سے باہر جائے اور اس کے شوہر کو ناگوار ہو جب تک پلٹ کر نہ آئے آسمان میں ہر فرشتہ اس پر لعنت کرے اور جن و آدمی کے سوا جس جس چیز پر گزرے سب اس پر لعنت کریں (طبرانی نے الاوسط میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس فحرام علیها رائحة الجنة۔ رواه احمد ^۳	جو عورت بے ضرورت شرعی خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔ (امام احمد،

^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۸۲، صحیح مسلم کتاب النکاح

باب تحریم امتناعها من الفراش زوجها الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۶۴

^۲ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۵۱۷۷ مکتبة المعارف الرياض ۱/ ۳۱۴

^۳ سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق کراہیۃ الخلع للمرأة (پیش کش: سید کبیری کراچی ص ۱۴۹، مسند امام احمد عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۷۷، المستدرک للحاکم کتاب الطلاق کراہیۃ سوال الطلاق عن الزوج المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۰

ابوداؤد و الترمذی و حسنہ و ابن ماجہ و ابن حبان اور الحاکم و قال صحیح علی شرط البخاری و مسلم واقروه عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے روایت کیا۔ ت)	ابوداؤد و الترمذی و حسنہ و ابن ماجہ و ابن حبان والحاکم و قال صحیح علی شرط البخاری و مسلم واقروه عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۷: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان المختلعات هن المناققات رواه الطبرانی ^۱ فی الکبیر بسند حسن عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا۔ ت)	خاوندوں سے طلاق مول لینے والیاں وہی منافقہ ہیں۔ (امام طبرانی نے معجم الکبیر میں بسند حسن اسے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۱۳۸: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من خب علی امرئ زوجتہ او مملو کہ فلیس منارواہ احمد ^۲ و البزار و ابن حبان و الحاکم و قال صحیح و اقروه عن بریدۃ و ابوداؤد و الحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرۃ و الطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کیا۔ ت)	جو کسی شخص پر اس کی زوجہ یا اس کی باندی غلام کو بگاڑے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (امام احمد، بزار، ابن حبان اور حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور سب نے اسے برقرار رکھتے ہوئے حضرت بریدہ سے روایت کیا۔ ابوداؤد اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ اسے حضرت ابومرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کیا۔ ت)

رہا اس پر طعن کرنا اور نئی رسم بتانا یہ حکم خدا اور رسول پر طعنہ ہے۔ ان لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر چاہئے اور حکم شرع کے مطابق
اپنی ناجائز رسم کی سند پکڑنی اور جاہل بزرگوں کا حوالہ دینا یہ کافروں کی خصلت تھی ان سب پر توبہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ المعجم الکبیر حدیث ۹۳۵ عن عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/۷۷ ۳۳۹

^۲ مسند امام احمد عن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۵۲، الترغیب والترہیب بحوالہ احمد و بزار و ابن حبان

کتاب النکاح مصطفی البابی مصر ۳/۸۲، مورد الظہان حدیث ۱۳۱۸، المطبوعۃ السلفیہ ص ۳۲۰، المعجم الاوسط حدیث ۳۸۳۳ ۵/۲۴۰

وسنن ابی داؤد کتاب الادب ۲/۳۴۷

رسالہ

مروج النجاء لخروج النساء^{۱۳۱۶ھ}

(عورتوں کے نکلنے کے بارے میں خلاصی کی چراگا ہیں)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۸۷۶۷۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

- (۱) عورات کو اس مکاں میں جہاں محارم و غیر محارم مرد اور عورتیں ہوں جانا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۲) جس گھر میں نامحرم مرد و عورات ہیں وہاں عورت کو کسی تقریب یا شادی یا غمی میں برقعہ کے ساتھ جانا اور شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟
- (۳) جس مکان کا مالک نامحرم ہے لیکن اس جلسہ عورات میں نہیں ہے اور اس کا سامنا بھی نہیں ہوتا ہے مگر مالک مکان کی جوڑا اس عورت کی محرم ہے تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) ایسے گھر میں جس کے مالک تو نامحرم ہیں۔ مگر اس گھر میں کوئی عورت بھی اس عورت کی محرم نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک نامحرم ہے۔ مگر وہاں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے۔ اور جو عورت محرم ہے وہ مالک مکان کی نامحرم ہے۔ تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ایسے گھر میں جہاں مالک تو نا محرم ہے مگر اس گھر میں عورت اس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نا محرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسہ عورت ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جس گھر کا مالک تو نا محرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورت بھی اس گھر کی نا محرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۸) جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نا محرم ہیں تو جانا جائز ہے یا نا جائز ہے؟

(۹) جس گھر میں مالک نا محرم ہے مگر دوسرے شخص محرم ہیں حالانکہ سامنا نا محرموں سے نہیں ہوتا تو اس عورت کا جانا جائز ہے یا نا جائز؟

(۱۰) جس گھر کے دو مالک ہیں ایک اس عورت کا خاوند اور دوسرا نا محرم ہے تو اس گھر میں جانا جائز ہے یا نا جائز۔

(۱۱) جس گھر میں عام محفل ہے جہاں مذکور الصدر سب اقسام موجود ہیں اور عورت پردہ نشین وغیرہ پردہ نشین دونوں قسم کی موجود ہیں اور مرد بھی محارم اور غیر محارم ہیں مگر یہ عورت نا محرم مرد سے چادر وغیرہ سے پردہ کئے ان عورتوں میں بیٹھ سکتی ہے تو ایسی حالت میں جانا جائز ہے یا نا جائز ہے؟

(۱۲) جس گھر میں ایسی تقریب ہو رہی ہے جس میں منہیات شرعیہ ہو رہے ہیں اس میں کسی مرد یا عورت کو اس طرح سے جانا کہ وہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھے جہاں مواجہہ تو اس کی شرکت میں نہیں ہے مگر آواز وغیرہ آرہی ہے گو اس آواز وغیرہ نا جائز امور سے اسے حظ بھی نہیں ہے اور نہ متوجہ اس طرف ہے تو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳) جس گھر میں مالک وغیرہ نا محرم مگر اس عورت کے ساتھ محارم عورت بھی ہیں گو اس گھر کے لوگ ان عورت کے نا محرم ہیں تو اس کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۴) شقوق مذکور الصدر میں سے جو شقوق نا جائز ہیں ان میں سے کسی شق میں عورت کو شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں؟

(۱۵) مرد کو اپنی بی بی کو ایسی مجالس و محافل میں شرکت سے منع کرنے اور نہ کرنے کا کیا حکم ہے اور عورت پر اتباع و عدم اتباع سے کس درجہ نافرمانی کا اطلاق اور کیا اثر ہوگا اور مرد کو شریک ہونے اور نہ ہونے کا کیا حکم ہے؟

(۱۶) جس مکان میں مجمع عورات محارم و غیر محارم کا ہو اور عورات محارم و نامحارم ایک طرف خاص پردہ میں باہم مجتمع ہوں اور مجمع مردوں کا بھی ہر قسم کے اسی مکان میں عورات سے علیحدہ ہو لیکن آواز نامحرم مردوں کی عورات سنتی ہیں اور ایسے مکان میں مجلس وعظ یا ذکر شریف نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام منعقد ہے تو ایسے جلسہ میں اپنے محارم کو بھیجنا یا نہ بھیجنا کیا حکم ہے اور نہ بھیجنے سے کیا محذور شرعی لازم ہوتا ہے اور انعقاد ایسی مجالس کا اپنے زنانہ مکانات میں کیسا ہے اور اس ذکر یا واعظ کو اپنے محارم یا غیر محارم کے ایسے مکان میں جانا چاہئے یا نہیں فقط بینوا توجروا عند اللہ الوہاب (بیان کرو اللہ وہاب سے اجر پاؤ گے۔ ت) مقصود سائل عورات محارم سے وہ قرابت دار ہیں جن کے مرد فرض کرنے سے نکاح جائز نہ ہو۔ بینوا توجروا

الجواب:

صور جزئیہ کے عرض جواب سے پہلے چند اصول و فوائد ملحوظ خاطر عاظر رہیں کہ بعونہ عز مجدہ شقوق مذکورہ وغیرہ مزبورہ سب کا بیان مبین اور فہم حکم کے مؤید و معین ہوں وبالله التوفیق۔

اول: اصل کلی یہ ہے کہ عورت کا اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس ان کے یہاں عیادت یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دنیوی حاجت یا صرف ملنے کے لئے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری نہ ہو، مجمع فساق نہ ہو۔ تقریب ممنوع شرعی نہ ہو، ناچ یا گانے کی محفل نہ ہو، زنان فواحش و بیباک کی صحبت نہ ہو، چوبے شریعت کے شیطانی گیت نہ ہوں۔ سمدھنوں کی گالیاں سننا سنانا نہ ہو، نامحرم دولہا کو دیکھنا دکھانا نہ ہو، رتھجے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہ ہو۔ دوم: اجانب کے یہاں جہاں کے مرد و زن سب اس کے نامحرم ہوں شادی غمی زیارت عیادت ان کی کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں اگرچہ شوہر کے اذن سے، اگر اذن دے گا خود بھی گنہگار ہو گا سو چند صور مفصلہ ذیل کے۔ اور ان میں بھی حتی الوسع تسر و تحرز اور فتنہ سے تحفظ فرض۔

سوم: کسی کے مکان سے مراد اس کا مکان سکونت ہے نہ مکان ملک مثلاً اجنبی کے مکان میں بھائی کرایہ پر رہتا ہے جانا جائز بھائی کے مکان میں اجنبی عاریہ ساکن ہے جانا ناجائز۔

چہارم: محارم میں مردوں سے مراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ عہد جزئیہ ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام کہ

عہ: اراد الحد المتفق علیہ من ائمتنا واحترزہ عن اللعان عند ابی یوسف فانہ عندہ حرمة ابدیہ۔

کسی صورت سے حلت نہیں ہو سکتی نہ بہنوئی یا پھوپھا یا خالو کہ بہن پھوپھی خالہ کے بعد ان سے نکاح ممکن علاقہ جزئیّت رضاع و مصاہرت کو بھی عام مگر زنان جوان خصوصاً حسینوں کو بلا ضرورت ان سے احتراز ہی چاہئے۔ اور برعکس رواج عوام بیاہیوں کو کنواریوں سے زیادہ کہ ان میں نہ وہ حیا ہوتی ہے، نہ اتنا خوف، نہ اس قدر لحاظ اور نہ ان کا وہ رعب، نہ عامہ محافظین کو اس درجہ ان کی نگہداشت اور ذوق چشیدہ کی رغبت انجان نادان سے کہیں زائد، لیس الخبر کالمعاينة (خبر معائنہ کی طرح نہیں ہوتی۔ ت) تو ان میں موانع ہلکے اور مقتضی بھاری اور صلاح و تقویٰ پر اعتماد سخت غلط کاری، مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا ذالاحول ولا قوۃ الا باللہ نہ کہ عورت جو عقل و دین میں اس سے آدھی اور رغبت نفسانی میں سو گنی۔ ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے اور ایک پیچھے، تقبل شیطان و تدبر شیطان^۱

والعیاذ باللہ العزیز الرحمن اللهم انی اسألك العفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة لی وللمؤمنین وللمؤمنات جیبعا۔ آمین!	اللہ عزیز و رحمن بچائے۔ یا اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں اپنے لئے اور تمام مومنین و مومنات کے لئے معافی و عافیت طلب کرتا ہوں آمین! (ت)

پنجم: محرم عورتوں سے وہ مراد کہ دونوں میں جسے مرد فرض کیجئے نکاح حرام ابدی ہو ایک جانب سے جریان کافی نہیں مثلاً ساس بہو تو باہم نامحرم ہی ہیں کہ ان میں جسے مرد فرض کریں دوسرے سے بیگانہ ہے سوتیلی ماں بیٹیاں بھی آپس میں محرم نہیں کہ اگر بیٹی کو مرد فرض کرنے سے حرمت ابدیہ ہے کہ وہ اس کے باپ کی مدخولہ ہے مگر ماں کو مرد فرض کرنے سے محض بیگانگی کہ اب وہ اس کے باپ کی کوئی نہیں۔

ششم: رہے وہ مواضع جو محارم و اجانب کسی کے مکان نہیں اگر وہاں تنہائی و خلوت ہے تو شوہر یا محرم کے ساتھ جانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مکان میں شوہر و محارم کے ساتھ رہنا اور مکان قید و حفاظت ہے کہ ستر و تحفظ پر اطمینان حاصل اور اندیشائے فتنہ یکسر زائل۔ تو یوں بھی حرج نہیں اس قید کے بعد استثناء یک روزہ راہ کی حاجت نہیں کہ بے معیت شوہر یا محرم عاقل بالغ قابل اعتماد حرام ہے اگرچہ محل خالی کی طرف۔ وجہ یہ ہے کہ عورت کا تنہا مقام دور کو جانا اندیشہ فتنہ سے عاری نہیں تو وہی قید

^۱ صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب من رأى امرأة فوقعت فی نفسه الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۹

اس کے اخراج کو کافی، اور اگر مجمع محل جلوت ہے تو بے حاجت شرعی اجازت نہیں خصوصاً جہاں فضولیات و بطالات و خطیئات و جہالت کا جلسہ ہو۔ جیسے سیر و تماشے، باجے تاشے، ندیوں کے پن گھٹ، ناؤ چڑھانے کے جگمگٹ، بینظیر کے میلے پھول والوں کے جھمیلے۔ نوچندی کی بلائیں، مصنوعی کر بلائیں۔ علم تعزیموں کے کاوے، تخت جریدوں کے دھاوے، حسین آباد کے جلوے، عباسی درگاہ کے بلوے، ایسے مواقع مردوں کے جانے کے بھی نہیں۔ نہ کہ یہ نازک شیشیاں جنہیں صحیح حدیث میں ارشاد ہوا:

رویدك انجشہ رفقاً بالقوارير ^۱ ۔	انجشہ! دیکھنا، شیشیوں کو آہستہ لے چل۔ (ت)

اور محل حاجت میں جس کی صورتیں مذکور ہوں گی بشرط تسر و تحفظ و تحرز فتنہ اجازت یک روزہ راہ بلکہ نزد تحقیق مناسط اس سے کم میں بھی محافظہ مذکور کی حاجت۔

ہفتم: یہ اور وہ سب یعنی مکان غیر و غیر مکان میں جانا بشرائط مذکورہ جائز ہونے کی نو صورتیں ہیں:

(۱) قابلہ (۲) غاسلہ (۳) نازلہ (۴) مریضہ (۵) مضطرہ (۶) حاجہ (۷) مجاہدہ (۸) مسافرہ (۹) کاسبہ۔

قابلہ: یہ کہ کسی عورت کو درد زہ ہو یہ دائی ہے۔

غاسلہ: جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر دار ہے تو اذن شوہر ضرور جبکہ مہر متجمل نہ ہو یا تھا تو پا چکی۔

نازلہ: جب اسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے یہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔

مریضہ: کہ طبیب کو بلا نہیں سکتی نبض کو دکھانے کی ضرورت ہے اسی طرح زچہ و مریضہ کا علاجاً حمام کو جانا جبکہ وہاں کسی طرف سے کشف عورت اور بند مکان میں گرم پانی سے گھر میں نہانا کفایت نہ ہو۔

مضطرہ: کہ مکان میں آگ لگی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض ایسی کوئی حالت واقع ہوئی کہ حفظ دین یا ناموس یا جان کے لئے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن و امان میں جائے بغیر چارہ نہیں اور عضو شق نفس اور مال اس کا شقیق ہے۔

حاجہ: ظاہر ہے اور زائرہ اس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

^۱ صحیح بخاری کتاب الادب باب المعاریض مندوحة عن الکذب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۷، مسند احمد بن حنبل مروی از انس بن

علیہ وسلم تمتہ حج بلکہ متممہ حج ہے۔

مجاہدہ: جب عیاذ باللہ عیاذ باللہ اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولیٰ ہر پسر بے اذن والدین ہر پردہ نشین بے اذن شوہر جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد و سلاح و زاد ہو۔
مسافرہ: جو عورت سفر جائز کو جائے مثلاً والدین مدت سفر پر ہیں یا شوہر نے کہ دور نوکر ہے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سراوغیرہ میں اترنے سے چارہ نہیں۔

کاسبہ: عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جوہر کہ خبر گیری نہیں کرتا۔ نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے، نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت، نہ بیت المال منتظم۔ نہ گھر بیٹھے و ستکاری پر قدرت، نہ محارم کے یہاں ذریعہ خدمت، نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ و تحرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہو حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آ کر کر لے جیسے سینا پینا، ورنہ اس گھر میں نوکری کر لے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے، ورنہ جہاں کامرد متقی پر ہیزگار ہو اور ساٹھ ستر برس کی پیر زال بد شکل کریہہ النظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں۔

تمیمیہ: ان کے سوائے صورتیں اور بھی ہیں: شاہدہ، طالبہ، مطلوبہ۔

شاہدہ: وہ جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رؤیت ہلال رمضان و سماع طلاق و عتق و غیرہا میں شہادت ہو اور ثبوت اس کی گواہی و حاضری دارالقضا پر موقوف خواہ بشرط مذکور کسی حق العبد مثل عتق غلام و نکاح معاملات مالیہ کی گواہی اور مدعی اس سے طالب اور قاضی عادل اور قبول مامول اور دن کے دن گواہی دے کر واپس آ سکے۔

طالبہ: جب اس کا کسی پر حق آتا ہو اور بے جائے دعوٰی نہیں ہو سکتا۔

مطلوبہ: جب اس پر کسی نے غلط دعوٰی کیا اور جواب دہی میں جانا ضرور۔

یہ صورتیں بھی علماء نے شمار فرمائیں۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ پردہ نشینوں کو ان کی حاجت نہیں کہ ان کی طرف سے وکالت مقبول اور حاکم شرع کا خود آ کر نائب بھیج کر ان سے شہادت لینا معمول۔ یہ بیان کافی و صافی، بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کو حاوی و دافی، بعونہ تعالیٰ اب جواب جزئیات ملاحظہ ہو۔

جواب سوال اول: وہ مکان محارم ہے یا مکان غیر یا غیر مکان اور وہاں جانے کی طرف حاجت شرعیہ داعی یا نہیں سب صور کا مفصل بیان مع شرائط و مستثنیات گزرا۔

جواب سوال دوم: اگر یہ مراد کہ نامحرم بھی ہیں تو وہی سوال اول ہے اور اگر یہ مقصود کہ نامحرم ہی ہیں تو جواب ناجائز مگر بصورت استثناء۔

جواب سوال سوم: زن محرم کے یہاں اس کی زیارت عیادت تعزیت کسی شرعی حاجت کے لئے جانا بشرائط مذکورہ اصل اول جائز مگر کتب معتبرہ مثل مجموع النوازل و خلاصۃ و فتح القدیر و بحر الرائق و اشباہ و غمز العیون و طریقہ محمدیہ و در مختار و ابوالسعود و شرنبلالیہ و ہندیہ وغیرہ میں ظاہر کلمات ائمہ کرام شادیوں میں جانے سے مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ محارم کے یہاں علامہ احمد طحطاوی نے اسی پر جزم اور علامہ مصطفیٰ رحمتمی و علامہ شامی نے اسی کا استظهار کیا اور یہی مقتضی ہے حدیث عبد اللہ بن عمرو و حدیث خولہ بنت الیمان و حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا،

فلتنظر نفس ما ذا ترى، (پس ہر جان کو غور کرنا چاہئے جو کچھ غور کرنا ہے۔ ت) اور اگر شادیاں ان فواحش و منکرات پر مشتمل ہوں جن کی طرف ہم نے اصل اول میں اشارہ کیا تو منع یقینی ہے اور شوہر دار کو تو شوہر بہر حال اس سے روک سکتا ہے جبکہ مہر معجل سے کچھ باقی نہ ہو۔

جواب سوال چہارم: نہ مگر باستثناء مذکور۔

جواب سوال پنجم: وہ مکان اگر اس زن محرم کا مسکن ہے تو اس کے پاس جانا تفصیل مذکور جواب سوم پر ہے ورنہ یوں کہ نامحرموں کے یہاں دو بہنیں جائیں کہ وہاں ہر ایک دوسرے کی محرم ہوگی اجازت نہیں کہ ممنوع و ممنوع مل کر ناممنوع نہ ہوں گے۔

جواب سوال ششم: اگر وہ مکان ان زنان محارم کا ہے تو جواب جواب سوم ہے کہ گزر اور نہ جواب ہفتم کہ آتا ہے۔
جواب سوال ہفتم: اللهم انی اعوذ بک من الفتن والآفات و عوار العورات (اے اللہ! فتنوں، آفتوں اور عورتوں کے مکر سے تیری پناہ۔ ت) یہ مسئلہ مکان اجانب میں زنان اجنبیہ کے پاس عورتوں کے جانے کا ہے علماء کرام نے مواضع استثناء ذکر کر کے فرمادیا:

ان کے ماوراء میں اور اگر شوہر اذن دے تو وہ بھی گنہ گار۔

وفیما عد ذلك وان اذن کاناً عاصیین منه^۱۔

^۱ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب النکاح الفصل الخامس عشر فی الحظر و لا باحۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵۳/۲

اس نفی کا عموم سب کو شامل پھر ان مواضع میں ماں کے پاس جانا بھی شمار فرمایا اور دیگر محارم کے پاس بھی، اور اس کی مثال خانیہ^۱ وغیرہا میں خالہ و عمہ و خواہر سے دی نیز علماء نے قابلہ و غاسلہ کا استثناء کیا اور پر ظاہر کہ وہ نہ جائیں گی مگر عورات کے پاس اگر زنان اجنبیہ کے پاس جانا مواضع استثناء سے مخصوص نہ ہوتا تو استثناء میں مادر و خالہ و خواہر و عمہ و قابلہ و غاسلہ کے ذکر کے کوئی معنی نہ تھے احادیث ثلاثہ مشار الیہا میں ارشاد ہوا عورتوں کے اجتماع میں خیر نہیں^۲ حدیثین اولین میں اس کی علت فرمائی کہ وہ جب اکٹھی ہوتی ہیں یہودہ باتیں کرتی ہیں^۳۔ حدیث ثالث میں فرمایا ان کے جمع ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل کرنے لوہا تپایا جب آگ ہو گیا کوٹنا شروع کیا جس چیز پر اس کا پھول پڑا جلادی^۴ رواہن جمیعاً الطبرانی فی الکبیر (جمع احادیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا) عورتیں کہ بوجہ نقصان عقل و دین سنگدل اور امر حق سے کم منفعل ہیں ولذا لم یکمل منهن الاقلیل (عورتوں سے کوئی کام کامل نہ ہو مگر قلیل۔ ت) لوہے سے تشبہ دی گئیں اور نار شہوات و خلعات کہ ان میں رجال سے سوحصہ زائد مشتعل لوہار کی جھٹی اور ان کا محلے بالطبع ہو کر اجتماع لوہے اور ہتھوڑے کی صحبت اب جو چنگاریاں اڑیں گی دین، ناموس، حیاء، غیرت، جس پر پڑیں گی صاف پھونک دیں گی، سلمیٰ پارسا ہے ہاں پارسا ہے وبارک اللہ۔ مگر جان برادر! کیا پارسانیں معصوم ہوتی ہیں کیا صحبت بد میں اثر نہیں جب قیموں سے جدا خود سر و آزاد ایک مکان میں جمع اور قیموں کے آنے دیکھنے سے بھی اطمینان حاصل فأنہا خلقت من ضلع اعوج^۵ کج سے بنی کج ہی چلے گی آپ نادان ہے توشدہ شدہ سیکھ کر رنگ بدلے گی جسے تشقیف زنان کی پروا نہیں یا حالات زماں سے آگاہ نہیں اول ظالم کا تو نام نہ لیجئے اور ثانی صالح سے گزارش کیجئے ع

معذور دارمت کہ تو اور انداندیدہ
(مجھے معذور رکھ کر تو نے اسے دیکھا نہیں۔ ت)

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح باب النفقة نوکثور لکھنؤ ۱۹۴

^۲ المعجم الکبیر مروی عن عبد اللہ بن عمر حدیث ۱۳۲۲۸ المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۲ / ۳۱۷

^۳ المعجم الکبیر خولہ بنت الیمان حدیث ۶۳۲ المكتبة الفیصلیة بیروت ۲۴ / ۲۴۶، المعجم الاوسط حدیث ۱۲۶۷ المكتبة المعارف

الریاض ۸ / ۶۴

^۴ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الاذکار باب ما جاء فی مجالس الذکر دار الکتب بیروت ۱۰ / ۷۷-۷۸

^۵ صحیح البخاری کتاب الانبیاء ۴۶۹ و کتاب النکاح ۷۹ / ۷۷ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیة بالنساء

قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱ / ۷۵۳

جمع زنان کی شاعت وہ ہیں کہ لاینبغی ان تذکر فضلاً ان تسطر (جن کا ذکر نامناسب ہے چہ جائیکہ لکھا جائے۔ ت) جسے ان نازک شیشوں کو صدمے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ شیشیاں شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بھی ٹھیس کھا جاتی ہیں حاجات شرعیہ وہی جو علمائے کرام نے استثناء فرمادیں، غرض احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہلکا نہیں کہ اجتماع نساء میں خیر و صلاح نہیں آئندہ اختیار بدست مختار۔

جواب سوال ہشتم و نهم: ان دونوں سوالوں کا جواب بعد ملاحظہ اصل سوم و جوابات سابقہ ظاہر کہ بعد اسقاط اعتبار ملک و لحاظ سکونت یہ ان سے جدا کوئی صورت نہیں۔

جواب سوال دہم: ملک کا حال وہی ہے جو اوپر گزرا، اور شوہر کے پاس جانا مطلقاً جائز جبکہ ستر حاصل اور تحفظ کامل اور ہر گونہ اندیشہ فتنہ زائل اور موقع غیر موقع ممنوع و باطل ہو۔ اور شوہر جس مکان میں رہے اگرچہ ملک مشترک بلکہ غیر کی ملک ہو اس کے پاس رہنے کی بھی بشرائط معلومہ مطلقاً اجازت بلکہ جب نہ مہر مجمل کا تقاضا نہ مکان معصوب ہونے کے باعث دین یا جان کا ضرر ہو اور شوہر شرائط سکنائے واجبہ مذکورہ فقہ بجا لایا ہو تو واجب انھیں شرائط سے واضح ہوگا کہ مسکن میں اوروں کی شرکت سکونت کہاں تک تحمل کی جاسکتی ہے اتنا ضروری ہے کہ عورت کو ضرر دینا بنص قطعی قرآن عظیم حرام ہے۔ اور شک نہیں کہ اجنبی مرد تو مرد ہیں سوتن کی شرکت بھی ضرر رساں، اور جہاں ساس، نند، دیورانی، جھٹانی سے ایذا ہو تو ان سے بھی جدا رکھنا حق زنان والتفصیل فی رد المحتار۔

جواب سوال یازدہم: یہ تقریباً وہی سوال ہے محارم کے یہاں بشرائط جائز، جواب سوم بھی ملحوظ رہے ورنہ خدا کے گھر یعنی مساجد سے بہتر عام محفل کہاں ہوگی۔ اور ستر بھی کیسا کہ میردوں کی ادھر ایسی پیٹھ کہ منہ نہیں کر سکتے اور انھیں حکم کہ بعد سلام جب تک عورتیں نہ نکل جائیں نہ اٹھو مگر علماء نے اوّل کچھ تخصیصیں کیں جب زمانہ فتن کا آیا مطلقاً ناجائز فرمادیا۔

جواب سوال دوازدہم: اگر جانے میں اس حالت میں جانے سے انکار کروں تو انھیں منہیات کا چھوڑنا پڑے گا تو جب تک ترک نہ کریں جانا ناجائز، اور جانے کہ میں جاؤں تو میرے سامنے منہیات نہ کر سکیں گے تو جانا واجب۔ جبکہ خود اس جانے میں منکر کا ارتکاب نہ ہو۔ اور اگر نہ یہ نہ وہ تو محل عار و طعن و بدگوئی و بدگمانی سے احتراز لازم۔ خصوصاً مقتدا کو۔ ورنہ بشرائط معلومہ جبکہ حالت مذکورہ سوال ہو کہ اسے نہ حظ نہ توجہ، اگرچہ تحریم نہیں مگر حدیث ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ شہنا کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دیں اور یہی فعل حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا اس سے احتراز کی طرف داعی خصوصاً نازک دل عورتوں کے لئے حدیث انجیثہ ابھی گزری اور صلاح پر اعتماد زری غلطی ع بسائیں آفت از آواز خیزد

(بہت دفعہ آواز سے آفت آ پڑتی ہے۔ ت)

ع حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔

جواب سوال سیزدہم: جواب پنجم ملاحظہ ہو، عورت کا عورت کے ساتھ ہونا زیادت عورت ہے نہ حفاظت کی صورت سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جائے محافظ کی ضرورت ہوگی نہ کہ ایک توڑا دوسرے کی نگہداشت کرے۔

جواب سوال چہار دہم: گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہاں وہ صورتیں جہاں منع صرف حق شوہر کے لئے ہے جیسے مہر مجل نہ رکھنے والی کا ہفتے کے اندر والدین یا سال کے اندر دے کر محارم کے یہاں جانا وہاں شب باش ہونا یہ اجازت شوہر سے جائز ہو جائے گا۔ والا۔

جواب سوال پانزدہم: "أَلَدَّ جَالٌ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ"¹ (مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ ت) مرد کو لازم کہ اپنی اہلیہ کو حتی المقدور مناہی سے روکے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"² (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔ عورت بحال نافرمانی دہری گناہگار ہوگی۔ ایک گناہ شرع، دوسرے گناہ نافرمانی شوہر، اس سے زیادہ اثر جو عوام میں مشتہر کہ بے اذن جائے تو نکاح سے جائے غلط اور باطل۔ مگر جبکہ شوہر نے ایسے جانے پر طلاق بائن معلق کی ہو، مرد ہر مجلس خالی عن المنکرات میں شریک ہو سکتا ہے اور نہی عن المنکر کے لئے مجالس منکرہ میں بھی جانا ممکن جبکہ مشیر فتنہ نہ ہو، "وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ"³ (فتنہ قتل سے بڑا ہے۔ ت) مگر تجسس و اتباع عورات و دخول دار غیر بے اذن کی اجازت نہیں۔

جواب سوال شانزدہم: عورتوں کے لئے محرم عورت کے معنی اصل پنجم میں گزرے اور نہ بھیجئے

¹ القرآن الکریم ۴ / ۳۴

² القرآن الکریم ۲۶ / ۶

³ القرآن الکریم ۲ / ۲۱۷

میں اصلاً محذور شرعی نہیں اگرچہ مجلس محارم زن کے یہاں ہو بلکہ اگر واعظ اکثر واعظان زمانہ کی طرح کہ جاہل و ناواقف و بیباک و ناقابل ہوتے ہیں مبلغ علم کچھ اشعار خوانی یا بے سرو پا کہانی یا تفسیر مصنوع یا تحدیث موضوع، نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احتفاظ۔ نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ، غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام۔ یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلین جاہلین سے کہ رسائل پڑھیں تو جہال مغرور کے اشعار گائیں تو شعراء بے شعور کے انبیاء کی توہین خدا پر اتہام اور نعت و منقبت کا نام بدنام، جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام۔ اور اپنے یہاں انعقاد مجمع انعام۔ آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پر ملال۔ فان الله وانا اليه راجعون۔ اسی طرح اگر عادت نساء سے معلوم یا منظون کہ بنام مجلس وعظ و ذکر اقدس جائیں اور سنیں نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کچھریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان زمان، تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ اب یہ جانا اگرچہ بنام خیر مگر مروجہ غیر ہے ذکر و تذکیر کے وقت لغو و لفظ شرعاً ممنوع و غلط، اور اگر ان سب مفاسد سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محارم کے یہاں بشرائط معلومہ بھیجے میں حرج نہیں اور غیر محارم یعنی مکان غیر یا غیر مکان میں بھیجنا اگر کسی طرح احتمال فتنہ یا منکر کا مظنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پہنچ کر اپنی مجلس بھانا یا بعد ختم اسی مجمع زنان کا رنگ منانا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نامنکر اور بلحاظ تقریر جواب سوم و ہفتم یہ شرائط عام تر، اور اگر فرض کیجئے کہ واعظ و ذاکر عالم سنی متدین مابر اور عورتیں جا کر حسب آداب شرع بحضور قلب سمع میں مشغول رہیں اور حال مجلس و سابق و لاحق و ذہاب و ایاب بلکہ جملہ اوقات میں جمیع منکرات و شائع مالوفہ و غیر مالوفہ معروفہ و غیر معروفہ سب سے تحفظ تام و تحرز تمام پر اطمینان کافی و وافی ہو، اور سبحان اللہ کہاں تحرز اور کہاں اطمینان تو محارم کے یہاں بھیجنے میں اصلاً حرج نہیں ہے نہ اجانب فہذا مباح استخیر اللہ تعالیٰ فیہ (یہ وہ جس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا ہے۔ ت) و جیز کردری میں فرمایا: عورت کا وعظ سننے کو جانا لا باس بہ ہے^۱۔ جس کا حاصل کراہت تنزیہی۔ امام فخر الاسلام نے فرمایا: وعظ کی طرف عورت کا خروج مطلقاً مکروہ ہے۔ جس کا اطلاق مفید کراہت تحریمی، اور انصاف کیجئے تو عورت کا بستر کامل و حفظ شامل اپنے گھر کے پاس مسجد میں صلحاء محارم کے ساتھ تکبیر کے وقت جا کر نماز میں شریک ہونا اور سلام ہوتے ہی دو قدم رکھ کر گھر میں جانا ہر گز فتنہ کی گنجائشوں تو سب سے زیادہ احتمال نہیں رکھتا جیسا کہ غیر محلہ غیر جگہ بے معیت محرم

^۱ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الفصل الثامن عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۳/ ۱۵۷

مکان اجانب و احاطہ مقبوضہ ابا بعد میں جا کر مجمع ناقصات العقل والدین کے ساتھ محلے بالطح ہونا پھر اسے علماء نے بلحاظ زمان مطلقاً منع فرمادیا تاکہ صحیح حدیثوں میں اس سے ممانعت کی ممانعت موجود اور حاضرین عیدین پر تو یہاں تک تاکید اکید کہ حیض والیاں بھی نکلیں۔ اگر چادر نہ رکھتی ہوں دوسری اپنی چادروں میں شریک کر لیں۔ مصلے سے الگ بیٹھیں خیر و دعاء مسلمان کی برکت لیں تو یہ صورت اولیٰ بال منع ہے شرع مطہر فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیۃً اس کا سد باب کرتی اور حیلہ و وسیلہ شرک کے یکسر پر کترتی ہے غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا لا تسکونھن الغرف^۱ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو۔ یہ وہی طائر نگاہ کے پر کترتے ہیں شرع مطہر نہیں فرماتی کہ تم خاص لیلیٰ و سلمیٰ پر بدگمانی کرو یا خاص زید و عمرو کے مکانوں کو مظنہ فتنہ کہو یا خاص کسی جماعت زنان کو مجمع نا بایستنی بتاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتی ہے کہ ان من الخرز سوء الظن (بدگمانی میں حفاظت ہے۔ ت)۔

نگہ دار دآں شوخ در کیسہ دُر کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

(نگاہ رکھ اے ہوشیار آدمی جیب میں موتی والے۔ کیونکہ جیب کترے ہر ایک کو جانتے ہیں۔ ت)

صالح و طالح کسی کے منہ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن میں باطن کے خلاف ہوتا ہے۔ اور مطابق بھی ہو تو صالحین و صالحات معصوم نہیں اور علم باطن و ادراک غیب کی طرف راہ کہاں اور سب سے در گزرے تو آج کل عامہ ناس خصوصاً نساء میں بڑا ہنر آن ہوئی جوڑ لینا طوفان لگا دینا ہے کا جل کی کو ٹھڑی کے پاس ہی کیوں جائے کہ دھبا کھائیے۔ لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل در با ہی جلا دیا جائے ع

وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو سامان کا

شرع مطہر حکیم ہے اور مؤمنین اور مومنات پر رؤف و رحیم۔ اس کی عادت کریمہ ہے کہ ایسے مواضع احتیاط میں مابہ باس کے اندیشہ سے مالا باس بہ کہہ کر منع فرماتی ہے جب شراب حرام فرمائی اس صورت کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرمادی جن میں شراب اٹھایا کرتے تھے کہ زید کہے بارہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ نہ ہوا جان برادر علاج واقعہ کیا بعد الوقوع چاہئے مالک مروتہ تسلم الجرة (مٹکا ہر مرتبہ سالم نہیں رہتا۔ ت) ع

^۱ تاریخ بغداد ترجمہ یحییٰ بن زکریا نمبر ۵۲۰ دار الکتب العربی بیروت ۱۴/۲۲۴

ہر بار سبوز چاہ سالم نرسید

(بھرامنکا ہر بار کنویں سے سالم نہیں پہنچتا۔ ت)

اکل و شرب وغیرہ کی صداہ صورتوں میں اطباء لکھتے ہیں یہ مضر ہے اور لوگ ہزار بار کرتے ہیں طبیعت کی قوت ضد کی مقاومت تقدیر کی مساعدت کہ ضرر نہیں ہوتا اس سے اس کا بے غائلہ ہونا سمجھا جائے گا خدا پناہ دے بری گھڑی کہہ کر نہیں آتی اجنبیوں سے علماء کا ایجاب حجاب آخر اسی سد فتنہ کے لئے ہے پھر سوا چند توفیق رفیق بندوں کے چچا ماموں خالہ پھوپھی کے بیٹوں کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیسا رواج ہے اور اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ناترس ہندیوں کے وہ بد لحاظی کے لباس آدھے سر کے بال اور کلائیاں اور کچھ حصہ گلو و شکم و ساق کا کھلا رہنا تو کسی گنتی شمار ہی میں نہیں، اور زیادہ بانگین ہو اتو دوپٹہ شانوں پر ڈھلکا ہوا کریب یا جالی باریک یا خاص ململ کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت کے ساتھ ان رشتہ داروں کے سامنے پھرنا بالینہ وہ رؤف و رحیم حفظ فرماتا ہے فتنہ نہیں ہوتا ان اعضاء کا ستر کیا بعینہ واجب تھا حاشا بلکہ وہی وداعی و سد باب پھر اگر ہزار بار داعی نہ ہوئے تو کیا وہ حکم حکمت باطل ہو جائیگے شرع مطہر جب مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اصل علت پر اصلا مدار نہیں رکھتی وہ چاہے کبھی نہ ہو نفس مظنہ پر حکم چلے گا فقیر کے پاس تو یہ ہے اور جو اس سے بہتر جانتا ہو مجھے مطلع کرے بہر حال اس قدر یقینی کہ بھیجنا محتمل اور نہ بھیجنا بالاجماع جائز و بے خلل، لہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے نزدیک اسی پر عمل رہا و اعظ و ذاکر وہ بشرطیکہ جس منکر پر اطلاع پائے حسب قدرت انکار و ہدایت کرے ہر مجلس میں جاسکتا ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کتب عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ مروج النجا لخروج النساء ختم شد

۴ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

از المودہ محلہ نقاری ٹولہ متصل تحصیل مرزا قاسم بیگ عنایت بیگ

مسئلہ ۸۸:

جناب مولانا صاحب مخدوم و مطاع بندہ زاد اللہ اشفاقم بعد از تسلیم مع التکریم مدعا یہ ہے کہ ایک لڑکی ہے اس نے اپنے نان و نفقہ کا دغوی کیا ہے۔ اور اس لڑکی کو اس کے خاوند نے مار کر نکال دیا اس نے اپنے نان و نفقہ کا دغوی کیا ہے مگر اس میں یہ ہے کہ اس لڑکی کا دغوی کیا فوجداری میں صاحب مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا کہ بڑے سول سر جن کا ملاحظہ کراؤ تو اس میں یہ ہے کہ اگر بڑا ڈاکٹر ملاحظہ کرے تو اس میں نکاح سے باہر ہوگی یا نہ ہوگی، دیکھنا بڑے ڈاکٹر کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بڑا ڈاکٹر خواہ چھوٹا، مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کا اپنا ہو یا خواہ پرایا۔ باپ ہو یا خواہ بیٹا۔ غرض

شوہر کے سوا کوئی مرد ہو اسے دکھانا حرام قطعی ہے سخت گناہ شدید ہے۔ اول تو نان نفقہ کے دعوے میں عورت کا ستر عورت دکھانے کی ضرورت نہیں، اگر ضرورت ہو بھی کہ مرد دعوے کرے یہ عورت مرد کے قابل نہیں تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ حاکم کسی مسلمان عورت کو حکم دے کہ وہ دیکھ کر بیان کرے مرد کو دکھانا مذہب اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: مرسلہ محمد اکرم حسین از دوہری بوساطت مولانا حامد حسین صاحب رامپوری مدرس اول مدرسہ اہل سنت بریلی ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد کو اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

زن و شوکا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتیٰ کہ فرج و ذکر کو بلکہ بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے کما نص علیہ سیدنا الامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسا کہ ہمارے سردار امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصریح فرمائی۔ ت) البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے علی قول الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ یفتی (امام اعظم اور قاضی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد کے مطابق یہ حکم ہے اور اس کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔ ت) اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل اعتکاف و احرام وغیرہ کے باعث ان عوارض تک ممانعت ہو جاتی ہے۔ اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالہوت (اس لئے کہ موت واقع ہو جانے سے نکاح منقطع ہو جاتا ہے۔ ت) اور عورت جب تک عدت میں ہے شوہر مرد کا بدن چھو سکتی اسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو۔

اس لئے کہ عدت کی وجہ سے عورت کے حق میں اس کا نکاح باقی رہتا ہے چنانچہ تنویر الابصار اور درمختار اور ان کے علاوہ دیگر متعدد بڑی کتب میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	لبقاء النکاح فی حقہا بالعدۃ نص علی ذلک فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرہما من معتمدات الاسفار۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰: ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ کون اشخاص ہیں کہ جن سے نکاح حرام اور

وہ کون کون ہے جن سے پردہ کرنا درست نہیں۔ بینواتوجروا۔ (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا، ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے یا چاچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے بیٹے، یا جیٹھ، دیور ان سے پردہ واجب ہے اور جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کبھی حلال نہیں ہو سکتا مگر وجہ حرمت علاقہ نسب نہیں بلکہ علاقہ رضاعت ہے جیسے دودھ کے رشتے سے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا، یا علاقہ صہرہ ہو جیسے خسر، ساس، داماد، بہو، ان سب سے نہ پردہ واجب نہ نادرست ہے کرنا نہ کرنا دونوں جائز اور بحالت جوانی یا احتمال فتنہ پردہ کرنا ہی مناسب۔ خصوصاً دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اس کی ہیبت بہت کم ہوتی ہے جن سے نکاح حرام ہے ان کی بعض مثالیں اوپر گزریں اور پوری تفصیل آٹھ دس ورق میں آئے گی کتب فقہ میں مفصل مسطور ہے جو خاص امر درپیش ہو اسی سے سوال کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۱: نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں؟ اور مقتضی احتیاط کیا ہے؟

الجواب:

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا کہ آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

افعیبا وان انتما السمتا تبصرانه ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کیا تم دونوں اندھی ہو کیا تم اسے دیکھ نہیں رہی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۹۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خلوت اجنبیہ کے ساتھ جائز اور زنان شوہر دار پر پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے۔ احادیث امیر المؤمنین عمرو عبد اللہ بن عمر وجابر بن سمرہ و عامر

^۱ جامع الترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء احتجاب النساء من الرجال امین کینی دہلی ۱/۲

بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مرفوعاً وراود:

الا لا یخلون رجل بامرأة الاکان ثالثهما الشیطان¹ وفی الاشباہ وتحرم الخلوۃ بالاجنبیۃ ویکره الکلام معها۔	سن لو یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے پاس اکٹلا نہیں بیٹھتا مگر حال یہ ہوتا ہے کہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (لہذا وہ لعین انھیں برائی میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے) اور الاشباہ والنظائر (کتب فقہ میں ہے) کہ غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا بیٹھنا (اور خلوت اختیار کرنا) شرعاً حرام ہے اور اس سے باتیں کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہے۔ (ت)

اور زنان حرام کو بنص قرآن ستر واجب اور جوان عورتوں کو اس زمانہ میں حجاب لازم۔

فی الدار المختار وینظر من الاجنبیۃ الی وجهها فحل النظر مقید بعدم الشهوة والافحرام وهذا فی زمانہم اما فی زماننا فمنع من الشابة قہستانی وغیرہ انتہی² ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔³	در مختار میں ہے کسی اجنبی (غیر متعلقہ) عورت کو (مرد) دیکھ سکتا ہے لیکن اس دیکھنے کا جائز ہونا اس قید سے مقید ہے کہ دیکھنے والا بشوہ نہ دیکھے ورنہ عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ حکم بھی ان کے زمانے میں تھا (مراد یہ کہ زمانہ سابق میں تھا) لیکن اب ہمارے زمانے میں یہ حکم ہے کہ جوان عورت کو دیکھنا ممنوع ہے۔ قہستانی وغیرہ میں یہی مذکور ہے انتہی ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۹۳: از محلہ شہر کہنہ سسوانی ٹولہ مرسلہ تفضل حسین صاحب

علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص نامحرم عورتوں سے اپنی پیٹھ اور ہاتھ اور پیر وقت نہانے کے ملوئے اور وقت سونے کے
اپنے پیر دبوئے اور ناپنے والی عورتوں کو یعنی طوائفوں کو مرید کرے اور نال ان لوگوں کا کھائے، اور بعد مرید کرنے وہ
طوائفیں جو کام کرتی تھیں وہی کام کرتی رہیں اس شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟

¹ جامع الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۴۰، جامع الترمذی ابواب الفتن باب ماجاء
فی لزوم الجماعة امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۹، موارد الطمان حدیث ۲۳۸۲ کتاب المناقب المطبوعہ السلفیہ و مکتبہ تہا ص ۵۶۸، المستدرک

للحاکم کتاب العلم خطبہ عمر رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۵-۱۱۳

² الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام الانثی ادارة القرآن کراچی ۲/ ۱۷۵

³ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب فی النظر والمس مطبعہ مجتہائی دہلی ۲/ ۳۲-۳۴

الجواب:

نامحرم عورتوں سے ہاتھ اور پیٹھ اور پنڈلیاں ملوانا یا دبوانا اگر نہ تو تنہائی میں ہو نہ محل فتنہ ہو تو حرج نہیں ورنہ گناہ ہے اور رنڈیوں سے اگر توبہ لے کر مرید کرے اور انھیں ہدایت کرے اور وہ نہ مانیں تو انھیں دور کرے اور ان کا حرام مال کسی حال میں نہ لے تو جائز ہے۔ مگر آج کل جو یہ طریقہ رائج ہے کہ دنیا پرست پیر رنڈیوں کو بلا توبہ مرید کر لیتے ہیں اور انھیں توبہ کی ہدایت نہیں کرتے اور ان کے نہ ماننے پر بقدر مقدور ان پر سختی نہیں کرتے ان سے بیزاری وجدائی نہیں کرتے ان کا حرام مال کھاتے ہیں ایسے پیر ضرور سخت شدید فاسق ہیں جو ایسا ہو اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ

از سنبھل محلہ کوٹ ضلع مراد آباد مرسلہ حافظ اکرام صاحب

مسئلہ ۹۴:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے شوہر سے عورت کو پردہ کرنا فرض ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد و رفت نشست و برخاست کر سکتا ہے غیر شخص کی اتنی ہمت نہیں ہو سکتی لہذا صحیح حدیث میں ہے:

قالوا یا رسول اللہ ارایت الحموا قال الحموا الموت ^۱	صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! جیٹھ، دیور، اور ان کے مثل رشتہ داران شوہر کا کیا حکم ہے۔ فرمایا یہ تو موت ہیں۔

خصوصاً ہندوستان میں بہنوئی کہ باتباع رسوم کفار ہند سالی بہنوئی میں ہنسی ہوا کرتی ہے۔ یہ بہت جلد شیطان کا دروازہ کھولنے والی ہیں۔ والی عباد باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۵: مسئلہ محمد حسین سوداگر کھیم پور ضلع کھری اودھ بر دکان محمد ضامن علی سوداگر ۴ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ

علماء دین اس مسئلہ میں کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک طوائف سے تعلقات ناجائز کئے جس کو عرصہ آٹھ برس کا ہو گیا۔ ز شروع زمانہ میں طوائف قسم کی رو سے پابندی گئی مگر بعد کو عہد شکنی کی، ایک سال تک غیر پابندی کے ساتھ تعلقات رہے لیکن بعد کو پھر طوائف نے بہ کوشش خود پابندی اختیار کی۔ ظاہر ہر چند کوشش کی لیکن اس وقت تک پابند ظاہر ہے۔ اس درمیان میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو اس

^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأة الا ذو محرم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/ ۷۸، جامع الترمذی ابواب الرضاع/

وقت تک بے عمر گیارہ ماہ ہے وہ شخص اس ناجائز تعلق سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے مگر احباب لوگ رائے دیتے ہیں کہ اگر لڑکی اپنی عمر کو پہنچ کر اپنے پیشہ میں رہی تو اس شخص کا نامہ اعمال خراب ہوگا لہذا اس شخص کو یہ دریافت طلب ہے کہ دفعہ وہ شخص تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کرے تو شرع سے اس کے ذمہ گناہ عائد ہوگا یا نہیں، اگر صریح گناہ ہے تو اس کی بریت کی کیا دلیل ہو سکتی ہے اس شخص کے بیوی اور بچے بھی موجود ہیں اس وجہ سے وہ نکاح سے بھی علیحدہ رہنا چاہتا ہے اور وہ شخص عرصہ سات برس سے اسی طوائف کے مکان پر مقیم ہے کبھی گاہے گاہے مہینہ پندرہ روز کو تلاش روزگار باہر بھی چلا جاتا ہے طوائف اور اس کے دیگر عزیز واقارب کا مکان ایک ہی ہے لیکن اس کی نشست و برخاست کی سرحد علیحدہ ہے اس میں کسی کا گزر نہیں بے پردگی ضرور ہے بہر حال جو کچھ احکام شرعی و نیز علمائے دین کی رائے ہو بوالہسی ڈاک دستخط ثبت فرما کر احقر کے نام روانہ فرمائیں تاکہ اس شخص کو اس سے نجات ملے اور وہ شخص اپنی حرکات ناشائستہ سے توبہ بھی کرتا ہے۔ فقط۔

الجواب:

اللہ عزوجل ہدایت دے، شخص مذکورہ پر فرض قطعی ہے کہ فوراً فوراً یا تو اس عورت سے نکاح کر لے یا ابھی اسے جدا کر دے جو آن دیر میں گزرے گی استحقاق عذاب الہی اس پر برابر رہے گا اور بے اس کے اس کی توبہ ہرگز مقبول نہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ:

البستغفر من الذنب وبو مقیم علیہ کالمستہزئی برہ، رواہ البیہقی ^۱ فی شعب الایمان وابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	جو گناہ پر قائم رہ کر توبہ کرے وہ اپنے رب جل جلالہ سے (معاذ اللہ) تمسخر کرتا ہے۔ (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمائی۔ ت)

اور وہ لڑکی شرعاً اس کی لڑکی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: للعاہر الحجر^۲

^۱ شعب الایمان حدیث ۱۷۸، دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۳۳۶

^۲ صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول الموصی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۳۸۳، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

(بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو) اور زانی کے لئے کنکر و پتھر ہیں۔ (یعنی اس سے نسب ثابت نہیں) اور جب یہ توبہ کرے گا وہ اگر گناہ کرے گی اس کا وبال اس پر عائد نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" ^۱	کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائیگی (روز قیامت)۔ (ت)

ہاں اگر یہ گناہ سے بچ کر آئندہ کسی تدبیر سے لڑکی کو گناہ سے بچا سکے تو ضرور ہے کہ ایسا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۹۶: ازمار واڑ موضع کوٹوڑہ علاقہ بھاؤنگر مسئلہ مولوی فضل امیر امام مسجد روز یک شنبہ بتاریخ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ اگر مسجد کے اندر وعظ یا میلاد کی محفل ہوتی ہو تو کیا عورتوں کو مسجد کے اندر باپردہ آنے کی اجازت ہے یا کہ نماز پڑھنا عورتوں کو مسجد کے اندر جائز یا کہ نہیں؟

الجواب:

عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں اور واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس رجال سے دور ان کی نشست ہو تو حرج نہیں مگر مساجد کے جانے میں ان شرائط کا اجتماع خیال و تصور سے باہر شاید نہ ہو سکے، ومن لم یعرف اهل زمانہ فہو جاہل ^۲ (جو کوئی اپنے زمانے والوں کو نہ پہچانے تو نادان) (اور نا سمجھ) ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۷: از بنارس چھاؤنی محلہ دبوری محال تھانہ سکرو ر سیدہ مولوی عبد الوہاب بروز چہار شنبہ بتاریخ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ یہ کہ ایسے شخص کے سامنے جو ابھی جوان ہو اور وہ پیری مرید کرتا ہو تو عورتوں کو بلا پردہ جانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جبکہ خود پیر صاحب خواہش سے مجبور کر کے بلاتے ہیں۔

الجواب:

بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ

^۱ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۶۳

^۲ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۹۹

حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پو تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم۔ یا عامی جوان ہو، یا بوڑھا، اور اگر بدن موٹے اور ڈھیلے کپڑوں سے ڈھکا ہے نہ ایسے باریک کہ بدن یا بالوں کی رنگت چمکے۔ نہ ایسے تنگ کہ بدن کی حالت دکھائیں اور جانا تنہائی میں نہ ہو اور پیر جوان نہ ہو، غرض کوئی فتنہ نہ فی الحال ہو، نہ اس کا اندیشہ ہو تو علم دین امور راہ خدا کیلئے جانے اور بلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۸: ماہ صفر کے آخر چہار شنبہ کو عورتیں بطور سفر شہر سے باہر جائیں اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلائیں جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ہر گز نہ ہو سخت فتنہ ہے۔ اور چہار شنبہ محض بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۹: مسئلہ مسلمانان جام جو دھپور کاٹھیاواڑ معرفت شیخ عبدالستار صاحب پور بند کاٹھیاواڑ متصل قندیل ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ چند عورتیں ایک ساتھ ملک کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے یونہی محرم کے مہینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملا کر پڑھتی ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سے محل فتنہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰: از گوئڈل علاقہ کاٹھیاواڑ عبدالستار بن اسمعیل رضوی بروز شنبہ تاریخ ۷ ارجب ۱۳۳۴ھ

بہو اپنے خسر کا پردہ کرے یا نہ کرے۔ اسی طرح جیٹھ دیور کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

جیٹھ اور دیور سے پردہ واجب ہے کہ وہ نا محرم ہیں اور خسر سے پردہ واجب نہیں جائز ہے۔ اس کا ضابطہ کلیہ ہے کہ نا محرموں سے پردہ مطلقاً واجب۔ اور محارم نسب سے پردہ نہ کرنا واجب اگر کرگی گنہگار ہوگی اور محارم غیر نسب مثل علاقہ مصاہرت و رضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ مصلحت و حالت پر لحاظ ہوگا۔ اسی واسطے علماء نے لکھا ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے۔ یہی حکم خسر اور بہو کا ہے۔ اور جہاں معاذ اللہ فتنہ ہو پردہ واجب ہو جائے گا۔ "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْنَفْسَ"

مِنَ الصَّالِحِينَ^۱ (اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے جانتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲۰۱: از فرخ آباد سٹمس الدین احمد ۱۸ شوال المعظم ۱۳۳۲ھ

(۱) ایک شخص اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ کبھی تو ایک دالان میں تنہا رہتا ہے اور دروازہ دالان کا موٹی چکوں سے پردہ دار ہوتا ہے۔ باہر سے اندر کا کچھ حال کسی کو نظر نہیں آتا اور چراغ وغیرہ بھی نہیں ہوتا۔ سوتے وقت اندھیرا کر لیا جاتا ہے، اور کبھی کوٹھری کے اندر ایک شخص اور کوٹھری کے باہر دوسرا شخص اور تیسرا کوئی نہیں۔ اس طرح سے سوتے ہیں۔ اور کبھی تنہا ایک مکان میں۔

(۲) روزانہ کے برتاؤ بالکل ایسے ہیں جیسے میاں بی بی کے ان دونوں کے بہت قریبی لوگوں سے جو سنا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو مسائل شریعت معلوم نہیں ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ان دونوں نے آپس میں خفیہ نکاح کر لیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو اس مکان میں یا تو ہمیشہ رہتے ہیں یا کبھی جا کر دو چار روز رہتے ہیں اور حالات دیکھتے ہیں کیا ان دونوں شخصوں کا ایسا تخلیہ جائز ہے۔ اور ان دونوں یا ایک کے کسی رشتہ دار کو جو چھوٹا ہو اس معاملہ سے منع کرنا چاہئے حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ ان دونوں کو اس بات سے منع کیا جائے گا تو بہت سخت مخالف اور رنجیدہ منع کرنے والے سے ہوں گے۔ فقط۔

الجواب:

(۱) اس کی اجازت نہیں اگرچہ وہ اس پر حرام ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ^۲ ۔	بیشک شیطان جسم انسانی میں اس کے خون کی طرح رواں دواں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۲) ایسے برتاؤ سے ان پر احتراز لازم ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

من کان یومن باللہ وبالیوم الآخر فلا یقفن مواقف	جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر صدق دل سے یقین رکھتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے

^۱ القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰

^۲ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنوده قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۶۴

التمہ ^۱ ۔	کہ وہ مقامات تہمت میں نہ ٹھہرے (تاکہ بلا وجہ بدنام نہ ہو جائے)۔ (ت)

علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جو ان ساس کو داماد سے پردہ چاہئے۔ یونہی حقیقی رضاعی بہن سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۱۰۳: از بنارس محلہ پیر کنڈہ مسئلہ مولوی عبد الحمید صاحب ۷ شعبان ۱۳۳۵ھ
 عورتوں کا بیان میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زانی محفل میں آواز بلند نہ کرنا اور نظم پڑھنا اور نظم خوش آواز و لحن کے ساتھ پڑھنا اور مکان کے باہر سے ہمسایہ کے مردوں اور نامحرموں کا سننا تو ایسا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

عورت کا خوش الحانی سے آواز پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے نوازل میں فقیہ ابواللیث میں ہے:

نغمۃ المرأة عورة ^۲ ۔	عورت کا خوش آواز کر کے پڑھنا "عورة" یعنی محل ستر ہے۔ (ت)

کافی امام ابوالبرکات نسفی میں ہے:

لا تلبی جہرا لان صوتها عورة ^۳ ۔	عورت بلند آواز سے تبلیہ نہ پڑھے اس لئے کہ اس کی آواز قابل ستر ہے۔ (ت)

امام ابوالعباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر رد المحتار علامہ شامی میں ہے:

لانجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطيطها ولا تلبينها وتقطيعها لما في ذلك من استمالة الرجال اليهن و تحريك الشهوات منهم. ومن هذا المريجز ان سب کاموں	عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا، انھیں لمبا اور دراز کرنا، ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تقطیع کرنا (یعنی کاٹ کاٹ کر تحلیل عروض کے مطابق) اشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم

^۱ مراق الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی باب ادراک الفریضہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۴۹

^۲ رد المحتار بحوالہ النوازل باب شروط الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۷۲

^۳ رد المحتار بحوالہ کافی باب شروط الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۷۲

ان تَوَدُّنَ الْمَرْأَةَ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لئے کہ ان سب باتوں میں مردوں کا ان کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا۔ اور ان مردوں میں جذبات شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی۔ اس وجہ سے عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اذان دے۔ اور اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۴: از قصبہ بارال ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ قاضی امتیاز علی صاحب ۶ شوال ۱۳۳۵ھ زانی اور دیوث سے کہاں تک احتراز کرنا چاہئے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

زانی اور دیوث فاسق ہیں ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے میل جول سے احتراز چاہئے۔

قال الله "وَأَمَّا يُسَبِّحُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں کبھی شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالم گروہ کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۵ و ۱۰۶: مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام مسائل مفصلہ ذیل میں کہ:

- (۱) وہ شخص کتنے ہیں جن سے عورتوں کو پردہ نہ کرنا جائز ہے؟
(۲) کتنے شخص ایسے ہیں جن سے عورتوں کو گفتگو کرنا اور ان کو اپنا آواز سنانا جائز ہے؟

الجواب:

- (۱) تمام محارم مگر رضاعی محارم سے جو ان عورت کو پردہ اولیٰ ہے۔ اور ممکن ہو تو محارم صہری سے بھی۔
(۲) تمام محارم اور حاجت ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو، نہ خلوت ہو تو پردہ کے اندر سے بعض نامحرم سے بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷: از ڈاکخانہ چیگانگ محلہ میدنگ ضلع اکیاب مرسلہ محمد عمر ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ یہاں کے مسلمان اپنی عورتوں کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھیجتے ہیں اور غیر محرم آدمیوں سے کلام اور

^۱ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب شروط الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۷

^۲ القرآن الکریم ۶/۲۸

ہنسی مذاق کرتی ہیں بالکل ہی بے دریغ و بے پردہ ہے۔ اگر ان لوگوں کو کوئی عالم و عظم و نصیحت کرے تو اس کو تمسخر و استہزاء کرتے ہیں اور طعن و لعن کرتے ہیں حسب شریعت ان لوگوں پر کیا حکم ہے؟

الجواب:

یہ لوگ دیوث ہیں اور دیوث کو فرمایا کہ اس پر جنت حرام ہے۔ دیوثی بھی فقط اس فعل تک ہے وہ جو سائل نے بیان کیا کہ احکام شریعت کے ساتھ تمسخر و استہزاء اور عالم پر طعن و لعن کرتے ہیں یہ تو صریح کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور ان کی عورتیں نکاح سے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو، لہذا معذرت نہ کرو اور بہانے نہ بناؤ۔ بلاشبہ تم ایمان کے بعد کافر ہو گئے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَبَلَيْتُمْ وَأَيُّكُمْ مَسْخَرَةٌ مِنْ رَسُولِهِ فَهُمْ مُسْتَهْزَؤُونَ" ۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۸: از چہ تہ ضلع مراد آباد تحصیل مرسلہ اشرف علی خاں ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
ایک شخص مجلوق ہے وہ اپنے اس فعل سے نہیں مانتا ہر چند اس کو سمجھایا ہے آپ تحریر فرمائیں کہ اس کا کیا حشر ہوگا اور اس کو کیا دعا پڑھنا چاہئے جس سے اس کی عادت چھوٹے۔

الجواب:

وہ گنہگار ہے۔ عاصی ہے۔ اصرار کے سبب مرتکب کبیرہ ہے۔ فاسق ہے۔ حشر میں ایسوں کی ہتھیلیاں گاہن اٹھیں گی جس سے مجمع اعظم میں ان کی رسوائی ہوگی اگر توبہ نہ کریں اور اللہ معاف فرماتا ہے جسے چاہے اور عذاب فرماتا ہے جسے چاہے۔ اسے چاہئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جب شیطان اس حرکت کی طرف بلائے فوراً دل سے متوجہ بخدا ہو کر لاحول پڑھے نماز پنجگانہ کی پابندی کرے نماز صبح کے بعد بلا ناغہ سورۃ اخلاص شریف کا ورد رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۰/۱۰۹: از فیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبدالعلی ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) اگر پیر ضعیف نہیں ہے جو ان ہے اور مستورات اپنی خوشی سے بے پردہ اس کی خدمت کریں ہاتھ پیر دایں جائز ہے؟

(۲) اگر لڑکیاں جو ان جن کی صرف ماں مرید ہے وہ لڑکیاں مع اپنی ماں کے پیر کے اور پیر کی اولاد کے سامنے

^۱ القرآن الکریم ۹/۶۵ و ۶۶

آئیں شوہر یا رشتہ دار کی اجازت اس پر ہے وہ پیر اور وہ عورت اور رشتہ دار اور شوہر سب کو جائز ہے یا حرام ہے؟

الجواب:

(۱) اجنبی جوان عورت کو جوان مرد کے ہاتھ پاؤں چھونا جائز نہیں اگرچہ پیر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر سامنے آنا بے ستری سے ہے کہ کپڑے باریک ہیں جن سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بال یا گلے یا کلائیوں کا کوئی حصہ کھلا ہے تو سب کو حرام ہے۔ اور ستر کامل کے ساتھ ہو اور خلوت نہ ہو اور احتمال فتنہ نہ ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱: از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدا بخش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ: تخمیناً ماہ سوماہ شادی سے قبل دولہا اور دولہن کو ابٹن ملا جاتا ہے اس کے لئے اپنے خویش واقارب برادری کی عورتیں بلائی جاتی ہیں دولہا خود بالغ ہو یا نابالغ ان کو اکثر وہ عورتیں جن سے رشتہ مذاق کا ہوتا ہے وہی بدن وغیرہ سارے بدن میں ابٹن لگاتی ہیں اور اس کے بعد سب کو گڑ تقسیم کیا جاتا ہے یہ اسراف ہے یا نہیں؟

الجواب:

ابٹن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولہا کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن میں ابٹن ملنا بھی گناہ و ممنوع نہیں۔ ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ماں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے۔ اور عورت و مرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندوانی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۲: از باگ ضلع امچہرہ ریاست گوالیار مکان منشی اوصاف علی صاحب مرسلہ شیخ اشرف علی صاحب سب انسپٹر ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

عورتیں باہم گلاما کر مولود شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں غیر مرد باہر سنتے ہیں تو اب ان کا اس طریقہ سے مولود شریف پڑھنا ان کے حق میں باعث ثواب کا ہے یا کیا؟

الجواب:

عورتوں کا اس طرح پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۳: مسئلہ تاج محمد صاحب محلہ مرزاواری از او جین ملک مالوہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں بارہ کہ مسماہر دلعزیز طوائف بالغہ نے جلسہ عام سود و سو آدمی میں مسماہر دلداز خاں سے بخوشی خاطر نکاح کیا قاضی صاحب شریعت پناہ کے نائب حسب قاعدہ شہر تشریف لائے اور باقاعدہ نکاح پڑھایا، دو روز منکوحہ مذکورہ نکاح مذکور کے گھر رہی اور پھر چار کوس مقام پر کہ وہاں دلداز خاں کا قیام ہے وہ اسے لے گیا ادھر مسماہر دلعزیز کی نانکہ مسماہر دلکش نے بصلاح وکیل دلاور خاں بنام دلداز خاں فراری کا مقدمہ قائم کر کے ذریعہ پولیس دلداز خاں کو پھنسا دیا اب دلاور خاں وکیل باوجود علم نکاح کے مسماہر دلکش سے روپیہ محتانہ معقول رقم کھا کر تدابیر اس قسم کی کر رہے ہیں کہ مسماہر دلعزیز دلداز خاں سے علیحدہ کی جائے اور سپرد نانکہ ہو کر پیشہ حرام کاری کرے۔ دوران تحقیقات میں مسماہر دلعزیز کو بھی ورغلا دیا ہے کہ وہ اب یہ کہتی ہے کہ میں نے بخوشی خود نکاح نہیں کیا بلکہ مجھے نشہ پلا دیا تھا اور ہجو قسم تعلیم گواہان وغیرہ جھوٹی کارروائی وکیل موصوف و نیز چند پیر و کاران مسلمان منجانب مسماہر دلکش بطمع زرو بعض بسلسلہ تعلقات ناجائز کر رہے ہیں اگر ان کی کوشش سے ایسا ہو گیا کہ مسماہر دلعزیز کا نکاح ناجائز قرار پایا اور وہ سپرد اس نانکہ کے ہو گئی اور طوائف کا پیشہ کرنے لگی اور اس کے بطن سے حرام کاری کی لڑکی پیدا ہوئی اور اس کی اولاد در اولاد قیامت حرام کاری کرتی رہی تو اس کا مواخذہ بروز حشر کس سے ہوگا عند اللہ جواب دیں فقط۔

الجواب:

ایسی بات پوچھنا فضول ہے کوئی چھپا ہوا مسئلہ ہوتا تو احتمال ہوتا کہ ان کو معلوم نہیں حکم بتا دیا جاتا اور جو لوگ اللہ و رسول کو بیٹھ دے کر دیدہ و دانستہ علانیہ ایسے کبار عظیمہ کا ارتکاب کریں ان پر فتویٰ کا کیا اثر ہوگا جان رہے ہیں کہ اللہ واحد قہار کا غضب اپنے سر لے رہے ہیں پھر فتوے سے کیا متاثر ہو سکتے ہیں۔ ہاں مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے لوگوں سے قطعاً قطع تعلق کر لیں اور ان سے سلام کلام میل جول یک لحظہ چھوڑ دیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آگ میں یہ بھی جل جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو، اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَ إِنَّمَا يُنِيبُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَتَّعِدْ بَعْدَ

الَّذِي كُذِّبَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ① - وقال تعالى

"وَلَا تَتَّخِذُوا إِلَىٰ آلِ بَيْنِ ظُلُمًا أَفْسِسُكُمْ ②" واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ القرآن الکریم ۶/۲۸

² القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

مسئلہ ۱۱۴:

مرسلہ نظام خاں از ریوان محلہ گھر گھر

۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا کہتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک بہن ہے دوسری کے ساتھ وہ زنا کا مرتکب ہے۔ اور لڑکی کا باپ اور دادا حرام کرنے والے کو رکھے ہوئے ہیں اور ہر قسم کی ان کی مدد کرتے ہیں اور یہ لوگ اس کے معاون پڑھے لکھے ہیں شریعت سے واقف ہیں مگر اس فعل سے باز نہیں رکھتے اگر یہ تاکید کریں یقیناً یہ لوگ اپنے فعل ناشائستہ سے باز رہیں۔ ایسی حالت میں یہ لوگ دائرہ اسلام سے باہر ہوئے یا نہیں؟ ان سے سلام کلام، ان کا چھوا کھانا، ان کے پیچھے نماز، ان کی بیمار پرسی، ان کے جنازے کی نماز، ان کو مٹی دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤت)

الجواب:

صورت مستفسرہ اگر واقعی ہے اور اس میں بدگمانی کو دخل نہیں تو وہ مرد و عورت زانی و زانیہ ہیں۔ اور وہ اس کے معاون اور شنیع کبیرہ پر راضی ہونے والے، بند و بست نہ کرنے والے دیوث ہیں دیوث پر لعنت آئی ہے اسے امام بنانا ناجائز ہے۔ اس سے سلام کلام ترک کر دینا مناسب ہے مگر اتنی بات سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوئے۔ نہ ان پر مرتدین کے احکام آسکیں جب تک معاذ اللہ اس کبیرہ کو حلال نہ جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۵:

از شہر محلہ کنگھی ٹولہ مسئلہ نبی بخش

۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر عورتیں منہار کو بلا کر پردہ میں سے ہاتھ نکال کر منہار کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض عورتیں اپنے مردوں کے سامنے منہار کے ہاتھ سے چوڑیاں پہنتی ہیں اور بعض شخص خود اپنے موجودگی میں بلا پردہ کے اپنی عورت کو چوڑیاں پہناتے ہیں۔ یہ چوڑیاں غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر خواہ پردہ میں سے یا بلا پردہ کے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

حرام حرام حرام ہے۔ ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے۔ جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روارکتے ہیں دیوث ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۶:

از شہر بریلی مسئلہ ننھے میاں صاحب

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عورت بسبب ناداری کے ایک معتبر جگہ پر ملازم ہے اور زید اور اس کی عورت شریف القوم ہے کپڑا اس طرح پر نہیں استعمال کیا جاتا کہ جس سے ستر کو

نقصان پہنچے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز زید کے پیچھے نہیں پڑھنا چاہئے کہ اس کی عورت غیر محرم کے یہاں بے پردہ رہتی ہیں۔ اگر زوجہ زید ملازمت نہ کرے تو صرف تنخواہ زید کافی بسر اوقات کو نہیں ہو سکتی ہے۔

الجواب:

یہاں پانچ شرطیں ہیں:

- (۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چکے۔
 - (۲) کپڑے تنگ و چست نہ ہو جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔
 - (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔
 - (۴) کبھی نا محرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔
 - (۵) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو۔
- یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام پھر اگر زید اس پر راضی ہے یا بقدر قدرت بندوبست نہیں کرتا تو ضرور اس پر بھی الزام ورنہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ (وزن) نہ اٹھائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	قَالَ تَعَالَى "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" ۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷: از ناتھ دوارہ ریاست اوڈیپور ملک میواڑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اے کار ساز قبلہ حاجات کار ہا آغاز کردہ ایم رسانی بانہا الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة و السلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين۔	اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع، جو بے حد رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ (ت) اے کار ساز اور اے حاجتوں میں قبلہ (کی حثیت رکھنے والے) ہم نے کاموں کی ابتداء تو کردی لیکن انتہا اور تکمیل پہنچا دینا تیرا کام ہے۔ (ت) جملہ تعریف و ستائش اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اچھا انجام ان خوش نصیب حضرات کے لئے ہے جو اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور درود و سلام اس کے برگزیدہ رسول محمد کریم پر ہو اور ان کی سب اولاد اور تمام ساتھیوں پر ہو۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب جو کہ علم فقہ و حدیث سے واقف ہیں لوگوں کو پند و وعظ بھی کیا کرتے ہیں مگر ان کی مستورات نہایت بدعت و شرک میں مبتلا ہوتی ہیں جس کا اظہار مندرجہ ذیل ہے کہ محرم شریف کی تاریخ ۱۳ کو مستورات کو جمع کر کے اور ان سے چندہ جمع کروا کر چند اشیاء بازار سے خود جا کر مع مستورات کے خرید کر کے لانا، چاول خام و پھل و مٹھائیاں، و آنخود بریاں و پھولی جوار و عطر و اگر بتی وغیرہم مہیا کر کے قبرستان میں مع مستورات مذکورہ کے لے جانا اور وہاں جا کر ایک سفید چادر کا زمین پر بچھانا اور کامل اشیاء مذکورہ بالا کو چادر کے چاروں کونہ اور وہاں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلبیت و شہیدان کربلا کو اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مطہرہ کو حاضر جان کر وہاں مع جملہ مستورات کے سینہ زنی و ماتم پر سی کروانا اور خود بھی بے پردگی کرنا بعدہ نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ ان اشیاء مذکورہ بالا پر فاتحہ وغیرہ دے کر تقسیم کرنا اور اولاد و دیگر امور کے بارے میں دعا کرنا اور ان مستورات کے خاندانوں کا ان کو ہدایت نہ کرنا اور ایسے شخص کے بارہ میں اللہ و رسول کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کو شرع شریف میں کیا کہنا لازم آتا ہے اور مسلمانوں کو ایسے آدمیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔ براہ مہربانی جیسا حکم موافق شرع کے ہو وہ مع حدیث و فقہ و حوالہ و آیت کلام اللہ و حدیث کے ارقام فرمادیں تاکہ مستورات خوف خدا کر کے باز آئیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم فرمائے گا۔

الجواب:

عورات کا قبرستان جانا ممنوع ہے۔ اور سینہ زنی حرام ہے۔ اور یہ طریقہ بدعت ہے اور بے پردگی فاحشہ ہے۔ ایسا شخص مبتدع ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز چاہئے۔

۲۵ محرم ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۱۱۸: از شہر بالجتی کتواں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء شرع متین جن کی بیویاں تعزیرہ دیکھنے دروازہ پر جائیں یا نویں محرم الحرام کو تنہا یا دیگر عورات کے ہمراہ یا خود سالہ بچے کے ہمراہ یا تمام شب تعزیرہ دیکھیں اور خاوند محافظ گھر رہیں ان کا نکاح رہا؟ ایسی بیویوں کی اولاد حلالی ہے یا نہیں؟

الجواب:

عورتوں کا گھر سے نکلنا خصوصاً تماشہ دیکھنے کو ناجائز ہے اور مردوں کا اسے روار کھنا بے غیرتی ہے مگر اس سے نکاح یا اولاد میں کوئی خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

از موضع ضلع گوڑا گانہ ڈاک خانہ ڈہنیہ مسئولہ محمد یسین خان

مسئلہ ۱۱۹ و ۱۲۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں:

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں؟

(۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں خود بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور اللہ کی آواز مکان سے باہر دور دور سنائی دیتی ہے۔ ان سے بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

(۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے۔ ایسے پیر سے بیعت نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



سلام و تحیت و تعظیم سادات

مصافحہ، معانقہ، بوسہ دست و پاؤ قبر، طواف قبر اور سجدہ تعظیمی وغیرہ

مسئلہ ۱۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید کہتا ہے کہ معانقہ ہر وقت میں حرام اور مصافحہ کرنا مسنون، عمرو کہتا ہے کہ معانقہ کرنا وقت آمد و رفت سفر اور یوم عید اور ہنگام خوشی اور خصوصاً معانقہ کرنا ایک دلیل قوی بنا برافزونی اخلاص و محبت مابین اہل اسلام ہے۔ جب زید معتقد اس امر کا ہے کہ معانقہ حرام اور مصافحہ مسنون زید مرتکب گناہ صغیرہ کا ہے یا گناہ کبیرہ کا پس جس شخص پر گناہ کبیرہ عاید ہوا یا صغیرہ تو اس پر توبہ جلسہ عام میں آئی یا نہیں؟ بینوا تو جو را (بیان فرمائیے اجر پائے۔ ت) فقط۔

الجواب:

کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ، شہوت نہ ہو بلاریب مشروع ہے اس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع اور سفر وغیرہ سفر میں بشرائط مذکورہ مطلقاً جائز۔ تخصیص سفر کی حدیث و فقہ سے ثابت نہیں نہ کہ استغفر اللہ مطلقاً حرام ہو ابو جعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال سالت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن المعانقة فقال تحية الامم وصالح ودهم وان اول من عانق خليل الله ابراهيم ¹	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی ہے ان کی، اور بیشک پہلے جس نے معانقہ کیا اللہ تعالیٰ کے خلیل ابراہیم ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اس حدیث میں صریح بتائید ہے عمرو کے قول کی کہ معانقہ ایک دلیل قوی ہے۔ افزونی محبت پر۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعة المبعات میں فرماتے ہیں:

امام معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع است خصوصاً نزد قدوم از سفر ² الخ۔	اگر کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو گلے ملنا جائز ہے خصوصاً جبکہ آدمی سفر سے آئے الخ۔ (ت)

در مختار میں ہے:

وكره تحريماً تقبل الرجل ومعانقته في ازار واحد، وقال ابو يوسف رحمه الله تعالى لا باس بالتقبيل و المعانقة في ازار واحد ولو كان عليه قميص اوجبة جاز بلا كراهة بالاجماع وصححه في الهداية وعليه المتون ³ انتهى ملخصاً۔	کسی مرد کو بوسہ دینا اور اس سے گلے ملنا ایک چادر میں مکروہ تحریمی ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایک ازار میں بوسہ دینے اور معانقہ کرنے میں حرج نہیں اور اگر وہ کرتہ پہنے ہو یا جبہ تو بغیر کسی کراہت کے بالاجماع جائز ہے ہدایہ میں اس کی تصحیح فرمائی اور اسی کے مطابق سارے متون ہیں انتہی ملخصاً۔ (ت)

اور ایسا ہی شیخ محقق نے کافی سے نقل کیا:

حيث قال وگفته اند کہ خلاف در جائزیت کہ برهنه تن باشند اما باقميص وجبه لا باس به است باجماع	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ معانقہ وغیرہ میں اس جگہ اختلاف ہے کہ جہاں ننگے ہوں،

¹ الضعفاء الكبير للعقيلي حديث ۱۴۱ دار الكتب العلمية بيروت ۱۵۵/۳

² اشعة المبعات كتاب الادب باب المصافحة والمعانقة مكتبة نورية رضوية سكر ۲۰/۱۴

³ در مختار كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۴/۲

وہو الصحيح كذا في الكافي ¹ ۔	لیکن اگر کرتے یا جبہ پہنے ہوں تو پھر بالاجماع کوئی حرج نہیں، اور یہی صحیح ہے یونہی کافی میں مذکور ہے۔ (ت)

البتہ اگر دونوں ننگے بدن ہوں تو اس صورت کو بعض روایات میں مکروہ کہا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوں بھی کچھ حرج نہیں۔ بیشک جہاں خوف فتنہ ہو مثلاً عورت یا مرد و خو بصورت سے معاف کرنا خصوصاً جبکہ بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت و عدم جواز میں کسی کو کلام نہیں شرح و قایہ کی کتاب الکراہیہ میں ہے:

وكره تقبيل الرجل و عنقه في ازار واحد و جاز مع قميص و مصافحة ش عطف على الضمير في جاز هذا عند ابی حنیفہ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ لا باس بهما في ازار واحد و امامع القميص فلا باس بالاجماع والخلاف فيما يكون للمحبة و اما بالشهوة فلا شك في الحرمة اجماعاً ² انتھی۔	کسی مرد کو بوسہ دینا اور ایک چادر میں اس سے گلے ملنا مکروہ ہے البتہ کرتے پہنے ہوں تو جائز ہے۔ اور مصافحہ کرنا بھی جائز ہے۔ (تشریح) "مصافحتہ" اس عبارت کا عطف "جاز" کی ضمیر پر ہے۔ اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے لیکن امام ابو یوسف نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے بوسہ دینا اور معاف کرنا اگر ایک چادر میں ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قمیص پہنے ہو تو پھر بالاتفاق کچھ مضائقہ نہیں۔ اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ یہ کام پیار و محبت کے انداز میں ہو لیکن اگر شہوت سے ہو تو پھر اجماعاً حرمت میں کوئی شک نہیں انتی (ت)

جن روایتوں میں معاف سے نفی آئی ہے ان میں جماعین الاحادیث یہی صورت مقصود، امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ اہل سنت کے پیشوا ہیں اس معنی کی تصریح فرمائی کہ مذکورہ الشیخ المحقق فی شرح المشکوٰۃ (جیسا کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں بیان فرمایا۔ ت) سو اس صورت میں مصافحہ بھی نادرست ہے کمالاً یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) احادیث کثیرہ میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے بارہا بحالت سفر اور بلا سفر معاف فرمایا اور اسے جائز رکھا۔ صحیح ترمذی میں عائشہ صدیقہ

¹ اشعة المبعات کتاب الادب باب المصافحة والمعاينة مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۴/۲۱

² شرح الوقایہ کتاب الکراہیہ مسئلۃ التقبیل والاعتناق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۴/۵۶۵۵۳

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا:

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قدم زيد بن حارثة المدينة ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في بيتي فأتاه فقرع الباب فقام اليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عرياناً يجر ثوبه والله ما رأيته عرياناً قبله ولا بعده فاعتنقه وقبله¹	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب زید بن حارثہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت زید نے آکر دروازے پر دستک دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برہنہ ہی اٹھ کر اسی حالت میں ان سے ملنے تشریف لے گئے۔ حالت یہ تھی کہ اس وقت اپنا کپڑا گھسیٹے جا رہے تھے خدا کی قسم میں نے آپ کو اس سے پہلے یا اس کے بعد کبھی برہنہ نہیں دیکھا، پھر آپ نے انھیں گلے لگالیا اور انھیں بوسہ دیا۔ (ت)

سنن ابوداؤد اور بیہقی میں شعبی سے مروی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا،

عن الشعبي ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تلقى جعفر بن ابی طالب فالتزمه وقبله بين عينيه²	امام شعبی سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر بن ابی طالب سے ملے تو انھیں گلے لگایا اور دو آنکھوں کے درمیان انھیں بوسہ دیا۔ (یعنی ان کی پیشانی چومی)۔ (ت)

امام احمد و ابوداؤد و نسائی و غیر ہم بسیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ ان کے والد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اذن لے کر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گلے لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا چیز روکنا جائز نہیں؟ فرمایا: پانی۔ عن امرأة يقال لها بهيسة عن ابیہا قالت استأذن ابی النبي صلى الله تعالى عليه

¹ جامع الترمذی کتاب الاستیذان والادب باب ما جاء في المعانقة والقبلة المین کینی کراچی ۱۲/ ۹۸-۹۷

² سنن ابی داؤد کتاب الادب باب في قبلة ما بين العينين آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/ ۳۵۳

وسلم فدخل بينه وبين قميصه فجعل يقبل ويلتزم ثم قال يأنبي الله ما الشبيبي الذي لا يحل منعه قال الباء^۱ الحديث۔

امام ابوالقاسم سلیم بن احمد طبرانی جناب ہالہ بن ابی ہالہ فرزند ارجمند حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور آرام فرماتے تھے۔ ان کی آواز سن کر جاگے اور انھیں سینہ اقدس سے لگایا اور بغایت محبت فرمایا۔ ہالہ، ہالہ، ہالہ !

عن ہالۃ بن ابی ہالۃ انه دخل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہو راقد فاستیقظ فضم ہالۃ الی صدرہ وقال ہالۃ ہالۃ ہالۃ^۲۔

طبرانی معجم کبیر اور ابن شاہین کتاب السنۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے ایک غدیر میں تشریف لے گئے۔ پھر فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے۔ اور خود حضور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیر گئے اور انھیں گلے لگا کر فرمایا یہ میرا یار ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منهم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسبح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتی اعتنقه فقال لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً ولكنه صاحبی ^۳ ۔	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھی ایک تالاب میں داخل ہو گئے۔ پھر فرمایا: ہر آدمی اپنے ساتھی کی طرف تیرے۔ پھر ہر شخص اپنے اپنے دوست کی طرف تیرنے لگا، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رہ گئے پھر آپ اپنے ساتھی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تیرنے لگے اور انھیں گلے لگایا اور فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا دوست ہے۔ (ت)

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب ما یجوز منعه آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۳۵

^۲ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۳۸۰۶ مکتبہ المعارف الریاض ۳/ ۴۷۶

^۳ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۶۷۶ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/ ۲۶۱

ف: خط کشیدہ الفاظ حدیث المعجم الکبیر کی حدیث ۱۱۹۳۸ میں ۱۱/ ۳۳۹ پر ملاحظہ ہوں۔

ظاہر ہے کہ یہاں سفر سے آنا جانا بھی نہ تھا اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرتہ اٹھانے کو عرض کیا: حضور نے اپنے بدن اقدس سے کرتہ اٹھا دیا وہ حضور کو لپٹ گئے اور تہیگاہ اقدس پر بوسہ دیا اور حضور نے منع نہ فرمایا:

حضرت اسید بن حضیر سے روایت ہے کہ جو ایک انصاری آدمی تھے، وہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، اور وہ ہمارے درمیان ایک مزاح کرنے والے آدمی تھے جو لوگوں کو ہنسیا کرتے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لکڑی سے ان کے پہلوں میں ٹھونک ماری تو وہ کہنے لگے میرے لئے صبر کیجئے، آپ نے فرمایا: میں صبر کرتا ہوں، وہ کہنے لگے کہ آپ تو کرتہ پہنے ہوئے ہیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جسم اقدس سے کپڑا اٹھایا تو وہ آپ کے جسم اقدس سے لپٹ گئے اور آپ کے پہلو مبارک کو بوسہ دینے لگے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں تو یہی ارادہ رکھتا تھا۔ (ت)	عن أسيد بن حضير رجل من الانصار قال بينما هو يحدث القوم وكان فيه مزاح بيننا يضحكهم فطعنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في خاصرته بعود فقال اصبرني قال اصبر قال ان عليك قميصا وليس على قميص فرفع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن قميصه فاحتضنه وجعل يقبل كشحه قال انما اردت بهذا يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم¹۔

احمد یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک بار حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے، حضور نے اپنے بدن اقدس سے چٹا لیا۔ عن یعلیٰ قال ان جاء حسن وحسين رضي الله تعالى عنهما يستبقان الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فضمها اليه²۔

ابوداؤد اپنے سنن میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا حضور مجھ سے مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا، جب آیا خبر پائی، حاضر ہوا، حضور نے مجھے اپنے بدن سے لپٹا لیا۔

¹ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قبلة الجسد آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/ ۳۵۳

² مسند امام احمد بن حنبل عن یعلیٰ بن مرة المکتب الاسلامی بیروت ۱۷/ ۱۷۲

عن ایوب بن بشیر عن رجل من عنزة انه قال قلت لابی ذر هل كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصافحكم اذا لقيتموه قال ما لقيته قط الا صافحني وبعث الى ذات يوم ولم اكن في اهلي فلما جئت اخبرت انه ارسل الى فاتيته وهو على سريره فالتزمني فكانت تلك اجود واجود¹۔

حضرت ایوب بن بشیر قبیلہ عنزہ میں سے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں فرمایا میں نے حضرت ابوذر سے پوچھا: جب تم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کرتے تو کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے مصافحہ کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی مگر آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا، ایک دن آپ نے مجھے آدمی بھیج کر بلایا مگر اس وقت میں گھر پر نہ تھا۔ جب میں واپس آیا اور مجھے آپ کے یاد فرمانے کی اطلاع ہوئی تو حاضر خدمت ہوا اور اس وقت آپ ایک تخت پر جلوہ افروز تھے پھر آپ نے اسی حالت میں مجھے گلے لگایا۔ یہ موقعہ بڑا اچھا اور بڑا شاندار تھا۔ (ت)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

حافظ خطیب بغدادی از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت می کند کہ روزے نزد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر بودیم ارشاد فرمودند کہ حالا شخصے می آید کہ حق تعالیٰ بعد ازیں کسے را بہتر از و پیدا نہ کردہ است و شفاعت او را روز قیامت مثل شفاعت پیغمبران باشد، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گوید ملتے نگزشتہ بود کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آوردند۔ پس آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برخاستند و بر پیشانی ایشان بوسہ دادند و در کنار گرفتہ ساعتے آنست حاصل کردند²۔

حافظ خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ایک شخص آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اس سے بہتر کوئی نہیں پیدا فرمایا۔ قیامت کے دن لوگوں کے حق میں اس کی شفاعت انبیاء کرام کی طرح ہوگی۔ حضرت جابر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے فرمایا کہ کچھ زیادہ دیر نہ گزری کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے (استقبال) کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ان سے بغلیں

¹ سنن ابن داؤد کتاب الادب باب فی المعانقۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/ ۳۵۲

² فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورۃ اللیل مسلم بک ڈپوال کتواں دہلی ص ۷۰۷-۳۰۶

ہوئے اور کچھ دیر تک ایک دوسرے سے مانوس ہوتے رہے۔ (ت)

یہ سب صورتیں معافہ بے سفر کی ہیں اور شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

سیوطی در جمع الجوامع از معصوب بن عبد اللہ آورده کہ چوں آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی جہل را دید بایستادہ و بجانب اورفت و اعتناق کرد فرمود مر حبا بالراکب المہاجر^۱

علامہ سیوطی "جوامع الجوامع" میں حضرت معصوب بن عبد اللہ سے روایت لائے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل کو دیکھ تو اٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم چل کر اس کی طرف تشریف لے گئے پھر اسے گلے لگایا اور ارشاد فرمایا: خوش آمدید اے ہجرت کرنے والے سوار! (ت)

بالجملہ احادیث اس بارے میں بکثرت وارد، اور فقہاء کا قول سن ہی چکے کہ بے خوف قتنہ کپڑوں کے اوپر معافہ بالا جماع بلا کراہت جائز ہے تو قول زید کہ معافہ کرنا ہر وقت میں حرام ہے محض غلط و باطل ہے۔ اور شریعت مطہرہ پر کھلا افتراء وہ اپنے اس قول میں صحیح حدیثوں کو جھٹلاتا اور اجماع ائمہ کا خرق کرتا ہے اگر سچا ہے تو حدیث وفقہ سے اپنا دعویٰ علی الاطلاق ثابت کر دے ورنہ خدا اور رسول پر بہتان کرنے کا اقرار کرے اور جب معافہ بشرائط مذکورہ بالا بلا تخصیص وقت و حال حدیث وفقہ سے مشروع ٹھہرے تو جس وقت و جس زمانہ میں کیا جائے گا مشروع ہی رہے گا اور مجرد خصوصیت وقت باعث حرمت نہ ہو جائیگی پس وہ معافہ جو بعد نماز عید ہمارے زمانہ میں رائج ہے بشرائط مسطورہ بالا بلاشبہ مشروع و جائز ہے اصل اس کی احادیث و اجماع سے ثابت۔ گو تخصیص اس وقت کی قرون ثلثہ میں نہ پائی جائے،

کہا صرح بمثل ذلك الامام العلامة النووي في الاذکار والفاضل علاء الدين في الدر المختار وغيرهما في غيرهما۔

جیسا کہ امام نووی نے "الاذکار" میں اور فاضل علاء الدین نے "در مختار" میں اور ان دونوں کے علاوہ باقی اہل علم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کی تصریح فرمائی۔ (ت)

اور جو گناہ علانیہ کیا ہو اس کی توبہ بھی علانیہ چاہئے اور پوشیدہ کی پوشیدہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اللہ تعالیٰ ٹھیک بات کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۲۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معافہ بے حالت سفر بھی جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کہ اسے قدوم مسافر کے ساتھ خاص اور اس کے غیر میں ناجائز بتاتا ہے۔ قول اس کا شرعاً

^۱ اشعة المبعات شرح المشکوٰۃ کتاب الادب باب المصافحة والمعاينة مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۳/ ۲۳

کیا ہے؟ بینوا تو جو را (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

کپڑوں کے اوپر سے معافقہ بطور بروکرامت و اظہار محبت بے فساد نیت و مواد شہوت بالا جماع جائز، جس کے جواز پر احادیث کثیرہ و روایات شہیرہ ناطق۔ اور تخصیص سفر کا دعویٰ محض بے دلیل۔ احادیث نبویہ و تصریحات فقہیہ اس بارے میں بروجہ اطلاق وارد۔ اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا واجب۔ اور بے مدرک شرعی تقيید اور تخصیص مردود و باطل ورنہ نصوص شرعیہ سے امان اٹھ جائے کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) ابن ابی الدین کتاب الاخوان اور دیلمی مسند الفردوس میں اور ابو جعفر اپنی کتاب میں حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

واللفظ للعقیلی انه قال سئلت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن المعانقة فقال تحية الامم وصالح ودھم وان اول من عانق خليل الله ابراهيم ¹ ۔	(الفاظ محدث عقیلی کے ہیں کہ تمیم داری نے فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معافقہ کو پوچھا۔ فرمایا: تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی ان کی، اور بیشک پہلے معافقہ کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ ہیں علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خانہ میں ہے:

ان كانت المعانقة من فوق قميص او جبة جاز عند كل اھملخصاً ² ۔	گلے ملنا اگر قمیص یا جبہ پہن کر ہو تو سب کے نزدیک جائز ہے۔ اھملخصاً (ت)

مجمع الانهر میں ہے:

اذا كان عليهما قميص او جبة جاز بالاجماع ³ اھمختصراً۔	اگر دونوں نے قمیص یا جبہ پہن رکھا ہو تو بالاتفاق جائز ہے اھ مختصراً (ت)

ہدایہ میں ہے:

¹ الضعفاء الكبير حديث ۱۱۴۱ دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۱۵۵

² فتاویٰ قاضیخان کتاب الحظرو الاباحۃ باب فیما یکرہ من النظر والمس نوکشور لکھنؤ ۳/ ۸۳

³ مجمع الانهر کتاب الکراہیۃ فصل فی بیان احکام النظر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۱

فقہائے کرام نے فرمایا اختلاف اس معانقہ میں ہے جو صرف ایک چادر کے ساتھ ہو لیکن جب قمیص یا جبہ پہن رکھا ہو تو بالاتفاق گلے ملنے میں کوئی قباحت نہیں۔ اور یہی صحیح ہے۔ (ت)	قَالُوا الْخِلَافُ فِي الْمَعَانِقَةِ فِي أَزَارٍ وَاحِدٍ وَأَمَّا إِذَا كَانَ عَلَيْهِ قَمِيصٌ أَوْ جُبَةٌ فَلَا بَأْسَ بِهَا بِالْإِجْمَاعِ وَهُوَ الصَّحِيحُ ¹

در مختار میں ہے:

اگر آدمی قمیص یا جبہ پہنے ہو پھر معانقہ کرنا بغیر کراہت بالاتفاق جائز ہے۔ ہدایہ میں اس کو صحیح قرار دیا گیا اور متون فقہ اسی کے مطابق ہیں۔ (ت)	لَوْ كَانَ عَلَيْهِ قَمِيصٌ أَوْ جُبَةٌ جَازَ بَلَا كَرَاهَةٍ بِالْإِجْمَاعِ وَصَحَّحَهُ فِي الْهُدَايَةِ وَعَلَيْهِ الْمَتُونُ ²

شرح نقایہ میں ہے:

معانقہ کرنا بایں صورت کہ جبہ یا قمیص پہن رکھی ہو بالاتفاق مکروہ نہیں۔ اور یہی صحیح ہے اھملہ ملقطاً (ت)	عَنَاقَهُ إِذَا كَانَ مَعَهُ قَمِيصٌ أَوْ جُبَةٌ أَوْ غَيْرَ لَمْ يَكْرَهُ بِالْإِجْمَاعِ وَهُوَ الصَّحِيحُ ³ أَهْمَلْ خُصْلًا

اسی طرح امام نسفی نے کافی پھر علامہ اسمعیل نابلسی نے حاشیہ درر، اور شیخ محقق نے لمعات میں تصریح فرمائی۔ اور اسی پر فتاویٰ ہندیہ وحدیقہ ندیہ وشرح درر مولیٰ خسرو وغیرہا میں جزم کیا اور یہی وقایہ ونقایہ وکنز واصلاح وغیرہا متون کامفاد اور شروح ہدایہ وحواشی در مختار وغیرہا میں مقرر، ان سب میں کلام مطلق ہے کہیں تخصیص سفر کی ہو نہیں۔ اشعة الملعات میں فرماتے ہیں:

اگر کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو معانقہ جائز ہے بالخصوص اس وقت جبکہ سفر سے واپسی ہو۔ (ت)	أَمَّا الْمَعَانِقَةُ إِنْ خُوفُ فِتْنَةٍ لَا يَشُدُّ مَشْرُوعًا فَهُوَ مُشْرُوعٌ لِمَا نَزَلَ قَدُومُ الزَّوَارِ ⁴

یہ خصوصاً بطلان تخصیص پر نص صریح ہے رہیں احادیث نبی ان میں زید کے لئے حجت نہیں کہ ان سے اگر ثابت ہے تو نہی مطلق، پھر اطلاق پر رکھے تو حالت سفر بھی گئی حالانکہ اس میں زید بھی ہم سے موافق۔ اور توفیق پر چلے تو علماء فرماتے ہیں وہاں معانقہ بروجہ شہوت مراد، اور پر ظاہر کہ ایسی صورت

¹ الہدایۃ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی الاستبراء مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳۶۶

² در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۲

³ شرح النقایۃ للبرجندی باب الکراہیۃ نوکثور لکھنؤ ۱۸۱/۳

⁴ اشعة الملعات کتاب الادب باب المصافحۃ والمعانقۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۰/۳

میں تو بحالت سفر بھی بلکہ مصافحہ بھی ممنوع تا بمعاقتہ چہ رسد، امام فخر الدین زلیلی تمیین الحقائق اور اکمل الدین بابر ترقی عنایہ اور شمس الدین قہستانی جامع الرموز اور آفندی شیخی زادہ شرح ملتقی الأبحر اور شیخ محقق دہلوی شرح مشکوٰۃ اور امام حافظ الدین شرح وافی اور سید امین الدین آفندی حاشیہ شرح تنویر مولیٰ عبدالغنی نابلسی شرح طریقہ محمدیہ میں اور ان کے سوا اور علماء ارشاد فرماتے ہیں:

یہ الفاظ امام اکمل الدین بابر ترقی کے ہیں انھوں نے فرمایا شیخ ابو منصور ماتریدی جو اہلسنت کے امام اور احناف کے پیشوا ہیں انھوں نے بظاہر باہم متعارض حدیثوں میں مطابقت اور موافقت کی روش اختیار کی، چنانچہ فرمایا وہ معاقتہ مکروہ ہے جو شہوانی جذبات کے ساتھ ہو جس کی تعبیر مصنف یعنی امام برہان الدین فرغانی نے اپنے قول "فی ازار واحد" (صرف ایک چادر کے ساتھ) کی ہے کیونکہ یہ ایک ایسا سبب ہے جو شہوت رانی تک پہنچا دیتا ہے۔ لیکن اگر معاقتہ نیکی اور اکرام کے جذبے کے ساتھ ہو اور قمیص یا جبہ پہن کر کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں (ت)	وهذا لفظ الاكمل قال وفق الشيخ ابو منصور (يعني الباتریدی امام اهل السنة و سيد الحنفیة) بین الاحادیث فقال المكروه من المعانقة ما كان علی وجد الشهوة عبر عنه المصنف (يعني امام برهان الدين الفرغانی) بقوله فی ازار واحد فانه سبب یفرض الیهما فاما علی وجه البر والكرامة اذا كان علیه قمیص او جبة فلا بأس به اه¹۔

اور کیونکر روا ہوگا کہ بحالت سفر کے معاقتہ کو مطلقاً ممنوع ٹھہرائے حالانکہ احادیث کثیرہ میں ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا بے صورت مذکورہ بھی معاقتہ فرمایا:

حدیث اول: بخاری و مسلم و نسائی وابن ماجہ بطریق عدیدہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

یعنی ایک بار سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ حضرت زہرا نے	وهذا لفظ مولف منها دخل حدیث بعضهم فی بعض قال خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجلس بفناء بیت فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ادعی الحسن بن

¹ الغنایة علی ہامش فتح القدیر کتاب الکراہیة فصل فی الاستبراء مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۱۸/ ۲۸۵

علی فحبسته شیئاً فظننت انها تلبسه سخاباً او تغسله فجاء یشدد وفي عنقه السخاب فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیده هكذا فقال الحسن بیده هكذا حتی اعتنق کل واحد منهما صاحبه فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللهم انی احبه فأحبه واحب من یحبه¹۔	بھیجنے میں کچھ دیر کی میں سمجھا انھیں ہار پہناتی ہوں گی یا سندا رہی ہوں گی اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے گلے میں ہار پڑا تھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس بڑھائے حضور کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلا دئے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے۔ حضور نے گلے لگا کر دعا کی: الہی! میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ، جو اسے دوست رکھے گا اسے دوست رکھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث دوم: صحیح بخاری میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

كان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاخذ بیدي فیقعدنی علی فخذہ ویقعد الحسن علی فخذہ الاخری ثم یضمها ثم یقول اللهم ارحمها فانی ارحمها²۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھالیتے اور دوسری پر امام حسن کو پھر دونوں کو پٹٹالیتے۔ پھر دعا فرماتے الہی! میں ان پر مہر کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔

حدیث سوم: اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

ضمنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی صدرہ وقال اللهم علیہ الحکمة³۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے پٹٹالیا اور دعا فرمائی: الہی! اسے حکمت سکھا دے۔

¹ صحیح البخاری کتاب اللباس باب السخاب للصبيان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۸۷۴، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من

فضائل الحسن والحسين قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۲۸۲

² صحیح البخاری کتاب الادب باب وضع الصبي علی الفخذ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۸۸۸

³ صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناقب ابن عباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۱

حدیث چہارم: امام احمد اپنی مسند میں یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

انہ جاء حسن وحسين رضى الله تعالى عنه عنهما يستبقان الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فضمها اليه ¹ ۔	ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا

حدیث پنجم: جامع ترمذی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے:

سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اى اهل بيتك احب اليك قال الحسن والحسين وكان يقول لفاطمة ادعى لي ابني فيشبهها ويضمها اليه ² ۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہلبیت میں سے زیادہ پیارا کون ہے۔ فرمایا: حسن و حسین۔ اور حضور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وبارک وسلم۔

حدیث ششم: امام ابو داؤد اپنی سنن حضرت اسید بن حنظل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

بينما هو يحدث القوم وكان فيه مزاح بيننا يضحكهم فطعنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في خصرته بعد فقال اصبرني فقال اصطر قال ان عليك قبيصا وليس على قبيص فرفع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن قبيصه فاحتضنه وجعل يقبل كشحه قال انما	اس اثناء میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاح میں مزاح تھا لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکڑی ان کے پہلوں میں چبھوئی، انھوں نے عرض کی: مجھے بدلہ دیجئے۔ فرمایا: لے۔ عرض کی: حضور تو کرتا پہنے ہیں اور میں نہنگا تھا۔ حضور نے کرتا اٹھا دیا انھوں نے حضور کو اپنے کنار میں

¹ مسند امام احمد بن حنبل عن یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۱۴۲/۲

² جامع الترمذی کتاب المناقب مناقب الحسن والحسين امین کینی دہلی ۲/۲۱۸

اردت ہذا یا رسول اللہ ^۱ ۔	لیا اور تہیگاہ اقدس کو چومنا شروع کیا پھر عرض کی: یا رسول اللہ! میرا یہی مقصود تھا۔ ع دل عشاق حیلہ گر باشد (عاشقوں کا دل کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ تلاش کر لیتا ہے۔ ت) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ کل من احبہ وبارک وسلم۔

حدیث ہفتم: اسی میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ما لقیته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قط الا صافحنی وبعث الی ذات یوم ولم اکن فی اہلی فلما جئت اخبرت انه ارسل الی فاتیتہ وهو علی سریرہ فالتزمتنی فکانت تلک اجود واجود ^۲ ۔	میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے۔ ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا۔ میں گھر میں نہ تھا۔ آیا تو خبر پائی حاضر ہوا۔ حضور تخت پر جلوہ فرما تھے۔ مجھے گلے سے لگایا تو یہ اور زیادہ جید و نفیس تر تھا۔

حدیث ہشتم: ابو یعلیٰ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

قالت رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التزم علیاً وقبلہ ویقول بابی الوحید الشہید ^۳ ۔	میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے مولا علی کو گلے لگایا اور پیار کیا، اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر۔

حدیث نہم: طبرانی معجم کبیر اور ابن شاین کتاب السنہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منهم الی صاحبہ	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے حضور نے ارشاد فرمایا: ہر شخص اپنے یار کی طرف پیڑے۔ سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قبلة الجسد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۳

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی المعانقۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۲

^۳ مسند ابو یعلیٰ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۵۵۸ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۳/ ۳۱۸

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق باقی رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کی طرف پیر کر تشریف لے گئے اور انھیں گلے لگا کر فرمایا کسی کو خلیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا لیکن وہ میرا یار ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	حق بقی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر فسیح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ابی بکر حتی اعتنقه فقال لو کنت متخذ خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً ولکنہ صاحبی ^۱ ۔

حدیث دہم: خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ہم خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر تھے ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت انبیاء کی مانند ہوگی ہم حاضر ہی تھے کہ ابو بکر نظر آئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور گلے لگایا۔	قال کنا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یطلع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی احدا هو خیر منه ولا افضل۔ وله شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتی طلع ابوبکر الصدیق فقام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبلہ والتزمہ ^۲ ۔

حدیث یازدہم: حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا، اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا اور ان کے دہن پر بوسہ دیا۔ مولیٰ علی الحسن منزلة	قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقفاً مع علی بن ابی طالب اذ قبل ابوبکر فصافحہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعانقہ وقبل فاه قال علی اتقبل فابی بکر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ابا الحسن منزلة

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۱۶۷۶ و ۱۱۹۳۸ المكتبة الفيصلية بيروت ۳/ ۳۳۹ و ۲۶۱

^۲ تاريخ بغداد للخطيب بغدادی ترجمہ محمد بن العباس ابوبکر القاص دار الكتاب العربي بيروت ۳/ ۱۲۳

ف: خط کشیدہ الفاظ حدیث المعجم الكبير کی حدیث ۱۱۹۳۸ میں ۱۱/ ۳۳۹ پر ملاحظہ ہوں

ابوبکر عندی کمزلقی عند ربی ^۱ ۔	کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کیا حضور ابوبکر کا منہ چومتے ہیں، فرمایا اے ابوالحسن! ابوبکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا کہ میرا مرتبہ اپنے رب کے حضور۔

حدیث دوازدہم: ابن عبد ربہ کتاب بحجۃ المجالس میں مختصر اور ریاض نضرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مطولا صدیق اکبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے ضرب و قتال فرمانا اور ان کے چہرہ مبارک پر ضرب شدید آنا اس سخت صدمہ میں بھی حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رہنا۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارالارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلاً مروی یہ حدیث تمامہ ہماری کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ العمرین میں مذکور، اس کے آخر میں ہے:

حتی اذا هدأت الرجل وسکن الناس خرجتہ یسکب علیہا حتی ادخلتہا علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت فانکب علیہ فقبلہ وانکب علیہ المسلمون ورق له رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقة شديدة الحدیث ^۲ ۔	یعنی جب پچھل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما انھیں لے کر چلیں بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا دیکھتے ہی پر وانیہ وار شمع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے رقت فرمائی الحدیث۔

حدیث سیزدہم: حافظ ابوسعید شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

صعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المنبر ثم قال این عثمان بن عفان، فوثب وقال ها انا ذایا رسول اللہ فقال	حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا: عثمان کہاں ہیں۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اٹھے اور عرض کی: حضور!

^۱ سیرت حافظ عمر بن محمد ملا

^۲ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ چشتی کتب خانہ فیصل آباد ۱/ ۹۷

ادن منی فدنا منه فضله الى صدره وقبل بين عينيه الحديث ^۱ ۔	میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا: پاس آؤ۔ پاس حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں سینے سے لگایا اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔ الحدیث۔

حدیث چہارم: حاکم صحیح مستدرک باقادة الصحیح اور ابویعلیٰ اپنی مسند اور ابو نعیم فضائل صحابہ میں اور برہان خجندی کتاب اربعین مسکى بالماء المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال بیننا نحن مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في نفر من المهاجرين منهم ابوبكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابى وقاص فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لينهض كل رجل الى كفؤه فنهض النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى عثمان فاعتنقه وقال انت ولي في الدنيا والاخرة ^۲ ۔	ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے، حاضرین میں خلفاء اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی) وطلحہ و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں ہر شخص اپنے جوتے کی طرف اٹھ کر جائے، اور خود حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اٹھ کر تشریف لائے اور ان سے معانقہ کیا اور فرمایا: تو میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں۔

حدیث پانزدہم: ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ وہ اپنے والد ماجد حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما سے راوی:

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عانق عثمان بن عفان فقال قد عانقت اخي عثمان فمن كان له اخ فليعانقه ^۳ ۔	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا جس کے کوئی بھائی ہو اسے چاہئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔

^۱ اشرف النبی (فارسی) باب بست و نهم مطبوعہ تہران ص ۲۸۸ و ۲۹۰

^۲ المستدرک باب فضائل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار لفکر بیروت ۱/۳ ۹۷

^۳ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۳۶۲۳۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/۳ ۵۷

اس حدیث میں علاوہ فعل کے مطلقاً حکم بھی ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو اپنے بھائیوں سے معاف کرنا چاہئے:

حدیث شانزدہم: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہراء سے فرمایا: عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے؟

عرض کی کہ نامحرم شخص اسے نہ دیکھے، حضور نے گلے سے لگالیا اور فرمایا:

ذریعۃ بعضہا من بعض ^۱ ۔	یہ ایک دوسرے کی نسل ہے۔ (ت)
اوکما ورد صلی اللہ تعالیٰ علی الجیب والہ وبارک وسلم۔	جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت اور سلام ہو اس کے حبیب مکرم اور ان کی سب آل پر۔ (ت)

بالجملہ احادیث اس بارے میں بکثرت وارد۔ اور تخصیص سفر محض بے اصل و فاسد، بلکہ سفر و بے سفر ہر صورت میں معاف کرنا سنت، اور سنت جب ادا کی جائے گی سنت ہی ہوگی تا و فتیکہ خاص کسی خصوصیت پر شرع سے تصریح نہیں ثابت نہ ہو یہاں تک کہ خود امام مانعین مولوی اسماعیل دہلوی اپنے رسالہ ندور میں کہ مجموعہ زبدۃ النصائح میں مطبوع ہوا صاف مقرر کہ معاف روز عید گو بدعت ہو بدعت حسنہ ہے۔

حیث قال ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و طعام خوراندین سوائے کنند چاہ و امثالہ دعا و استغفار و اضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص ست مثل معاف عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا عصر ^۲ انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔	چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا ہے۔ قرآن خوانی فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانے کے تمام طریقے بدعت ہیں سوائے کنواں کھدوانے اور اسی نوع کے دوسرے کام، قربانی کرنے اور دعا استغفار کرنے کے۔ گویہ بدعت حسنہ بالخصوص ہیں جیسے عید کے دن گلے ملنا اور نماز فجر اور نماز عصر کے بعد مصافحہ کرنا انتہی اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور اس شان والے کا علم سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ پختہ ہے۔ (ت)

^۱ اتحاف السادة المتقين کتاب آداب النکاح الباب الثالث دار الفکر بیروت ۳۶۲

^۲ زبدۃ النصائح (رسالہ ندور)

رسالہ

صَفَاحُ اللَّجِينِ فِي كَوْنِ التَّصَافِحِ بِكَفَى الْيَدَيْنِ ^{۱۳۰۶ھ}

(دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ ہونے میں چاندی کی تختیاں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ ۱۲۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے یا نہیں؟ اور آج کل جو غیر مقلد لوگ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کو ناجائز و خلاف احادیث جانتے ہیں ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ)

الجواب:

الحمد لله اللهم لك الحمد يا باسط اليدين بالرحمة تنفق كيف تشاء. تصافح حدك بمزيد رفدك كما تعانق شكرك والعطاء. صل وسلم وبارك على من يداه بحر النوال، ومتبعاً الزلال وجنتاً البلاء، وعلى اله وصحبه واهله وحزبه ما تصافحت الايدي عند اللقاء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله الباسط كفيه بالجدود والصلة وعلى اله وصحبه اولي الود والاخاء والفيض والسخاء في العسر والرخاء الى تصافح الاحباب وتعانق الاخلاء۔ أمين اله الحق أمين۔

بیشک، دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔ اکابر علماء نے اس کے مسنون و مندوب ہونے

کی تصریح فرمائی اور ہر گز ہر گز نام کو بھی کوئی حدیث اس سے ممانعت میں نہ آئی۔ جائز شرعی کی ممانعت و مذمت پر اتنا شریعت مطہرہ پر افتراء کرنا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔

فقیر غفرلہ تعالیٰ لہ قبل اس کے کہ اس اجمال کی تفصیل کرے، ایک واقعہ طیبہ و رویائے صالحہ ذکر کرتا ہے۔ واللہ الحمد والمنة ومنہ الفضل والنعمة۔

یہ مسئلہ فقیر غفرلہ المولیٰ القدر سے روز جمعہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ کو بعد نماز پوچھا گیا۔ جواب زبانی بیان میں آیا اور از انجا کہ آج کل قدرے علالت اور بوجہ مشاغل درس قلت مہلت تھی قصد کیا کہ جمعہ آئندہ کی تعطیل ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر جواب کی کفیل ہوگی۔ اس اثناء میں سوال مذکور کا خیال بھی دل سے اتر گیا۔ ناگاہ شب سہ شنبہ ۲۳ ماہ مسطور کہ سر بشمال و روبقبلہ میں سوتا اور بخت بیدار تھا۔ خاص صبح کے وقت بحمد اللہ دیکھا کہ سمت مدینہ طیبہ سے امام علام، مرشد الانام، قاضی البلاد و مفتی العباد، فقیہ النفس، مقارب الاجتہاد، امام اجل، ابوالحسن فخر الملة والدين ابوالفاجر، حسن ابن امام بدر الدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابوالقاسم بن عبدالعزیز اوز جندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خاں قدس اللہ تعالیٰ سرہ، فاکفاح علیکنا نوروہ، (جن کے فتاویٰ کے لئے شر قا غربا اعلیٰ درجہ کا اعتبار اور اشتہار اور ان کا امام مجتہد، فقیہ النفس اعظم علمائے ہونا آشکار) فقیر کے سر ہانے تشریف لائے، بلند بالا متوسط بدن، سفید پوشاک زیب تن، وسیع گھیر نیچے دامن، اور بزبان فارسی یہ دو جملے ارشاد فرمائے:

اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث ہے اس کا مفہوم مخالف مراد نہیں۔ (ت)	"مسند ایشاں حدیث انس است واو را مفہوم نیست"

لفظ یہی تھے یا اس کے قریب، معاجمال مبارک دیکھتے ہی قلب فقیر میں القاء ہوا کہ یہ امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور کلام مقدس سنتے ہی دل میں آیا کہ اسی مسئلہ مصافحہ کی نسبت ارشاد ہے والحمد للہ رب العالمین۔

فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ کو اس خواب مبارک کے ذکر سے مخالفین پر حجت لانا مقصود نہیں کہ وہ تو خواب کے اصلا قدر و قیمت نہیں رکھتے اگرچہ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے امر عظیم جانتے اور اس کے سننے، پوچھنے، بتانے، بیان فرمانے میں نہایت درجے کا اہتمام فرماتے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے:

آج کے شب کسی نے کوئی خواب دیکھا؟

صحیح بخاری میں ابوہریرہ اور صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن عباس اور احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ۔۔ اور مسند احمد میں ام المؤمنین صدیقہ۔۔ اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حدیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی و هذا اللفظ الطبرانی (یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ ت) حضور لامع النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ فَلَا نُبُوءَةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قِيلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَى لَهُ

3

عہ: حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں۔ جو بیسواں، چھبیسواں، چالیسواں، چوالیسواں، سینتالیسواں، چھیالیسواں، پچاسواں، سترہواں، چھترہواں، کلڑا سب وارد ہیں۔ لہذا فقیر نے مطلق ایک ٹکرا کہا اور اکثر احادیث صحیحہ میں چھیالیسواں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲۴

1035

Page 271 of 692

سے متواتر۔ ان کی تفصیل موجب تطویل۔

اور احمد و بخاری و ترمذی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے چاہئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے۔	إِذَا أَرَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيُحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا غَيْرَهُ¹۔

فقیر بے نوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہو گا کہ ایک امام اجل، رکن شریعت، ہادی ملت اس پر اپنا پر تو اجلال ڈالے۔ اور محض اس کی امداد اور ارشاد کے لئے غریب خانہ پر بنفس نفیس کرم فرمائے اور بے سابقہ عرض و درخواست خود بکمال مہربانی مسئلہ دین ورد مخالفین تعلیم کرے۔ کیا وہ غریب خستہ فقیر دل شکستہ اس سے امید نہ کرے گا کہ باوجود میرے ان عظیم و شدید گناہوں کے میرا رؤف و رحیم مولیٰ عزوجل و علامیرے ساتھ ایک نظر خاص رکھتا ہے اور مجھ سے ذلیل۔ بے وقعت، خوار، بے حیثیت کا افتاء بھی اس بارگاہ رحمت میں گنتی شمار کے قابل ٹھہرائے۔

تمامی تعریف ثابت ہے اس معبود حقیقی کے لئے جس کی نعمت و عظمت کے طفیل نیکیاں تمام و کمال کو پہنچیں، اور درود و سلام نازل ہو اس ذات اقدس پر جو فقیروں کا خزانہ، کمزوروں کی پناہ گاہ، بڑی امید والے اور عام بخشش کرنے والے ہیں اور ان کے تمام آل و اصحاب پر تمامی تعریف سارے جہاں کے پالنے والے کے لئے ہے۔ (ت)	فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ وَجَلَّالَهُ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى كَنْزِ الْفُقَرَاءِ، حُرِّزِ الضُّعَفَاءِ عَظِيمِ الرَّجَاءِ، عَمِيمِ الْعَطِيَّاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ - وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

معذایہ بھی سنت صحابہ سے ثابت کہ جو خواب ایسا دیکھا گیا جس میں ان کے قول کی تائید نکلی اس پر ارشاد ہوئے اور دیکھنے والے کی توقیر بڑھادی، صحیحین² میں ہے ابو حمزہ ضعی نے تمنع حج میں خواب دیکھا

¹ صحیح البخاری کتاب التعبیر باب الرؤیا من اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۳۴، مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب

الاسلامی بیروت ۸/۳

² صحیح البخاری کتاب المناسک باب التمتع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۲۱۳

جس سے مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید ہوئی، ابن عباس نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اس روز سے انھیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا شروع کیا،

ان وجوہ پر نظر تھی کہ فقیر نے یہ خواب ذکر کی، خواب دیکھتے ہی آنکھ کھلی، نماز کا وقت تھا، وضو میں مشغول ہوا، اثنائے وضو ہی میں خیال کیا تو یاد آیا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جامع ترمذی میں مروی کہ سائل نے عرض کی:

افیاخذ بیدہ ویصافحه قال نعم ^۱	یعنی یا رسول اللہ! جب مسلمان مسلمان سے ملے تو اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے۔ فرمایا ہاں۔

اس میں لفظ "بیدہ" بصیغہ مفرد واقع ہوا لہذا ان صاحبوں کا محل استناد ٹھہرا۔
اب قبل اس کے کہ جواب امام علیہ الرحمۃ المنعم کی توضیح اور دیگر مباحث نفیسہ کی جو بھم اللہ قلب فقیر پر فائض ہوئے تصریح کروں، پہلے اس کا بیان کرنا ہے کہ امام ہمام قدس سرہ نے خاص حدیث انس کو کیوں ان کا مستند بنایا حالانکہ کلمہ ید بصیغہ مفرد اس کے سوا اور بھی کئی حدیثوں میں آیا، اس تحقیق کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان حدیثوں سے بھی جواب کھل جائے گا۔

فأقول: وبالله التوفیق وہ احادیث مصافحہ جن میں لفظ ید بصیغہ مفرد واقع تین قسم ہیں:
قسم اول: احادیث فضائل جن میں مصافحہ کی ترغیب اور اس کی خوبیوں کا بیان ہے۔ مثلاً:
حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما جسے طبرانی نے معجم اوسط اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صالح روایت کیا۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَآخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَافَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا تَنَافَرَتْ وَرَقُ الشَّجَرِ ^۲	جب مسلمان سے مسلمان مل کر سلام کرتا اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے ان کے گناہ جھڑپڑتے ہیں جیسے پیڑوں کے پتے۔

^۱ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء في المصافحة امین کبیری دہلی ۲/ ۹۷

^۲ المعجم الاوسط حدیث ۲۳۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۱/ ۱۸۴، شعب الایمان فصل في المصافحة حدیث ۸۹۵۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۴۷۳

حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا لَقِيَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَأَخَذَ بِيَدِهِ تَحَاثَّتْ عَنْهُمَا ذُنُوبُهُمَا ^۱ ۔	مسلمان جب اپنے بھائی سے مل کر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے ان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ امام احمد نے ایسی سند سے جس کے سب رجال سوامیون بن موسیٰ مرئی بصری صدوق مدلس کے ثقات عدول ہیں اور نیز ابویعلیٰ و زرار نے روایت کی:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ اتَّقِيَا فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ إِلَّا مَا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَخْضُرَ دُعَاؤُهُمَا وَلَا يَفَرِّقَ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى يَغْفِرَ لَهُمَا ^۲ ۔	جب دو مسلمان ملاقات کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں کہ ان کے گناہ بخش دے۔

حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ احمد نے مسند اور ضیاء نے مختارہ میں بسند صحیح روایت کی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَسْلَمَيْنِ اتَّقِيَا فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ وَتَصَافَحَا وَحَدَّثَهُمَا جَمِيعًا تَفَرَّقَا لَيْسَ بَيْنَهُمَا خُطِيئَةٌ ^۳ ۔	جو دو مسلمان آپس میں مل کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور مصافحہ کریں اور دونوں حمد الہی بجالائیں بیگناہ ہو کر جدا ہوں۔

نیز حدیث براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بیہقی نے بطریق زید بن براء تخریج کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَلْقَى مُسْلِمٌ مُسْلِمًا فَيَرْحَبُ بِهِ وَيَأْخُذُ	جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبا کہے اور ہاتھ

^۱ المعجم الكبير حديث ٦١٥٠ المكتبة الفيصلية بيروت ٢/ ٢٥٦

^۲ مسند احمد بن حنبل عن انس رضي الله تعالى عنه المكتبة الاسلامي بيروت ٣/ ١٢٢، الترغيب والترهيب بحواله احمد والبخاري وابن

يعلى الترغيب في المصافحه حديث ٣ مصطفى الباني مصر ٣/ ٣٣٢

^۳ مسند احمد بن حنبل عن براء بن عازب المكتبة الاسلامي بيروت ٣/ ٢٩٣ و ٢٩٢

بیدہ الالتناثر الذنوب بینہما کما یتناثر ورق الشجر ^۱ ۔	ملائے ان کے گناہ برگ درخت کی طرح جھڑ جائیں۔

اقول: اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ الفاظ وحدت ید میں ہیں تاہم ان دونوں حدیثوں میں منکرین کے لئے حجت نہیں۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ مقام ترغیب و ترہیب میں غالباً دلی کو بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب اس قدر پر یہ ثواب یا عقاب ہے تو زائد میں کتنا ہوگا۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس سے زائد مندوب یا محذور نہیں۔ ترہیب کی مثال تو یہ لیجئے۔

ابن ماجہ ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اعان علی قتل مومن بشطر کلمۃ لقی اللہ مکتوباً بین عینیہ ایس من رحمۃ اللہ ^۲ ۔	جو کسی مسلمان کے قتل پر آدمی بات کہہ کر اعانت کرے اللہ سے اس حالت پر ملے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو خدا کی رحمت سے ناامید۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ آدمی بات کہہ کر اعانت کرے تو مستحق عذاب اور ساری بات سے مدد کرے تو نہیں؟ یہاں محل ترغیب ہے زیادہ مثالیں اسی کی سنئے، مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک پیسہ دے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ دو پیسے دے گا تو رحمت نہ ہوگی۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام مالک مؤطا میں بطریق سعید بن یسار سلاور طبرانی وابن حبان ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور معجم کبیر میں ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

وهذا حدیث ابن حبان فی صحیحہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللہ	یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جو ایک چھوہار یا ایک نوالہ اللہ کی راہ میں دے اللہ تعالیٰ اسے ایسا بڑھاتا

^۱ شعب الایمان حدیث ۸۹۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۷۵

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب الدیات باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۱

لیبرنی لاحد کم التمرۃ واللقمۃ کما یربی احد کم فلوہ او فصبیلہ حتی یکون مثل احد ^۱ ۔	اور پالتا ہے جیسے آدمی اپنے بچھرے یا بوتے کو پرورش کرے یہاں تک کہ بڑھ کر کوہ احد کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور صحاح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظیوں ہیں:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من كسب طيب ولا يقبل الله الا الطيب فان الله يتقبلها ببينہ ^۲ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو ایک چھوہارے برابر پاک مال سے خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر پاک کو، تو رب عزوجل اسے اپنے داہنے دست قدرت سے قبول فرماتا ہے۔

کوئی احمق سے احمق بھی ان حدیثوں سے یہ معنی نہ سمجھے گا کہ ایک چھوہارے یا ایک ہی نوالہ کی خصوصیت ہے ایک دے گا تو قبول بھی ہوگا اور ثواب بھی بڑھے گا، جہاں دو یا زائد دے پھر نہ قبول کی توقع نہ ثواب کی ترقی _____ نہیں نہیں، بالیقین یہی معنی ہیں کہ ایک لقمہ یا ایک خرما بھی ان نیک جزاؤں کا باعث ہے۔ یوں ہی ان احادیث کا یہ مضمون نہیں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوگا تو وہ ثواب ملے گا دو ہاتھ سے کیا تو ناجائز ہوا یا اجز گیا۔ بلکہ بر تقدیر عہ مذکور ان کا اسی قدر مفاد کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ بھی اس جزائے نیک کے لئے کافی ہے۔

قسم دوم: وہ احادیث جن میں وقائع جزئیہ کی حکایت ہے یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلاں صحابی نے فلاں شخص سے یوں مصافحہ فرمایا۔

حدیث حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن ابی داؤد میں بروایت ام المومنین

عہ: یعنی اس تقدیر پر کہ وہ الفاظ ارادہ وحدت ید میں فرض کر لئے جائیں۔

^۱ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان حدیث ۸۱۹ المطبعة السلفیہ ص ۲۰۹

^۲ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقہ من کسب طیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۹، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان اسم الصدقہ یقع علی کل نوع من المعروف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۶، جامع الترمذی ابوب الزکوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصدقہ امین کمپنی

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی:

جب حضرت زہرارضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرماتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زہرارضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور دست اقدس لے کر بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وبارک وسلم۔	كانت اذا دخلت عليه صلى الله تعالى عليه وسلم قائم اليها فاخذ بيدها فتقبلها واجلسها في مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذته بيده فتقبلته واجلسته في مجلسها¹۔

حدیث معجم طبرانی کبیر:

یعنی ابو داؤد اعمیٰ نے کہا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ملے میرا ہاتھ پکڑا اور مصافحہ کیا اور میرے سامنے ہنسنے پھر فرمایا: تو جانتا ہے میں نے کیوں تیرا ہاتھ پکڑا؟ میں نے عرض کی: نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے کچھ بہتر ہی کے لئے ایسا کیا، فرمایا: بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے ملے تو حضور نے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔	عن ابی داؤد الاعلیٰ قال لقینی البراء بن عازب فاخذ بیدی وصافحنی وضحك فی وجهی فقال تدری لما اخذت بیدك قلت لا الا انی ظننت انك لم تفعله الا لخير۔ فقال ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقینی ففعل بی ذلک۔² الحدیث

اقول: یہ بھی اصلاً قابل استناد نہیں۔ قطع نظر اس سے یہ حدیث طبرانی پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ ابی داؤد اعمیٰ رافضی سخت مجروح متروک ہے۔ امام ابن معین نے اسے کاذب کہا، اور حدیث حضرت زہرارضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ممکن کہ ہاتھ پکڑنا بوسہ دینے کے لئے ہو۔

¹ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی القیام آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۸/۲

² الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی المصافحۃ حدیث ۳ مصطفیٰ البابی مصر ۳۳۲/۳، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی باب

المصافحۃ الخ دار الکتب بیروت ۳۷۸/۸

بہر حال ان میں نہیں مگر وقائع جزئیہ کی حکایت اور عقلا و نظلا مبرہن و ثابت کہ وہ حکم عام کو مفید نہیں ہزار جگہ ائمہ دین کو فرماتے سنئے گا۔

واقعة حال لا عموم لها قضیة عين فلا تعم۔	واقعہ حال کے لئے عموم نہیں اور قضیہ معین عام نہیں ہوتا۔ (ت)

خلاصہ یہ کہ ان سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو یا ہمیشہ ایسا ہی ہونا چاہئے بلکہ صرف اتنا استفادہ کہ اس بار ایسا ہوا پھر کسی واقعے میں دوامروں سے ایک کا وقوع کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ جو واقع ہوا دوسرے سے افضل تھا بوجہ فضیلت اسے اختیار کیا کبھی یوں کہ دونوں مساوی تھے، ایک مساوی کر لیا، کبھی یوں کہ وہ دوسرا ہی افضل تھا اور اس واقعے میں بیان جواز کے لئے یہ مفصول صادر ہوا۔ کبھی یوں کہ اس پر کوئی ضرورت حائل تھی۔

الى غير ذلك من الاحتمالات الكثيرة الشائعة التي لا تبقى للاستدلال علينا ولا اشرا۔	اس کے علاوہ بہت سے احتمالات مشہور ہیں جو ہمارے خلاف استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ (ت)

اسی لئے جو لوگ مفہوم مخالف کے قائل ہیں وہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ واقعہ جزئیہ میں نہ ہو، ورنہ بالاجماع ماعد اسے نفی کو مفید نہ ہوگا کما نص علیہ علماء الأصول (جیسا کہ علمائے اصول نے اس پر نص قائم کی ہے۔ ت) قسم سوم: وہ روایات جو خاص کیفیت مصافحہ میں وارد ہیں۔ یہ البتہ قابل لحاظ ہیں کہ اگر کچھ بوئے استناد نکل سکتی ہے تو انھیں میں ہے، یہ دو حدیثیں ہیں: حدیث اول: جامع ترمذی میں ہے:

حدثنا احمد بن عبد الله الضبي نا يحيى بن مسلم الطائفي عن سفين عن منصور عن خيثمة عن رجل عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال من تمام التحية الاخذ باليد ¹ ۔	احمد بن عبد الله الضبي نے يحيى بن مسلم سے اس نے سفين سے انھوں نے منصور انھوں نے منصور انھوں نے خيثمة انھوں نے ایک شخص کے حوالہ سے عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه سے حدیث روایت کی کہ حضور نبی پاک صلی الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا: ہاتھ پکڑنا کامل سلام میں سے ہے۔

¹ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء في المصافحة امين کپنی دہلی ۱/ ۹۷

اقول: یہ حدیث بھی لائق احتجاج نہیں۔

اؤلا: اس کی سند ضعیف ہے۔ جس میں عن خيثمة عن رجل۔ ایک مجہول واقع۔

ہاجیا: امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری نے یہ حدیث تسلیم نہ فرمائی اور اس کے غیر محفوظ ہونے کی تصریح کی۔ یحییٰ بن مسلم طائفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن پر اس حدیث کا مدار ہے کمافی الترمذی^۱ جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ ت) علماء محدثین ان کا حافظہ برا بتاتے ہیں کما فی التقریب (جیسا کہ تقریب میں ہے۔ ت) امام بخاری کہتے ہیں میرے نزدیک یہاں بھی ان کے حفظ نے غلطی کی۔ انھوں نے سند مذکور سے حدیث: لا سبر الا لمصل او مسافر^۲ (رات کی گفتگو صرف نمازی یا مسافر کے لئے جائز ہے۔ یعنی بعد نماز عشاء باتیں کرنا سمر کے معنی رات میں بات کرنا ہے۔ ت) سنی بھی بھول کر اس کی جگہ یہ روایت کر گئے حالانکہ یہ تو صرف عبدالرحمن بن یزید یا اور کسی شخص کا قول ہے نقلہ الترمذی (اسے ترمذی نے نقل کیا۔ ت)

ہاگ اقول: وباللہ التوفیق اس سب سے در گزریئے اور ذرا غور و تامل سے کام لیجئے۔ تو یہ حدیث دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا پتہ دیتی ہے کہ اس میں اخذ بالید بصیغہ مفرد کو تمامی تحت کا ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ نہ یہ کہ صرف اسی پر تمامی و انتہا ہے۔ تحت کی ابتداء سلام اور مصافحہ تمام اور ایک ہاتھ ملانا اسی تمامی کا ایک ٹکڑا۔

لہذا جامع ترمذی میں حدیث ابوالمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لفظوں سے آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارا آپس میں تمامی تحت کا مصافحہ ہے۔

تمام تحتیکم بینکم المصافحة^۳۔

یہاں "من" تبصیغہ نہ لایا گیا کہ صرف ایک ہاتھ کا ذکر نہ تھا جو ہنوز تمامی کا بقیہ باقی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث دوم: وہی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی طرف امام ہمام فقیہ الانام قاضی خاں قدس سرہ نے اشارہ فرمایا۔ جامع ترمذی میں ہے:

^۱ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی المصافحة امین کپنی دہلی ۱/ ۹۷

^۲ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی المصافحة امین کپنی دہلی ۱/ ۹۷

^۳ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی المصافحة امین کپنی دہلی ۱/ ۹۷

حدثنا سويدنا عبد الله نا حنظلة بن عبيد الله عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال قال رجل يا رسول الله الرجل منا يلقى اخاه او صديقه اينحنى له قال لا قال افليتزمه ويقبله قال لا قال فياخذ بيده ويصافحه قال نعم¹	یعنی ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھکے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی کیا اسے گلے لگائے اور پیار کرے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی: اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ فرمایا: ہاں۔

اس حدیث کو ترمذی نے حسن بتایا بخلاف اول کہ خود ترمذی نے امام بخاری سے اس کی تضعیف نقل کر دی تھی۔ تو ثابت ہو گیا کہ حضرات مخالفین اگر سند لائیں گے تو اسی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، باقی خیریت۔ لہذا امام مدوح قدس سرہ نے اسی حدیث کی تخصیص فرمائی۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ جواب جناب امام ہمام قدس سرہ کی توضیح سنئے۔ ظاہر ہے کہ افرادید سے اس حدیث خواہ کسی حدیث میں اگر نفی یدین پر استدلال ہوگا تو لاجرم بطریق مفہوم مخالف ہوگا اور وہ محققین کے نزدیک حجت نہیں جس کی بحث کتب اصول میں ختم ہو چکی۔

اقول: وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) اؤگا: قرآن عزیز میں ہے:

"يَبْدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" ②	تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ تیرے ایک ہی ہاتھ میں بھلائی ہے؟ معاذ اللہ دوسرے میں نہیں۔
 ② ایضاً: احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی حضرت سیدنا سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔
 حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء في المصافحة امين كيني دہلی ۲/ ۹۷

² القرآن الكريم ۲۶/۳

ان اللہ تعالیٰ يقول لا اهل الجنة يا اهل الجنة فيقولون لبیک یا ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک الحدیث ^۱ ۔	بیشک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنت والو۔ عرض کریں گے۔ لبیک اے رب ہمارے! ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں، تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔

اسی طرح تفسیر مقام محمود میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نسائی نے بسند صحیح اور حاکم نے بافادہ الصحیح اور طبرانی اور ابن مندہ نے روایت کی۔ یوں آئی:

یجمع اللہ الناس فی صعيد واحد فلا تکلم نفس فاول مدعو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فيقول لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک ^۲ الحدیث۔	اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ایک میدان میں جمع میں فرمائے گا تو کوئی کلام نہ کرے گا سب سے پہلے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا ہوگی، حضور عرض کریں گے: الہی! میں حاضر ہوں خدمت میں ہوں تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔

ابن مندہ نے کہا:

حدیث مجمع علی صحة اسنادہ وثقة رجاله ^۳ ۔	اس حدیث کی صحت اسناد و عدالت روات پر اجماع ہے۔

یونہی حدیث بعث النار میں اللہ تعالیٰ کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا فرمانا اور ان کا جواب میں لبیک وسعدیک والخیر بیدک^۴ عرض کرنا مروی۔ الی غیر ذلک من الاحادیث کیا یہ

^۱ صحیح البخاری کتاب التوحید کلام الرب مع اهل الجنة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۱/۲، صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۷۸/۲، جامع الترمذی ابواب صفة الجنة امین کمپنی دہلی ۷۹/۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۸۸/۲

^۲ المطالب العالیہ حدیث ۴۶۳۵ توزیع عباس احمد الباز (مکہ المکرمہ) ۳۸۶/۳، المستدرک للحاکم کتاب التفسیر ذکر المقام المحمود دار الفکر بیروت ۳۶۳/۲، مجمع الزوائد کتاب البعث باب منه فی الشفاعة دار الکتب بیروت ۳۷۷/۱۰

^۳ البواب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۶۴۲/۳

^۴ مسند ابی عوانہ بیان انه لا یدخل الجنة الا نفس مسلمة دار المعرفۃ بیروت ۸۹/۱

حدیثیں معاذ اللہ اس آیت کے مخالف ہیں؟

ہائے: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ" ^۱	تو فرماؤ بے شک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک ہی ہاتھ میں فضل ہے؟

رابعاً: فرماتا ہے: بیدہ

"بَلْ يَدَاهُ بِيَدٍ مَّكَوْنُ كُلِّ شَيْءٍ" ^۲	اسی کے ہاتھ میں ہے قدرت ہر چیز کی۔

کیا معاذ اللہ دوسرے ہاتھ میں مالکیت و قدرت نہیں؟

خامساً: دیلمی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ید اللہ مبسوطة ^۳	اللہ کا ہاتھ کشادہ ہے۔

کیا معاذ اللہ اس کا یہ مفہوم کہ ایک ہی ہاتھ کشادہ ہے قال اللہ تعالیٰ:

"مَبْسُوطَتَيْنِ يَتَفَقَّحُ كَيْفَ يَشَاءُ" ^۴	بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں خرچ فرماتا ہے جیسے چاہے۔

سادساً: حدیث میں ہے:

ید اللہ ملأی ^۵	اللہ تعالیٰ کا ہاتھ غنی ہے۔

کیا دوسرے ہاتھ سے غنائی ہے؟

سابعاً: حدیث شریف میں ہے:

ید اللہ ہی العلیا ^۶	اللہ ہی کا ہاتھ اونچا ہے۔

کیا عیاداً باللہ ایک ہی ہاتھ بلند و بالا ہے؟

^۱ القرآن الکریم ۳/ ۷۳

^۲ القرآن الکریم ۳۶/ ۸۳

^۳ کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق برمز "فر" حدیث ۱۰۱۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۷۵ ۳

^۴ القرآن الکریم ۵/ ۶۴

^۵ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ ہود ۴/ ۶۷ و کتاب التوحید ۲/ ۱۱۰۲

^۶ مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۴۶ و ۳/ ۷۳ و ۴/ ۱۳۷

ہمنا: قال اللہ تعالیٰ:

کافر ایسی اندھیری میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے۔

"إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكِدْ يَرَهَا" ¹

کیا اس کے یہ معنی کہ دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آئیں گے۔

ناسکا: قال اللہ تعالیٰ:

اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مارا اور قسم جھوٹی نہ کر۔

"حُلِّ بِبَيْدِكَ ضَعْفًا فَاصْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْضُتْ" ²

علماء فرماتے ہیں یہ حکم اب بھی باقی ہے یعنی اگر مثلاً کسی نے غصے میں قسم کھائی کہ زید کو سو لکڑیاں ماروں گا۔ اب غصہ فرو ہوا چاہتا ہے کہ قسم بھی سچی ہو اور زید ضرب شدید سے بچے بھی تو جھاڑو وغیرہ کی سوشا نہیں جمع کر کے اسی طرح زید کے بدن پر مارے کہ وہ سب جسم پر جدا جدا پہنچیں کیا اگر دونوں ہاتھ میں جھاڑو لے کر ماریں تو اس ارشاد کا خلاف ہوگا؟

عاشرا: قال تعالیٰ:

جزیہ دیں ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔

"يُعْطَوُا الْجُزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ" ³

کیا اگر دونوں ہاتھ سے دیں تو تعمیل حکم نہ ہو۔

حادی عشر: بخاری، ابوداؤد اور نسائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور احمد ترمذی و نسائی و حاکم ابن حبان حضرت ابومیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اس کے زبان اور ہاتھ سے امان میں رہیں۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ⁴۔

کیا اس کے یہ معنی کہ ایک ہاتھ سے امان میں ہوں اور دوسرے سے ایذا میں!

ثانی عشر: احمد و بخاری مقداد بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور

¹ القرآن الکریم ۲۴/۴۰

² القرآن الکریم ۳۸/۴۴

³ القرآن الکریم ۹/۲۹

⁴ صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶/۱، جامع الترمذی ابواب الایمان باب

المسلم من سلم المسلمون الخ امین کتب دہلی ۲/۸۷

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مأكل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يده ¹	کسی نے کبھی کھانا اس سے بہتر نہ کھایا کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھائے۔

اور احمد بسند صحیح اور طبرانی وحاکم حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نیز طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اطيب الكسب عمل الرجل بيده ²	سب سے بہتر کمائی آدمی کی اپنے ہاتھ کا کسب ہے۔

کیا اگر دونوں ہاتھ کا کسب ہو تو وہ کھانا اس فضل سے باہر ہے!

ثم اقول: بلکہ بارہا لفظ ید بصیغہ مفرد لاتے ہیں اور دونوں ہاتھ مراد ہوتے ہیں:

(۱) ید اللہ مبسوطة (اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا دست قدرت کشادہ ہے)

(۲) ید اللہ ملأی (دست قدرت بھرا ہوا ہے)

(۳) ید اللہ ہی العلیا (دست قدرت ہی بلند و برتر ہے)

(۴) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ³ (مسلمان وہ ہے جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے) میں یہی معنی مراد ہیں۔

(۵) حدیث عمل ید یدہ (اس کے دونوں ہاتھ کا کسب) بھی ایسے ہی موقع پر وارد کہ غالباً کسب انسان دونوں ہاتھ سے ہوتا ہے

اسی حدیث مقدم کی اسی صحیح بخاری میں دوسری روایت من عمل بیده ہے۔

(۶) اسی طرح حاکم وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعائیں عرض کرتے:

اللهم انی اسئلك من کل خیر خزائنه	اٰلہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں ان سب

¹ صحیح البخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیده قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸، مسند احمد بن حنبل عن مقدم بن

معدیکرب المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۳۱ و ۱۳۲

² کنز العمال بحوالہ حم، طب، ک عن رافع بن خدیج حدیث ۹۱۹۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/۴

³ صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶، صحیح مسلم کتاب الایمان

باب جامع اوصاف الاسلام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸

بیدک واعوذ بک من کل شر خزائنه بیدک ^۱ ۔	بھلائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ مانگتا ہوں ان سب برائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں۔

یہ حدیث دونوں جگہ دونوں طور پر مروی ہوئی بیدک اور بیدیک۔

(۷) صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان داؤد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یاکل الا من عمل یدہ ^۲ ۔	داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے عمل سے۔

اور یوہیں حدیث مقدم کے تتمہ میں احمد و بخاری نے روایت کیا:

ان نبی داؤد کان یاکل من عمل یدہ ^۳ ۔	بے شک داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ کے عمل سے ہی کھاتے تھے۔

سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل قرآن عظیم سے معلوم ہے کہ زر ہیں بنانا تھا اور وہ وہی ہاتھ سے ہوتا ہے۔

لہذا صحیح بخاری میں دونوں حدیثوں کی دوسری روایتیں بلفظ "یدہ" آئیں۔ پس ثابت ہوا کہ بہت جگہ ید و یدین میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ اور بے تکلف تشبیہ کی جگہ مفرد لاتے ہیں اور ایک ہی امر میں کبھی تشبیہ کبھی مفرد بولتے ہیں پھر افراد کو نفی تشبیہ کی دلیل سمجھا کس قدر عقل سے بعید ہے۔

ثم اقول: وباللہ التوفیق (پھر میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ ت) میں موارد استعمال اور مواقع خاصہ سے استدلال کرتا ہوں وہ قاعدہ ہی کیوں نہ ذکر کروں جو خاص اسباب میں ائمہ عربیت نے وضع کیا اور ایسے الفاظ میں تشبیہ و افراد یکساں ہونے کا ہمیں عام ضابطہ دیا علامہ زین بن نجیم مصری قدس سرہ نے جہاں خطبہ اشباہ میں فرمایا:

اعملت بدنی افعال الجدمابین	میں اپنے بدن کو کوشش کے کام میں لایا جو

^۱ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء دار الفکر بیروت ۱/ ۵۲۵

^۲ صحیح البخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۸

^۳ صحیح البخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۸

بصری ویدی و ظنونی ¹	میری آنکھ، ہاتھ اور گمان کے درمیان ہے۔

اس پر علامہ ادیب سید احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

لا اطلق اليد واراد الیبدین لانه اذا کان الشیطان لا یفترقان من خلق او غیرہ اجزاً من ذکر ہما ذکر احد ہما کالعین تقول کحلت عینی وانت ترید عینیک و مثل العینین المنخرین عہ والرجلین والخفین و النعلین تقول لبست خفی ترید خفیک کذا فی شرح الحماسة ²	یعنی مصنف نے لفظ ید بولا اور مراد دونوں ہاتھ ہیں کہ دو چیزیں جب آپس میں جدانہ ہوتی ہوں خواہ اصل پیدائش میں (جیسے ہاتھ۔ پاؤں، آنکھ، کان) یا اور طرح (جیسے موزے، جوتے، دستانے کہ جوڑا ہی مستعمل ہے) تو ان میں ایک کا ذکر دونوں کے ذکر کا کام دیتا ہے۔ کہتے ہیں آنکھ میں سرمہ لگایا اور مراد دونوں آنکھوں میں لگانا ہوتا ہے یوہیں نتھنے، قدم، موزے، کفش، تو کہتا ہے میں نے موزہ پہنا اور مراد یہ کہ دونوں موزے پہنے۔ اسی طرح شرح حماسہ میں ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں یہ محاورہ نہ فقط عرب بلکہ فارس۔ ہند میں بھی بعینہ رائج، جیسا کہ مطالعہ اشعار سابقین و لاحقین سے واضح ولاح، خیر یہ تو ایک خاص قاعدہ تھا۔ علامہ مدوح نے اس سے چند سطر اوپر اس سے عام تر تصریح فرمائی کہ:

اِسْتَعْمَالُ الْمَفْرَدِ مَوْضِعُ الْمُثْنِیِّ عَرَبِیٌّ شَائِعٌ سَائِعٌ ³	یعنی تثنیہ کی جگہ مفرد لانا اہل عرب میں مشہور و مقبول ہے۔

اور اس کی سند میں ابو ذؤیب کا شعر پیش کیا۔

فألعین بعدہم کان حداقہا سملت بشوک فہی عورتد مع ⁴ (ان مرد و عین کے بعد آنکھ گویا اس کی پتلیاں کاٹنے سے پھوڑ دی گئی ہیں تو وہ اندھی ہو کر منخرین میرے غمز کے نسخہ میں اسی طرح ہے، ظاہر یہ ہے کہ الرفع۔ منہ	عہ: المنخرین الی آخرہ کذا فی نسختی الغمز والظاہر الرفع۔ منہ

¹ الاشباہ والنظائر خطبة الکتاب ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/ ۱۹

² غمز العیون البصائر مع الاشباہ والنظائر خطبة الکتاب ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/ ۱۹

³ غمز العیون البصائر مع الاشباہ والنظائر خطبة الکتاب ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/ ۱۹

⁴ غمز العیون البصائر مع الاشباہ والنظائر خطبة الکتاب ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/ ۱۹

آنسو بہا رہی ہیں۔ (ت)

دیکھو، اس نے ایک آنکھ کہا اور دونوں مراد لیں۔ لہذا حقائق کو جمع لایا ورنہ ایک آنکھ میں چند حد قے نہیں ہوتے، اب تو اوہام جاہلانہ کا کوئی محل ہی نہ رہا۔ اور حدیث سے استناد کا بھرم کھل گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ثم اقول: وباللہ التوفیق سب سے قطع نظر کیجئے اور بفرض غلط مان ہی لیجئے کہ لفظ "الْبَيْتُ" کا مفہوم مخالف نفی یدین ہوتی ہے تاہم حدیث مذکور محل استناد منکرین یعنی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اس مفہوم کی گنجائش نہیں کہ وہاں تو لفظ یدین بصیغہ مفرد کلام امجد سید اوحہد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے ہی نہیں۔ سائل کے کلام میں ہے اس نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا حکم پوچھا:

کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟	فیأخذ ببیدہ ویصافحہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمادیا کہ ہاں جائز ہے^۱۔ یہاں نہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ذکر ہے نہ اس سے سوال، پھر اس کلام سے اس کی نسبت نفی نکالنا محض خیال محال، دنیا بھر کے مفہوم مخالف ماننے والے بھی یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ کلام کسی سوال کے جواب میں نہ آیا ہو ورنہ بالاجماع نفی ماعدا مفہوم نہ ہوگی۔ صَحَّحَ بِهِ اَيْمَةُ الْأُصُولِ (ائمہ اصول نے اس کی صراحت کر دی ہے۔ ت)۔ مثلاً کوئی سائل سوال کرے صبح کی نماز میں قراءت جہری ہے یا نہیں؟ مجیب کہے ہاں۔ اس سے کوئی عاقل یہ نہ سمجھے کہ ماورائے صبح میں جہر نہیں۔ بلکہ جس قدر سے سوال تھا اسی قدر سے جواب دیا گیا۔ یہ بحمد اللہ تعالیٰ دوسرے معنی ہیں کلام امام قاضی خاں قدس سرہ کے کہ "اور مفہوم نیست" یعنی اس حدیث میں مفہوم مخالف کا سرے سے محل ہی نہیں۔

وباللہ التوفیق ثم اقول: (اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ پھر میں کہتا ہوں۔ ت) یہ اس وقت ہے کہ حدیث مذکور کو قابل احتجاج مان بھی لیں ورنہ اگر نقد و تنقیح پر آئے تو وہ ہرگز نہ صحیح نہ حسن بلکہ ضعیف منکر ہے مدار اس کا حنظلہ بن عبد اللہ سدوسی پر ہے اور حنظلہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام بخاری بن سعید قطان نے کہا: ترکته عبداکان قد اختلط^۲ میں نے اسے عدا متروک کیا صحیح الحواس نہ رہا تھا۔ امام احمد نے فرمایا: ضعیف منکر الحدیث ہے یحدث باعاجیب^۳ تعجب خیز روایات لاتا ہے۔

^۱ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی المصافحة امین کمپنی کراچی ۲/ ۹۷

^۲ میزان الاعتدال ترجمہ ۳۳۷۳ حنظلہ السدوسی دار المعرفة بیروت ۱/ ۲۲۱

^۳ میزان الاعتدال ترجمہ ۳۳۷۳ حنظلہ السدوسی دار المعرفة بیروت ۱/ ۲۲۱

امام یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بشیعی تغیر فی آخر عمرہ^۱ کوئی چیز نہ تھا آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ امام نسائی نے کہا: ضعیف ایک بار فرمایا: لیس بقوی^۲ وہ قوی نہیں۔ ذکر کل ذلك الذہبی فی المیزان (ہر ایک کو امام ذہبی نے میزان میں بیان کیا۔ ت) یو ہیں امام ابو حاتم نے کہا: قوی نہیں۔

امام ذہبی کی مغنی میں ہے کہ حنظلہ سدوسی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد کو اس نے ضعیف کہا ہے اور ابو حاتم نے کہا قوی نہیں ہے۔ (ت)	فی المغنی للامام الذہبی حنظلة السدوسی صاحب انس ضعفه س، وقال ابو حاتم لیس بالقوی ^۳ ،

لاجرم امام حاتم الحافظ نے تقریب میں اس کے ضعف پر جزم فرمایا:

جہاں انھوں نے فرمایا کہ حنظلہ سدوسی ابو عبد الرحیم ضعیف ہے۔ (ت)	حيث قال حنظلة السدوسی ابو عبد الرحيم ضعيف ^۴ ۔

اگر کہئے کہ امام ترمذی نے جو اس حدیث کی تحسین کی۔ قول: ائمة ناقدین نے امام ترمذی پر اس بارے میں انتقادات کئے ہیں اور وہ قریب قریب ان لوگوں میں ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے۔ امام عبد العظیم منذری کتاب الترغیب میں فرماتے ہیں:

انتقد عليه الحفاظ تصحيحه له بل وتحسينه ^۵ ۔	حفاظ نے ان کی تصحیح پر بلکہ تحسین پر بھی تنقید کی ہے۔ (ت)

ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

ولهذا لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذی ^۶ ۔	اسی لئے ترمذی کی تصحیح پر علماء اعتماد نہیں کرتے۔ (ت)

یہاں تک امام محدث ابو الخطاب ابن دحیہ نے جنھیں شاہ ولی اللہ دہلوی نے قرۃ العینین

^۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۳/۲۳ حنظلة السدوسی دار المعرفة بیروت ۱/۲۲۱

^۲ میزان الاعتدال ترجمہ ۳/۲۳ حنظلة السدوسی دار المعرفة بیروت ۱/۲۲۱

^۳ المغنی فی الضعفاء للامام الذہبی

^۴ تقریب التہذیب ترجمہ ۱۵۸۸ حنظلة السدوسی دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۵۰

^۵ الترغیب والترہیب کتاب الجعہ حدیث ۲۲ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۴۹۴

^۶ میزان الاعتدال ترجمہ ۳/۶۹۴ کثیر بن عبد اللہ دار المعرفة بیروت ۳/۴۰۷

فی تفضیل الشیخین میں الحافظ المحدث المتقن^۱ کہا۔ تحسین ترمذی کی نسبت وہ کچھ تحریر فرمایا جو امام فخر الدین زیلعی نے "نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ" میں نقل فرما کر مقرر رکھا۔

جہاں انھوں نے فرمایا کہ ابن دحیہ نے "العلم الشہور" میں کہا ہے کہ ترمذی نے اپنی کتاب میں کتنی ہی موضوع احادیث اور کمزور سندوں کو حسن قرار دیا ہے انہی میں سے یہ حدیث ہے یعنی حدیث عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدین کی تکبیرات کی تعداد کے بیان میں۔ (ت)	حيث قال قال ابن دحیة فی العلم المشہور وکم حسن الترمذی فی کتابہ من احادیث موضوعۃ واسانید واهیۃ منها هذا الحدیث ^۲ اھ یعنی حدیث عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی عدد تکبیرات العیدین۔

اور قاطع نزاع یہ ہے کہ خود اسی حدیث حنظلہ کو امام ائمہ المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریحاً فرمادیا کہ منکر ہے۔ امام ذہبی تہذیب میں لکھتے ہیں:

حنظلہ بن عبد اللہ اور ابن عبد اللہ اور ابن عبد اللہ اور ابن ابی صفیہ السدوس بھی ان کو کہا گیا ہے یہ بصرہ میں بنی سدوس کی مسجد کے امام ہیں کنیت ابو عبد الرحیم ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں یحییٰ بن قطان نے کہا میں نے ان کو متروک قرار دیا ہے کہ اختلاط ہو گیا تھا اور امام احمد نے ان کو ضعیف کہا ہے اور فرمایا یہ حضرت انس سے منکرات لاتے ہیں انہی میں سے ہے کہ ہم نے کہا کیا ہم آپس میں ایک دوسرے کے لئے جھکا کریں اھ ملخصاً (ت)	حنظلة بن عبد اللہ ويقال ابن عبيد اللہ وقيل ابن ابی صفیة السدوسی وامام مسجد بنی سدوس بالبصرہ ابو عبید الرحیم عن انس قال یحیی القطان ترکته کان قد اختلط وضعفه احمد وقال یروی عن انس منا کیر منها قلنا اینحنی بعضنا لبعض ^۳ اھ ملخصاً۔

امام ہمام مرجع ائمہ الحدیث کی تضعیف کے مقابل امام ترمذی کی تحسین کب مقبول ہو سکتی ہے۔ بالجملہ بحمدہ تعالیٰ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ منکرین کے ہاتھ میں اصلاً کوئی حدیث نہیں جس میں ان کے قول کی بو بھی نکل سکے۔ ثبوت ممانعت تو بڑی چیز ہے اور اگر یہ حدیثیں اور ان جیسی ہزار

^۱ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین فصل سوم المكتبة السلفية لاہور ص ۳۰۰

^۲ نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ العیدین مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور ۲/ ۲۲۵

^۳ تہذیب التہذیب للذہبی من اسمہ حنظلہ حنظلة بن عبد اللہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۲/ ۶۲

اور ہوں اور وہ بالفرض سب صحاح و حسان ہوں تاہم تحقیقات بالانے روشن کر دیا کہ اصلاً مفید انکار نہ ہوں گی۔ یہ کسی حدیث میں دکھائیں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا یا ارشاد ہوا کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو۔ بغیر اس کے ثبوت ممانعت کا دعویٰ محض ہوس پکانا ہے یا جنون خام۔ والحمد للہ ولی الانعام۔

اب رہا یہ کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ثبوت کیا ہے۔

اقول: وبالله التوفیق، اؤگا: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

علمنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کفی بین کفیه التشہد ^۱ الحدیث۔	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے کر مجھے التحیات تعلیم فرمائی۔

امام المحدثین امام بخاری نے اپنی جامع صحیح کی کتاب الاستیذان میں مصافحہ کے لئے جو باب وضع کیا اس میں سب سے پہلے اسی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نشان دیا۔ پھر اس باب مصافحہ کے برابر دوسرا باب وضع کیا بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ یعنی یہ باب ہے دونوں ہاتھ میں ہاتھ لینے کا۔ اس میں بھی وہی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند روایت کی، اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینا مصافحہ نہ تھا تو اس حدیث کو باب المصافحہ سے کیا تعلق ہوتا۔ صحیح بخاری کی اس تحریر پر دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت۔ ہاں اگر حضرات منکرین جس طرح ائمہ فقہ کو نہیں مانتے اب امام بخاری کی نسبت کہہ دیں کہ وہ حدیث غلط سمجھتے تھے ہم ٹھیک سمجھتے ہیں۔ تو وہ جانیں اور ان کا کام۔

معذرا مصافحہ دونوں جانب سے صفحات کف ملانا ہے اور یہ معنی اس صورت کَفِّ بَيْنَ کَفِّیہ (میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے۔ت) میں ضرور متحقق، تو اس کے مصافحہ ہونے سے انکار پر کیا باعث رہا۔ بعض جلاء کا کہنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تو ایک ہی ہاتھ تھا۔ یہ محض جہالت و ادعائے بے ثبوت ہے۔ دونوں طرف سے

^۱ صحیح البخاری کتاب الاستیذان باب المصافحة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۲۶، صحیح مسلم کتاب الصلوة باب التشهد فی الصلوة قدیمی

دونوں ہاتھ ملائے جائیں تو ایک کا ایک ہی ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا نہ کہ دونوں۔ وَهَذَا ظَاهِرٌ جَدًّا (اور یہ بہت زیادہ ظاہر ہے۔ ت) اور جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دونوں ہاتھ کا ثبوت ہوا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ثبوت نہ ہونا کیا زیر نظر رہا۔

حاجی: اکابر علماء عامہ کتب مثل خزائنہ الفتاویٰ و فتاویٰ عالمگیریہ و فتاویٰ زاہدی و درمختار و متقی شرح ملتقی و منیۃ الفقہاء و شرح نقایہ و رسالہ علامہ شرنبلالی و مجمع الانہر شرح ملتقی البحر و فتح اللہ المعین للعلاء السید ابی المسعود الازہری و حاشیہ طحاوی و حاشیہ شامی و غیرہا میں تصریح فرماتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے۔ ہندیہ میں ہے:

يجوز المصافحة والسنة فيها ان يضع يديه على يديه من غير حائل من ثوب او غيره كذا في خزائن الفتاوى ¹ ۔	مصافحہ جائز ہے۔ سنت اس میں یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طور پر رکھے کہ درمیان میں کوئی کپڑا یا اور کوئی چیز حائل نہ ہو، ایسے ہی خزائنہ الفتاویٰ میں ہے۔ (ت)

شرح تنویر پھر حواشی الكنز للسید میں ہے:

في القنية السنة في المصافحة بكتنايديه ² ۔	قنیه میں ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے۔ (ت)

شرح متن الحلبي للعلاء العلاني پھر رد المحتار میں ہے:

السنة ان تكون بكتنايديه ³ ۔	سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرے۔ (ت)

جامع الرموز میں ہے:

السنة فيها ان تكون بكتنايديه كما في المنية ⁴ ۔	مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کرے۔ جیسا کہ منیہ میں ہے۔ (ت)

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۳۶۹/۵

² درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۴/۲

³ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۴/۵

⁴ جامع الرموز کتاب الکراہیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳۱۶/۳

شرح علامہ شبلی زاہد قاضی رومی میں ہے:

السنة في المصافحة بكتنايديه ¹	مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے۔ (ت)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

مصافحہ سنت است نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود ²	ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے اور چاہئے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔ (ت)

مخالفین کا یہ دعویٰ ہے کہ فقہاء کی جو بات ہم اپنے زعم میں حدیث کے خلاف سمجھیں گے اسے نہ مانیں گے یہاں تک کہ ان کے ارشادات کو اصلاً کسی حدیث کے مخالف نہیں بتا سکتے۔ نہ ماننے کی وجہ کیا ہے مگر یہ کہے کہ فقہ و فقہاء سے خاص عداوت ہے کہ اگرچہ ان کی بات میں ادعائے مخالف حدیث کی راہ نہ پائیں تاہم قابل تسلیم نہیں جانتے۔
حاشیہ: صحیح بخاری شریف کے اسی باب مذکور میں ہے:

صافح حماد بن زید ابن المبارک بیدیہ ³	امام حماد بن زید نے امام اجل عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

تاریخ امام بخاری میں ہے:

حدثني اصحابنا يحيى وغيره عن اسمعيل بن ابراهيم قال رأيت حماد بن زيد وجاءه ابن المبارك بكة فصافحه بكتنايديه ⁴	یعنی مجھ سے میرے اصحاب یحییٰ ابو جعفر بیکندی وغیرہ اسمعیل بن ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حماد بن زید کو دیکھا اور ابن المبارک ان کے پاس مکہ معظمہ میں آئے تھے تو انھوں نے ان سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

یہ امام اجل حماد بن زید ازدی بصری قدس سرہ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں۔ انس بن سیرین و ثابت بنانی و عاصم بن ہمدانہ و عمرو بن دینار و محمد بن واسع وغیرہم علمائے تابعین شاگردان حضرت انس

¹ مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر كتاب الكرابية فصل في احكام النظر دار احياء التراث العربی بیروت ۵۴۱/۲

² اشعة المبعثات شرح مشکوٰۃ المصابيح كتاب الاداب باب المصافحه مكتبة نوريه رضويه كھر ۲۰/۴

³ صحيح البخارى كتاب الاستيذان باب الاخذ باليدين قديمي كتب خانہ كراچی ۹۲۶/۲

⁴ التاريخ البخارى باب اسمعيل ترجمہ ۱۰۸۴ دار الباز مكہ المكرمه ۳۴۳/۱

بن مالک و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علم حاصل کیا۔ اور اجلہ ائمہ محدثین و علمائے مجتہدین مثل امام سفیان ثوری و امام یحییٰ بن سعید قطان و امام عبد الرحمن بن مہدی و امام علی بن مدینی و غیر ہم کہ امام بخاری و امام مسلم کے اساتذہ و اساتذہ الاساتذہ تھے اس جناب کے شاگرد ہوئے امام عبد الرحمن بن مہدی فرمایا کرتے:

اثنیۃ الناس فی زمانہم اربعۃ سفین بالکوفۃ و مالک بالحجاز و الاوزاعی بالشام و حماد بن زید بالبصرۃ ^۱	مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہیں۔ کوفہ میں سفیان۔ حجاز میں مالک، شام میں اوزاعی، بصرہ میں حماد بن زید۔

اور یہ بھی فرماتے:

ما رأیت اعلم من مالک و سفین و حماد بن زید ^۲ ۔	میں نے مالک و سفیان و حماد بن زید سے زیادہ کوئی علم والا نہ دیکھا۔

اور یہ بھی فرماتے کہ:

ما رأیت بالبصرۃ افقہ منہ و لم ار احدا اعلم بالسنة منہ ^۳ ۔	میں نے بصرے میں ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ دیکھا اور میں نے ان سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہ پایا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

حماد بن زید من ائمة المسلمين ^۴ ۔	حماد بن زید مسلمانوں کے اماموں میں سے ہے۔

اس جناب نے ماہ رمضان ۷۹ھ میں وفات پائی، جس دن انتقال ہوا زید بن زریع بصری کو خبر پہنچی فرمایا: الیوم مات سید المسلمین^۵ آج مسلمانوں کے سردار نے انتقال کیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ذکر کل ذلك الامام الذہبی فی تہذیب التہذیب۔	امام ذہبی نے ان میں سے ہر ایک کو تہذیب التہذیب میں ذکر فرمایا۔ (ت)

اور دوسرے صاحب حضرت الانام علم الہدی شیخ الاسلام عبد اللہ بن مبارک مروزی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ عالم میں کون سا قدرے لکھا پڑھا ہے جو اس جناب کی جلالت شان و رفعت مکان سے آگاہ نہیں۔ وہ بھی اجلہ ائمہ تبع تابعین سادات محدثین، کبرائے مجتہدین اور امام بخاری و مسلم کے استاذ الاساتذین اور ہمارے امام اعظم کے خاص شاگردان و مستفیدین سے ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

^۱ تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۰/۱۲

^۲ تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۰/۱۲

^۳ تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۰/۱۲

^۴ تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۰/۱۲

^۵ تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۰/۱۲

علمائے دین فرماتے ہیں تمام جہاں کی خوبیاں اللہ تعالیٰ نے ان میں جمع فرمادی تھیں قالہ فی التقریب^۱ (اسے تقریب میں بیان کیا گیا۔ ت اور فرماتے ہیں جہاں عبد اللہ بن مبارک کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمت الہی اترتی ہے ذکرہ الزرقانی وغیرہ) (اسے زرقانی وغیرہ نے ذکر کیا۔ ت) ان کا کچھ تذکرہ دیکھنا چاہو تو سر دست شاہ عبدالعزیز صاحب کی بستان المحدثین^۲ ہی دیکھو۔

ہم نے بحمد اللہ خاص صحیح بخاری سے ایسے دو امام جلیل تبع تابعین سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت کر دیا۔ مخالف بھی تو کہیں سے ممانعت ثابت کرے یا ایسے حضرات تبع تابعین پر بھی معاذ اللہ بدعت و مخالفت سنت کا گمان ہو گا یا اقرار کر دیجئے گا کہ وہ بھی حدیث و سنت نہ جانتے تھے، محدث مجتہد جو کچھ ہیں بس آپ ہی تیرہ صدی کی چھٹن چند جاہلان ہندی وطن و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

راجا: ان حضرات کا داب کلی ہے کہ جس امر پر اپنی قاصر نظر ناقص تلاش میں حدیث نہیں پاتے اس پر بے اصل و بے ثبوت ہونے کا حکم لگا دیتے اور اس کے ساتھ ہی صرف اس بناء پر اسے ممنوع و ناجائز ٹھہرا دیتے ہیں۔ پھر اس طوفان بے ضابطگی کا وہ جوش ہوتا ہے کہ اس اپنے نہ پانے کے مقابل علماء و مشائخ کی تو کیا گنتی حضرات عالیہ ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ارشادات بھی پایہ اعتبار سے ساقط اور ان کے احکام کو بھی یونہی معاذ اللہ باطل و غیر ثابت بتاتے ہیں۔ یہ وہ جہالت بے مزہ ہے جسے کوئی ادنیٰ عقل والا بھی قبول نہیں کر سکتا ان حضرات سے کوئی اتنا پوچھنے والا نہیں کہ "کے آمدی و کے پیر شدی" (کب آئے اور کب بوڑھے ہوئے۔ ت) بڑے بڑے اکابر محدثین ایسی جگہ "لما رد ولم اجد" پر اختصار کرتے ہیں یعنی ہم نے نہ دیکھی ہمیں نہ ملی، نہ کہ تمہاری طرح عدم وجدان کہ عدم وجود کی دلیل ٹھہرا دیں،

صاحبو! لاکھوں حدیثیں اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً تدوین میں بھی نہ آئیں۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔ امام مسلم کو تین لاکھ، پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔ امام احمد کو دس لاکھ محفوظ تھیں مسند میں فقط تیس ہزار ہیں۔ خود شیخین وغیرہ ائمہ سے منقول کہ ہم سب احادیث صحاح کا استیعاب نہیں چاہتے۔ اور اگر ادعائے استیعاب فرض کیجئے تو لازم آئے کہ افراد بخاری، امام مسلم اور افراد مسلم، امام بخاری اور صحاح افراد سنن اربعہ دونوں اماموں کے نزدیک صحیح نہ ہوں، اور اگر اس ادعا کو آگے بڑھائے تو یونہی صحیحین کی وہ متفق علیہ حدیثیں جنہیں امام نسائی نے مجتہبی میں داخل نہ کیا ان کے نزدیک حلیہ صحت سے عاری ہوں وھو کما تری (یہ وہ چیز ہے جسے تم جانتے ہو۔ ت) صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کسی نے

ما من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ تقریب التہذیب ترجمہ ۳۵۸۱ عبد اللہ بن مبارک ۱/ ۵۲۷

^۲ بستان المحدثین کتاب الزہد والرقائق ص ۱۵۹۲۱۳۹

احد اکثر حدیثاً عنہ منی الامکان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا یتکب ^۱ ۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کیں سوا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کہ وہ لکھ لیا کرتے اور میں نہ لکھتا۔

دیکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاف فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں۔ حالانکہ تصانیف محدثین میں ان کی حدیثیں ان کی احادیث سے بدرجہا کم ہیں۔ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف سات سو حدیثیں پائی گئیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ ہزار تین سو۔ علامہ قسطلانی ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں:

یفہم منہ جزم ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانہ لیس فی الصحابة اکثر حدیثاً عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہ الا عبد اللہ بن عمرو ومع ان الموجود عن عبد اللہ بن عمرو اقل من الموجود البروی عن ابی ہریرۃ باضعاف لانہ سکن مصر وکان الواردون الیہا قلیلاً بخلاف ابی ہریرۃ فانہ استوطن المدینۃ وہی مقصد المسلمین من کل جہۃ وروی عنہ فیما قالہ المؤلف نحو من ثمان مائۃ رجل وروی عنہ من الحدیث خمسۃ الاف وثلاث مائۃ حدیث ووجد لعبد اللہ سبع مائۃ حدیث ^۲ ۔	اس سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جزم و یقین سمجھ میں آتا ہے کہ صحابہ کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے اتنی کثیر تعداد میں حدیثیں روایت نہیں کیں سوائے عبد اللہ بن عمرو کے، مگر اس کے باوجود عبد اللہ بن عمرو کی مرویات ابو ہریرہ سے کئی گنا کم ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو مصر میں سکونت پذیر تھے اور احادیث کریمہ کی تلاش و جستجو کرنے والوں کا ورود وہاں بہت کم ہوتا تھا۔ بخلاف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ کا تو مدینہ میں ہی قیام تھا جو ہر چہار جانب سے مسلمانوں کا مرجع تھا۔ حضرت مولف علیہ الرحمہ کا کہنا یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرنیوالے لگ بھگ آٹھ سو افراد تھے، اور حضرت ابو ہریرہ سے کل پانچ ہزار تین سو حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو کی سات سو حدیث ملتی ہیں۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب کنایۃ العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۲

^۲ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العلم باب کنایۃ العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۶

اب کہتے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ ہزاروں حدیثیں کیا ہوئیں۔ اور کتب حدیث میں ان میں سے کتنی ہاتھ آئیں۔ بس اسی پر قیاس کر لیجئے اور یہیں سے ظاہر کہ ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ مالک الائمہ سراج الامہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب پر اگر ان کتب میں حدیثیں نہ ملیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے مذہب پر واقع حدیثیں نہیں بلکہ اگر بخاری و مسلم اور ان کے امثال تصریح بھی کر دیں کہ فلاں مذہب امام ابو حنیفہ یا امام مالک پر کوئی حدیث نہیں تو بھی منصف ذی عقل کے نزدیک ان کے پاک مبارک مذہبوں میں اصلاً قاذب نہیں ہو سکتا۔ آخر بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا، کیا جو کچھ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور صحابہ نے امت مرحومہ تک پہنچایا اس سب کا علم بخاری و مسلم کو حاصل تھا۔ خود اجلہ صحابہ کرام جو گاہ بگاہ سفر و حضر میں دائمًا بارگاہ عرش جاہ حضور رسالت پناہ علیہ و علیہم صلوات اللہ علیہ حاضر رہتے یہاں تک کہ حضرات خلفائے اربعہ و حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یہ دعوٰی نہیں کر سکتے تھے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کل اقوال و افعال پر ہمیں اطلاع ہے، کتب احادیث پر جسے نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بعض باتیں ان حضرات پر بھی خفی رہیں "تا بدیگرے چہ رسد" (دوسروں تک کیا پہنچے۔ ت) پھر بخاری و مسلم وغیرہما کیونکر علم کل کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ نفی کریں بھی تو اس کا محصل صرف اپنے علم کی نفی ہوگا یعنی ہمیں نہیں معلوم پھر اس سے واقع میں حدیث نہ ہونا درکنار، یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ابو حنیفہ و مالک کو بھی اپنے مذہب پر حدیث نہ معلوم ہو ان کا زمانہ زمانہ اقدس سے قریب تر تھا اور اس وقت تک زمانہ خیر القرون تھا۔ بوجہ قلت کذب و کثرت خیر سندیں نظیف اور وسائط کم تھے، یہ ممکن کہ جو حدیثیں ابو حنیفہ و مالک کے پاس تھیں بخاری و مسلم کو نہ پہنچیں، ممکن کہ جو حدیثیں ان کے پاس بسند صحیح تھیں ان تک بذریعہ روایت ضعیف پہنچیں۔ پھر کیونکر ان کا نہ جاننا ان کے نہ جاننے پر قاضی ہو سکتا ہے۔ امام اجل ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جنہیں محدثین اہل جرح و تعدیل بھی بآنکہ ان میں بہت کو حضرات حنفیہ کرام سے ایک تعنت ہے تصریحاً صاحب حدیث منصف فی الحدیث و اتباع القوم للحدیث لکھتے ہیں۔ بلکہ اپنے زعم میں امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی زیادہ محدث و کثیر الحدیث جانتے ہیں امام ذہبی شافعی نے اس جناب کو حفاظ حدیث میں شمار اور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان الامام العلامة فقیہ العراقین ذکر کیا) یہ ارشاد فرماتے ہیں: بارہا ہوتا کہ امام ایک قول ارشاد فرماتے کہ میری نظر میں حدیث کے خلاف ہوتا میں جانب حدیث جھکتا۔ بعد تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام نے اس حدیث سے فرمایا ہے جو میرے خواب میں بھی نہ تھی، امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں:

حضرت ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں نے احادیث کی تشریح اور فقہ کی نکتہ آفرینی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ جانکار شخص نہیں دیکھا نیز انھوں نے فرمایا میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں ان سے مخالفت کی پھر میں نے اس میں غور و خوض کیا تو مجھے یہی محسوس ہوا کہ آخرت میں نجات دینے والا وہی مذہب ہے جس کی طرف امام ابو حنیفہ گئے ہیں۔ مجھ سے زیادہ حدیثوں پر ان کی نظر تھی۔ نیز فرمایا جب وہ کسی بات پر اڑ جاتے ہیں تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوتا کہ اس قول کی تقویت میں مجھے کوئی حدیث یا اثر ملے تو بسا اوقات مجھے دو تین حدیثیں مل جاتیں، تو میں ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتا۔ آپ فرماتے اس میں یہ فلاں حدیث صحیح نہیں ہے یا غیر معروف ہے۔ میں عرض کرتا حضور! یہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا حالانکہ یہ حدیثیں تو آپ کے قول کی تائید میں ہیں۔ تو فرماتے کوفہ والوں کے علم ہی سے تو مجھے علم ہوا ہے۔ (ت)

عن ابی یوسف ما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث ومواضع النکت التي فيه من الفقه من ابی حنیفة وقال ایضا ما خالفتہ فی شیء قط فتدبرته الارایت مذہبه الذی ذہب الیہ انبی فی الاخرة وکنت ربما ملت الی الحدیث فکان ہوا بصرا بالحدیث الصحیح منی وقال کان اذا صمم علی قوله درت علی مشائخ الکوفۃ هل اجد فی تقویۃ قوله حدیثا واثرا فربما وجدت الحدیثین والثلاثۃ فأتیتہ بها فبہا ما یقول فیہ ہذا غیر صحیح او غیر معروف فأقول لہ وما علمک بذلک مع انہ یوافق قولک فیقول انا عالم بعلم اهل الکوفۃ^۱۔

خیر ایک درجہ تو یہ ہوا۔

درجہ دوم: اب جو حدیثیں تدوین میں آئیں ان میں سے فرمائے کتنی باقی ہیں، صد ہا کتابیں کہ ائمہ دین نے تالیف فرمائیں محض بے نشان ہو گئیں اور یہ آج سے نہیں ابتداء ہی سے ہے۔ امام مالک کے زمانے میں اسی^{۸۰} علماء نے مؤطا لکھیں پھر سوائے مؤطائے مالک و مؤطائے ابن وہب کے اور بھی کسی کا پتا باقی ہے۔ امام مسلم کے زمانے کو ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک کے زمانے سے ایسا کتنا فاصلہ تھا۔ پھر بعض تصانیف مسلم کی نسبت امام ابن حجر نے حاکم سے نقل کیا کہ معدوم ہیں و علی هذه القیاس صد ہا بلکہ مزار ہا تصانیف ائمہ کا کوئی نشان نہیں دے سکتا، مگر اتنا کہ تذکروں تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا۔

^۱ الخیرات الحسان الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۳

درجہ سوم: اس سے بھی گزرے جو کتابیں باقی رہیں ان میں سے اس خراب آباد ہند میں کئے پائی جاتی ہیں ذرا کوئی حضرت غیر مقلد صاحب اپنے یہاں کی کتب حدیث کی فہرست تو دکھائیں کہ معلوم ہو کہ کس پونجی پر یہ اونچاد غلطی ہے۔

درجہ چہارم: اب سب کے بعد یہ فرمائیے کہ جو کتابیں ہندوستان میں ہیں ان پر حضرات مدعین کو کہاں تک نظر ہے اور ان کی احادیث کس قدر محفوظ ہیں۔

سبحان اللہ! کیا صرف اتنا کافی ہے کہ جو مسئلہ پیش آیا اسے خاص اسی کے باب میں دو چار کتابوں میں جو اپنے پاس ہیں دیکھ بھال لیا اور اپنے زعم میں باطل میں کوئی حدیث نہ ملی تو بے ثبوت ہونے کا دغوی کر دیا۔ جان برادر! بارہا واقع ہوگا کہ اس مسئلہ کی حدیث انھیں کتابوں میں ملے گی اور آپ کی نظر اس پر نہ پہنچے گی کہ اول تو ہر مطلب کے لئے محدثین نے تراجم و ابواب وضع نہ کئے اور جس کے لئے وضع کئے ان کی مثبت بہت حدیثیں ایسی ہوں گی جو بوجہ دوسری مناسبت کے دیگر ابواب میں لکھ آئے یا لکھیں گے اور یہاں بخیال تکرار ان کے اعادہ و اثبات سے باز رہے۔ اگر یوں نہ مانئے اور اپنی وسعت نظر و احاطہ علم کا دغوی ہی کیجئے تو حضرات بے امتحان نہیں سہی اپنے میں جس صاحب کو بڑا محدث جانئے معین کیجئے، ہم دس سوال کرتے ہیں کہ ان کی نسبت جو حکم احادیث میں وارد ہو ارشاد فرمائیں پھر دیکھئے ان شاء اللہ تعالیٰ کیسے غوطے کھاتے ہیں۔ اللہ عز و جل چاہے تو اکثر احکام نہ نکال سکیں گے، اور رب تبارک و تعالیٰ کو منظور ہے تو انھیں کتابوں میں ان کی احادیث نکل آئیں گی، اس وقت معلوم ہوگا کہ دغوی اجتہاد کرنے والے کتنے پانی میں تھے۔ وائے بے انصافی ان لیاقتوں پر ائمہ مجتہدین سے ہمسری کا دغوی ہیبت ہیبت "چھوٹا منہ بڑی بات" آدمی کو کتنی بھاتی ہے مگر امتحان دیتے وقت مزا آتا ہے۔ ہاں ہاں یہ بات میں نے اس لئے نہیں کہی کہ سنئے اور اڑا جائے، نہیں نہیں ضرور اپنے کسی اعلیٰ محدث کا نام رکھئے اور ہم جو سوالات کریں ان کا جواب ان سے بذریعہ احادیث لکھوائیے، ہم بھی تو دیکھیں کس برتے پر تپا پانی! جان برادر! حصر رواۃ ممکن نہیں، حصر رواۃ کیونکر ممکن نہیں۔

ابراہیم بن بکر شیبانی کے ذکر میں امام ابن الجوزی نے کہا:

ابراہیم بن بکر فی الرواۃ ستۃ لاعلم فیہم ضعفاً	ابراہیم بن بکر راویوں میں چھ ہیں۔ میں ان میں سے کسی میں ضعف نہیں جانتا سو اس شیبانی کے۔

سویٰ هذا^۱

^۱ میزان الاعتدال عن ابن الجوزی ترجمہ ۵۶ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۴

اس پر امام ذہبی جیسے جلیل القدر عمدۃ القرن امام الشان نے فرمایا:

لو سبأهم لا فادنا فما ذكر ابن ابی حاتم منهم احدا	اگر ان سب کا تذکرہ فرمادیتے تو ہمیں فائدہ بخشنے کہ ابن ابی حاتم نے تو ان میں سے ایک کا بھی تذکرہ نہ کیا۔

امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام نے جن کی جلالت قدر آفتاب نیمروز سے اظہر جب بعض احادیث کہ مشائخ کرام نے ذکر کیں نہ پائیں یوں فرمایا کہ:

لعل قصور نظرنّا اخفاها عنّا۔	امید ہے کہ ہماری نظر کے قصور نے انہیں ہم سے چھپالیا۔

دیکھو علماء یوں فرماتے ہیں اور جاہلوں کے دعوے وہ طویل و عریض ہوتے ہیں۔

حدیث اختلاف امتی رحمة^۲ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔) امام جلال شلدین سیوطی جیسے حافظ جلیل نے کتاب جامع صغیر میں ذکر فرمائی اور اس کا کوئی مخرج نہ بتا سکے کہ کس محدث نے اپنی کتاب میں روایت کی۔ ان بعض علماء کے نام لکھ کر جنہوں نے بے سند اپنی کتابوں میں اسے ذکر کیا لکھ دیا کہ:

لعله خرج في بعض كتب الحفاظ التي لم تصل إلينا ^۳ ۔	شاید وہ حافظان حدیث کی بعض کتابوں میں روایت کی گئی جو ہم تک نہ پہنچیں۔

یہ وہ امام ہیں کہ فن حدیث میں جن کے بعد ان کا نظیر نہ آیا، جنہوں نے کتاب جمع الجوامع تالیف فرمائی اور اس کی نسبت فرمایا:

قصدت فيه جميع الأحاديث النبوية بأسرها ^۴ ۔	میں نے ارادہ کیا کہ اس میں تمام احادیث نبویہ جمع کر دوں۔

اس پر بھی علماء نے فرمایا:

^۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۵۶ دار المعرفہ بیروت ۱/ ۲۴

^۲ الجامع الصغیر للسیوطی حدیث ۲۸۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۴

^۳ الجامع الصغیر للسیوطی حدیث ۲۸۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۴

^۴ الجامع الصغیر للسیوطی خطبہ مؤلف دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۵

ہذا بحسب ما اطلع عليه المصنف لابل اعتبار مافی نفس الامر ^۱ قاله المناوی۔	یہ وہ اپنے علم کے اعتبار سے کہتے ہیں نہ یہ کہ واقع میں جس قدر حدیثیں ہیں سب کو جمع کرنا۔ (ت)

وہ اپنے نہ پانے پر یوں فرماتے ہیں کہ شاید یہ حدیث ان کتب ائمہ میں تخریج ہوئی جو ہمیں نہ ملیں۔ اور پھر یہ دیکھئے ہوا بھی ایسا ہی، عبارت مذکورہ بعد علامہ مناوی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر نے لکھ دیا الامر کذلک^۲ یعنی واقع ایسا ہی ہے۔ پھر اس کی تخریج بتائی کہ بیہقی نے مدخل اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بروایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی۔ اور اس حدیث کی سند پر نہ صرف امام سیوطی بلکہ اکثر ائمہ کو اطلاع نہ ہوئی، امام خاتم الحفاظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

زعم کثیر من الائمة انه لا اصل له ^۳	بہت سے اماموں نے یہی زعم کیا کہ اس کے لئے کوئی سند نہیں۔

پھر امام عسقلانی نے اس کی بعض تخریجیں ظاہر فرمائیں۔

حدیث الوضوء علی الوضوء نور علی نور (وضوء پر وضوء کرنا نور علی نور ہے۔ ت) کی نسبت امام عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب اور امام عراقی نے تخریج احادیث الاحیاء میں تصریح کردی کہ لم نقف علیہ^۴ ہمیں اس پر اطلاع نہیں۔ حالانکہ وہ مسند امام رزین میں موجود۔ تیسیر میں ہے:

حدیث الوضوء علی الوضوء نور علی نور اخرجه رزین ولم یطلع علیہ العراقی کالمندری فقالا لم یقف علیہ ^۵	وضوء پر وضوء کرنا نور علی نور ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جس کی تخریج حضرت رزین نے کی ہے اور منذری کی طرح امام عراقی اس پر مطلع نہیں ہیں تو انھوں نے کہا ہم اس پر واقف نہیں ہیں (ت)

^۱ التیسیر شرح الجامع الصغیر خطبہ مؤلف مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اختلاف امتی الخ مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۴۹

^۳ اتحاف السادة المتقین بحوالہ ابن حجر کتاب العلم الباب الثانی دار الفکر بیروت ۲۰۵

^۴ الترغیب والترہیب الترغیب فی المحافظة علی الوضوء، مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲۳، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی مع احیاء العلوم کتاب

الطہارة باب فضیلة الوضوء مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ۱/ ۱۳۵

^۵ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من توضح علی طہر مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۱۲-۱۱

اس سے عجیب تر سنئے۔

حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ انھوں نے رکوع میں دونوں ہاتھ ملا کر زانوں کے بیچ میں رکھے اور بعد نماز کے فرمایا:

ہکذا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اس کی نسبت امام ابو عمر بن عبدالبر نے فرمایا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں۔ محدثین کے نزدیک صرف اس قدر صحیح ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ایسا کیا۔ اور امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تو کتاب الخلاصۃ میں سخت ہی تعجب خیز بات واقع ہوئی کہ فرمایا صحیح مسلم شریف میں بھی صرف اسی قدر ہے کہ ابن مسعود نے ایسا کیا اور یہ نہیں کہ ہکذا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالانکہ بعینہ یہی الفاظ صحیح مسلم میں موجود، امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں:

فی صحیح مسلم عن علقمۃ والاسود انہما دخلا علی عبداللہ فقالا اصلی من خلفکما قال نعم فقام بینہما فجعل احدهما عن یمینہ والاخر عن شمالہ ثم رکعنا فوضعنا ایدینا علی رکبتنا ثم طبق بین یدیہ ثم جعلہما بین فخذیہ فلما صلی قال ہکذا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابن عبدالبر لا یصح رفعہ والصحیح عندہم الوقف علی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وقال النووی فی الخلاصۃ الثابت فی صحیح مسلم ان ابن مسعود فعل ذلک و لم یقل	صحیح مسلم میں حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے یہ دونوں حضرات عبداللہ ابن مسعود کے پاس آئے کہا کیا دوسروں نے نماز پڑھ لی ہے۔ دونوں نے عرض کی ہاں حضور، پھر آپ دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو گئے ایک کو داہنے طرف دوسرے کو بائیں طرف کر لیا، پھر ہم سبھوں نے رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ پھر دونوں ہاتھ کو ملایا، پھر انھوں نے دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ دیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا، ابن عبدالبر نے کہا: اس روایت کا حضور تک پہنچنا ثابت نہیں۔ ان کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ ابن مسعود تک موقوف ہے۔ امام نووی نے خلاصہ میں کہا کہ صحیح مسلم میں

یہ روایت ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے ایسا کیا۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ان دونوں سے ذہول ہو گیا کیونکہ امام مسلم نے تین طریقوں سے اسے تخریج فرمایا، پہلی دو روایتیں مرفوع نہیں البتہ تیسری روایت میں انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا اسی طرح کیا الخ (ت)	ہكذا كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يفعلہ قيل كانهما ذهلان مسلماً اخرجه من ثلث طرق لم يرفعه في الاولين ورفعه في الثالثة وقال هكذا فعل الخ¹

میں یہاں اگر اس کی نظیریں جمع کرنے پر آؤں کہ خبر وحدیث میں مشہور و متداول کتابوں یہاں تک خود صحاح ستہ سے اکابر محدثین کو کیسے کیسے ذہول واقع ہوئے ہیں تو کلام طویل ہو جائے، بعض مثالیں اس کی فقیر نے اپنے رسالہ نور عینی فی الاختصار للامام العینی میں لکھیں یہاں مقصود اسی قدر کہ مدعی آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس بضاعت پر کمال علم و احاطہ نظر کا دعویٰ ہے۔ کیا ان ائمہ سے غفلت ہوئی اور تم معصوم ہو؟ کیا نہیں ممکن کہ حدیث انھیں کتابوں میں ہو اور تمھاری نظر سے غائب رہے؟ مانا کہ ان کتابوں میں نہیں کیا سب کتابیں تمھارے پاس ہیں؟ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو اور بندگان خدا کے پاس دیگر بلاد میں موجود ہیں۔ مانا کہ ان میں بھی نہیں پھر کیا اسی قدر کتابیں تصنیف ہوئی تھیں ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو معدوم ہو گئیں مانا کہ ان میں بھی نہیں پھر کیا تمام احادیث کتابوں میں مندرج ہو گئی تھیں؟ ممکن کہ ان احادیث میں ہو جو علماء اپنے سینوں میں لے گئے۔ پھر "ہلدی کی گرہ پر پنساری بننا کس نے مانا" اپنے نہ پانے کو نہ ہونے کی دلیل سمجھنا اور عدم علم کو علم بالعدم ٹھہرا لینا کیسی سخت سفاہت ہے۔ خاص نظیر اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کو ٹھہری کی چار دیواری میں ڈھونڈھ کر بیٹھ رہے اور کدے ہم تلاش کر چکے تمام جہاں میں کہیں نشان نہیں کیا اس بات پر عقلاء اسے مجنون نہ جانیں گے! ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

درجہ پنجم: الطف واہم، ان سب سے گزریئے بفرض ہزار در ہزار باطل تمام جہاں کی اگلی پچھلی سب کتب حدیث آپ کی الماری میں بھری ہیں اور ان سب کے آپ پورے حافظ ہیں آنکھیں بند کر کے ہر حدیث کا پتا دے سکتے ہیں پھر حافظ جی صاحب یہ تو طوطے کی طرح حق اللہ تعالیٰ پاک ذات اللہ کی یاد ہوئی۔ فہم حدیث کا منصب ارفع واعظم کدھر گیا۔ لاکھ بار ہوگا کہ ایک مطلب کی حدیث انھیں

¹فتح القدیر باب الصلوٰۃ باب الامامة مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑا ۳۰۹

احادیث میں ہوں گی جو آپ کو بر زبان یاد ہیں اور آپ کی خواب میں بھی خطرہ نہ گزرے گا کہ اس سے وہ مطلب نکلتا ہے۔ آپ کیا اور آپ کے علم و فہم کی حقیقت کتنی۔ اکابر اجلہ محدثین یہاں آکر زانوئیک دیتے ہیں اور فقہائے کرام کا دامن پکڑتے ہیں۔ حفظ حدیث فہم حدیث کو مستلزم ہوتا تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی تھے:

رَبِّ حَامِلٍ فَقِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرَبِّ حَامِلٍ فَقِهِ لَيْسَ بِفَقِيهِهِ^۱ رواه الأئمة الشافعي والاحمد والدارمي و ابو داود والترمذي وصححه والضياء في المختارة والبيهقي في المدخل عن زيد بن ثابت والدارمي عن جبیر بن مطعم رضي الله تعالى عنهما ونحوه لاحد والترمذي وابن حبان عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بسند صحيح وللدارمي عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم۔	بہتیرے حاملان فقہ ان کے پاس فقہ لے جاتے ہیں جو ان سے زیادہ اس کی سمجھ رکھتے ہیں اور بہتیرے وہ کہ فقہ کے حامل و حافظ و راوی ہیں مگر خود اس کی سمجھ نہیں رکھتے۔ اس کی روایت ائمہ شافعی، احمد، دارمی، ابو داؤد اور ترمذی نے کی اور اسے صحیح قرار دیا۔ اور ضیاء نے مختارہ میں اور بیہقی نے مدخل میں حضرت زید ابن ثابت سے اور دارمی نے حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ اور اسی طرح احمد و ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی، اور حضرت دارمی کی روایت جو مروی ہے حضرت ابو درداء سے انھوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (ت)

ذرا خدا کے لئے آئینہ لے کر اپنا منہ دیکھئے اور امام اجل سلیمین اعمش کا علم عزیز و فضل کبیر خیال کیجئے جو خود حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جلیل الشان اور اجلہ ائمہ تابعین اور تمام

^۱ جامع الترمذی ابواب العلم باب ما جاء في البحث على تبليغ السماع امين كني كراچی ۲/ ۹۰، سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فضل نشر العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۹، مسند احمد بن حنبل ۲/ ۲۲۵ و ۳/ ۸۰ و ۸۲، المكتبة الاسلامی بیروت، سنن الدارمی باب الاقتداء بالعلماء حدیث ۲۳۳ دار المحاسن القاہرہ ۱/ ۶۵

ائمہ حدیث کے اساتذہ الاساتذہ سے ہیں۔ امام ابن حجر مکی شافعی کتاب خیرات الحسان میں فرماتے ہیں کسی نے ان امام اعمش سے کچھ مسائل پوچھے ہمارے امام اعظم امام الائمہ مالک الائمہ سراج الامہ سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ اس زمانے میں انھیں امام اعمش سے حدیث پڑھتے تھے) حاضر مجلس تھے، امام اعمش نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے پوچھے امام نے فوراً جواب دئے۔ امام اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے، فرمایا: ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں۔ اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرمائیں۔ امام اعمش نے کہا:

حسبك ما حدثتك به في مائة يوم تحدثني به في ساعة واحدة ما علمت انك تعمل بهذه الاحاديث يا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصياد له وانت ايها الرجل اخذت بكلا الطرفين ¹ ۔	بس کچھ جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ ایک گھڑی میں مجھے سنائے دیتے ہیں مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کرتے ہیں۔ اے فقہ والو! تم طبیب ہو اور ہم محدث لوگ عطار ہیں اور اے ابو حنیفہ! تم نے فقہ و حدیث دونوں کنارے لئے۔ والحمد للہ۔

یہ تو یہ خود ان سے بھی بدرجہا اجل واعظم ان کے استاد اکرم واقدم امام عامر شعبی جنھوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا، حضرت امیر المومنین مولیٰ علی وسعد بن ابی وقاص وسعيد بن زيد وابو هريره والنس بن مالک وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن زبیر وعمران بن حصین وجریہ بن عبد اللہ ومغیرہ بن شعبہ وعدی بن حاتم وامام حسن وامام حسین وغیرہم بکثرت اصحاب کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد ہیں جن کا پایہ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں بیس سال گزرے ہیں کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچی جس کا علم مجھے اس سے زائد نہ ہو، ایسے امام والا مقام باآں جلالت شان فرماتے:

انا لسننا بالفقهاء ولكننا سبنا الحديث فروينا الفقهاء من اذا علم عمل۔ نقله الذهبي في تذكرة الحفاظ ² ۔	ہم لوگ فقیہ و مجتہد نہیں ہمیں مطالب حدیث کی کامل سمجھ نہیں ہم نے تو حدیثیں سن کر فقہیوں کے آگے، روایت کردی ہیں جو ان پر مطلع ہو کر کارروائی

¹ الخيرات الحسان الفصل الثلاثون في سنده في الحديث الشيخ ابي سعيد كيني كراچی ص ۱۳۴

² تذكرة الحفاظ ترجمہ ۷۷۷ عامر بن شریل الشعبي دائرة المعارف النظامية حیدر آباد دکن ۱/ ۹۷

کریں گے، (اسے ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے۔ ت)

مگر آج کل کے نامشخص حضرات کو اپنی یاد و فہم اور اپنے دو حرفی نام علم پر وہ اعتماد ہے جو ابلیس لعین کو اپنی اصل آگ پر تھا کہ دو حرف رٹ کر ہر امام امت کے مقابل انا خیر منہ (میں اس سے بہتر ہوں۔ ت) کی نیٹی گھمانے کے سوا کچھ نہیں جانتے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

خاصاً: بالفرض مان ہی لیجئے کہ حدیث واقع میں مروی نہ ہوئی پھر کہاں عدم نقل اور کہاں نقل عدم، یعنی اگر کسی فعل کا کرنا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور نے کیا ہی نہ ہو، اس کا حاصل اتنا ہو گا کہ حدیث میں اس فعل کا نہ ہونا آیا ان دونوں عبارتوں میں جو فرق ہے ذی عقل پر پوشیدہ نہیں۔ امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں:

کسی مسئلہ کا منقول نہ ہونا وجود کی نفی نہیں کرتا (ت)

عدم النقل لا ینفی الوجود¹۔

شاہ ولی اللہ دہلوی حبیہ اللہ البالغہ میں اسی عدم نقل و نقل عدم میں تمیز نہ کرنے کو جہل و تعصب کے مفاسد سے کہتے ہیں:

حيث قال وجدت بعضهم لا يميز بين قولنا ليست الاشارة في ظاهر المذهب وقولنا ظاهرا للمذهب انها ليست ومفاسد الجهل والتعصب اكثر من ان تحصى²۔
میں نے بعض حضرات کو یہاں تک دیکھا کہ وہ ہمارے قول ليست الاشارة في ظاهر المذهب وقولنا ظاهرا للمذهب انها ليست ومفاسد الجهل والتعصب اكثر من ان تحصى²۔ میں نے بعض حضرات کو یہاں تک دیکھا کہ وہ ہمارے قول ليست الاشارة في ظاهر المذهب وقولنا ظاهرا للمذهب انها ليست ومفاسد الجهل والتعصب اكثر من ان تحصى²۔ میں نے بعض حضرات کو یہاں تک دیکھا کہ وہ ہمارے قول ليست الاشارة في ظاهر المذهب وقولنا ظاهرا للمذهب انها ليست ومفاسد الجهل والتعصب اكثر من ان تحصى²۔

سادً: یہ بھی سہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات، ممنوع وہ چیز ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کی، نہ کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی، قرآن عظیم نے یوں فرمایا:

رسول جو تمہیں دے لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

"مَا أَمَرَ الرَّسُولُ فَعَلُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"³

¹ فتح القدیر کتاب الطہارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲۰/۱

² حجة الله البالغة الامور التي لا بد منها في الصلوة المكتبة السلفية لاہور ۱۲/۲

³ القرآن الكريم ۵۹/۷

یوں نہیں فرمایا ہے کہ: مَا فَعَلَ الرَّسُولُ فَعَدُّوهُ وَمَا لَمْ يَفْعَلْ فَانْتَهُوا جُورِ سُولِ نے کیا کرو اور جو نہ کیا اس سے باز رہو۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل کی نسبت یہ تحقیق فرما کر کہ نہ ان کا فعل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ کسی صحابی سے ثابت، ارشاد فرماتے ہیں:

الثابت بعد هذا هو نفي المندوبية اما ثبوت الكراهة فلا الا ان يدل دليل آخر ¹	ان سب سے یہ ثابت ہوا کہ مستحب نہیں رہی کراہت وہ ثابت نہ ہوئی، اس کے لئے دوسری دلیل چاہئے۔

امام احمد محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

الْفِعْلُ يَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا يَدُلُّ عَلَى الْمَنْعِ ²	فعل تو جواز کے لئے دلیل ہوتا ہے اور نہ کرنے سے منع کرنا نہیں سمجھا جاتا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:

نه كردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر ³	نه کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز۔

پھر کیسی جہالت ہے کہ نہ کرنے کو منع کرنا ٹھہرا رکھا ہے۔

سابقا: مصافحہ امور معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصود شرع باہم مسلمانوں میں از دیاد الفت اور ملتے وقت اظہار انس و محبت ہے حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تصافحوا يذهب الغل عن قلوبكم ⁴ ۔ اخرجه ابن عدی	آپس میں مصافحہ کرو تمہارے سینوں سے کینے نکل جائیں گے۔ (ابن عدی نے حضرت عبداللہ

¹ فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب النوافل مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۳۸۹/۱

² المواہب اللدنیہ

³ تحفہ اثنا عشریہ باب وہم در مطاعن خلفائے ثلاثہ الخ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۹

⁴ الکامل لابن عدی ترجمہ محمد بن ابی زعیر عذۃ الخ دار الفکر بیروت ۶/۲۲۱، کنز العمال بحوالہ عد عن ابن عمر حدیث ۲۵۳۳۴

موسسة الرسالہ بیروت ۹/۱۳۰، الترغیب والترہیب بحوالہ مالک عن عطاء الخراسانی الترغیب فی المصافحہ مصطفی البابی مصر ۳/۴۳۴

تعالیٰ عنہما ونحوہ ابن عساكر عن ابی ہریرۃ اولہ تہادوا وتحابوا ونحوہذا اخرجه مالك في الموطأ ¹ بسند جيد عن عطاء الخراسانی مرسلًا۔	ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تخریج کی ہے اور اس کی مثل ابن عساكر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہے ہدیہ لینا دینا چاہئے تم آپس میں محبت کرو گے اور اس کی مثل امام مالک نے موطا میں جید سند کے ساتھ مراسل طریقہ پر عطاء خراسانی سے روایت کی ہے۔ (ت)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

السرفی المصافحة وقوله مرحبا بفلان ومعانقة القادم ونحوها انها زيادة المؤدة والتبشيش ورفع للوحشة والتدابیر ² ۔	مصافحہ اور مرحبا بفلان کو، اور آنے والے سے معانقہ جیسے امور میں محبت اور خوشی زیادہ ہوتی ہے اور ان سے وحشت اور اجنبیت ختم ہوتی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

التحابب في الناس خصلة يرضاها الله تعالى وافشاء السلام الةصالحة لانشاء المحبة وكذلك المصافحة وتقبيال اليد ونحو ذلك ³ ۔	لوگوں میں محبت وہ خصلت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے اور سلام کی عادت محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور یوں ہی مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ بھی (ت)

اور بیشک یہ امور عرف وعادت قوم پر مبنی ہوتے ہیں جو امر جس طرح جس قوم میں رائج اور ان کے نزدیک الفت وموانست اور اس کی زیادت پر دلیل ہو وہ عین مقصود شرع ہوگا جب تک بالخصوص اس میں کوئی نہی وارد نہ ہو وجہ یہ کہ اس کی کسی خصوصیت سے شرع مطہر کی کوئی خاص غرض متعلق نہیں۔ اصل مقصود سے کام ہے جس ہیئت سے حاصل ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ انہیں امور میں جو وقت ملاقات بغرض مذکور مشروع ہوئے ایک مرحبا کہنا تھا کہ اس سے بھی خوشدلی اور اس شخص کے آنے پر فرحت ظاہر ہوتی ہے۔ حدیث براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزرا کہ حضور صلی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

¹ موطا امام مالک باب ما جاء في المهاجرة مير محمد مکتب خانہ کراچی ص ۷۰۷، کنز العمال بحوالہ ابن عساكر عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۰۵۶

مؤسسة الرسالة بيروت ۱۱۰/۶

² حجة الله البالغة آداب الصحبة السرفی افشاء السلام الخ المكتبة السلفية لاہور ۲/۱۹۸

³ حجة الله البالغة آداب الصحبة السرفی افشاء السلام الخ المكتبة السلفية لاہور ۲/۱۹۷

لا یلقى مسلم مسلماً فیر حب به ویأخذ ببیده الا تنأثرت الذنوب بینهما ^۱ ۔ الحدیث۔	جو مسلمان مسلمان سے مل کر مر جا کہے اور ہاتھ ملائے ان کے گناہ جھڑ جائیں۔

پھر بلاد عجیبہ میں اس کا رواج نہیں، فارس میں اس کی جگہ خوش آمدی کہتے ہیں۔ اور ہندوستان میں آئیے آئیے تشریف لائیے، اور اس کی مثل کلمات ___ اب کوئی عاقل اسے مخالفت حدیث و مزاحمت سنت نہ جانے گا، رات دن دیکھا جاتا ہے کہ خود حضرات منکرین میں دوستوں کے ملتے وقت اسی قسم کے الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ کیوں نہیں بدعت و ممنوع و خلاف سنت قرار پاتے۔ تو وجہ کیا کہ اصل مقصود شرع وہی اظہار خوشدلی بغرض ازدیاد محبت ہے۔ یہ مطلب عرب میں لفظ مر حبا سے مفہوم ہوتا تھا۔ یہاں ان لفظوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ تو غرض شریعت کی ہر طرح حاصل ہے۔ خود مصافحہ بھی شرع مطہر کا اپنا وضع فرمایا ہوا نہیں بلکہ اہل یمن آئے انھوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق مصافحہ کیا، شرع نے اس رسم کو اپنے مقصود یعنی ایٹلاف مسلمانوں کے موافق پا کر مقرر رکھا۔ اگر رسم کسی اور طریقے سے ہوتی اور اسکی خصوصیت میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا تو شرع اسے مقرر رکھتی اور ایسے ہی وعدہ ہائے ثواب اس پر فرماتی۔ ہاں! وہ بات جس میں کسی طرح مقاصد شرع سے مخالفت ہو بے شک ناپسند ہوگی اگرچہ کسی قوم میں اس کی رسم پڑی ہو۔ جیسے سلام کے عوض بلا ضرورت شرعیہ انگلی یا ہتھیلی کا اشارہ کہ بوجہ مشابہت یہود و نصاریٰ اس سے مانعت آئی، حدیث ضعیف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منامن تشبہ بغيرنا لا تشبهوا بالیہود ولا بالنصارى فان تسليم الیہود الاشارة بالاصابع وان تسليم النصارى بالاکف ^۲ رواه الترمذی والطبرانی عن عمرو بن شعيب عن ابیه عن جدہ قال الترمذی هذا حدیث اسنادہ ضعیف۔	ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرے۔ یہود و نصاریٰ سے تشبہ نہ کرو کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے ہے (اس کو ترمذی اور طبرانی نے عمرو بن شعوب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔

^۱ نصب الراية کتاب الکراهية فصل فی الاستبراء نوریہ رضویہ لاہور ۴/ ۵۶۲، شعب الایمان حدیث ۸۹۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۷۵/ ۴

^۲ جامع الترمذی کتاب الاستیذان باب ماجاء فی فضل الذی یبداً بالسلام امین کینی دہلی ۲/ ۹۴

ہمنا: جو امر نوپیدا کہ کسی سنت ثابتہ کی ضد واقع اور اس کا فعل فعل سنت کا مزیل و رافع ہو وہ بیشک ممنوع و مذموم ہے جیسے السلام علیکم کی جگہ آج کل عوام ہند میں آداب مجرا کو رنش، بندگی کا رواج ہے۔ اگر غریب بندے بعض معزوں سے بطریق سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم السلام علیکم کہیں اپنے حق میں گویا گالی سمجھیں، اس احداث نے ان سے سنت سلام اٹھادی۔ یہ بیشک ذم و انکار کے لائق ہے بخلاف دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے کہ بالفرض اگر سنت میں ایک ہی ہاتھ کا رواج تھا تو دو ہاتھ سے مصافحہ سے وہ بھی ادا ہوئی اور اس کے ساتھ ایک اور امر زائد ہوا جو کسی طرح اس کے منافی نہ تھا، اس میں سنت ثابتہ کا اصلاح و دفع نہیں پھر ممنوع و مذموم ٹھہرانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

انما البدع المذمومة ما تصادم السنن الثابتة^۱ بدعت مذمومہ وہی ہے جو سنن ثابتہ کا رد کرے۔

یہاں مصافحہ کی نظیر تبلیہ حج ہے کہ صحاح ستہ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی قدر منقول:

لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك۔

پھر خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما با آں شدت اتباع سنت اس میں یہ لفظ بڑھایا کرتے:

لبيك وسعديك والخير بيدك والرغباء إليك والعمل۔

اور یہ زیادت امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے کیا آخرجہ مسلم^۲۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبيك عدد التراب زیادہ کیا آخرجہ اسحق بن راہویۃ فی مسندہ

^۳

اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبيك ذا النعماء والفضل الحسن بڑھایا آخرجہ ابن سعد فی الطبقات^۴

^۱ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد المقام الثالث من السماع مطبعة المشهد الحسيني قاهرہ ۲/ ۳۰۵

^۲ صحيح مسلم کتاب الحج باب التلبیة وصفتها الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۷۵

^۳ نصب الراية بحوالہ اسحق بن راہویہ کتاب الحج باب الاحرام نوریہ رضویہ لاہور ۳/ ۲۹

^۴ نصب الراية بحوالہ ابن سعد فی الطبقات کتاب الحج باب الاحرام نوریہ رضویہ ککھر ۳/ ۳۰

ہمارے علماء اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ان المقصود الثناء و اظهار العبودية فلا يمنع من الزيادة عليه۔ قاله الامام برهان الدين علي ابو الحسن الفرغاني قدس الله تعالى سره الصمداني في الهداية ثم الامام فخر الدين الزيلعي في تبیین ^۱ الحقائق شرح كنز الدقائق وغيرهما في غيرهما۔	تلبیہ سے مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بندگی کا اظہار ہے تو اس پر اور کلمات بڑھانا ممنوع نہیں (اسے برہان الدین علی ابو الحسن فرغانی قدس سرہ الصمدانی نے ہدایہ میں پھر امام فخر الدین زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اور دیگر حضرات نے اپنی کتابوں میں فرمایا۔ (ت)

یونہی جبکہ مصافحے سے اظہار محبت و ازدیاد الفت مقصود تو دوسرے ہاتھ کی زیادت کہ ہر گز اس کے منافی نہیں بلکہ بحسب عرف بلد مؤید و مؤکد ہے۔ زہار ممنوع نہیں ہو سکتی۔

ناسکا: دونوں ہاتھ سے مصافحہ مسلمانوں میں صد ہا سال سے متواتر، ائمہ دین کی عبارتیں اوپر گزریں اور اس کا زمانہ تبع تابعین میں ہونا بھی معلوم ہو لیا۔ خود ائمہ تبع تابعین نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ تمام بلاد اسلام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے ہندو سندھ تک علماء و عوام اہل اسلام دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور جو بات مسلمانوں میں متواتر ہو بے اصل نہیں ہو سکتی۔ امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں:

انه المتوارث ومثله لا يطلب فيه سند بخصوصه ^۲ ۔	وہ متوارث ہے اور ایسی چیز کے لئے کوئی خاص سند درکار نہیں ہوتی۔

محقق علانی و مشقی شرح تنویر میں فرماتے ہیں:

ان المسلمين توارثوا ثوبه فوجب اتباعهم ^۳ ۔	بے شک یہ امر مسلمانوں میں متوارث ہے تو ان کا اتباع ضرور ہوا۔

^۱ الهداية كتاب الحج باب الاحرام المكتبة العربية كراچی ۱/۲۱۷، تبیین الحقائق كتاب الحج باب الاحرام المطبعة الكبزی بلاق مصر ۲/۱۱

^۲ فتح القدير كتاب السرقه فصل في كيفية القطع مكتبة نوريه رضويه كھر ۵/۱۵۳

^۳ درمختار شرح تنویر الابصار كتاب الصلوة باب العیدین مطبع مجتہائی دہلی ۱/۱۷۱

عاشرہ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خالقوا الناس باخلاقهم اخرجہ الحاکم وقال صحيح على شرط الشيخين ¹ ۔	لوگوں سے وہ برتاؤ کرو جس کے وہ عادی ہو رہے ہیں (اس کو حاکم نے روایت کیا اور اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا۔ت)

یہ حدیث عسکری نے کتاب الامثال میں یوں روایت کی: خالطوا الناس باخلاقهم²۔ لوگوں کے ساتھ ان کی عادتوں سے میل کرو۔
ولہذا ائمہ دین ارشاد فرماتے ہیں لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اس سے صریح نہی ثابت نہ ہو ہر گز اس میں اختلاف نہ کیا
جائے بلکہ انھیں کی عادات و اخلاق کے ساتھ ان سے برتاؤ چاہئے۔ شریعت مطہرہ سنی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے اور ان
کو بھڑکانا۔ نفرت دلانا۔ اپنا مخالف بنانا، ناجائز رکھتی ہے۔ بے ضرورت تمامہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق جاہل کا کام
ہے۔ امام حجتہ الاسلام قدس سرہ اعیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

الموافقة في هذه الامور من حسن الصحبة والعشرة اذ المخالفة موحشة وكل قوم رسم ولا بد من مخالطة الناس باخلاقهم كما ورد في الخبر لاسيما اذا كانت اخلاقاً فيها حسن العشرة والمجاملة وتطيب القلب بالمساعدة ³ ۔	ان امور میں لوگوں سے موافقت صحبت و معاشرت کی خوبی سے ہے اس لئے کہ مخالفت وحشت دلاتی ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور بالضرورة لوگوں کے ساتھ ان کی عادات کا برتاؤ کرنا چاہئے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا، خصوصاً وہ عادتیں جن میں اچھا برتاؤ اور نیک سلوک اور موافقت کر کے دل خوش کرنا ہے۔

یہاں تک کہ فرمایا:

كذلك سائر انواع المساعدات اذا قصد بها تطيب القلب واصطلح عليها	ایسے ہی مساعدت کی ساری قسمیں جبکہ اس سے دل خوش کرنا منظور ہو اور کچھ لوگوں نے وہ ردش

¹ المغنى عن حبل الاسفار مع احياء العلوم كتاب آداب السماع والوجد مطبعة المشهد الحسيني قاهرہ ۲/ ۳۰۵

² كنز العمال بحوالہ العسکری فی الامثال حدیث ۵۲۳۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۳/ ۱۹

³ احياء العلوم كتاب آداب السماع الوجد المقام الثالث من السماع مطبعة المشهد الحسيني قاهرہ ۲/ ۳۰۵

جب یوں فتنہ ڈالیں اور نیامذہب نکالیں گے تو آپ ہی نزدیک و دور معروف و مشہور ہو جائیں گے۔ آخر نہ دیکھا کہ امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

خروجہ عن العادة شهرة ومکروه ¹ ۔	یعنی جس جگہ جو طریقہ لوگوں میں رائج ہے اس کی مخالفت کرنا اپنے آپ کو مشہور بنانا شرعاً مکروه و ناپسند ہے۔

اسی طرح مجمع بحار الانوار میں منقول:

هو على عادة البلدان فالخروج عنها شهرة ومکروه ² ۔	یہ علاقوں کی عادت پر ہے جس سے خروج نری شہرت اور ناپسندیدگی ہے۔ (ت)

اسی کو مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں ناقل کر:

خروج از عادت و اہل بلد موجب شہرت است و مکروه است ³ ۔	علاقہ والوں کی عادت سے خروج شہرت کے لیے ہوتا ہے اور یہ ناپسند بات ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لبس ثوب شهرة البسه الله يوم القيمة ثوب مذلة ثم يلهب فيه النار۔ رواه ابو داؤد ⁴ وابن ماجه عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما بسند حسن۔	جو شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ذلت کا کپڑا پہنائے پھر اس میں آگ بھڑکادی جائے۔ (اس کو ابو داؤد و ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن روایت کیا۔ ت)

جب دو ہاتھوں سے مصافحہ اب تمام مسلمانوں میں رائج اور تم کسی حدیث سے اس کی ممانعت ثابت نہیں کر سکتے تو بلا وجہ عادت مسلمانین کا خلاف کرنا سوا اپنی شہرت چاہنے کو بننے اور اس وعید شدید

¹ الحديقة النديه الباب الثاني المصنف التاسع مكتبة نورية رضوية فيصل آباد ۵۸۲/۲

²

³ اشعة المبعث شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مكتبة نورية رضوية سکر ۵۷۰/۳

⁴ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۲/۲ سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة بیچ ایم

سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۶

کے مستحق ہونے کے اور کس غرض پر محمول ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق رفیق عنایت فرمائے (آمین!) یہ چند جملے ہیں کہ بطور اختصار بر سبیل ارتجال زبان قلم سے سیر زد ہوئے اور وہ مباحث نفیسہ و اصول جلیلہ جن کی طرف ضمن کلام میں جا بجا اشارہ ہوا اگر ان کی تحقیق تام و تنقیح تمام پر آئیں تو مبسوط کتابیں لکھنا چاہئے جسے بیان کافی و ارشاد شافی پر اطلاع منظور ہو کتب علماء مثل اذقۃ الاثام و اصول الرشاد و غیر ہما تالیف طیبات امام المحققین سراج المدققین حضرت والد قدس سرہ الماجد کی طرف رجوع کرے۔ امید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ مصافحہ بالیدین میں یہ مباحث رائقہ و اباحت فائقہ خاص علم فقیر کا حصہ ہوں۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ وصحبہ اجمعین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم و احکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بہ محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ

"صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیٰدین"

ختم شد

مسئلہ ۱۲۴: از ضلع سورت اسٹیشن سائیں مقام کھور مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ھ فجر کی نماز کے بعد مصافحہ لیتے ہیں سو جائز ہے یا نہیں ہر روز؟

الجواب:

جو لوگ بعد قیام جماعت یا شروع تکبیر آکر نماز میں شامل ہوئے کہ امام و دیگر مقتدین سے قبل نماز

ملاقات نہ کرنے پائے انھیں تو ان سے بعد سلام مصافحہ کرنا قطعاً سنت۔

لانہا سنة لانہا عند ابتداء کل لقاء و هذا ابتداء لقاتلہم هذا۔	کہ ہر ملاقات پر مصافحہ کرنا سنت ہے (یعنی ملاقات کا آغاز مصافحہ کرنا مسنون ہے)۔ (ت)

اور وہ جو بے لحاظ اس تخصیص کے مصافحہ بعد فجر و عصر یا بعد عصر و مغرب مطلقاً صد ہا سال سے مسلمان میں معتاد و مرسوم، اس بارے میں اصح یہی ہے کہ جائز و مباح ہے۔

کما حققه المولى المحقق سيدنا الوالد قدس سره المآجد فی بعض فتاواه و ذکر ههنا المولى الفاضل زینة عصرنا محب الرسول عبد القادر القادری فی رسالته المناصحة فی تحقیق المصافحة تحقیقاً جمیلاً یتضح به الصواب توفیقاً انیقاً یندفع به الاضطراب۔	جیسا کہ ہمارے والد بزرگوار قدس سرہ المآجد نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق فرمائی، یہاں ہمارے دور کی ایک نفیس اور خوبصورت ہستی عاشق زار رسول والا تبار مولانا فاضل عبد القادر قادری نے اپنے رسالہ المناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة (یعنی باہم خیر خواہی کرنا ہاتھ ملانے کے احکام کی تحقیق بیان کرنے میں) تحقیق پیش فرمائی ہے اور خوبصورت موافقت پیدا کی ہے جس سے حقیقت واشگاف ہوتی ہے۔ اور اضطراب دور ہوتا ہے۔ (ت)

علامہ شہاب الدین مصری شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: الاصح انہا مباہحة^۱ (زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ مصافحہ کرنا مباح ہے۔ ت) ہاں جہاں مداومت سے خوف ہو کہ جہاں اس خصوصیت خاصہ کو واجب یا سنت بخصوصانہ سمجھنے لگیں وہاں اہل علم کو مناسب کہ ان اوقات میں کبھی کبھی ترک بھی کر دیں۔ ہذا هو الانصاف فی امثال الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اس قسم کے باب میں یہی انصاف ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۲۵: ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت سننے اسم پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگوٹھے چومنے ضرور ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کس کس موقع اور کون کون محل پر۔ بینواتوجروا

^۱ نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الثانی فصل فی نظافة جسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۳

الجواب:

ضرور بمعنی فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ تو اصلاً نہیں۔ ہاں اذان سننے میں علمائے فقہ نے مستحب رکھا ہے۔ اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد جو ایسی جگہ قابل تمسک ہیں کماحققناہ فی رسالتنا منید العین فی حکم تقبیل الالبہامین (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ منید العین فی حکم تقبیل الالبہامین یعنی آنکھوں کو روشن کرنا انگوٹھے چومنے کے عمل سے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآن مجید سنتے وقت نہ چاہئے، نماز میں اس کی ممانعت تو ظاہر، اور استماع خطبہ و قرآن کے وقت یوں کہ اس وقت ہمہ تن گوش ہو کر تمام حرکات سے باز رہنا چاہئے۔ پنچایت کے وقت جو آیہ کریمہ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" ^۱ پر اس قدر کثرت سے انگوٹھے چومے جاتے ہیں گویا صد ہا چڑیاں جمع ہو کر چپک رہی ہیں یہاں تک کہ دور والوں کو قرآن عظیم کے بعض الفاظ کریمہ بھی اس وقت اچھی طرح سننے میں نہیں آتے۔ یہ فقیر کو سخت ناپسند و گراں گزرتا ہے صرف انگوٹھے لبوں سے لگا کر آنکھوں پر رکھنے میں اس وقت کوئی حرج نہ بھی ہو تو بوسہ تعظیم میں آواز نکلنے کا خود حکم نہیں۔ جیسے بوسہ سنگ اسود و آستانہ کعبہ و قرآن عظیم و دست و پائے علمائے و صلحاء نہ کہ ایسی آوازیں کہ چڑیاں بسیرالے رہی ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

از بلگرام شریف محلہ میدانی پورہ مرسلہ سید ابراہیم صاحب

مسئلہ ۱۲۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جواب سلام کفار و ہنادک کن الفاظ میں دیا جائے؟ اور خود بھی ضرورت اور بے ضرورت ان کو سلام کرے تو کس طور سے؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

کافر کو بے ضرورت ابتداءً سلام ناجائز ہے نص علیہ فی الحدیث والفقہ (حدیث پاک اور فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ت) اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی انھیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں مثلاً یہی کافی کہ لالہ صاحب، بابو صاحب، منشی صاحب، یا بے سرجھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیرہ ذلک، کافر اگر بے لفظ سلام سلام کرے تو ایسے ہی الفاظ رائج جواب میں بس ہیں۔ اور بلفظ سلام ابتداءً کرے تو علماء فرماتے ہیں جواب میں وعلیک ہے مگر یہ لفظ یہاں مخصوص باہل اسلام ٹھہرا ہوا ہے۔ اور وہ کافر بھی اسے جواب سلام نہ سمجھے گا بلکہ اپنے ساتھ استہزاء

^۱ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

خیال کرے گا تو جس لفظ سے مناسب جانے جواب دے لے اگرچہ سلام کے جواب میں سلام ہی کہہ کر۔

فقد نص محمد انه ينوي في الجواب السلام فافهم۔ والله تعالى اعلم۔	بیشک امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی کہ جواب میں سلام کی نیت کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۲۷: از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں بستم ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

چہ سے فرماید علمائے راہ شریعت و طریقت و مفتیان مطاع حقیقت و معرفت دریں مسئلہ کہ مرشدان چند مریدان خود را ہدایت سخت پیا بوسی بدہن کنانیدہ می بوسانندی گویند کہ ایں درست ست و بر مزار بزرگان دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خم شدہ سلام نمایند و بر قبر بوسہ می دہند مانند روافض ایں فعل در شریعت و طریقت درست است یا اشد شرک و کفر؟ بیان فرماید عبارت کتب کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور خواهند شد۔	کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و طریقت و مفتیان راز داران معرفت و حقیقت اس مسئلہ میں کہ بعض شیوخ و مرشدین نے اپنے کچھ مریدین کو ہدایت و تاکید کر رکھی ہے کہ وہ ان کے پاؤں کو بوسہ دیا کریں یعنی چوما کریں۔ بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات پر جھک کر سلام کیا کریں اور ان کی قبور کو روافض کی طرح بوسہ دیا کریں بقول ان کے ایسا کرنا جائز ہے۔ کیا واقعی شریعت و طریقت میں ایسا کرنے کی اجازت ہے اور یہ شرک و کفر نہیں ہے؟ کتب اسلامی کے حوالے سے بیان فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوں اور لوگوں کے ہاں مشکور (ت)

الجواب:

بوسہ قبر بمذہب رائج ممنوع است فی شرح عین العلم لعلی قاری ولا ییس ای القبر ولا التابوت والجدار فورد النهی عن مثل ذلک بقبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف بقبور سائر الانام و	صحیح اور قابل ترجیح مذہب میں کسی بھی قبر کو بوسہ دینے یعنی چومنے کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے۔ چنانچہ محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح عین العلم میں ہے کہ قبر، تابوت اور دیوار کو ہاتھ نہ لگایا جائے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے بارے میں اس طرح کرنے سے روکا اور منع کیا گیا ہے پھر باقی

لوگوں کی قبور کے ساتھ یہ معاملہ کیسے روا ہو سکتا ہے اور قبر کو بوسہ نہ دیا جائے کیونکہ یہ تو ہاتھ لگانے سے کہیں بڑھ کر ہے لہذا اس کے لئے نہی بطریق اولیٰ ہے۔ اسی طرح جھک کر سلام کرنا منع ہے چنانچہ امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے، انھوں نے استفسار کیا کیا اسکے آگے جھک جائے، ارشاد فرمایا: نہیں، مگر واضح رہے کہ ان میں سے کوئی کام بھی کفر و شرک نہیں ہو سکتا۔ یہ گمراہ کرنے والے وہابیوں کا غلو ہے۔ جہاں تک اولیاء کرام اور علمائے عظام کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کا تعلق ہے تو یہ عمل ہر گز منع نہیں بلکہ جائز اور ثابت ہے، چنانچہ وفد عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچنے کے بارے میں یہ روایت مذکور ہے کہ جب دور سے ان کی نگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال جہاں پر پڑی تو وہ بے تاب ہو کر اپنی اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترے اور دوڑ کر بارگاہ اقدس میں پہنچے اور آپ کے مبارک ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو منع نہیں فرمایا (جو بلاشبہ دلیل جواز ہے) امام بخاری الادب المفرد

لا یقبل فأنه زیادة علی المس فہو اولی بالنعی^۱ ہچنایں خم شد سلام دادن فی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند الترمذی قال اینحنی له قال لا^۲، اما چیزے ازیننا شرک و کفر نتواں بود این غلو وہابیہ ضالہ است و دست و پائے اولیائے و علماء را بوسہ دادن ز نہار ممنوع ہم نیست بلکہ ثابت و درست ست، وفد عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم چوں بخدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسیدند واز دور نگاہ شان بر جمال جہاں آرائے حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد بے تابانہ خود را از پشت سوار یہا افگندند و دواں دواں بحضور رسیدہ بوسہ بردست و پائے اقدس دادند سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نفرمودہ امام بخاری در ادب المفرد

^۱ شرح عین العلم لمنلا علی قاری الباب الثامن مطبع الاسلامیہ لاہور ص ۱۶۷

^۲ جامع الترمذی کتاب الاستیذان باب ماجاء فی المصافحة امین کتب دہلی ۲/ ۹۷

میں امام ابو داؤد و سنن میں اور امام بیہقی یہ سب حضرت زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پھر ہم لوگ (خدمت اقدس میں پہنچنے کے لئے) جلدی کرنے لگے پھر ہم (وہاں پہنچ کر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھ پاؤں کو چومنے لگے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک عورت نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے شوہر کے خلاف شکایت کی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ تو اس کو (یعنی اپنے خاوند کو) پسند نہیں کرتی؟ اس نے جواب ہاں میں دیا یعنی مجھے شوہر پسند نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس سے اور اس کے شوہر سے فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے سر میرے قریب کرو۔ جب دونوں نے اپنے اپنے سر آپ کے بالکل قریب کر دیئے تو آپ نے عورت کی پیشانی مرد کی پیشانی پر رکھی اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! ان دونوں کے درمیان الفت و محبت رکھ دے انھیں ایک دوسرے کا محبوب بنا دے۔ پھر اس عورت نے ایک دفعہ حاضر ہو کر آپ کے چہرہ انور اور آپ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ سردار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اب اپنے شوہر کے

وامام ابو داؤد و سنن و بیہقی از زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کنند فجعلنا نتبادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورجلہ^۱ ودر حدیث ست کہ زنے از شوئے خودش گلہ پیش حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی الہ آورد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود آیا تو اور دشمن می داری؟ عرضہ داد بلی۔ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر اورا وشوہر اورا فرمود سرہائے خود نزدیک کنید ہمچنان کردند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشانی زن بر پیشانی مرد نہادہ دعا کرد کہ خدا یا بامیاں ایناں الفت نہ دیکے را محبوب دیگرے کن بازآں زن بمخدمت انور رسید و بوسہ بردہن وپائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چید سرور جہانیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سید کہ حالا تو وشوئے تو برچہ حالا عرضہ

^۱ سنن ابن داؤد کتاب الادب باب قبلۃ الرجل الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۳، السنن الکبریٰ کتاب النکاح باب ما جاء فی قبلۃ الجسد

المعارف النعمانیہ حیدر آباد کن ۷/ ۱۰۲، الادب المفرد باب ۴۴۵ تقبیل الرجل المکتبۃ الاثریہ ساکنہ بل ص ۲۵۳

بارے میں تمھاری کیا کیفیت ہے؟ اس نے جواباً عرض کیا کوئی جوان کوئی بوڑھا اور کوئی لڑکا مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ فقیر کہتا ہے میں بندہ محتاج آپ کی گلی کے کتوں میں سے ایک کتا بھی گواہی دیتا ہے کہ اللہ العظیم کی قسم آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں آپ پر آپ کی آل پر اور آپ کے ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت اور کرم فرمائے، امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کے خلاف شکوہ کیا آپ نے فرمایا: کیا تو اس سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم دونوں اپنے سر میرے قریب کرو۔ پھر آپ نے عورت کی پیشانی اس کی شوہر کی پیشانی پر رکھی اور فرمایا: اے اللہ! ان دونوں میں الفت پیدا کر دے اور انھیں ایک دوسرے کا محبوب بنادے پھر اس کے بعد اس عورت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ کے پاؤں مبارک چومے، آپ نے اس سے

داد کہ بیچ نو کسن و بیچ پسر نیز مر ازوے محبوب تر نیست سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود من گواہی می دہم کہ من رسول خدا یم، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت و من گواہی می دہم کہ تو رسول خدا فقیر گوید و من فقیر یکے از سگان کوئے شما گواہی می دہد کہ واللہ العظیم تو رسول خدائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الک و صحبتک و بارک و کرم۔ البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان امرأة شکت زوجها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اتبغضیہ قالت نعم فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادنیارؤسکما فوضع جبہتہا علی جبہۃ زوجها ثم قال اللهم الف بینہما وحب احدهما الی صاحبہ ثم لقیتہ البراءۃ بعد ذلک فقبلت رجلیہ فقال کیف انت وزوجک قال ما طارف ولا تالد ولا ولد احب الی منہ فقال اشہد انی رسول اللہ فقال عمروانا اشہد انک رسول اللہ^۱۔ و نیز

^۱ دلائل النبوة للبیہقی باب ماجاء فی دعائہ لزوجین احدهما یبغض الآخر بالالفہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۹/۶

در حدیث ست کہ مردے حاضر خدمت شدہ عرضہ داشت کہ
یا رسول اللہ! مرا چیزے بنما کہ با یقینم فراید فرمود بسوئے
ایں درخت رفتہ او را بخواں رفت گفت کہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترا میخواند درخت هماندم آمد و رسید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام گفت باز گرد بازگشت
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آن صحابی را پرواگی داد
تا بوسہ بر سر مبارک و ہر دو پائے اقدس زد، الحاکم فی
المستدرک وقال صحیح الاسناد ان رجلا اتى النبى
صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا رسول الله علمنى
شيئاً ازاد به يقيناً فقال اذهب الى تلك الشجرة
فادعها فذهب اليها فقال ان رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم يدعوك فجاءت حتى سلمت على النبى صلى
الله تعالى عليه وسلم ثم قال لها ارجعى فرجعت قال
ثم اذن له فقبل

فرمایا: تمھارے شوہر کا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا: اب مجھے
اس سے زیادہ کوئی جوان، بوڑھا اور بچہ محبوب نہیں۔ آپ نے
فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول
ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں
بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت
اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے رسول!
مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جس سے میرے یقین میں اضافہ
ہو۔ ارشاد فرمایا: اس درخت کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ
تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاتے ہیں: وہ شخص
اس درخت کے پاس گیا اور اس سے کہا تجھے رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلارہے ہیں وہ درخت اسی وقت بارگاہ
اقدس میں حاضر ہو گیا اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔
آپ نے اس سے فرمایا کہ واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ
درخت واپس چلا گیا۔ اس صحابی نے آپ کے سر مبارک اور
مبارک و مقدس پاؤں کو بوسہ دینے کی اجازت چاہی تو آپ
نے اجازت دے دی، اور اس نے بوسہ دیا۔ حاکم نے المستدرک
میں روایت کی اور فرمایا اس کی سند صحیح ہے کہ ایک آدمی نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے عرض کی اے

اللہ تعالیٰ کے رسول: مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیں جس سے میرے یقین میں ترقی (زیادتی) ہو، فرمایا اس درخت کے پاس جاؤ اور اسے میرے ہاں بلا لاؤ۔ پھر وہ اس درخت کے پاس گیا اور اس سے کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا رہے ہیں چنانچہ وہ درخت بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گیا اور اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا، پھر آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ لوٹ جاؤ، وہ حسب ارشاد لوٹ گیا۔ راوی فرماتے ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو اجازت دی تو اس نے آپ کے سر مبارک اور دونوں پاؤں کو بوسہ دیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ امام کبیر سیدنا امام جعفر صادق، امام سفیان ثوری، مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ درجہ اجتہاد پر فائز ہونے والے امام اعظم سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے اور امام صاحب سے فرمانے لگے کہ ہمیں یہ اطلاع پہنچی ہے آپ مسائل شرعی میں بہت زیادہ قیاس آرائی سے کام لیتے ہیں۔ امام صاحب نے ان سے مناظرہ کیا اور وضاحت سے اپنا مذہب (نظریہ) پیش کیا اور فرمایا میں تو سب سے پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں اس کے

راسہ ورجلیہ وقال لو كنت امر احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها¹، امام اجل سیدنا جعفر صادق و امام سفیان ثوری و مقاتل بن حیان و حماد بن سلمہ و غیرہم ائمہ مجتہدین پیش امام اعظم سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم آمدہ گفتند بمارسیدہ است کہ تو در مسائل قیاس بکثرت میکنی امام بابائیں مناظرہ کرد و مذہب خود پیش نمود و گفت کہ پیش از ہمہ عمل بقرآن عظیم میکنم باز بحديث باز باجماع باز باقوال صحابہ و چوں دریں ہمہ نیابم آں گاہ براہ قیاس شتابم ایں مناظرہ در مسجد جامع کوفہ روز جمعہ از آغاز نہار تا وقت زوال جاری بود آخر ہا ہمہ ائمہ مذکورین برخاستند و بوسہ بر سر و زانوئے امام اعظم دادند و گفتند تو سردار علمائے پیش ازین انچہ نادانستہ بحق تو گفته بودیم بما عفو کن امام گفت حق جل و علا ما و شمار ہم را مغفرت کند الامام العارف الشرائع قدس سرہ فی المیزان کان ابو مطیع

¹ المستدرک للحاکم کتاب البر والصلة باب حق الزوج علی الزوجة دار الفکر بیروت ۱۴۲/۴

يقول كنت يوماً عند الامام ابى حنيفة في جامع الكوفة فدخل عليه سفين الثوري ومقائل بن حيان وحباد بن سلمة وجعفر الصادق وغيرهم من الفقهاء فكلوا الامام اباحنيفة وقالوا قد بلغنا انك تكثر من القياس في الدين واننا نخاف عليك منه فان اول من قاس ابليس فنظرهم الامام من بكرة نهار الجمعة الى الزوال وعرض عليهم مذهبه وقال اني اقدم العمل بالكتاب ثم بالسنة ثم بأقضية الصحابة مقدماً ما اتفقوا عليه على ما اختلفوا فيه وحينئذ اقيس فقاموا كلهم وقبلوا يديه وركبته وقالوا له انت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقبعتنا فيك بغير علم فقال غفر الله لنا ولكم اجمعين¹ انتهى والله سبحانه وتعالى اعلم۔

بعد حدیث پھر اجماع امت، پھر اقوال صحابہ کرام پر، جب ان سب میں کوئی مسئلہ نہ پاؤں تو پھر قیاس سے کام لیتا ہوں، یہ مناظرہ جامع مسجد کوفہ میں جمعہ کے دن صبح سے لے کر زوال کے وقت تک جاری رہا۔ بالآخر مذکورہ تمام امام اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر اور زانوؤں پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ آپ علماء کرام کے سر خیل ہیں اور ہم اس سے پہلے بے خبری میں آپ کے متعلق جو سنی سنائی کہتے رہے وہ ہمیں معاف کردیں۔ امام صاحب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر مجھے اور آپ سب کو معاف کر دے۔ امام عارف عبدالوہاب شعرانی "المیزان" میں فرماتے ہیں حضرت ابو مطیع فرمایا کرتے تھے کہ میں جامع مسجد کوفہ میں امام صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس سفیان ثوری، مقاتل بن حیان حماد بن سلمہ، امام جعفر صادق اور بعض دیگر فقہائے کرام تشریف لائے اور امام صاحب سے گفتگو کرنے لگے کہ ہمیں اطلاع پہنچی کہ آپ دین میں زیادہ تر قیاس سے کام لیتے ہیں لہذا ہم اس طرز عمل سے خوف محسوس کرتے ہیں کیونکہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ شیطان تھا۔ ان کی یہ مناظرانہ گفتگو جمعہ کے روز فجر سے لے کر سورج ڈھلنے تک ہوتی رہی۔ امام صاحب نے اپنا مذہب و موقف ان کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: میں عمل کرنے میں کتاب اللہ کو سب سے مقدم سمجھتا ہوں، پھر سنت کو، پھر صحابہ کرام کے متفق فیصلوں کو ان کے اختلافی فیصلوں سے مقدم سمجھتا ہوں، اور جب قرآن حدیث اور اجماع صحابہ سے کسی مسئلہ میں براہ راست واضح ہدایت اور مثال نہ مل سکے تو پھر اس وقت قیاس کے ذریعے مسئلے کا حل ڈھونڈتا ہوں، یہ سننے کے بعد تمام علماء و فقہاء نے اٹھ کر امام صاحب کے ہاتھوں اور گھٹنوں کو

¹ میزان الشريعة الكبرى فصل في بيان ضعف قول من نسب الامام اباحنيفة الى انه يقدم القياس الخ مصطفى البابی مصر / ۲۶ و ۲۵

بوسہ دیا اور کہا آپ تو سید العلماء ہیں ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں کیونکہ ہم بلاوجہ بغیر کسی تحقیق کے آپ کے پیچھے پڑے رہے آپ ہماری کوتاہی اور خطا معاف فرمادیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو معاف فرمائے، اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

۲۹ صفر ۱۳۱۳ھ

از سینٹاپور منشی مشرف احمد صاحب سررشتہ دار کلکٹری سینٹاپور

مسئلہ ۱۲۸:

عالی جناب مولانا صاحب مخدوم و مطاع نیاز کیشاں زاد مجدکم و افضاکم بعد بجا آوری تسلیم عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے" حدیث شریف میں ہے کہ باعث برکت ہے۔ اگر گھر میں سوا اہلیہ کے نہ ہو تو زوجہ پر سلام علیک کرے یا نہیں؟ ایک صاحب اس بارہ میں حجت کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات پر سلام علیک کرنا کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ سیاق اس امر پر وارد ہے کہ اہلیہ پر بھی سلام علیک کرنا چاہئے۔ اس کا جواب ان آیات و احادیث سے جن میں گھر جانے کے وقت سلام کرنے کا حکم ہے اور جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلام ازواج مطہرات سے کرنا ثابت ہو ارقام فرمائیں۔ فقط۔

الجواب:

قال الله "فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةٌ طَيِّبَةٌ" ¹۔
(اللہ عزوجل نے فرمایا) جب تم گھروں میں جاؤ تو سلام کرو اپنی جانوں پر ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔

معالم التنزیل میں ہے:

ای یسلم بعضکم علی بعض هذا فی دخول الرجل بیت نفسه یسلم علی اہله ومن فی بیتہ وهو قول جابر وطاؤس والزہری وقتاده والضحاك وعمر بن دینار قال قتاده اذا دخلت بیتک فسلم علی اہلک فہم احق من سلمت علیہ ²۔
یعنی تمہارے بعض بعض کو (ایک دوسرے کو) سلام کیا کریں۔ یہ اس وقت کے لئے ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں جائے تو گھر میں موجود اپنوں اور دیگر وہاں حاضرین کو سلام دے۔ جابر، طاؤس، زہری، قتادہ، ضحاك اور عمرو بن دینار کا یہی قول ہے۔ اور حضرت قتادہ نے فرمایا جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو اپنے گھر والوں کو سلام پیش کیا کرو، جن کو تم سلام دیتے ہو ان سے زیادہ حق گھر والے رکھتے ہیں۔ (ت)

¹ القرآن الکریم ۲۴/ ۶۱

² معالم التنزیل علی هامش تفسیر خازن تحت آیہ ۲۴/ ۶۱ مصطفی البابی مصر ۵/ ۹۱

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

یا ابنی اذا دخلت علی اهلک فسلم یكون بركة علیک وعلی اهل بیتک، رواہ عنہ الترمذی وقال حسن غریب ۱۔	اے میرے بیٹے! جب تو اپنے اہل پر داخل ہو تو سلام کر، وہ برکت ہوگا تجھ پر اور تیرے اہل خانہ پر (امام ترمذی نے اس کو حضرت انس سے روایت کیا اور فرمایا حدیث حسن غریب ہے۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ نے فرمایا:

اذا دخلتم بیوتکم فسلموا علی اهلها فان الشیطان اذا سلم احدکم لم یدخل بیتہ، رواہ الخرائطی فی مکارم ۲ الاخلاق عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو اہل خانہ پر سلام کرو کہ جب تم میں کوئی گھر میں جاتے سلام کرتا ہے تو شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا (خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اس کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ ت)

علامہ مجدد الدین فیروز آبادی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں:

كان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جاء الی البیت بلیل سلم سلاما یستبعہ المستیقظون ولا ینتبه منه الراقدون ۳۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو مکان میں تشریف فرما ہوتے ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگنے والے سن لیتے اور سوتے نہ جاگتے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة میں فرماتے ہیں:

سلام سنت ست نزد در آمدن در خانہ بر اہل خانہ ۴۔	گھر میں داخل ہونے پر گھرواہوں کو سلام کرنا سنت ہے۔ (ت)

۱ جامع الترمذی ابواب الاستیذان والآداب باب فی التسلیم اذا دخل بیتہ امین کمپنی دہلی ۹۵/۲

۲ اتحاف السادة المتقين بحوالہ خرائطی فی مکارم الاخلاق کتاب آداب الاخوة والصحة الباب الثالث دار الفکر بیروت ۶/۲۷۷

۳ شرح سفر السعادة (صراط مستقیم) فصل در اسلام و آداب مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ص ۲۱۰

۴ شرح سفر السعادة (صراط مستقیم) فصل در اسلام و آداب مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ص ۲۱۰

صحیح مسلم و سنن ابوداؤد و نسائی وابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل بیتہ بدا بالسواک ^۱ ۔	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کاشانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے پہلے مسواک فرماتے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

لاجل السلام علی اہلہ فان السلام اسم تشریف فاستعمل السواک للاتیان بہ ^۲ ۔	یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لئے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اس کے ادا کو مسواک فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عین العلم میں ہے:

یسلم عند الدخول فی بیتہ لئلا یدخل الشیطان معہ وهو مأمور بہ ^۳ اہم مخلصاً۔	اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جب اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کریں تاکہ شیطان ان کے ساتھ داخل نہ ہو سکے اہم مخلصاً (ت)

عالمگیری میں محیط سے ہے:

اذا دخل الرجل فی بیتہ یسلم علی اہل بیتہ ^۴ ۔	جب آدمی اپنے گھر میں جائے تو اپنے گھر والوں کو سلام پیش کرے (ت)

صیر فیہ پھر تارخانہ پھر ہندیہ میں ہے: ویسلم فی کل دخلة^۵ (گھر میں ہر بار داخل ہوتے وقت سلام کیا جائے۔ ت) بالجملة یہ سنت قرآن و حدیث سب سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

^۱ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸، سنن النسائی کتاب الطہارۃ باب السواک نور محمد کارخانہ تجارت

کتب کراچی ۱/ ۷، سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۸

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث کان اذا دخل الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۲۳۸

^۳ عین العلم الباب الثامن مطبع السلامیہ لاہور ص ۱۵۴

^۴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۵

^۵ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۵

مسئلہ ۱۲۹: از شہر مذکور

بواپسی ڈاک بعد بجآوری تسلیم دست بستہ گزارش ہے فتویٰ عطیہ حضور ملا، وہ صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی حدیث میں خاص تصریح ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات پر سلام کیا، زیادہ بجز آں کیا عرض کروں۔ خاکسار۔

الجواب:

صحیح مسلم شریف کتاب النکاح، باب فضیلة اعتناق امۃ ثم یتزوجہا حدیث طویل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکاح ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے:

فجعل یمر علی نسائه فیسلم علی کل واحدة منهن سلام علیک کیف انتم یا اهل البیت ^۱ ۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات پر گزرنا شروع فرماتے ان میں ہر ایک پر سلام فرماتے اور سلام علیکم کے بعد مزاج پر سی کرتے۔

دوسری روایت میں ہے:

فخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتبعته فجعل یتبع حجر نسائه یسلم علیہن ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میں سایہ دار ہمراہ تھا ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور انھیں سلام فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۰: از کٹرہ پرگنہ منورہ ضلع گیامکان سید ابوصالح صاحب خاں بہادر مرسلہ مولوی کریم رضا خاں صاحب ۲۴ صفر ۱۳۱۴ھ
مصافحہ بعد نماز جمعہ و عیدین صبح و عصر بعد وعظ کے اور یہ معانقہ بعد عیدین کے جائز ہے یا نہیں اور جو کوئی اس فعل کے کرنیوالے
کو جہنمی اور مردود اور رافضی کہے اس کا کیا حکم ہے:؟ بینوا تو جو را (بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤت)

الجواب:

مصافحہ و معانقہ مذکورہ جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں جائز ہیں۔ اور بہ نیت محمود مستحب و مندوب

^۱ صحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلة اعتناقہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۱/۱-۶۲۰

^۲ صحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلة اعتناقہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۱/۱-۶۲۰

اس فعل پر جہنمی و مردود و رافضی کا حکم لگانے والا خود ان الفاظ کا مستحق اور ضال و مضل و فاسق ہے۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سباب المسلم فسق ¹ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (ت)

غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر و غرر میں ہے:

المصافحة سنة عقب الصلوات كلها وعند كل لقي ولنا فيها رسالة سيئتها سعادة اهل الاسلام بالمصافحة عقب الصلوة والسلام ² ۔	مصافحہ کرنا تمام نمازوں کے بعد اور ہر ملاقات کے موقع پر سنت ہے۔ اسی موضوع پر ہمارا ایک رسالہ ہے جس کا نام سعادۃ اہل الاسلام بالمصافحۃ عقب الصلوۃ والسلام رکھا ہے۔ (یعنی درود و سلام پڑھنے کے بعد مصافحہ کرنے میں مسلمانوں کے لئے سعادت ہے)۔ (ت)

حاشیہ الکنز لعلاۃ السید الازہری میں ہے:

من المستحب (ای یوم العید) اظهار الفرح و البشاشة والتهنية والمصافحة بل هي سنة عقب الصلوات كلها ³ ۔	عید کے دن خوشی فرحت اور مبارکباد کا اظہار کرنا اور باہم ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا مستحب ہے بلکہ ہر نماز کے بعد مصافحہ سنت ہے۔ (ت)

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

كذا تطلب المصافحة فهي سنة عقب الصلوة كلها ⁴ ۔	یوں ہی مصافحہ کی طلب کی جائے کیونکہ یہ ہر نماز کے بعد سنت ہے۔ (ت)

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی شرح مؤطا میں لکھتے ہیں:

قال النووي اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده	امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جان لیجئے کہ ہر میل ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے لیکن

¹ صحیح البخاری کتاب الآداب باب ما ينهى عن السباب قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۹۳/۲

² غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ الدرر الحکام باب الصلوۃ العیدین میر محمد کتب خانہ کراچی ۱۳۲/۱

³ فتح المعین شرح الکنز لملامسکین باب الصلوۃ العیدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۲۵/۱

⁴ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب احکام العیدین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۸۹

الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة وكونهم حافظوا عليها في بعض الاحوال لا يخرج ذلك البعض من كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها اقول: هكذا ينبغي ان يقال في المصافحة يوم العيد¹۔	نماز فجر اور نماز عصر کے بعد عام لوگوں نے مصافحہ کرنے کی جو عادت بنالی ہے شریعت میں اس طریقے کی کوئی اصل نہیں مگر ایسا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اصل مصافحہ سنت ہے لیکن لوگوں کا بعض حالات میں اس کی محافظت کرنا اس بعض کو اس مصافحہ سے نہیں نکالتا کہ جس کی اصل شریعت میں وارد ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح مناسب ہے کہ عید کے دن مصافحہ کرنے کو کہا جائے۔ (ت)

خود مولائے وہابیہ معلم ثانی نجدیہ منکرین زمانہ کے امام الائمہ میاں اسماعیل صاحب دہلوی اپنی تقریر ذبیحہ میں اصول وہابیت کو یوں ذبح فرماتے ہیں:

ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و طعام خورائیدن سوائے کندن چاہ و امثالہ دعا و استغفار و اضحیہ بدعت ست گو بدعت حسنہ بالخصوص ست مثل معافقہ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا عصر۔²	قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کے تمام طریقے یوں ہی کھانا کھلانا، یہ سب کام بدعت ہیں گو کہ بدعت حسنہ ہیں جیسے عید کے دن بغلگیر ہونا اور نماز فجر یا عصر کے بعد مصافحہ کرنا (ہاں البتہ میت کے ایصال ثواب کے لئے) کنواں کھودنا اور اسی طرح کا کوئی اور عمل کرنا مثلاً دعا، استغفار اور قربانی کرنا یہ سب کام جائز ہیں۔ (ت)

حضرات منکرین جوش پاسداری مذہب میں ائمہ و علمائے سابقین کو جو چاہیں کہیں اور شاید بحال جرات شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی آنکھ پھر لیں، مگر کیا اپنے بڑے پیشوا میاں اسماعیل صاحب کو بھی جہنمی مرد و درافضی مان لیں گے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو بلند مرتبہ اور ذی شان ہے۔ ت) تفصیل اسی مسئلہ کی ہمارے رسالہ و شاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید (گلے میں ہار عید کے دن بغلگیر ہونے کے جواز

¹ مسوی مصفی شرح موطا امام مالک باب یستحب المصافحة اسلامی کتب خانہ کراچی ۲۴۱/۲

² زبدۃ النصائح (رسالہ نذور)

میں۔ ت) میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۱: از کثرہ پر گنہ منورہ ضلع گھامکان سید ابوصالح صاحب خان بہادر مرسلہ مولوی عبدالکریم خاں صاحب ۲۴ صفر ۱۳۱۴ھ

کسی عالم یا کسی دوسرے بزرگ کا ہاتھ چومنا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

ہاں جائز ہے بلکہ مستحب و مندوب و مسنون و محبوب ہے جبکہ بہ نیت صالحہ محمودہ ہو، امام بخاری ادب مفرد میں اور ابوداؤد و بیہقی زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

فجعلنا نبتادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورجلہ ^۱ ۔	پھر ہم جلدی کرنے لگے تاکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ کر ان کے ہاتھ اور پاؤں چومیں (ت)

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے:

لاباس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر ونقل المصنف عن الجامع انه لا باس بتقبیل ید الحاکم المتدین والسلطان العادل وقیل سنة مجتبیٰ ^۲ ۔	کسی عالم اور پارسا شخص کے بطور تبرک ہاتھ چومنے میں کوئی حرج نہیں (درر) مصنف نے الجامع سے نقل فرمایا کہ دیندار حاکم اور عادل بادشاہ کے ہاتھوں کو بھی بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ سنت ہے (مجتبیٰ)۔ (ت)

رد المختار میں ہے:

قوله وقیل سنة ای تقبیل ید العادل والسلطان العادل قال الشرنبلالی وعلیت ان مفاد الاحادیث سنیتہ اوند بہ کہا	مصنف کا قول "کہا گیا کہ یہ سنت ہے" (یعنی عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا) علامہ شرنبلالی نے فرمایا کہ حدیثوں کا مفاد سنیت یا استحباب ہے جیسا کہ علامہ عینی نے اس کی طرف

^۱ الادب المفرد باب ۴۵ تقبیل الرجل ص ۳۵۳ والسنن الکبریٰ کتاب النکاح ۷/ ۱۰۲، سنن ابی داؤد کتاب الآداب باب قبلہ الرجل

آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۳

^۲ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظروالاباحۃ باب الاستبراء مطبع مینائی، دہلی ۲/ ۲۴۴

اشار الیہ العینی ^۱ ۔	اشارہ کیا ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

قدم عن الخانية والحقائق ان التقبيل على سبيل البر بلا شهوة جائز بالاجماع ^۲ ۔	فتاویٰ قاضی خاں اور الحقائق کے حوالے سے پہلے بیان کیا گیا کہ نیکی کے انداز پر بغیر شہوت بوسہ دینا بالاتفاق جائز ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

اما على وجه البر فجائز عند الكل خانية ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	بھلائی کے طریقے پر بوسہ دینا سب کے نزدیک جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی خان اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۳۲: ۱۶ رجب ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بچ اس مسئلہ کہ مصافحہ صبح کے وقت بعد نماز کرنا مسنون ہے یا نہیں اور اگر کسی نے بعد نماز صبح کے
مصافحہ کیا تو وہ بدعت ہے یا سنت؟ بیّنوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی بعد نماز ملے یہ مصافحہ خاص مسنون ہے لکنہا عند اول اللقاء (اس لئے کہ یہ
مصافحہ پہلی ملاقات کے وقت ہوا ہے۔ ت) اور اگر پہلے مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقات جدیدہ ہے مصافحہ
مذہب اصح میں مباح ہے۔

کما حققه في البرقاة وقال في نسيم الرياض انه الاصح ^۴ ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	جیسا کہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی تحقیق فرمائی گئی، اور نسیم الرياض میں فرمایا: یہی زیادہ صحیح ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۵

^۲ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۵

^۳ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۲۳

^۴ نسیم الرياض فی شرح الشفاء الباب الثامن فی نظافة جسمه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۳

مسئلہ ۱۳۳:

۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ پر بیٹھے ہوں اور ایک شخص نے آکر کہا سلام علیکم اس کے جواب میں انھوں نے جواب دیا: آداب عرض یا تسلیمات یا بندگی۔ یا ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اٹھایا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ پس کفایہ اشخاص مذکورہ اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں؟ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

نہ۔ اور سب گنہگار رہے۔ جب تک ان میں سے کوئی وعلیکم السلام، وعلیک یا سلام علیکم نہ کہے کہ الفاظ مذکورہ بندگی، آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ سلام سے نہیں ہیں۔ اور صرف ہاتھ اٹھادینا کوئی چیز نہں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ ردالمحتار میں ظہیر یہ سے ہے:

لفظ السلام في المواضع كلها السلام عليكم اوسلاماً عليكم بالتنونين وبدون هذين كما يقول الجهال لا يكون سلاماً¹ اها قول: فلا يكون جواباً لان جواب السلام ليس الا بالسلام اما وحده او بزيادة الرحمة والبركات لقوله تعالى "اِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنِّ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا"²۔ ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ والاجزاء بالايماء اما ان يكون تحية او لا على الثاني عدم براءة الذمة ظاهر لان المأمورية التحية وعلى الاول ليس عين السلام وهو ظاهر ولا احسن منه فان المختار لا يمكن ان يكون احسن من الوارد فخرج عن كلا الوجهين وبقي الواجب الكفائي على كل عين۔	سب مقامات پر لفظ سلام (بصورت) السلام علیکم (بغیر تنوین معرف بہ لام ذکر کرنا) یا دوسری صورت تنوین کے ساتھ ذکر کرنا ہے سلام علیکم ان دونوں صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت اختیار کرنا جائز نہیں جیسے جہلاء کا طریقہ ہے لہذا وہ سلام تصور نہیں ہوگا۔ اقول: (میں کہتا ہوں) کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ سلام کا جواب نہ ہوگا کیونکہ لفظ سلام کا جواب اسی لفظ سے ہو سکتا ہے یا صرف یہی لفظ جواب میں کہا جائے یا اس کے ساتھ رحمت اور برکات کا اضافہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر جواب دو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم وہی لوٹا دو (یعنی اگر کوئی شخص تمہیں سلام علیکم کہے تو اسے اضافی الفاظ کے ساتھ یوں جواب دو

¹ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحة فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۷

² القرآن الکریم ۸۶/۲

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر اتنا ہی جو بجا کہہ دو علیکم السلام) اسی سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب فقط سلام ہی سے ہو سکتا ہے اور یہ معلوم ہی ہے کہ لوگوں نے جو الفاظ یا طریقے سلام کے لئے اشارہ وغیرہ کی صورت میں از خود گھڑ لئے ہیں ان کی دو صورتیں ہی ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ وہ تحیہ ہو یعنی سلام تصور ہو اور دوسرے یہ کہ وہ تحیہ یعنی سلام نہ ہو۔ بصورت ثانی ذمہ داری پوری نہ ہونا (عدم برائت ذمہ) ظاہر ہے کیونکہ جس بات کا حکم دیا گیا (مأمور بہ) وہ تحیہ یعنی سلام ہے اور پہلی صورت میں نہ تو وہ یعنی سلام ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ اس سے بہتر (احسن)۔ اس لئے کہ خود ساختہ اور بناوٹی چیز منقول اور وارد شدہ سے کسی طرح اچھی قرار نہیں دی جاسکتی۔ پس دونوں صورتوں میں سلام کا جواب نہ ہوا۔ لہذا واجب کفایہ بذمہ ہر فرد باقی رہا اور ادانہ ہوا۔ (ت) مرقاۃ شریف میں ہے:

قد صح بالاحادیث المتواترة معنى ان السلام باللفظ سنة وجوابه واجب كذلك ¹ ۔	جو احادیث تواتر معنی کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں ان سے بصحت ثابت ہے کہ سلام دینا اس کے الفاظ کے ساتھ سنت ہے اور اس کا جواب دینا بھی اسی لفظ سے واجب ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى فان تسليم اليهود الاشارة بالاصابع و تسليم النصارى الاشارة بالكف، رواه الترمذى عن عبد الله بن عمرو رضى الله تعالى عنهما وقال اسناده ضعيف ² قال العلامة القارى لعل وجهه انه من عمرو بن شبيب عن ابيه عن جده وقد تقدم الخلاف فيه وان المعتمد ان سنده حسن	ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے، نہ یہود سے مشابہت پیدا کر نہ نصاریٰ سے کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ (امام ترمذی نے اس کو حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے اور فرمایا اس کی اسناد ضعیف ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ روایت مذکورہ عن عمرو بن شبيب عن ابيه عن جده کی سند کے ساتھ

¹ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ المصباح کتاب الاداب الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/۳۳۱

² جامع الترمذی ابواب الاستیذان والاداب باب ماجاء فی فضل الذی یبدأ بالخیرین کمپنی دہلی ۲/۹۳

لاسیماً وقد اسنده السيوطي في الجامع الصغير الى ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الاشكال¹ اه. اقول: رحم الله مولانا القاري انما حاله الامام السيوطي على تيعني الترمذي فقيم يرتفع النزاع ويزول الاشكال ثم ليس تضعيف الترمذي لما ظن فان الجمهور ومنهم الترمذي على الاحتجاج بعمر بن شبيب وبروايته عن عن ابیه عن جده بل الوجه انه من رواية ابن لهيعة اذ يقول الترمذي، حدثنا قتيبة نا ابن لهيعة عن عمرو بن شبيب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال فذكره قال الترمذي هذا حديث اسناده ضعيف وروی ابن المبارک هذا الحديث عن ابن لهيعة فلم يرفعه اه² وقد قال في کتاب النکاح باب

مذکور ہے اور اس میں پہلے اختلاف گزر چکا ہے۔ لیکن معتمد یہ ہے کہ اس کی سند حسن ہے خصوصاً جبکہ امام سیوطی نے جامع صغیر میں اس کو ابن عمرو کی طرف منسوب اور حوالے کیا ہے۔ لہذا نزاع ختم اور اشکال زائل ہو گیا۔ اه
اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ ملا علی پر رحم فرمائے کہ امام سیوطی نے تو اسے "ت" یعنی ترمذی کے حوالے کیا ہے پھر نزاع کیسے ختم اور اشکال کیسے زائل ہو سکتا ہے پھر امام ترمذی کا ضعیف کہنا بھی ملا علی قاری کے خیال اور زعم کے مطابق نہیں اس لئے کہ جمهور نے (جن میں امام ترمذی بھی شامل ہیں) عمرو بن شبيب بروایت عن ابیه عن جده سے روایت کرنے سے استدلال کیا ہے (لہذا یہ وجہ ضعف نہیں ہو سکتی) بلکہ وجہ ضعف یہ ہے کہ حدیث مذکور ابن لمیعہ کی روایت ہے اس لئے کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن لمیعہ نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے ابن لمیعہ نے بیان کیا اس نے عمرو بن شبيب عن ابیه عن جده سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر پوری حدیث ذکر فرمائی (اس کے متعلق) امام ترمذی نے فرمایا اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مبارک نے حدیث ابن لمیعہ سے غیر مرفوع روایت فرمائی۔ اور امام ترمذی نے

¹ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۸/۳۳۱

² جامع الترمذی ابواب الاستیذان باب ما جاء فی فصل الذی یبدأ بالسلام امین کمپنی دہلی ۲/۹۳

کتاب النکاح میں یہ باب ذکر فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے شادی کرے اور پھر ہمبستری سے پہلے ہی اسے طلاق دے (تو کیا حکم ہے امام ترمذی نے بالکل بعینہ اسی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں) (کیونکہ اس کی سند میں ابن لہیعہ نامی راوی ہے جسے حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے اہ مختصر۔ یونہی اس مقام کے علاوہ بھی امام ترمذی نے اس کی تضعیف کی ہے لہذا امام ترمذی یہاں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں) (یعنی ابن لہیعہ کے ضعف کی طرف) ہاں البتہ میرے نزدیک زیادہ ظاہر یہ ہے کہ ابن لہیعہ کی روایت درجہ حسن سے کم نہیں چنانچہ علامہ مناوی نے "التیسیر" میں تصریح فرمائی کہ اس کی حدیث حسن ہے۔ (ت)	ما جاء في من يتزوج المرأة ثم يطلقها قبل ان يدخل بها رواه بعين السند ثم قال هذا حديث لا يصح ابن لهيعة يضعف في الحديث¹ اه مختصراً۔ وكذا ضعفه في غير هذا المحل فاليه يشير هنا نعم الاظهر عندى ان حديث ابن لهيعة لا ينزل عن الحسن وقد صرح المناوى في التيسير ان حديثه حسن²۔

ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔

امام ترمذی نے تخریج کیا اور فرمایا ہم سے سوید نے بیان کیا ہے۔ ان سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں ہم سے عبد الحمید بن بہرام نے بیان کیا کہ اس نے شہر بن حوشب کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے اسماء دختر زید سے سنا کہ وہ بیان کرتی تھیں کہ ایک دن مسجد میں رسول اللہ	اخرج الترمذی قال حدثنا سوید نا عبد اللہ بن المبارک نا عبد الحمید بن بہرام انه سمع شہر بن حوشب يقول سمعت اسماء بنت یزید تحدث ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

¹ جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء في من يتزوج الخ ابن کثیر دہلی ۱۳۳/۱

² التیسیر للامام المناوی تحت حرف للامام مکتبۃ الشافعی الریاض ۳۲۹/۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہوا جبکہ کچھ عورتوں کی ایک جماعت وہاں موجود تھی آپ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث حسن ہے الخ۔ امام نووی نے فرمایا یہ اس بات پر محمول سمجھا جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے لفظ سلام اور اشارہ دونوں کو بیک وقت جمع کر کے استعمال کیا (یعنی زبان مبارک سے انھیں سلام کہا اور ہاتھ مبارک سے انھیں متوجہ کرنے کے لئے اشارہ فرمایا جو جائز اور درست اقدام ہے۔ مترجم) اور اس پر دلیل یہ ہے کہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کی روایت میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا تھا۔ حضرت ملا علی قاری نے اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا میں کہتا ہوں اس تقدیر پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے لفظ سلام نہ بولا ہو تو پھر کوئی شرعی محذور (خلاف ورزی) نہیں کیونکہ جو کوئی عورتوں کے گروہ کے پاس سے گزرے اس کے لئے انھیں سلام کرنا مشروع نہیں۔ اور اگر آپ نے زبان مبارک سے مستورات کی جماعت کو سلام کیا ہو جیسا کہ گزشتہ حدیث میں سلام کرنے کی تصریح موجود ہے تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیگر خصوصیات کی طرح یہ بھی آپ کی خصوصیت ہو

مرفی المسجد یوماً وعصبة من النساء قعود فالوی بیدہ هذا حدیث حسن^۱ الخ۔ قال الامام النووی وهو محمول علی انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع بین اللفظ والاشارة ویدل علی هذا ان اباداؤد روی هذا الحدیث وقال فی روايته فسلم علینا اھ۔ قال العلامة القاری بعد نقله قلت علی تقدیر عدم تلفظه علیہ الصلوٰۃ والسلام بالسلام لامحذور فیہ لانه ماشرع السلام علی من مر علی جماعة من النسوان وان ما مر عنه علیہ الصلوٰۃ والسلام مما تقدم علی السلام المصرح فھو من خصوصیاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فله ان یسلم ولا یسلم وان یشیر ولا یشیر علی انه قدیر ادباً بالاشارة مجرد التواضع من غیر قصد

^۱ جامع الترمذی ابواب الاستیذان باب ماجاء فی التسلیم علی النساء ابن کثیر دہلی ۹۴/۲

السلام الخ

لہذا آپ کی مرضی پر منحصر ہے کہ مستورات کے گروہ کو سلام کریں یا نہ کریں۔ اشارہ فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ (گویا آپ کی ذات پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ مترجم) علاوہ یہ کہ کبھی اشارہ سے بغیر قصد سلام کے صرف تواضع مراد ہوتی ہے الخ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس سب کی بنیاد اس پر ہے کہ آپ نے ارادہ سلام نہ فرمایا ہو۔ لہذا پہلے مذکورہ کلام اور اس کے علاوہ اضافی کلام میں کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اس دوسری توجیہ میں اشارہ کا محل تواضع بیان کر دیا گیا۔ اور اس واقعہ کی عینی گواہ سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو چشم دید واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو سلام کیا (لہذا اس کا محمل تلفظ ہے۔ مترجم) اور اگر اس کو تلفظ پر حمل نہ کیا جائے تو پھر نفس اشارہ کا سلام ہونا لازم آئے گا اور شریعت میں اس کی نفی معلوم ہی ہے۔ پھر لامحالہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ مذکورہ کو سلام اور اشارہ دونوں کے جمع پر حمل کرنا واجب (ضروری) ہوا۔ یہاں اچھی طرح غور و فکر کر لیجئے شاید ان کے کلام کا کوئی اور قابل قدر محمل بھی ہو جو میں نہیں حاصل کر سکا، اور اللہ تعالیٰ پاک۔ برتر سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ (ت)

اقول: مبنی کلمہ علی انہ لم یرد السلام ولا یظهر فرق بین ما ذکر اولاً وما زاد فی العلاوة سوی انہ ذکر فیہا للاشارة محملاً وهو التواضع وهذه شهادة الواقعة سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاهدة بانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلم فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تكون نفس الاشارة تسليماً وهو معلوم الانتفاء من الشرع فوجب الحمل علی الجمع تأمل لعل لكلامه محملاً لست احصله۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۳۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بالاتزام بعد صلوٰۃ فجر مصافحہ کرنا مسنون ہے یا مستحب؟ یا عبث یا مکروہ؟ بینوا للہ توجروا عند اللہ (اللہ تعالیٰ کے لئے بیان فرمادے تاکہ اس کے ہاں اجر و ثواب پاؤ۔ ت) فقط۔

الجواب:

مباح ہے۔ فی نسیم الریاض الاصح انها بدعة مباحة^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (نسیم الریاض میں ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ مصافحہ کرنا ایسی بدعت ہے جو مباح ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

^۱ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۸ ۳۴۱

^۲ نسیم الریاض فی شرح الشفاء الباب الثانی فصل فی نظافة جسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲/۱۳

ہی اچھی طرح راہ صواب کا عالم ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۳۵ تا ۱۳۹: مرسلہ عبد المجید خاں ضلع ہنگلی ڈاکخانہ ریشتر اسرکاری

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بعد مصافحہ زید نے بکر کا ہاتھ چومہ آنکھوں سے لگایا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مرید اپنے پیر کا ہاتھ بعد مصافحہ چومنا ایک ضروری امر اپنے لئے سمجھ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) پیر کو اپنے مرید سے اپنا ہاتھ چوموانا چاہئے یا نہیں؟

(۴) ہاتھ چومنا کسی کا بزرگ سمجھ کر جائز ہے یا ناجائز؟

(۵) ہاتھ چومنا سنت ہے یا فعل بزرگان دین یا فعل تابعین یا فعل صحابہ کرام؟ جواب از روئے فقہ و حدیث نہ رسوم شیوخ پابند طریق۔

الجواب:

بزرگان دین مثل پیر مہندی و عالم سنی کے ہاتھ چومنا جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے ہاں کسی دنیا دار کا ہاتھ دنیا کے لئے چومنا منع ہے۔ در مختار میں ہے:

لاباس بتقبیل ید العالم والمتوع علی سبیل التبرک ^۱ ۔	کچھ حرج نہیں کہ کسی عالم اور زاہد کے ہاتھوں کو حصول برکت کے لئے بوسہ دیا جائے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے:

قال الشرنبلالی وعلیت ان مفاد الاحادیث سنیتہ اوندبہ كما اشار الیہ العینی ^۲ ۔	علامہ شرنبلالی نے فرمایا: تو نے یہ سمجھ لیا کہ حدیثوں کا مفاد (اس کام کا) سنت یا مستحب ہونا ہے جیسا کہ علامہ عینی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (ت)

رد مختار میں ہے:

فی المحيط ان التعظیم اسلامہ واکرامہ جاز وان لنیل الدنیاکرہ ^۳ ۔	محیط میں ہے اس کی تعظیم اور عزت افزائی کی خاطر (ایسا کرنا) جائز ہے لیکن حصول دنیا کے لئے (ایسا کام کرنا) مکروہ ہے۔ (ت)

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۴

^۲ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۵

^۳ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

مگر ہاتھ چومنا بایں معنی ضروری نہیں کہ فرض یا واجب ہے۔ ہاں رسم و عرف مسلمان میں اس کی دست بوسی شائع ہو تو اس کا ایک فعل مسنون یا مستحب ہے۔ احتراز کر کے مسلمانوں کی عادت کا خلاف کرنا اور وحشت دلانا یہ جائز نہیں حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے:

خروجہ عن العادة شهرة ومکروه ¹ ۔	لوگوں کی مقرر عادت سے باہر ہونا (اور اس کا خلاف کرنا) ایک گونہ شہرت (نمائش) اور مکروہ ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بشروا ولا تنفروا ² ۔	خوشخبری سناؤ اور (لوگوں کو) نفرت نہ دلاؤ۔ (ت)

اور پیر کا اپنے مریدوں سے ہاتھ چومنا بایں معنی کہ وہ چومنا چاہیں تو یہ منع نہیں کرتا بلکہ ہاتھ بڑھادیتا ہے کوئی حرج نہیں رکھتا بلکہ اگر قدم چومنا چاہیں اور یہ منع نہ کرے جب بھی جائز ہے۔ در مختار میں ہے:

طلب من عالم اوزاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله اجابه وقيل لا ³ ۔	کسی عالم یا کسی زاہد (پڑھیزگار) سے کسی نیاز مند نے یہ درخواست کی کہ وہ اپنے پاؤں اس کے حوالے کر دے اور ان پر اسے تسلط اور قابو پانے کا اختیار دے تاکہ وہ انھیں بوسہ دے تو عالم اور زاہد اس کی درخواست قبول فرمائے، (یعنی پاؤں چومنے کی اجازت دے) اور (ایک ضعیف روایت میں) کہا گیا کہ ایسا کرنے کی اجازت نہ دے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لما اخرجہ الحاکم ان رجلا اتى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاذن له فقبل رجلیه ⁴ ۔	اس لئے محدث حاکم نے اس روایت کی تخریج فرمائی کہ ایک صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے (انھوں نے آپ کے پاؤں چومنے کی درخواست کی) تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی تو انھوں نے آپ کے قدم چومے واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ الحدیقہ الندیہ شرح الطریقہ محمديہ الصنف التاسع تنبيه الاصناف التسعة نوریہ رضویہ ۲/ ۵۸۲

² صحیح البخاری کتاب العلم باب ما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتخولهم بالموعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶

³ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۵

⁴ ردالمحتار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۵



رسالہ

ابرالمقال فی استحسان قبلۃ الاجلال^{۱۳۰۸ھ}

(بوسہ تعظیمی کے مستحسن ہونے میں درست ترین کلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۳۰: از سورت کھور مسجد پر پرب مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب از علیگڑھ مدرسہ مولانا مولوی محمد لطیف اللہ صاحب مرسلہ مولوی سندی صاحب طرفہ ایں کہ از ہر دو جا بوقت واحد سوال آمد (طرفہ یہ کہ ایک ہی وقت دونوں جگہوں سے سوال آیا۔ ت) ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ شہر مورلیس میں قبلہ رخ کی دیوار کے ساتھ محراب کے متصل بیت اللہ شریف کے غلاف کا ٹکڑا دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا لٹکا ہوا ہے اور وہاں کے باشندے مین وغیرہ سب سوداگر خاص و عام بعد پنجگانہ اس ٹکڑے کو بوسہ دیتے ہیں اور بعد نماز جمعہ کے تو بوجہ کثرت نمازیوں کے بوسہ دینے میں بہت ہی جھوم کرتے ہیں۔ کوئی چار بوسے دیتا ہے کوئی زیادہ کوئی کم، جیسا کسی کا موقع لگا ویسا ہی اس نے کیا، اور کوئی جھوم اور کثرت کی وجہ سے محروم بھی رہ جاتا ہے۔ اور اس امر میں اس کو معظم چیز سمجھا کر کمال کوشش کرتے ہیں۔ کسی قدر جاننے والے لوگ تو تعظیم کا بوسہ دیتے ہیں۔ اور عوام کا حال معلوم نہیں کہ وہ کیا سمجھ کر بوسہ دیتے ہیں

لیکن ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اس میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ آیا یہ امر شرعاً موجب ثواب ہے یا کسی امر خارجی کی وجہ سے مستوجب عذاب ہے؟ بینوا تو جو روا (بیان کرو تاکہ اجرا پاؤں ت)

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ، ونصلی علی رسولہ الکریم ط

بوسہ تعظیم شرعاً و عرفاناً تعظیم سے ہے اسی قبیل سے ہے بوسہ آستانہ کعبہ و بوسہ مصحف و بوسہ نان و بوسہ دست و پائے علماء و اولیاء۔

وکل ذلك مصرح به في الكتب كالدر المختار ¹ من معتبرات الاسفار۔	در مختار جیسی دیگر معتمد کتب میں اس تمام کی تصریح کی گئی ہے۔ (ت)

خود احادیث کثیرہ میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دست و پائے اقدس حضور پر نور سید یوم المنثور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مہر نبوت کو بوسہ دینا وارد۔

كما فصلنا بعضه في كتابنا الباریة الشارقة على المارقة المشاركة۔	جیسا کہ ہم نے بعض کو اپنے کتاب الباریة الشارقة علی المارقة المشاركة میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ت)

اور مانحن فیہ سے اقرب و اوفق حدیث عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے کہ انھوں نے منبر انور سرور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے موضع جلوس اقدس کو مس کر کے اپنے چہرے سے لگایا رواہ ابن سعد فی طبقاتہ² (ابن سعد نے اپنی طبقات میں اسے روایت کیا۔ ت) اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی کہ رنانا اعطر کو جو مزار اقدس و ازمہر پر ہے یعنی اس کے بازو پر جو گول شکل کا ایک کنگرہ سا بنا دیتے اسے دہنے ہاتھ سے مس کر کے دعا مانگا کرتے، امام قاضی عیاض رتعت روح فی الریاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

قال نافع كان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يسلم على القبور اتيه مائة مرة واكثر يجيئ الى القبر فيقول السلام على النبي. السلام على ابي بكر ثم ينصرف ورثي (بمعنى ابصر) واضعاً يده على مقعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم	حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حجرہ پاک کی قبروں پر سلام کرنے حاضر ہو کر سو سے زائد مرتبہ کہتے "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام" پھر پلٹتے ہوئے منبر شریف پر

¹ الدر المختار کتاب الحظروا و الاباحۃ فصل فی الاستبواء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۲۵

² الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر منبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/ ۲۵۴

من المنبر ثم وضعها على وجهه وعن ابن قسيط والعنبي كان اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اخلا المسجد حسوا رمانة المنبر التي تلى القبر بيا منهم ثم استقبلوا القبلة يدعون¹۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ کو ہاتھ سے مس کر کے اپنے چہرے پر لگاتے۔ ابن قسیط اور عتبی سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب مسجد نبوی سے نکلتے تو قبر انور کے کناروں کو اپنے داہنے ہاتھ سے مس کرتے اور پھر قبلہ رو ہو کر دعا کرتے (ت)

غرض شرعاً و عرفاً معلوم و معروف کہ جس چیز کو معظم شرعی سے شرف حاصل ہو اس کا وہ شرف بعد انتہائے مہمت بھی باقی رہتا ہے اور اس کی تعظیم اس کی معظم کی انحاء تعظیم سے گنی جاتی ہے اور معاذ اللہ اس کی توہین اس معظم کی توہین تاج سلطان کو مثلاً زمین پر ڈالنا صرف اسی وقت اہانت سلطان نہ ہوگا جبکہ وہ اس کے سر پر رکھا ہی بلکہ جدا ہونے کی حالت میں بھی ہر عاقل کے نزدیک یہی حکم ہے یونہی تعظیم۔ شفاء شریف میں ہے:

من اعظامه واكباره صلى الله تعالى عليه وسلم اعظام جميع اسبابه واكرام مشاهدته وامكنته من مكة المدينة ومعاهدته ومآلمسه عليه الصلوٰۃ والسلام او عرف به صلى الله تعالى عليه وسلم²۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم میں سے یہ ہے کہ آپ کے تمام اسباب تمام مشاہدہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کے تمام مکانات، متعلقہ اشیاء اور جن چیزوں کو آپ نے مس فرمایا یا جو آپ سے معروف ہیں کی تعظیم و تکریم بجالانا ہے۔ (ت)

اور بیشک تعظیم، منسوب بلحاظ نسبت تعظیم منسوب الیہ ہے۔ اور بیشک کعبہ شعائر اللہ سے ہے تو تعظیم غلاف تعظیم کعبہ و تعظیم شعائر اللہ شرعاً مطلوب۔

¹ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل في حكم زيارة قبر صلى الله تعالى عليه وسلم عبد التواب اكيڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۷۰/۲

² الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فعلك ومن اعظامه واكباره الخ عبد التواب اكيڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۷۰/۲

"وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَاءُ بِرِ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ" ۱

اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔ (ت)

بلکہ نظر ایمان سے مس و لمس کی بھی تخصیص نہیں جس شے کو معظم شرعی سے کسی طرح نسبت سے واجب التعظیم و مورث محبت ہے والہذا بلد طیبہ مدینہ طیبہ سکنہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے در و دیوار کو مس کرنا اور بوسہ دینا اہل حب و ولا کا دستور اور کلمات ائمہ و علماء میں مسطور، اگرچہ ان عمارات کا زمانہ اقدس میں وجود ہی نہ ہو شرف مس سے تشریف درکنار واللہ درمن قال (اللہ تعالیٰ کے لئے خوبی جس نے کہا)۔

آمر علی الدیار دیار لیل اقبل ذالجدار و ذوالجدارا
وصاحب الدیار شغفن قلبی ولكن حب من سكن الدیار^۲
(میں دیار لیلیٰ سے گزرتے ہوئے دیواروں اور دیواروں کو بوسہ دے رہا تھا اور میرے دل میں اس دیار والی رچی بسی ہے لیکن اس دیار کے باسیوں سے محبت ہے۔ ت)

شفاء شریف میں ہے:

وجدیر لمواطن اشتملت تربتها علی جسد سید البشر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدارس ومشاهد ومواقف ان
تعظم عرصاتها وتنستسم نفحاتها وتقبل ربوعها
وجدراتها^۳ اھملخصاً۔

جن مقامات کی مٹی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد پاک کو لگی ہے ان راستوں، مشاہد اور مواقف کے میدانوں کی تعظیم، فضاؤں کی تکریم، ٹیلوں اور دیواروں کو بوسہ دینا مناسب ہے۔ اھملخصاً۔ (ت)

پھر ارشاد فرماتے ہیں:

یادار خیر المرسلین ومن به
عندی لاجلک لوعة و صبا بة
هدی الانام و خص بالایات
وتشوق متوقد الجبرات

^۱ القرآن الکریم ۳۲/۳۲

^۲ شفاء السقام الباب الرابع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۷۳، جواہر البحار ومنہم امام المقرئ فمن جواہر فرح المتحال فی مدح

النعال النبویہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/۷۷، نسیم الریاض فصل ومن اعظامہ و اکبارہ الخ دار الفکر بیروت ۳۳/۳۳

^۳ الشفاء بتعریف المصطفیٰ فصل ومن اعظامہ و اکبارہ الخ عبد التوب اکیڈمی بورہ گیٹ ملتان ۲/۴۵، ۴۶

وعلیٰ عهدان ملأت محاجرہ من تلکم الجدرات والعرصات

لاعفرن مصون شیبی بینہا من کثرة التقبیل والرشفات¹

(خیر المرسلین جہاں کے ہادی اور معجزات والے کی رہائش گاہ میرے ہاں آپ کی وجہ سے درد، عشق اور اظہار جس سے کنکریاں جل رہی ہیں جس وقت میں ان دیواروں اور میدانوں کی زیارت سے اپنی نگاہوں کو سیراب کروں تو بوسے اور چومنے کی کثرت سے اپنی سفید ریش کو ضرور مٹی سے ملوث کروں گا۔ ت)

اس سے بھی ارفع و اعلیٰ واضح و جلی یہ ہے کہ طبقہ طبقہ شرقاً و غرباً عجاہر علمائے دین و ائمہ معتمدین نعل مطہر و روضہ معطر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کے نقشے کا غندوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے والی آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ علامہ ابوالین ابن عساکر شیخ ابواسحق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمیٰ وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل تالیفیں کیں اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجماع و نفع تصانیف ہے۔ جزاہم و بہم جزاء حسناً و رزقہم ببرکہ خیر النعال امناً و سکناً آمین (اللہ تعالیٰ ان کو جزاء حسن اور اس بہتر نعال شریف کی برکت سے امن و سکون عطا فرمائے آمین۔ ت)

امحدث علامہ فقیہ ابوالریج سلیمان بن سالم کلاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ناظر اتبثال نعل نبیہ قبل مثل النعل لا متکبرا²

(اے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشہ نعل مبارک دیکھنے والے! اس نقشہ کو بوسہ دے بے تکبر کے)

قاضی شمس الدین صیف اللہ رشیدی فرماتے ہیں:

لمن قدمس شکل نعال طہ جزیل الخیر فی یوم الحسان

وفی الدنیا یکون بخیر عیش وعز فی النہاء بلا ارتیاب

فبادر والشم الآثار منها بقصد الفوز فی یوم حسان³

¹ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن اعظامه و اکبارہ الخ عبد التواب اکیدمی ملتان ۱۲/ ۲۶

² جواهر البحار ومنہم الامام احمد المقری الخ مصطفى البابی مصر ۱۳/ ۱۲۳

نقش نعل ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مس کرنے والے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش و عزت و سرور میں رہے گا تو روز قیامت مراد ملنے کی نیت سے جلد اس اثر کریم کو بوسہ دے)

شیخ فتح اللہ بیلوئی حلبی معاصر علامہ مرقی نعل مقدسہ سے عرض کرتے ہیں۔

فی مثلك یا نعال اعلی النجبا اسرار یبینہا شہدنا العجبا

من مرع خدہ بہ مبتھلا قد قام له ببعض ما قد وجب¹

(اے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل مبارک! تیرے نقشہ میں وہ اسرار ہیں جن کی عجیب برکتیں ہم نے مشاہدہ کیں جو اظہار عجز و نیاز کے ساتھ اپنا رخسار اس پر رگڑے وہ بعض حق اس نقشہ مقدسہ کے جو اس پر واجب ہیں ادا کرے) وہی فرماتے ہیں:۔

مثال نعل بو طی المصطفیٰ سعدا فامد الی لثہ بالذل منک یدا

واجعلہ منک علی العینین معترفا بحق توقیرہ بالقلب معتقدا

وقبلہ واعلن بالصلاۃ علی خیر الانام وکرر ذاک مجتہدا²

(یہ نقشہ اس نعل مبارک کا جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم سے ہمایوں ہوئے تو اس کے بوسہ دینے کو منزل کے ساتھ ہاتھ بڑھا اور زبان سے اس کے وجوب و توقیر کا اقرار اور دل سے اعتقاد کرتا ہوا اسے آنکھوں پر رکھ اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باعلان درود بھیج اور کوشش کے ساتھ اسے بار بار بجالا)

سید محمد مولیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح فرماتے ہیں:۔

مثال نعال المصطفیٰ اشرف الوری بہ مورد لا تبغی عنہ مصدرا

فقبلہ لثما وامسح الوجہ موقنا بنیت صدق تعلق ما کنت مضما³

(مصطفیٰ اشرف الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشہ نعل اقدس میں وہ مقام حضور ہے

جس سے تو نے رجوع نہ چاہے تو اسے یقین اور سچی نیت کے ساتھ چہرہ سے لگا دل کی مراد پائے گا)
 محمد بن سبیتی فرماتے ہیں:۔

فی قبلتها مثل نعل کریمۃ بتقبیلها یشفی سقام من اسبه استشفی¹
 اے میرے منہ اسے بوسہ دے یہ نعل کریم کا نقشہ ہے اس کے بوسہ سے شفا طلب کر مرض دور ہوتا ہے)
 علامہ احمد بن مقرئ تلمسائی صاحب فتح المتعال میں فرماتے ہیں:۔

اکرم بتمثال حکى نعل من فاق الوری بالشرف الباذخ طوبى لمن قبله منباء²
 یلثمه عن حبه الراسخ²
 (کس قدر معزز ہے ان کی نعل مقدس کا نقشہ جو اپنے شرف عظیم میں تمام عالم سے بالا ہیں خوشی ہو اسے جو اسے بوسہ دے
 اپنی راسخ محبت ظاہر کرتا ہوا)
 علامہ ابوالیمن ابن عساکر فرماتے ہیں:۔

الشم ثری الاثر الکریم فحبذا ان غزت منه بلثم ذا التمثال³
 نعل مبارک کی خاک پر بوسہ دے کر اس کے نقشے ہی کا بوسہ دینا تجھے نصیب ہو تو کیا خوب بات ہے)
 علامہ ابوالحکم مالک بن عبد الرحمن بن علی مغربی جنہیں علامہ عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب شریف میں احد الفضلاء
 البغاربة (فضلاء مغرب میں سے ایک) کہا۔ اپنی مدحیہ میں فرماتے ہیں:۔
 مثل نعل من احب هویتہ فہا انافی یوم ولیل الشہ⁴
 (میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک دوست رکھتا اور رات دن

1

2 فتح المتعال

3

4 شرح الزرقانی علی المواہب نعلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصر ۵/ ۵۷

(اسے بوسہ دیتا ہوں)

۹ امام ابو بکر احمد ابن امام ابو محمد بن حسین انصاری قرطبی فرماتے ہیں:

ونعل خضعنا هيبة لبهاؤها وانا متي نخضع لها ابدانعلو

فضعها على اعلیٰ المفارق انها حقيقة تاج وصورتها نعل¹

(اس نعل مبارک کے جلال انور سے ہم نے اس کے لئے خضوع کیا اور جب تک ہم اس کے حضور جھکیں گے بلند رہیں گے تو اسے بالائے سر رکھ کہ حقیقت میں تاج اور صورت پر نعل ہے)

۱۰ شرح مواہب میں ان امام کا ترجمہ عظیمہ جلیلہ مذکور اور ان کا فقیہ محدث وماہر و ضابط و متین الدین و صادق الودع و بے نظیر ہونا مسطور امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری نے مواہب اللدنیہ و منح محمدیہ میں ان امام کے یہ اشعار ذکر نقشہ نعل اقدس میں انشاد کئے اور مدحیہ علامہ ابوالحکم مغربی کہا احسنہا² (کیا ہی اچھا ہے۔ ت) اور نظم "علامہ ابن عساکر سے اللہ درہ³ (اللہ اکیلے اس کی بھلائی ہے) فرمایا۔
۱۱ علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

الثم التراب الذي حصل له الندوة من اثر النعل الكريمة ان امكن ذلك والا فقبل مثالها ⁴	اگر ہو سکے تو اس خاک کو بوسہ دے جسے نعل مبارک کے اثر سے نعم حاصل ہوئے ورنہ اس کے نقشہ ہی کو بوسہ دے۔

علامہ تاج الدین فاکہانی نے فجر منیر میں ایک باب نقشہ قبور لامعۃ النور کا لکھا اور فرمایا:

من فوائد ذلك ان من لم يمكنه زيارة الروضة فليزر مثالها وليثمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل	یعنی اس نقشہ کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ عالیہ کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کر لے اور شوق سے اسے بوسہ دے

¹ المواہب اللدنیۃ بحوالہ القرطبی لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۷۰

² المواہب اللدنیۃ بحوالہ القرطبی لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۶۸

³ المواہب اللدنیۃ بحوالہ القرطبی لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۶۷

⁴ شرح الزرقانی علی المواہب ذکر نعلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۵/ ۸۸

کہ یہ مثال اس اصل کے قائم مقام ہے جیسے نعل مقدس کا نقشہ منافع و خواص میں یقیناً یہ اس کا قائم مقام ہوا جس پر تجربہ صحیحہ گواہ ہے والہذا علمائے دین نے نقشہ اعزاز و احترام وہی رکھا ہے جو اصل کار کھتے ہیں الخ۔	کہا قد ناب مثال نعلہ الشریفة مناب عینہا فی المنافع والخواص بشهادة التجربة الصحيحة ولذا جعلوا له من الاكرام ولا احترام ما يجعلون للمنوب عنہ ^۱ الخ۔

۳ "سیدی علامہ محمد بن سلیم بن جزولی قدس سرہ، صاحب دلائل الخیرات نے بھی علامہ مذکور کی پیروی کی اور دلائل شریف میں نقشہ روضہ مبارک کا لکھا اور خود اس کی شرح کبیر میں فرمایا:

میں نے شیخ تاج الدین فاکہانی کی اتباع میں اس کو ذکر کیا انھوں نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں قبور مقدسہ کا باب قائم کیا اور فرمایا اس کے فوائد سے یہ ہے الخ (ت)	انما ذکرتها تابعا للشيخ تاج الدين الفاكهاني فانه عقد في كتابه "الفجر المنير" بابا في صفة القبور المقدسة وقال ومن فوائد ذلك ^۲ الخ۔

۴ اسی طرح علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرمایا:

جہاں انھوں نے فرمایا مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسماء کے عنوان کے بعد روضہ مبارک اور قبور مقدسہ کے بیان کے لئے باب قائم فرمایا شیخ تاج الدین فاکہانی کی موافقت کرتے ہوئے کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب "الفجر المنیر" میں قبور مقدسہ کے بیان کے لئے عنوان قائم فرمایا اور اس کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ جس کا اصل روضہ پاک	حيث قال اعقب المؤلف رحمه الله تعالى ورضي عنه ترجمة الاسماء بترجمة صفة الروضة المباركة و القبور المقدسة وموافقا في ذلك وتابعا للشيخ تاج الدين فاكهاني فانه عقد في كتابه الفجر المنير بابا في صفة القبور المقدسة ومن فوائد ذلك ان يزور المثال من لم

^۱ الفجر المنير

^۲ شرح دلائل الخیرات للجزولی

یتمکن من زیارة الروضة ویشاهده مشتاقا ویلشہ ویزداد فیہ حبا وقد استنبأوا مثال النعل عن النعل وجعلوا له من الاکراه والاحترام ما للمنوب عنہ وذكر والہ خواصا وبرکات وقد جربت^۱ الخ۔	کی زیارت نصیب نہ ہو تو وہ نقش نعل کی زیارت کرے اور بوسہ دے اور خوب محبت کا مظاہرہ کرے علماء نے نعل کے نقشہ کو نعل کے قائم مقام قرار دے کر اس کے لئے وہی اکرام واحترام اقرار دیا جو اصل نعل شریف کے لئے ہے اور انھوں نے اس کے خواص و برکات ذکر کئے جن کا تجربہ ہو چکا ہے۔ (ت)

دیکھو علمائے کرام کے یہ ارشادات نقشوں کے باب میں ہیں جو خود عین منتسب بھی نہیں بلکہ اس کی مثال و تصویر ہیں تو غلاف کعبہ معظم شرعی یعنی کعبہ معظمہ سے خاص نسبت مس رکھتا ہے اس کی نسبت بہ نیت تعظیم و تبرک ان افعال کے جواز میں شک و شبہ کیا ہے،

قال القتضی فی العموم موجود والمأنع فی الخصوص مفقود وذلك كاف فی حصول المقصود والحمد لله العلی الودود	عموم کا تقاضا ہے جبکہ خاص کے لئے کوئی مانع نہیں ہے مقصد کے حصول کے لئے یہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند ذات کے لئے حمد ہے۔ (ت)

رہالوگوں کا اس پر ہجوم کرنا یہ بھی آج کی بات نہیں قدیم سے آثار متبرکہ پر اہل محبت و ایمان یونہی ہجوم کرتے آئے۔ صحیح بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں ہے جب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سال حدیبیہ قریش کی طرف سے خدمت اقدس حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں حاضر ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا۔

انه لا يتوضأ الا ابتدروا وضوءه وکادوا يقتتلون علیه ولا یبصق بصافا ولا یتنخم نخامة الا تلقوها با کفهم فدلکوا بها	یعنی جب حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں حضور کے آب وضو پر بیتا بانہ دوڑتے ہیں قریب ہے کہ آپس میں کٹ مریں اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ مطالعات المسراقات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۴

لعاب دہن مبارک ڈالتے یا کھکھارتے ہیں اسے ہاتھوں میں لیتے اور اپنے چہروں اور بدنوں پر ملتے ہیں۔

وجوہہم واجسادہم الحدیث^۱

کادوا یقتلون علیہ کی حالت کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ عالیہ میں ثابت کادوا یکونون علیہ لبداء سے کہ یہاں سوال میں مذکور جہاز لند ہے یونہی بوسہ سنگ اسود پر ہجوم و تزام قدیم سے ہے بالجملہ اس نفس فعل کا جواز یقینی اور جب نیت تبرک و تعظیم شعائر اللہ ہے تو قطعاً مندوب اور شرعاً مطلوب مگر پینچگانہ نماز کے بعد علی الدوام اس کی زیارت و تقبیل کا التزام اور جمعہ کے دن عام عوام کے بیقیدانہ ہجوم و ازدحام میں اگر اندیشہ بعض فاسد دینیہ ہو تو اس تقبیل و التزام و اطلاق ازدحام سے بچنا چاہئے اور خود ہر وقت پیش نظر معلق رہنا باعث اسقاط حرمت ہوتا ہے ولہذا حرمین طیبین کی مجاورت ممنوع ہوئی، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد حج تمام قوافل پر درہ لئے دروہ فرماتے اور ارشاد کرتے اے اہل یمن یمنین کو جاؤ۔ اے اہل شام! شام کا راستہ لو۔ اے اہل عراق! عراق کو کوچ کرو کہ اس سے تمہارے رب کے بیت کی ہیبت تمہاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی "راہ السلم و طریق اقوم یہ ہے کہ اسے کسی صندوقچہ میں ادب و حرمت کے ساتھ رکھیں اور احیاناً خواہ مہینے میں کچھ دن قرار دے کر بروجہ اجلال حسن و اعظام مستحسن اس کی زیارت مسلمین کو کرا دیا کریں جس طرح سلطان اشرف عادل نے شہر دمشق الشام کے مدرسہ اشرفیہ میں خاص درس حدیث کے لئے ایک مکان مسٹیٰ بدار الحدیث بنایا اور اس پر جلداد کثیر وقف فرمائی اور اس کی جانب قبلہ مسجد بنائی اور محراب مسجد سے شرق کی طرف ایک مکان نعل مقدس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تعمیر کیا اور اس کے دروازے پر مسی کواڑ رز سے ملع کر کے لگائے کہ بالکل سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ اور نعل مبارک کو آبنوس کے صندوق میں بادب رکھا اور بیش بہا پردوں سے مزین کیا یہ دروازہ ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو کھولا جاتا اور لوگ فیض زیارت سراپا طہارت سے برکات حاصل کرتے۔ کما ذکر العلامة المقری فی فتح المتعال وغیرہ وغیرہ (جیسا کہ علامہ مقری نے فتح المتعال میں اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے دیگر کتابوں میں ذکر کیا ہے) یہ مدرسہ و دار الحدیث مذکور ہمیشہ مجمع ائمہ و علماء ہے امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم اس میں مدرس تھے پھر امام

^۱ صحیح البخاری کتاب الشروط باب الشرط فی الجہاد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۷۹، الشفاء الشریف حقوق المصطفیٰ فصل فی عادیۃ

الصحابۃ فی تعظیمہ الخ عبد التواب اکیڈمی ملتان ۳۱/ ۲

خاتم المجتہدین ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی صاحب شفاء السقام ان کے جانشین ہوئے یونہی اکابر علماء درس فرمایا کئے۔ سلطان موصوف کے اس فعل محمود پر کسی امام سے انکار و ماثور نہ ہوا بلکہ امید کی جاتی ہے کہ خود وہ اکابر اس کی زیارت میں شریک ہوتے اور فیض و برکت حاصل کرتے ہوں، محدث علامہ حافظ برہان الدین حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نور النبراس میں فرماتے ہیں قال شیخنا الامام المحدث امین المالکی:

وفي دار الحديث لطيف معنى وفيها متنهي اربي وسؤلي

احاديث الرسول على تتلي وتقبيلى لاثار الرسول¹

(یعنی ہمارے استاذ امام محدث امین الدین مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مدرسہ دارالحدیث میں ایک لطیف مقصد ہے اور اس میں میرا مقصد اور مطلوب بروجہ کامل حاصل ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں مجھ پر پڑھی جاتی ہیں اور حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کا بوسہ مجھے نصیب ہوتا ہے)

غرض طریقہ زیارت تویہ رکھیں پھر جسے یہ ادب و حرمت بے دقت و زحمت شرف بوس مل سکے فبہا ورنہ صرف نظر پر قناعت کرے بوسہ سنگ اسود کہ سنت مؤکدہ ہے۔ جب اپنی یا غیر کی اذیت کا باعث ہو ترک کیا جاتا ہے تو اس بوسہ کا تو پھر دوسرا درجہ ہے۔

هذا هو الطريق اسلم والحاكم الوسط القوم الاقوم واللله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔	یہ سلامتی کا طریقہ ہے اور درمیانہ حکم مضبوط و قوی ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اس کا علم اتم واحکم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۴۱: اکثر مخلوق خدا کا یہ طریقہ ہے کہ وقت اذان اور وقت فاتحہ خوانی یعنی پنجائیت پڑھنے کے وقت انگوٹھے چومتے ہیں اور علماء بھی درست بتلاتے ہیں اور حدیث شریف سے ثابت کرتے ہیں آیا یہ قول درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اذان میں وقت استمال نام پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگوٹھی کے ناخن چومنا نکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں یہ جو کچھ اس میں روایت کہا جاتا ہے

¹ نور النبراس حافظ برہان الدین حلبی

کلام سے خالی پس جو اس کے لئے ایسا ثبوت مانے یا اسے مسنون و مؤکد جانے یا نفس ترک کو باعث زجر و ملامت کہے وہ بیشک غلطی پر ہے۔ ہاں بعض احادیث ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل وارد۔

اس کو دلیلی نے مسند الفردوس میں امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں خیر الدین رملی نے بحر الرائق کے حاشیہ میں اور علامہ جراحی نے طویل بیان فرمایا اور بحث کے بعد فرمایا اس بارے میں مرفوع صحیح حدیث نہیں ہے جیسا کہ محقق علی شامی نے رد المحتار میں نقل فرمایا ہے (ت)	اخرجه الدیلمی مسند الفردوس و اورده الامام السخاوی فی المقاصد الحسنه ^۱ والعلامة خیر الدین الرملی فی حواشی البحر الرائق وذكره العلامة الجراحی فأطال وبد اللتیا والتی قال لم یصح فی المرفوع من هذا شیء کما اثره المحقق الشامی فی رد المختار ^۲

اور بعض کتب فقہ میں مثل جامع الرموز شرح نقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد و شامی حاشیہ در مختار کے کہ اکثر ان میں مستندات علماء طائفہ اسمعیلیہ سے ہیں وضع ابہامین کو مستحب بھی لکھ دیا۔ فاضل قسستانی شرح مختصر وقایہ میں لکھتے ہیں:

جان لو بیشک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قرة عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چھوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللَّهُمَّ مَعْنِي بِالْسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تَوْ حُضُورِ اَكْرَمِ صَلَی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے جیسا کہ کنز العباد میں ہے انتہی (ت)	واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانية صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ وعند سماع الثانية منها قرة عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ضغری الابہامین علی الیعینین فانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یكون قائد الہ الی الجنة کما فی کنز العباد انتہی ^۳

رد المحتار حاشیہ در مختار میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں:

^۱ المقاصد الحسنه حدیث ۱۰۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۴

^۲ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الاذان دار حیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۶۷

^۳ جامع الرموز کتاب الصلوٰۃ فضل الاذان مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۱۳۵

ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ ^۱ الخ	ایسے ہی فتاویٰ صوفیہ میں ہے الخ (ت)

پس حق اس میں اس قدر کہ جو کوئی بامید زیادت روثنائی بصر مثلاً از قبیل اعمال مشائخ جان کر یا بتوقع فضل ان کتب پر لحاظ اور ترغیب وار دیر نظر رکھ کر بے اعتقاد سنیت و فعل و صحت حدیث و شاعت ترک اسے عمل میں لائے اس پر بہ نظر اپنے نفس فعل و اعتماد سنیت کے خیر کچھ مواخذہ بھی نہیں کہ فعل پر حدیث صحیح نہ ہونا اس فعل سے نہی و منع کہ مستلز نہیں کہا صرح بہ الفاضل علی القاری فی شرح الاربعین و هذا ظاہر جدا (جیسا کہ فاضل علی قاری نے شرح الاربعین میں اس کی وضاحت کی اور یہ خوب ظاہر ہے۔ ت) اور صیغہ اعمال میں تصرف استخراج مشائخ کو ہمیشہ گنجائش ہے جیسا کہ تصانیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے ظاہر اور خود یہ نفس حکم تجویز استخراج بھی ان کے کلام میں مصرح ہوا مع میں لکھتے ہیں:

اجتہاد را در اختراع اعمال تصریفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطبائے سمنائے قرا با دین فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت طلوع صبح صادق با سفار مقابل صبح نشستن و چشم را باں نور دختن و یار نور افتن تا ہزار بار کیفیت ملکیت را قوت میدہد ^۲ الخ۔	جاری اعمال میں اجتہاد سے اختراع کا راستہ کشادہ ہے جیسا کہ طبیب حضرات کے ہاں قرا با دین کے نسخوں میں ہے اس فقیر کو معلوم ہے کہ از صبح صادق تا روشنی بیٹھنا اور منہ مشرق کی طرف کرنا اور آنکھوں کو صبح کے نور پر لگانا اور یا نور ہزار بار تک پڑھنے سے قوت ملکیت حاصل ہوتی ہے (ت)

اور اسی میں ہے:

چند نواع از کرامت از پیچ ولی الاما شاء اللہ منفک نمی شود از انجملہ منامات صادقہ کشف و اشراف بر خواطر و از انجملہ ظہور تاثیر و در دعائے او و رقی و اعمال تصریفیہ او تا عاملے بقیض او متفع شوند ^۳ الخ	چند کرامتیں ایسی ہیں جو کسی ولی سے جدا نہیں ہو پاتیں جن میں ایک سچی خواہیں اور دلوں کی خواہشوں پر اطلاع اور انہی میں سے دعاؤں کی تاثیر اور دم وغیرہ جاری اعمال اس سے عامل کو فیض حاصل ہوتا ہے الخ (ت)

^۱ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الاذان دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۶۷

^۲ ہوامع شاہ ولی اللہ

^۳ ہوامع شاہ ولی اللہ

البتہ اسمعیلیہ کا حکم لزومی والتزامی کہ یہ فعل اور اس کے امثال محض حرام و سخت بدیدینی و مثل شرک نخل اصل ایمان اور زنا و قتل و مومن سے بدتر جس کے صغریٰ یعنی فعل ابتداء پر اسمعیلیہ کو خود اقرار اور کبریٰ تصریحات و تقویۃ الایمان سے آشکارا گرچہ علمائے اسمعیلیہ بنظر مصلحت اس سے تنزل کیا کریں محض باطل و مردود و مخدول و مطرود ہے۔

اور ان پر شرک اور حرام کو ثابت کرنا لازم ہے اور ہمیں ان کا رد کرنا واضح دلائل سے ان شاء اللہ لازم ہے۔ (ت)	وعلیہم اثباتہ بالبرہان ولنارد علیہم باوضع بیان ان شاء اللہ الرحمن المستعان۔

اور پنجائت کے وقت اس فعل کا ذکر کسی کتاب میں نہ دیکھا گیا اور فقیر کے نزدیک یہاں پر بنائے مذہب ارنج و اصح غالباً ترک زیادہ نسب والیق ہونا چاہئے۔ والعلم بالحق عن الملک العلام الجلیل۔

مسئلہ ۱۳۲: از او جین علاقہ گوالیار مرسلہ محمد یعقوب علی خان از مکان میر خادم علی اسٹنٹ ۳ ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ

چہ میفرماید علمائے شریعت محمدی و فضلائے طریقہ احمدی دریں مسئلہ کہ مس ابہائین و نہادین علی العینین در وقت اذان مؤذن و غیرہ فعل و طریقہ انیقہ مستحب صحابہ کرام و سنت خیر البشر آدم علیہ السلام ست اور اعلمائے ظواہر غیر مقلدین بہ سبب حقارت و استخفاف و اہانت و حرام گویند مرتد و کافر می شوند یا نہ؟ بیان فرماید بسند کتاب اجر یابند روز حساب رحمۃ اللہ علیکم اجمعین۔	کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و فضلائے طریقت اس مسئلہ میں کہ مؤذن کی اذان کے وقت اپنی آنکھوں پر انگوٹھے چوم کر لگانا یہ فعل و طریقہ صحابہ کرام اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اس عمل کو غیر مقلدین فرقہ کے لوگ حقارت کے طور پر حرام کہتے ہیں کیا وہ کافر اور مرتد ہوں گے یا نہیں؟ کتاب کے حوالہ سے بیان فرمائیں اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے قیامت کے روز۔ تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ (ت)

الجواب:

قال سیدنا اللہ صلی اللہ تعالیٰ	سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: تم میں سے جب کوئی برائی دیکھے تو ہاتھ سے اسے روکے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اس کو ائمہ سنت میں سے بخاری کے علاوہ سب نے اور امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز حدیث میں ہے ہر مسلمان کی خیر خواہی دین ہے، اس کو امام احمد، شیخین، ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے پس جواب سے قبل ایک ضروری بات اور اہم امر سن لینا چاہئے کہ افضل الخلق اور اکرم الناس اور خیر البشر اور اکرم البریہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین ہیں آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب سب پر درود و سلام ہو

عليه وسلم من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان¹ ہر کہ از شما مرنا روايند بايد کہ بدست خویش تغيرش دهد و اگر نہ تواند پس بزبان و اگر نہ تواند پس بدل و آں ضيف ترين الايمان ست رواه الاثمة احمد والسننة الاالبخارى عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه و نیز در حدیث آمد النصیح لكل مسلم² دین آنست کہ ہر مسلمان را خیر خواہی کنند اصلہ عند احمد والشیخین و ابی داؤد والنسائی عن تميم الداری والترمذی و النسائی ابی هريرة واحمد عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم اجمعين۔ پس بیش از جواب امرے ضروری و مهم تر باید شنید خیر البشر و خیر الناس و افضل الخلق و اکرم البریہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہم

¹ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون المنکر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری

المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۹ و ۵۲

² مسند احمد بن حنبل حدیث جریر بن عبد اللہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۶-۲۵، صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدین النصیحة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدین النصیحة قدیمی کتب

خانہ کراچی ۱/ ۵۵-۵۴

و علی الہ وصحبہ اجمعین کافہ مسلمین برس معنی اجماع دارند فقیر
غفرلہ اللہ المولیٰ القدر در تفضیل مطلق حضور افضل برحق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسالہ مبسوط گرد آورده ام مسمیٰ بہ
"قلائد نحور الحور من فرائد بحور النور" ملقب بنام تجلی
الیقین بان نبینا سید المرسلین^{۳۰۵} "صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اجمعین آنجا بہ وہ آیت و صد حدیث نقش حق
بر کرسی تحقیق نشاندہ ام کہ ہیچ یکے از انبیائے مرسلین و خلق
اللہ اجمعین بکمال رفیع و جلال منبع حضور سید العالمین اکرم
الاولین و آخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمیرسد، مانا کہ قلم
سائل طغیان کرد و بجائے ابوالبشر خیر البشر سرزد او ارادہ
الخیبۃ الجزئیۃ من جهة الابوة متاؤلا لبعض مایذکر
فی الباب والاول اسلم بل هو المفرع ان سائد الواقع وللہ
بذات الصدور اعلم حق آنست کہ ہنجو عبارت احتراز واجب
ولازم و فرض متحتم ست واللہ الہادی، اکنون بجواب مسئلہ
پروازیم آرے دریں باب از خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر و یحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم

تمام مسلمانوں کا اس معنی پر اجماع ہے۔ فقیر غفرلہ اللہ المولیٰ
القدر (مصنف علیہ الرحمۃ) نے حضور افضل برحق صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت مطلقہ پر مبسوط رسالہ مسمیٰ بہ "قلائد
نحور الحور من فرائد بحور النور" ملقب بنام "تجلی الیقین
بان نبینا سید المرسلین^{۳۰۵}" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اجمعین لکھا ہے۔ اس میں دس آیات کریمہ اور سو حدیث
شریف سے حق کو اجاگر کیا ہے کہ کوئی حدیث شریف سے
حق کو اجاگر کیا گیا ہے کہ کوئی بھی انبیاء و مرسلین اور تمام
مخلوق میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ کمال بلند
و بالا کو نہ پہنچا، ہو سکتا ہے کہ سائل کا قلم پھسل گیا ہو ابوالبشر
کی جگہ آدم علیہ السلام کی خیر البشر لکھنا سرزد ہو گیا ہو یا سائل
نے تاویل سے کام لے کر ابوت والی جزوی فضیلت کی بناء پر
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خیر البشر کہہ دیا ہو۔ جیسا کہ بعض
مقامات پر ایسی تاویل سے کام لیا جاتا ہے لیکن پہلا احتمال اگر
واقع میں ایسا ہو تو اس میں احتیاط ہے اللہ تعالیٰ دلوں کا حال
بہتر جانتا ہے حق یہی ہے کہ ایسی عبارت سے پرہیز لازم بلکہ
اہم فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کا مالک ہے۔ اب سوال کے
جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، یہ درست ہے کہ اس مسئلہ
میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ اول سیدنا
صدیق اکبر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھول حضرت

امام حسن مجتبیٰ و حضرت سیدنا ابوالعباس خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام و غیر ہم حدیثا اور کتب علماء مرویست کہ امام شمس الدین سخاوی در مقاصد حسنہ بتفصیل برنے از انہا پرداخت و محو کلام محدثین کرام محققین اعلام کہ در صحیح و تضعیف و جرح و توثیق را تساہل و تشدید سپردہ اند آنست کہ دریں باب حدیثی از حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدرجہ صحت فائز شدہ در مقاصد فرمود لا یصح فی المرفوع من کل هذا شیعہ^۱ در موضوعات کبیر ست مایروی فی هذا فلا یصح رفعہ البتہ^۲ در رد المحتار علامہ اسمعیل جراحی نقل فرماید لم یصح فی المرفوع من هذا شیعہ^۳۔ و خادم حدیث مخفی نیست کہ در اصطلاح محدثین نفی صحت نفی حسن ہم نمی کند تا بہ نفی صلاح و تمسک و صلاح تمسک یا دغوی وضع چہ رسد، قال القاری فی الموضوعات قال ابو الفتح الازدی لا یصح فی العقل حدیث قالہ ابو جعفر العقیل

امام حسن مجتبیٰ اور حضرت سیدنا ابوالعباس خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام و غیر ہم سے علماء کی کتب میں مرویات موجود ہیں جبکہ امام شمس الدین سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ روایات کی تصحیح و تضعیف اور جرح و توثیق میں سختی اور نرمی سے کام لینے والے محدثین و محققین کے کلام کا ماحاصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی مرفوع حدیث درجہ صحت کو نہ پہنچی، مقاصد حسنہ میں فرمایا اس مسئلہ کے متعلق کوئی حدیث مرفوع صحت کو نہیں پہنچی۔ موضوعات کبیر میں ہے اس مسئلہ میں مرویات کا مرفوع ہونا یقیناً صحیح نہیں ہے۔ رد المحتار میں علامہ اسمعیل جراحی سے منقول ہے کہ اس میں کوئی مرفوع روایت صحیح نہیں ہے۔ کسی بھی خادم حدیث پر مخفی نہیں ہے۔ کہ محدثین کی اصطلاح میں کسی حدیث کی صحت کا منتفی ہونا اس کے حسن کے انتفاء کو مستلزم نہیں کہ اس سے استدلال کی نفی لازم آئے چہ جائیکہ وہاں حدیث کے موضوع ہونے کا دغوی کیا جائے، ملا علی قاری نے موضوعات میں فرمایا کہ ابو الفتح الازدی نے فرمایا ہے کہ عقل کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں۔ یہ بات ابو جعفر عقیل

^۱ المقاصد الحسنہ حرف المیم حدیث ۱۰۱۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۵

^۲ اسرار المرفوعہ حدیث ۸۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱۰

^۳ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الاذان دار حیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۶۷

اور ابو حاتم بن حبان نے فرمائی ہے اہ اور اس عدم صحت سے حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا جیسا کہ واضح ہے اہ ملخصاً۔ محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین محمد بن الہمام نے فرمایا کسی حدیث کے متعلق عدم صحت کا قول اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے حدیث کی حجیت ختم نہ ہوگی کیونکہ حجیت محض صحت پر موقوف نہیں بلکہ حدیث کا حسن ہونا بھی حجیت کے لئے کافی ہے۔ نیز اعمال کے فضائل میں ضعیف احادیث بھی اجماع ائمہ کے مطابق مقبول ہے۔ یہ بات کئی ائمہ و حفاظ حدیث سے منصوصہ ان میں امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں اور پھر یہ کہ اس مسئلہ میں علمائے حدیث کے الفاظ کو غور سے دیکھا جائے تو انھوں نے یہاں صرف مرفوع حدیث کی صحت کی نفی فرمائی ہے جبکہ موقوف روایات یہاں حجت کے لئے کافی ہیں چنانچہ ملا علی قاری نے اپنے قول مذکور "یہ روایت بطور مرفوع صحیح نہیں ہے" کے بعد لکھا ہے قلت (میں کہتا ہوں کہ) جب اس روایت کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو اس پر عمل کے لئے یہ کافی دلیل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

وابو حاتم بن حبان انتھی ولا یلزم من عدم الصحة وجود الوضع كما لا یخفی^۱ اہ ملخصاً۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام قدس سرہ، فرمود قول من قال فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح لان الحجة لا یتوقف علی الصحة بل الحسن کاف^۲۔ باز در فضائل اعمال حدیث ضعیفہ باجماع ائمہ مقبول ست نص علیہ غیر واحد من الحفاظ منهم الامام النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ باز چون نیک در نگری کلمات مذکورہ علمائے محدثین ظاہر ست در آنکہ نفی صحت ہمیں باحدیث مرفوعہ مخصوص ست و اس جا خود در آثار موقوفہ کفایت ست کافیہ و حجتہ وافیہ، لاجرم علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ در کتاب مذکور بعد قول مسطور لا یصح رفعة البتة^۳ میفرود ما ید قلت و اذا ثبت رفعة الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی للعمل به لقوله علیہ الصلوٰۃ والسلام

^۱ الاسرار المرفوعة تحت حدیث ۱۲۲۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۱۸

^۲ فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الموضوع مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱/ ۳۸

^۳ الاسرار المرفوعة تحت حدیث ۸۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۱۰

نے فرمایا: تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل لازم ہے یعنی چونکہ اس فعل کی اسناد جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پائیہ ثبوت کو پہنچتی ہیں اس لئے عمل کے لئے سند ہے کیونکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ "تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل لازم ہے" کنز العباد، شرح نقایہ، علامہ شمس ہروی، فتاویٰ صوفیہ، رد المحتار حاشیہ در مختار وغیرہا کتب جو مانعین حضرات کے بڑوں کی مستند کتابیں ہیں یہ تمام اس عمل کے استحباب پر متفق ہیں سید محمد عابدین شامی قدس سرہ، نے فرمایا: اذان میں پہلی بار شہادت سن کر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہہ کر آنکھوں پر انگوٹھے رکھ کر کہے اے اللہ! مجھے سمع و بصر سے فائدہ عطا فرما (اس عمل کی برکت سے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے جنت لے جانے میں قیادت فرمائیں گے، جیسا کہ کنز العباد میں ہے اھ قہستانی فتاویٰ صوفیہ میں اسی طرح کی عبارت ہے الخ۔ پھر بالفرض اگر کوئی روایت بھی نہ ہو تو کم از کم علماء و مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعمال اور وظائف میں

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين¹ یعنی چوں اسناد میں جناب جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ پایہ ثبوت رسید در عمل بسند ست زیرا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ لازم باد بر شہادت من وسنت خلفائے راشدین من رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین در کنز العباد و شرح نقایہ علامہ شمس ہروی و فتاویٰ صوفیہ و رد المحتار حاشیہ در مختار وغیرہا سفار کہ میں ہمہ از مستندات کبرے مانعین ست باستحباب میں عمل تصریح رفت سیدی خاتمۃ المحققین امین الدین محمد عابدین شامی قدس سرہ السامی فرماید یستحب ان يقال عند سماع الاولی من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منها قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهامین علی العینین فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یکون قائدا له الی الجنة کما فی کنز العباد اھ قہستانی ونحوہ فی الفتاویٰ الصوفیۃ² الخ باز اگر بالفرض بیچ نبودی تا از قبیل اعمال علماء و مشائخ ہست رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

¹ سنن ابن داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۷۹

² رد المحتار کتاب الصلوٰۃ والسلام باب الاذن دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۶۷

یہ شامل ہے کہ وہ آنکھوں کی بینائی میں اضافہ کے لئے یہ وظیفہ کرتے چلے آئے ہیں اور اپنی حسن نیت اور صدق عزم سے اس وظیفہ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کثیر علماء و صلحاء کی جماعت سے نقل فرمایا ہے۔ علامہ طاہر فتنی علیہ الرحمۃ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں کثیر بزرگوں سے اس کا مجرب ہونا مروی ہے۔ ایسے مقام میں قرآن و حدیث کی تصریح کی کوئی حاجت نہیں علماء کرام کا سلفا خلفا اجماع عملی اور سکوتی چلا آرہا ہے کہ خوشی کے حصول شر کے دفعیہ کے لئے گونا گونا گویا اعمال اذکار اوراد، دعائیں، تعویذ و نقوش کرتے خود لکھتے اور پڑھتے اور دوسروں کو تسلیم دیتے اور اجازتیں دیتے چلے آ رہے ہیں ان امور میں کسی بھی معتمد علیہ شخصیت کا انکار ثابت نہیں۔ مواہب اللدنیہ و منح محمدیہ امام قسطلانی شارح بخاری اور مدارج النبوت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہا میں ایسے بہت سے امور مذکور ہیں، علامہ ابن الحاج مکی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ بدعات کے رد میں شدت فرماتے ہیں نے اپنی کتاب المدخل میں متعدد و اغراض کے لئے جدید اعمال ذکر فرمائے ہیں اور انھوں نے اپنے اساتذہ و مشائخ مثلاً عارف باللہ ابو محمد مرجانی

کہ بغرض زیادت روشنائی بصریحا آوردہ و بحسن نیت و صدق طویت بمرکت او فائدہ حاصل کردہ اندام امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ از جمعی کثیر از علماء و صلحاء نقلش نمود، علامہ طاہر فتنی علیہ رحمۃ الغنی در مجمع بحار الانوار فرمودہ روی تجربۃ ذلك عن کثیرین^۱ و در ہجوں مقام زہار بورود تصریح در قرآن و حدیث حاجت نیست علماء را سلفاء و خلفاء اجماع عملی و سکوتی قائم ست کہ در امثال امور بہر جلب سرور سلب شرور گونا گویا اعمال و اوافق و اذکار اوراد و ادعیہ و نقوش و رقی و تعاویذ برآرند و خود خوانند و نویسند و بکار برند و بہ دیگران تعلیم کنند و اجازت دہند و بریں معنی از ہیج معتمدی انکار نشوند و در مواہب اللدنیہ و منح فتمدی انکار نشوند و در مواہب اللدنیہ و منح محمدیہ امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری و مدارج النبوة شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہا چیز ہا زیں باب مذکور ست، وایتک علامہ ابن الحاج مکی مالکی صاحب کتاب المدخل کہ تشدیدے بلیغ وارد در انکار بدع و موادث او خوشستن در ہمیں کتاب اعمال جدیدہ بہر غرض عدیدہ ذکر کردہ واز سیدی عارف باللہ ابو محمد مرجانی

^۱ مجمع بحار الانوار فصل فی تعیین بعض الاحادیث المشتهرة علی الاسن الخ مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورة ۵/ ۲۳۴

وغیرہ سے یہ اعمال ذکر فرمائے ہیں اور خود فرمایا کہ یہ جدید وظائف و اعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ صحابہ کرام و تابعین تک سے ہر گز ثابت نہیں بلکہ آپ کو معلوم ہے کہ تمام اعمال ان علماء کے ایجاد کردہ ہیں۔ انہی امور میں سے چچک کے لئے ایک عمل تفسیر عزیزی میں حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں ذکر فرمایا اس معاملہ میں شاہ ولی اللہ تعالیٰ محدث دہلوی کی کتاب قول الجملیل وغیرہ تصانیف کا کیا کہنا ان میں جگہ جگہ اس قسم کے جدید ایجاد کردہ اعمال کا ذکر موجود ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے ہوامع شرح حزب البحر میں فرمایا کہ "اعمال تصریفیہ میں اجتہاد کو اختراع اعمال میں کافی دخل ہے جس طرح کہ اتباع حضرات قراہ دین کے نسخوں میں استخراج کرتے ہیں چنانچہ اس فقیر (شاہ ولی اللہ صاحب) کو معلوم ہے کہ صبح صادق کے طلوع کے وقت مطلع کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا اور اپنی آنکھوں کو صبح کی روشنی کے سامنے کھلا رکھنا اور ہزار بار "یانور" کا ورد کرنا ملکی قوت میں اضافہ کی کیفیت پیدا کرتا ہے الخ۔ خلاصہ یہ کہ اس تقبیل ابہامین کے عمل کے جواز میں کسی اعتراض یا شبہ کی گنجائش نہیں ہے، اور اس کے منع پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ اس فقیر (مصنف علیہ الرحمۃ) کا

وغیرہ مشائخ و اساتذہ خود آورد کہ ہر گز چیزے از آئنا حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ بلکہ از صحابہ و تابعین ہم روئے ثبوت ندیدہ است بلکہ چیز ہائینی کہ خود دار مخترا عا این علماء باشند ہم ازین باب ست عمل جدی یعنی مرض چچک کہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی در تفسیر سورۃ بقرہ ذکر نمود و خود از قول الجملیل وغیرہ تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی چہ پر سی کہ از انجائزین قبیل تودہ مخترعات و محدثات تو اس یافتہ شاہ صاحب مذکور در ہوامع شرح حزب البحر سپید گفت کہ "اجتہاد را در اختراع اعمال تصریفیہ را کشادہ ست مانند استخراج اطباء نسخائے قراہ دین را این فقیر معلوم شد است کہ در وقت طلوع را معلوم شدہ است کہ در وقت طلوع صبح صادق باسفار مقابل صبح نشستن و چشم را بان نور دوختن و "یانور" را گفتن تا ہزار بار کیفیت ملکیہ را قوت میدہد^۱ الخ، بالجملہ در جواز این فعل اصلا مجال مقال و محل شبہ و احتمال نیست و بیج و لیلی از دلائل شرع مرموع و تحریش دلالت ندارد و فقیر غفر اللہ تعالیٰ دریں مسئلہ رسالہ حافلہ

^۱ ہوامع شاہ ولی اللہ

اس مسئلہ میں ایک مستقل جامع رسالہ مسیٰ بہ اسم تاریخ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" تصنیف کردہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے کلام کو انتہائی مرتبہ تک پہنچانے میں تحقیق و تنقیح سے کام لیا ہے، جس کو اس معاملہ میں قول فیصل پر اطلاع کا شوق ہو تو وہ اس رسالہ میں قول فیصل پر اطلاع کا شوق ہو تو وہ اس رسالہ کی طرف رجوع کرے، یہاں سائل کے لئے جواب میں اتنا ہی کافی ہے۔ کہ جس چیز کی حرمت شرعاً ثابت نہیں اس کو حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کیا آسان کام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہوئے اپنی زبانوں سے جھوٹ مت بتاؤ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں وہ فلاح نہ پائیں گے" ان لوگوں نے دین میں من گھڑت اصول اور فاسد مسائل کا اختراع کر کے صدہا شرعی مباحات بلکہ مستحبات کو بلکہ سنن ثابتہ کو بدعت سیئہ اور حرام بلکہ اصل ایمان کے لئے مغل اور صریح شرک اور واجب العقاب والوعید قرار دیا ہے یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں اور ہلاکت کا راستہ اپناتے ہیں اور متعدد آیات و وعید کا مصداق بنتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ

کافلہ مسیٰ بنام تاریخی منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین تصنیف کردہ ام و آنجا بحول اللہ تعالیٰ کلام را باقصی مراتب نقد و تحقیق رسانیدہ ہر کرا ہوائے اطلاع بر قول فیصل و فصل مفصل در سرشت گویش بباد بسوئے آن رسالہ مراجعت اینجا جواب سائل را ہمیں قدر پسندست کہ چیزے کہ حرمتیں از شرع مطہر ثابت نیست ہر کہ حرامش گوید افتراء بر شرع مطہر میکند و افتراء بر خدا و رسول و آسان کارے ست والعباد باللہ سبحانہ وتعالیٰ قال ربنا تبارک قدس "وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَّيَقْفَتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَقْفَتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلِحُونَ" ^۱ ایناں کہ اصول کا سدہ و فروع فاسدہ در دین اختراع کردہ صدہا مباحات شرعیہ بلکہ مستحبات قطعیہ بلکہ سنن ثابتہ رابدعت شنیعہ و حرام شدید بلکہ مغل اصل ایمان و شرک صریح و واجب العقاب و قطعی الوعد میگویند قطعاً بر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دروغ می بندند و در مغاک ہلاک فقد بآء باحدہما ^۲ "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

^۱ القرآن الکریم ۱۶/۱۶

^۲ صحیح البخاری کتاب الادب باب من کفر اخاہ بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال

ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۵۷

گنڈا" ^۱ وغیرہ ذلک من المہالک می اقتند وایں معنی ایشاں بجہت رانہ ہمیں بر فسق وار تکاب کبیرہ مقصرہ وارد بلکہ بجہت عقد قلب واتخاذ مذہب بفسق عقیدہ وضلالت بعیدہ و بدعت طریدہ سشد و آئندہ احکام خلل اصل ایمان و وجوب عذاب و قطعیت عقاب بحکم حدیث انا عند ظن عندی بی ^۲۔ و قاعدہ عقلی و نقلی اقرار مرد آزار مرد ہم بروئے ایشاں بر گرد و حکم تیر باز گشت پیدا کنند اما ہیات کفر چیزے عظیم ست وز نہار آدمی را بر یار د، از دائرہ اسلام مگر انکار امرے کہ در آورده بودش اقرارش ورود فعل اینکار از حضرت ابوالبشر یا دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہنوز پیایہ صحت نرسید است پس کجا تواتر پس گجا بودنش از ضروریات دین و خود انکار واستحقاق ایشاں مبنی بر آنست کہ ثابت نہ اند نہ آنکہ ثابت کہ گویند و راہ اہانت پویند پس مکفر را ز نہار مساعی نیست و خود از عظم خطایائے۔ ایں بیابان زبان بتکفیر مسلماناں کشادون و بکترین چیزے حکم شرک و کفر سر دادن ست و ہم

عمل ان کو نہ صرف فسق و گناہ کبیرہ میں مبتلا کرتا ہے بلکہ ان کے دل عقیدہ اور مذہب کی بنا پر فسق عقیدہ۔ ضلالت و گمراہی شدیدہ سے بڑھ کر ان کے اصل ایمان میں خلل اور عذاب کی قطعیت کی طرف ان کو ڈالتا ہے۔ "میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں" حدیث کے حکم کی وجہ سے کہ جیسا کہ عقیدہ ویسا نتیجہ پائیں گے۔ اور عقلی و نقلی قاعدہ ہے۔ کہ اپنے اقرار پر آدمی پھنس جاتا ہے تاہم کسی پر کفر کا حکم بہت بڑا معاملہ ہے۔ دائرہ اسلام سے کسی شخص کو خارج نہیں کرتا مگر اسلام میں داخل کرنے والے امر کا انکار جبکہ بتقبیل کا عمل حضرت آدم علیہ السلام یا دیگر انبیاء علیہم السلام سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا چہ جائیکہ درجہ تواتر کو پہنچے اور ضروریات دین کے درجہ میں ہو جائے ان لوگوں کا اس عمل سے انکار صرف اس بات پر مبنی ہے کہ یہ عمل ثابت نہیں نہ کہ ثابت مان کر ازراہ اہانت انکار کرتے ہیں لہذا اس بناء پر ان کو کافر کہنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اس بناء پر کافر کہنا کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اس بناء پر کافر کہنا خود خطر ناک معاملہ ہے۔ یہ بد بخت لوگ ہیں جو مسلمانوں کو اپنی زبانوں سے کفر میں مبتلا کرتے ہیں اور معمولی معمولی باتوں پر ان کو مشرک اور کافر

^۱ القرآن الکدیم ۲۱/۶

^۲ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰۱/۲، صحیح مسلم کتاب التوبۃ قدیمی

کتب خانہ کراچی ۱۲/۳۵۴

کہتے ہیں یہ قامت کے روز جوابدہ ہوں گے اور ان کو فیصلہ کے وقت اس الزام کا جواب دینا ہوگا، بہت احتیاط کرنی ضروری ہے تاکہ ان لوگوں کی خصلت قبیحہ اور قطعہ بد بختی کا ارتکاب لازم نہ آئے، ہاں کافر و مشرک کہنے کی بناء پر کفر دونوں میں کسی کی ایک پر ضرور عائد ہوتا ہے اور ہلاک کرتا ہے اور کسی کی بلا وجہ تکفیر پر کفر کا حکم لازم ہوتا ہے۔ احمد، بخاری، مسلم ابو داؤد، ترمذی، اور ابن حبان نے صحاح مسانید، سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر، ابو ہریرہ ابو ذر اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرمائی ہیں، یہ جاہل لوگ جو کہ ظاہر حدیث پر عمل بزعم خواہش لازم کھلاتے ہیں اور اہل حدیث کھلاتے ہیں ان کو غور کرنا چاہئے کہ ان روایات کا مصداق ہیں یا نہیں اور کیا امام فقیہ ابو بکر اعش اور تمام ائمہ بلخ اور بہت سے ائمہ بخارا کا فتویٰ ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر سے انسان مطلقاً کافر ہو جاتا ہے پر عمل لازم آتا ہے بلکہ معتمد اور صحیح مذہب پر فتویٰ ہے کہ کسی مسلمان کو بطور اعتقاد جازم کافر قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور در مختار میں ہے اسی پر فتویٰ ہے

لؤلون عنه يوم الجزاء وعليهم لخروج عن عهدته في دار القضاء حذر باید کہ خصلت شنیعہ و شتعت قطعہ ایں مبتدعان بخود سرایت کنند واللہ العصمہ ارے اگر بطواہر احادیث صحیحہ مثل بآء بعدہما و حار علیہ و کفر بتکفیرہ^۱ کہ زاعظم ائمہ محدثین مثل امام مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن حبان در صحاح و مسانید و سنن و خود شان از حضرات عبداللہ بن عمر و ابو ہریرہ و ابو ذر و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت نمودند نظر کردہ آید خاصہ کہ ایں جہولان را بزعم خود شان ہم بعمل بر ظواہر احادیث جمعہ و نام ست یافتوائے امام فقیہ ابو بکر اعش و سائر ائمہ بلخ و بسیاری از ائمہ بخارا کہ مکفر مسلم را مطلقاً کافر گویند عمل نمودہ شود بلکہ ہم بر مذہب مصحح و معتمد و مختار لفتویٰ کہ اگر تکفیر مسلم نہ بروجہ شتم بلکہ بطور اعتقاد و بزم ست کافر گردد و در در مختار ست بہ یفتی^۲،

^۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاه بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال

ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

^۲ در مختار کتاب الحدود باب التعزیر مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۲۷

اور شرح نقایہ قسمستانی میں "انہ المختار" ذخیرہ احکام جوامہر الاخلاطی و فصول عمادی۔ شرح درر غرر، شرح نقایہ بر جندی، شرح وہبانیہ، علامہ ابن الشحنہ، نہر الفائق، حدیقہ ندیہ فتاویٰ ہندیہ اور ردالمحتار وغیرہا کتب میں انہ المختار للفتاویٰ بالقطع والیقین فرمایا ہے تو مسلمانوں کو کافر کہنے والے اس طائفہ پر ان فتاویٰ پر ان فتاویٰ کی روشنی میں کفر و ارتداد کا حکم بلا شک و شبہ لازم آتا ہے، جیسا کہ اس فقیر (مصنف علیہ الرحمۃ) نے اپنے رسالہ مبارکہ "مسئلہ باسم التاریخ" النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقليد" میں مفصل بحث ذکر کی ہے تاہم ہمیں بحمد تعالیٰ ابھی احتیاط لازم اور ضروری ہے اور ان کافربتانے والوں کو کافر کہنے سے اجتناب کریں گے جیسا کہ میں نے اسی رسالہ میں اور دیگر تصانیف میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا اور وہی میرا مولیٰ ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)	ودر شرح نقایہ قسمستانی انہ المختار^۱۔ ودر ذخیرہ واحکام و جوامہر اخلاطی و فصول عمادی و شرح درر وغرر و شرح نقایہ بر جندی و شرح وہبانیہ علامہ ابن الشحنہ و نہر الفائق و حدیقہ ندیہ و فتاویٰ ہندیہ و ردالمحتار وغیرہا انہ المختار للفتاویٰ^۲ بالقطع والیقین۔ بریں طائفہ مکفرہ مسلمین حکم کفر و ارتداد بلا ریب لازم ست چنانکہ من فقیر در رسالہ مسئلہ بنان تاریخ النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقليد^۳ مفصل گفتہ ام اما بحمد اللہ تعالیٰ مارا ہنوز احتیاط در کار است و از کفار ایں اہل افکار اجتناب و انکار کمایستہ ایضا فیہا و فی غیر ہا من تصانیفی و فتاویٰ واللہ الہادی انہ مولائی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۱۳۳: از بہار شریف محلہ شیخانہ متصل عید گاہ مرسلہ محمد یسین و محمد حسین طالبان علم ۹ شوال ۱۳۱۶ھ
علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی قبر پر جانے کے وقت دروازے کی چوکھٹ چومنا اور پھر باوجود تعظیم اس پر پیر رکھ کے اندر جانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اصل کلی یہ ہے کہ تعظیم ہر منتسب بارگاہ کبریٰ یا علی الخصوص محبوبان خدا انجائے تعظیم حضرت

^۱ جامع الرموز کتاب الحدود و فصل فی القذف مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۵/ ۵۳۵

^۲ ردالمحتار کتاب الحدود باب التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۸۳

عزت جل وعلا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

"وَمَنْ يُعِظَّمْ حُرْمَتُ اللَّهِ فَهُوَ حَيٌّ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ" ¹	جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے پروردگار کے یہاں۔

وقال تعالیٰ:

"وَمَنْ يُعِظَّمْ شَعَائِرُ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ" ²	جو اللہ کے شعاروں کی تعظیم کرے وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان من اجلال الله اكرام ذى الشيبة المسلم وحامل القرآن غير الغالى فيه والجافى عنه واكرام ذى السلطان المقيسط ³ رواه ابو داؤد عن ابى موسى الاشعري رضى الله تعالى عنه بسند حسن۔	یعنی بوڑھے مسلمان اور عالم باعمل اور حاکم عادل کی تعظیمیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہیں۔ (اسے ابو داؤد نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ ت)

اور علمائے کرام قدیم و جدیداً فقہاء و محدثاً تصریحات فرماتے ہیں کہ حرمة المسلم حیا و میتا سواہ، مسلمانوں زندہ و مردہ کی حرمت یکساں ہے، لہذا علماء نے وصیت فرمائی کہ قبر سے اتنا ہی قریب ہو جتنا زندگی دنیا میں صاحب قبر سے قریب ہو سکتا ہے اس سے زیادہ آگے نہ جائے، عالمگیریہ میں ہے:

في التهذيب يستحب زيارة القبور وكيفية الزيارة كزيارة ذلك البيت في حياته من القرب والبعد كذا في خزانه الفتاوى ⁴ ۔	تہذیب میں ہے زیارت قبور مستحب ہے۔ زیارت کی کیفیت یہ ہے کہ جتنا قرب و بعد میت کی زندگی میں اس کی زیارت کے لئے ہوتا تھا بعد مرگ بھی اتنا ہی ہو، خزانہ الفتاویٰ میں یونہی ہے۔ (ت)

¹ القرآن الکریم ۳۰/۲۲

² القرآن الکریم ۳۲/۲۲

³ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۹/۲

⁴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السادس عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۵۰/۵

اور شک نہیں کہ تعظیم و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے کما حقہ خاتمة المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ فی اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد (جیسا کہ خاتمة المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ نے "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) تو جس کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے وہاں جو جو افعال و طرق حسب عرف و عادت قوم کئے جاتے ہیں اسی مطلوب شرعی کی تحت میں داخل ہوں گے جب تک کسی خاص فعل سے نہ شرعی نہ ثابت ہو، جیسے سجدہ یا قبر کی طرف نماز کہ یہ شرعاً ممنوع ہیں۔ ولہذا امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدير، پھر علامہ ابن سندھی نے لباب میں اور ان کے سوا اور علمائے کرام نے زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا:

کلمہ کان ادخل فی الادب والاحلال کان حسنًا ^۱ ۔	جو کچھ تعظیم واجلال میں زیادہ داخل ہوں خوب ہے۔

ابن حجر مکی نے جوہر منظم میں فرمایا:

تعظیم النبی صلی تعالیٰ علیہ وسلم بجميع انواع التعظیم التي ليس فيها مشاركة الله تعالیٰ فی الالوهية امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم ^۲ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان جمیع اقسام تعظیم کے ساتھ جس میں حضرت عزت سے الوہیت ہیں شریک کرنا لازم نہ آئے امر مستحسن ہے ان سب کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشن کی ہیں یعنی جنہیں نور ایمان بخشا ہے۔
"وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنْ نُورٍ" ^۳	اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ (ت)

جب یہ اصل کلی معلوم ہو ہو گئی حکم صور مسئلہ مشکف ہو گیا آستانہ بوسی پر یہ اعتراض کہ اول چو میں گے پھر پاؤں رکھ کر جائیں گے محض نادانی ہے کعبہ معظمہ و مسجد حرام شریف میں بھی یہی صورت ہے اور ضرورت ایک دوسرے کے منافی نہیں۔ منسک متوسط میں ہے:

ثم يأتي الملتزم ويأتي الباب ويقبل العتبة	طواف کر نیوالا ملتزم پر آئے اور دروازے پر

^۱ فتح القدير كتاب الحج مسائل منشورة المقصد الثالث مكتبة نورية رضوية سحر ۳/ ۹۴، لباب المناسك مع ارشاد الساري باب زيارة سيد

المرسلين فصل ولو توجه الى الزيادة دار الكتب العربي بيروت ص ۳۳۶

^۲ الجواهر النظم الفصل الاول المكتبة القادرية جامع نظامية لاهور ص ۱۲

^۳ القرآن الكريم ۲۴/ ۴۰

ویدعو و دخل البيت ^۱ الخ۔	آکر چوکھٹ کو بوسہ دے اور دعا کر کے اندر داخل ہوا (ت)

مسلک منقطع میں ہے:

ان یدخل المسجد من باب السلام حافياً وزاد فی کنز العباد ویقبل عتبته ^۲ (ملخصاً)	مسجد حرام میں باب السلام سے ننگے پاؤں داخل ہو، کنز العباد میں یہ لفظ زائد ہے اور بوسہ دے چوکھٹ کو، ملخصاً (ت)

اور شک نہیں کہ آستانہ بوسی عرفانحائے تعظیم سے ہے اور شرعاً اس سے منع ثابت نہیں تو حکم جواز چاہئے، اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) مگر یہاں ایک دقیقہ اسیقہ اور ہے جس پر اطلاع نہیں ہوتی مگر بتوفیق حضرت عزت عزجلالہ شرع مطہرہ کا قاعدہ عظیمہ و جلیلہ معروفہ و مشہورہ ہے کہ "الامور بمقاصدھا" (امور میں مقاصد کا اعتبار ہے۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما الاعمال بالنیات وانکالکل امری مانوی ^۳ ۔	اعمال نیت کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے۔ (ت)

انحنا یعنی جھکنے اور پیٹھ دوہری کرنے سے کسی کی تعظیم شرعاً مکروہ ہے اور جب بقدر رکوع یا اس سے زائد ہو تو کراہت سخت واشد ہے۔ حدیث میں ہے:

قال رجل یا رسول اللہ الرجل منایلقی اخاه او صدیقہ اینحنی له قال لا الحدیث، رواه الترمذی ^۴ وابن ماجه عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم اپنے کسی بھائی یا دوست کو ملتے ہیں تو کیا ملاقات میں اس کے لئے جھکا جائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ الحدیث، اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

^۱ المنسك المتوسط مع ارشاد الساری فصل فی صفة طواف الوداع دار الکتب العربی بیروت ص ۱۷۰

^۲ المنسك المتقطع فصل یستحب ان یدخل المسجد من باب السلام الخ دار الکتب العربی بیروت ص ۸

^۳ صحیح البخاری کتاب الایمان باب ماجاء ان الاعمال بالنیة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۱۳

^۴ جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء علی الجالس فی الطریق امین کپنی دہلی ۲/ ۹۷

عالمگیری میں ہے:

الانحناء للسلطان او لغيره مكروه لانه يشبه فعل المجوس كذا في جواهر الاخلاط. ويكره الانحناء عند التحية وبه ورد النهي كذا في التمر تاشي. تجوز الخدمة لغيره الله تعالى بالقيام واخذ اليدين و الانحناء و لا يجوز السجود الا لله تعالى كذا في الغرائب¹ انتهي قلت وكان محل هذا على ما اذا لم يبلغ الركوع فيكره تنزيها وهو يجمع الجواز كما نصوا عليه والله تعالى اعلم۔	سلطان وغیرہ کے لئے جھکنا مکروہ ہے کیونکہ یہ عمل مجوس کے فعل کے مشابہ ہے جیسا کہ جواهر الاخلاطی میں ہے۔ اور سلام کے وقت جھکنا مکروہ ہے اس پر نہیں وارد ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ غیر اللہ کی تعظیم کے لئے قیام، مصافحہ، اور جھکنا جائز ہے ہاں سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ یوں غرائب میں ہے اھ میں کہتا ہوں اس قیام کا محل وہ قیام ہے جو رکوع کی حد تک نہ ہو کیونکہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ یہ کراہت جواز کو جامع ہے جیسا کہ فقہاء نے اس پر نص فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مگر محل ممانعت یہی ہے کہ نفس انحاء ہے مقصود اصل غرض تعظیم ہو۔

كما هو مفاد قوله اينحنى له. وفحوى قولهم عندا لتحية، ويعطيه الحصر في قولهم به ورد النهي۔	جیسا کہ سائل کے قول "کیا اس کے لئے جھکے" اور فقہاء کے قول "عند التحية" سے مفاد اور ان کے قول "به ورد النهي" نے اس کا حصر دیا ہے۔ (ت)

اور اگر مقصود کوئی اور فعل ہے اور انحاء خود مقصود نہیں بلکہ اس فعل کا محض وسیلہ و ذریعہ ہے تو ہر گز ممانعت نہیں و هو اظهر من ان يظهر (یہ ظاہر سے اظہر ہے۔ ت) عالم دین یا سلطان عادل کی خدمت کے لئے اس کا گھوڑا باندھنا یا کھول کر حاضر لانا یا بچھونا کرنا، یا وضو کرنا، پاؤں دھلانا یا اس کا جوتا اٹھانا یا مجلس سے اٹھتے وقت اس کی جوتیاں سیدھی کرنا، یہ سب افعال تعظیم و تکریم ہی ہیں اور ان کے لئے جھکنا ضرور مگر انحاء زہار ممنوع نہیں کہ مقصود ان افعال سے تعظیم ہے نہ جھکنے سے، یہاں تک کہ اگر بے جھکے یہ افعال ممکن ہو جھکنا نہ ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر مبارک بچھانا، وضو کرنا، حضور جب مجلس میں تشریف رکھیں نعلین اقدس اٹھا کر اپنے پاس

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

رکھنا جب تشریف لے چلے حاضر لا کر سامنے رکھنا، یہ دونوں جہان کی عزتیں مبارک، معزز خدمتیں بارگاہ رسالت ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد تھی، بخاری شریف میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

اولیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین والوسادة والمطهرة ^۱ ۔	کیا تمہارے ہاں نعلین اور بستر، طہارت والے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) موجود نہیں۔ (ت)

مرقاۃ میں ہے:

قال القاضي يريد به انه كان يخدم الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ويلازمه في الحالات كلها فيصاحبه في المجالس ويأخذ نعله ويضعها اذا جلس وحين نهض ويكون معه في الخلوات فيسوي مضجعه ويضع وسادته اذا اراد ان ينام ويهي له طهورة ويحمل معه المطهرة اذا قام الى الوضوء ^۲ ۔ اه	قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود حضور کی خدمت میں تمام وقت حاضر رہتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسوں میں ساتھ رہ کر آپ کے نعل مبارک اٹھاتے اور رکھتے جب تشریف فرما ہوتے اور مجلس سے اٹھتے اور تخلیہ میں آپ کے ساتھ رہتے آپ کے بستر مبارک کو درست بچھاتے اور نکیہ رکھتے جب آپ نے آرام فرمانا ہوتا اور طہارت کا انتظام کرتے اور آپ کے ہمراہ لوٹا لے جاتے جب آپ قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے (ت)

اور سب سے اظہر و ازیں وہ حدیثیں ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک چومنا وارد فقیر نے یہ حدیثیں اپنے فتاویٰ میں جمع کر دی ہیں، از انجملہ حدیث وفد عبدالقیس کہ امام بخاری نے ادب مفرد اور ابوداؤد نے سنن میں حضرت زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

فجعلنا نتباكر فنقبل يد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ورجله ^۳ ۔	ہم ایک دوسرے سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے (ت)

ظاہر ہے کہ پاؤں چومنے کے لئے تو زمین تک جھکنا ہوگا مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

^۱ صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمار وحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۹

^۲ مرقاۃ المفاتیح کتاب المناقب باب جامع المناقب الفصل الاول تحت حدیث ۲۲۰۰ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/ ۵۷۰

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب قبلة الرجل آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۴۲ الادب المفرد باب تقبیل الرجل مطبع اثریہ سانگلہ بل ص ۳۵۳

جائز رکھا کہ مقصود بوسہ قدم سے تعظیم ہے نہ کہ نفس انحاء، یہی سر نفیس ہے کہ علماء کرام نے تہیت و مجرا کے لئے زمین بوسی کو حرام بتایا کہ اس میں جھکنے ہی سے تعظیم کی جاتی ہے یہاں تک کہ زمین کو منہ لگا دیا۔ عالمگیریہ میں ہے:

من سجد للسلطان علی وجه التَّخِیةِ او قبل الارض بین یدیه لایکفر و لکن یأثم لارتکابه الکبیرة و هو المختار کذا فی جواهر الاخلاطی و فی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی، اثم کذا فی التاتارخانیہ، و تقبیل الارض بین یدی العلماء والزهاد فعل الجہال والفاعل والراضی اُثمان کذا فی الغرائب^۱ انتھی باختصار،	جس نے سلطان کی سلامی کے لئے سجدہ کیا یا زمین کو بوسہ دیا کافر نہ ہوگا، لیکن کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی بناء پر گنہگار ضرور ہوگا پس یہی مختار ہے جیسا کہ جواهر الاخلاطی میں ہے۔ اور جامع صغیر میں ہے عظیم (سلطان) کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے۔ جبکہ یہ کام کرنے والا اور اس پر خوش ہونے والا گنہگار ہوگا، یوں تاتارخانیہ میں ہے اور علماء اور زہد لوگوں کے سامنے زمین کو بوسہ دینا جہالت ہے۔ ایسا کرنے والے اور اس پر خوش ہونے والے سب گنہگار ہوں گے جیسا کہ غرائب میں ہے انتہی باختصار (ت)

اور علماء کبار بے تکلیفہ و انکار زمین مدینہ طیبہ کو بوسہ دینے اور اس کی خاک پر منہ اور رخسار ملنے کی قسمیں کھاتے ہیں اور ممکن ہو تو وہاں آنکھوں اور سر سے چلنے کی تمنائیں فرماتے ہیں اور اسی کو واجب بلکہ پور دے واجب سے بھی کم بتاتے ہیں کہ یہاں تعظیم بالانحاء مقصود نہیں بلکہ براہ محبت بطور تبرک اس زمین پاک کو بوسہ دینا اس کی خاک سے چہرہ نورانی کرنا بن پڑے تو پاؤں رکھنے سے اس عظمت والے مقام کو بچانا، امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

و جدیر لمواطن اشتملت تربتها علی جسد الشریف و مواقف سید المرسلین و متبواً خاتم النبیین و اول ارض مس	یعنی لائق ہے ان موضع کو جن کی زمین جسم پاک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیام گاہیں

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۶۹-۳۶۸

خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے قرار اور پہلی وہ زمین جس کی مٹی نے جسم پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مس کیا گیا کہ اس کے میدانوں کی تعظیم کی جائے اور اس کی مہکتی ہوئی خوشبوئیں سونگھی جائیں اور منزلیں اور دیواریں چومی جائیں۔ اور مجھ پر عہد ہے کہ اپنی آنکھوں کے گوشے ان دیواروں اور میدانوں سے بھروں گا، خدا کی قسم میں اپنی سفید داڑھی کہ گرد و غبار سے بچائی جاتی ہے ان میدانوں میں کثرت بوسہ بازی سے ضرور خاک الودہ کروں گا اھ مختصرًا۔	جلد المصطفیٰ ترا بها ان تعظم عرساتها وتتنسم نفحاتها وتتقبل ربوعها وجدارتها۔ وعلى عهد ان ملات محاجري من تلکم الجدران والعرصات لا عفرن مصون شيبی بینہما من کثرة التقبيل والرشفات¹ اھ مختصرًا۔

علامہ سندھی تلمیذ امام ابن الہمام نے لباب المناسک میں فرمایا:

یعنی جب مدینہ طیبہ او اس کے مہکتے ہوئے درختوں پر نظر پڑے دونوں جہان کی بھلائی مانگے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صلوٰۃ سلام عرض کرے اور بہتر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے قریب سواری سے اترے اور ہو سکے تو روتا ہو، رہنہ پاچے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے تواضع کے لئے اور جو کچھ ادب و تعظیم میں زیادہ دخل رکھے خوب ہے بلکہ وہاں آنکھوں کے بل چلے اور تذلل و فروتنی میں پوری کوشش خرچ کر دے تو واجب کا ایک حصہ ہو بلکہ سوواں² بھی ادا نہ ہو۔ یا اللہ! صلوٰۃ و سلام اور برکت ہو آپ صلی اللہ	اذا وقع بصره على طيبة المطيبة واشجارها العطرة دعا بخير الدارين وصلى وسلم على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والاحسن ان ينزل عن راحلته بقربها، ويمشي با كيا حافيا ان اطاق تواضعا لله ورسوله صلى الله تعالى عليه وسلم وكلما كان ادخل في الادب والاجلال كان حسنا بل لو مشى هناك على احداقه و بذل المجهود من تذلل وتواضعه كان بعض الواجب بل لم يف بمعشار عشرة²۔ اللهم صلى وسلم وبارك عليه و

¹ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن اعظامه واكباره الخ عبد التواب اكيڑی ملتان ۲/ ۳۶-۳۵

² لباب المناسک مع ارشاد الساری باب زیارة سید المرسلین فصل ولو توجه الى زیارة دار الکتب بیروت ص ۳۶-۳۵

علی الہ وصحبہ کما ینبغی لاداء حقہ العظیم امین۔ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب پر کماحقہ آمین۔

امام احمد قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مواہب شریف میں امام حافظ الحدیث فقیہ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن رشید سے نقل فرماتے ہیں: سفر مدینہ طیبہ میں میرے رفیق ابو عبد اللہ وزیر ابن القاسم بن الحکم ساتھ تھے ان کی آنکھیں دکھتی تھیں جب میقات مدینہ طیبہ پر آئے ہم سواریوں سے اتر لئے، پیادہ چلتے ہیں انھیں آثار شفا نظر آئے، فوراً حسب حال ارشاد کیا:

وبالتراب منها اذا حملنا جفوننا شفینا فلا بأسنا خاف ولا كربا

ونسح سجال الدمع في عرصاته ونلثم من حب لواطئه التراباً¹

جب اس کی خاک کا ہم نے سرمہ لگایا شفاء پائی تو اب کسی شدت و تکلیف کا اندیشہ نہیں ہم آنسوؤں کے ڈول اس کے میدانوں میں بہاتے ہیں اور اس زمین پر چلنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں خاک کو چومتے ہیں۔

پھر خود اپنے حال میں فرماتے ہیں جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے اور سب اہل قافلہ پیادہ ہوئے میں نے کہا:۔

اتيتك زائرا ووددت اني جعلت سواد عيني امتطيه

ومالي لاسير على المآقي الى قبر رسول الله فيه²

میں زیارت کے لئے حضور میں حاضر ہوا اور تمنا تھی کہ اپنے آنکھ کی پتلی پر اس راہ میں چلوں اور کیوں نہ چلوں آنکھوں کے بل اس مزار پاک کی طرف جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرمائیں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

كان الشيخ احمد بن الرفاعي كل عام يرسل مع	یعنی امام اجل قطب اکمل حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ
الحجاج السلام على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم	تعالیٰ عنہ ہر سال حاجیوں کے ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
	علیہ وسلم پر سلام

¹ المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثانی (اشواق) المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵۷۶

² المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثانی (اشواق) المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵۷۷

عرض کر بھیجتے، جب خود حاضر آئے مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی: "میں جب دور تھا تو اپنی روح بھیج دیتا کہ میری طرف سے زمین کو بوسہ دے تو وہ میری نائب تھی، اور اب باری بدن کی ہے۔ کہ جسم خود حاضر ہے دست مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس بے ہر پائیں۔ کہا گیا کہ دست اقدس ان کے لئے ظاہر ہوا انھوں نے بوسہ دیا تو بہت بہت مبارکی ہو ان کو۔"	فلما زاره وقف تجاه مرقدہ وانشد: فی حالة البعد روحی كنت ارسلها تقبل الارض عنی فہی نائبتی وهذه نوبة الاشباح قد حضرت فامددیدیک لکی تحظی بہا شفتی فقیل ان الید الشریفہ بدت له فقبلها فہنیئاً لہ ثم ہنیئاً¹۔

علامہ احمد بن مقری فتح المتعال میں فرماتے ہیں جب امام اجل علامہ تقی الملتہ والدین ابوالحسن علی سبکی ملک شام میں بعد وفات امام اجل ابو زکریا مدرسہ جلیلہ اشرفیہ میں دارالحدیث کے درس دینے پر مقرر ہوئے فرمایا:

وفی دار الحدیث لطیف معنی

الی بسط لہا اصبو و اوی

مکانامسہ قدم النواوی²

لعلى ان امس بحر وجہی

"دارالحدیث میں ایک معنی لطیف ہے میں اس کے بستروں کی طرف میل کرتا اور قرار پکڑتا ہوں شاید میرا چہرہ الگ جائے اس جگہ پر جہاں امام نوری کے قدم چھو گئے ہوں۔"

خلاصہ امر یہ قرار پایا کہ اگر آستانہ بلند ہو کہ بے جھکے بوسہ دے سکے تو بلاشبہ اجازت ہے۔ اور اگر پست خصوصاً زمین دوز ہو تو اگر ولی زندہ یا مزار سامنے ہے اس کے حجرے کی نیت سے جھک کر بوسہ دیا تو ناجائز ہے۔ اور اگر محض بنظر تبرک و حب اپنے ہی نفس انحناسے تعظیم مقصود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (یوں تحقیق چاہئے اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت) پھر بھی عالم متفقہ اور اسی طرح پیر اور اس شخص کو جس کے کچھ اتباع ہوں کہ اس کے افعال کا اتباع کریں اسے مناسب ہے کہ اپنے عوام متبعین کے سامنے نہ کرے مبادا وہ فرق نیت پر آگاہ نہ ہوں اور اس کے فعل کو سند جان کر بے محل بجالائیں، ایسی حالت میں صرف اس

¹ نسیم الریاض شرح الشفاء فصل ومن اعظامہ و اکبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۳/ ۴۴۲

² فتح المتعال

قدر کافی ہے کہ آستانہ کو ہاتھ لگا کر اپنی آنکھوں اور منہ پھیر لے جس طرح عبد اللہ بن عمر غیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منبر انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے، شفاء شریف میں ہے:

روی ابن عمرو واضعایده علی مقعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنبر ثم وضعها علی وجهه، وعن ابن قسیط والعنابی کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا خلا المسجد حسوا امانة المنبر التی تلی القبر بیئاً منهم ثم استقبلوا القبلة یدعون ^۱ ۔	مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منبر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھیٹنے کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھتے پھر اپنے چہرے پر ہاتھ کو رکھتے۔ ابن قسیط اور عتبی سے مروی ہے۔ کہ صحابہ کرام جب مسجد نبوی میں داخل ہوتے تو قبر انور کے کناروں کو اپنے دائیں ہاتھ سے مس کرتے اور پھر قبلہ رو ہو کر دعا کرتے۔ (ت)

یہ دونوں حدیثیں امام ابن سعد نے کاب الطبقات میں روایت کیں کما فی مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء (جیسا کہ مناهل الصفا فی احادیث الشفاء میں ہے۔ ت) علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

وهذا يدل علی جوز التبرک بالانبياء والصالحين وأثارهم وما يتعلق بهم ما لم يؤد إلى فتنة أو فساد عقيدة و علی هذا يحمل ما روى عن ابن عمر عه رضی اللہ تعالیٰ عنہ من انه قطع الشجرة التی واقعت تحتها البيعة لئلا يفتتن بها الناس لقرب عهدهم	یہ واقعہ اس بات پر دال ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صلحاء اور ان کے آثار اور متعلقات سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے جبکہ فتنہ اور عقیدے کے فساد کا احتمال نہ ہو اسی معنی پر محمول ہے جو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے بیعت رضوان والے درخت کو کاٹ دیا تاکہ نو مسلم لوگ

عہ: کہا ہو فی نسختی النسیم وصوابہ عن عمر ۱۲ منہ۔

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى في حكم زيارة قبره صلى الله تعالى عليه وسلم عبد التواب اكيدي ملتان ۱۲/ ۷۰

اس درخت کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں تو تبرک کے جواز اور درخت کٹوانے میں منافات نہیں ہے اور ہمارے زمانے کے جاہلوں کا جو ایسے امور کا انکار کرتے ہیں کوئی اعتبار نہیں اہل محبت آثار کے متعلق شعر کہتے ہیں: میں خاص دیار پر جو لیلیٰ کا دیار ہے گزرتا ہوں، میں اس کی دیوار اور اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں، دیار والے میرے دل میں گھر کر چکے ہیں لیکن دیار میں رہنے والوں سے محبت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	بِالْجَاهِلِيَّةِ فَلَا مَنَافَاةَ بَيْنَهُمَا وَلَا عِبْرَةَ بَعْنِ أَنْكَرٍ مِثْلِهِ مَنْ جَهْلَةٌ عَصْرٌ نَافِيٌّ مَعْنَاهُ أَنْشُدُوا أَمْرٌ عَلَى الدِّيَارِ لَيْلَى أَقْبَلَ ذَا الْجِدَارِ وَذَا الْجِدَارِ وَصَاحِبِ الدِّيَارِ شَغْفَنَ قَلْبِي وَلَكِنْ حُبٌّ مِنْ سَكَنِ الدِّيَارِ¹ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

رسالہ

"ابرالمقال فی استحسان قبلۃ الاجلال"

ختم شد

¹ نسیم الریاض شرح الشفاء فصل ومن اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۳/ ۴۳۴

مسئلہ ۱۳۴: مرسلہ محمد صدیق بیگ صاحب مراد آباد از ریلی
کافر کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب واللہ یرجع الیہ مأب (اور اللہ تعالیٰ ٹھیک بات کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مرجع اور ٹھکانا ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۳۵: از نجیب آباد ضلع بجنور مسئولہ جناب احمد حسین صاحب
۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ
سلام کے متعلق جملہ مسائل کیا ہیں؟

الجواب:

سلام کے متعلق بہت مسائل ہیں جو خاص بات دریافت کرنی ہو کیجئے۔ غالباً آپ کی مراد یہ ہو گی کہ کس کس کو سلام کرنا منع ہے۔ ہاں بدمذہب کو سلام کرنا حرام ہے۔ فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے۔ جو برہنہ ہو یا استنجا کر رہا ہو اسے سلام نہ کرے۔ جو کھانا کھا رہا ہو اسے سلام نہ کرے۔ جو اذان یا تلاوت یا کسی ذکر میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرے۔ کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام کرنے کی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اٹھانے یا کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم کہنے پر قناعت کرے یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آمیرے پاؤں داب، یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کردئے ہیں۔ بجالا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۶: از گورکھپور کا احاطہ مسئولہ حافظ رسول بخش صاحب
۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص طالب یا مرید یا عام مسلمان فرط ارادت و جوش محبت سے بنا بر حصول برکت تعظیماً تکریماً کسی بزرگ عالم یا صوفی کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے آنکھوں سے لگائے تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ سلف سے یہ طریقہ

جاری و ساری رہا اور محمود سمجھا گیا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

اولیاء و علماء و معظمان دین کے ہاتھ پاؤں چومنا مستحب ہے بلکہ مسنون ہے۔ صحابہ کرام بلکہ خود زمانہ رسالت سے رائج ہیں جس پر بکثرت حدیثیں ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ رجب ۱۳۳۱ھ

از سرنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری

مسئلہ ۱۴۸ و ۱۴۹:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) قرآن شریف پڑھنے کے وقت سلام کرنا یا لینا کیسا ہے؟

(۲) کن شخصوں کی تعظیم کے لئے تلاوت قرآن مجید کی موقوف کر سکتا ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

(۱) قرآن شریف پڑھنے والے پر سلام کرنا ناجائز ہے اور اسے اختیار ہے کہ جواب نہ دے، اور قرآن پڑھنے والے کو دوسرے پر

سلام کرنے کی اجازت ہے جبکہ وہ معظم دینی ہو یا سے سلام نہ کرنے میں اندیشہ مضرت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قرآن شریف پڑھنے میں کسی کی تعظیم کو قیام جائز نہیں مگر باپ یا علم دین کا استاذ یا پیر و مرشد یا عالم دین یا بادشاہ اسلام یا مجبوری اس کے لئے کہ اگر قیام نہ کرے تو اس سے ضرر پہنچنے کا ظن غالب ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۰ صفر ۱۳۲۲ھ

مسئلہ ۱۴۹: مسئلہ محمود حسن صاحب از بمبئی پوسٹ بائی کھلا

مسئلہ ۱۴۹:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر نماز سے تمام فارغ ہونے کے بعد مصافحہ کے سوا پاؤں پڑنا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ والہ مع ثبت دو تین علماء و مہر رقم فرمائیں۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

پاؤں پڑنا بایں معنی کہ پاؤں پر سر رکھنا ممنوع ہے۔ اور پاؤں کو بوسہ دینا اگر کسی معظم دینی کی تعظیم دینے کے لئے ہو تو جائز بلکہ سنت ہے احادیث کثیرہ اس پر ناطق ہیں۔ کما بینا ہا فی فتاونا (جیسا کہ ہم نے ان سب مسائل کو اپنے فتاویٰ میں بیان فرمایا ہے۔ ت) اور اگر کسی مالدار کی دنیوی تعظیم کے لئے ہو تو مطلقاً ناجائز ہے۔

فتاویٰ ملتقط، فتاویٰ عالمگیری، در مختار اور

فی الملتقط والہندیۃ والدر وغیرہا

التواضع لغیر اللہ تعالیٰ حرام ^۱ ۔	ان کے علاوہ باقی کتب فقہ میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تواضع کرنا حرام۔ (ت)

مگر جبکہ صحیح مجبوری شرعی ہو کہ اس کے ترک میں ضرر پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو تو اپنے بچاؤ کے لئے اجازت ہوگی فان الضرورات تبیح المحظورات (انسانی ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) مگر قلب میں اس کی کراہت رکھنا لازم ہے فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف لایمان (اگر کسی گناہ کے کام کو ہاتھ سے نہ روک سکے تو دل سے اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۰: مسئلہ افتخار الزاہدین صاحب از بمبئی عقب مارکیٹ پولیس کمشنر صاحب آفس ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء متین اس مسئلہ میں کہ زید اور عمرو جو کہ آپس میں عنیزداری رکھتے ہیں اتفاقاً زید ایک راستہ عمرو دوسرے راستہ سے جا رہے تھے ایک جا پر دونوں صاحبوں کی ملاقات ہو گئی زید نے بدیدن عمرو فوراً السلام علیکم کہا بجواب اس کے کہ عمرو علیکم السلام کہے جواب دیا کہ تم بہت جھوٹے آدمی ہو تمہارا سلام لینا درست نہیں جواب سلام علیکم نہیں دیا یعنی علیکم السلام نہیں کہا، کیا عمرو اللہ پاک اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برحق کے نزدیک گنہگار ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو کیا صدقہ یا کیا معذرت خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چاہئے کہ اس کا دفعیہ ہو جائے؟ بینوا تو جو روا۔

الجواب:

زید اگر شرعاً ان الفاظ اور اس طریقہ عمل کا مستحق نہ تھا، جو عمرو نے کہے اور برتا تو عمرو ضرور گنہگار اور حق اللہ و حق العبد دونوں میں گرفتار ہوا، حق اللہ تو یہ کہ اس کے حکم کا خلاف کیا، اس کا ارشاد ہے:

"وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَجَوبُوا حَسَنًا أَوْ رَدُّهَا" ^۲	(لوگو!) جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دیا کرو یا وہی الفاظ لوٹا دیا کرو۔ (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۶۸/۵

^۲ القرآن الکریم ۸۶/۴

اور دوسرا اس سے اشد، حق اللہ تعالیٰ یہ کہ شریعت مطہرہ پر افتراء کیا کہ تیرا اسلام دینا درست نہیں اور حق العبد یہ کہ بلاوجہ شرعی زید نے مسلم کو ایذا دی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى مسلماً فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله۔ رواہ الطبرانی ^۱ فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	جس نے بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ ت)

اس پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات شیعہ سے رب العزۃ کے حضور توبہ کرے اور زید سے اپنے قصور کی معافی چاہے۔ اور اگر واقع میں زید اس کا مستحق تھا مثلاً وہابی یا رافضی یا غیر مقلد یا قادیانی یا نیچری یا چٹراووی تو عمرو پر کچھ الزام نہیں اس نے بہت اچھا کیا اور ایسا ہی چاہئے، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں کسی نے ایک شخص کا سلام پہنچایا فرمایا:

لا تقرأه منی السلام فانی سمعت انه احدث ^۲ فاذا كان في مبتدع فكيف بالكفار كالاولئك الفجار عجل الله بهم النار والعباد بالله العزيز الغفار۔ والله تعالى اعلم۔	اسے میرا سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے اس نے بد مذہبی نکالی ہے۔ (ت) جب ایک بدعتی کا یہ حکم ہے کہ تو پھر کافروں کا کیا حکم ہوگا ان فاجروں بدکاروں کی طرح کہ اللہ تعالیٰ جلدی انھیں آگ میں پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا زیادہ غالب اور بہت بڑے بخشنے والے کی پناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۱: از بنارس محلہ کچی باغ مرسلہ مولوی خلیل الرحمن
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب (کتاب کے حوالے سے بیان فرماؤ اور روز حساب (روز قیامت) اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

^۱ کنز العمال بحوالہ طب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۴۳۷۰۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/۱۰، المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲

مکتبہ المعارف ریاض ۳/۳۷

^۲ جامع الترمذی ابواب القدر باب ما جاء فی الرضاء بالقضاء امین کینی دہلی ۲/۳۸

الجواب:

بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے۔ اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے۔ اور احوط منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے۔ اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔

لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال مال نسأل الله حسن مال وعنده علم بحقیقة کل حال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ہر جگہ کے لئے ایک مناسب گفتگو ہے اور ہر گفتگو کے لائق کچھ خاص مرد ہیں اور ہر مرد کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش ہے۔ اور ہر گنجائش کے لئے ایک انجام ہے لہذا ہم اللہ تعالیٰ سے اچھا انجام چاہتے ہیں کیونکہ اسی کے پاس ہر حال کا حقیقی علم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۲: از بنارس محلہ پتر کنڈا مرسلہ مولوی محمد عبدالحمید صاحب پانی پتی ۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہمارے سنی حنفی علماء کثرت اللہ تعالیٰ وابقائہم الی یوم الجزاء (اللہ تعالیٰ انھیں زیادہ کرے اور روز قیامت تک انھیں باقی رکھے۔ ت) اس میں کیا فرماتے ہیں کہ زید سے خالد نے سوال کیا کہ کسی مقبول بارگاہ رب العزت جل جلالہ کی قبر شریف کے طواف کو بعض علماء حرام بلکہ شرک کہتے ہیں اور بعض جائز فرماتے ہیں پس ان میں صحیح قول کس کا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ اس زمانہ میں جو لوگ اپنے کو حنفی کہتے ہیں ان میں تین فرقے ہیں:

(۱) اسحاقیہ، شاہ اسحاق کا پیرو۔

(۲) اسمعیلیہ، مولوی اسماعیل دہلوی کا متبع۔

(۳) سنی حنفی، حضرت مولانا فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی دام ظلہ کا مطیع۔

پس (۱) اور (۲) کے نزدیک بالاتفاق غیر کعبہ شریف کا طواف مثل سجدہ تہیہ کے ہے لیکن اس کے حکم میں دونوں میں اختلاف ہے پہلے فرقہ کے نزدیک حرام ہے۔ اور دوسرے کے نزدیک شرک چنانچہ مائتہ مسائل اور مسائل اربعین اور تقویۃ الایمان دیکھنے والے پر یہ بات ظاہر ہے۔ حالانکہ بغیر دلیل قطعی کے یہ حرام اور شرک کہنا خود انھیں کے گھر میں آگ لگانا ہے کہ ان کے بزرگوار شاہ ولی اللہ کو مرتکب حرام اور مشرک بنانا ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب انتباہ میں اس کے کرنے کا حکم کیا اور (۳) فرقے

اعنی سنی حنفی کے نزدیک مطلقاً مثل تعریف اعلیٰ نقل و قوف عرفات کے ہے۔ چنانچہ محقق بدایونی حضرت مولانا فضل رسول صاحب تغمہ اللہ تعالیٰ بعقرانہ واسکنہ بحبوحة جنانہ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنی بخشش سے ڈھانپ دے اور وسط جنت میں انھیں بسائے۔ ت) بوارق محمدیہ میں فرماتے ہیں:

و حق آنست کہ طواف در حکم سجدہ تحیہ نیست مثل تعریف است متقارب بتقییل ^۱ اھ بلفظ الشریف۔	حق یہ ہے کہ طواف سجدہ تعظیمی کے حکم میں نہیں بلکہ وہ تعریف فکی طرح (مانند) بوسہ دینے کے قریب ہے یعنی اس کا حکم اس کے قریب ہے شریف الفاظ مکمل ہو گئے۔ (ت)

اور تعریف کے باب میں علامہ حلبی نے تو شرح منیہ میں مطلقاً لیس بشیعی مندوب ولا مکروہ^۲ (اس میں کوئی کام مستحب اور مکروہ نہیں۔ ت) فرما کر آخر بحث میں عطا خراسانی علیہ الرحمۃ کا قول۔

ان استطعت ان تخلو بنفسك عشية عرفة فافعل ^۳ ۔	اگر تو یوم عرفہ پچھلے پہر اپنے آپ کو خلوت گزین بنا سکتا ہے تو بنا ڈال۔ (ت)

دال برندب نقل کر کے اسی کو معتمد بتایا۔ چنانچہ فرمایا:

وهذا هو المعتمد والله تعالى سبحانه اعلم ^۴ ۔	اور یہی قابل اعتماد ہے۔ اور اللہ پاک اور برتر سب سے اچھا جانتا ہے۔ (ت)

لیکن قول باقلانی علیہ الرحمۃ:

لواجتمعوا لشرف ذلك اليوم لسباع الوعظ بلا وقوف و كشف راس جاذ بلا كراهة	اگر لوگ اس دن (یعنی روز عرفہ ۹ ذوالحجہ) اس کی شرافت و زریگی اور وعظ و نصیحت سننے کے لئے کسی جگہ جمع ہو جائیں بشرطیکہ

^۱ البوارق المحمدیہ باب اول در عقائد نجدیہ مطبع سویل ملیٹری پرنٹس ص ۴۶

^۲ غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی فروع خروج الی المصلی سہیلی اکیڈمی لاہور ص ۵۷۳

^۳ غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی فروع خروج الی المصلی سہیلی اکیڈمی لاہور ص ۵۷۴

^۴ غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی فروع خروج الی المصلی سہیلی اکیڈمی لاہور ص ۵۷۴

ف: ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کو اہل عرفات کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہوئے اجتماعی صورت میں کسی جگہ کھڑا ہونے کو ائمہ فقہ "تعریف" کا نام دیتے ہیں۔ مترجم،

اتفاقاً ^۱ ۔	وقوف عرفات کی نیت اور سرنگانہ ہو بالاتفاق بغیر کراہت جائز ہے۔ (ت)

سے جس کا حاصل علامہ شامی نے:

ان المکروہ هو الخروج مع الوقوف وكشف الرأس بلا سبب موجب كاستسقاء امام مجردا لاجتماع فيه على طاعة بدون ذلك فلا يكره ^۲ ۔	مکروہ یہ ہے کہ وقوف اہل عرفات کے ساتھ تشبہ اور بغیر کسی وجہ سرنگا کر کے نکلے جیسے استسقاء یعنی بارش کی دعا مانگتے وقت سر برہنہ ہوتے ہیں۔ یا کچھ نہ ہو بلکہ صرف طاعت و فرمانبرداری کے لئے اجتماع ہو تو مکروہ نہیں۔ (ت)

فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کی دو صورتیں ہیں:

(۱) وہ جو کہ اہل عرفہ کی نیت اور صورت اعمیٰ اور کشف رؤس کے ساتھ ہو۔

(۲) وہ جو کہ ایسی نہ ہو بلکہ کسی اور ہی غرض مثل اس روز کے شرف اور وعظ کے سماع کے لئے اور بغیر وقوف اور کشف رؤس کے ہو۔

اور پہلی بقول صحیح مکروہ تحریمی اور دوسری بالاتفاق بلا کراہت جائز۔ پس طواف کی بھی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) وہ جو کہ طائفین بیت اللہ عزوجل کی نیت اور صورت کے ساتھ ہو۔

(۲) وہ جو کہ ایسی نہ ہو بلکہ اور صورت اور کسی اور ہی غرض مثلاً محض افاضہ کے لئے جیسے علی مانی صحیح البخاری حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خرما کے ڈھیر کا طواف فرمایا^۳ یا محض استفاضہ کے لئے جیسے کسی

ولی کے مزار شریف کا طواف یا محض کسی اور ایسی ہی غرض سے ہو جیسے علی مانی الشفاء للقاضی عیاض علیہ الرحمہ کا حلاق کے

سر مبارک کو حلق کرنے کے وقت کسی موئے مبارک کے زمین پر گرنے نہ دینے کی غرض سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا طواف کرنا^۴۔

^۱ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب العیدین مطبع مجتہائی دہلی ۱۱۶/۱

^۲ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب العیدین دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۶۲/۱

^۳ صحیح البخاری کتاب المغازی باب قوله تعالیٰ اذھبت طائفتان منکم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۸۰/۲

^۴ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل عادة الصحابة في تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم المطبعة الشركة الصحافية ۳۳/۲

اور یہ ظاہر ہے کہ بعض اعمال کی صورت ایک ہوتی ہے لیکن نیت کے اختلاف سے حکم مختلف ہو جاتا ہے جیسے سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کہ صورت دونوں کی ایک ہے مگر حکم مختلف کہ پہلا حرام موجب فسق اور دوسرا شرک پس پہلی صورت تو ہم سنی خفیوں کے نزدیک بھی بالاتفاق ناجائز ہے۔ اور صاحب بحر اور نہر وغیرہ کا عدم جواز کا قول اسی صورت پر محمول ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے بعض غیر حسن فرماتے ہیں اور بعض مستحسن کہتے ہیں۔ فاضل بدایونی علیہ الرحمۃ بوارق محمدیہ ہی میں فرماتے ہیں:

و کراہت ایں اشیاء مختلف فیہ بین الفقہاء و ہنجو امور باعث تکلیف و نفیس بر مرتکبین ہم نمی تواند شد چہ جائے تکلیف چرا کہ بسیارے از اکابر تصریح بجواز آن کرده اند گو نزد جماعتی رجحان بجانب عدم استحسان است و فقیر ہم بہمیں مسلک سالک است ^۱ ۔	ان چیزوں کی کراہت عند الفقہاء "مختلف فیہ" ہے۔ یعنی ایک اختلافی چیز ہے۔ اور اس قسم کے امور موجب انکار، اور ارتکاب کرنے والوں پر طعن و تشنیع بھی نہیں ہو سکتے، چہ جائیکہ ان کی تکلیف کی جائے، کیوں؟ اس لئے کہ بہت سے اکابر نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔ گو ایک گروہ کا عدم استحسان کی طرف رجحان اور میلان ہے۔ اور یہ فقیر بھی اسی مسلک کے مطابق گامزن ہے۔ اھ (ت)

مگر مماثلت تعریف قول باستحسان کی صحت کی مقتضی ہے کہ لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) اور علاوہ اس کے یہ ہے کہ محبت اور عظمت کی بھری ہوئی آنکھیں وہ دیکھا کرتی ہیں جو ان سے خالی آنکھیں نہیں دیکھتیں اور ان آنکھوں والوں کے واسطے وہ جائز ہوتا ہے۔ جو ان آنکھوں والوں کے واسطے نہیں ہوتا کیا اس کو نہیں دیکھا جاتا کہ علی مانی الشفاء حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور کا اسم شریف لیا جاتا تو ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ جھک جاتے۔ آپ کے جلساء کو یہ بات ناگوار گزرتی، ایک روز عرض کیا کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں۔ فرمایا:

لو رأیتہ لما انکرتم علی ماترون ^۲ ۔	اگر تم لوگ وہ کچھ دیکھتے جو میں دیکھتا ہوں تو پھر تم اس کا ردوائی پر انکار نہ کرتے جو مجھ سے دیکھتے ہو (ت)

اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر کچھ بال تھے اتنے بڑے بڑے کہ جب وہ ان کو بیٹھ کر کھول دیتے تھے تو زمین تک پہنچ جاتے تھے، ان سے کہا گیا: ان کو منڈا کیوں نہیں دیتے؟

^۱ البوارق المحمدیہ باب اول در عقابہ نجدیہ مطبع سول ملٹری پرنٹس ۴۶

^۲ کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المطبعة الشركة الصحافیة ۳۶/۲

فرمایا:

لما کن بالذی احلقها وقد مسها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بيده ¹ ۔	میں وہ نہیں ہوں جو ان بالوں کو مونڈ ڈالوں کہ جن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگے ہیں۔ (ت)

حالانکہ انحاء اور قزع کا حکم اہل علم پر ظاہر ہے اور حضرت کا بس بن ربیعہ کی صورت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کے مشابہ تھی پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی آپ نے ان کو بلایا پس جب وہ ان کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تخت سے اتر کر ان سے ملاقات کی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور

ایک گاؤں مرغاب نام ان کو دیا یہ سب حضور کی صورت مبارک کے مشابہ ہونے کی وجہ سے کیا۔

بادب با عظمت انسان دیگر اند بے ادب ہم خشک مغزوں دیگر اند

(بادب عظمت و شرف والے انسان اور ہیں۔ اور بے ادب خشک مغز رکھنے والے (انسان) اور ہیں۔ ت)

پس زید کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اقول: وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقيق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی سے تحقیق کی بلندیوں تک پہنچنا۔ ت) طواف لغتاً و عرفاً و شرعاً پھیرے کرنے کو کہتے ہیں عام ازیں کہ دو چیزوں کے درمیان آمد و رفت ہو جس میں ایک پھیرے کے مبدا و منتهی متغائر ہوں گے یا ایک ہی چیز کے گرد جس میں دائرہ کی طرح مبدا و منتهی ایک ہوگا، دونوں صورتوں کو لغت و عرف عرب نے طواف کہا اور دونوں کو شرع مطہر نے طواف مانا، صورت اولیٰ صفا و مروہ کے درمیان سعی۔

قال الله تعالى "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَتَوَفَّيْهُمَا" ² ۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر کوئی گناہ نہیں جو صفا و مروہ کے درمیان چکر لگائے۔ (ت)

اور صورت ثانیہ کعبہ معظمہ کے گرد پھرنا۔

¹ کتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن اعظامه وتوقيره وبره صلى الله تعالى عليه وسلم المطبعة الشريعة الصحافية ۲/ ۳۸

² القرآن الكريم ۲/ ۱۵۸

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو چاہئے کہ اس کے قدیم (آزاد) گھر کا طواف کریں۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ" ①۔

حقیقت طواف اس قدر ہے۔ نیت و غایت کا اختلاف حقیقت کی تغیر نہیں کرتا کہ نیت و غایت رکن شے نہیں۔ آخر نہ دیکھا کہ ائمہ کرام نے نیت کو شرط نماز قرار دیا نہ کہ رکن نماز، اور غایت کا خروج تو غایت ظہور میں ہے۔ غرض پھیرے کرنا جہاں اور جس طرح اور جس نیت اور جس غرض سے ہو طواف ہی ہے۔ پھر فعل اختیاری کو تصور بروجہ تا و تصدیق بفائدہ تا سے چارہ نہیں مگر فعل کبھی غایت اصلیت تک آپ مودی ہوتا ہے کبھی دوسرے فعل مودی الی الغایۃ کا وسیلہ اول کو مقصود لذاتہ کہتے ہیں جیسے نماز اور دوم کو وسیلہ و مقصود لغیرہ جیسے وضو، طواف میں یہ دونوں صورتیں ہیں مثلاً گلگشت یعنی تفریح نفس و شمع و روائح طیبہ و چستی بدن و تنسم ہوا کے لئے چمن کی روشوں میں ٹہلنا پھر ناخواہ وہ خطوط مستقیم پر ہو یا مثلاً کسی حوض کے گرد متسلسلہ یہاں طواف مقصود لذاتہ ہے یا مثلاً کسی شئی کی تقسیم کو حلقہ یا صفوں پہ دورہ کرنا یہاں مقصود لغیرہ ہے۔ پھر طواف کی غایت مقصودہ تعظیم ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے غیر کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے اشلہ مذکورہ بلکہ توہین بلکہ تعذیب کے لئے جیسے ڈرل کہ یہاں آمد و شد کہ طواف ہے مقصود لذاتہ ہے اور نار سے جمیم، جمیم سے نار کی طرف کفار کے پھیرے کہ یہ طواف مقصود لغیرہ ہے اور دونوں تعذیب کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ دوزخی اس کے یعنی آگ اور گرم اور اچلتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگائیں گے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَبِيبٍ إِنَّ اللَّهَ" ②۔

لاجرم طواف چار ③ قسم ہے:

قسم اول: نہ طواف مقصود لذاتہ ہو نہ اس سے غرض و غایت نفس تعظیم بلکہ طواف کسی اور فعل کا وسیلہ ہو اور اس فعل سے کوئی اور حاجت مقصود جیسے سائلوں کا دروازوں پر گشت، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیشہ کا شانہ نبوت کا ایسا طواف فرمایا کرتے، ابو داؤد و ابن ماجہ و دارمی یا اس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

① القرآن الکریم ۲۲/۲۹

② القرآن الکریم ۵۵/۴۳

لقد طاف بال محمد نساء كثير يشكون ازواجهن ليس اولئك بخياركم ¹ ۔	آج کی رات بہت سی عورتوں نے ہماری بارگاہ اقدس کا طواف کیا کہ اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں وہ تم میں کے بہتر لوگ نہیں جو عورتوں کو ایذا دیتے ہیں۔

اور صحیح حدیث میں بلی کے نسبت فرمایا:

انہامن الطوافین علیکم والطوافات ² ۔	بیٹک وہ ان زومادہ میں ہے جو بکثرت تم پر طواف کرنے والے ہیں۔

قسم دوم: طواف مقصود لذاتہ ہو اور غایت غیر تعظیم، صحیح بخاری شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میرے والد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قرض اور تھوڑے خرچے چھوڑ کر شہید ہوئے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور کو معلوم ہے کہ میرے باپ احد میں شہید ہوئے اور بہت قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ قرضخواہ حضور کو دیکھیں یعنی شاید حضور کے خیال سے اپنے مطالبہ میں کمی کر دیں، ارشاد فرمایا: جاؤ ہر قسم کے چھوہاروں کے الگ الگ ڈھیر لگاؤ، پھر تشریف فرما ہوئے۔ قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا مجھ سے نہایت سخت تقاضے کرنے لگے کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ کیا تھا یعنی ان کے خیال کے برعکس ہوا، حضور کے تشریف لے جانے سے قرض خواہ اپنا پلہ بھاری سمجھے کہ حضور ضرور ہمارا پورا حق دلادینگے۔ جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حال ملاحظہ فرمایا فطاف حول اعظمہا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ حضور نے ان میں سب میں بڑے ڈھیر کے گرد تین بار طواف فرمایا اور اس پر تشریف رکھی پھر ناپ کرا نہیں دینا شروع فرمایا حتیٰ ادى الله عن والدى امانتہ وسلم الله البيادر كلها³ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا سب قرض ادا کر دیا اور سب ڈھیر سلامت بچ رہے۔

اسی قسم میں ہے عس کا گرد شہر گشت کرنا ولہذا عس کو عرب میں طائف کہتے ہیں۔ مفردات راغب میں ہے:

¹ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی ضرب النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۲، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب القسمة بین النساء (بج ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴)

² جامع الترمذی کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی سور الہرة امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۳

³ صحیح البخاری کتاب المغازی باب قوله تعالیٰ اذ هبت طائفتان منکم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۸۰

اس سے (یعنی لفظ طواف سے) لفظ "طائف" ماخوذ ہے۔ اور "طائف وہ ہے جو لوگوں کے گھروں کے آس پاس برائے حفاظت چکر لگاتا ہے۔ (ت)	منه الطائف لمن يدور حول البيوت حافظاً ¹ ۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ کا طواف فرمایا کرتے، ابن عساکر تاریخ میں اسلم مولیٰ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاف لیلة فاذا هو بامرأة في جوف دار لها وحولها صبيان يبكون۔ الحديث۔ یعنی امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ کا طواف کر رہے تھے دیکھا کہ ایک بی بی اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اور ان کے بچے ان کے گرد رو رہے ہیں اور چولھے پر ایک دیگچی چڑھی ہے۔ امیر المومنین قریب گئے اور فرمایا اے اللہ کی لونڈی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ انھوں نے عرض کی: یہ بھوکے روتے ہیں۔ فرمایا: تو اس دیگچی میں کیا ہے؟ میں نے ان کے بہلانے کو پانی بھر کر چڑھادی ہے کہ وہ سمجھیں اس میں کچھ پک رہا ہے۔ اور انتظار میں سو جائیں۔ امیر المومنین فوراً واپس آئے اور ایک بڑی بوری میں آٹا اور گھی اور چربی اور چھوہارے اور کپڑے اور روپے منہ تک بھرے پھر اپنے غلام اسلم سے فرمایا: یہ میری بیٹھ پر لاد دو۔ اسلم کہتے ہیں میں نے عرض کی: یا امیر المومنین! میں اٹھا کر لے چلوں گا۔ فرمایا: اے اسلم! بلکہ میں اٹھاؤں گا کہ اس کا سوال تو آخرت میں مجھ سے ہونا ہے پھر اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر ان بی بی کے گھر تک لے گئے پھر دیگچی میں آٹا اور چربی اور چھوہارے چڑھا کر اپنے دست مبارک سے پکاتے رہے پھر پکا کر انھیں کھلایا کہ سب کا پیٹ بھر گیا۔ پھر باہر صحن میں نکل کر ان بچوں کے سامنے ایسے بیٹھے جیسے جانور بیٹھتا ہے اور میں ہیبت کے سبب بات نہ کر سکا امیر المومنین یوں ہی بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے اس نئی نشست کو دیکھ کر امیر المومنین کے ساتھ کھیلنے اور ہنسنے لگے۔ اب امیر المومنین واپس تشریف لائے اور فرمایا: اسلم! تم نے جانا کہ میں ان کے ساتھ یوں کیوں بیٹھا، میں نے عرض کی: نہ۔ فرمایا: میں نے انھیں روتے دیکھا تھا تو مجھے پسند نہ آیا کہ میں انھیں چھوڑ کر چلا جاؤں جب تک انھیں ہنسانہ لوں جب وہ ہنس لئے تو میرا دل شاد ہوا۔ و آخر جہ² ایضاً الدینوری فی المجالسة واحمد بن ابراہیم بن شاذان البزار فی مشیختہ (نیز دینوری نے المجالسة میں اور

¹ المفردات فی غرائب القرآن بآب الطاء مع الواو کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۱۴

² کنز العمال برمز "کر" ابن عساکر و بحوالہ الدینوری وابن شاذان حدیث ۳۵۹۷۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۲/۴۹-۶۳۸، الریاض

النضرة فی مناقب العشرة ذکر شفقتہ علی رعیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب خانہ فیصل آباد ۲/۳۸۵

احمد بن ابراہیم بن ساذان البرز نے مشیخہ میں اس کی تخریج فرمائی۔ (امام محب الدین طبری ریاض الفضرہ پھر شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں مناقب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں: انه كان يطوف ليلة في المدينة فوسع امرأته تقول¹ یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ میں طواف کر رہے تھے کہ ایک بی بی کو یوں کہتے سنا فذکر الحدیث (پھر پوری حدیث ذکر فرمائی۔ ت) قسم سوم: طواف وسیلہ مقصود ہو اور غرض وغایت تعظیم جیسے نوکر چاکر غلاموں کا اپنے مخدوم و آقا پر طواف اس کے کام خدمت کو اس کے گھر د پھرنا۔

قال الله تعالى "طُوفُوا عَلَىٰكُمْ بِعُضْمِكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ" ²	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تمہارے نوکر غلام تمہارے گرد بکثرت طواف کر نیوالے ہیں تین وقت ترک حجاب کے سوا ہر وقت اذن لینے میں انھیں حرج ہوگا۔

اور اہل جنت کے حق میں فرماتا ہے:

"يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مُحَلَّدُونَ" ³	ہمیشہ رہنے والے لڑکے ان کے گرد طواف کریں گے۔

اور فرماتا ہے:

"يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَائِسٍ مِّنْ مَّعِينٍ" ⁴	ان پر طواف کیا جائے گا پیالوں میں وہ پانی لے کر جو آنکھوں کے سامنے بہتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

"يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنْبِيَاءٍ مِّنْ فَصَّةٍ وَأَكْوَابٍ" ⁵	چاندی کے برتن اور کوزے لے کر ان پر طواف کیا جائے گا۔

اس میں وہ صورت بھی آتی ہے کہ طواف غیر کعبہ کا ہو اور غرض وغایت عبادت الہی، صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ذکر شفقتہ علی رعیتہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد ص ۳۹۲؛ ازالۃ الخفاء حکایات گشت حضرت عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳/ ۷۷

² القرآن الکریم ۵۸/ ۲۴

³ القرآن الکریم ۱۷/ ۵۶

⁴ القرآن الکریم ۳۷/ ۴۵

⁵ القرآن الکریم ۱۵/ ۷۶

قال سليمان لا طوفن الليلة على تسعين امرأة وفي رواية بمائة امرأة كلهن تأتي بفارس يجاهد في سبيل الله فطاف عليهن ¹ الحديث۔	سليمان عليه الصلوة والسلام نے فرمایا قسم ہے آج کی رات میں نوے اور ایک روایت میں سو عورتوں پر طواف کروں گا کہ ہر ایک سے ایک سواری پیدا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔ پھر انھوں نے ان کا طواف کیا۔

صحیح مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يطوف على النساء بغسل واحد ² ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ازواج مطہرات پر طواف کرتے۔

اشباہ والنظائر ودر مختار میں ہے:

ليس لنا عبادة شرعت من عهد آدم الى الان ثم تستمر في الجنة الا النكاح والايمان ³ ۔	ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے اب تک مشروع ہے پھر ہمیشہ ہمیشہ جنت میں مشروع رہے گی مگر ایمان یعنی یاد خدا اور نکاح یعنی جماع زوجہ۔

قسم چہارم: طواف بھی مقصود لذاتہ ہو اور غرض و غایت بھی تعظیم یعنی نہ طواف کسی اور فعل کے لئے وسیلہ ہو نہ اس سے سوائے تعظیم کچھ مقصود بلکہ نفس طواف سے محض تعظیم مقصود ہو۔ اسی کا نام طواف تعظیمی ہے جیسے طواف کعبہ یا طواف صفا و مروہ۔ پھر اوضاع بدن کہ عبادت میں مقرر کئے گئے ہیں تین نوع ہیں۔ ایک وہ کہ تعظیم میں منحصر ہے۔

اور دوسرے وہ کہ وسیلۃً و مقصود دونوں طرح پائے جاتے ہیں اور ان کی غایت تعظیم میں منحصر نہیں مگر بحال قصد تعظیم نوع اول سے قریب ہیں جیسے رکوع تک انحناء کہ بلا تعظیم بھی ہوتا ہے۔ بلکہ بقصد توہین بھی جیسے کسی کے مارنے کے لئے اینٹ وغیرہ اٹھانے کو جھکنا، اور تعظیم کے لئے بھی ہوتا ہے۔

¹ صحیح البخاری کتاب الجہاد ۱/ ۳۹۵ کتاب النکاح ۲/ ۷۸۸ و کتاب الايمان والنذور ۲/ ۹۸۲، صحیح مسلم کتاب الايمان باب

الاستثناء فی اليمين وغیرھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۴۹

² صحیح مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۴۴

³ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۵

مگر نہ خود مقصود بلکہ وسیلہ جیسے علماء و صلحاء کی قد مبوسی وغیرہ خدمات کو جھکنا اور بذاتہ مقصود بھی ہوتا ہے جیسے سلام کرنے میں رکوع تک جھکنا۔

تیسرے وہ کہ نوع اول سے بعید ہیں جیسے قیام یا قعود یا رکوع سے کم جھکنا، ظاہر ہے کہ ان میں بھی نوع دوم کی طرح قصد و توسل و غایت مختلفہ کی سب صورتیں پائی جاتی ہیں۔

انواع ثلثہ میں حکم عام تو یہ ہے کہ اگر بہ نیت عبادت غیر ہے تو کچھ بھی ہو مطلقاً شرک و کفر ہے۔ اور بے نیت عبادت ہر گز شرک و کفر نہیں اگرچہ سجدہ ہی ہو جب تک کہ وہ فعل بخصوصہ شعار کفر نہ ہو گیا ہو، جیسے بت یا آفتاب کو سجدہ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت) اور جب عبادت غیر کی نیت سے نہ ہو تو ان میں فرق احکام یہ ہے کہ نوع اول غیر خدا کے لئے مطلقاً ناجائز، اور نوع دوم اس وقت ممنوع ہے جبکہ مقصود اسی کو بہ نیت تعظیم بجالایا جائے، اور نوع سوم مطلقاً جائز ہے اگرچہ اس سے تعظیم مقصود ہو۔ اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں حاضری روضہ اقدس کی نسبت فرماتے ہیں: یقف کما یقف فی الصلوٰۃ^۱ حضور کے روضہ انور میں نماز کی طرح کھڑا ہو، منک متوسط و مسلک مستسط میں ہے:

یعنی پھر نہایت ادب کی رعایت کے ساتھ روضہ اقدس کی طرف دل اور بدن دونوں سے منہ کر کے چہرہ انور کے مقابل خضوع و خشوع و ذلت و انکسار اور حضوری کی ہیبت اور حضور کی طرف محتاجی کے ساتھ سیدھا ہاتھ بائیں پر حضور کے ادب و تعظیم کے لئے باندھے ہوئے کھڑا ہو۔	(ثم توجه) ای بقلب و القالب مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف خاضعاً خاشعاً مع الذلة والانكسار والهيبة والافتقار واضعاً يمينه على شماله ای تأدباً في حال اجلاله^۲۔

صحیح حدیث میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور کے سامنے ایسے بیٹھتے کہ کان علی رؤسہم الطیر^۳ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں یعنی بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آ بیٹھیں۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الحج خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۶۵

^۲ المسلك المتقسط فی المنسلک المتوسط مع ارشاد الساری دار الکتب العربی بیروت ص ۷۳۳

^۳ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب فضل النفقة فی سبیل اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۸

شفاء شریف میں ہے:

کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونه وینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائه ^۱	سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک آتا ان کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے یہاں تک کہ حاضران مجلس کو ان کی وہ حالت دشوار گزرتی۔

حدیقہ ندیہ میں ہے:

الانحناء البالغ حد الركوع لا يفعل لاحد كالسجود و لا یأس بما نقص من حد الركوع لمن یکرم من اهل الاسلام ^۲	یعنی رکوع کی حد تک جھکنا کسی غیر خدا کے لئے نہ کیا جائے جیسے سجدہ اور دینی عزت والوں کے لئے رکوع سے کم جھکنے میں حرج نہیں۔

جب یہ امور سب معلوم ہوئے تو منجملہ اوضاع تعظیمیہ کہ رب عزوجل نے اپنی عبادت کے لئے مقرر فرمائے دونوں قسم کا طواف بھی
ہے مستقیم جیسے صفا و مروہ میں خواہ مستدیر جیسے گرد کعبہ دونوں عبادت ہیں اور دونوں کو قرآن عظیم میں طواف فرمایا۔ تو ان میں فرق بے
معنی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ طواف ان انواع ثلاثہ سے کس نوع میں ہے۔ ہر عاقل کے نزدیک بدہیات سے ہے کہ وہ مثل سجود نوع اول
سے نہیں ورنہ سجدہ غیر کی طرح مطلقاً حرام ہوتا حالانکہ اس کی تین قسم اول کا جواز و وقوع ہم قرآن عظیم و حدیث کریم و خود فعل حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کر آئے نہ ہر گز وہ مثل قیام نوع سوم سے ہے ورنہ ہر شخص و مکان معظم کا طواف تعظیمی جائز
ہوتا بلکہ وہ مثل رکوع نوع متوسط سے ہے کہ اگر نفس طواف سے تعظیم مقصود ہو تو غیر خدا کے لئے ناجائز بلکہ غیر کعبہ و صفا و مروہ کا
طواف اگرچہ خالص اللہ عزوجل ہی کی تعظیم کو کیا جائے، ممنوع و بدعت ہے کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبیدی اور امر تعبیدی میں قیاس
تک جائز نہیں۔ نہ کہ احداث کہ تشریع جدید ہے۔ منسک متوسط میں ہے:

ولایمس عند الزیارة الجدار ولا یلتصق به ولا یطوف ولا یقبل الارض فانه	زیارت روضہ اقدس کے وقت دیواروں کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ ان سے چمٹے اور نہ ان کے آس پاس طواف کرے (یعنی چکر لگائے) اور نہ جھکے

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل في عادة الصحابة المطبعة الشركة الصحافية ۳/۲

^۲ الحدیقہ الندیہ الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۷/۱۵۴

بدعة ^۱ ۔	اور نہ زمین چومے، کیونکہ یہ کام بدعت ہے۔ (ت)

مسک منقطع میں ہے:

لايطوف ای لاید ورحول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيعة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء ^۲ ۔	اور متبرک مقام کا طواف نہ کرے یعنی اس کے گرداگرد نہ گھومے، اس لئے کہ طواف کرنا کعبہ معظمہ کی خصوصیات سے ہے۔ لہذا انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی قبروں کے آس پاس گھومنا (طواف کرنا) حرام ہے۔ (ت)

اور اگر غرض وغایت تعظیم نہ ہو اگرچہ طواف مقصد لذت ہو جیسے قسم دوم میں۔ یا طواف مقصود لذت نہ ہو اگرچہ غرض تعظیم ہو جیسے قسم سوم میں، تو بلاشبہ جائز ہے۔ اور اگر دونوں سے خالی طواف ہو جیسے قسم اول میں تو یہ بدرجہ اولیٰ۔ یہ بحمد اللہ تحقیق ناصح ہے۔ جس سے حق متجاوز نہیں۔ واللہ الحمد طواف قبر بھی اس کلیہ سے باہر نہیں ہو سکتا اگر دونوں باتیں جمع ہیں یعنی طواف خود مقصود بالذات ہے اور اس سے تعظیم ہی مراد ہے تو بلاشبہ حرام ہے۔ اور اگر طواف کسی اور فعل کا وسیلہ ہے مگر مکان مزار کے گرد قلعی کرنا یا فانوس کے اس کے اطراف میں نصب ہیں ان کی روشنی کے لئے دورہ کرنا یا مساکین کے گرد مزار بیٹھے ہیں ان پر کچھ تقسیم کے لئے پھیرا کرنا، یہ بلاشبہ جائز ہے۔ یونہی اگر طواف مقصود بالذات ہو مگر اس سے غرض وغایت تعظیم مزار نہ ہو بلکہ مثلاً محض تبرک واستفادہ ہو تو اس کے منع پر بھی شرع سے کوئی دلیل نہیں۔ مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مزار اطہر کے گرد حلقہ باندھے صلوٰۃ و سلام عرض کرتے شام کو وہ بدل دئے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور آتے ہیں کہ صبح تک ماہ رسالت پر ہالہ ہو کر عرض صلوٰۃ و سلام کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است (ہر پھول کا ایک نیا رنگ اور جداگانہ خوشبو ہے۔ ت) محبوبان خدا کے مقام متفاوت ہوتے ہیں اور افاضہ برکات میں ان کے احوال مختلف اور مفیض مستفیض میں کچھ نسبت خفیہ ہوتی ہے جو اسے معلوم نہیں کہ ان میں کس کے ساتھ حاصل ہے لہذا یہ دریوزہ گر محتاج روضہ اطہر کے گرد دورہ کرتا ہے اس امید پر کہ ان بندگان معصومین پر فردا فردا گزرے اور ان میں سے جس کسی کی نظر اس پر پڑ جائے اس کا کام بنادے، علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الملہ والحق والدین سہروردی قدسنا اللہ الکریم ایام منیٰ

^۱ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط مع ارشاد الساري باب زيارة سيد المرسلين دار الكتب العربي بيروت ص ۳۴۲

^۲ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط مع ارشاد الساري باب زيارة سيد المرسلين دار الكتب العربي بيروت ص ۳۴۲

میں مسجد خیف شریف میں صفوں پر درود فرماتے ہیں۔ کسی نے وجہ پوچھی، فرمایا:

ان الله عبادة اذا نظروا الى احد اكسبوه سعادة الابد ¹ ۔	اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب ان کی نگاہ کسی پر پڑ جاتی ہے اسے ہمیشہ کی سعادت عطا فرماتی ہے میں اس نگاہ کی تلاش میں دورہ کرتا ہوں۔

تو یہ تعرض نجات رحمۃ اللہ ہوا جس کا خود حدیث میں حکم ہے۔ اولیائے کرام و ارثان سرکار رسالت ہیں ممکن کہ ملائکہ ان کے مزارات کے گرد بھی ہوں اور ایسے امور میں علم درکار نہیں۔ تعرض نجات کی شان ہی یہ ہے کہ شاید و لعل پر ہو۔ معہذا مزارات اولیائے کرام ہر جانب سے ممر اقام صلحائے عظام ہوتے ہیں، سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی گئی کہ حضور ایک جگہ قیام کیوں نہیں فرماتے، شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں دورے کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا: "اس امید پر کہ کسی بندہ خدا کے نشان قدم پر قدم پڑ جائے تو میری نجات ہو جائے" جب نبی اللہ و رسول اللہ کہ ختمہ اولوالعزم میں ہیں کہ صلوات اللہ و سلام علیہم، ان کا یہ ارشاد تو اضع ہے تو ہم سخت محتاج ہیں علاوہ بریں یہاں تک نکتہ دقیقہ اور ہے۔ "وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ" (اس کو بڑی قسمت اور مقتدر والے ہی پاسکتے ہیں۔ ت) شریعت مطہرہ نے انسان کے سر سے پاؤں تک جمیع جہات میں جدا جدا احکام رکھے ہیں، چہرہ پر جو احکام ہیں پاؤں پر نہیں۔ دہنے ہاتھ پر جو احکام ہیں پاؤں پر نہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس اور احکام مختلفہ کے ثواب بھی مختلف رنگ کے ہیں۔ یونہی سر سے پاؤں تک جملہ جوارح میں معاصی جدا جدا ہیں۔ اور ہر معصیت ایک جدا گانہ رنگ کا مرض ہے۔ اور ہر مرض کا علاج اس کی ضد سے ہے۔ تو یہ مریض معاصی اس سراپا مجموعہ برکات کے گرد دورہ کرتا ہے کہ اس کے ہر عضو و ہر جہت کی رنگ برنگ برکات سے فیض اور اپنے ہر عضو و ہر جہت کا مرض دور کرے، امام مبرد کامل میں پھر امام علامہ عارف باللہ کمال الدین دیمیری پھر سیدی علامہ محمد بن عبد اللہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

مما کفر بہ الفقہاء الحجاج انہ رأی الناس یطفون حول حجر تہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	یعنی حجاج نے مسلمانوں کو دیکھ کر روضہ انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کر رہے ہیں اس طواف سے اس نے ایک

¹ التیسیر شرح الجامع الصغیر

² القرآن الکریم ۳۱/۳۵

نہایت ملعون لفظ کہا جس پر فقہاء کرام نے اس کی تکفیر کی۔

وسلم فقال انما يطوفون باعدا ورمۃ^۱۔

وہ زمانہ بکثرت صحابہ کرام کی رونق افروز کا تھا خصوصاً مدینہ طیبہ میں تو یہ طواف کرنے والے حضرات اگر صحابہ کرام نہ تھے
الاقل تابعین تھے۔ عارف باللہ حضرت مولوی قدس اللہ سرہ المعنوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

- (۱) سوئے مکہ شیخ امت بلزید از برائے حج و عمرہ می روید
- (۲) دید پیرے باقدے ہچوں ہلال بود دروے فرد گفتاری رجال۔
- (۳) بلزید او را چو از اقطاب یافت مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
- (۴) گفت عزم تو کجا اے بلزید رخت غربت را کجا خواہی کشید
- (۵) گفت قصہ کعبہ دارم از ولہ گفت بین با خود چہ داری زاد رہ
- (۶) گفت دارم از درم نقرہ ویست تک بہ بستہ سخت بر گوشہ رو یست
- (۷) گفت طوفنے کن بہ گردم ہفت بار دین نکوتر از طواف حج شمار
- (۸) حق آں حقے کہ جانت دیدہ است کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
- (۹) کعبہ ہر چندے کہ خانہ براوست خلقت من نیز خانہ سراوست
- (۱۰) تا بگرد آں خانہ را دروے نہ رفت واندریں خانہ بجز آں جی نرفت
- (۱۱) چوں مراد دیدی خدا را دیدہ گرد کعبہ صدق بر گردیدہ
- (۱۲) خدمت من طاعت حمد خداست تانہ پنداری کہ حق از من جداست
- (۱۳) چشم نیکیوں باز کن در من نگر تلبہ بنی نور حق اندر بشر
- (۱۴) کعبہ را یکبار میتے گفت یار گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
- (۱۵) بلزید اکعبہ را در یافتی صد بہاء و عزیز و صد فریفتی
- (۱۶) بلزید آں نکستار اہوش داشت ہچو زریں حلقہ اش در گوش داشت
- (۱۷) آمد ازوے بلزید اندر مزید منتہی در منتہی آخر رسید^۲

^۱ الشرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ

^۲ مثنوی معنوی دفتر دوم باب رفتن بلزید بسطامی بہ کعبہ الخ نورانی مکتب خانہ پشاور ۲/ ۵۴-۵۵

(ترجمہ اشعار:

- (۱) لوگوں کے پیشوا حضرت بلزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ مکہ معظمہ کی جانب حج اور عمرہ کے ارادے سے تیز چلے۔
- (۲) (راہ میں) نئے چاند کی طرح ایک کبرابر رگ دیکھا اس میں شان و شوکت (دبدبہ) اور مردوں جیسی گفتگو پائی۔
- (۳) جب حضرت بلزید نے اسے اقطاب زمانہ میں سے پایا تو عجز و انکساری کا اظہار کر کے اس کی خدمت کے لئے دوڑ دھوپ کرنے لگے۔
- (۴) اس نے فرمایا: اے بلزید! کہاں جانے کا ارادہ ہے تو نے کہاں جانے کے لئے سامان سفر اختیار کیا ہے۔
- (۵) حضرت بلزید نے انھیں جواب دیا کہ آج بڑے شوق سے کعبہ شریف کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہے۔ پھر فرمایا وہاں تو اپنے ساتھ کیا زاد راہ رکھتا ہے۔
- (۶) عرض کی: میں چاندی کے دو سودرہم اپنے پاس رکھتا ہوں، میں نے اپنی چادر کے ایک کونے میں انھیں مضبوط باندھ رکھا ہے۔
- (۷) انھوں نے فرمایا: تو سات مرتبہ میرے گردا گرد طواف کر (یعنی چکر لگا) اور پھر طواف حج سے اسے زیادہ بہتر شمار کر۔
- (۸) درحقیقت وہ حق ہے جو تیری جان نے دیکھا ہے کہ اس نے مجھے اپنے گھر پر فضیلت اور فوقیت بخشی ہے۔
- (۹) اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ کعبہ شریف اس کی بھلائوں کا گھر (مرکز) ہے لیکن میری تخلیق تو اس کے اندرون خانہ سے ہوئی ہے۔
- (۱۰) جب وہ گھر بنایا تو اس کا چکر نہ لگایا، اور اس گھر میں بغیر اس زندہ جاوید کے کوئی دوسرا نہیں آیا۔
- (۱۱) جب تو نے مجھے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھا، گویا تو نے سچائی کے کعبہ کے آس پاس پھیرے لگائے۔
- (۱۲) میری خدمت کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور تعریف ہے۔ لہذا یہ نہ سمجھنا کہ حق مجھ سے جدا ہے۔

(۱۳) اچھی طرح آنکھ کھول کر مجھے دیکھ تاکہ تو انسانی لباس میں نور حق دیکھے۔

(۱۴) کعبہ شریف کو ایک دفعہ یار نے اپنا گھر فرمایا لیکن اس نے ستر مرتبہ مجھے "اے میرے بندے" کہہ کر بلایا۔

(۱۵) اے بلزید! اگر تو نے کعبہ شریف کو پالیا تو یوں سمجھ لیجئے کہ تو نے سیکڑوں عزت و شوکت اور مرتبے کو پالیا۔

(۱۶) جب وہ باریک باتیں حضرت بلزید کے عقل و ہوش میں بیٹھ گئیں تو گویا انھوں نے سنہری بالی اپنے کان میں ڈال لی۔

(۱۷) ان کی زیارت سے حضرت بلزید میں معرفت کا اضافہ ہو گیا اور سلوک میں انتہائی طالب اپنے مدعا کی انتہا کو پہنچ گیا

جناب شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ میں فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں اپنا خلف ناخلف اسماعیل دہلوی کی جان پر قہر کی بجلیاں توڑنے کو فرماتے ہیں:

چوں بمقبرہ در آید دو گانہ بروح آں بزرگوار ادا کند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند بعد قل گوید پس فاتحہ بخواند بعدہ ہفت کرت طواف کند و آغاز از راست بکند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بہ نشیند و بگوید یارب بست و یک بار بعد طرف آسمان بگوید یاروح و در دل ضرب کند یا روح الروح مادام کہ انشراح یابد ایں ذکر بکند ان شاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید ^۱ ۔	پھر جب مقبرہ کے پاس آئے تو دو رکعت نوافل اس بزرگ کی روح اقدس کے ایصال ثواب کے لئے ادا کرے۔ اور کعبہ شریف کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جائے، پھر سورۃ اخلاص پڑھے پھر فاتحہ پڑھے پھر سات چکر (طواف) بزرگ کے مزار کے گردا گرد لگائے، دائیں طرف سے شروع کرے، پھر بائیں طرف اپنا رخسار رکھے اور میت کے منہ کے نزدیک ہو کر پھر منہ کے نزدیک ہو کر بیٹھے پھر اکیس مرتبہ یارب کا ورد کرے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے "یاروح" پڑھے اور اپنے دل پر "یاروح الروح" کی ضرب لگائے جب تک انشراح نہ ہو یہ ذکر کرتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور کشف ارواح یہ دونوں حاصل ہو جائیں گے۔ (ت)

تحفۃ الموحیدین شاہ صاحب کی کتاب نہیں بہت قریب زمانہ میں کسی وہابی صاحب نے شاہ صاحب

^۱ الانتباہ فی سلاسل الاولیاء ذکر برائے کشف قبور آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۰۰-۹۹

کی تصانیف مشہورہ کے رد کو کچھ الٹی سیدھی تکلیں جوڑ کر وہابیوں کے ادعائی نام موحد کی طرف اسے نسبت کر کے تحفۃ الموحدین نام رکھا اور بکمال بے ایمانی شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا، بے حیا گمراہ لوگ ایسی اکثر کر چکے ہیں جس کا بیان شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کی تحفہ اثنا عشرہ وغیرہ میں ہے۔ کہ ابھی قریب زمانہ میں بمبئی میں ایک عربی کتاب بنام عقائد امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپی ہے۔ اس میں بھی یہی کارروائی ہے کہ کوئی شیطانی عقیدہ چھوڑا ہوگا جسے اس امام الاسلام سیف السنہ کی طرف نسبت نہ کیا ہو "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۱ (بہت جلد ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔) بالجملہ اگر طواف مقصود بالذات نہیں جب تو جواز ظاہر ہے اور اگر مقصود بالذات ہے تو صرف فرق نیت ہے اگر بہ نیت تعظیم قبر ہے تو بلاشبہ حرام ہے اور تبرک واستفاضہ وغیرہ مانیات محمودہ سے ہے تو فی نفسہ اس میں حرج نہیں اور یہ ٹھہرا لینا کہ اس میں مسلمان کی نیت طواف سے تعظیم قبر ہے قلب پر حکم ہے اور یہ غیب کا ادعا اور محض حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں یقیناً کان، آنکھ اور دل ان سب سے پوچھا جائے گا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا کہ تجھے معلوم ہو جاتا۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ^۲ "وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا شَقِقت عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ ^۳۔

یہ بدگمانی ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام۔

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) بدگمانی سے بچو کیونکہ گمان کرنا سب سے جھوٹی بات ہے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ^۴ "وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ ^۵۔

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

^۲ القرآن الکریم ۱۷/۳۶

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب علی مایقاتل المشرکون آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۵۵

^۴ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

^۵ صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول عز وجل من بعد وصیة یوصی بها اودین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۲

ائمہ دین فرماتے ہیں:

الظن الخبیث انما ینشؤ عن قلب الخبیث ^۱ ۔	خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ (ت)

مگر حضرات وہابیہ سے کیا شکایت کہ وہ حضرت مولوی اور حضرت سید العارفین بلزید بسطامی اور ان غوث گرامی سب کو جیسا دل میں جانتے ہیں معلوم وہ تو ان تابعین پر بھی حکم شرک ہی لگائیں گے جنہوں نے روضہ انور کا طواف کیا، مگر شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔ ع

پتھر کے تلے دبا ہے دامن

شاہ صاحب یہاں محض سکوت نہیں کر رہے ہیں بلکہ مریدین و مستفیدین کو تعلیم فرما رہے ہیں اور اگر اسے بھی اوڑھ لیجئے کہ اس وقت شاہ صاحب کو تعلیم حرام ہی کا کچھ ذوق تھا تو ذرا تقویۃ الایمان کی گولی بچاتے ہوئے کہ زاحرام ہی نہیں بلکہ شرک سکھا رہے ہیں اور اس پر بڑی بشارت سے فرما رہے ہیں کہ یوں کرو تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حاصل ہو جائے گا، عاقل تو جانتا ہے کہ کسی مکروہ و ناگوار بات پر بھی ایسا نہیں کہا جاتا نہ کہ شرک و کفر، دھرم سے کہنا اگر دھرم رکھاتے ہو کہ کیا شاہ صاحب یہ لکھ سکتے تھے کہ اے مرید و عزیزو! روز صبح کو مندر میں جا کر سات دفعہ مہادیو جی ڈنڈوت کرو تو ان شاء اللہ تعالیٰ تین تلوک کھل جائیں گے۔ تقویۃ الایمان کے حکم پر شاہ صاحب کے اس کلام اور اس قول کے حکم میں کیا فرق ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ یہاں نیت جائز و نیت حرام ایسی متقارب ہیں جیسے آنکھ کی سیاہی سے سپیدی تو عوام کے لئے اس میں ہر گز خیر نہیں اور خواص میں سے جو ایسا کرنا چاہے ہر گز عوام کے سامنے نہ کرے۔ ہر سخن و تہ و نکتہ مقامے وارد (ہر بات کا وقت ہے اور ہر نکتے کا محل ہے۔ ت) یہ بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق حکم ہے اور احتراز و احتیاط ہر طرح اسلم ہے۔ وبالله التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے حصول توفیق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۵۳ و ۱۵۴: مسئلہ سید محمد میاں ۱۷ اشوال المکرم ۱۳۳۶ھ

حضرت مولانا صاحب معظم مکرم دامت برکاتہم العالیہ پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم معروض کل جو فتویٰ جناب سے لایا تھا اس کے متعلق بعض امور دریافت طلب رہے:

(۱) جناب فرماتے ہیں کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبیدی ہے۔ امر تعبیدی سے یہاں کیا مراد ہے اور پھر اس تعظیم سے امر تعبیدی ہونے کا کیا ثبوت ہے۔؟

^۱ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۹۰۱ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۲۲

(۲) تعظیم سے مراد مطلق تعظیم ہے تو تعظیم قبر کے تعبدی ہونے کا ثبوت درکار ہے اور تعظیم الہی مراد ہے تو اس کے تعبدی ہونے سے تعظیم قبر کے لئے طواف کیے ممنوع و بدعت ٹھہرے گا۔ امید کہ جواب باصواب سے ممتاز فرمائیں۔ والتسلیم مع التکریم زیادہ ادب۔

الجواب:

حضرت والا! آداب۔ میرے اس بیان میں دو دعوے ہیں: ایک یہ کہ طواف تعظیمی غیر خدا کے لئے حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عزت کے لئے بھی اگر کعبہ معظمہ و صفا و مروہ کے سوا کوئی اور طواف مقرر کیا تو ناجائز ہے۔ اول کا ثبوت عبارات منسک و مسلک میں اور دوم کا یہ بیان کہ تعظیم الہی کا بطواف اکنہ امر تعبدی غیر معقول المعنی ہے جس کی تصریح ائمہ نے فرمائی ہے کہ افعال حج تعبدی ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ اس گزارش سے دونوں سوالوں کا حل ہو گیا۔ فقط۔

مسئلہ ۱۵۵: مسئلہ محمد میاں قادری از مارہرہ ۲۰ شوال ۱۳۳۶ھ

حضرت مولانا المعظم المکرم دامت برکاتہم العالیہ پس از سلام مسنونہ معروض در بارہ مسئلہ طواف تعظیمی قبر میں بعض اہل لاہور کہتے ہیں کہ جب تعظیم قبر ایک امر جائز کم از کم ہے تو وہ ہیئت اور صورت کے لحاظ سے اپنے اطلاق پر رہنا چاہئے جب تک کہ شرع سے کسی خاص میں کوئی تقید نہ آئے اور صورت طواف میں بھی مسلک و منسک کے مصنفین کے منع کرنے کو وہ کافی نہیں سمجھتے اس کی کفایت یا اور کافی سند مذہب کی زیادت کی ضرورت ہے جناب ارشاد فرمائیں۔ فقیر محمد میاں قادری

الجواب:

حضرت والا! تسلیم، یا کتاب نامعتمد ہو یا اسے معتمد ترکتب میں اس کا خلاف مصرح ہو ورنہ کتب امام محمد یا مسندات کے سوا تمام متون و شروح و فتاویٰ ردی ہو جائیں گے۔ منسک و مسلک ضرور کتب معتمدہ ہیں اور ان کے مصنفین اپنا اجتہاد نہیں لکھتے، بلکہ مذہب کتب مذہب میں اس کا خلاف کس کس نے کیا، اور نہیں تو وجہ رد کیا ہے۔ فقط۔

مسئلہ ۱۵۶: مسئلہ مولوی عبد الحمید صاحب از بنارس محلہ پتر اکنڈہ تالاب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علماء کثرتہم اللہ تعالیٰ و ابقاھم الی یوم الجزاء (اللہ تعالیٰ انھیں زیادہ کرے اور قیامت کے دن تک انھیں باقی رکھے۔ ت) اس میں کیا فرماتے ہیں کہ خالد نے زید سے سوال کیا کہ کسی ولی کی قبر شیریف کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ زید نے جواب دیا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعضے ناجائز فرماتے ہیں بعضے جائز کہتے ہیں لیکن جواز ان کا قولاً و فعلاً بہت سے اکابر سے منقول ہے۔

مطالب المؤمنین میں ہے کہ بسند جید وارد ہے۔ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام سے مزار اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو روتے تھے اور اپنے چہرہ مبارک کو لٹاتے اےنی مزار قدس سے ملتے تھے۔ اور مسند امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ میں ہے کہ ایک روز مروان نے ایک شخص کو مزار اقدس پر منہ رکھے ہوئے دیکھا تو کہا کہ اے شخص، تو جانتا ہے کہ کیا کرتا ہے۔ تو پھر نزدیک آ کر دیکھا تو ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

خلاصۃ الوفا میں ہے کہ حضرت امام بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تبرکات منبر شریف کو بوسہ دے اور ہاتھ لگائے مزار اقدس کے ساتھ بھی ثواب کی امید پر ایسا ہی کرے تو فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لا بأس بتقبیل قبر والدیہ ^۱	اپنے والدین کے قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ت)

اور یعنی شرح بخاری میں ہے:

ان تقبیل الاماکن الشریفة علی قصد التبرک وکذلک تقبیل ایدی الصالحین وارجلہم فهو حسن محمود باعتبار القصد والنية ^۲	شریف مقامات کو چومنا بشرطیکہ تبرک کے ارادے سے ہو اور اسی طرح نیک لوگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا اچھا اور قابل تعریف کام ہے بشرطیکہ اچھے ارادے اور نیت سے ہو۔ (ت)

اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا اپنے باپ دادا کی قبروں کو بوسہ دینا بوارق محمدیہ میں منقول ہے۔

باقی رہا عدم جواز سو بعضے اس کی علت اس کا عادت نصاریٰ سے ہونا بتاتے ہیں اور بعضے اس کا مسنون ہونا فرماتے ہیں، سو پہلی بات میں تو یہ ہے کہ یہ مسئلہ شرعی ہے جب ہمارے اور غیر کے درمیان کسی امر میں کچھ فرق ہو گیا تو حکم تشبہ باطل ہوتا ہے۔ تنہا عاشورے کے روز نیز روز شنبہ کے روزے کا مکروہ ہونا اور نویں یا گیارہویں اور جمعہ یا یکشنبہ کا ملا دینے سے بلا کراہت جائز ہونا اسی طرح اہل مصیبت کے لوگوں کی تعزیت کے لئے آنے کی غرض سے گھر کے دروازے پر بیٹھنے کا مکروہ ہونا اور گھر کے اندر بیٹھنے کا بلا کراہت

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السادس نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۱

^۲ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الحج باب ما ذکر فی الحجر الاسود ادارۃ الطباعة المنیریۃ بیروت ۹/ ۲۴۱

جائز ہو ناکت فقہ میں مصرح ہے پس کسی ولی کے مزار شریف کو صرف بوسہ دے کے چلا آنا بجلت مذکورہ مکروہ ہوگا اور جب سلام بھی عرض کیا اور بوسہ بھی دیا اور آنکھوں سے بھی لگایا اور فاتحہ بھی پڑھی تو بلا کراہت جائز ہوگا، اور دوسری بات میں یہ کہ کسی امر کے غیر مسنون ہونے کو اس کا حرام یا مکروہ ہونا لازم نہیں۔ دیکھئے مثلاً نماز کی نیت کے ساتھ تلفظ باجوہ یکہ علی ما قال الشرنبلائی فی حاشیة علی الدرر الغرر ورنہ حضور سے نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین سے نہ ائمہ اربعہ سے کسی سے منقول نہیں مگر فقہاء اس کو مستحب فرماتے ہیں پس زید کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

فی الواقع بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع ادب، تو جسے غلبہ محبت ہو اس سے مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لئے منع ہی احوط ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار کا بر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل۔ عالم مدینہ علامہ سید نور الدین سمودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں جد مزار انور کے لمس و تقبیل و طواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:

وکتآب العلل والسؤالات لعبد اللہ بن احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتبرک بمسہ ویقبلہ ویفعل بالقبر مثل ذلک رجاء ثواب اللہ تعالیٰ فقال لا بأس به^۱۔
یعنی احمد بن حنبل کے صاحبزادے فرماتے ہیں میں نے باپ سے پوچھا کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے۔ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)
امام اجل تلقی الملتی والدین علی ابن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی شفاء السقام پھر سید نور الدین خلاصۃ الوفاء میں بروایہ یحییٰ بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی نباتہ عن کثیر بن یزید عن المطب بن عبد اللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا مزار اعظم سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں قبر شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہیں انھوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا: نعم ائی لہم ات الحجرا انما جئت رسول اللہ صلی اللہ

^۱ وفاء الوفاء الفصل الرابع باب ما یلزم الزائر من الادب الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۴/۴

تعالیٰ علیہ وسلم ہاں میں پتھر کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لا تبکوا علی الدین اذا ولید اہلہ ولكن ابکوا علی الدین اذا ولیہ غیر اہلہ^۱۔ دین پر نہ روجب اس کا والی اس کا اہل ہو ہاں دین پر روجب نا اہل اس کا والی ہو۔ سید قدس سرہ فرماتے ہیں: رواہ احمد بسند حسن امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی۔ نیز فرماتے ہیں:

روی ابن عساکر بسند جيد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بلالاً رای فی منامہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو یقول له ما هذه الجفوة یا بلال اما ان لك ان تزورنی فانتبه حزیناً خائفاً فركب راحلته وقصد المدينة فأتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل یبکی عنده ویسغ وجهه علیہ ^۲ ۔	یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے، مزار پر انوار پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور اپنا منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔

امام حافظ عبد الغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

لیس الاعتماد فی السفر للزیارة علی مجرد منامہ بل علی فعله ذلك والصحابۃ متوفرون ولم تخف علیهم القصۃ ^۳ ۔	یعنی زیارت اقدس کے لئے شد الرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انھیں معلوم ہوا کسی نے اس پر انکار نہ فرمایا۔

عالم مدینہ فرماتے ہیں:

^۱ شفاء السقام ابواب السابغ الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۵۲، وفاء الوفاء الباب الثامن الفصل الثانی دار احیاء التراث

العربی بیروت ۱۳۵۹/۴

^۲ وفاء الوفاء الباب الثامن الفصل الثانی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۶/۴

^۳ وفاء الوفاء الباب الثامن الفصل الثانی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۷/۴

یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اس پر رکھتے پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیار نہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔ اور ابن الصیف اور امام محب الطبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور اسمعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا تو وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے، کسی نے اس پر اعتراض کیا، فرمایا: میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں،	ذكر الخطيب بن حملة ان بلا لارضى الله تعالى عنه وضع خديه على القبر الشريف وان ابن عمر رضى الله تعالى عنهما كان يضع يده اليدين عليه ثم قال ولا شك ان الاستغراق في المحبة يحمل على الاذن في ذلك والقصد به التعظيم والناس تختلف مراتبهم كما في الحياة فمنهم من لا يملك نفسه بل يبادر اليه ومنهم من فيه اناة فيتأخر¹ اه ملخصاً۔ ونقل عن ابن الصيف والمحب الطبرى جواز تقبيل قبور الصالحين وعن اسمعيل التيمى قال كان ابن المنكدر يصيبه الصمات فكان يقوم فيضع خده على قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فعوتب في ذلك فقال استشفيت بقبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم²۔

علامہ شیخ عبدالقادر فاکھی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ الفضل الرسل میں فرماتے ہیں:

یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائیگا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانے پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب و مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں مگر اس کے لئے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت	تمر یغ الوجه والخذ والحمية بتراب الحضرة الشريفة واعتابها في زمن الخلوة بالمؤمن فيها توهم عامی محذوراً شرعياً بسببه امر محبوب حسن لطلابها وامر لا بأس به فيأ يظهر لكن لمن كان له في ذلك قصد صالح

¹ وفاء الوفاء الفصل الرابع باب ما يلزم الزائر من الادب دار احياء التراث العربی بیروت ۱۴۰۵ھ

² وفاء الوفاء الفصل الرابع باب ما يلزم الزائر من الادب دار احياء التراث العربی بیروت ۱۴۰۶ھ

وحملہ علیہ فرط الشوق والحب الطافح ¹ ۔	اسے اس پر باعث ہو۔

پھر فرماتے ہیں:

الانی اتحفك بأمر يلوح لك منه المعنى بأن الشيخ الامام السبكي وضع خد وجهه على بساط دار الحديث التي مسها القدم النووي يسأل بركة قدمه وينوه بمزيد عظمة كما اشار الى ذلك بقوله وفي دار الحديث لطيف معنى* الى بسط له اصبو وأوى* لعلی ان انال بحر وجهی* مکان مسه قدم النوای* وبأن شیخنا تاج العارفین امام السنة خاتم المجتهدین کان یمرغ وجهه ولحیته علی عتبة البیت الحرام بحجر اسمعیل²۔	یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملة والدین سبکی دارالحدیث کے اس بچھونے پر جس پر امام نووی قدس سرہ العزیز قدم رکھتے تھے ان کے قدم کی برکت لینے اور ان کی زیادت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دارالحدیث میں ایک لطیف معنی ہے جس کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اس جگہ پر جس کو قدم نووی نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمہ المجتہدین آستانہ بیت الحرام میں حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار کریم ہے اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے۔

باجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب ہو جبکہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجلہ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

المسألة متى امکن تخريجها علی قول من الاقوال فی مذهبنا او مذهب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکاره و النهی عنه وانما المنکر ما وقع الاجماع	جب کسی مسئلے کی ہمارے مذہب کے اقوال میں سے کسی قول پر یا کسی دوسرے مذہب پر تخریج ممکن ہو تو ایسا مسئلہ قابل انکار نہیں ہوتا کہ جس کا انکار واجب ہو اور اس سے منع کیا جائے قابل انکار

¹ حسن التوسل فی زیارة افضل الرسل

وہ مسئلہ ہوتا ہے کہ جس کی حرمت پر اہل عالم کا اتفاق ہو اور اس سے منع کیا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	علیٰ حرمتہ والنہی عنہ۔ ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۷: مرحلہ جناب محمد زاہد بخش صاحب از ملک بنگالہ ڈاکخانہ ڈام اکاٹھ موضع فرید پور ضلع میمن سگھ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ ایک پیر مرید کرتا ہے اس طریقہ پر کہ اول نے، ڈھول اور طنبورہ اور مردنگ اور سارنگی اور ستار اور بیلا اور تالی بجانا اور گیت گانا اور ناچنا شروع کرتا ہے تو پھر بے ہوش ہوتا ہے۔ اور گانا اور بجانا ایسی زور سے کرتا ہے کہ ایک میل سے سنا جاتا ہے۔ اور اس پیر کے نزدیک جب سب مرید آتے ہیں اول سجدہ کرتے ہیں یا کہ قدم چومتے ہیں تو اس شرط میں اس ملک کے عالم منع کرتے ہیں اور وہ پیر یہ جواب دیتے ہیں کہ سجدہ کرنا قرآن میں جائز ہے پیر کو۔ سورہ یوسف کی اس آیت میں

"وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا"^۲۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اوپر کر کے تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ (ت) اور وہ پیر یا کہ وہ مرید امامت کریں تو ان کے پیچھے اقتداء کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

مزامیر ناجائز ہیں اور سجدہ غیر خدا کو حرام قطعی ہے۔ اور قرآن عظیم کی طرف اس کے جواز کی نسبت کرنا افتراء ہے۔ قرآن عظیم نے اگلی شریعت والوں کا واقعہ ذکر فرمایا ہے ان کی شریعت میں سجدہ تحیت حلال تھا ہماری شریعت نے حرام فرمادیا تو اب اس سے سند لانا ایسا ہے جیسے کوئی شراب کو حلال بتائے کہ اگلی شریعتوں میں جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی بلکہ شریعت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا اب اس کی سند لا کر جو حلال بتائے کافر ہو جائے گا، ایسے پیر اور ایسے مریدوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ ہے اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب ہے۔ اور انھیں امام بنانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۸ تا ۱۶۳: ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے دوسرے سے السلام علیکم کہا دوسرے نے بھی جواب میں السلام علیکم ہی کہا دیگر یہ کہ سلام کے جواب میں آداب بندگی، تسلیمات وغیرہ وغیرہ کہے ایسی صورت میں اول السلام علیکم کہنے والا خاموش رہے یا کیا کہے اور جواب سلام کا

^۱ الحدیقہ الندیہ النوع الثالث والثلاثون المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۳۰۹

^۲ القرآن الکریم ۱۲/۱۰۰

مسنون طریقہ سے جس نے نہیں دیا ہے وہ کس خطا کا مرتکب ہوا؟

(۲) دوسرے یہ کہ بہتر اور آسان طریقہ سلام اور اس کے جواب کا کیا ہے کس قدر الفاظ کہنا چاہئے؟

(۳) تیسرے یہ کہ ایک مقام پر چند یا ایک شخص بیٹھا ہو اور کوئی شخص آئے اور بعد سلام علیکم کرنے کے اور کوئی بات چیت

کر کے فوراً چلا جائے قیام نہ کرے ایسی صورت میں مذکور کو جاتے وقت پھر السلام علیکم کہنا چاہئے یا نہیں؟

(۴) چوتھے یہ کہ ان لوگوں کو جو دوسرے دن یا روزمرہ بلکہ کبھی ایک دن میں چند بار بھی ملنے کا اتفاق پڑتا ہو ان کو بعد سلام اور

جواب سلام کے اگرچہ دوسرا شخص اپنے کام ضروری میں مصروف ہو مگر مصافحہ کرنا بھی امر ضروری ہے۔ دیگر یہ کہ مصافحہ کون

کون سے موقعوں پر کرنا ضروری ہے اور مصافحہ فرض ہے یا واجب یا سنت؟

(۵) پانچویں یہ کہ اگر کوئی مسلمان اگرچہ وہ خود گنہگار ہو اور اپنے آپ کو گنہگار جانتا بھی ہو لیکن اپنے بھائی مسلمانوں کی حالت

خلاف طریقہ اور برتاؤ کو دیکھ کر اور باوجود نصیحت اور ہدایت کر سکنے کے اور نہ کرے تو اس مسلمان مذکور کی بابت کیا حکم ہے؟

دیگر یہ کہ اگر شخص مذکور کسی وجہ خاص یعنی دوسرے کی خفگی وغیرہ کے باعث کچھ نہ کہے مگر خود غمگین ہو اور افسوس کرے اور

اس کے حق میں دعائے خیر کرے تو شخص مذکور کچھ اجر پانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(۶) چھٹی یہ کہ منافقانہ طریقے سے ملنا اور سلام کرنا کیسا ہے؟ چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنے سے جواب ادا ہو جائے گا اگرچہ سنت یہ ہے کہ وعلیکم السلام کہے، آداب، تسلیمات،

بندگی کہنا ایک مہمل بات ہے اور خلاف سنت ہے، اس کا جواب کچھ ضرور نہیں، وہاں مصلحت پر نظر کرے۔ اگر صورت یہ ہے

کہ اس کا جواب نہ دینے سے وہ متنبہ ہوگا اور آئندہ خلاف سنت سے باز رہے گا تو کچھ جواب نہ دے، اور اگر وہ دنیا کے اعتبار سے

بڑا شخص ہے اور اسے جواب نہ دینے میں ضرر وائذا کا اندیشہ ہے تو ویسا ہی کوئی مہمل جواب دے دے۔ اسی طرح اگر اسے

جواب نہ دینے سے کینہ پیدا ہوگا یا اپنی ناواقفی کے باعث اس کی دل شکنی ہوگی جب بھی جواب دینا اولیٰ ہے اور سلام جب مسنون

طریقہ سے کیا گیا ہو اور سلام کرنے والا سنی مسلمان صحیح العقیدہ ہو تو جواب دینا واجب ہے اور اس کا ترک گناہ مگر اجنبی جو ان

عورت اگر سلام کرے تو دل میں جواب دینا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کم از کم السلام علیکم اور اس سے بہتر ورحمۃ اللہ ملانا اور سب سے بہتر و برکاتہ شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے السلام علیکم کہا تو یہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے۔ اور اگر اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو یہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ کہے اور اگر اس نے و برکاتہ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زیادت نہیں۔

(۳) جاتے وقت پھر کہے لیست الاولیٰ بأحق من الآخرۃ (پہلا جواب دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۴) مصافحہ سنت ہے اور اس کا وقت ابتدائے ملاقات ہے خواہ ابتدائے حقیقی ہو جیسے جو شخص ابھی آیا یا حکمی جیسے کوئی بد مذہب آیا اور بیٹھا اور گفتگو کرتا رہا اور ہدایت پائی اور سنی ہوا تو جتنے حاضرین اہلسنت ہیں ان سب کو اس سے مصافحہ چاہئے جیسا کہ امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کا حکم دیا۔ نماز کے بعد بھی مصافحہ اسی ابتدائے حکمی میں داخل ہے کہ نمازی نماز میں دوسرے عالم میں ہوتا ہے ولہذا جو خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کرے اس کے سننے سے نمازی پر سجدہ واجب نہیں۔ اور نمازی تلاوت کرے تو جو نماز سے باہر ہے اس پر واجب نہیں۔ اس لئے شریعت مطہرہ میں ختم نماز میں ایک، دوسرے پر سلام رکھا۔ دن میں اگر کئی بار ملتا ہو تو ہر بار مصافحہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) احکام الہی بجالانا اور گناہ سے خود بچنا ہر شخص پر فرض ہے اور دوسرے کو اتباع شرع کا حکم دینا اور گناہ سے بقدر قدرت منع کرنا ہر اہل پر فرض ہے آپ گناہ کرنے کے سبب دوسرے کو نہ منع کرنا دوسرا گناہ ہے ہاں اگر منع کرنے کے سبب فتنہ و فساد و حشمت و نفرت کا ظن غالب ہو تو سکوت کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ دل میں غمگین ہونا اور مسلمان بھائی کے لئے دعا کرنا یہ ایمان کی علامت ہے اس پر ثواب پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بروز پنجشنبہ بتاریخ ۹ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

مسئلہ ۱۶۸ تا ۱۶۳: از اٹا وہ اور یا مسئلہ حیات اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

(۱) آیا عورت مومنہ کو مومنہ سے السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب و علیکم السلام کہنا جائز ہے؟

- (۲) عورت مومنہ کا اپنے باپ بھائی دادا سے السلام علیکم کہنا اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا جائز ہے؟
- (۳) لڑکے اور بھائی کو اپنی ماں اور بہن سے السلام علیکم کہنا جائز ہے اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے؟
- (۴) عورت کو خاوند سے اور خاوند کو عورت سے السلام علیکم کہنا اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے؟
- (۵) عورتوں کو اگر السلام علیکم کہنا درست نہیں تو اور کون الفاظ بروئے شرع آپس میں ملتے وقت کہنا چاہئے؟ فقط۔

الجواب:

ان سب صورتوں میں السلام علیکم اور جواب وعلیکم السلام کہنا بلاشبہ جائز ہے زمانہ اقدس میں بھی رواج تھا۔ بیبیوں سے بھی السلام علیکم فرمایا ہے مگر یہاں ایک دقیقہ واجب الحاظ ہے جو سنت مؤکدہ نہ ہو یا اس کا ایک طریقہ متعین نہ ہو اور بعض طرق عوام میں ایسے اوپری ہو گئے ہوں کہ اس کے بجالانے سے سنت پر نہیں گئے تو وہاں اس غیر مؤکدہ اور مؤکدہ کے اس طریقہ خاصہ کا ترک ہی مصلحت ہوتا ہے کہ ایک استحباب کے لئے لوگوں کا دین کیوں فاسد ہو سنت پر ہنسنا معاذ اللہ کفر تک لے جاتا ہے اور مسلمانوں کو کفر سے بچانا فرض ہے مسئلہ خفاض نساء میں علماء نے اس دقیقہ کی تصریح کی ہے نیز شملہ عمامہ میں فرمایا کہ جہاں جہاں اس پر ہنستے ہیں اور دم سے تشبیہ دیتے ہوں وہاں شملہ نہ چھوڑا جائے، باہم عورتوں کا یا عورتوں سے السلام علیکم کی حالت قریب قریب ایسی ہی ہے اور اسے اچھا جانیں گے اور اس پر ہنسنے کا احتمال ہے اور لفظ سلام اس کا قائم مقام، قالوا سلاما قال سلام تو اس پر اکتفا مناسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۹: از مقام کیلا کھیر تحصیل باز پور ضلع نینی تال مسئلہ عبد المجید خاں مدرسہ زنانہ بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ احوال اینست کہ بابت مصافحہ کے کوئی کہتا ہے کہ بعد نماز کے نہیں کرنا چاہئے اور کوئی کہتا ہے کہ بعد نماز کے کرنا چاہئے لہذا آپ سے معروض ہوں کہ کون سا قول صحیح تر ہے۔ اور طریقہ بھی صاف الفاظوں میں تحریر فرمائیں تاکہ مخالف زیر ہو۔

الجواب:

نمازوں کے بعد مصافحہ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ نسیم الریاض میں ہے:

الاصح انہا بدعہ مباحۃ^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت مباحہ ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۰ تا ۱۷۱: از موضع سیوہارہ ضلع بجنور محلہ مولویاں مسؤلہ حفظ الرحمن روز شنبہ بتاریخ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ
(۱) زید اپنے پیر کی تصویر کو نہایت احترام سے رکھتا ہے بوسہ دیتا ہے سجدہ تحیت کرتا ہے لہذا تصویر کو بوسہ دینا تصویر کو سجدہ تحیت کرنا کیسا ہے۔ ہر ایک کا حکم علیحدہ علیحدہ نص صریح یا حدیث صحیح یا قول امام سے بحوالہ کتب تحریر فرمادیں۔ اور زید ثبوت سجدہ تحیت میں کتاب انوار العیون فی اسرار المکنون مصنفہ شیخ عبدالقدوس کی یہ عبارت پیش کرتا ہے:

مریدان حضرت شیخ العالم قدس سرہ پیش حضرت شیخ العالم سرہ (یعنی شیخ عبدالقدوس گنگوہی) کے پیش می آورند و سجدہ پیش می رفتند و می نشستند و امر وز ہماں سنت مریداں حضرت شیخ العالم جاری کہ پیش قبر حضرت شیخ العالم و پیش صاحب سجادہ سر بر زمین می نہند و سجدہ می کنند ^۲ ۔	حضرت شیخ العالم قدس سرہ (یعنی شیخ عبدالقدوس گنگوہی) کے مرید سر آگے کر کے ان کے روبرو سجدہ کرتے اور پھر بیٹھتے ہیں۔ آج حضرت شیخ العالم کے مریدوں میں وہی طریقہ جاری و ساری ہے۔ کہ حضرت موصوف کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں اور پھر ان کے سجادہ نشین کے آگے زمین پر سر رکھ کر انھیں سجدہ کرتے ہیں۔ (ت)

اس قول کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ سجدہ تحیت کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ در مختار میں ہے:

و کذا ما یفعلون من تقبیل الارض بین یدی العلماء العظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان لانه یشبه عبادۃ الوثن و هل یکفران علی وجه العبادۃ والتعظیم	اور اسی طرح جو کچھ جسلا اور نادان کیا کرتے ہیں کہ بڑے عظیم علماء کے آگے زمین کو بوسہ دیتے (تو یاد رکھو کہ) یہ فعل حرام ہے لہذا کرنے والا اور اس سے خوش ہونے والا (دونوں) گنہگار ہیں اس لئے کہ یہ کام بت کی عبادت سے مشابہت رکھتا ہے۔

^۱ نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الثانی فصل فی نظافة جسمہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳/۲

^۲ انوار العیون فی اسرار المکنون

کفر وان علی وجه التحیة لا وصار اثماً مرتکباً للکبیرة^۱ ۱ فی الشامی قال الذیلعی و ذکر الصدر الشہید انه لا یکفر بهذا السجود لانه یرید به التحیة^۲۔	اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنے والا کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر اس نے یہ کام بطور عبادت کیا اور اس کی تعظیم کی تو بلاشبہ کافر ہو گیا۔ اور اگر تعظیم و بزرگی کی خاطر ایسا کیا تو کافر نہ ہوا لیکن پھر بھی گنہگار، گناہ کبیرہ بجالانے والا ہوا۔ اور فتاویٰ شامی میں ہے کہ علامہ زیلعی نے فرمایا امام صدر شہید نے ذکر فرمایا کہ اس طرح سجدہ کرنے سے وہ کافر نہ ہوگا کیونکہ اس سے اس کی مراد صرف تعظیم ہے۔ (ت)

یعنی زیلعی و صدر شہید سجدہ تحیت کرنے والے کو کافر نہیں کہتے۔

(۲) سجدہ عبادت سجدہ تعظیم، سجدہ تحیت، سجدہ شکر، تقبیل ارض ان سب کی تعریف و فرق تحریر فرمادیں نیز ان میں کون
 مخصوص ہے زندہ بزرگوں کے لئے اور کون ہے قبور و تصاویر کے لئے مع حوالہ کتاب۔

الجواب:

(۱) غیر کو سجدہ بلاشبہ حرام ہے پھر اگر بروجہ عبادت ہو تو یقیناً اجماعاً کفر ہے اور بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے اس کے
 حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے کبیرہ ہے مگر کفر نہیں زیلعی کی عبارت کا صاف یہی
 مطلب ہے نفی کفر کرتے ہیں نہ کہ نفی حرمت، احادیث صحیح اس بارے میں بکثرت وارد اور کتب ہر چہار مذہب اس کی تحریم پر
 متفق۔ بعض ملفوظات کہ بعض اولیاء کرام کی طرف بلا سند صحیح متصل منسوب ہوں ایسے مسئلہ جلیہ واضحہ متفق علیہا کے مقابل ہر
 گز قابل استناد نہیں۔ اور بالخصوص سجدہ قبر کے بارے میں وہ حدیث موجود ہے۔

ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد له قال فلا تفعل^۳۔	بھلا دیکھئے اگر میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا اس کو سجدہ کرو گے؟ عرض کی: نہیں۔ (ت)

اور تصویر کو سجدہ تو کھلا پھانک بت پرستی کا ہے۔ دنیا میں بت پرستی کا آغاز تصاویر کو جانب قبلہ صرف نصب کرنے سے ہوا کمافی
 صحیح البخاری وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ ت) نہ کہ سجدہ

^۱ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۲۵

^۲ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

^۳ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱

کہ جانب قبلہ نصب سے ہزار ہا درجہ بدتر اور کفر سے ایسا ہی قریب ہے جیسے آنکھ کی سپیدی سے سیاہی۔ تصویر کی تعظیم مطلقاً حرام ہے بلکہ غیر محل اہانت میں اس کا رکھنا ہی حرام و مانع دخول ملائکہ رحمت ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدخل الملائكة بیتنا فیہ کلب ولا صورة ^۱ ۔	فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ (ت)

یہ سب وساوس ابلیس ہیں۔ مسلمان اگر اس کے ہاتھوں میں نرم ہوا اور وہ اسے ہلاک کر دے گا جلد کھچے اور اس عدو مبین سے جدا ہو کر شریعت مطہرہ کی باگ تھام لے "وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ" (۲) اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھا راستہ دکھائے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سجدہ کسی قسم کا شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحيۃ میں غیر خدا کے لئے مطلقاً جائز نہیں اور احکام منسوخہ سے استناد جہل و خطر افتیاد ورنہ سگی بہن سے نکاح بھی جائز ہوا پنا رب حقیقی و مالک بالذات جان کر اس کے حضور غایت تذلل کے لئے زمین پر پیشانی رکھنا سجدہ عبادت ہے اور معبود نہ جان کر صرف اس کی عظمت کے لئے روبرو بجاک ہونا سجدہ تعظیم ہے اور وقت لقا باہمی موانست کے لئے سجدہ تحیت اور ہر شناسی نعمت کے اظہار کو سجدہ شکر اول و آخر مولیٰ عزوجل کے لیے ہیں۔ پہلا فرض اور بچھلا مستحب۔ اور دوم سوم کہ غیر خدا کے لئے ہوں حرام ہیں کفر نہیں۔ یونہی چہارم بھی، اور پہلا کفر قطعی۔ اور غیر خدا کے لئے تقبیل ارض بھی حرام ہے اور جو کرے اور جس کے لئے کی جائے اور وہ راضی ہو دونوں مرتکب کبیرہ اور بہ نیت عبادت ہو تو یہ بھی کفر کہ عبادت غیر کی نیت خود ہی کفر ہے اگرچہ اس کے ساتھ کوئی فعل نہ ہو۔ ہندیہ میں ہے:

وفي الجامع الصغير تقبيل الارض بين يدي العظیم حرام وان الفاعل والراضی اثنان كذا في التاتارخانية و تقبيل	جامع صغیر میں ہے کسی بڑے کے آگے زمین بوسی حرام ہے۔ اور ایسا کرنے والا اس پر راضی ہونے والا دونوں گناہ گار ہیں تاتارخانیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ اہل علم اور

^۱ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم امین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۵۸، جامع الترمذی ابواب الآداب باب ما جاء ان

الملائكة لاتدخل الخ امین کہنی کراچی ۱۲/ ۱۰۳

^۲ القرآن الکریم ۲/ ۲۱۳

الارض بین یدی العلماء والزہاد فعل الجہال و الفاعل والراضی اثنان کذا فی الغرائب^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جامع صغیر میں ہے کسی بڑے کے آگے زمین بوسی حرام ہے۔ اور ایسا کرنے والا اس پر راضی ہونے والا دونوں گناہ گار ہیں تاہار خانیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ اہل علم اور زاہدوں کے آگے زمین چومنا جاہلوں (ناواقف لوگوں) کا طریقہ ہے۔ لہذا ایسا کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا (دونوں) گناہ گار ہیں فتاویٰ الغرائب میں یہی مذکور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۷۲: از ضلع گیا پردہ چک ڈاکخانہ شمشیر نگر مسئلہ ابوالبرکات۔ بروز شنبہ بتاریخ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عید و بقر عید مصافحہ و معافتہ کرنا آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا کہ نہیں؟ حدیث مع حوالہ کتب تحریر ہو اور ان اوقات میں مصافحہ کرنا کتب حنفیہ سے ثابت
ہے کہ نہیں؟ فقط۔

الجواب:

احادیث صحیحہ سے مصافحہ کی سنیت ثابت ہے اور خصوصیت وقت اسے ناجائز نہ کر دے گی۔ حدیث میں ہے:

صوم یوم السبت لالک ولا علیک^۲۔	صرف سینچر کے دن روزہ رکھنا نہ تو تیرے لئے مفید ہے نہ مضر۔ (ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسوی شرح موطا میں جواز مصافحہ بعد نماز عید کی اور نسیم الریاض میں مصافحہ بعد صلوٰۃ کی نسبت ہے:

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نوائی کتب خانہ پشاور ۳۶۹/۵

^۲ مسند احمد بن حنبل حدیث امرأ قرظی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۳۶۸/۶

الاصح انہا بدعة مباحة ¹ ۔	زیادہ صحیح یہ ہے کہ مصافحہ (بعد از نماز) ایک مباح (جائز) بدعت ہے۔ (ت)

عین العلم میں ہے:

الاصرار ببالمینہ عنہ حسن ² ۔	اس کام پر اصرار و تکرار کرنا کہ جس سے منع نہ کیا گیا ہو اچھا کام ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے:

خالقوا الناس باخلاقهم ³ ۔	لوگوں سے اخلاق رکھوان کے اخلاق کی وجہ سے۔ (ت)

ایسے مباحات کہ عوام میں رائج ہوں وہ مواقف مسلمین کے باعث مباح نہیں بلکہ مستحب ہو جاتے ہیں اور اس میں مخالفت مکروہ ہے۔ اور یہ وہی کرے گا جو اپنی شہرت اور نلو بننا چاہتا ہے۔ شرح صحیح مسلم شریف و مجمع البحار وغیرہا میں ہے:

الخروج عن العادة شهرة ومکروه ⁴ ۔	لوگوں کی عادات سے نکلنا (قدم باہر رکھنا) باعث شہرت اور مکروہ ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۷۳: نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیم کھڑے ہونا اور مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

عالم دین اور سلطان اسلام اور علم دین میں اپنا استاذان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الثانی فصل فی نظافة جسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العربی بیروت ۱۳ / ۲

² عین العلم الباب التاسع فی الصب و آفات اللسان مطبع اسلامیہ لاہور ص ۲۰۶

³ اتحاف السادة المتقین کتاب آداب العزلة الفائدة الثانية الخ دار الفکر بیروت ۱ / ۵۴

⁴ الحديقة النديه شرح الطریقه المحمدیه الصنف التاسع تنمة الاصناف مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۲ / ۵۱۲

مسئلہ ۱۷۴: از پوپوری جتارن مار قوار مسئلہ حبیب اللہ

بروز سہ شنبہ ۲ رجب ۱۳۳۲ھ

مصافحہ کرتے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے یا دعا پڑھنا چاہئے؟

الجواب:

درود اور دعائوں ہوں اور صرف درود کافی ہے۔ کہ الحمد للہ کے بعد ہر دعا سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۵: مسئلہ عبدالستار بن اسماعیل از شہر گوئڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مورخہ ۹ شعبان یکشنبہ ۱۳۳۲ھ

سلام کرنا اشارہ کے ساتھ یعنی وقت سلام مسنون ہاتھ پیشانی تک لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بلا ضرورت فقط اشارہ پر قناعت بدعت اور یہود و نصاریٰ کی سنت ہے اور سلام مسنون کے ساتھ محل حاجت عرفیہ میں اشارہ بھی ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۶: از کلکتہ ڈاک خانہ ہٹ تلا بڑا صاحب کاہٹ محمد غلام فرہاد بروز چہار شنبہ ۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ

مکرمی و معظمی جناب مولانا شاہ عبدالصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب بعد آداب و تسلیم معروض آنکہ ہم لوگ احاطہ بنگال ضلع فرید پور تھانہ پالنگ موضع لا کرملہ میں سب لوگ اہلسنت و جماعت کے ہیں مگر ان میں سے بعض لوگ ایسے خفی کلمات ہیں مگر عقیدہ و ہابیت کا ہے یعنی دیوبند کا۔ چونکہ وہ لوگ دیوبند کا کیفیت سے اچھی طرح واقف نہیں اور ہمارے بنگال کا ہادی جو نیور کے مولانا کرامت علی صاحب کی اولاد ہیں وہ لوگ بھی دیوبند کے عقیدہ پر چلتے ہیں یعنی قیام و فاتحہ و ثنائی جماعت وغیرہ کو ناجائز کرتے ہیں لہذا ہم لوگ نے حضور کی کتاب کو کبۃ الشہابیۃ اور چند پرچہ کلکتہ منشی لعل خان صاحب سے منگا کر دکھلایا کہ تم لوگوں کا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے بہر حال ہم لوگ سے اختلاف کرتا رہا مگر اس وقت مسئلہ قد مبوسیٰ اور سجدہ تحیہ میں ہم لوگوں کو بہت مجبور کیا، ہم لوگ قادر یہ شریف میں سلسلہ بھاگل پور کے مریدان اسلام آباد احاطہ بنگال کے مولانا شاہ محمد عبدالحی صاحب سے دست بیعت کیا ہوں انھوں نے سجدہ تحیہ کو جائز رکھتے ہیں اور دیوبندی خلاف ہیں اب ہم لوگوں نے کہا کہ یہ مسئلہ ایسے آدمی سے دریافت کرنا چاہئے جو کہ متوسط سنت و جماعت کے ہیں۔ لہذا ہم لوگ حضور کو بمقابلہ مقتدا اسلام اور حامی سنت و جماعت کا جانتا ہوں اب یہاں سے دو فتویٰ دیا جاتا ہے کہ ہم لوگ سجدہ تحیہ کو جائز رکھتا ہوں اور مقتدا دیوبندی کفر اور حرام ناجائز کہتے ہیں۔ خیر گزارش ضروری یہ ہے کہ حضور اگر جائز کرتے ہیں تو بہت خوب اور اگر ناجائز کریں

بسر تسلیم مان لیتا ہوں مگر امید کرتا ہوں کہ جواب اس طرح ہونا چاہئے کہ فتویٰ دیوبندی ہم پر غالب نہ ہو جائے، والسلام۔

الجواب:

بزرگان دین کی قدمبوسی بلاشبہ جائز بلکہ سنت ہے۔ بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا۔ رہا سجدہ تہیت، اگلی شریعتوں میں جائز تھا۔ ملائکہ نے بحکم الہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ مقدسہ اور ان کے گیارہ صاحبزادوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت سیدنا مریم (علیہا السلام) کے شکم مبارک میں تھے اور سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بہن کے شکم مقدس میں جب حضرت مریم اپنی بہن کے پاس تشریف لائیں ان کی بہن عرض کرتی ہیں:

انی ازمی مافی بطنی یسجد لہافی بطنک ^۱ ۔	میں دیکھتی ہوں کہ وہ جو میرے پیٹ میں ہے اس کے لئے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے۔

وہابیہ خذلم اللہ تعالیٰ کہ اس کو شرک کہتے اللہ کے رسولوں اور فرشتوں کو شرک کا مرتکب اور اللہ عزوجل کو معاذ اللہ شرک کا حکم دینے والا ٹھہراتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ:	حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا اور وہ سب (والدین و بردران) حضرت یوسف کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر گئے (ت)
"وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا" ^۲	اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہہ دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو سوائے شیطان کے سب نے سجدہ کیا۔ (ت)
وقال اللہ تعالیٰ	
"وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ" ^۳	

دیوبندیہ خود مرتدین ہیں ان کو مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق۔ علمائے حریمین شریفین نے

^۱ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ان اللہ یشرک ببیحی الخ المطبعة البهية مصر الجزء الرابع ص ۳۸، روح البعانی تحت آیت

ان اللہ یشرک ببیحی مصدقاً بکلمة الخ ادارة الطباعة المنيرية مصر الجزء الثالث ص ۱۳۰

^۲ القرآن الکریم ۱۲/۱۰۰

^۳ القرآن الکریم ۲/۳۴

ان کے پیشواؤں کو نام بنام لکھا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر^۱ جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے خود کافر۔ ہاں ہماری شریعت مطہرہ نے غیر خدا کے لئے سجدہ تحت حرام کیا ہے اس سے بچنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۷: مرسلہ حکمت یا رخاں ساکن بریلی محدث شاہ آباد ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بمبئی اور اس کے اطراف وجوانب میں قدیم سے یہ طریقہ جاری ہے کہ ہر جماعت پنجگانہ کے بعد نماز اور دعا خیر سے فارغ ہو کر مصلیان مسجد باہم مصافحہ کر کے رخصت ہوتے ہیں آج کل موضع کرلا میں ایک مولوی صاحب اس کو بدعت قبیحہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل سے یہ ثابت نہیں اس لئے ہر گز ایسا نہ کرنا چاہئے، دوسرے ایک صاحب کا قول ہے کہ مسلمان خانہ خدا میں پنجگانہ نماز ادا کرنے کے بعد باہم مصافحہ کر کے محبت و اتفاق و اتحاد کا ثبوت دیتے ہیں یہ نہایت مستحسن طریقہ ہے اگر بدعت قبیحہ ہوتا تو علمائے دین ضرور اس سے منع فرماتے حالانکہ آج تک کسی سنی عالم نے اس سے ممانعت نہیں کی۔ پس اس کے لئے قول فیصل بدلائل قوی تحریر فرمائیں کہ رفع نزاع ہو۔ بینوا تو جروا۔ بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)

الجواب:

صحیح یہ ہے کہ وہ جائز اور بہ نیت حسنہ مستحب و مستحسن ہے۔ اور جہاں کے مسلمانوں میں اس کی عادت ہے وہاں انکار سے مسلمانوں میں فتنہ و تفرقہ پیدا کرنا جہالت اور بر بنائے اصول و ہدایت ہو جیسا کہ آج کل اکثر یہی ہے تو صریح ضلالت والعیاذ باللہ۔ نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں ہے:

الاصح انها بدعة مباحة ^۲	زیادہ صحیح یہ ہے کہ مصافحہ کرنا ایک جائز بدعت ہے۔ (ت)
وقولهم انه بدعة ای مباحة	ان کا یہ فرمانا کہ مصافحہ کرنا بدعت ہے یعنی جائز اور

در مختار میں ہے:

^۱ حسام الحرمین علی منحر الکفر والبدع مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ص ۹۳

^۲ نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الثانی دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳/۲

حسنۃ کہا افادۃ النووی فی اذکارہ وغیرہ فی غیرہ ^۱ ۔	اچھی بدعت ہے جیسا کہ امام نووی نے کتاب الاذکار میں اور دوسرے ائمہ کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔ (ت)

اور تفصیل مرام وازلہ اوہام ہمارے رسالہ وشاح الجید میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۸: موضع کٹیاڈاک خانہ سکندر پور ضلع فیض آباد مرسلہ محمد ناظر خاں صاحب زمیندار مورخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ بوسہ قبر جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے۔ بکثرت اکابر جواز و منع دونوں طرف ہیں اور عوام کے لئے زیادہ احتیاط منع میں ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام پر کہ ان کے اتنا قریب جانا ادب کے خلاف ہے۔ کم از کم چار ہاتھ فاصلے سے کھڑا ہو کہما فی العالمگیریہ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے۔ت) تو بوسہ کیسے دے سکتا ہے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۹: ازڈاکخانہ دھامونکے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم قریشی مدرس مدرسہ مورخہ ۲۷ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ ایک مسلم کو کون کون سے مواقع اور کون کون سے اشخاص پر پہلے السلام علیکم کہنا واجب ہے وکذا لک کیا کوئی مواقع واشخاص ایسے بھی ہیں جبکہ تحیات کا جواب دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

الجواب:

ابتداءً سلام مسلمان سنی صالح پر سنت ہے اور اعلیٰ درجہ کی قربت ہے مگر واجب کبھی نہیں سوا اس صورت کے کہ سلام نہ کرنے میں اس کی طرف سے ضرر کا اندیشہ صحیح ہو جن صورتوں میں سلام مکروہ ہے جیسے مصلی یا تالی یا ذا کریا مستنجبی یا آکل پران لوگوں کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۰ تا ۱۸۳: از کلنتہ امرتلا لیں ۲۶ گدی دیوان رحمت اللہ مرسلہ حاجی پیر محمد ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ (۱) جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

^۱ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۴

(۲) حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دربارہ محبت و اطاعت آل کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

(۳) اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں؟

(۴) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان کسے صدر بتائیں؟

الجواب:

(۱) سادات کرام کی تعظیم فرض ہے۔ اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولوی یا کسی کو میر و بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلہم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر ^۱ ۔	سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے جس نے عالم کی تصغیر کر کے عویلہم یا علوی کو علوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا۔ (ت)

بیہقی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے اور ابوالشیخ ودیلی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فهو لاحدی ثلاث امامنا فقا واما لزنیه واما لغير طهور ^۲ ۔ هذا لفظ البیہقی من حدیث زید بن جبیر عن داؤد بن الحصین عن ابن ابی رافع عن ابیہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولفظ غیرہ امامنا فق واما ولد زنیۃ واما امرء حبلت به امه فی غیر طهر ^۳ ۔	جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں۔ یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ (یہ بیہقی کے الفاظ زید بن جبیر نے اپنے والد کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کئے دوسروں کے الفاظ یوں ہیں۔ یا منافق، ولد زنیہ یا اس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں اس کا حمل لیا۔ ت)

^۱ مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۹۵

^۲ شعب الایمان حدیث ۱۲۱۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۳۲

^۳ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۲۶

بلکہ علماء و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے نوح علیہ السلام)! وہ تیرا بیٹا (کنعان) تیرے گھروالوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" ^۱ ۔

جیسے نیچری، قادیانی، دہابی غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض، اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے کسی قوم کا رافضی ہو جائے، دودن بعد میر صاحب ہو جائے گا، ان کا بھی وہی حال ہے۔ کہ ان فرقوں کی طرح تبرائیان زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲) محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے۔

"قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا أَنَا نَهَوَذَكَ فِي الْقُرْبَىٰ" ^۲ ۔	(ان سے) فرمادیجئے (لوگو!) اس دعوت حق پر میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر رشتہ کی الفت و محبت (ت)

ان کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے۔ اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کاذبہ جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگی۔ اطاعت عامہ اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ" ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم مانو، اور رسول کا حکم مانو، اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں (یعنی امراء و خلفاء)۔ (ت)

اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے اور علمائے دین ان کے احکام سے آگاہ۔ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نور علی نور، امور مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے اور حضور کی رضا اللہ عزوجل کی رضا۔

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۴۶

^۲ القرآن الکریم ۴۲/۲۳

^۳ القرآن الکریم ۴/۵۹

(۳) ہاں سچے مہمان اہلبیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں۔ طرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الزمو امو دتنا اهل البيت فانه من لقي الله وهو يودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذى نفسى بيده لا ينفج عبد اعمله الا بمعرفة حقنا ¹ ۔	ہم اہلبیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی بندے کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

(۴) اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لئے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ ان
میں جو عالم یا علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو۔

الاترى ان الاحق بالامامة الاعلم وما عد شرف النسب الابعد وجوده وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة۔ رواه البخارى ² ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کیا تم نہیں دیکھتے کہ امامت کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو سب سے بڑا عالم ہو اور شرافت نسب کا شمار نہیں کیا جاتا مگر اس کے پائے جانے کے بعد، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی کام کسی نااہل کے حوالے کیا جائے تو قیامت آنے کا انتظار کیجئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ بخوبی جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۸۴: از ضلع سینا پور محلہ قضاہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

ایک شخص سید ہے لیکن اس کے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعث ننگ و عار ہیں تو اس سید سے اس کے اعمال کی وجہ سے تنفر
رکھنا نسبی حیثیت سے اس کی تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی
نیک اعمال ہوں تو اس کو سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح

¹ المعجم الاوسط حدیث ۲۲۵۱ مکتبہ المعارف ریاض ۱۳۲/۳

² صحیح البخاری کتاب العلم باب من سئل علما الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳

ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو؟ بینوا تو جدوا (بیان فرماؤ اجر پاؤت) **الجواب:**

سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے نوح (علیہ السلام) وہ یعنی تیرا بیٹا تیرے خاندان اور گھرانے والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّكَ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّكَ عَبْدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ" ^۱

شریعت نے تقویٰ کو فضیلت دی ہے "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ" ^۲ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ ت) مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتائے نسب کی افضلیت پر ہے سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے۔ اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۵: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ عبدالودود صاحب بنگال قادری برکاتی رضوی طالب علم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

سجدہ کے قسم پر ہے اور کون سا کس لئے خاص ہے اور باقی کیسے ہیں؟

الجواب:

سجدہ دو قسم ہے سجدہ عبادت و سجدہ تحیت۔ سجدہ عبادت غیر خدا کے لئے کفر ہے اور سجدہ تحیت غیر خدا کے لئے حرام مگر کفر و شرک نہیں۔ کہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا اور کفر و شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۴۶

^۲ القرآن الکریم ۴۹/۱۳



الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ (سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن)

مسئلہ ۱۸۶: بار اول از بنارس پھانک شیخ سلیم مدرسہ ابراہیمیہ مرسلہ مولوی حافظ عبد السمیع صاحب ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ قال زید سجدہ تعظیم و تحیت مرشد طریقت کے لئے اب بھی جائز ہے اور استدلال کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے سے و نیز واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے، اور کہتا ہے "فَالْقَى السَّحَرَةُ سُجُودَيْنِ" ^۱۔ ساحروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال عمرو سجدہ تحیت ادیان ماضیہ میں جائز تھا ہماری شریعت غراء محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہ حکم منسوخ ہوا۔ جیسا کہ تفسیر جلالین، مدارک، خازن، روح البیان، جامع البیان، تفسیر کبیر، فتح العزیز وغیرہم میں مصرح ہے۔ اور ساحروں کو عرفان حق حاصل ہوا اور انھوں نے معبود حقیقی کو سجدہ کیا۔ جیسا کہ "قَالُوا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" ^۲ رَبِّ مُوسٰی وَ هٰرُونَ" ^۲ (جادو گر کہنے لگے ہم تمام جہانوں کے رب پر

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۳۶

^۲ القرآن الکریم ۷/۱۲۱

ایمان لے آئے جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا پر وگار ہے۔ (ت) اس پر وال ہے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔
قال زید آیات اخبار و قصص ناسخ و منسوخ نہیں ہوتا کہما فی نور الانوار (جیسا کہ نور الانوار میں ہے۔) لہذا اباحت اس کی باقی
ہے۔ قال عمرو علمائے مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا مصرح بیان فرمایا۔ قال زید مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں
تا وقتیکہ کوئی آیت اس کی ناسخ یا ممانعت میں نہ وارد ہو۔ قال عمرو آیات قرآنی اس کی ممانعت میں نص صریح ہیں مثلاً:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ" ¹	پس اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔ (ت)

پس معلوم ہوا سجدہ عبادت ہے پس عبادت غیر خدا کی شرک ہے نیز

"فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا" ²	پس اللہ کے لیے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

اور:

"وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ" ³	اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اگر تم خاص اسی کی عبادت اور بندگی کرتے ہو۔ (ت)

میں لام واسطے تخصیص کے ہے اور ایہ بھی تخصیص کے لئے آتا ہے۔ لہذا سجدہ مخصوص ذات باری تعالیٰ کے لئے ہے اور غیر کے
لئے شرک و حرام و کفر۔

قال زید ان آیات میں سجدہ عبادت کی تخصیص ہے نہ سجدہ تحیت کی۔ لہذا وہ جائز ہے۔

قال عمرو "لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ" ⁴ (نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو۔) سے غیر اللہ کے لئے سجدہ ممنوع ہونا
ثابت ہے اگرچہ سجدہ تحیت ہو اور فقہاء و متکلمین نے اس کو حرام و کفر فرمایا ہے۔

کہا فی شرح فقہ اکبر "ملا علی" انجاح الحاجة.	جیسا کہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، انجاح الحاجة

¹ القرآن الکریم ۲۲/۷۷

² القرآن الکریم ۵۳/۶۲

³ القرآن الکریم ۳۱/۳۷

⁴ القرآن الکریم ۳۱/۳۷

حلبی شرح النبۃ مالا بد منه، عالمگیری۔	شرح سنن ابن ماجہ، حلبی کبیر وصغری شرح منیۃ المصلیٰ اور مالا بد منه قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور عالمگیری میں ہے۔ (ت)

نیز احادیث صحیحہ اس کی مخالفت میں بکثرت وارد ہیں۔ قال زید آیت میں یہ کہا ہے لا تسجدوا للانسان (کسی انسان کو سجدہ نہ کرو۔ ت) حدیثوں میں جواز ہے عکرمہ بن ابو جہل مشرف باسلام ہوئے اور انھوں نے حضرت کو سجدہ کیا آپ نے منع نہ فرمایا کما فی مدارج النبوة وروضة الاحباب (جیسا کہ مدارج النبوة اور روضہ الاحباب میں ہے۔ ت) ایک صحابی نے حضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا تو حضرت نے فرمایا تو نے اپنا خواب سچا کیا۔ پس ثابت ہوا کہ سجدہ جائز، کما فی مشکوٰۃ (جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔ ت) قال عمرو عکرمہ کی روایت سے سجدہ مراد لینا اہل علم پر مخفی نہیں کہ کس قدر سادہ لوح ہے کیونکہ منقول ہے۔

فطاطاً رأسه من الحياء، کما فی سیرۃ الحلبي وسیرۃ النبوة۔	پس اس نے شرم و حیا کی وجہ سے اپنا سر جھکا دیا جیسا کہ سیرت حلبیہ اور سیرت نبویہ میں ہے۔ (ت)

اور مدارج النبوة میں ہے۔

انگاہ از غایت شرمندگی سردر پیش افگند ^۱	اس وقت غایت شرم و ندامت کی وجہ سے اس نے اپنا سر ان کے آگے جھکا دیا۔ (ت)

حدیث مشکوٰۃ سے معلوم ہوا کہ پیشانی انور مسجود علیہ تھی نہ مسجود لہ، لہذا وہ مفید مدعی نہیں۔ جس چیز پر سجدہ کیا وہ مسجود لہ قرار نہیں پاتی، فندبر (پس خوب غور و فکر کیجئے۔ ت) فالعجب کل العجب (انتہائی حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ ت) و نیز حدیث قیس و معاذ بن جبل میں سجدہ تحت کی نفی صریح وارد ہے۔ لا تفعلوا مشکوٰۃ ابن ماجہ^۲ (ایسا مت کرو۔ مشکوٰۃ ابن ماجہ۔ ت) نیز دیگر احادیث جو پرچہ صوفی نمبر ۱۲۴ جلد ۲۱ ماہ رجب ۱۳۷۷ھ میں شائع ہو چکی ہے ملاحظہ ہو۔ قال زید یہ سب حدیثیں خبر احاد ہیں۔ یہ نفی پر حجت ہو سکتیں و نیز آیات، قرآنی سے اباحت ثابت ہے اگرچہ مور خاص ہے مگر حکم عام ہے۔ قال عمرو آیات قرآن و احادیث نبوی و تصریحات فقہاء و متکلمین سے حرمت و کفر

^۱ مدارج النبوة ذکر عکرمہ بن ابی جہل مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۱۹۹۲

^۲ مشکوٰۃ و المصابیح کتاب النکاح الفصل الثالث مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸۲، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأة (بج ایم

سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

ہونا ثابت ہے اس کی اباحت پر حالت اختیاری میں کوئی روایت ضعیف بھی وارد نہیں لہذا دعویٰ بلا دلیل ہے وہ مقبول نہیں۔ پس مفتیان دین بیان فرمائیں کہ قول حق و صواب کس کا ہے۔

پھر دو گروہوں میں سے امن کے زیادہ لائق کون ہے اگر تم علم رکھتے ہو (تو بتاؤ) انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی امیزش نہ کی ان ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں۔ بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ (ت)	"فَأَيُّ الْقَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۚ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ وَلَمْ يَلْسَوْا الْإِنْبَاءَ لَهُمْ يَطْلُمُ أُولَئِكَ لَهُمُ الْآمَنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۚ" ¹ بینواتوجروا

باردوم: از میرٹھ خیر نگر دروازہ مرحلہ مظہر الاسلام صاحب نیرہ نواب ممتاز علی خان ۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مائتہ حاضرہ حضرت مولانا بالفضل اولنا جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم سلام و آداب کے بعد گزارش خدمت کہ ۲۸ جون ۲۹ رمضان المبارک کو رسالہ نظام المشائخ خدمت والا میں روانہ کر کے استدعا کی گئی تھی کہ براہ کرام سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے خادم کو مطلع فرمایا جائے تاکہ یہ بے بضاعت جناب کے احسان و کرم کی وجہ سے اس عظیم شام مسئلہ میں تشفی و اطمینان حاصل کر سکے چند روز ہوئے کہ جناب کے معرکہ آرا تصنیف جو کہ تقویۃ الایمان کے روہ ابطال میں تحریر خادم کی نظر سے گزری اس کے صفحہ ۴۳ پر سجدہ تحیت کے جواز میں جو عبارت مزین ہے وہ حسب ذیل ہے:

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کہ وہ سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔ یوسف نے اپنے ماں باپ کو نکت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔	"وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ" ² "وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا" ³

یہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالیٰ ملائکہ آدم و یعقوب و یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کا شرک ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ملائکہ نے سجدہ کیا آدم راضی ہوئے یعقوب ساجد، یوسف رضامند

¹ القرآن الکریم ۶/۸۲-۸۱

² القرآن الکریم ۲/۳۴

³ القرآن الکریم ۱۲/۱۰۰

پھر جناب والا تحریر فرماتے ہیں: "اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا ہے محض جہالت۔ شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہو سکتا کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم دے اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے"

اگر جناب براہ کرام اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہوگی۔ جناب کی مذکورہ بالا تحریر کے صریح معنی تو یہی سمجھ میں آئے کہ سجدہ تحیت جائز ہے والسلام مع الکرام۔

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم

اے اللہ! تعریف و توصیف تیرے لئے ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کے لئے دل عاجز ہو گئے۔ (یعنی ان میں فروتنی پیدا ہو گئی) اور اس کے لئے گردنیں جھک گئیں اور پیشانیاں سجدہ ریز ہو گئیں۔ اور اس اچھے دین اور باسعادت شریعت میں اس کے سوا کسی غیر کو سجدہ حرام ہو گیا۔ اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما اس مقدس ہستی پر جو ان لوگوں میں سب سے بڑے کریم ہیں۔ جنہوں نے رات دن تجھے سجدہ کیا۔ اور تیرے سوا کسی دوسرے کو واضح طور پر سجدہ کرنا حرام فرمایا۔ اور ان کی آل اور ساتھیوں پر (نیز درود و سلام اور برکات نازل ہو) جو اس کی بھلائی میں کامیاب ہو گئے۔ وہ ایسے ہیں کہ کسی غیر کے آگے گرنے سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کو عینناک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے انوار سے روشن فرمائے اور ہمیں ان کے نشانات قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہماری یہ دعا قبول فرما لیجئے! (ت)

اللهم لك الحمد يا من خشعت له القلوب وخضعت له الاعناق وسجدت له الجباه* وحرمة السجود في هذا الدين المحمود* والشرع المسعود* لمن سواه* صل وسلم وبارك على اكرم من سجد لك ليلا ونهارا* وحرمة السجود لغيرك تحريما جہارا* وعلى اله وصحبه الفاضلين بخيره* الذين لم يشن الله وجوههم بالخرور بغيره* نورنا الله بانوارهم* ووفقنا لاتباع اثارهم* امين۔

مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدہ عبادت یقینا اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین

ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول۔ کما سیأتی بتوفیق المولیٰ سبحنہ وتعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک و برتر کے توفیق دینے سے عنقریب یہ مسئلہ آئے گا۔ ت) ہاں مثل صنم و صلیب و شمس و قمر کے لئے سجدے پر مطلقاً کفار، کما فی شرح المواقف وغیدہ من الاسفار (جیسا کہ شرح مواقف وغیرہ بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ ت) ان کے سوا مثل پیر و مزار کے لئے ہر گز ہر گز نہ جائز و مباح جیسا کہ زید کا ادعائے باطل نہ شرک حقیقی نا مغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم عاقل۔ بلکہ حرام ہے۔ اور کبیرہ و فحشاء۔ "فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ" ^۱ (اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معاف کر دیتا ہے اور جس کو چاہے سزا دیتا ہے۔ ت) ابطال شرک کے لئے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر حضرت یوسف بھی علیہا الصلوٰۃ والسلام دلیل کافی ہے۔ محال ہے کہ مولیٰ کہ ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اس منسوخ بھی فرمائے اور محال ہے کہ ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے، کو کتبہ الشامیہ میں اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بین البرہان۔ اس کا صرف اتنا مفاد و مقصود کہ وہابی کا شرک باطل و مردود، وہابی نے اس پر شرک نا مغفور کا حکم لگا کر آدم و یعقوب و یوسف و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کو معاذ اللہ مشرک بنا دیا۔ اور رب عز و جل کو (خاک بد ہن گستاخی) شرک کا حکم دینے اور جائز رکھنے والا ٹھہرا دیا۔ یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق کیا جو کچھ شرک نہ ہو سب جائز و روا ہے۔ یوں تو زنا، و قتل و شرب و خمر و اکل خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے کہ یہ باتیں بھی شرک نہیں تو معاذ اللہ سب جائز ہوئی اور جہل صریح و ضلال مبین۔ والعیاذ باللہ رب العالمین (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) اور ابطال اباحت کو احادیث متواترہ اور ائمہ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث و فقہ سے لیا جائے گا اور ان میں اس کی تحریم متواتر اس کے ممنوع و ناجائز و گناہ کبیرہ ہونے کی تصریحات متظافر، پرچہ نظام المشائخ دہلی رجب ۱۳۳۷ھ کا اس سوال کے ساتھ آیا اس میں متعلق سجدہ تحریر بے تحریر نے ایک ایسے نام سے انتساب پایا جس کی طرف اس کی نسبت نے عجب تعجب دلایا۔ اس تحریر میں اول تا آخر جہالتیں سفاہتیں عبارات و مطالب میں طرفہ خیانتیں، شرح مطہر پر شدید جراتیں حتیٰ کہ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت حملہ ہائے بے باک حضور و رب حضور پر افترا ہائے ناپاک۔ پھر صحابہ و ائمہ و فقہاء و اولیاء کا کیا ذکر ان

^۱ القرآن الکریم ۲/ ۲۳۸

کی رفیع شان میں کمال زبان درازوں کی کیا فکر یہاں تک کہ ان کو نہ صرف جاہل ضدی سنگدل بتایا بلکہ بھرمنہ شقی ملعون شیطان راندہ درگاہ ٹھہرایا۔ وسیع جزی اللہ الفاسقین کذلک یجزی الظالمین (عنقریب اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو سزا دے گا اور اسی طرح ظالموں کو بدلہ دے گا۔) یہ سب بھی اینٹنم پر علم تھے کہ اور ضلال کیا کم تھے جب مذہب نہیں کچھ عجب نہیں مگر سخت آفت یہ کہ عبارتیں کی عبارتیں جی سے گھڑیں اور صاف بے دھڑک مشہور کتابوں کی طرف نسبت کر دیں تو وہ بھی اس جسارت کی شان سے کہ جلد و صفحہ و باب کے نشان سے مذہبی حالت کچھ سہی۔ جسے ادنیٰ حیا و انسانیت کے دائرے میں رہنا پسند ہو کیونکر ان کا مرتکب ہو سکے اگر نہ رسالہ خبیثہ سیف النقی کی طرح پابند اثر دیوبند ہو نہ کہ ایک مشہور شخص جو پیش خویش صوفی و شیخ بننے کا خواہشمند ہو بہر حال مسلمانوں کو اس کے فریبوں سے بچانا لازم اشد جسے ہم نے بکر سے تعبیر کیا ہے کسے باشد مذکور سوال زید کے جنتے مگر ہیں سب مشتے از خروارہ بکر ہیں لہذا خبر گیری اسی کی کافی آئی وکل الصید فی جوف الفراء^۱ (ہر شکار فراء کے پیٹ میں ہے۔) ایسی تحریرات اگرچہ قطعاً قابل التفات بعد اشاعت فاحشہ اس کا انسداد امر مہم۔

اب یہ مبارک جواب بتوفیق الوہاب چھ^۲ فصل پر منقسم:

فصل ۱: قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۸ پر کہا: "کوئی آیت سجدہ انسان کے خلاف قرآن میں کہیں بھی نہیں"

فصل ۲: چالیس حدیثوں سے سجدہ تحیت کی تحریم: یہ اس کا رد ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر صفحہ ۹ پر کہا: "اسی حدیث کو سجدہ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں" اللہ اکبر۔ متواترہ حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی۔

فصل ۳: ایک سودس نصوص فقہ سے سجدہ تحیت کی تحریم۔ یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۲۳ پر کہا: "سوائے چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدہ تعظیم کے خلاف نہ تھا" صفحہ ۲۴: "اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہوں گے" صفحہ ۱۰: سجدہ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٤﴾" (بہت جلدی ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔) ت

^۱ کنز العمال بحوالہ الدیلمی حدیث ۱۳۸/۱۶/۱۲۱ و تاج العروس فصل الفاء من باب الهمزة / ۹۶

^۲ القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

فصل ۴: خود بکر کی سندوں اور اسی کے مستندوں اور اسی کے منہ سے قرآن مجید واحادیث متواترہ واجماع علماء واجماع اولیاء سے سجدہ تحیت حرام ہونے کا ثبوت یہ کاہے کار دہے اسے بکر سے پوچھئے۔

فصل ۵: اس ذرا سی تحریر میں بکر کے افتراء اختراع، کذب، خیانت، جہالت، سفاہت، کا اظہار

فصل ۶: سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور اس سے استدلال مجوز کا قاہر ابطال۔

و بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ وَالْوَصُولِ اِلَى التَّحْقِیْقِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ۔ آمِیْن!	اور اللہ تعالیٰ ہی سے کرم سے حصول توفیق ہے۔ اور تحقیق تک رسائی ہو سکتی ہے۔ ہر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ہمارے آقا اور مولیٰ اور ان عذاب کی سب آں اور تمام ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما لیجئے۔ (ت)

فصل اول: قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم

قَالَ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى "وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا آلَ الْكَافِرِينَ وَاللَّيْسَ بِأَبَاكُمْ إِلَّا يَوْمَكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ" ۱۔	(ہمارے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا) نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمہیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب ٹھہرا لو کیونکہ تمہیں کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا:

بَلَّغْنِي إِنْ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَسَلِمُ عَلَيْكَ لِمَا يَسْلَمُ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ أَفَلَا نَسْجُدُكَ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَكْرَمُوا نَبِيَكُمْ وَاعْرِفُوا الْحَقَّ لِأَهْلِهِ	مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا کہ آپس میں کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا کا ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۸۰/۳

فأَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَسْجُدَ أَحَدٌ مِنْ دُونِ تَعَالَى فَانْزِلِ اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَ لِبَشَرٍ إِلَى قَوْلٍ بَعْدَ إِذَا أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ¹	اسے اسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزا وار نہیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری۔

اکلیل فی استنباط التزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصار ذکر کر کے فرمایا: ففیہ تحریم المسجود لغیر اللہ تعالیٰ² (اس
میں غیر خدا کے لئے حرمت سجدہ کا بیان ہے۔ ت)

تو اس آیہ کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا: آیت کی ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ نصاریٰ نے کہا ہمیں عیسیٰ نے حکم دیا ہے
کہ ہم ان کو خدا مانیں اس پر اتری، امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کئے:

نَزَلَ لِمَا قَالَ نَصَارَى نَجْرَانِ أَنْ عَيْسَى أَمَرَ هُمْ أَنْ يَتَخَذُوا رَبًّا أَوَّلَهَا طَلَبَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ السَّجْدَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ³ ۔	آیت مذکورہ اس وقت نازل ہوئی جب بحران کے عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ السلام نے انھیں حکم دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب بنالیں، یا اس کا نزول اس وقت ہوا جب بعض مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ت)

اس نے ظاہر کر دیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو اور
بیضاوی و مدارک و ابوسعود و کشاف و تفسیر کبیر میں و شہاب و جمل و غیر ہم عامہ مفسرین نے اسی سبب اول کو ترجیح دی ہے کہ
مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اس پر اتری خود آخر آیت میں فرمایا گیا تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کہ تم مسلمان
ہو تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہان سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصاریٰ۔ مدارک شریف و کشاف میں ہے:

بَعْدَ إِذَا أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمَخَاطَبِينَ كَانُوا مُسْلِمِينَ وَهُمْ الَّذِينَ اسْتَأْذَنُوا أَنْ	آیت کے الفاظ "بعد اذا انتم مسلمون" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کے مخاطب مسلمان تھے

¹ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید الحسن تحت آیت ۸۰/۳ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران ۱۲/۷۷

² الاکلیل فی استنباط التزیل تحت آیت ۸۰/۳ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

³ تفسیر جلالین تحت آیت ۸۰/۳ ص ۱۸۰ المطالع دہلی ۱/۲۴۰

یسجد والہ ^۱ ۔	اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔ (ت)

بیضاوی وارشاد العقل میں ہے:

دلیل ان الخطاب للمسلمین وهم المستأذنون لان یسجد والہ ^۲ ۔	آیت میں یہ دلیل ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے حضور پاک سے انھیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔ (ت)

کبیر^۳ میں قول کشف نقل کر کے مقرر کھافتحات میں ہے:

یقرب هذا الاحتمال فی آخر الاية بعد اذ انتم مسلمون ^۴ ۔	آیت کریمہ کے آخر میں "بعد اذ انتم مسلمون" کے الفاظ اس احتمال کے قریبی ہونے کو چاہتے ہیں۔ (ت)

عنایۃ القاضی میں ہے:

هذا الفاصلة رجیح القول بأنها نزلت فی المسلمین القائلین افلا ننسجد لك ^۵ ۔	یہ فاصلہ اس قول کی ترجیح ہے کہ آیت اللہ مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جو حضور پاک سے عرض کر رہے تھے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں (ت)

تفسیر نیشاپوری میں بھی اس کی تقویت کی اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں) خطاب نصاریٰ پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصاریٰ نجران مسلمان کب تھے تو معنی عہ یہ لینے ہو گئے ایامہ کم آباء کم الاولین بالکفر بعد ان کانوا مسلمین۔ کیا عیسیٰ تمہارے اگلے عہ: اقول: وتاویلی هذا اصح و

اقول: میری یہ تاویل بیضاوی کے حاشیہ میں (باقی اگلے صفحہ پر)

^۱ مدارك التنزيل تحت آية ۸۰/۳۔ ۱۶۶/۱ وتفسير كشاف تحت ۸۰/۳ انتشارات آفتاب تہران ۱/۱۴۲۰

^۲ انوار التنزيل (تفسير بيضاوي) النصف الاول ص ۶۶ وارشاد العقل السليم تحت آية ۸۰/۳ الجزء الثاني ص ۵۳

^۳ مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) تحت آية ۸۰/۳ المطبعة البهية المصرية مصر الجزء الثامن ص ۱۲۱

^۴ الفتوحات الالهية تحت آية ۸۰/۳ مصطفى الباني مصر ۱/۲۹۱

^۵ عنایة القاضی علی انوازل التنزيل تحت آية ۸۰/۳ دار صادر بيروت ۳/۳۱

باپ داداؤں کو جو ان کے زمانے میں دین حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اس کے کہ وہ ایمان لا چکے تھے اور خطاب مسلمانین پر کفر حل تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمان نے ہر گز سجدہ عبادت نہ چاہا۔

اولاً: یہ صحابہ سے معقول تھا روز اول سے تو حید کا آفتاب عالم آشکار فرمادیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دور ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت بلاتے اور شرک کے برابر کسی شئی کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادت نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکہ متصور تھی خصوصاً سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے، اجلہ صحابہ معاذ بن جنبل و قیس بن سعد و سلمان فارسی حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسا کہ فصل احادیث میں آتا ہے۔

ہیچا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر کی درخواست کر کے کافر ہو گئے تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں توبہ کرو دوبارہ اسلام لاؤ، پھر عورتیں راضی ہوں تو ان سے نکاح کرو۔

ثالثاً: سب سے زائد یہ کہ مولیٰ تعالیٰ بھی تو خود اسی آیت میں ان کو مسلمان بتا رہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ لہذا امام محمد بن حافظ الدین و جزی میں فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو یہ آیت اس وقت اتری جب صحابہ نے رسول اللہ	قول تعالیٰ مخاطباً الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایامرکم بالکفر بعد اذا انتم مسلمون، نزلت حين استأذنوا فی

شہاب کی اس تاویل سے اصح و اظہر ہے جو انھوں نے فرمایا کہ نصاریٰ کو یہ کہنا کیا ہم تمہیں کفر کا حکم کرتے جب تم مسلمان ہو چکے اگر جائز ہے تو اس معنی میں کہ مطیع ہو چکے ہو اور دین حق کو قبول کرنے میں رغبت پیدا کر چکے ہو یہ بطور ارضاء عثمان و استدراج ہے اھ تو اس تاویل میں اعتراض ہے جو سمجھدار پر مخفی نہیں ہے۔ ۱۲ منہ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)
اظہر من تاویل الشہاب فی حاشیۃ البیضاوی اذ قال وان جاز ان یقال للنصارى انامرکم بالکفر بعد اذا انتم مسلمون ای منقادون و مستعدون لقبول الدین الحق ارضاء للعنان و استدراجاً^۱ اھ ففیہ ما لا یخفی علی نبیہ ۱۲ منہ۔

^۱ عنایۃ القاضی علی انوار التنزیل تحت آیہ ۳/ ۸۰ دار صادر بیروت ۳/ ۴۱

السجود له صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يخفى ان الاستئذان لسجود التحية بدلالة بعد اذ انتم مسلمون، ومع اعتقاد جواز سجدة العبادة لا يكون مسلماً فكيف يطلق عليهم بعد اذ انتم مسلمون ¹ -	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی اور ظاہر ہے کہ انھوں نے سجدہ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو اور سجدہ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) بعدہ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کر کے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو،

وقد كان استدلال به البعض القائلون بأن سجدة التحية كفر مطلقاً، وذكره في الوجيز دليلهم، فأقلب الدليل على المدعى وثبت أنها ليست يكفر كما عليه الجمهور والمحققون فأحفظ وتثبت والله الحمد -	بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جو سجدہ تعظیمی کے علی الاطلاق کفر کے قائل ہیں، وجیز میں ان کی دلیل ذکر فرمائی۔ پھر دلیل دعویٰ پر پلٹ آئی تو یہ ثابت ہو گیا کہ سجدہ تعظیمی کفر نہیں جیسا کہ جمهور اور اہل تحقیق کا یہ موقف ہے۔ لہذا اس کو یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے۔ (ت)

لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا جو محاورات شارح میں شائع ہے خصوصاً سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح وافی و کفایہ شرح ہدایہ و تبیین شرح کنز و در مختار و مجمع الانہر و فتح اللہ المعین و جواہر اخلاطی و غیر ہا سے آئے گا لہذا یشبہ عبادۃ الوثن² بت پرستی کے مشابہ ہے، تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا، اس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا دینی تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ و محیط و منخ الروض و نصاب الاحساب و غیر ہا سے آتا ہے ان هذا کفر صورة³ سجدہ صورت کفر ہے۔

وهو احد منازع هذا الاطلاق في	اہل علم کے کلام میں جو اطلاق ہے اس میں یہ

¹ فتاویٰ بزازیہ علی هامش الفتاویٰ الہندیہ کتاب الفاظ تکون اسلاماً او کفراً الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۴۳

² در مختار کتاب الحظر و الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۴۵

³ منخ الروض الازھر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر المصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

کلامہم کہا سنیاتی بعونہ عزوجل۔	ایک تنازع کی جگہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزت والے اور بڑی شان والے کی مدد سے عنقریب آئے گا (ت)

بہر حال آیہ کریمہ میں ایک طریقہ تجویز ہے لہذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لئے کئی کئی شان نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے کما فی التفسیر الکبیر وشرح المواہب للزرقانی وغیرہما (جیسا کہ تفسیر کبیر اور شارح مواہب للزرقانی وغیرہما میں ہے۔ ت) تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے والعباد باللہ تعالیٰ صحابہ کرام نے حضور کو سجدہ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں، معلوم ہوا کہ سجدہ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سجدہ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر۔ واللہ الہادی۔

فصل دوم: چالیس حدیثوں سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آتی ہے۔ ائمہ و صلحاء نے رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں ہم بتوفیقہ تعالیٰ یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی چہل حدیث لکھتے ہیں یہ حدیثیں دو انواع:

نوع اول: سجدہ غیر کی مطلقاً ممانعت۔

حدیث ۱^ع اول: جامع ترمذی و صحیح ابن حبان و صحیح متدرک و مسند زرار و سنن بیہقی میں ابوہریرہ

عہ: رأیتہ فی جامع الترمذی وغرہ فی الدر المنثور^۱ تحت قوله عزوجل الرجال قوامون علی النساء للہزار والحاکم والبیہقی وفی نکاح والترغیب،^۲ وذیل الجامع^۳ الصغیر لابن حبان اقتصر فی هذا علی مرفوعہ مشیامن الکتب علی موضوعہ ووقع فی کنز العمال^۴ رمزن للنسائی وهو تصحیف للترمذی ۱۲منہ۔

میں نے یہ حدیث جامع ترمذی میں دیکھی ہے اور اس کو در منثور نے آیہ کریمہ "الرجال قوامون علی النساء" کی تفسیر میں زرار حاکم اور بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے اور ترغیب کے باب نکاح اور جامع صغیر کے ذیل میں اس کو ابن حبان کی طرف منسوب کیا اور اس میں صرف مرفوع حصہ پر اقتصار کیا ہے اپنی کتاب کے موضوع کے مطابق اور کنز العمال میں رمزن نسائی واقع ہے حالانکہ یہ رمزن کی جگہ ن کو ذکر کر دیا گیا ہے یعنی ترمذی کے بجائے غلطی سے نسائی کا رمزن کر دیا ہے۔ ۱۲منہ (ت)

^۱ الدر المنثور تحت آیة الرجال قوامون الخ ۲/۱۵۲

^۲ اترغیب والترہیب حدیث ۱۹/۵۴

^۳ کنز العمال حدیث ۹۴۷۴۳/۱۶۳۳۶

^۴ کنز العمال حدیث ۷۷۳۷۳/۱۶۳۳۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے۔ فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اسے اس پر رکھی ہے یہ الفاظ بزرگ حاکم اور بیہقی کے ہیں۔ امام ترمذی کے ہاں مرفوع الفاظ یہ ہیں کہ اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم فرماتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث حسن صحیح ہے۔ (ت)	قال جاءت امرأة الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقالت يا رسول الله اخبرني ما حق الزوج على الزوجة قال لو كان ينبغي لبشر ان يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها اذا دخل عليها لما فضله الله عليها هذا لفظ البزار¹ والحاكم والبيهقي وعند الترمذي المرفوع منه بلفظ لو كنت امر احدنا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها²۔

حدیث ۴۰۰ دوم: بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے	قال دخل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حائطاً فجاء بعير فسجد له فقالوا هذه بهيمة لا تعقل سجدت لك ونحن نعقل فنحن ان نسجد لك فقال صلى الله تعالى عليه وسلم لبشر ان يسجد لبشر لو صلح لامرت المرأة

عہ: شروح الشفاء الخفاجی والقاری و مناهل الصفا
فی تخریج احادیث الشفاء للإمام خاتم الحافظ ۱۲ منہ۔

¹ کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۱۴۶۶ باب حق الزوج علی زوجته مؤسسة الرسالة بیروت ۲/ ۱۷۸، المستدرک للحاکم کتاب

النکاح ۲/ ۱۸۹ والترغیب والترہیب بحوالہ البزار والحاکم ۳/ ۵۴

² جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی الزوج علی المرأة بین کینی دہلی ۱/ ۱۳۸

ان تسجد لزوجها لآله من الحق عليها ^۱ ۔	آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے منابل الصفا میں فرمایا: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حدیث سوم^۳: احمد و نسائی و بزار و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال كان اهل بيت من الانصار لهم جمل يسنون عليه وانه استصعب عليهم (فذكر القصة الى قوله) فلما نظر الجمل الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خر ساجدا بين يديه فقال له اصحابه يا رسول الله هذه بهيمة لاتعقل تسجد لك ونحن نعقل فنحن احق ان	یعنی انصار میں ایک گھر کا آبکشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیچتی اور کھجوریں پیاسی ہوئیں۔ سرکار میں شکایت عرض کی، صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں۔ اونٹ اس کنارے پر تھا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چلے۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ بورا نے (باؤلے) کتے کی طرح ہو گیا ہے مبادا حملہ کرے۔ فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں۔ اونٹ حضور کو دیکھ کر

در منثور میں احمد اور مواہب میں حمد اور نسائی کی طرف منسوب ہے اور ترغیب میں بزار کا اضافہ ہے۔ امام منذری نے کہا۔ اور اس کو نسائی نے مختصر روایت کیا ہے اہ اور میں نے ابو نعیم کی دلائل النبوة میں دیکھا کہ اور کزشتہ غلطی کے برعکس یہاں غلطی ہے اس کو ترمذی نے ابو ہریرہ کی حدیث کے تحت حضرات سے بطور تعلیق روایت کیا ہے ان حضرات میں پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہم ہیں۔ ۱۲ منہ (ت)

عہ: عزاء لاحمد في الدر المنثور^۲ وله للنسائي في المواهب^۳ وفي الترغيب البزار قال المنذري رواه النسائي مختصرا^۴ اھ و رأيتہ لابی نعیم في دلائل النبوة ووقع في كنز العمال^۵ رمزت للترمذی وهو تصحيف ن للنسائي عكس ما سبق علقه الترمذی عن كثيرين تحت حديث ابي هريرة الاول منهم الانس رضي الله تعالى عنهم^{۱۲} امنه غفرله۔

^۱ مجمع الزوائد بحوالہ احمد و البزار باب في معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم الخ دار الكتب بيروت ۱۳/ ۹، نسيم الرياض فصل في

الآيات في ضروب الحيوانات ۳/ ۸۰، ۸۱، و شرح الشفاء لملا على قارى على بامش نسيم الرياض ۳۰/ ۸۰

^۲ الدر المنثور ۲/ ۱۵۳

^۳ المواهب اللدنية معجزات كلام الحيوانات ۲/ ۵۳۹

^۴ الترغيب والتوبيخ حديث ۲۰/ ۵۵

^۵ كنز العمال حديث ۷۷۷۷۷۷/ ۱۶ ۳۳۳

نسجد لك قال لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح ان يسجد لبشر لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها ¹ وعند النسائي مختصراً۔	چلا اور قریب آکر حضور کے لئے سجدہ میں گرا حضور نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیا وہ بکری کی طرح ہو گیا (آگے وہی ہے کہ) صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔

امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ۔

حدیث ۴ چہارم: امام احمد و زرارہ ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال دخل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حائطاً الانصار ومعه ابوبكر وعمر في رجال من الانصار وفي الحائط غنم فسجدن له فقال ابوبكر يا رسول الله كنا نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم قال انه لا ينبغي في امتي ان يسجد احد ل احد ولو كان ينبغي ان يسجد احد ل احد	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمراہ تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں، تو فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے۔

مواہب میں اس کو ابو محمد بن عبد اللہ بن حامد فقیہ کی کتاب دلائل النبوة کی طرف منسوب کیا ہے تو زرقانی نے کہا مصنف کا مجازاً ذکر ہے۔ تو اس کو احمد اور زرارہ نے روایت کیا اور یونہی امام سیوطی نے منہل الصفا میں ان دونوں کی طرف منسوب کیا اور میں نے اس کو ابو نعیم کی دلائل النبوة میں دیکھا ہے اور امام السیوطی نے خصائص میں اس کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ: عزاء فی المواہب² لابی محمد عبد اللہ بن حامد الفقیہ فی کتاب دلائل النبوة لہ فقال الزرقانی ما بعد المصنف التجوز فقد رواه احمد والبخاری وكذلك عزاء لهما الامام السيوطي في مناهل الصفا في تخريج حديث الشفاء ورأيتہ ابی نعیم فی دلائل النبوة والیہ عزاء فی الخصائص⁴ ۱۲ منہ۔

¹ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون الجزء الثانی عالم الکتب بیروت ص ۱۳۷ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ

عنه المكتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۸-۵۹

² المواہب اللدنیہ ۲/ ۵۵۱

³ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ۵/ ۱۲۳

⁴ الخصائص الکبریٰ ۲/ ۲۶۵

لامرت المرأة ان تسجد لزوجها ^۱ ۔	اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کو سجدے کا حکم فرماتا۔

ملا علی قاری نے شرح الشفاء امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم^۵: بیہقی وابو نعیم دلائل النبوة میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

بینما نحن قعود مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا تاه ات فقال يا رسول الله ناضح آل فلاں قد ابق عليهم فنهض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم (فذكر القصة وفيه سجود البعير له صلى الله تعالى عليه وسلم) قال فقال اصحابه يا رسول الله بهيمة من البهائم تسجد لك لتعظيم حقلك فنحن احق ان نسجد لك قال لا لو كنت امرا احدا من امتي ان يسجد بعضهم لبعض لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن ^۲ ۔	ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر کا شتر آبکش بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے ہم نے عرض کی حضور! اس کے پاس نہ جائیں۔ حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑنا اور اس کا سجدے میں گرنا صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لئے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا: نہیں اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

حدیث ششم^۱: احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی معجم کبیر اور بیہقی ابو نعیم دلائل النبوة اور بغوی شرح سنہ میں یحییٰ بن مرۃ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال خرج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم	ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ نسیم الریاض فصل فی الآیات فی ضروب الحيوانات مرکز اہلسنت برکات رضا عجرات للہند ۸۰/۸۰، دلائل النبوة لابن نعیم الفصل

الثامن والعشرون ذکر سجود البهائم عالم الکتب بیروت الجزء الثاني ص ۱۳۵

^۲ دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الثامن والعشرون ذکر سجود البهائم عالم الکتب بیروت الجزء الثاني ص ۱۳

یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد له فقال المسلمون نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لو كنت امرا احدا ان یسجد لغير الله تعالی لامرت المرأة ان تسجد لزوجها¹۔	باہر تشریف لئے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آ کر حضور کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقا کی خدمت کی جب بوڑھا ہوا انھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کر دیا اب کہ ان کے یہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں سے فرمایا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! واللہ وہ سچ کہتا ہے۔ فرمایا میں تو چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو، انھوں نے چھوڑ دیا۔ مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث ہفتم: مسند امام احمد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی نفر من المهاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یا رسول اللہ تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال عبدو اربکم واکرموا اخاصکم ولو كنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها²۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم۔ اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

اس حدیث کا صرف اخیر ٹکڑا کہ "اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا" سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں ابن حبان اور درمنثور میں ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔

¹ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۴۱، دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود

البهائم عالم الكتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶

² مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۷۶

حدیث ہشتم: ابو نعیم دلائل میں ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے راوی:

بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آبکشی کو خرید کر سار میں کر دیا جب اسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اس پر حملہ کرتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو، کھول دیا۔ اونٹ کی نگال جمال انور پر پڑنی تھی کہ حضور کے لئے سجدہ میں جا گرا۔ حاضرین میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور پڑ گیا۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں۔ فرمایا: اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لئے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہئے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔	قال اشتری انسان من بنی سلمة جملًا ينضح عليه فأدخله في مريد فجرد كيما يحبل فلم يقدر احد ان يدخل عليه الا تخبطه فجاء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فذكر له ذلك فقال افتحوا عنه فقالوا انا نخشى عليك يا رسول الله فقال افتحوا منه ففتحو فلما راه الجمل خر ساجدا فسبح القوم وقالوا يا رسول الله كنا احق بالسجود من هذه البهيمة قال لو ينبغي شيعي من الخلق ان يسجد لشيعي دون الله ينبغي للمراة ان تسجد لزوجها¹۔

حدیث نہم: ابو نعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجیب بات دیکھی ہم ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شتر آبکشی تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام آٹھ کر	قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في بعض اسفاره فرأينا عنه عجباً من ذلك انا مضيناً فنزلنا فجاء رجل فقال يا نبى الله انه كان لى حائط فيه عيشى وعيش عيالى ولى فيه ناضحان فاغتلبا على فمناعى نفسيهما وحائطى وما فيه ولا يقدر احد ان يدنو منهما فنهض نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم

¹ دلائل النبوة الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البهائم عالم الكتب بيروت الجزء الثاني ص ۱۳۶

اس کے باغ کو گئے، فرمایا کھول دے، عرض کی یا نبی اللہ! ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے۔ فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہونی تھی کہ دونوں شور کرتے ہو ا کی طرح جھپٹے، دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور از قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً سجدے میں گر پڑے۔ حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے ملکوں سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گامت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔	بأصحابه حتى أتى الحائط فقال لصاحبه افتح فقال يا نبى الله امرهم أعظم من ذلك قال افتح فلما حرك الباب قبلأ لهما جلبة كحفيف الريح فلما انفرج الباب ونظرا الى نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم بركا ثم سجدا فأخذ نبى الله بروسهما ثم دفعهما الى صاحبهما فقال استعملهما واحسن علفهما فقال القوم يا نبى الله تسجد لك البهائم فبلاء الله عندنا بك احسن حين هدانا الله من الضلالة واستنقذنا بك من البهائم افلا تأذن لنا فى السجود لك فقال النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ان السجود ليس لى الالهى الذى لا يموت ولو انى امر احدا من هذه الامة بالسجود لامرت المرأة ان تسجد لزوجها¹۔

حدیث دہم: "طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ ان کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالیٰ ان اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوا یا	ان رجلا من الانصار كان له فحلان فاغتلما فادخلهما حائطاً فسد عليهما الباب ثم جاء الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فاراد ان يدعوله والنبى صلى الله تعالى عليه

¹ دلائل النبوة الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البهائم عالم الكتب بیروت الجزء الثانی ص ۷۳-۱۳۶

ایک دروازے کے قریب تھا دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھ کر حوالہ مالک کیا پھر منتائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اس نے بھی سجدہ کیا اسے بھی باندھ کر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا میں کسی کو کسی کے سجدہ کے لئے نہیں فرماتا ایسا فرمانا ہوتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا حکم کرتا۔ تغایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	وسلم قاعدومعه نفر من الانصار(فساق الحديث وفيه) فقال افتح ففتح الباب فاذا احدا الفحلين قريب من الباب فلما رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم سجده فشد رأسه وامكنه منه ثم مشى الى اقصى الحائط الى الفحل الاخر فلما رآه وقع له ساجدا فشد رأسه وامكنه منه وقال اذهب فانهما لا يعصيانك وفيه قول صلى الله تعالى عليه وسلم لا آمر احدا ان يسجد لاحد ولا آمرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها¹۔

حدیث یازدہم: "عبد بن حمید وابو بکر بن ابی شیبہ ودارمی و احمد و بزار و بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

"میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا قضائے حاجت کے لئے پردے کی ضرورت تھی دو پیڑ چار گز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا: اے جابر اس پیڑ سے کہہ دے کہ دوسرے سے مل جا۔ فوراً مل گئے۔ بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لئے ملی۔ عرض کی: یا رسول اللہ! اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے حضور نے اس سے بچہ لے کر تین بار فرمایا: دور ہو اے خدا کے دشمن! میں	وهذا لفظ الدارمی فی حدیث طویل مشتمل علی معجزات قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سفر (فذكر معجزتين الى ان قال) ثم سرناء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیننا کانما علی رؤسنا الطیر تظلنا فاذا جبل ناد، حتی اذا کان بین سباطین خر ساجدا (ثم ساق الحديث الى ان قال) قال المسلمون

¹ المعجم الكبير حديث ۱۲۰۰۳ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۱/ ۵۷-۵۶

عند ذلك يا رسول الله نحن احق بالسجود لك من
البهائم قال لا ينبغي لشيعي ان يسجد لشيعي ولو كان
ذلك كان النساء لازواجهن¹۔

اللہ کا رسول ہوں پھر بچہ اس کی ماں کو دے دیا۔ جب ہم پلٹتے ہوئے اسی
منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دو دہنے لئے حاضر ہوئی عرض کی یا
رسول اللہ میرا ہدیہ قبول فرمائیں قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے
ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کے خلل نہ ہوا۔ حضور نے فرمایا ایک دنبہ
لے لو ایک پھیر دو۔ پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کئے ہیں ناگاہ ایک
اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا سجدہ کیا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو کچھ انصاری
جو ان حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ ہمارا ہے فرمایا اس کا کیا قصہ ہے۔
عرض کی میں برس سے ہم نے اس پر آشوبی نہ کی یہ فریہ چربی دار ہے اب
چاہا کہ اسے حلال کر کے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ آیا۔ فرمایا یہ ہمارے
ہاتھ فروخت کر دو۔ عرض کی بلکہ یا رسول اللہ! وہ حضور کی نذر ہے۔
فرمایا اگر میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک
کرو، یہ دیکھ کر مسلمان نے عرض کی: یا رسول اللہ! چوپاؤں سے زیادہ
ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا: کسی کو کسی کا سجدہ
مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہر کو کرتیں۔"

امام جلیل سیوطی نے منابہل میں فرمایا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع
میں فرمایا: جید ہے۔ زر قانی نے کہا: اس کے سب راوی ثقہ ہے۔
حدیث دوازدهم: "بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابو نعیم دلائل اور امام فقیہ ابواللیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خود ہا بریدہ بن
الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

¹ سنن الدارمی باب ما اکرم اللہ بہ نبیہ من ایمان الشجر بہ والبهائم والجن دار المحاسن للطباعة القاہرہ ص ۱۸-۱۹

ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اسلام لایا ہوں مجھے ایسی چیز دکھائے کہ میرا یقین بڑھے۔ فرمایا: کیا چاہتا ہے۔ عرض کی: حضور! اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حضور فرمایا: جا بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول۔ اعرابی نے کہا: مجھے کافی مجھے کافی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا: پلٹ جا، فوراً واپس ہوا اور انھیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی۔ پھر عرض کی اجازت عطا ہو کو حضور کو سجدہ کرو۔ فرمایا: مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کے لئے سجدہ نہ کریں میں کسی کے لیے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لئے اسے سجدہ کرے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔	واللفظ لابی نعیم تعالیٰ جاء اعرابی الى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد اسلمت فأرني شيئاً ازددبه یقیناً فقال ما الذی ترید قال ادع تلك الشجرة ان تأتیک قال اذهب فادعها فاتاها الاعرابی فقال اجیبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمالت علی جانب من جوانبها فقطعت عروقها ثم مالت علی الجانب الآخر فقطعت عروقها حتی اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت السلام علیک یا رسول اللہ فقال الاعرابی حسبی حسبی فقال لها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارجعی فرجعت فجلست علی عروقها وفروعها فقال الاعرابی ائذن لی یا رسول اللہ ان اقبل راسک ورجلیک ففعل ثم قال ائذن لی ان اسجد لک قال لا یسجد احد ل احد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد لا مروت المرأة ان تسجد لزوجها لعظم حقه علیها¹ ولفظ الفقیه قال اتأذن لی ان اسجد لک قال لا تسجد لی ولا یسجد احد ل احد من الخلق ولو کنت أمرا احدا بذلک لامرت المرأة ان تسجد لزوجها تعظیماً لحقه²۔

حدیث سیزوہم^{۱۳}: امام احمد وابن ماجہ وابن حبان و بیہقی عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے آئے تو رسول اللہ

واللفظ لابن ماجہ قال لما قدم معاذ من

¹ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الثالث والعشرون عالم الكتب بیروت الجزء الثاني ص ۱۳۸

² تنبیہ الغافلین باب حق الزوج علی زوجته دار الكتب العلمیہ بیروت ص ۲۰۶

الشام سجد للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال ما هذا يا معاذ قال اتيت الشام فوافقتهم يسجدون لاساقتهم وبطارفتهم فوددت في نفسي ان نفعل ذلك بك فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلا تفعلوا فاني لو كنت امرا احدا ان يسجد لغير الله تعالى لامرت المرأة ان تسجد لزوجها¹۔	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور نے فرمایا: معاذ! یہ کیا، عرض کی: میں ملک شام کو گیا وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، فرمایا: نہ کرو۔ میں اگر سجدہ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعیف نہیں۔ ابن حبان نے اس کو صحیح روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔

حدیث چہارم^۲: حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

انه اتى الشام فرأى النصارى يسجدون لاساقتهم و رهبانهم ورأى اليهود يسجدون لاحبائهم و ربانيهم فقال لای شیعی تفعلون هذا؟ قالوا هذا تحية لانبیاء قلت فنحن احق ان نصنع بنبينا فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انهم كذبوا على انبياء هم كما حرفوا كتابهم لو امرت احدا ان يسجد لا حد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها²۔	وہ شام کو گئے دیکھا نصاریٰ نے اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو، ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے۔ معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انھوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔

¹ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأة بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

² الدر المنثور بحوالہ حاکم عن معاذ بن جبل تحت آیت ۴/۳۴ مکتبہ آیۃ العظمیٰ قم ایران ۱۵۴، مجمع الزوائد عن معاذ بن رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کتاب النکاح حق الزوج علی المرأة دار الکتب بیروت ۴/۱۰-۳۰۹

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پانزدہم^{۱۵}: امام احمد مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضهم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت أمرا بشرا یسجد بشرا لامرت المرأة ان تسجد لزوجها ^۱ ۔	وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا: اگر میں کسی بشر کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ حدیث صحیح ہے اس کے سب راوی رجال بخاری و مسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں لاجرم دو واقعے ہیں اول بارشام میں یہود و نصاریٰ کو دیکھ کر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی دوبارہ اہل یمن کو دیکھ کر آئے اب اپنے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اس میں بوجہ مخالفت یہود و نصاریٰ کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نبی ارشاد کو محتمل سمجھا اور بسبب احتمال نہیں حتیٰ اس بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں حرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث شانزدہم^{۱۶}: ابوداؤد سنن اور طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی نے قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال اتیت الحیرة قرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم احق ان یسجد له، قال فأتیت النبی صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتهم	میں شہر حیرہ میں (کہ قریب کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہر یار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں۔ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ حال و خیال عرض کیا: فرمایا بھلا اگر تمہارے

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۸-۲۷، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی

شیبہ واحد تحت آیت ۳۴/ ۳۴ مکتبہ آیۃ اللہ المظنی قم ایران ۲/ ۱۵۳، المعجم الکبیر حدیث ۳۷۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ص ۱۷۵، ۱۷۴

یسجدون لہر زبان لہم فانت یا رسول اللہ احق ان نسجد لك قال ارأیت لو مررت بقبری اکت تسجد له قلت لا قال فلا تفعلوا لو کنت امرا احد ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یجسدن لازواجهن لما جعل اللہ لہم علیہن من الحق^۱۔	مزار کو پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے۔ میں نے عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس حق کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کا ان پر رکھا ہے۔ اور ابو داؤد نے سکتا اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریحاً کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر کیا۔ کما فی الاتحاف (جیسا کہ اتحاف میں ہے۔ ت)

حدیث ہفدہم^۱ تا حدیث بست ویکم^۲: طبرانی معجم کبیر اور ضیاء صحیح مختارہ میں زید بن ارقم سے موصولاً، اور امام ترمذی جامع میں سراقہ بن مالک بن جشم و طلق بن علی وام المؤمنین ام سلمہ و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تعلیقاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها^۲۔	اگر مجھے کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم ہوتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث بست و دووم^۲: عبد بن حمید امام حسن بصری سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا اذن مانگنے پر وہ آیت اتزی کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں^۳۔ یہ حدیث فصل اول میں گزری۔

تذیل اول: مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا:

لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ	کسی مخلوق کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے

^۱ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأة قتاب عالم پریس لاہور/ ۲۹۱، المستدرک للحاکم کتاب النکاح دار الفکر بیروت/ ۲

۱۸۷، السنن الکبریٰ کتاب القسم والنشوز باب ما جاء فی عظم حق الزوج علی المرأة دار صادر بیروت/ ۲۹۱

^۲ جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة ابن کثیر دہلی/ ۱۳۸، المعجم الکبیر عن زید بن ارقم حدیث ۵۱۱۶ و

۵۱۱۷/ ۵-۹۰۸ و کنز العمال حدیث ۷۹۹۷۴۳/ ۱۶-۳۳

^۳ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حبید عن الحسن تحت آیت ۸۰ آیت اللہ العظمیٰ قمی ان/ ۲-۷

تعالیٰ ^۱ ۔	ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔ (ت)

تذیل دوم: تفسیر کبیر میں بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے ہے:

قال دخل الجاثليق على ابن ابى طالب رضى الله تعالى عنه فاراد ان يسجد له فقال له على اسجد لله ولا تسجد لى ^۲ ۔	امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصاریٰ کو سفیر حاضر ہوگا، حضرت کو سجدہ کرنا چاہا، فرمایا: مجھے سجدہ نہ کرو اللہ عزوجل کو سجدہ کرو۔

حدیث بست وسوم^۳: جامع ترمذی میں بطریق الامام عبداللہ بن المبارک عن حنظلہ بن عبید اللہ اور سنن ابن ماجہ میں بطریق جریر بن حازم عن حنظلہ بن عبد الرحمن الدوسی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمہ وحماد بن زید ویزید بن زریح وابی ہلال کلہم عن حنظلہ الدوسی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال قال رجل يا رسول الله الرجل منا يلقى اخاه او صديقه اينحنى له قال لا ^۳ ۔	ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے لئے جھکے۔ فرمایا: نہ۔

امام طحاوی کے لفظ یہ ہیں:

انهم قالوا يا رسول الله اينحنى بعضنا لبعض اذا التقينا قال لا ^۴ ۔	صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ملتے وقت ہم ایک دوسرے کے لئے جھکے فرمایا: نہ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

نوع دوم: قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت حدیث بست وچہارم^۴: امام احمد وامام مسلم والبوداؤد وترمذی و نسائی وامام طحاوی ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ مدارك التنزيل (تفسير النسخ) تحت آية ۲/۳۴ دار الكتب العربي بيروت ۱/۲۲

^۲ مفاتيح الغيب تحت آية ۲/۳۴ المطبعة البهية المصرية مصر ۲/۲۱۳

^۳ جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء في المصافحة بين كفتي دلي ۲/۹۷ سنن ابن ماجه باب المصافحة بين كفتي كراچی ص ۲۷۱

^۴ شرح معانی الآثار کتاب الکراهیة باب المعانقة بين كفتي كراچی ۲/۳۹۹

لا تصلوا الى القبور ولا تجلسوا عليها ¹ ۔	قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔
حدیث بست و ہشتم ^{۲۵} : طبرانی معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	لا تصلوا الى قبر واولا تصلوا اعلی قبر ² ۔
حدیث بست و ہشتم: صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:	نہ قبر کی طرف نماز پڑھو نہ قبر پر نماز پڑھو۔ تیسیر میں ہے اس حدیث کی سند حسن ہے،
نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الصلوة الى القبور ³ ۔	قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔
علامہ مناوی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔	
حدیث بست و ہشتم ^{۲۶} : ابوالفرج کتاب العلل میں بطریق رشد بن کریب عن ابیہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	
الا یصلین احد الی احد ولا الی قبر ⁴ ۔	خبردار! ہرگز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں منہ کرے نہ کسی قبر کی طرف،
حدیث بست و ہشتم ^{۲۸} : امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقا اور امام احمد و عبد الرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و کعب بن الجراح و ابو نعیم استاد امام بخاری و ابن منبج سند انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:	
رأی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وانا اصلی الی قبر فقال القبر امامک	مجھے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا تمہارے

¹ صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/ ۳۱۲ و سنن ابی داؤد کتاب الجنائز ۲/ ۱۰۴، جامع الترمذی ابواب الجنائز ۱/ ۱۲۵ و شرح معانی الآثار کتاب

الجنائز ۱/ ۳۴۶

² المعجم الكبير عن ابن عباس حدیث ۱۲۰۵۱ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۱/ ۳۷۶

³ كنز العمال بحوالہ حب عن انس حدیث ۱۹۱۹۱ مؤسسة الرسالة بيروت ۷/ ۳۴۴

⁴ العلل المتناهية لابن الفرغ حدیث فی الصلوة الی النائم والمتحدث دار نشر الكتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۳۴۴

آگے قبر ہے قبر سے بچو اس کی طرف نماز نہ پڑھو۔ (اور فضل بن دکین کی روایت میں ہے کہ عمر نے پکارا قبر قبر۔ت) یہ نماز ہی میں قدم بڑھائے کر آگے ہو گئے	فنهانی ^۱ وفي رواية للوكيع قال لي القبر لاتصل اليه وفي رواية الفضل بن دكين فناداه عبر القبر القبر فتقدم وصلى وجاز القبر۔

حدیث بست و نهم^{۲۹}: احمد، بخاری، مسلم، نسائی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس کے مرض میں فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ بنالیا اور فرمایا ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا: یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے لہذا احاطہ مخفی رکھا گیا۔	ان رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منه لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد قالت ولولا ذلك لابرز قبرة غیر انه خشی ان یتخذ مسجدا ^۲ وفي رواية لهم عنها عنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولئك شرار الخلق عند اللہ عزوجل يوم القيمة ^۳ ۔

حدیث سیم^{۳۰}: اجلہ ائمہ مالک و محمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

^۱ کنز العمال بحوالہ عب، ش و ابن منیع عن انس حدیث ۲۲۵۱۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۸/ ۱۹۳

^۲ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۷۷، صحیح البخاری باب ما جاء

فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابن بکر و عمر مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۸۶، صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی
وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۳۹، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی

کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۲۰۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۲۱ و ۲۵۵

^۳ صحیح البخاری کتاب الصلوة باب هل ینیش قبور مشرکی الجاہلیة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۶۱، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی

عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۲۰۱

یہود و نصاریٰ کو اللہ مارے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد ^۱ ۔	یہود و نصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم

حدیث سی ویکم^۳: مسلم اپنی صحیح اور عبد الرزاق مصنف اور دارمی سنن میں ام المؤمنین و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قالا لما نزلت برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم طفق يطرح خبيصة له على وجهه فاذا اغتم كشفها عن وجهه فقال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد يحذر مثل ما صنعوا ^۲ ۔	نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر روئے اقدس پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوئی مٹھ کھول دیتے۔ اسی حالت میں فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مساجد کر لیں، ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پر انوار کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

حدیث سی و دوم^۳: بزار مسند میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے راوی:

قال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في مرضه الذي مات فيه ائذن للناس على فاذا نزل للناس عليه فقال لعن الله قوما اتخذوا قبور انبيائهم مساجدا ثم اغى عليه فلما افاق قال يا على ائذن للناس فاذا نزل لهم فقال لعن	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا: لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے دو۔ میں نے اذن دیا۔ جب لوگ حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ہر اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرائیں، پھر حضور پر غشی طاری

^۱ صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ / ۶۲ و صحیح مسلم کتاب المساجد / ۲۰۱ و سنن ابی داؤد باب النبأ علی القبر / ۳ / ۱۰۴

^۲ صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی / ۶۲، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی عن بناء المسجد علی القبر قدیمی

کتب خانہ کراچی / ۲۰۱، المصنف عبد الرزاق حدیث ۱۵۸۸ المکتب الاسلامی بیروت / ۴۰۶، کنز العمال بحوالہ عب عن عائشہ وابن عباس

حدیث ۲۲۵۱۸ مؤستہ الرسالہ بیروت / ۸ / ۱۹۳، سنن الدارمی حدیث ۱۴۱۰ دار المحاسن للطباعة / ۲۶۷

اللہ قوماً اتخذوا قبور انبيائهم مسجداً ثلثاً في مرض موته ¹ ۔	ہو گئی جب افاتہ ہوا فرمایا: اے علی! لوگوں کو اذن دو۔ میں نے اذن دیا فرمایا: اللہ کی لعنت ہوتی ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ کر لیں۔ تین بار ایسا ہوا۔

حدیث سی وسوم^{۳۳}: ابو داؤد طیالسی و امام احمد مسند اور طبرانی کبیر میں بسند جید اور ابو نعیم معرفۃ الصحابہ اور ضیاء صحیح مختارہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ ادخلوا علی اصحابی فدخلوا علیہ وھو متقنع ببرد معافری فکشف القناع ثم قال لعن اللہ الیھود النصاری اتخذوا قبور انبيائهم مساجد ² ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا: میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ۔ حاضر ہوئے، حضور نے رخ انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں،

حدیث سی وچہارم^{۳۴}: امام احمد و طبرانی بسند جید عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من شرار الناس من تدرکھم الساعة وھم احياء ومن یتخذ القبور مساجد ³ ۔	بیشک سب لوگوں سے بدتروں میں وہ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ کہ قبروں کو جائے سجدہ ٹھہراتے ہیں۔

حدیث سی وپنجم^{۳۵}: عبد الرزاق مصنف میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من شرار الناس من یتخذ القبور مساجد ⁴ ۔	بدتر لوگوں میں ہیں وہ کہ قبروں کو محل سجدہ قرار دیں۔

حدیث سی و ششم^{۳۶} سی و ہفتم^{۳۷}: صحیح مسلم میں جندب اور مجتم طبرانی میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وھو یقول الا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبيائهم وصالحيہم مساجد الا فلا تتخذوا القبور	میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبردار! تم سے اگلے اپنے انبیاء اولیاء کی قبروں کو محل سجدہ گاہ قرار دیتے تھے خبردار۔ تم ایسا

¹ کشف الاستار حدیث ۴۳۶/۱۱، ۳۱۹، ۲۲۰

² کنز العمال حدیث ۲۲۵۲۳/۸، ۱۹۵

³ مسند احمد بن حنبل ۴۰۵/۳۳۵، والمعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۱۳/۱۰، ۲۳۳

⁴ المصنف لعبد الرزاق ۴۰۵/۱

مساجد انی انہا کم عن ذلک ^۱	نہ کرنا ضرور تمہیں اس سے منع فرماتا ہوں۔
تبہیہ: شرح منتقی میں حدیث جندب پر کہا اس کے مانند مضمون طبرانی نے بسند جید زید بن ثابت اور زرار نے مسند میں ابو عبیدہ بن الجراح وابن عدی نے کامل میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا: اس کے ثبوت پر تین حدیثیں اور ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حدیث سی و ہشتم^۲: عقیلی بطریق سہل بن ابی صالح عن ابیہ ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:	
اللہم لاتجعل قبری وثناً لعن اللہ قوماً اتخذوا قبور انبیائہم مساجد ^۲	الہی: میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا اللہ کی لعنت ان پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجد کر لیں۔
حدیث سی و نہم: امام مالک مؤطا میں عطا بن یسار سے مرسل اور زرار مسند میں ابو بطریق عطا بن یسار ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصول راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	
اشد غضب اللہ تعالیٰ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد ^۳	اللہ کا غضب اس قوم پر ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ ٹھہرایا۔
حدیث چہلم: عبدالرزاق مصنف میں عمرو بن دینار سے مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	
كانت بنو اسرائيل اتخذوا قبور انبيائهم مساجد فلعنهم الله تعالى ^۴	بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ کر لیا تو اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔ والعیاذ باللہ۔
افادہ: علامہ قاضی بیضاوی پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر علامہ قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں:	
كانت اليهود والنصارى يسجدون القبور انبيائهم و يجعلونها قبلة ويتوجهون في الصلوة نحوها فقد اتخذوها اوثاناً فلذلك لعنهم ومنع المسلمين عن مثل ذلك ^۵	یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور انہیں قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تو انہوں نے ان کو بت بنالیا، لہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔

^۱ صحیح مسلم ۲/۲۰۱ والمعجم الکبیر حدیث ۸۹/۱۹

^۲ الشفاء فصل فی حکم زیارة قبر ۵/۲

^۳ مؤطا امام مالک باب جامع الصلوٰۃ ص ۱۵۹ و کشف الاستار حدیث ۲۲۰/۱

^۴ المصنف لعبد الرزاق حدیث ۱۵۹۱/۱۰۶

^۵ مرقاۃ المفاتیح حدیث ۱۲/۲

مجمع بحار الانوار میں ہے:

کانوا یجعلونها قبلۃ یسجدون الیہا فی الصلوۃ کالوثن ^۱	مزارات انبیاء کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں ان کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بت۔

تیسیر نیز سراج منیر شروع جامع صغیر میں ہے: اتخذوها جهة قبلتهم^۲ مراد حدیث یہ ہے کہ انھوں نے مزارات کو سمت سجدہ بنالیا۔ زواج امام ابن حجر مکی میں ہے:

اتخذ القبور مسجدا معناه الصلوۃ علیہ او الیہ ^۳	قبروں کا محل سجدہ بنالینے کے یہ معنی ہیں کہ ان پر یا ان کی طرف نماز پڑھی جائے۔

علامہ تورپشی نے شرح مصابیح میں دونوں صورتیں لکھیں:

احدهما کانوا یسجدون بقبور الانبیاء تعظیماً لهم وقصد العبادة ثانیہا التوجه الی قبورهم فی الصلوۃ ^۴	ایک یہ کہ بقصد عبادت قبور انبیاء کو سجدہ کرتے، دوسرے یہ کہ ان کی طرف سجدہ کرتے۔

پھر فرمایا: وكلا الطریقین غیر مرضیۃ۔ دونوں صورتیں ناپسند ہیں۔

شیخ محقق لمعات میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں وفی شرح الشیخ ایضاً مثله^۵ (شیخ کی شرح میں بھی ایسا ہے۔ ت) شرح امام ابن حجر مکی م یں بھی یوں ہیں ہے تو ظاہر کہ سجدہ اور قبر کی طرف سجدہ دونوں حرام ہے۔ اور ان احادیث کے تحت میں داخل ہیں، اور دونوں کو وہ سخت وعیدیں شامل۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) بلکہ صورت دوم اظہر وارجح یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں۔ ولہذا علماء نے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کہ نصاریٰ کا خلاف توحید ہے۔ اور یہود کا صرف رسالت میں۔

^۱ مجمع بحار الانوار تحت لفظ "قبر" مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ۱۹۶/۳

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فأتى الله اليهود الخ كثر الامام الشافعی ریاض ۱۸۱/۲

^۳ الزواج کتاب الصلوۃ اتخاذ القبور مساجد دار الفکر بیروت ۲۳۶/۱

^۴ لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح عن التورپشی باب المساجد الخ مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور ۵۲/۳

^۵ لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح عن التورپشی باب المساجد الخ مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور ۵۲/۳

در مختار میں ہے:

النصرانی شرم من الیہودی فی الدارین ^۱ ۔	عیسائی، یہودیوں سے دونوں جہانوں میں بدتر ہیں۔ (ت)

رد المحتار میں بزازیہ سے ہے:

لان نزاع النصرانی فی الالیہات ونزاع الیہود فی النبوات ^۲ ۔	اس لئے کہ عیسائیوں کا (ہم سے اختلاف) الہیات یعنی توحید میں ہے جبکہ یہودیوں کا اختلاف رسالت میں ہے۔ (ت)

لاجرم محرر مذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا میں صورت دوم کے داخل وعید و مشمول حدیث ہونے کی طرف صاف ارشاد فرمایا: باب وضع کیا:

باب القبر یتخذ مسجد او یصلی الیہ ^۳ ۔	"باب" قبر کو سجدہ گاہ بنایا جائے یا اس کے طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ (ت)

اور اس میں یہی حدیث البوم پر لائے۔

قَاتِلَ اللّٰهُ الْیَہُودَ اتَّخَذَ وَاَقْبُورَ انْبِیَآئِہُمْ مَّسَاجِدَ ۚ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ ^۴	اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مارے کہ انھوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

فصل سوم: ڈیڑھ سو^{۱۵۰} نصوص فقہ سے سجدہ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت

اور وہ بھی دو انواع ہیں:

نوع اول: تین قسم:

قسم اول: نفس سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً حرام ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) تحریم متفق علیہ ہے اور اسی قدر ہمارا مقصود، اور تکفیر میں

^۱ در مختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰

^۲ رد المحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۹۵

^۳ مؤطا للامام محمد باب القبر یتخذ مسجد الخ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۷۲

^۴ مؤطا للامام محمد باب القبر یتخذ مسجد الخ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۷۲

عبارات چھ طور پر آئیں گی: (۱) غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے۔ اس کا ظاہر الاطلاق ہے۔

(۲) غیر خدا کو سجدہ مطلقاً کفر ہے اس میں تصریح الاطلاق ہے۔

(۳) بحال اکراہ کفر نہیں ورنہ کفر یہ قید اولین میں بھی ضروری ہے۔

(۴) غیر کی نیت سے کفر اور اللہ عزوجل کے لئے نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں،

(۵) بہ نیت عبادت کفر، اور بہ نیت تحیت کفر نہیں، اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی کفر۔

(۶) غیر کی طرف اصلاً کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہ ہو، اور یہی صحیح و معتمد ہے وحق و معتقد ہے اور باقی کفر صوری وغیرہ سے

مؤول وباللہ التوفیق۔

نص ۱: تبیین الحقائق امام فخر الدین زلیعی جلد اول ص ۲۰۲ (۲) غنیۃ المستملی محقق ابراہیم حلبی ص ۲۶۶ (۳) فتح اللہ العین العلاء السید ابی السعود الازہری جلد اول ص ۲۹۰:

التواضع نہایت تو جد فی السجود ولہذا الوسجد، لغیر اللہ تعالیٰ یکفر ^۱ ۔	تواضع کا ختم سجدہ پر ہے اس نے غیر خدا کو سجدہ کفر ہے۔
(۴) نصاب الاحساب قلمی باب ۴۹ (۵) کفایۃ شعبی سے:	
اذا سجد لغیر اللہ تعالیٰ یکفر لان وضع الجہۃ علی الارض لایجوز الا للہ تعالیٰ ^۲ ۔	غیر خدا کو سجدہ کرے تو کافر ہے کہ زمین پر پیشانی رکھنا دوسرے کے لئے جائز نہیں۔
نص ۶: مسبوط الامام جلیل شمس الائمہ سرخی (۷) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵:	
من سجد لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہہ التعظیم کفر ^۳ ۔	غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کرنے والا کافر ہے۔
نص ۸: من الروض الازہری فی شرح الفقہ الاکبر ص ۲۳۴:	
اقول: وضع الجبین اقبیح من وضع الخد	میں کہتا ہوں زمین پر ماتھا رکھنا خسارہ رکھنے سے

^۱ تبیین الحقائق باب صلوة المریض ۲۰۲ وغنیۃ المستملی الثانی القیام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۶۶، فتح المعین باب صلوة المریض

کراچی ۲۹۰

^۲ فتاویٰ نور الہدیٰ بحوالہ المبسوط کتاب الکراہیۃ فصل فیما یصیر بہ المسلم کافر امکتیہ حقانیہ کوئٹہ ص ۳۹۹

^۳ جامع الرموز کتاب الکراہیۃ مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳/ ۳۱۵

فینبغی ان لایکفر الایوضع الجبین دون غیرہ لان هذه سجدة مختصته لله تعالى¹۔ اقول: اولاً ان کان علی وجه العبادۃ کفر ولو لو یزد علی تقبیل ارض او انحناء بل بمجرد النیة والافلا کفر فی المعتمد وهو الحق المعتقد وثانیاً الجبین احد جانبی الجبهة و هما جبینان وانما السجود وضع الجبهة فلیتنبه۔	بھی بدتر ہے تو چاہئے کہ اس میں کفر نہ ہو اور میں یہ سجدہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے۔ اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) اولاً اگر زمین پر بطور عبادت پیشانی رکھے تو کافر ہو جائے گا اگرچہ زمین چومنے یا صرف جھکنے بلکہ صرف نیت کرنے پر اکتفاء کیا (اور اس سے مزید کچھ نہ کہا) تو قابل اعتماد کیا مذہب میں کفر نہیں لہذا یہی حق قابل اعتقاد ہے۔ ثانیاً جبین "پیشانی کی ایک جانب اور طرف ہے۔ اور پیشانی میں دو جبین ہیں۔ اور سجدہ زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے۔ لہذا اس سے آگاہ ہونا چاہئے۔ (ت)

نص ۹: شرح نقایہ علامہ قسستانی ص ۳۳۵ (۱۰) مجمع الانهر ملتی البحر جلد ۴ ص ۲۲۰۔ دونوں فتاویٰ ظہریہ سے (۱۱) رد المحتار علامہ
 شامی جلد ۵ ص ۷۸ جامع الرموز سے:

یکفر بالسجدة مطلقاً²۔	غیر خدا کو سجدے سے مطلقاً کافر ہو جائے گا۔
اقل: (میں کہتا ہوں۔ ت) امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے کہ بعض نے مطلقاً کافر کہا کمالیاتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) مجمع الانهر و شامی دونوں کے مستند نقل علامہ قسستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی ان سے اوثق ہیں لہذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا۔ نص ۱۲: غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ قبیل فصل من البیوع:	اقل: (میں کہتا ہوں۔ ت) امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے کہ بعض نے مطلقاً کافر کہا کمالیاتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) مجمع الانهر و شامی دونوں کے مستند نقل علامہ قسستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی ان سے اوثق ہیں لہذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا۔ نص ۱۲: غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ قبیل فصل من البیوع:
اما السجود لغير الله فهو كافر اذا كان من غير اكراه³۔	غیر خدا کو بلا اکرہ سجدہ کفر ہے۔

¹ منح الروض الا زهر شرح الفقه الاکبر فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

² مجمع الانهر کتاب الکراہیۃ بیروت ۲/ ۵۴۲ و جامع الرموز کتاب الکراہیۃ ایران ۳/ ۳۱۵، رد المحتار کتاب الحطو والاباحۃ باب الاستبراء

و غیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

³ غایۃ البیان کتاب الکراہیۃ قبیل نص من البیوع (قلمی)

نص ۱۳: منح الروض ص ۲۳۵:

اذا سجد بغیر الا کراہ یکفر عندہم بلا خلاف ^۱ ۔	اگر بلا کراہ سجدہ کیا تو با تقا علماء کافر ہو جائے گا۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) دعویٰ اتفاق بے محل ہے اولاً: بلکہ صحیح و مختارہ وہی تفصیل نیت عبادت و تحیت ہے جن پر نصوص کثیرہ مطلقہ عنقریب آتے ہیں:

ثانیاً: اجلہ اکابر نے خاص صورت عدم اکراہ میں بھی سجدہ تحیت کفر نہ ہونے کی تصریحیں فرمائیں۔ فتاویٰ کبریٰ میں پھر خزائنہ المفتین قلمی کتاب الکراہیہ: نیز واقعات امام صدر شہید پھر خود ہی غایۃ البیان مذکور میں مسئلہ اکراہ لکھ کر فرمایا:

فهذا دليل على ان السجود نبية التحية اذا كان خائفاً لا يكون كفراً فعلى هذا القياس من سجدة عن السلاطين على وجه التحية لا يصير كافراً ^۲ ۔	یہ اس کی دلیل ہے کہ سجدہ تعظیمی جبکہ خائف (اور خطر محسوس کرے) تو کفر نہ ہوگا۔ لہذا اسی پر یہ مسئلہ قیاس کیا گیا ہے کہ جو بادشاہوں کو سجدہ تعظیمی کرے تو کافر نہ ہوگا۔

جامع الفصولین جلد دوم میں بعد مسئلہ اکراہ ہے:

فهذا تؤيد ما مران من سجد للسلطان تكریماً لا یکفر ^۳ ۔	یہ مسئلہ گزشتہ کلام کی تائید کرتا ہے کہ جس نے کسی بادشاہ کو بطور تعظیم سجدہ کیا تو (اس کا روائی سے) وہ کافر نہ ہوگا۔ (ت)

ثالثاً: خود علی قاری کی عبارت آتی ہے کہ روضہ انور کے سجدے کو صرف حرام کہانہ کہ کفر، رابعاً: بلکہ نص ۲ میں وہی کہیں گے کہ بعض علماء نے تکفیر کی اور ظاہر تر عدم تکفیر ہے۔ پھر اتفاق در کنارہ وہ قول راجح بھی نہیں ضعیف و مرجوح ہے۔

نص ۱۴: امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص ۵۵:

علم من كراههم ان السجود بين يدي	کلام علماء سے معلوم ہوا کہ غیر کو سجدہ کبھی کفر ہے

^۱ منح الروض الا زهر شرح الفقه الاکبر فصل فی الکفر صریحاً و کتایہ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

^۲ خزائنہ الفتاویٰ کتاب الکراہیہ قلمی نسخہ ۲/۱۳

^۳ جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۴

الغیر منہ ماہو کفر ومنہ ماہو حرام غیر کفر فالکفر ان یقصد السجود المخلوق و الحرام ان یقصدہ للہ تعالیٰ معظماً بہ ذلک للمخلوق من غیر ان یقصدہ بہ اولایکون لہ قصد ^۱ ۔	اور کبھی صرف حرام۔ کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدہ کا قصد کرے اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اس کی تعظیم یا یہ کہ اصلاً کچھ نہ ہو۔

نص ۱۵: جواہر الاخلاطی کتاب الاستحسان (۱۶) پھر ہندیہ جلد ۵ ص ۳۶۸، ۳۶۹ (۱۷) نصاب الاختساب باب ۴۹ (۱۸) یہ سب امام اجل فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے:

وهذا لفظ النصاب وهو اتم من قبل الارض بين ايدي السلطان والامير او سجد له فان كان على وجه التحية لا يكفر ولكن يصير آثماً مرتكباً الكبيرة وان كان سجد بنية العبادة للسلطان ولم تحضره النية فقد كفر ^۲ ۔	جس نے بادشاہ یا سردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت تھا تو کافر تو نہ ہوا مگر گنہگار مرتکب کبیرہ ہوا، اور اگر پرستش بادشاہ کی نیت کی یا عبادت و تحیت کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو بیشک کافر ہو گیا۔

نص ۱۹: فتاویٰ امام ظہیر الدین مرغینانی (۲۰) اس کا مختصر لایمام عینی (۲۱) اس سے غمز العیون والبصائر ص ۳۱ (۲۲) فتاویٰ خلاصہ قلمی قبیل کتاب الہیة (۲۳) اس سے مخ الروض ص ۲۳۵:

وهذا لفظ الامام العینی قال بعضهم مطلقاً و قال اکثرهم هو على وجه ان اراد به العبادة يكفر و ان اراد به التحية لا يكفر و يحرم عليه ذلك وان لم تكن له ارادة كفر عنداكثر اهل العلم ^۳ ۔	غیر خدا کو سجدے سے بعض نے کہا مطلقاً کافر ہے، اور اکثر نے اس میں کئی صورتیں ہیں اگر اس کی عبادت چاہی تو کافر ہے اور تحیت کی نیت کی تو کفر نہیں حرام ہے اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو اکثر ائمہ کے نزدیک کافر ہے۔

خلاصہ کے لفظ یہ ہیں:

^۱ اعلام بقواطع الاسلام مع سبیل النجاة مكتبة الحقيقة دار الشفقت استنبول ترکی ص ۳۸۸

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیة الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ کراچی ۶۹/۵-۳۶۸

^۳ غمز العیون البصائر بحوالہ العینی فی مختصر الفتاوی الظہیریة الفن الاول اوارۃ القرآن کراچی ۱/۳۵

رہا ان سلاطین کو سجدہ وہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور کافر بھی ہو گیا نہیں بعض نے کہا مطلقاً کافر ہو جائے گا اور اکثر نے فرمایا مسئلہ میں تفصیل ہے اگر عبادت چاہی کافر ہو جائے گا اور تحیت تو نہیں۔ اور یہی اس مسئلہ کے موافق ہے جو فتاویٰ کی کتاب السیر اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبسوط میں ہے۔	اما السجدة لهؤلاء الجبابرة فهي كبيرة هل يكفر قال بعضهم يكفر مطلقاً وقال بعضهم (وفي نسخة الطبع اكثرهم) المسالة على التفصيل ان اراد بها العبادة يكفر وان اراد بها التحية لا يكفر قال وهذا موافق لما قال وهذا موافق لما في سير الفتاوى والاصل¹۔

علی قاری نے اسے یوں نقل بالمعنی کیا:

خلاصہ میں ہے جس نے انھیں سجدہ کیا اگر تعظیم کا قصد تھا یعنی مثل تعظیم الہی تو کافر ہو گیا اور تحیت کا ارادہ نہ تھا تو بعض علماء نے اختیار فرمایا کہ کافر نہ ہوگا، میں کہتا ہوں یہی ظاہر تر ہے۔ اور فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ بعض نے کہا مطلقاً کافر ہو جائے گا۔ اقول: (میں کہتا ہوں کہ خلاصہ میں لفظ "التعظیم" نہیں بلکہ لفظ "عبادت" مذکور ہے لہذا اس کے لانے کی کچھ ضرورت نہیں پھر اس کی ایسے کلام سے تشریح کرنا کہ عبادت کی طرف راجع ہے مگر یہ کہ اس کے ایک نسخہ میں لفظ "تعظیم" موجود ہو جیسا کہ اس کے ایک "نسخہ" میں اکثر ہم کی جگہ بعضہم جیسا کہ قلمی نسخہ میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔) (ت)	في الخلاصة من سجد لهم ان اراد به التعظيم اى كتعظيم الله سبحانه كفروا ان اراد به التحية اختار بعض العلماء انه لا يكفر اقول هذا هو الاظهر وفي الظهيرية قال بعضهم يكفر مطلقاً²۔ اقول: ليس في الخلاصة لفظ التعظيم بل العبادة فلا حاجة الى ايراد ثم تفسيرة بما يرجع الى العبادة الا ان يكون في نسخة لفظ التعظيم كما ان فيها بعضهم مكان اكثرهم كنسخة القلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

نص ۲۴: امام اجل صدر شہید شرح جامع صغیر میں (۲۵) ان سے امام سمعانی خزائنہ المفتین قلمی

¹ خلاصہ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی الجنس الحادی عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۸۹/۳

² منح الروض الا زهر الشرح الفقہ الا کبر فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

کتاب الکراہیۃ میں (۲۶) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۲۷) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۸ (۲۸) جامع الفصولین جلد ۲ ص ۳۱۳ (۲۹) برمز من مجمع النوازل (۳۰) رموز جز یعنی وجیز المحيط سے (۳۱) جامع الرموز ص ۵۳۵ (۳۲) جامع الفصولین ص ۱۱ (۳۳) مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۰، اور یہ لفظ امام صدر شہید کے ہیں:

من قبل الارض بین یدی السلطان او امیر او سجد له فان کان علی وجه التحیة لایکفر ولكن ارتکب الکبیرة ^۱ ۔	جس نے بادشاہ کو کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت ہو کافر نہ ہوگا ہاں مرتکب کبیرہ ہو۔

جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں: لایجوز فانه کبیرة^۲ زمین بوسی و سجدہ تحیت ناجائز و کبیرہ ہیں۔ جواہر و ہندیہ میں یوں ہے:

لایکفر ولكن یأثم بارتکابه الکبیرة هو المختار ^۳ ۔	یعنی مذہب مختار میں زمین بوسی و سجدہ تحیت سے کافر نہ ہوگا مگر مجرم ہوگا کہ اس نے کبیرہ کیا۔

جامع الفصولین کے لفظ دوم یہ ہیں:

أثم لو سجد علی وجه التحیة لارتکب ما حرم ^۴ ۔	سجدہ تحیت سے گنہگار ہوگا کہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔

مجمع الانہر کے لفظ یہ ہیں:

من سجد له علی وجه التحیة لایکفر ولكن یصیر آثماً مرتکباً الکبیرة ^۵ ۔	سجدہ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار مرتکب کبیرہ ہوگا۔

^۱ خزائن المفتین کتاب الکراہیۃ قلمی ۲/ ۲۱۳ و جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون ۲/ ۳۱۴

^۲ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الکراہیۃ مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳/ ۳۱۵

^۳ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ جواہر الاخلاطی کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون ۵/ ۳۶۸

^۴ جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۳

^۵ مجمع الانہر کتاب الکراہیۃ فصل فی بیان احکام النظرہ ونحوہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲

نص ۳۵: در مختار کتاب الحظر قبیل فصل البیوع (۳۶) مجمع الانهر محل مذکور:

وهل یکفر ان علی وجه العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجه التحیة لا وصار آثام ترکباً للکبیرة ^۱ ۔	اس سے کافر بھی ہوگا یا نہیں؟ اگر بروجہ عبادت و تعظیم کرے کافر ہے۔ اور بروجہ تحیت تو کافر نہیں مجرم و مرتکب کبیرہ ہے۔

(۳۷) علامہ ابن عابدین جلد ۵ ص ۳۸۷ کلام مذکور در پر:

تلفیق القولین قال الزیلعی و ذکر الصدر الشہید انه لایکفر بهذا السجود لانه یرید به التحیة وقال شمس الائمة السرخسی ان کان لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر ^۲ ۔	یعنی یہاں دو قول تھے: ایک یہ کہ سجدہ تعظیمی کفر ہے امام شمس الائمہ سرخی کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ سجدہ تحیت کفر نہیں۔ امام صدر شہید کا یہی مختار ہے شارح نے دونوں کا ایک ایک حصہ لے کر یہ تفصیل کی کہ تعظیم مقصود ہو تو کفر اور تحیت تو نہیں۔

اقول: وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔) امام صدر شہید صرف نفی کفر فرماتے ہیں: سجدہ تحیت کے گناہ کبیرہ ہونے کی خود انھوں نے تصریح فرمائی کہ نص ۲۰ میں گزری اور تعظیم سے کبھی مطلق مراد لیتے ہیں بایں معنی تحیت بھی تعظیم ہے خصوصاً تحیت عظماء نص ۴۵ میں امام فقیہ النفس اور نص ۵۱ میں سیدی عبدالغنی قدس سرہ، سے آتا ہے کہ تحیت و تعظیم کو ایک صورت رکھا اور عبادت کے مقابل لیا اور کبھی خاص تعظیم مثل تعظیم الہی مراد لیتے ہیں جیسا کہ نص ۲۳ میں منہ الروض سے گزرا اس وقت وہ مساوی عبادت ہے اس کی نظیر قسم دوم میں خود صاحب در مختار کی درستی سے آتی ہے کہ تعظیم کو تحیت کے مقابل لیا قول شمس الائمہ میں یہی مراد ہے تو یہ تلفیق نہیں توفیق ہے دونوں مرادوں کی تحقیق ہے اور اللہ عزوجل ولی توفیق ہے۔

نص ۳۸: کتاب الاصل الامام محمد (۳۹) فتاویٰ کتاب السیر (۴۰) ان دونوں سے فتاویٰ خلاصہ فتاویٰ قلمی آخر کتاب الفاظ الکفر (۴۱) فتاویٰ غیاثیہ ۱۰۷ (۴۲) محیط (۴۳) اس سے شرح فقہ اکبر ص ۳۵ (۴۴) نصاب الاحساب باب ۴۹ (۴۵) وجیز امام کردری جلد ۶ ص ۳۴۳

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

^۲ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ص ۲۴۶

(۴۶) اختیار شرح مختار (۴۷) اس سے علامہ شیخی زادہ شارح ملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰:

ان لا یأتی بما هو کفر صورة وان کان فی حالة الکراهۃ ^۱ ۔	اذا قال اهل الحرب لمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالا فضل ان لا یسجد لان هذا کفر صورة والافضل ان لا یأتی بما هو کفر صورة وان کان فی حالة الکراهۃ ^۱ ۔

نص ۴۸: فتاویٰ امام قاضی خان جلد ۲ ص ۷۸ (۴۹) اس سے فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ ص ۳۶۸ (۵۰) نیز اشباہ والنظائر قلمی فن اول قاعدہ ثانیہ (۵۱) اس سے حدیقہ ندیہ امام عارف باللہ نابلسی جلد اول ص ۳۸۱ (۵۲) خزائنہ المفتین کتاب الکراہیۃ (۵۳) فتاویٰ کبریٰ سے (۵۴) واقعات امام ناطقی (۵۵) اس سے عیون المسائل (۵۶) اس سے واقعات امام صدر شہید باب العین للعیون برمز وللو اوقات (۵۷) اس سے غایۃ البیان انزاری قلمی کتاب الکراہیۃ محل مذکور (۵۸) واقعات ناطقی سے جامع الفصولین جلد دوم ص ۳۱۴:

لو قال للمسلم اسجد للملک والاقتلناک قالوا ان امرؤہ بذلک للعبادة فالا فضل له ان لا یسجد کمن اکره علی ان یکفر کان الصبر افضل وان امرؤہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم کالعبادة فالا فضل له ان یسجد ^۲ ۔	اگر کافر نے مسلمان سے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ تجھے قتل کر دیں گے، علماء نے فرمایا اگر کافر اس سے سجدہ عبادت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے، اور اگر سجدہ تحیت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کر کے جان بچائے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) ان دس عبارات نے روشن کیا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بدتر ہے ان میں یہ حکم ہے کہ اگر قتل بلکہ قطع عضو بلکہ ضرب شدید ہی کی تنویف سے ان کے کھانے پینے پر اکراہ کیا جائے تو کھانا پینا فرض ہے ورنہ گنہگار ہوگا، علمگیر یہ میں ہے:

اذا اخذ رجلا وقال لا قتلناک او	اگر کسی نے کسی شخص کو پکڑا اور کہا اس سورکا

^۱ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحيط فصل فی صریحاً وکنایۃ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۹۳

^۲ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

لتاکلن لحم هذا الخنزیر یفترض علیه التناول ^۱ ۔	گوشت کھائے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ تو اس پر گوشت کھانا (اپنی جان کے تحفظ کے لئے) فرض ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

اكره على اكل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو وضرب مربح فرض فان صبر فقتل اثم ^۲ ۔	اگر کسی کو قتل کی دھمکی یا قطع اندام یا ضرب شدید سے ڈراتے ہوئے سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا (تو ایسی حالت میں) اس پر سور کا گوشت کھالینا (اپنی جان کے تحفظ کے لئے) فرض ہے (پھر اگر اس نے نہ کھایا) اور مصیبت پر صبر کیا اور قتل کر دیا گیا تو گنہگار ہوگا۔

لیکن یہاں اگر قتل سے بھی اکراہ ہو تو سجدہ تحیت کر لینا صرف افضل کہا فرض کیسا واجب بھی نہ کیا یعنی جائز یہ بھی کہ قتل ہو جائے اور سجدہ تحیت نہ کرے اگرچہ جان بچالینا بہتر ہے تو ظاہر ہوا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت شراب پینے اور سوئے کھانے سے بھی بدتر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور ہوا ہی چاہئے کہ اکل خنزیر میں عبادات غیر خدا کی مشابہت نہیں نہ اسے بلا استحلال کسی نے کفر کہا۔ خلاف سجدہ تحیت کہ ایک جماعت علماء سے اس پر حکم تکفیر آیا اور اس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار عز وجلالہ کے حق پر دست اندازی ہے۔ آدمی دین و انصاف رکھتا ہو تو یہی عبارات اس کی ہدایت کو بس ہے۔ ولایزید الظالمین الا خسارا (اور ظالموں کے سوائے گھائے گھائے کے کچھ نہ بڑھائے گا۔ ت)

نص ۵۹: عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۶۰) فتاویٰ غرائب سے:

لا یجوز السجود الا لله تعالیٰ ^۳ ۔	سجدہ غیر خدا کے لئے جائز نہیں۔

نص ۶۱: اکلیل امام جلیل خاتم الحفظ سے فصل اول میں گزرا: فیہ تحریم السجود لغير الله تعالیٰ^۴

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاکراہ الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۸

^۲ در مختار کتاب الاکراہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۶/۲

^۳ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ فتاویٰ غرائب کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

^۴ الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت آیہ ۸۰/۳ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ حرام ہے۔

نص ۶۲: نصاب الاحتساب ۴۹ (۶۳) ایک تابعی جلیل سے کہ اکابر تابعین طبقہ اولیٰ خلافت فاروقی کے مجاہدین سے تھے:

ان السجود فی دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحل الا للہ تعالیٰ ^۱ ۔	بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین میں اللہ عزوجل کے سوا سجدہ کسی کے لئے حلال نہیں

نص ۶۳: طریقہ محمدیہ قلمی نوع سیزدہم آفات قلب میں تذلل کو حرام بتا کر فرمایا:

ومنہ السجود والركوع والانحناء للكبراء عنہ الملاقاة والسلام وردہ ^۲ ۔	اسی حرام فروتنی سے ہے بزرگوں کے ملتے اور انھیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انھیں سجدہ یا ان کے لئے رکوع کرنا یا اقرب رکوع تک جھکنا۔

نص ۶۵: منح الروض ص ۲۲۷:

السجد حرام لغيره سبحانه تعالیٰ ^۳ ۔	غیر خدا کو سجدہ حرام۔

نص ۶۶: روضہ امام جل ابوز کریانووی۔

نص ۶۷: پھر امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص ۱۳:

ما یفعله كثيرون من الجهلة الظالمين من السجود بين يدي المشائخ فان ذلك حرام قطعاً بكل حال سواء كان للقبلة او غيرها وسواء قصد السجود لله تعالى او غفل وفي بعض صورہ ما يقتضي الكفر عافانا الله تعالیٰ من ذلك ^۴ ۔	وہ جو بہت ظالم جاہل پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہر حال میں حرام قطعی ہے چاہے قبلہ کی جانب ہو یا اور طرف اور چاہے خدا کو سجدہ کی نیت کرے یا اس نیت سے غافل ہو پھر اس کی بعض صورتیں تو مقتضی کفر ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ دے۔

نص ۶۸: اعلام ص ۵۵:

^۱ نصاب الاحتساب

^۲ الطریقہ المحمدیہ التذلیل للمخلوق هو الثالث عشر من آفات القلب مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲۳۸/۱

^۳ منح الروض الا زہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً کنایۃ المصطفیٰ البابی حلبی مصر ص ۱۸۷

^۴ اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة مکتبہ الحقیقیہ دار الشفقت استانبول ترکی ص ۳۴۹

قد صرخوا بأن سجود جهلة الصوفية بين يدي مشايخهم حرام وفي بعض صورة ما يقتضي الكفر ^۱ ۔	بیشک آئمہ نے تصریح فرمائی کہ پیروں کو سجدہ کہ جاہل صوفی کرتے ہیں حرام اور اس کی بعض صورتیں حکم کفر لگاتی ہے۔

نص ۶۹: غایۃ البیان قلمی شرح ہدایۃ العلایۃ الاتفاقی محل مذکور بحث سجدہ میں:

وما یفعله بعض الجہال من الصوفية بين يدي شيخهم فحرم محض اقبح البدع فينہون عن ذالك لامحالة ^۲	سجدہ کہ بعض جاہل صوفی اپنے پیر کے آگے کرتے ہیں نواحرام اور سب سے بدتر بدعت ہے وہ جبراً اس سے باز رکھیں جائیں۔

نص ۷۰: وجیز امام حفظ الدین محمد بن محمد کردری جلد ۶ ص ۳۴۳:

وبهذا علم ان ما يفعله الجهلة لطواغيثهم ويسبونه پایکاکہ کفر عند بعض المشائخ وکبیرۃ عند الكل فلو اعتقدوا مباحۃ یشخہ فهو کافر وان امرہ شیخہ بہ ورضی بہ مستحسنالہ فالشیخ النجدی ایضاً کافر ان کان اسلم فی عمرہ ^۳ ۔	یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے اور اسے پا نگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کر کے اس پر راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لئے سجدے کے خوشنمند غالباً شرع سے آزاد بے قید و بند ہوتے ہیں یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کو اب ہوئے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
الحمد للہ یہ نفس سجدہ تحت کے حکم میں ستر نص ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لئے ہے اور اس کے غیر کے لئے مطلقاً کسی نیت سے ہو حرام حرام حرام کبیرہ کبیرہ کبیرہ۔ والحمد للہ حمد اکثیر او صلی اللہ تعالیٰ وسلم علی سیدنا و مولانا و آلہ و صحبہ تعزیر و تعزیر الامین!

^۱ اعلام بقواطع الاسلام مع سب النجاء مکتبہ الحقیقۃ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۳۸۸

^۲ البنایۃ فی شرح الہدایۃ کتاب الکراہیۃ گصل فی الستبراء وغیرہ المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمۃ ۲۵۶/۴

^۳ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب الفاظ تکنون اسلاماً الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۳۴۳ و ۳۴۴

قسم دوم: سجدہ توسجدہ زمین بوسی حرام ہے۔ اس پر پندرہ نص قسم اول میں تھے ۲۸ تا ۲۴ و ۳۴ تا ۳۵ و ۳۶ تا ۳۷ کہ دونوں اصلاً در بارہ تقبیل ارض ہیں ۲۶ اور سنئے کہ مجموع ۴۱ نص ہوں۔

نص ۷۱: جامع صغیر امام کبیر (۷۲) اس سے فتاویٰ تاتار خانیہ (۷۳) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۷۴) کافی شرح وافی قلمی ہر دو تصنیف امام جلیل ابوالبرکات نسفی صاحب کنز (۷۵) غایہ البیان علامہ انزازی قلمی شرح ہدایہ ہر دو در کتاب الکراہیۃ قبیل فصل فی البیج (۷۶) کفایہ امام جلال الدین کرمانی شرح ہدایہ جلد ۴ ص ۴۳ (۷۷) تبیین الحقائق امام زلیعی شرح کنز جلد ۶ ص ۲۵ (۷۸) تنویر الابصار امام شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی (۷۹) در مختار علامہ مدقق علاؤ الدین دمشقی کتاب الخطر محل مذکور (۸۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الا بحر جلد ۲ ص ۵۲۰ (۸۱) فتح المعین علی الکنز جلد ۳ ص ۴۰۲ (۸۲) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۸۳) تکریمۃ للعلاۃ الطوری جلد ۸ ص ۲۲۶ (۸۴) شرح الکنز للملا مسکین محل مذکور (۸۵) فتاویٰ غرائب (۸۶) اس سے فتاویٰ ہندیہ صفحہ مذکورہ۔ ان سولہ نصوص جلیلہ میں ہے:

ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثم ^۱ ۔	عالموں اور بزرگوں کے سامنے چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار۔

کافی و کفایہ وغایت و تبیین و درو مجمع و ابوالسعود و جواہر نے زائد کیا۔ لانہ یشبہ عبادۃ الوثن^۲ اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔ طوری کے لفظ یہ ہیں لانہ اشبہ بعبادۃ الاوثان^۳۔ ایسا کرنے والا بت پرستوں سے نہایت مشابہ ہے۔ نص ۸۷: علامہ سید احمد مصری طحاوی جلد ۴ ص زیر قول مذکور در:

یشبہ عبادۃ الوثن لانہ فیہ صورۃ السجود لغير الله تعالى ^۴ ۔	زمین بوسی اس لئے بت پرستی کے مشابہ ہے کہ اس میں غیر خدا کو سجدہ کی صورت ہے۔

^۱ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۴۵

^۲ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۴۵

^۳ تکریم البحر الرائق کتاب الکراہیۃ فصل فی الاستبراء وغیرہ ۱۱/ ۱۸۸

^۴ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الکراہیۃ دار المعرفۃ بیروت ۱۲/ ۱۹۲

اقول: (میں کہتا ہوں) زمین بوسی حقیقتہً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی رکھنی ضروری ہے جب یہ اس وجہ سے حرام مشابہ ہے پرستی ہوئی کہ صورتہً قریب سجدہ ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
نص ۸۸: غنیہ ذوی الاحکام للعلامة الشرنبلالی جلد اول ص ۳۱۸ (۸۹) متن مواہب الرحمن سے:

یحرر تقبیل الارض بین یدی العالم للتحیة ^۱	عالم کے سامنے تحیت کی نیت سے زمین بوسی حرام ہے۔

نص ۹۰: خادمی علی الدرر ص ۱۵۵:

تقبیل الارض والانحناء لیس بجائز ذیل محرم ^۲	زمین چومنا اور جھکنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

نص ۹۱: رد المحتار جلد ۵ ص ۳۷۹ (۹۲) در منقہ شرح ملتقى سے اقسام بوسہ میں:

حرام الارض تحة وكفر لها تعظيماً ^۳	زمین بوسی بطور تحیت حرام اور بوجہ تعظیم کفر ہے۔

نص ۳۹: فتاویٰ ظہیریہ (۹۴) مختصر امام عینی (۹۵) اس سے غمر العیون ص ۳۱ (۹۶) شرح فقہ اکبر ص ۳۳۵:

اما تقبیل الارض فهو قریب من السجود الا ان وضع الجبین او الخد علی الارض افحش واقبح من تقبیل الارض ^۴	زمین چومنا سجدے کے قریب ہے اور حین یا رخسارہ زمین پر رکھنا اس سے بھی زیادہ فحش و قبیح ہے۔

قسم سوم: زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے اس پر ۶۴، ۹، دو نص اور پر گزرے، تیس ۳۰ اور سنئے۔

^۱ غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ الدرر والغرر کتاب الکراهیة فصل من ملک آمة بشرء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۶۸

^۲ حاشیہ الخادمی علی الدرر شرح الغرر کتاب الکراهیة فصل قوله مشربة عن محررها مطبوعہ عثمانیہ ص ۱۵۵

^۳ الدر المنقہ فی شرح الملتقى علی ہامش مجمع الانهر کتاب الکراهیة فصل فی بیان احکام دار احياء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲

^۴ منح الروض الاظهر شرح الفقہ اکبر فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃً مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۹۳

نص ۹۷: زاہدی (۹۸) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ (۹۹) اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۷۸ (۱۰۰) نیز شیخی زادہ علی الملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰:

الانحناء فی السلام الی قریب الركوع كالسجود ^۱ ۔	سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی مثل سجدہ ہے۔

نص ۱۰۱: شرعۃ الاسلام (۱۰۲) اس کی شرح مفاتیح الجنان ص ۳۱۲:

(لا یقبلہ ولا ینحنی لہ) لکنہا مکروہین ^۲ ۔	نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں مکروہ ہیں۔

نص ۱۰۳: اجیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۲۴ (۱۰۴) اتحاف السادہ جلد ۶ ص ۲۸۱:

(الانحناء عند السلام منہی عنہ) وہو عن فعل الاعاجم ^۳ ۔	سلام کے وقت جھکنا منع فرمایا گیا اور وہ مجوسی کا فعل ہے۔

(۱۰۵) عین العلم قلمی باب ثامن (۱۰۶) شرح علی قاری جلد اول ص ۷۷ (۱۰۷) ذخیرہ سے (۱۰۸) نیز محیط سے:

(لا ینحنی) لان الانحناء یکرہ للسلاطین وغیرہم ولانہ صنیع اهل الكتاب ^۴ ۔	سلام میں نہ جھکے کہ بادشاہ ہو یا کوئی کسی کے لئے جھکنے کی اجازت نہیں اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کا فعل ہے۔

نص ۱۰۹: حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اول ص ۳۸۱:

معلوم ان من لقی احد امن الاکابر فحنی لہ رأسہ او ظہرہ ولو بالغ فی ذلک فمرادہ التحیۃ والتعظیم دون العبادة فلا یکفر بهذا الصنيع	معلوم ہے کہ جو اکابر میں کسی سے ملتے وقت اس کے لئے سر یا پیٹھ جھکائے اگرچہ اس میں مبالغہ کرے اس کا ارادہ تحیت و تعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کا تو اس فعل سے کافر نہ ہو جائیگا۔

^۱ جامع الرموز کتاب الکراہیۃ ۳/ ۳۱۵ و مجمع الانهر ۲/ ۵۴۲

^۲ شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن المشی و آدابہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۱۲

^۳ اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب الاخوة والصحة الباب الثالث دار الفکر بیروت ۲/ ۲۸۱

^۴ شرح عین العلم لملا علی قاری بحوالہ المحيط والذخیرۃ الباب الثامن امرت پریس لاہور ص ۲۱۳

وحال المسلم مشعر بذلك على كل حال وأما العبادة فلا يقصدها إلا كافر اصل في الغالب ولكن التملق الموصول الى هذا المقدار من التذلل مذموم ولهذا جعله المصنف رحمه الله تعالى من التذلل الحرام ولم يجعله كفراً¹۔	بہر حال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتا رہا ہے عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کرے گا جو سرے سے کافر ہو۔ ہاں اتنی چالپوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچا دے بد ہے اسی لئے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حرام کہا کفر نہ ٹھہرایا۔

نص ۱۱۰: امام اجل عز الدین بن عبد السلام (۱۱۱) ان سے امام ابن حجر مکی فتاویٰ کبریٰ میں جلد ۴ ص ۷۲ (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ ص ۳۸۱ میں:

الانحناء البالغ الى حد الركوع لا يفعله احد لا حد كالسجود ولا بأس بما نقص من حد الركوع لمن يكره من اهل الاسلام²۔ اقول: هذا هو الجمع بين النصوص المتوافرة المتظافرة على المنع وبين ما في الهنديّة عن الغرائب تجوز الخدمة الهنديّة عن الغرائب تجوز الخدمة لغير الله تعالى بالقيام واخذ اليدين والانحناء³ اهو قد اشاروا اليه في النصوص الاربعة التي صدرنا بها فتلك سبعة وبالله التوفيق۔	حد کروغ تک کوئی کسی کے لئے نہ جھکے جیسے سجدہ اور اس قدر سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکے۔ اقول: (میں کہتا ہوں) یہی جمع کرنا ہے (یعنی دونوں قولوں میں مواخذہ اور مطابقت پیدا کرنا) درمیان ان نصوص کثیرہ جو باہم ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور اس قول کے درمیان جو فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ غرائب سے منقول ہے کہ کسی مخلوق (یعنی غیر خدا) کی قیام مصافحہ کرنے اور جھکنے سے خدمت کرنا جائز ہے اہ پیشک انھوں (ائمہ کرام) نے اس کی طرف ان چار نصوص میں اشارہ فرمایا جن کو ہم پہلے لائے ہیں پس سات ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے حصول توفیق ہے۔ (ت)

نص ۱۱۳: واقعات امام ناطقی (۱۱۴) ملقط امام ناصر الدین (۱۱۵) ان دونوں نصاب الاختساب اول وآخر باب ۴۹ (۱۱۶) جو اھرا اخلاطی کتاب الاستحسان (۱۱۷) اس سے عالمگیری جلد ۵

¹ الحديقه النديه شرح الطريقه المحمديه والخلق الثاني عشر مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۱/ ۵۳

² الحديقه النديه شرح الطريقه المحمديه بحواله ابن حجر في فتاوى مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۱/ ۵۳

³ فتاوى ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی مکتبہ کاندھلوی پشاور ۵/ ۳۶۹

ص ۳۶۹:

الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس ^۱ ۔	بادشاہ ہو کوئی، اس کے لئے جھکنا منع ہے کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

نص ۱۱۸: مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۱ (۱۱۹) قصول عمادی ہے:

یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوسی ^۲ ۔	جھکنا منع ہے کہ مجوسی کے فعل سے مشابہ ہے۔

نص ۱۲۰: مواہب الرحمن (۱۲۱) اس سے شرنبلالیہ جلد اول ص ۳۱۸ (۱۲۲) محیط (۱۲۳) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ (۱۲۴) اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۷۸: ۳

یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ ^۳ ۔	بادشاہ ہو خواہ کوئی اس کے لئے جھکنا منع ہے۔

نص ۱۲۵: فتاویٰ کبریٰ لامام السبیتی: الانحناء بالظہر یکرہ^۴ پیٹھ جھکانا مکروہ ہے۔

نص ۱۲۶: عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۱۲۷) فتاویٰ امام ترمذی سے:

یکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النہی ^۵ ۔	سلام کرتے جھکنا منع ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

نوع دوم: متعلق مزارات یہ بھی تین قسم:

قسم اول: مزارات کو سجدہ یا ان کے سامنے زمین چومنا حرام اور حرکوع تک جھکنا ممنوع۔

نص ۱۲۸: منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن الہمام (۱۲۹) مسلک منقسط شرح ملا علی قاری ص ۲۹۳:

(لا یس عند زیارة الجدار ولا یقبلہ ولا یلتصق بہ ولا یطوف ولا ینحنی)	زیارت روضہ انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود البیہاد بقبولہ)

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۶۹/۵^۲ مجمع الانہر بحوالہ فصول عبادی کتاب الکراہیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۳۲/۲^۳ ردالمحتار بحوالہ محیط کتاب الحظرو الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۶/۵^۴ الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر مکی باب السیر دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۳۷/۴^۵ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ التمر تاشی کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۶۹/۵

ولا يقبل الارض فانه) ای کل واحد (بدعة) غیر مستحسنہ ^۱ ۔	(ہمیں اللہ تعالیٰ دوبارہ روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرمائے بشرطیکہ قبولیت ہو) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے، نہ چومے، نہ اس سے چپٹے، نہ طواف کرے نہ جھکے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں) بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع اور علت خلاف ادب ہونا۔

لاما قاله القارى في القبلة انه من خواص بعض ارکان القبلة كيف وقد نصوا على استحسان تقبيل المصحف وايدى العلماء ارجلهم والخبز۔	وہ بات نہیں جو ملا علی قاری سے بوسہ دینے کے بارے میں صادر ہوئی کہ وہ بعض ارکان قبلہ کے خواص میں سے ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے اس لئے کہ ائمہ کرام نے مصحف شریف اور علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چومنے کے مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی۔ نیز روٹی کو بوسہ دینے کی صراحت فرمائی۔ (ت)

اور جھکنے سے مراد بدستور تاحد رکوع، اور طواف سے یہ کہ نفس طواف بغرض تعظیم مقصود ہو کما حققناہ فی فتاویٰ بہالا مزید علیہ (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں بڑی تفصیل سے اس کی تحقیق کردی کہ جس پر اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ت) نص ۱۳۰: شرح لباب صفحہ مذکورہ:

اما السجدة فلا شك انها حرام فلا يغتثر الزائر بها يري من فعل الجاهلین بل يتبع العلماء العالمین ^۲ ۔	رہا مزار انور کو مسجد وہ تو حرام قطعی ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے۔

نص ۱۳۱: زواجر عن اقرب الکبائر جلد اول ص ۱۱۰:

قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لاتتخذوا	رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كارتداد

^۱ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط مع ارشاد الساری فصل والیغتتم ایام مقامه الخ دار الکتب بیروت ص ۳۴۲

^۲ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط مع ارشاد الساری فصل والیغتتم ایام مقامه الخ دار الکتب بیروت ص ۳۴۲

قبرى وثنا يعبدى بعدى اى لاتعظوه تعظيم غير کم لاوثانهم بالسجود له اونحوه فان ذلك كبیره بل کفر بشرطه ^۱ ۔	میرے مزار اقدس کو پرستش کا بت نہ بنانا اس سے یہ مراد ہے کہ اس کی تعظیم سجدے یا اس کے مثل سے نہ کرنا جیسے تمہارے اغیار اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قسم دوم: مزار کو سجدہ درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو۔

نص ۱۳۲: طحطاوی الدر جلد اول ص ۱۸۳:

قوله مقبرة لان فيه التوجه الى القبر غالباً الصلوة اليه مکروهة ^۲ ۔	مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اس میں غالباً کسی قبر کو منہ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے

نص ۱۳۳: حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر ما بکیرہ فی الصلوة (۱۳۴) رد المحتار جلد اول ص ۳۹۴:

المقبرة اذا كان فيها موضع اعد للصلوة وليس فيه قبر ولا تجاسة وقبلة الى قبر فالصلوة مکروهة ^۳ ۔	قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی ہو اور وہاں نہ قبر ہو نہ نجاست مگر اس کا قبلہ قبر کی طرف ہو جب بھی نماز مکروہ ہے۔

نص ۱۳۵: مجتبیٰ شرح قدوری (۱۳۶) بحر الرائق جلد دوم ص ۲۰۹ (۱۳۷) فتح اللہ المعین جلد اول ص ۳۶۲:

یکره ان یطاء القبور ویجلس اوینام علیه اویصلی عليه والیه ^۴ ۔	مکروہ ہے کہ قبر کو پامال کرے یا اس پر بیٹھے یا اس پر چڑھ کر سوئے یا اس پر یا اس کی طرف نماز پڑھے۔ (ت)

(۱۳۸) حلیہ آخر کتاب (۱۳۹) شامی ص ۹۳۵:

^۱ الزواجر عن اقتراف الكبائر کتاب الصلوة باب اتخاذ القبور المساجد الخ دار الفکر بیروت / ۲۴۶

^۲ حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الصلوة دار المعرفة بیروت / ۱۸۳

^۳ رد المحتار علی الدر المختار کتاب الصلوة دار احیاء التراث العربی بیروت / ۲۵۴

^۴ فتح المعین باب الجنائز ۹ / ۳۶۲ وبحر الرائق بحوالہ المجتبیٰ کتاب الجنائز ۲ / ۱۹۴

تکرہ الصلوٰۃ علیہ والیہ لورود النہی عن ذلك ^۱ ۔	قبر پر اور قبر کی طرف نماز منع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی۔

نص ۱۴۰: تبیین الحقائق امام زلیحی جلد اول ص ۲۴۶:

یکرہ ان ینبغی علی القبر اویقعد علیہ او یصلی الیہ نہی علیہ الصلوٰۃ والسلام عن اتخاذ القبور مساجد ^۲ ۔	قبر کے اوپر کوئی چٹائی قائم کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔

نص ۱۴۱: زواجر جلد اول ص ۱۱۷:

من ثم قال اصحابنا تحرم الصلوٰۃ الی قبور الانبیاء والاولیاء تبکوا واعظاماً ^۳ ۔	اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارت شریفہ کی طرف نماز حرام ہے اگرچہ صرف تبرک و تعظیم کی نیت ہو۔

نص ۱۴۲: ایضاً ص ۱۱۶: (۱۴۳) بعض ائمہ نے گناہان کبیرہ متعلقہ قبور میں فرمایا و الصلوٰۃ الیہا^۴ قبر کے سامنے نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔

نص ۱۴۴: ارشاد الساری امام احمد قسطلانی (۱۴۵) تحقیق امام الفرج سے:

یحرم ان یصلی متوجہاً الی قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۵ ۔	حرام ہے کہ مزار انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) رکوع سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اس کی نماز

^۱ رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۰۶

^۲ تبیین الحقائق باب الجنائز فصل السلطان احق فی الصلوٰۃ المطبوعۃ الکبڑی بولاق مصر ۲۴۶

^۳ الزواجر عن اقتراح القبائر کتاب الصلوٰۃ باب اتخاذ قبور المساجد دار الفکر بیروت ۲۴۶

^۴ الزواجر عن اقتراح القبائر کتاب الصلوٰۃ باب اتخاذ قبور المساجد دار الفکر بیروت ۲۴۶

^۵ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب حل تنبش قبور الخ دار الکتب العربی بیروت ۴۳۰

ہونے کے سبب نہیں نماز تو جنازہ بھی ہے اور اس میں میت کا سامنے ہونا شرط اور نماز ہی نہ ہوگی اور بغیر نماز دفن کر دیا تو جب تک ظن سلامت ہے قبر پر نماز پڑھنا خود حکم شریعت ہے تو قطعاً یہ کراہت نماز کے سبب نہیں بلکہ رکوع و سجود کے باعث اور یقیناً معلوم کہ نماز کا رکوع و سجود اللہ عزوجل ہی کے لئے ہے اور مصلی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی۔ بائیںہ صرف قبر کا سامنے ہونا اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اسے سجدہ میں قبلہ توجہ بنانا کسی درجہ سخت اشد ممنوع و حرام ہوگا، انصاف شرط ہے اور اس قسم کے نصوص اور نوع دوم کی، احادیث کی باقی تقریر و تقریب آئندہ آئی ہے وباللہ التوفیق۔

قسم سوم: نماز تو نماز قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے اگرچہ نمازی کا سامنا نہ ہو مثلاً امام کے سامنے کوئی ستون یا انگلی برابر دل کی آدھ گز اونچی لکڑی ہو کہ جماعت کا سامنا نہ رہا۔ پھر بھی مسجد کے قبلہ میں قبر کی ممانعت ہے جب تک بیچ میں دیوار حائل نہ ہو۔

نص ۱۴۶: محرر مذهب امام محمد کی کتاب الاصل (۱۴۶) ان سے محیط (۱۴۸) ان سے ہندیہ جلد ۵:

اكره ان تكون قبلة المسجد الحمام والقبر ^۱ ۔	میں مکروہ رکھتا ہوں اسے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبلہ کی طرف ہو۔

نص ۱۴۹: غنیہ شرح منیہ ص ۳۶۶:

يكره ان تكون قبلة المسجد الى الحمام او قبر لانه فيه ترك تعظيم المسجد ^۲ ۔	مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو کہ اس میں مسجد کی بے تعظیمی ہے۔

نص ۱۵۰: خلاصہ جلد اول ص ۵۶:

يكره ان تكون قبلة المسجد الى حمام او قبر اذا لم يكن بين المصلى وبين هذا المواضع حائل	مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو جبکہ محل نماز اور ان مواضع میں دیوار کی مثل کوئی حائل نہ ہو ہاں بیچ میں دیوار ہو تو

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۳۱۹/۵

^۲ غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی کراہیۃ الصلوۃ فروع فی الخلاصۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۶۶

کالحائط وان کان حائط لایکراه ^۱	مکروہ نہیں۔

اقول: وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں) یہاں دو مسئلے ہیں:

ایک یہ کہ قبر کے سامنے ممنوع ہے۔ یہ حکم عام ہے مسجد میں ہو خواہ مکان میں خواہ صحر میں، اور اس کا علاج سترہ ہے۔ کہ انگلی کا دل (موٹائی) اور آدھ گز طول رکھتا ہو، یا صحر میں مصلی خاشع کے موضع نظر سے دور ہونا کما فی جامع المضمبرات ثم جامع الرموز ثم رد المحتار والطحاوی علی مرقا الفلاح (جیسا کہ جامع المضمبرات، جامع الرموز، فتاویٰ شامی اور طحاوی علی مرقا الفلاح میں ہے۔ ت) اور امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے تمام کتب میں اس کی تصریح ہے۔ گنگوہی نے کہ عداوت اولیائے کرام سے اپنے فتاویٰ حصہ اول ص ۳۰ میں یہ حکم لگایا کہ "قبرستان میں سب کے واسطے امام اور مقتدی کے سترہ کا حاجت ہے سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرد و حیوان اور انسان میں کافی ہے قبور کا حضور مشابہ بشرک و بت پرستی ہے اس میں کفایت نہیں ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے" ^۲ یہ شرع مطہر پر افتراء اور دل سے شریعت گھڑنا ہے۔

دوسرا یہ کہ مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو، یہ حکم مسجد سے خاص ہے یہاں تک کہ گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کر لیں جسے مسجد البیت کہتے ہیں اس کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلاء ہو تو کچھ حرج نہیں نہ قبر میں مضائقہ، کمانص علیہ فی المحيط الہندیۃ و غیرہا (جیسا کہ محیط، فتاویٰ علمگیری اور ان دو کے علاوہ یہ حکم تعظیم مسجد کے لئے ہے کما افادہ المحقق ابراہیم الحلبی (جیسا کہ محقق ابراہیم حلبی نے اس کا افادہ پیش کیا ہے۔ ت) اور وہ جگہ حقیقتہ مسجد نہیں یہاں تک کہ اس میں جنب کو جانا بلکہ جماع بھی جائز ہے۔ ذخیرہ وحلیہ وغیرہ میں ہے:

لیس لمساجد البیوت حکم المساجد الا تری انه یدخله الجنب من غیر کراهۃ ویأتی فیہ اہلہ ویبیع و یشتری	گھروں کی مساجد کا حقیقی مساجد جیسا حکم نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ مساجد بیوت میں بغیر کراہت جنبی (ناپاک) داخل ہو سکتا ہے۔ اور وہاں

^۱ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الصلوۃ الفصل الثانی مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۱۰/۷۰

^۲ فتاویٰ رشیدیہ باب قضاء الفوائت محمد سعید اینڈ سنز مسافر خانہ کراچی ص ۲۸۸

من غیر کراہۃ¹۔

وہ اپنی منکوحہ سے ہمبستری بھی کر سکتا ہے پھر اس میں بلا کراہت خرید و فروخت بھی ہو سکتی ہے۔ (ت)

مسجد حقیقی میں یہ کراہت نہ بعد قلیل سے زائل ہونہ اس سترہ سے بلکہ دیوار درکار۔

کما سمعت فظہر الجواب ولله الحمد عما ورد المحقق الحلبي في الحلية اذ قال لقائل ان يقول لا يلزم من مفارقة مساجد البيوت لمساجد الجماعات في الاحكام المذكورة عدم كراهة الاستقبال المذكور في الصلوة في البيوت بلا حائل بينه وبين ذلك بل ينبغي ان يكون هذا مما يساوى فيه الصلوة في البيوت و الصلوة في مساجد الجماعات فليتأمل² اهـ وتقرير الجواب ظاهر مما قررنا فالتفرقة التي ذكر في المحيط وغيره غير قائمة والتسوية التي يريدها المحقق حاصلة والحمد لله وعلى حبيبہ والہ الصلوة الكاملة آمین۔

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ستائش و خوبی ہے لہذا اس اشکال کا جواب بالکل ظاہر اور واضح ہو گیا کہ جس کو محقق حلبی نے الحلیۃ میں ذکر فرمایا کہ کسی کہنے والے کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ یوں کہے کہ احکام مذکورہ میں مساجد بیوت (گھروں کی مسجدیں) اور مساجد جماعات (وہ مساجد جو نماز باجماعت کے لئے تعمیر ہوئیں) میں فرق بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر لوگ گھروں کی مساجد میں آڑ اور پردہ کے بغیر نماز پڑھیں تو قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کراہت نہ ہو، (بلکہ اس صورت میں ضرور کراہت ہونی چاہئے) بلکہ مناسب اور موزوں یہ ہے کہ اس حکم میں مسجد بیت اور مسجد جماعات دونوں برابر یا مساوی ہوں، اس کو سوچنا چاہئے اھ۔ جو کچھ ہم نے ثابت کیا اس سے تقریر جواب ظاہر ہو گئی۔ لہذا وہ تفرقہ جو محیط وغیرہ میں ذکر کیا وہ قائم نہیں۔ اور وہ "تسویہ" جو محقق موصوف چاہتے ہیں وہ حاصل ہے۔ جملہ انواع تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم اور ان کی تمام آل پر کامل رحمتیں نازل ہوں، آمین۔ (ت)

ہم اس مختصر بیان کو چار فصل کرتے ہیں:

فصل اول: صحابہ و ائمہ و اولیاء و کتب پر بکر کے افترا خود اس کے مستندات اور اجماع و فقہ و

جماہیر اولیاء سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت۔

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افتراء، حدیثوں سے تحریم سجدہ کا ثبوت۔

فصل سوم: اللہ عزوجل پر بکر کے افتراء، خود اس کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ کا ثبوت

فصل چہارم: سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت۔

وباللہ التوفیق والوصول الی ذری التحقیق (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے حصول توفیق ہے اور تحقیق کی چوٹی تک رسائی

حاصل ہو سکتی ہے۔) ہر فصل میں اس کے متعلق بکر کے اور کمالات کثیرہ کا بھی اظہار ہوگا کہ مسلمان دھوکے سے بچیں

وباللہ الہادی (اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔) ت

فصل اول: صحابہ وائمہ اولیاء و کتب پر بکر کے افتراء خود اس کے مستندات اور اجماع وفقہ

وجماہیر اولیاء سے تحریم سجدہ تحیمہ کا ثبوت

(۱) بکر نے ص ۱۳ میں عالمگیری کی جلد خامس باب ۲۸ صفحہ ۷۸ کی طرف نسبت کیا:

قال الامام ابو منصور اذا قبل احد بين يدي احد الارض اوانحنى له او طأ طأ له راسه فلا باس به لانه يريد تعظيمه لا عبادته۔	امام ابو منصور نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کے آگے زمین چومے یا اس کے لئے جھکے یا اپنا سر جھکائے تو اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے وہ اس کی تعظیم کا ارادہ رکھتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کرنے کا (ت)

یہ محض افتراء ہے عالمگیری میں اصلاً اس عبارت کا نشان نہیں نری خود ساختہ ہے کیا امر دین میں اغوا عوام کے لئے ایسی حرکات کسی مسلمان کملانے والے کو زیبائیں۔

(۲) جلد خامس (۳) باب ۲۸ (۴) ص ۷۸ یہ تین شدید جراتیں ہیں کذب صریح اور اتنی جسارت و شوخ و چشتی سے کہ پوری

تعیین مقام بھی کر دیجائے (۵) اسی عالمگیری کی اسی جلد خامس کتاب الکرہیہ ۲۸ ص ۳۶۸ میں ہے:

یعنی جواہر الاخلاطی ہے بادشاہ کے لئے سجدہ تحیت یا اس کے سامنے زمین چومنے سے مذہب مختار میں کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار ہوگا کہ اس نے کبیرہ کار تکاب کیا۔ اسے چھوڑا، ایک خیانت۔	من سجد للسلطان علی وجه التحیة اوقبل الارض بین یدیہ لایکفر ولكن یأثم لارتکاب الکبیرة هو المختار کذا فی جواہر الاخلاطی ^۱ ۔

(۶) اسی میں وہیں ص ۳۶۹ میں ہے:

یعنی جامع الصغیر پھر تاتار خانیہ میں ہے بڑے کے آگے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور وہ کہ اس پر راضی ہو بیشک دونوں مجرم ہیں۔	وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی آثم ان کذا فی التتار خانیة ^۲ ۔

دو^۲ خیانت۔ (۷) اسی میں اس کے متصل ہے:

یعنی غرائب علماء و مشائخ کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے اور فاعل و راضی دونوں گنہگار۔	وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزهاد فعل الجہال والفاعل والراضی آثم ان کذا فی الغرائب ^۳ ۔

تین خیانت۔ (۸) اسی کے متصل ہے:

یعنی جواہر اخلاطی میں ہے بادشاہ خواہ کسی کے لئے جھکنا مکروہ ہے کہ فعل مجوس کے مانند ہے۔	الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانه یشبه فعل المجوس کذا فی جواہر الاخلاطی ^۴ ۔

چار خیانت۔ اقول: (میں کہتا ہوں) یہاں جھکنے سے بقدر رکوع جھکنا مقصود ہے جس طرح رسم مجوس و

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۸

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

^۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

^۴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

ہند ہے۔ (۹) اسی کے متصل ہے:

و یکرہ الانحناء عند التحیة وبہ ورد النہی کذا فی التہر تاشی ^۱ ۔	یعنی فتاویٰ امام تہر تاشی میں ہے سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے حدیث میں اس سے ممانعت آئی۔

پانچ خیانت (۱۰) اسی کے متصل ہے:

تجوز الخدمۃ لغير الله تعالى بالقيام واخذ الیدین و الانحناء ولا يجوز السجود الا لله تعالى کذا فی الغرائب ^۲ ۔	یعنی فتاویٰ غرائب میں ہے قیامت اور مصافحے اور جھکنے سے غیر خدا کی خدمت جائز ہے اور سجدہ جائز نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے لئے۔

چھ خیانت اتول: (میں کہتا ہوں) یہاں خفیف جھکنا مراد ہے کہ حد رکوع عسک نہ پہنچے۔ حدیقہ ندیہ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بانسی میں ہے:

الانحناء البالغ حد الركوع لا یفعل لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الركوع لمن یکرہ من اهل الاسلام ^۳ ۔	یعنی حد رکوع تک جھکنا غیر خدا کے لئے جائز نہیں جیسے سجدہ اور حد رکوع سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکیں۔

عالمگیری میں اگر کچھ نہ ہوتا تو دل سے عبارت گھڑ کر اس کے سر باندھنی تہمت تھی نہ کہ اس میں یہ قاصر عبارات اپنے خلاف موجود ہوں اور اسی جلد اسی باب میں ہوں پھر وہ شدید جرات ہزار افتراء کا ایک افتراء ہے۔ (۱۱) پھر کہا ص ۱۱۳ اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے۔

وقد تبين بذلك ان وضع الجباه بين یدي المشائخ جائز بلاریب۔	بیشک اس سے ظاہر اور واضح ہو گیا کہ مشائخ کرام کے روبرو زمین پر اپنی پیشانیاں رکھ دینا بلا شک و شبہ جائز ہے۔

عہ: بہ تقیید زاهدی ورد المحتار نمبر ۲۶ میں آتی ہے ۱۲ منہ۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۶۹

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۶۹

^۳ الحدیقہ الندیہ شرح الطریقہ محمدیہ الخلق الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۷/۵۴

اور ایک عبارت ۳ سطر کی گھڑلی، یہ بھی نرا کذب ہے۔

(۱۲) اسی طرح سو "افتراء" کا ایک ہے۔ (۱۳) صفحہ ۱۳ میں جامع صغیر کی طرف نسبت کیا:

لاباس بوضع الخدین بین یدی المشائخ۔	مشائخ کے سامنے رخساروں کے رگے میں حرج نہیں۔ (ت)

یہ بھی خالص دروغ۔

(۱۴) ویسائی سوافتراء کے برابر ہے جامع صغیر کی عبارت ابھی گزری کہ زمین چو مناحرام ہے نہ کہ زمین پر رخسارے رکھنا۔

(۱۵) اسی صفحہ میں فتاویٰ عزیز یہ کہ نسبت ادعا کیا "اس میں بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" یہ بھی صریح ہٹ دھرمی ہے۔ فتاویٰ عزیز یہ میں بعد ذکر شبہات یہ جواب قاطع دیا کہ اجماع قطعی ست بر تحریم سجدہ^۱ یعنی غیر خدا کو سجدہ تحت حرام ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے۔

(۱۶) تو یہ بھی سو "افتراء" کے مثل ہوا۔

(۱۷) یہیں یہی مضمون فتاویٰ سراجیہ کی نسبت کیا، یہ بھی خالص جھوٹ ہے سراجیہ بہت شرح و بسط درکنار کا نشان تک نہیں۔

(۱۸) یہی ادعا شرح مشکوٰۃ شیخ محقق کی نسبت کیا، یہ بھی محض بہتان اسی میں تو یہ ہے سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہر گز نمیرد و ملک اوزا نکل نگرود^۲ (سجدہ اس زندے (خدا) کے لئے کرنا چاہئے جو کبھی مرتا نہیں اور اس کی بادشاہی کبھی زوال پذیر نہیں ہوتی۔ (ت) (۱۹) صفحہ ۱۳ میں عالمگیری سے نقل کیا:

وان اموة بالسجود اللتحية والتعظیم لالعبادة فلا فضل له ان يسجد۔	اگر کفار نے کسی کو سجدہ تحیہ اور تعظیمی کرنے کا نہ کہ سجدہ عبادت کرنے کا، تو افضل یہ ہے کہ وہ سجدہ کرے (ت)

اور اس کی یہ سرخی دی "تعظیمی سجدہ کرنا افضل ہے" یعنی وہی سجدہ جس کی بحث ہے کہ بحالت اختیار زید

^۱ فتاویٰ عزیز یہ سجدہ تحیہ مطبع مجتہائی دہلی اول ص ۱۰۷

^۲ اشعة المبعات

عمر کو سجدہ تحیت کرنا، اسے عالمگیری میں افضل لکھا۔ یہ بھاری خیانت ہے۔ عالمگیری کی عبارت یہ ہے:

یعنی اگر حربی کفار مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ کرور نہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے، یہ جبراً اگر انھوں نے سجدہ عبادت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ نہ کرے۔ اور جان دے دے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے اور اگر یہ جبر سجدہ تحیت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ کر لے اور جان بچالے۔	ولو قال اهل الحرب للمسلم اسجد للملك والاقتلناك قالوا ان امرؤة بذلك العبادة فالأفضل له ان لا يسجد كمن اكراه على ان يكفر كان الصبر افضل¹۔

اس کے بعد وہ عبادت ہے وان امرؤة بالسجود للتحية² (اگر دار الحرب والے اسے سجدہ تحیت کر نیکا حکم دیں۔ ت) اول سے وہ اری عبارت اڑادی کہ عوام نہ جانیں کہ کلمات حالت اکراہ میں ہے جہاں یہ جانتا ہو کہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔ ایسی جگہ جان بچالینے کو افضل کہا ہے۔

(۲۰) غالباً ایسا حوالہ دینے والا سوزر اور شراب بھی بحالت اختیار حلال کر لے گا کہ آخر بحالت اضطرار ان کی اباحت تو خود قرآن عظیم میں ہے:

(۲۱) یہاں تک تو خیانت ہی تھی اب کمال سفاہت و خود کشی ملاحظہ ہو اس عبارت سے استناد کیا جو اس کے زعم میں باطل کی پوری قائل ہے سجدہ تحیت پر قتل سے اکراہ ہو اس وقت سجدہ کر لینا صرف افضل کہا۔ معلوم ہوا کہ جائز یہ بھی ہے کہ نہ کرے اور قتل ہو جائے، تو ظاہر ہوا کہ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے جس سے بچنے کو جان دے دینا اور قتل ہو جانا واہے تو سسر کھانے سے بھی سخت تر حرام ہوا کہ مضطرب یا مکراہ اگر اسے بقدر ضرورت نہ کھائے اور مر جائے یا مارا جائے گنہگار مرے کما نصوصاً علیہ قاطبة (جیسا کہ بالاتفاق ان سب نے اس کی تصریح فرمائی۔ ت) عالمگیری میں ہے:

اگر بادشاہ نے کسی شخص کو گرفتار کیا اور کہا کہ اس سور کا گوشت کھائے ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا تو اس پر کھانا فرض ہے اگر اس نے نہ کھایا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا تو وہ گنہگار ہوگا۔ (ت)	السلطان اذا اخذ رجلا وقال الاقتلناك او لتاكل لحم هذا الخنزير يفترض عليه التناول فان لم يتناول حتى قتل كان آثماً³۔

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن ولعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن ولعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاکراہ الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۸

در مختار میں ہے:

اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مباح فرض فان صبر فقتل اثم ^۱	قتل یا قطع اندام یا ضرب شدید کی دھمکی دے کر سور کے گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا تو اس پر کھانا فرض ہے۔ (پھر اگر اس نے نہ کھایا) اور صبر کیا تو گناہگار ہوگا۔ (ت)

اکل خنزیر میں اگر اتنا ہی اکراہ ہو کہ نہ کھایا تو اگلی کاٹی جائے تو کھانا فرض، نہ کھائے گنہگار، اور غیر خدا کو سجدہ تحیت میں اگر قتل
سے اکراہ ہو جب بھی سجدہ ضرور نہیں اور جان دے دینی جائز اگرچہ بہتر حفظ جان تھا۔

کتنافرق عظیم ہوا اور ہونا یہ تھا کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر کی مشابہت نہیں بخلاف سجدہ تو اس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد
قہار جلہ وعلا کے خاص حق پرست درازی ہے۔ آدمی انصاف و دین رکھتا ہو تو صرف یہی نمبر اس کی ہدیت کو بس ہے ولایزید
الظلمین الا خساراً (ظالموں کو سوائے نقصان اور گھٹائے کچھ نہیں بڑھاتا۔ ت)

(۲۲) پھر کہا "اس قسم کا مضمون فتاویٰ قاضی خاں میں بھی ہے" اس قسم کا مضمون نہیں بلکہ وہ عبادت ہی فتاویٰ قاضی خاں کی
ہے عالمگیری نے اسی سے نقل کی ہے تو اس کا حوالہ بھی وہی سخت فریب دہی ہے۔

(۲۳) نہیں نہیں نری فریب دہی نہیں بلکہ خود کشی اور اپنے منہ اپنے زعم باطل کی پوری پیکھنی بکرمند کور نے اسی تحریر ص ۱۲
میں کہا "ہدایہ" ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خاں نہایت معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور و احتاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے
"اسی فتاویٰ قاضی خاں سے ایک ہی صفحے بعد خود وہ عبارت پیش کی جس نے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت اکل خنزیر سے بھی بدتر
حرام ہے۔ عرب تو علی اہلہما کہتے تھے یہاں علی نفسہما تہجی برا قش۔

(۲۴) یہ تو فتاویٰ قاضی خاں کا فیصلہ تھا بکر کی دوسری مسلم کتاب ممدوح کتاب منقح کتاب ردالمحتار کی سنئے در مختار میں فرمایا:

ما یفعلونہ من تقبل الارض بین یدی العلماء و العظماء فحرام	علماء و بزرگان کے سامنے زمین بوسی جو لوگ کرتے ہیں حرام ہے اور کرنے والا اور اس پر

^۱ در مختار کتاب الاکراہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۶/۲

والفعل والرضی بہ آثم ان لانه يشبه عبادة الوثن ¹	راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔

ایسی عمدہ پُر تحقیق کتاب ردالمحتار نے اسے مقرر رکھا۔

(۲۵) پھر در مختار میں فرمایا:

وهل يكفران على وجه العبادة والتعظيم كفر وان على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة ²	یعنی آيا میں بوسی سے کافر ہو گیا نہیں اگر بطور عبادت و تعظیم ہے کافر ہو جائے گا اور اگر بطور تحیت ہے کافر نہ ہو گا ہاں مجرم و مرتکب کبیرہ ہو گا۔

اسی پر اسی نہایت معتمد کتاب ردالمحتار نے فرمایا:

تلفيق لقولين قال الزيلعي وذكر الصدور الشهيد انه لا يكفر بهذا السجود لانه يريد به التحية وقال شمس الائمة السرخسي ان كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر اه قال القهستاني وفي الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقا ³	خلاصہ یہ ہے کہ یہاں دو قول تھے، ایک پر کہ سجدہ سے مطلقاً کافر ہو جائے گا یہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اور پھر امام شمس الائمہ سرخسی بھی سجدہ تعظیمی کو مطلقاً کفر فرماتے ہیں دوسرا یہ کہ مرتکب کبیرہ ہو گا مگر کفر نہیں۔ امام صدر شہید نے اسی کو اختیار فرمایا اس لئے کہ اس سے تحیت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عبادت

شارح نے ان دونوں قولوں کو یوں فرمایا کہ کافر کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ بروجہ عبادت ہو، اور صرف گناہ کبیرہ کہنے والوں کی مراد ہو ہے کہ محض بروجہ تحیت ہو۔ کہنے اس اعلیٰ معتمد کتاب نے بھی دو ہی قول بتائے کفر یا گناہ کبیرہ، جو زکا بھی کہیں پتا دیا۔

(۲۶) پھر اسی پر تحقیق کتاب نے اور رجسٹری کی، اس کے متصل فرمایا:

وفي الزاهدي الايماء في السلام الى قريب	یعنی مجتہدی میں ہے کہ سلام میں رکوع کے قریب

¹ درمختار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغيره مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۴۵

² درمختار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغيره مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۴۵

³ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغيره دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

الركوع كالسجود في المحيط انه يكره الانحناء للسلطان وغيره ¹	تک جھکنا بھی سجدے کے مثل ہے اور محیط میں فرمایا کہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لئے جھکنا ہو منع ہے۔

(۲۷) ہنوز بس نہیں، چند سطریں بعد اقسام بوسہ میں فرمایا:

حرام للارض تحية وكفر لها تعظيماً ²	زمین بوسی بطور تحیت حرام ہے اور بطور تعظیم کفر۔

افسوس کہ خود بکر معتمد کتابیں زعم بکر کو کیا کیا باطل کر رہی ہے واللہ الحمد اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے فصل چہارم آنے
دیکھئے۔

(۲۸) ص ۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا ہے" یہ جھوٹ لا کھوں جھوٹ کا ایک جھوٹ، اور عامہ اولیائے کرام پر تہمت
ہے جس کا رد خود اسی کی مستند سے عنقریب آتا ہے۔

(۲۹ تا ۳۵) صفہ ۲۳ "ہر خاندان ہر سلسلہ کے بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ثبوت کتابوں میں ہے" حضور سیدنا غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افتراء، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی پر افتراء، حضرت بہاؤ الحق والدین نقشبندی پر افتراء،
حضرت شیخ عبدالواحد بن زید پر افتراء، حضرت خواجہ فضیل بن عیاض پر افتراء، حضرت ابراہیم بن ادھم پر افتراء، حضرت ہبیرہ
بصری پر افتراء، حضرت سید الطائفتہ جنید پر افتراء، حضرت حبیب عجمی پر افتراء، حضرت عیشاد دینوری پر افتراء، حضرت بلذیز
بسطامی پر افتراء، حضرت معروف کرخی پر افتراء، حضرت سری سقطی پر افتراء، سلطان ابوالحق کاذرونی پر افتراء، حضرت نجم الدین
کبریٰ پر افتراء، حضرت سری سقطی پر افتراء، سلطان ابوالحق کاذرونی پر افتراء، حضرت نجم الدین کبریٰ پر افتراء، حضرت علاؤ الدین
طوسی پر افتراء، حضرت ضیاء الدین عبدالقادر پر افتراء، یہ حضرات سلسلوں اور خانوادوں کے سردار ہیں ثبوت دے ان کو کب
سجدہ ہوا اور انھوں نے جائز رکھا، یہ افتراء بھی ہزاروں افتراؤں کا ایک ہے۔

(۳۶ تا ۳۸) ان سے بھی بدرجہا سخت سے سخت بیباکی یہ کہ "حضرت علی و صحابہ کبار سے لے کر تمام بڑے بڑے علماء مشائخ
اولیاء سے سجدہ تعظیمی ثابت ہے" ص ۲۳۔ یہ مولیٰ علی پر افتراء صحابہ کبار پر افتراء، تمام ائمہ کرام پر افتراء، یہ تین افترا لاکھوں
افتراؤں کا مجموعہ ہیں۔ بکر سچا ہے تو مولیٰ علی یا کسی

¹ رد المحتار کتاب الحظروالاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۶/۵

² رد المحتار کتاب الحظروالاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۶/۵

صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد، امام بخاری، امام مسلم یا ان کے یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انھوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بنایا ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کاذبین پر ہے اس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے، کذب فی الدنیا سے فی الدین سخت تر ہے۔ اور بحکم حدیث لعنتہ ملائکۃ السماء والارض^۱ (اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔ ت) کا استحقاق ہے اور زید و عمرو پر افتراء سے صحابہ وائمہ پر افتراء خبیث تر ہے اور قرآن کریم میں "إِنَّمَا يُفْتَوَىٰ بِالْكَذِبِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ"^۲ (جھوٹ وہی لوگ تراشتے) اور باندھتے ہیں) جو درحقیقت ایمان نہیں رکھتے۔ ت) کا احقاق ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی الاعلیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ گناہوں سے بچنا اور حصول نیکی کی طاقت سوائے اللہ تعالیٰ بلند و بالا کی توفیق دے بغیر کسی میں نہیں۔ ت)

(۴۹) آگے افتراء و اختراع کی اور بھی پوری تندہ چڑھی کہ "ان سب کا اجماع مسئلہ سجدہ تعظیمی میں ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا تو پس عہ اگر سجدہ تعظیمی گمراہی بھی ہے تو اجماع امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی" ص ۲۳ انا للہ وانا الیہ رجعون (یقیناً ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ت) سچ فرمایا حدیث مجید نے:

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْبَىٰ وَيُصَمُّ ^۳	کسی چیز کی محبت اندھا و بہرا کر دیتی ہے۔ (ت)

تعصب آدمی کو اندھا بہر کر دیتا ہے۔ سچ فرمایا رب العزت عز جلالہ نے:

"فَأَنَّهُمَا لَا تَعْنَىٰ إِلَّا بَصَارًا وَلَكِنْ تَعْنَىٰ الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّدُورِ" ^۴	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

سجدہ غیر پر امت کرشن کافر کا ضرور اجماع ہے جس پنڈت سے چاہوں پوچھ لو جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن امت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ"^۵ (عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے، ت)

عہ: تو بھی دوپس ہی رہے فصاحت، ف کہا چھوڑی یوں کہا ہوتا فتوپس کہ تینوں زبانیں جمع ہو جائیں ۱۲ منہ۔

^۱ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۱۹۰۱۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۳

^۲ القرآن الکریم ۱۰۵/۱۶

^۳ مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۳/۵

^۴ القرآن الکریم ۴۶/۲۲

^۵ القرآن الکریم ۲۲/۲۶

بلکہ ابھی بکر کے مستند فتاویٰ عزیز سے سن چکے کہ غیر کے لئے سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔
(۵۰) طرفہ یہ کہ "گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی" یعنی امت گمراہی پر اجماع تو کر لیتی ہے لیکن اس اجماع سے گمراہی کی کا
یا پلٹ ہو کر ہدایت ہو جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون زہے گمراہی و جنون "لَا یَعْقِلُونَ شَیْئًا وَلَا یَهْتَدُونَ" (۱) (نہ وہ کچھ
سمجھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں۔ ت)

(۵۱) صفحہ ۲۰ پر لطائف اشرفی کی عبارت نقل کی اور اس کی ابتداء سے یہ عبارت چھوڑ دی:

امام وضع جبہ بین یدی الشیوخ بعضے از مشائخ رواداشتہ اما اکثر مشائخ اعراض کردہ اند واصحاب خود را از اس امتناع ساخته کہ سجدہ تحیت در امت پیشین بود حال منسوخ ست ^۲ ۔	مشائخ کرام کے سامنے پیشانی زمین پر رکھنا بعض نے اس روایت کو جائز فرمایا اکثر مشائخ نے اس کا انکار کیا ہے اور اس سے اظہار نفرت فرمایا اور اپنے اصحاب کو اس سے منع فرمایا کہ سجدہ تحیت پہلی امتوں میں جائز تھا لیکن اس امت میں منسوخ ہے۔ (ت)

یہ کتنی بھاری خیانت ہے اس کلام لطائف میں بہت لطائف تھے۔

اولاً: سجدہ تحیت کی منسوخی جس کا بکر کو انکار ہے۔

ثانیاً: بکر کے ادعائے کاذب اجماع کا رد کہ اکثر اولیاء انکار سجدہ پر ہیں۔

ثالثاً: بلکہ ممانعت سجدہ پر اجماع کا ثبوت کہ بکر نے خود اپنے ادعائے کاذب اجماع کی یونہی مرہم پٹی کی ہے کہ "اکثر اجماع ہے
وللاکثر حکم الکمل اکثر واسطے کال کا حکم ہے" ص ۲۴۔ اسی کی مستند لطائف سے ثابت ہوا کہ اکثر مشائخ کرام ممانعت سجدہ پر
ہیں اور اکثر کے واسطے کا حکم ہے تو تحریم سجدہ پر اجماع اولیاء کرام ثابت ہوا اور اجماع علماء خود ظاہر اور بکر کی دوسری مستند
فتاویٰ عزیز یہ میں مصرح تو غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت ہونے پر اولیاء و علماء کا اجماع ہوا تو یہ بکر خود اپنی مستندوں سے اجماع کا
منکر اور علمائے کرام و اولیاء عظام سب کا مخالف ہے و کفی بہ خسراً انا مبیناً (اور یہی کھلا گھانا کافی ہے۔ ت)۔

رابعاً: بکر کے اس کذب صریح و افترائے قبیح کا رد کہ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ص ۲۳ وہ فرماتے ہیں جمہور
اولیاء منع فرماتے تھے یہ کہتا ہے سب اولیاء وار کھتے تھے ع

ببین تفاوت رہ از نجاست تا بجا

(دیکھو تو سہی راستے کافر کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۱۷۰/۲

^۲ لطائف اشرفی لطیفہ ہفد ہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

خامساً: الحمد لله فوائد الفوائد وغیرہ کی سند کا خود ہی جواب دے لیا جب جمہور اولیاء کا ممانعت پر ہیں اور اکثر کے لئے حکم کل تو اجماع اولیاء تحریم پر ہوا اجماع کے مقابل کوئی قول سند نہیں ہو سکتا خود بکرنے کہا "اجماع ثابت ہے کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا" ص ۲۳۔

عبارت لطائف میں تین لطائف اور بھی ہیں آئندہ کا انتظار کیجئے، لطائف کے اس کلام میں بکر پر یہ قابر رد تھے کہ تمام کاروائی دریا برد تھی لہذا دو ٹکڑا صاف کتر لیا دین میں ایسی دغا بازی کیا شان اسلام ہے۔

(۵۲) ص ۲۳ میں دلیل العارفین فوائد السالکین تحفۃ العاشقین کا نام لیا اور عبارت نقل نہ کی جہاں بحوالہ صفحہ عبارت نقل کی وہاں تو وہ صریح کذب جری کی راہ لی یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر ان میں وہ مضمون ہو اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو تو اؤٹا اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات منسوخ الیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہیں بہت کتابیں محض جھوٹ نسبت کر کے چھاپ دی ہیں جس کا ذکر آخر فضل سوم میں آتا ہے۔

(۵۳) ۴۱۱: اگر بیان ثقات سے ثابت ہو کہ ان حضرات کی کوئی کتاب اس نام سے تھی تو بلاشبہ یہ مشہور متداول نہیں بلکہ کتب غریبہ پر اعتماد جائز نہیں۔ علامہ سید احمد حموی غمر العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر میں محقق بحر صاحب بحر الرائق سے ناقل: لا يجوز النقل من الكتب الغريبة التي لم تشتهر^۱۔ غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں، فتح القدير وبحر الرائق ونهر الفائق ومنح الغفار وغیرہا میں ہے:

لو وجد بعض نسخ النوار في زماننا لا يحل عزوماً فيها الى محمد ولا الى ابى يوسف لانها لم تشتهر في عصرنا في ديارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوار مثلاً في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان ذلك تعويلاً على ذلك الكتاب ^۲ ۔	اگر ہمارے زمانے میں نوار میں نوار کا کوئی نسخہ پایا جائے تو اس میں جو کچھ ہے اسے ابو یوسف یا محمد کی طرف نسبت کرنا حرام ہے اسی لئے کہ وہ کتاب ہمارے زمانے میں یہاں مشہور و متداول نہیں ہاں نوار سے اگر مثلاً ہدایہ یا مبسوط کسی مشہور معروف کتاب میں نقل ہو تو اس نقل کا ماننا اس مشہور کتاب کے اعتماد پر ہوگا۔

اپنے زمانے میں غیر مشہور کی قید سے افادہ فرمایا کہ پہلے اگر مشہور بھی تھی تو اب معتبر نہیں نہ کہ

^۱ غمر العیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر خطبة الكتاب ادارة القرآن الكريم ۱۶/۱

^۲ فتح القدير كتاب ادب القاضي مكتبة نوريه رضويه سحر ۳۶۰/۶

وہ رسالہ کہ کبھی مشہور نہ تھے، نہ ہیں۔ کسی الماری سے کوئی نسخہ نقل ہو کر چھپ جانا اسے کتاب مشہور نہ کر دے گا۔
(۵۴) ثالث تمام مدارج طے ہونے کے بعد یہی جواب کافی و دافی کہ جمہور اولیاء و جمیع ائمہ منع پر ہیں تو اجماع ہو اور اجماع کے خلاف اقوال شان مستند نہیں ہو سکتے۔

(۵۵) یہی عبارت مباحث معدن المعانی میں ہیں۔

(۵۶) جب بکر کی جراتیں یہاں تک ہیں تو اس تحریف کی کیا شکایت کہ لطائف میں دربارہ سجدہ ملائکہ ملقط سے نقل ہوا:

كان السجدة لها طرفان طرف التحية و طرف العبادة فالتحية كانت لادم والعبادة لله تعالى ¹ ۔	یعنی اس سجدے کی دو طرفیں تھیں۔ طرف تحیت و طرف عبادت، ان میں تحیت تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھی اور عبادت اللہ عز و جل کے لئے۔

اسے یوں بنالیا ص ۲۲ کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں: ایک سجدہ تحیت، ایک سجدہ عبادت، پس سجدہ تحیت آدمی کے لئے ہے اور سجدہ عبادت خدا تعالیٰ کے لئے "شاید دہلی کے شاعر نے بکر ہی سے کہا تھا کہ۔

عیار ہو پیاک ہو جو آج ہو تم ہو
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

(۵۷) ایسا ہی جُل عبارت کا کشف سے کھلا اس کی اصل عبارت یہ ہے:

فان قلت كيف جاز لهم ان يسجد والغير الله قلت كانت السجدة عندهم جارية مجرى التحية والتكرمة كالقيام والمصافحة وتقبيل اليد ونحوها مما جرت عليه عادة الناس من افعال شهرت في التعظيم والتوقير ² ۔	یعنی اگر تو کہے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹوں کو غیر خدا کے لئے سجدہ کیسے جائز ہو گیا تو میں کہوں گا ان کے یہاں سجدہ تحیت کا رواج تھا جیسے قیام (مصافحہ و دست بوسی وغیرہ افعال تعظیم و توقیر جن کا لوگوں میں رواج ہے۔

اسے یہ بنالیا کہ ص ۱۳ "سجدہ تعظیمی قرن اول سے جاری ہے" اول تو رواج حال میں سجدہ کا نام

¹ لطائف اشرفی فی طوائف صوفی لطیفہ ہند ہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

² الکشاف (تفسیر الزمر مخشری) تحت آیہ ۱۰۰/۱۲ انتشارات آفتاب تہران ۳۳۳/۲

کہاں تھا قیام و مصافحہ و دست بوسی کا ذکر تھا جس کا صاف یہ مطلب کہ جیسے اب یہ افعال تحیت ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں سجدہ تحیت تھا۔ پھر جرت علیہ عادیۃ الناس" سے اتنا ثابت کہ زرخشری کے زمانے میں ان کا رواج ہے قرن اول کا یہاں کون سا حرف تھا، نہ قرن اول میں قیام و دست بوسی عادت ناس تھی، وقوع خاص و عادت ناس میں جو فرق نہ کرے جو بل ہے تو یہ کشاف پر دہور افترا ہے۔

(۵۸) بکر اس کی عبارت میں بھی قطعاً برید سے نہ چوکا، وہ جو اس نے سوال قیام کیا تھا کہ اگر تو کہے انھیں غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہو گیا صاف اڑا دیا جس سے کھلتا تھا کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے جس پر سوال ناشی ہوا، اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال کا کیا منشا تھا۔

(۵۹) اسی طرح کشاف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا:

یجوز ان یختلف الاحوال والاقوات فیہ ^۱ ۔	اس میں احوال و اوقات کا اختلاف ہو سکتا ہے۔

یعنی جب جائز تھا ب حرام، یہ کسے کہا، سجدہ تحیت کو یا سجدہ عبادت کو، کیا وہ بھی کسی زمانے میں غیر خدا کے لئے جائز و ہو سکتا ہے۔ یہ ہے کل جمع کشاف کا کلام جس پر وہ صریح تہمت رکھ دی کہ "بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" ص ۱۴۔

غرض او مفتری نتواں برآمد کہ اواز خود سخن می آفریند

(جھوٹ کہنے والے سے یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات کو گھڑ لیتا ہے۔ ت)

(۶۰) شاہ عبدالعزیز صاحب کو قول افتراء کے ساتھ فعلی افترا سے بھی نہ چھوڑا کہ "وہ خود والدین و اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدہ تعظیمی ادا کرتے تھے" ص ۱۴۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے: "هَآئِذَا بُرِّهَآئُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ" ۲ اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔ (۶۱) یہ وہی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیں جن کے فتویٰ سے سن چکے کہ سجدہ تحیت باجماع قطعی حرام ہے یہ وہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ	پہلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، جیسا کہ

^۱ الکشاف عن حقائق التنزیل تحت آیہ ۳۴/۲ انتشارات آفتاب تہران ۱/۲۷۳

^۲ القرآن الکریم ۲/۱۱۱

حضرت یوسف و اخوان ایشان واقع شدہ کہ "وخر والہ سجدا در شریعت مائیں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام ست بدلیل احادیث متواترہ کہ دیں باب وارد شدہ ^۱ ۔	حضرت ابو یوسف کے بھائیوں کے واقعہ میں مذکور کہ انھوں نے یوسف کو سجدہ کیا۔ لیکن ہماری شریعت میں یہ طریقہ بھی لوگوں کا آپس میں اختیار کرنا حرام ہے ان متواتر حدیثوں کی وجہ سے جو اس باب میں وارد ہوئیں۔ (ت) تو یہ افتراء بھی سوافزاء ہے۔

(۶۲) جس کی یہ قاہر تصریحیں ہوں اس کے ایک محاورہ کے لفظ مسجود خلاق کو معنی حقیقی شرع پر حمل کرنا اور اس سے اس کے نزدیک جواز نکالنا صریح ہٹ دھرمی ہے یوں تو شاہ صاحب سے بدرجہا علم و اعظم حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدارج شریف میں ہے رب عزوجل نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

تسمیہ کردم او را بجمہ واحد محمود و گردانیدم او را عابد و معبود ^۲ ۔	میں نے ان کا نام محمد، احمد اور محمود رکھا، اور میں نے ان کو عابد اور معبود بنایا (یعنی خدا کی عبادت کرنے والا اور لوگوں کا محبوب اور مخدوم) (ت)

اب یہاں بھی کہنا کہ حضرت محدث دہلوی "معبود" کا لفظ کسی بندے کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے ص ۱۶، سجدہ تحیت بالائے طاق عبادت مخلوق بھی جائز کر لینا اور یہ "کسی خدا" بھی عجیب لفظ ہے۔ معلوم نہیں بکر کے نزدیک کتنے خدا ہیں شاید کرشن مت کے چھپن کر ڈلے ہوں۔

(۶۳) بکر نے جو مضمون فوائد الفواد سے نقل کیا یعنہ یہی مضمون سیر الاولیاء میں حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

دریں حال کہ او پیش مابود وحید الدین قریشی درآمد و سر بر زمین نہاد۔ شیخ سعدی خویش گوید ہر جاکہ روئے زندہ دلے بر زمین تست ہر جاکہ دست غمزہ در دعائے تست	اسی حال میں جب وہ میرے سامنے تھا وحید الدین قریشی آیا اور اس سر زمین پر رکھا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں: "جس جگہ چہر تازہ ہو تو وہ تیری زمین پر بچھا ہے"

^۱فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیہ ۳۴/۲ مطبع مجتہبی دہلی ص ۱۷۷

^۲مدارج النبوة

بزرگے دیگر گوید۔ شعاع روز بھی تابدا ز جبین کسے کہ در پستش تو بر نہد بخاک جبین^۱	اور جس جگہ غمزہ ہو تو ہاتھ تجھ سے دعا کے لیے ہیں۔" "ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں:- "ابد تک روشن شعاع کسی کی پیشانی سے پھوٹی ہیں کہ تیری پرستش کے لئے وہ پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے" (ت)

یہاں تو نہ زرا مسجود بلکہ پرستش موجود، اب کہہ دینا کہ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ اللہ غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت روا جانتے تھے جیسے یہاں پرستش بمعنی عبادت نہیں بلکہ خدمت یونہی وہاں مسجود بمعنی مخدوم و مطاع، یہ خود مشہور معنی ہیں اور عام محاورہ میں مستعمل ہے۔ مگر عناد کا کیا علاج۔

(۶۴) بکر کو ہر قسم اختراع میں کمال ہے لغت میں بھی اجتہاد ہے لفظ کے معنی بھی دل سے تراش لیے جاتے ہیں عالمگیری پر افتراء نمبر اول میں یہ لفظ گھڑے "اوطأ طأ راسه فلا باس" جس کا صاف ترجمہ یہ تھا "یا سر خم کیا تو حرج نہیں" اسے یہ بنالیا ص ۱۳، "یا اپنے سر کو زمین پر رگڑے تو کچھ مضائقہ نہیں" بکر سے پوچھے طأ طأة کا ترجمہ "زمین پر رگڑنا" کہاں کی زبان ہے۔ مقام حیرت ہے جب اصل عبارت ہی اپنی ساختہ پر داخستہ تھی جس کا عالمگیری میں تھل نہ بیڑا تو سرے سے اوسجدہ کیوں نہ گھڑ لیا اس کی کیا ضرورت آئے آئی کہ لفظ طأ طأ رکھ کر ترجمہ بھی جھوٹا کرے مگر یہ کہ اختراع میں اپنی مہارت دکھانی کہ عبارت بھی دل سے تراشیں پھر اس جھوٹ کا ترجمہ در جھوٹ گھڑیں "ظَلُمْتُ بَعْضَهُ فَأَفُوقِي بَعْضٌ"^۲ (اتنے زیادہ اندھیرے ہیں کہ وہ ایک دوسرے پر چھائے ہوئے ہیں۔ ت)

(۶۵) سیر الاولیاء میں تھا: مرید زمین بوسید^۳ اس کا ترجمہ یہ تراشہ گیا "مرید زمین پر سر بسجود ہو گیا"۔ اگر ترجمہ کتاب پر یہ حسب عادت بکری افتراء ہے تو ظاہر ورنہ فحوائے حدیث صحیح مسلم "فهو احد الكاذبين" تو وہ ایک جھوٹا ہے۔ ت) نقد وقت ہے لطائف میں تھا بعض اصحاب روایت شرعی ہم آوردہ آند^۴ جس کا ترجمہ بکرنے یہ کیا "بعض اصحاب شرعی کی روایت بھی لاتے ہیں" کہ استمرار پر دلالت کرے حالانکہ اس کا حاصل صرف اس قدر کہ کوئی صاحب اس پر روایت شرعی بھی لائے۔

^۱ سید الاولیاء باب ششم نکتہ در میان اعتقاد مرید الخ مؤسسة انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۰

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۴۰

^۳ سیر الاولیاء باب ششم مؤسسة انتشارات اسلامی بیروت ص ۳۵۰

^۴ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہند ہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

جس سے ظاہر کہ مصنف لطائف نے نہ وہ روایت آپ دیکھی نہ اس پر ایسا اعتماد کہ جزما فرماتے کہ یہاں روایت شرعی بھی ہے بلکہ ایک شخص مجہول کا حوالہ دیا یہ سند نہیں ہو سکتا کہ ارشاد حضرت قدوۃ الکبراءؒ تو درکنار قول صاحب لطائف بھی نہیں نہ ناقل معلوم بلکہ مجہول الاسم والمسمی۔

(۶۹۵۶۶۶) اس ناقل مجہول کی نقل کی حالت یہاں سے کھلتی ہے کہ اس نے ایک مضمون میں نقل کیا کہ نبی و پیر و بادشاہ و والدین و مولیٰ کو سجدہ تحیت جائز ہے اور بے دھڑک کہہ دیا یہ سب بیان فتاویٰ قاضیخان اور صغیر خانی اور تیسیر اور سراجی اور خانی اور کافی میں ہے، فتاویٰ قاضی خان اور افتراء صغیر خانی پر افتراء، سراجی پر افتراء، "هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ" (۱) (لوگو! اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ت)

(۷۰) جہالت کی یہ حالت کہ فتاویٰ قاضی خان کو جدا گنا اور خانی کو جدا گنا حلا نکہ یہ وہی ہے۔

(۷۱) تیسیر جسے بکرنے ص ۱۴ پر فتاویٰ تیسیر کہا ہمارے مذہب کا کوئی فتاویٰ اس نام کا نہیں اس ناقل اور اب اس کے متبع بکر پر لازم کہ بتائے یہ کیا کتاب کس کی تصنیف اور اس میں یہ مضمون کہاں ہے۔

(۷۲) ملقط کے معنی میں جو تحریف کی نمبر ۳۲ میں گزری اسی سلسلہ میں لکھا ص ۲۲ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے "سجدہ تحیت مثل سلام کے ہے اور کچھ نہیں حرج نہیں اگر پیروں کے سامنے رخسارے رکھے جائیں" یہ اگر مقولہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما شامل کی تو ابن عباس پر افتراء ہے ورنہ ملقط پر۔

(۷۳) اگر ابن عباس نے گزشتہ امتوں میں سجدہ تحیت کو بجائے سلام کہا تو ہمیں کیا مضر اور مخالف کو کیا مفید اور اگر یہ مطلب کہ ابن عباس اب سجدہ تحیت کو مثل سلام کہتے ہیں تو قطعاً ان پر افتراء۔ رہا یہ کہ پھر صاحب لطائف نے ایسی افتراء بھری نقل کو درج کتاب کیوں کیا، جب انھوں نے فرمادیا کہ بعض یہ روایت لائے وہ بری الذمہ ہو گئے جیسے بہت محدثین احادیث باطلہ موضوعہ روایت کرتے اور جانتے کہ جب ہم نے سند لکھ دی ہم پر الزام نہ رہا علاوہ بریں مولنا ملک العلماء بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:

العدول من غير الاثمة لايبالون عمن اخذوا ورووا الاتري	یعنی اماموں کے سوا اور ثقہ عادل حضرات اس کی پرواہ نہیں کرتے
الشيخ علاء الدولة السمناني كيف اعتمد على الرتن الهندي و	کہ کس سے لیتے کس سے روایت کرتے ہیں حضرت شیخ علاء الدولة
ای رجل	سمنانی قدس سرہ کو نہ دیکھا کیونکر رتن ہندی پر اعتماد فرمایا حضرت

یکون مثله فی العدالة^۱

مدوح کے برابر کون عادل ہوگا۔

(۷۴) ص ۱۴ پر جہاں چند حوالوں میں بے نقل عبارت صرف نام گنائے ہیں جن میں خاص کر معارف و سراجیہ و عنزیہ و شرح مشکوٰۃ کے حوالے یقیناً جھوٹ ہونا اوپر واضح ہو چکا اور فتاویٰ تیسیر کوئی فتاویٰ ہی نہیں انھیں میں چھٹا نام معین الدین واعظ کی تفسیر سورہ یوسف کا ہے بکر جب اس قدر شدید الاجزاء کثیر الافتراء ہے تو اس حوالے پر کیا اعتماد، اور ہو تو تصریحات ائمہ و ارشادات حدیث کے مقابل ایک واعظ کی بات سے کیا استناد، یہ حقیقت ہے بکر کی سندوں کی، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بلند مرتبہ اور عظیم شان والے اللہ تعالیٰ کی توفیق دینے کے سوا کسی میں نہیں۔ ت)

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افتراء

اور حدیث سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۷۵) بھلا یہاں تک تو لغت و فقہ و ائمہ و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی پر افتراء تھے مگر بکر کی بڑھتی ہمت کیا صبر کرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی افتراء سے باز نہ آئی ص ۹ پر کہا: خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کلامی لاینسوخ کلام اللہ^۲ میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا، یہ حدیث ابن عدی و دارقطنی نے بطریق محمد بن داؤد القطری عن جبرون بن واقد الافریقی روایت کی ابن عدی نے کامل اور ابن جوزی نے علل میں کہا یہ حدیث منکر ہے، ذہبی نے میزان میں کہا یہ حدیث موضوع ہے، امام حجر نے لسان المیزان میں دونوں جگہ ان کے یہ کلام مقرر رکھے، بعد وضوح امر ایک منکر، باطل، موضوع حدیث متمم بالکذب کی روایت کو کہنا کہ حضور نے فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کی جرات ہے۔

(۷۶) بکر مدعی حنفیت حنفیت سے جدا چلا، مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے کما ہو مصرح فی کتب اصولہم قاطبہ (جیسا کہ اصول کی عام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ت) احکام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ عز و جل ہی کا کلام ہے تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا۔

^۱ فواتح الرحموت بذييل المستقصى الاصل الثانی منشورات الشريف الرضي قم ايران ۱۳۵/۲

^۲ الكامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جبرون بن واقد الافریقی دار الفکر بیروت ۶۰۲/۲

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا يَطُّقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْوَحْيُ يُوحِي ۖ" ^۱	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی۔

(۷۷) صفحہ ۱۵ پر سرخی دی: "آنحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی" یعنی غیر خدا کو سجدہ تحیت کی جس کی بحث ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منہ بھر کر شدید افتراء ہے "هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ" ^۲ اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"إِنَّمَا يَتَّبِعُ الْوَحْيَ الْكَذِبَ الَّذِي لَا يُؤْمِنُونَ" ^۳	ایسے جھوٹ افتراء وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

لا اله الا الله بلکہ حضور نے اسے حرام فرمایا۔
 (۷۸) اس سرخی کے نیچے کہا: مشکوٰۃ میں ابن خزیمہ بن ثابت سے ہے کہ انھوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی پر اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا انھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے آپ فوراً لیٹ گئے اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی "مسلمانو! اس ظلم عظیم کو دیکھو کہاں پیشانی پر سجدہ کہاں خود حضور کو سجدہ، شاید بکر جانماز یا زمین پر سجدہ کرتے یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ اس کپڑے یا زمین کے ٹکڑے کو سجدہ کر رہا ہے۔
 (۷۹) بے علمی کی یہ حالت کہ مشکوٰۃ شریف میں تھا:

عن ابن خزيمة بن ثابت عن عمة أبي خزيمة انه رأى فيمابيري النائم ^۴	یعنی ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابو خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے خواب دیکھا۔

وہ خواب راوی خواب کی طرف نسبت کر دیا کہ: ابن خزیمہ بن ثابت نے خواب دیکھا "اور اس جہالت کے صدقے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک افتراء دانستہ کر دیا کہ "ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کی اجازت دی"
 (۸۰) ایسی ہی بے علمی اور اس کے سبب نادانستہ افتراء یہ ہے کہ حدیث میں تھا:

^۱ القرآن الکریم ۵۳/۳

^۲ القرآن الکریم ۲/۱۱۱

^۳ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

^۴ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی مطبع مجتبائی، دہلی ص ۳۹۶

فأضطجعه وقال صدق رؤياك ¹ ۔	حضور نے پہلوئے مبارک پر آرام کر کے ابو خزیمہ سے فرمایا اپنا خواب سچ کرلو۔

مرقاۃ میں ہے:

(صدق رؤياك) امر من التصديق ای عمل بمقتضاها ² ۔	اپنے خواب کی تصدیق کر دیجئے، یعنی لفظ صدق یہ تصدیق کا امر ہے یعنی اس کے مقتضائے مطابق عمل کیجئے۔ (ت)

عربی سمجھ میں نہ آئے تو شیخ محقق کا فارسی ترجمہ سنئے:

گفت آنحضرت صدق رؤياك راست گردان خواب خود را کہ دیدہ و سجدہ کن بر جہۃ من ³ ۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنے خواب کی تصدیق کرو جو تم نے دیکھا ہے لہذا میری پیشانی پر سجدہ کیجئے۔ (ت) سے یہ بنالیا کہ "آپ نے فرمایا: تیرا خواب سچا ہے"

(۸۱) ممانعت سجدہ غیر اللہ کے بارے میں حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ مسند امام احمد میں ہے نقل کی
جس میں ایک اونٹ کا حاضر ہو کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا اور اس پر صحابہ کی خواہش کہ انھیں بھی
اجازت سجدہ ملے اور حضور کا اجازت نہ دینا ہے⁴۔ اور خود کہا ص ۹ "اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ حدیث صاف صاف سجدہ غیر
اللہ کی مخالفت کرتی ہے اور کوئی گنجائش رسول خدا کے صریح الفاظ کے خلاف عذر کرنے کی باقی نہیں رہتی پھر جو تحریف کلام
الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رگ اچھلی ان صاف صاف تصریح الفاظ نبوی کی یوں تبدیل و تغیر کی" ص ۹ "حدیث کے
الفاظ میں یہ ہے کہ اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا تو میں بیوں کو شوہر کے سجدہ کا امر کرتا اور امر سے وجوب ہوتا ہے لہذا حضور کا
منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تعظیسی وجوب کے حد میں جائز ہوتا تو میں عورت پر مرد کا سجدہ واجب کرتا یعنی سجدہ تعظیسی
واجب نہیں بلکہ مباح ہے" یہ "یعنی" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے حدیث کے کون سے حرف میں
ہے کہ "بلکہ مباح ہے" جب حسب اقرار بکر شرط میں صرف ذکر جواز

¹ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۶

² مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الرؤیا الفصل الثانی المكتبة الحبیبة کوئٹہ ۸/ ۲۰۶

³ اشعة المبعات کتاب الرؤیا الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ ۳/ ۲۵۲

⁴ مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما المكتبة الاسلامی بیروت ۶/ ۷۶

ہے کہ "اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا" اور جزا میں وہ امر ہے کہ یقیناً منتہی یعنی عورت کو سجدہ کا حکم ہونا اور انتہائے جزا انتہائے شرط ہے تو حدیث کا صاف مفاد سجدہ کا عدم جواز ہوا یعنی جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا لیکن عورت کو حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ سجدہ جائز نہیں ذکر امر جزا میں ہے کہ "عورت پر سجدہ واجب کرتا" جزا کا وجوب شرط میں کیسے داخل ہو گیا جواز پر ایجاب کا ترتیب بعید نہیں کہ واجب نہ ہو سکے گا مگر وہ جواز رکھتا ہو تو حاصل یہ کہ کوئی اگر سجدہ غیر میں جواز کی گنجائش ہوتی تو میں عورت پر مرد کے لئے واجب کر دیتا لیکن وہ جائز نہیں ہو سکتا لہذا عورت کو اس کا حکم نہ دیا۔

(۸۲) طرفہ جہالت جبکہ عورت پر وجوب امر سے ہوتا تو قبل امر وجوب نہ ہونا چاہئے تھا۔ نہ یہ کہ سجدہ غیر خدا واجب ہوتا تو میں عورت پر حکم سے واجب کر دیتا۔

(۸۳) صحابہ نے اجازت ہی تو طلب کی تھی نہ کہ ایجاب تو نفی وجوب سے اس کا کیا جواب۔

(۸۴) بکر نے تتمہ حدیث نقل کیا ص ۸: ولکن لاینبغی لبشر ان یسجد لغير الله۔ اور خود اس کا ترجمہ کیا "لیکن آدمی کو زیبا نہیں کہ سوا خدا کے کسی کو سجدہ کرے" پھر اس کا یہ مطلب گھڑنا کہ واجب نہیں مباح ہے کیسی کھلی تحریف ہے۔

(۸۵) حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ سنن ابی داؤد شریف میں ہے جنھوں نے شہر حیرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں واپس آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی، ارشاد ہوا:

لا تفعلوا لو کنت امر احد ان یسجد لاحد لامرت النساء وان یسجدن لازواجهن لما جعل الله لهن من حق	نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس حق کے سبب جو شوہروں کا ان پر ہے۔

یہاں صریح صیغہ نفی موجود ہے لا تفعلوا سجدہ نہ کرو۔ اب بکر سے کہو اپنی اصول دانی لے کر چلے۔ ص ۹ "شارح علیہ السلام کسی بات کا حکم امر کے صیغہ سے دیں تو وہ کام واجب ہوتا ہے" یونہی شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بات سے بصیغہ نہی منع فرمائیں تو وہ کام حرام ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ سجدہ غیر حرام ہے اور حدیث کا وہ مطلب گھڑنا کہ "واجب نہیں بلکہ مباح ہے" محض افتراء ناکام۔

^۱ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱

(۸۶) بکر ہے ہوشیار حدیث ام المومنین صدیقہ نقل کی جس میں صریح صیغہ نہی تھا اور عوام کو دھوکا دینے کو لکھ دیا ص ۹، اسی حدیث کو سجدہ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سو اس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں ہے۔ اول تو سند کا حدیث میں حصہ جھوٹ ہم نے بکر ہی کی مسلم سندوں سے ثابت کر دیا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت حرام حرام، سوئے کھانے سے بھی بدتر حرام۔

(۸۷) پھر حدیث کا اس ایک میں حصہ سفید جھوٹ، وہ حدیث صدیقہ شاید بکر نے مشکوٰۃ سے لی ہو کہ بکر کی اس تک رسائی ص ۱۵ سے نمبر ۴۲ میں ہو چکی ہے مشکوٰۃ کے اسی باب اسی فصل میں اس سے دو حدیث اوپر حدیث قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھی جس میں صریح ممانعت موجود، اس نے چھپالیا اور کہہ دیا۔ اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔

(۸۸) نیز وہیں مشکوٰۃ میں تیسری حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتا دیا تھا اسے بھی اڑا دیا اور کہہ دیا کہ "اور کوئی ثبوت نہیں" دین میں یہ چالاکیاں مسلمان کلا کر نازیبا ہیں۔ حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند امام احمد میں بسند رجال صحیح بخاری و صحیح مسلم یوں ہے۔

(ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ اعمش نے ابی ظبیان سے انھوں نے معاذ بن جبل سے روایت کیا) یعنی جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے واپس آئے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا آپس میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں، تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کرے، فرمایا: میں اگر آدمی کو آدمی کے سجدہ کا حکم دینے والا ہو تو اتو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔	حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل انه لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضهم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت امر ابشرا یسجد لبشر لامرت المراء ان تسجد لزوجها^۱۔

(۸۹) اپنے ہی پاؤں پر تیشہ زنی، یہ کہ حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تتمہ میں وہ الفاظ بڑھائے:

کسی انسان کے لئے لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے۔	لاینبغی بشر ان یسجد لغير الله۔

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۸-۲۷

اس کی مبلغ علم مشکوٰۃ میں یہ حدیث ام المومنین کا تتمہ نہیں بلکہ چوتھی حدیث سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا:

لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ۔ اور وہ	کسی مخلوق کو سزاوار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (امام نسفی اس کو مدارک میں لائے ہیں۔ ت)

الامام النسفی فی الدارک^۱۔

یہ چار واقعہ جدا جدا ہیں حدیث صدیقہ میں اونٹ کا سجدہ دیکھ کر صحابہ نے اجازت چاہی، قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرہ متصل کوفہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن میں سجدہ حکام دیکھ کر اجازت مانگی اور ہر بار ایک ہی جواب ارشاد ہوا کسی بار اجازت نہ ہوئی۔ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سجدہ ہی کرنا چاہا منع فرمایا۔

ان تینوں حدیثوں میں ایک فائدہ اور ہے جس کے لئے بکرنے ان کو چھپایا کہ عنقریب ظاہر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (۹۰) حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بکر کا ظلم اشد و اخبث حد سے گزر گیا۔ صفحہ ۹ پر کہا "سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدہ عبادت تصور کر کے جواب دیا تھا جہی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجالاؤ آپ کے ذہن میں سجدہ تعظیمی ہوتا تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کر کے ظاہر نہ فرماتے اس وقت تو آپ کے ذہن میں سجدہ عبادت تھا

ان اللہ ونا الیہ راجعون ۝ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِنَّ يَفْقَهُونَ إِلَّا كَنْبًا ۖ" ۲۔	(یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور) بلاشبہ اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) کیا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکل رہا ہے وہ تو نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

مسلمانو! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم میں اترا:

^۱ مدارک التزیل (تفسیر النسفی) تحت آیہ ۳۴/۲ دار الکتب العربی بیروت ۴۲/۱

^۲ القرآن الکریم ۵/۱۸

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔	”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ“ ^۱

وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو خود فرماتے:

گمان سے دور رہ کہ گمان سے بڑھ کر کوئی جھوٹ بات نہیں الحدیث۔	ایک والظن فان الظن اکذب الحدیث ^۲ ۔

وہ اور اپنے صحابہ کرام حاضران بارگاہ پر یہ بدگمانی کہ یہ میری عبادت چاہتے ہیں مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ (ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ت) کلا واللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو یہ گمان نہ ہوا نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم و تکریم کے سوا کوئی گمان عبادت گزرتا مگر بکرنے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ خبیث بدگمانی کر کے اپنے لئے استحقاق جہنم کر لیا اگر توبہ نہ کرے۔

(۹۱) یہی نہیں بلکہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں اس پر نہ غضب فرمایا نہ انکار نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت نہ تجدید اسلام و نکاح کا حکم اس کا ذکر تک نہ کیا یہ ہلکی سی بات فرما کر چپ ہو رہے کہ میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو معاذ اللہ وہ گمان فرمایا ہوتا تو اسی قدر فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادت غیر چاہ کر مرتد ہو گئے ارے توبہ کرو اسلام لاؤ اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ ایک بادیہ نشین ناواقف کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ ہم حضور کو اللہ تعالیٰ کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو حضور کے پاس۔ اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ درو یوار تجلی شان جلال سے بھر گئے دیر تک سبخن اللہ سبخن اللہ فرماتے رہے پھر اس اعرابی سے فرمایا: اجعلتنی للہ ندا کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا، ویحک اتردی ما اللہ افسوس تجھ پر ارے تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے۔ پھر اس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی رواہ ابو داؤد^۳۔ یہاں مخلص صحابہ حاضران بارگاہ علیہم الرضوان

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۴۹

^۲ صحیح البخاری کتاب الادب باب قوله تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۹۶/۱

^۳ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجہمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۴

سے معاذ اللہ دوسرا خدا بنانے غیر خدا کی پوجا کرنے کی خواہش سمجھتے اور ساکت رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے، کلا واللہ کیا یہ شان رسالت ہے حاشا للہ، جو رسول کو کفر و ارتداد پر سکوت کرنے والا ٹھہرائے وہ خود کفر و ارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی "هُم لِّلْكَفْرِ يَوْمَئِذٍ أَكْثَرُ مِنْهُمْ لِلْإِيْمَانِ" ^۱ (وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔ ت) بکرنے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیث صدیقہ کی مدافعت میں اپنا زور و علم و قلم دکھایا اور نہ جانا کہ اس کے جہل و بیباکانہ قول نے اسے کہاں تک پہنچایا، سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

ان الرجل ليتكلم بالكلمة لايروى بها بأسا يهوى بها سبعين خريفاً في النار ^۲ ۔	بیٹک آدمی ایک بات کہتا ہے جس میں کچھ برائی نہیں سمجھتا اس کے سبب ستر بس کی راہ جہنم میں اتر جاتا ہے۔

اور فرمایا:

ان الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله ما يظن ان تبلغ ما بلغت فيكتب الله عليه بها سخطه الى يوم القيامة ^۳ ۔	بیٹک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے اس کے گمان میں نہیں ہوتا کہ کہاں تک پہنچی، اس کے سبب اللہ اس پر قیامت تک اپنا غضب لکھ دیتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ عزوجل کی طرف شکر ہے اس پر فتن زمانے سے کہ جسے اٹے سیدھے دو حرج ارود کے لکھنے آگئے وہ مصنف و محقق و مجتہدین بیٹھا اور دین متین میں اپنی ناقص عقل فاسد رائے سے دخل دینے لگا قرآن و حدیث و عقاید و ارشادات ائمہ سب کا مخالف ہو کر پہنچا جہاں پہنچا۔

ويتوب الله على من تاب ومن يتول	اور اللہ توبہ فرماتا ہے جو کوئی توبہ کرے۔ اور

^۱ القرآن الکریم ۳/ ۱۶۷

^۲ جامع الترمذی ابواب الزہد باب ما جاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس المين كينى ويلي ۵۵/۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۳۶، ۲۹۷، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب كف اللسان في الفتنة (م) سعید کینى کراچی ص ۲۹۴

^۳ مسند احمد بن حنبل حدیث بلال ابن حارث المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۶۹، المعجم الكبير حدیث ۱۱۲۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱/ ۳۶۷

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الْحَمِيدُ۔	جو کوئی پھر جائے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا تعریف والا ہے۔
	(ت)

(۹۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اونٹ کا سجدہ کرنا کیا حضور کو معبود و خدا بنا کر تھا، حاشا للہ۔ معجم کبیر طبرانی میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَأْمَنَ شَيْعَى الْإِسْلَامُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا بِاللَّهِ	ہر چیز مجھے اللہ کا رسول جانتی ہے سوائے کافر جن اور آدمیوں کے،
وَالْإِنْسِ ۱۔	

یوہیں حیرہ و یمن میں لوگوں کا زمینداروں کو سجدہ کرنا قطعاً سجدہ تہیت ہی تھا نہ کہ سجدہ عبادت، انھیں سجدوں کی بنا پر صحابہ نے حضور کو سجدے کی اجازت مانگی تھی جس سے کسی عاقل کا بھی وہم معبود والہ بنانے کی طرف نہیں جاسکتا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی باطل سمجھ کا الزام کسی دریدہ دہنی ہے۔

(۹۳) غنیمت ہے کہ سجدہ غیر کی سخت شاعت خود بکر کے منہ ثابت ہوئی، صحابہ وہ صحابہ جن کے کانوں میں ہر وقت لا الہ الا اللہ کے نغمے گونج رہے تھے جنہیں بات بات میں توحید کا سبق دیا جاتا جن کے دلوں میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان پہاڑوں زیادہ گراں و متمکن تھا۔ قرآن عظیم بار بار جن کے ایمان کی گواہی دے چکا تھا دوسرے کو سجدہ تہیت ایسی سخت چیز ہے کہ اس کا فعل نہیں صرف اس کی خواہش سنتے ہی ان کے یہ تمام فضائل جلیلہ اور ان کے ایمان و توحید کی قوت سب حضور کے ذہن اقدس سے اتر گئے اور یہی خیال گیا کہ یہ مجھے خدا بنانا چاہتے ہیں تو ایسا ناپاک فعل دوسروں کو کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔

(۹۴) بیشک سجدہ افعال عبادت سے ہے۔ سجدہ عبادت و سجدہ تہیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں، سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار سے گزرا کہ یشبہ عبادۃ الوثن^۲ بت پرستی کے مشابہ ہے۔ اور بکر کی مسلم کامل التحقیق رد المحتار نے اسے مسلم رکھا، اور اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے، لہذا حضور نے ذکر عبادت فرمایا کہ افعال عبادت صرف اپنے رب کے لئے

^۱ المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲/۲۶۲

^۲ درمختار کتاب الحظر والاباحہ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتہائی دہلی ۲/۲۳۵

کرو اسے اس ناپاک محمل پر ڈھالنا جس سے وہ تین الزام شدید شان رسالت پر عائد کئے سخت خلاف دین ہے۔
 (۹۵) خود بکرنے اسی سجدہ تحیت کو کہا ہے ص ۱۱، "سجدہ ایک ایسی چیز تھی جس میں سجدہ عبادت شریک تھا اور خدا کی عظمت کے انتہائی طریقہ میں خواہ مخواہ آدم کا شریک ہوتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی ہونی چاہئے جو خود میری ہے اس واسطے آدم کی عزت ایسے طریقے سے کرائی جو خدا کے سوا کسی کو زیانہ تھا تا کہ سند ہو جائے کہ آدم خلافت کے بعد مجازی حیثیت سے آخری تعظیم کا مستحق ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے ایسی چیز سے ممانعت کے لئے "اعْبُدُوا اللَّهَ" ^۱ (اپنے رب کی عبادت کرو۔ت) فرمانا کیا مستبعد تھا۔

(۹۶) حدیث قیس و حدیث معاذ و حدیث سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تو "اعبدوا" نہیں ہے یہاں تو "لا تفعلوا" اور لا یینبغی" ہے یہاں کس ذریعہ اس بدگمانی پر ڈھالے گا اسی لئے ان کو چھپایا اور کہہ دیا تھا کہ اور کوئی ثبوت نہیں۔

(۹۷) بکرنے چاند سورج بلکہ بت کو سجدہ اور مہادیو کی ڈنڈوت حلال کر لی جیسے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا اور اس سے بکرنے یہ ٹھہرایا کہ صرف سجدہ عبادت کو منع کیا ہے یونہی آیہ کریمہ

"لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ" ^۲ (لوگو! سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ت) جس میں سجدہ شمس و قمر سے ممانعت اور سجدہ الہی کا حکم ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاكَ تَعْبُدُونَ" ^۳ اگر تم اسے پوجتے ہو۔ یہاں بھی اللہ عزوجل نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدہ کی ممانعت ہوئی، اب بت پرستی یا بھوت کسی بلا کو سجدہ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی، کیا بکر کوئی آیت دکھا سکتا ہے، ہر گز نہیں، اب بکر اپنی لفاظیاں یاد کرے اور "انسانی" کی قید سے ہاتھ اٹھا کریوں کہ جو اس نے ص ۷ پر کہا ہے قرآن میں کسی سجدہ تعظیم کی ممانعت نہیں ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدہ کی تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنی وہ مسلمانوں سے

^۱ القرآن الکریم ۲۱/۲

^۲ القرآن الکریم ۳۱/۳

^۳ القرآن الکریم ۳۱/۳

نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدہ تعظیمی حرام کیا گیا ہے تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا "یہ "کسی" کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے، اس کے بعد ص ۸ کا نتیجہ دیکھئے "پس جب قرآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا تو سجدہ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ثابت نہیں ہو سکتا" دیکھئے کیسی کھلم کھلا بت کی سجدے تعظیم اور بے نیت عبادت مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے۔ کیوں نہ ہو جن کا کرشن نبی ہوا ن کا دین آپ ہی ایسا ہو۔

(۹۸) چاند سورج کو جسدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی اس پر بکر کا یہ عذر ص ۷۸ کہ "اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے۔ اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے سورج چاند اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے"

اؤگ: عجب پادر ہوا ہے اس کے طور پر آیت میں تو چاند سورج کو سجدہ عبادت کی ممانعت ہے کہ فرمایا: "إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ" ^۱ (اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو۔ ت) سجدہ عبادت میں خلیفہ وغیر خلیفہ کا کیا فرق۔

ہاجیا: سجدہ آدم علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استناد کی خود بیچکنی کر لی اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے (یعنی ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے۔ انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے۔ غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کر لیا علی نفسا تہی برا قش

(۹۹) قرآن کریم میں سجدہ تحیت کی ممانعت نہ سو جھنی قرآن عظیم سے غفلت پر مبنی، کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا:

"أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ" ^۲	حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا:

"مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" ^۳	جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا:

^۱ القرآن الکریم ۴۱/۳۷

^۲ القرآن الکریم ۴/۵۹

^۳ القرآن الکریم ۴/۸۰

جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔	"وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ أَجْرًا جَدِيدًا" ¹

کیا قرآن حمید نے نہ فرمایا:

رسول جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔	وَمَا أَسْأَلُكَ الرَّسُولُ وَحَدُّوكَ وَمَا نَهَيْكُمْ عَنْهُ فَأَتَيْتُمُوهُ ۚ وَأَتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ²

کیا قرآن جلیل نے نہ فرمایا:

اے محبوب، تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے اختلاف میں پھر جو تم فیصلہ فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں، اور خوب اچھی طرح مان لیں۔	"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" ³

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرمادیا کہ لاتفعلا سجدہ تہیت نہ کرو۔ تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدہ تہیت سے منع فرما رہا ہے اور جو اس فیصلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے اس کا حکم جو ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ مسلمان کو اس سے پناہ دے۔

(۱۰۰) قرآن مجید میں تصریح نہ پانے پر بکر کا وہ حکم ص ۸ جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا وہ شدید بد مذہبی ہے جس کی خبر عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے۔

سنئے ہو مجھے قرآن عطا ہوا اور اس کے ساتھ اس کا مثل، خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھر اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو۔	الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شعبان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا

¹ القرآن الکریم ۷۲/۲۳

² القرآن الکریم ۵۹/۷

³ القرآن الکریم ۲/۶۵

اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور اس میں جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کی وہی اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی، سن لو پالتو گدھا تمہارے لئے حلال نہیں۔ نہ کوئی کیلے والا درندہ الحدیث۔ (ت)	القرآن فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرّموه وان ما حرم رسول الله كما حرم الله الا لا يحل لكم الحمار الاهلي والاكل ذی ناب من السباع^۱ الحدیث

سجدہ تحیت بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام فرمایا تو وہ حرام ہے اگرچہ قرآن کریم میں اس کی حرمت کی تصریح عوام کو نہ سوجھے۔

(۱۰۱ و ۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو^۲ مثالیں ارشاد فرمائیں پالتو گدھا اور کیلے والا درندہ ان کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حرام فرمایا۔ بکر کیوں ماننے لگا وہ یہی کہے گا ص ۸ کہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا" تو بکر نے گدھا اور کتا حلال کر لیا۔

(۱۰۳ و ۱۱۰) انھیں پر بس نہیں قرآن میں لحم خنزیر کا ذکر ہے گردے کبھی کھال اور جھڑی تلی ہڈی کا نام کہاں ہے بلکہ سری پائے بھی عرفا لحم میں نہیں تو بکر نے سونر کے اجزا بھی حلال مانے کہ "جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا" (۱۱۳ و ۱۱۱) غرض صاف حکم قرآن دلیل کا حصر کر کے بکر نے سنت اجماع، قیاس تین اصول شرع کو رد کر کے چکڑالوی مذہب لیا۔

فصل سوم: اللہ عزوجل پر بکر کے افتراء اور خود اسی کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۱۱۴) سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء اگرچہ اللہ عزوجل پر افتراء ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سنتا لہذا بالخصوص رب العزت پر بھی جراتیں کیں ص ۹۵ میں اس کی عبارت دیکھ چکے خود مانا کہ سجدہ تحیت سے خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا "پھر اسی کو اللہ کی مرضی ٹھہرایا کہ "خدا کی مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہئے جو خود میری ہے" یہ اللہ پر

^۱ مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی مطبع مجتہبی دہلی ص ۲۹

افتراء ہے اور کھلا شرک اس کے ذمہ باندھنا ایسے ہی افتراؤں کو کفر فرمایا:

"إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِي لَا يُؤْمِنُونَ" ¹	ایسے افتراء وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں

(۱۱۵) ص ۶ پر کہا "خدا نے اپنے عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے اس میں ایک بڑا فلسفہ پرشیدہ ہے وہ یہ کہ خدا سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم امتیاز قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ مسلمان جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔ سمت کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا تھا:

"فَأَيُّمَّا تَوَلَّوْا فَكَبِّرُوا وَجْهًا لِلَّهِ" ²	تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے۔

یعنی جس سمت سجدہ کرو خدا ہی کو بگا مگر بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی اس کی وجہ یہی تھی کہ خدا سجدہ عبادت و سجدہ تعظیم میں فرق کرنا چاہتا تھا جو اس سمت نے کر دیا "یہ اللہ عزوجل پر دوسرا افتراء ہے۔ بکر جلد بتائے کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا بتائی ہے "أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ"³ (کیا تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔) اللہ و رسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افتراء ہے "هَآؤُا بُرْهَانُكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ"⁴ (اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔) نہ کہ غلط بات جس کی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۱۶) کریمہ "فَأَيُّمَّا تَوَلَّوْا فَكَبِّرُوا وَجْهًا لِلَّهِ"⁵ (تم جدھر منہ کرو اسی طرف اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہے۔) حسب حدیث جامع الترمذی شریف قبلہ تحریر میں ہے اس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمت قبلہ مقرر نہ تھی اللہ عزوجل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو۔ یہ اللہ تعالیٰ پر تیسرا افتراء ہے۔ تقرر قبلہ روز اول سے ہے۔

"إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا" ⁶	سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے (زمین پر) تعمیر کیا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں بابرکت شان سے موجود ہے۔ (ت)

(۱۱۷) بفرض باطل امتیاز سجدہ عبادت و سجدہ تعظیم ہی کے لئے وضع قبلہ ہوتی تو یوں کہ وہ سجدہ جو

¹ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

² القرآن الکریم ۲/۱۱۵

³ القرآن الکریم ۲/۸۰

⁴ القرآن الکریم ۲/۱۱۱

⁵ القرآن الکریم ۲/۱۱۵

⁶ القرآن الکریم ۳/۹۶

دوسرے کو کفر ہے اس سجدہ سے ممتاز ہو جائے جو صرف حرام ہے اللہ عزوجل کا جواز سجدہ تحیت کے لئے یہ امتیاز رکھنا اللہ عزوجل پر چوتھا افترا ہے۔

(۱۱۸) سجدہ تحیت و سجدہ عبادت کا امتیاز اللہ عزوجل اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے ساجد اور اس کا رب جانتا ہے کہ یہ سجدہ کس نیت سے ہے ساجد کو ممتاز قطعی کے امتیاز کی حاجت اور اگر یہ امتیاز ناظر کے لیے رکھا ہے تو جب کہ سجدہ تحیت کے لئے کوئی سمت مقرر نہیں سمت کعبہ بھی ہوگا پھر دونوں سجدوں کا خلط ہو گیا اور امتیاز نہ رہا ناظر اس وقت نہیں کہہ سکتا کہ یہ سجدہ عبادت ہے یا سجدہ تحیت بالجلہ یہ امتیاز ساجد کے لئے رکھا تو لغو و فضول اور ناظر کے لئے تو ناقص و مدخول، اللہ عزوجل ان دونوں سے پاک و منزہ ہے۔ اور اگر امتیاز محض ذہنی ہے کہ جس میں تقید سمت ملحوظ ہو سجدہ عبادت ہے۔ ورنہ سجدہ تحیت۔ تو کام پھر نیت کی طرف عود کر گیا ناظر کو اس سے کیا فائدہ اور ساجد کو اس کی کیا حاجت، امتیاز نیت ان میں بالذات تھا یہ بالعرض کس لئے بہر حال اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت اللہ پر سخت جرات۔

(۱۱۹) نوافل میں بیرون شہر سواری پر اور نوافل و فرائض میں ہنگام تحری اور اس مریض کو بوجہ مرض اور اس ہارب کو کہ بخوف دشمن استقبال پر قادر نہ ہو سمت کعبہ مقرر نہیں اور یہ سب سجدہ عبادت ہیں تو امتیاز باطل۔

(۱۲۰) بکر ہی کی مستند عبارات عالمگیری و فتاویٰ قاضی جان گرزاکہ اگر کفار بادشاہ کے لئے سجدہ عبادت پر اکراہ کریں صبر افضل ہے ظاہر ہے کہ کفار تعین سمت کعبہ نہ چاہیں گے بلکہ جدھر بادشاہ ہو تو یہ بے تقرر سمت کیونکہ سجدہ عبادت ہو گیا و لکن الجہلۃ یفترون (لیکن نادان لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں۔ ت)

(۱۲۱) طرفہ یہ کہ امتیاز خدا نے ایسا خفیہ مقرر کیا کہ اس کے رسول کو بھی خبر نہ ہوئی بالا بالا بکر کو چھپی پاتی بھیج دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے کی اجازت حضور سے مانگی وہ کب تعین سمت سے تھی اگر اجازت ملتی تو جدھر حضور جلوہ افروز ہوتے اسی طرف سجدہ کیا جاتا اور زعم بکر میں خدا سجدہ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کر چکا تھا کہ یہ پابندی سمت ہو تو اس درخواست سے کسی طرح سجدہ عبادت مفہوم نہ ہو سکتا تھا لیکن بکر کہتا ہے ص ۹ "حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدہ عبادت تصور کیا اس وقت آپ کے ذہن میں سجدہ عبادت تھا۔ اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بہودہ بے معنی امتیاز مقرر کیا جس سے رسول تک کو تمیز

نہ ہوئی تو امتیاز کیا خاک ہو یا زعم بکر میں معاذ اللہ رسول اللہ کی عقل اتنی موٹی بکر کی مت سے بھی گئی گزری کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ ہوئی اور دونوں کفر صریح ہیں ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے نہ کہ محقق نہ کہ مجتہد نہ کہ شارح کہ تصنیف تو تیار ہو جاتی ہے اور ایمان رخصت، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (گناہ سے بچاؤ اور نیکی کی قوت بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ بڑی شان والے کے کرم کے بغیر کسی میں نہیں۔ ت)

(۱۲۲) جب یہ ٹھہری کہ ص ۶ "سمت کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں" تو بلاشبہ مندروں میں جو سجدے کئے جاتے ہیں غیر مقرر سمت کے ہیں تو بکر نے دوبارہ بتوں اور لنگ جلمہری کو سجدے جائز قرار دئے کیونکہ یہی کرشن مت ہے۔

(۱۲۳) جبکہ تقرر سمت سے سجدہ عبادت و سجدہ تحیت میں امتیاز ہوا نزول "فَسَمَّوْهُمُ اللّٰهُ" تک امتیاز نہ تھا تو قطعاً اس وقت سجدہ تحیت حرام تھا کہ غیر خدا کے لئے وہ فعل جسے عبادت سے کچھ فرق نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا اور جب سجدہ تحیت اس وقت حرام تھا تو غیر ملت آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام میں اگر اس کی حلت بھی تھی یقیناً منسوخ ہو گئی اور اب اس نسخ کا نسخ کوئی ہے نہیں تو یقیناً سجدہ تحیت حرام ہے اور تاقیامت حرام رہے گا اچھی تقریر سنائی کہ اپنی ساری چنائی آپ ہی ڈھائی۔

(۱۲۴) ص ۱۰ "خدا نے فرمایا ہے: "فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ" ^۱، عبادت کریں اس گھر کے پالنے والے کی۔ اس صورت میں رب هذا البيت کا لفظ ہے اور قاعدہ عرب کے بموجب رب کا لفظ ذی روح پر آتا ہے اور کعبہ ذی روح نہیں پتھر کا مکان ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس بیت سے مراد قلب آدم ہے "یہ اللہ سبحانہ پر پانچواں افتراء بھی ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے بھی اور بتقریح کتب عقائد الحاد بھی کہ معنی ظاہر باطل کر کے باطنیہ کی طرح باطنی گھڑے، متن عقائد امام اجل نسفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

النصوص تحمل علی ظواہر ہاوا العدول عنہا الی معان یدعیہا اہل الباطن الحاد ^۲ ۔	نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جاتے ہیں، لہذا ظاہر معانی سے ہٹ کر اپنے معانی تراش لینا کہ جن کا اہل باطن دعویٰ کرتے ہیں سراسر بے دینی ہے۔ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۳/۱۰۶

^۲ مجموع المتون فی مختلف الفنون متن العقائد النسفیہ فی التوحید الشؤون الدینیة و وزیر قطر ص ۶۱۸

(۱۲۵) عرب پر بھی افتراء رب المال ورب الدار نہ سنئے، حدیث میں ہے: کلا ورب الکعبة^۱ (ہر گز نہیں، رب کعبہ کی قسم۔ ت) "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ" ^۲ (دو مشرق اور دو مغرب کے رب کی قسم۔ ت) اور فرماتا ہے: "فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغْرِبِ" ^۳ (متعدد و مشرق اور متعدد مغرب کے مالک کی میں قسم کھاتا ہوں۔ ت) اور فرماتا ہے: "وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ السَّعْدَىٰ" ^۴ (بیشک وہ شعری ستارے کا رب ہے۔ ت) اور فرماتا ہے: "رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" ^۵ (وہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔ ت) اور فرماتا ہے: "سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبَّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ" ^۶ (تمہارا رب عزت والا رب ہر عیب سے پاک ہے۔ ت) کیا انق کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جس سے تحویل جدی کا اور وہ حصے جن میں یہ ڈوبتے ہیں اور وہ جن سے ہر روز کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جن میں ڈوبتا ہے اور شعری ستارہ اور وہ آسمان و زمین و عزت یہ سب ذی روح ہیں۔ اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن جھٹلائے۔

(۱۲۶) یہ عیاری دیکھئے کہ ذی روح پر جمانے کے لئے ترجمہ کیا "اس گھر کے پانے والے" اور نہ جانا کہ گھر کے ساتھ پالنے کا لفظ چسپاں ہی نہیں جب تک گھر سے مجازاً اس کے ساکن مراد نہ لیں۔ یہ بھی کلام الہی میں معنی تحریف ہے۔

(۱۲۷) مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت حرام ہے خود بکر کی مسلم و نہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت سوز کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔ اس کے مستند

^۱ شعب الایمان حدیث ۵۱۵۳ درالکتب العلمیۃ بیروت ۲۹۴/۴

^۲ القرآن الکریم ۵۵/۱۷

^۳ القرآن الکریم ۷۰/۴۰

^۴ القرآن الکریم ۵۳/۴۹

^۵ القرآن الکریم ۷۳/۵

^۶ القرآن الکریم ۷۳/۱۸۰

کی تصریح نہ دکھادیا کہ اس کے حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔ اسی کے منہ قرآن عظیم نے ثابت کر دیا کہ حرام ہے۔ اسی کی مستند لطائف کی تصریح دکھادی کہ جمہور اولیاء اس کی ممانعت پر ہیں، اب بکر کی ناپاک بد زبانیاں دیکھئے ص ۱۰ "تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار ہے" ص ۲۳ "سوائے چند جاہل و ضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدہ تعظیمی کے خلاف نہ تھا" ص ۲۴ "اس میں مخالفانہ کلام کرنا شقاوت و سنگدلی ہے" ص ۲۴ "اس سے انکار کر نیوالے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہو گئے" اب کہیئے اس کی یہ لعنت و شقاوت و شیطنت کس کس پر ہوئی قرآن پر، حدیث پر، فقہ پر، اجماع پر، ائمہ پر، اولیاء پر، الحمد للہ کہ یہ سب تو اس تو اس سے پاک و منزہ ہیں لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے قابل ہی پر پلٹیں۔

ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اب ظالم جان لیں گے کہ اب کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)	"وَذٰلِكَ جَزَاُ الظّٰلِمِيْنَ" ۱ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ" ۲

چھٹا فائدہ تھا عبارت لطائف کا کہ بکر ائمہ کرام و فقہائے عظام و علمائے اعلام بلکہ جمہور حضرات اولیائے فحام کو بھی شیطان ملعون، شقی، سنگدل، راندہ درگاہ، جاہل، ضدی کہتا ہے مگر قرآن عظیم سے نہ سنا "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِيْنَ" ۳ (خبردار، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔ ت)

(۱۲۸) ہم نے دکھادیا کہ بکر نے ائمہ پر افتراء کئے کتابوں پر چٹے جوڑے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہتہمتیں باندھیں، واحد قہار پر بہتان اٹھائے جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قرآن عظیم تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے ہاں کرشن مت جدا ہے۔ (۱۲۹) اپنی ان ناپاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور قرآن و حدیث و فقہ و اجماع و ائمہ اولیائی، پر ایک اور ملعون تہمت گھڑتا ہے ص ۱۹ "جو لوگ سجدہ تعظیمی کو منع کرتے ہیں وہ حضرت محبوب الہی اور ان کے پیران عظام کو جاہل و فاسق بنانا چاہتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ تو نہیں کہتے مگر زرا جھوٹ۔ (ت)	لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا" ۴

^۱ القرآن الکریم ۵/ ۵۹ و ۹/ ۱۷

^۲ القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲

^۳ القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

^۴ القرآن الکریم ۱۸/ ۵

ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوع بشر میں عصمت خاصہ انبیاء ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل یا خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو کل مآخوذ من قوله ومردود علیہ الا صاحب هذا القبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱ (ہر آدمی کی اس کے کہنے سے گرفت ہوگی، اور اس پر وہ قول لوٹا دیا جائے گا سوائے اس قبر والے کے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو) یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس۔ (ت) اتباع جمہور کا ہوگا علیکم بالسواد الاعظم^۲ (لوگو! بڑی جماعت کو اختیار کرو۔ ت) اور قول شازمانے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا نہ کہ معاذ اللہ صاحب قول پر تصحیح قدوری ودر مختار اور بکر کی مسلم نہایت معتمد محقق منقح کتاب رد المحتار میں ہے :

الحکم والفتیاء بالقول المرجوح جہل و خرق للاجماع^۳۔ قول مرجوح پر حکم اور فتویٰ جہل ہے اور اجماع کا توڑنا۔

اور قطعاً معلوم کہ اجماع امت کا توڑنے والا کم از کم فاسق ائمہ میں کون ایسا ہے حتیٰ کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ معاذ اللہ نہ جاہل نہ فاسق لیکن جو قول جمہور کے خلاف ان میں کسی کے قول مرجوح پر حکم یا فتویٰ دے وہ ضرور جاہل و فاسق ہے۔ تو حضرت سیدنا محبوب الہی اور ان کے پیران عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم محبوبان خدا ہیں اور جواز سجدہ تحیت کہ جمہور اولیاء و اجماع فتویٰ و فقہ و حدیث و قرآن کے خلاف ہے مرجوح و مجہور اور ایسے قول کی سند سے یہ جو اس پر فتویٰ دے رہا ہے جاہل و فاسق ضرور، جاہل و فاسق کی کیا گنتی جبکہ وہ جمہ ائمہ و جمہور اولیاء کو شقی، ملعون، شیطان، راندہ درگاہ کہہ کر خودا ایسا ہو چکا "سَيَعْلَمُونَ عَذَابَ الْآثِمِينَ"^۴ (عنقریب وہ کل جان جائیں گے کہ کون بڑا جھوٹا اور لاف زن ہے۔ ت)

تنبیہ: فقیر کا رسالہ^۵ مقالہ العرفاء باعزاز شرع و علماء^۶ ملاحظہ ہو، اکابر اولیاء کے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے۔ اور

عہ: رسالہ ہذا فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۲۱ ص ۵۲۱ پر مرقوم ہے۔

^۱ البیواقیت والجواہر المبحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۷۸

^۲ سنن ابن ماجہ ابوالفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲

^۳ رد المحتار کتاب الطلاق باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۰۲ و ۶۱۴

^۴ القرآن الکریم ۵۲/ ۲۶

شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں، حضرات اولیاء جن کی ولایت ثابت و محقق ہے ان سے جو قول یا فعل یا حال ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلاف شرع مطہرہ ہو۔

اولاً: اگر وہ سند صحیح واجب الاعتقاد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے اور دامن اولیاء اس سے پاک بلکہ اولیاء تو اولیاء حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ، نے احیاء شریف میں تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہ ہو۔

بغیر تحقیق کئے کسی مسلمان کی کبیرہ گناہ کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں، لیکن ہاں یہ جائز ہے کہ کہا جائے کہ ابن ملجم نے جناب علی (کرم اللہ وجہہ) کو شہید کیا اس لئے کہ یہ تو اتر سے ثابت ہے لہذا کسی مسلمان کو فسق اور کفر کی تحقیق کئے بغیر تہمت لگانا جائز نہیں۔ (ت)	لا تجوز نسبة مسلم الى كبرية من غير تحقيق نعم يجوز ان يقال قتل ابن ملجم علياً فان ذلك ثبت متواتراً فلا يجوز ان يرمى مسلم بفسق وكفر من غير تحقيق¹۔

اور یہ تو اتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی کی طرف منسوب کسی الماری میں ملا چھاپے نے اسے چھاپ کر شائع کر دیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشاختہ بازار میں کوئی بات منہ سے نکالے اور اسے ہزار آدمی سنیں اور نقل کریں، ناقل ہزار نہیں لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فرد مجہول ہے تو تو اتر در کنار صحت ہی نہیں، آج کل حضرات اولیائے کرام کے نام سے بہت کتابیں نظم و نشر ایسی شائع ہو رہی ہیں ع

پس بہر اوستے نباید داد و دست

(لہذا ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا نہ چاہئے۔ ت)

یہ چال بعض علماء کے ساتھ بھی چلی گئی ہے۔ ایک کتاب عقائد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے چھپی جس سے وہ ایسے ہی بری ہے جیسا اس کا مفتری حیا و دانت سے، شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتابوں میں وہابی کشش دفتر دیکھ کر کسی وہابی نے ان کے نام سے ایک کتاب گھڑی اور چھاپی گئی ہے۔

تاجیہ: اگر بہ ثبوت معتمد ثابت ہو اور گنجائش تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت

¹ احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفة الثامنة اللعن مطبعة المشهد الحسيني قاهرة ۳۵/ ۱۲۵

مندفع۔ اولیاء کی شان توارفع ہر مسلمان سنی کے کلام میں تا حد امکان تاویل لازم، امام علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیثہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

قال الامام النووي رضي الله تعالى عنه في ادب العلم والتعلم من مقدمة شرح المذهب يجب على الطالب ان يحمل اخوانه على المحاميل الحسنة في كلام يفهم منه نقص الى سبعين محبلا ثم قال: لا يعجز عن ذلك الاكل قليل التوفيق¹	امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرح مہذب کے مقدمہ "آداب العلم والمتعلم" میں ارشاد فرمایا "طالب پر واجب ہے کہ اپنے بھائیوں کے کلام کو اچھے محمل پر حمل کرے کسی ایسے کلام میں کہ جس میں نقص سمجھا جائے لہذا اس کے لئے ستر تک محمل تلاش کرے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس سے عاجز نہیں ہوتا۔ مگر ہر ایسا شخص کہ جس کو کم توفیق عنایت کی گئی۔ (ت)

عاجلاً: اگر تاویل ناممکن مگر محتمل ہو کہ وہ کلام ان کے مناسب رفیعہ ولایت وامامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے تو اسی پر حمل کریں گے اور نہ اس سے استناد جائز نہ ان پر اعتراض، امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ، میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

يحتمل ان من خطأ غير من الائمة انما وقع ذلك منه قبل بلوغه مقام الكشف كما يقع فيه كثير ممن ينقل كلام الائمة من غير ذوق فلا يفرق بين مآقاله العالم ايام بدايته وتوسطه ولا بينه مآقاله يام نهائيه²	جن لوگوں نے ائمہ کرام کو (ان کے بعض نظریات کی وجہ سے) انھیں خطا کا ٹھہرایا ہے احتمال ہے کہ یہ ان سے (درجہ عالیہ) مقام کشف تک ان کی رسائی سے پہلے صادر ہوئے ہوں جیسا کہ بہت سے بے ذوق حضرات جب ائمہ کرام کا کلام نقل کرتے ہیں تو وہ اس خطا میں پڑ جاتے ہیں لہذا عالم نے ابتدائی اور درمیانی دور اور آخری ایام میں جو کچھ فرمایا ہے یہ لوگ ان دونوں میں فرق نہیں کر سکتے (ت)

رابعاً: یہ بھی ناممکن ہو تو جن کی ولایت وامامت ثابت و متحقق ہے ان کے ایسے فعل کو افعال خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبیل سے ٹھہرائیں گے اور ایسے کلام کو متشابہات سے کہ ان پر

¹ الحديقة النديه شرح الطريقه المحمديه الفصل الثاني النوع الثالث مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۱۳۷۹/۳

² الميزان الكبرى للشعراني فصل في بيان تقرير قوله من قال الخ مصطفى الباني مصر ۱۳۳۱

طعن کریں نہ اس سے بحث اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے۔

قال الله تعالى "فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ" ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے متشابہ کلام کی پیروی کرتے ہیں۔ (ت)

متشابہات جس طرح اللہ و رسول کے کلام میں یونہی ان کے اکابر کے کلام میں ہوتے ہیں کما افادہ اما الطريقة لسان الحقيقة سیدی محی الملة والدين ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسا کہ طریقت کے امام، حقیقت کی زبان، میرے آقا، دین ملت کو زندگی بخشنے والے شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے افادہ فرمایا۔ ت) یہ ہے بحمد اللہ سلامت اور اللہ عزوجل کے ہاتھ ہدایت، واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم والحمد للہ رب العالمین (اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

فصل چہارم: آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت

مجوزین کے ہاتھ میں لے دے کر جو کچھ سند ہے یہی ہے اور اسے یوں رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے ثابت ہوا کہ یہ شریعت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و یوسف کا حکم تھا اور شرائع سابقہ قطعاً حجت میں جب تک اللہ و رسول انکار نہ فرمائیں اور یہاں انکار نہیں تو قرآن عظیم سے قطعاً جواز ہے اور یہ حکم تا قیامت باقی ہے کہ اول تو یہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہو سکتی اور ہو تو قطعی کا ناخن قطعی چاہئے وہ یہاں مفقود اور حدیث احادنا مسموع و مردود، یہ ہے وہ جسے بکرنے طویل تقریرات پر بیان میں بیان کیا نصف ص ۱۱ سے اخیر ص ۱۲ تک اور ص ۹ میں ۵ سطریں ص ۲۴ میں ۹ سطریں نیز ص ۴ و ۵ میں ۱۲ سطریں اسی کی تکمیل میں غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے بلکہ اس انضباط سے ہے بھی نہیں جو ہم نے ان دو سطروں میں کر دیا مگر یہ حقیقۃً نسیج العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس میں ایک فقرہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ بعونہ تعالیٰ ابھی مشاہدہ ہوگا۔

^۱ القرآن الکریم ۷/۲

(۱۳۰) اگر دین و عقل و ادب ائمہ نصیب ہو اگر آدمی آئینہ میں اپنا منہ دیکھے اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کو شناخت جانے، اگر ہلدی کی گرہ پر نساری نہ بننے تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ائمہ دین و جمہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخفی نہ تھیں حجت شرائع سابقہ و نسخ و فرق قطعی و ظنی کے مسائل یقیناً ان کے پیش نظر تھے آخر انھوں نے سجدہ تحیت کی تحریم و ممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی یا ایسے پیش یا افتادہ اعتراضوں کی ان میں کسی کو سوجھ نہ ہوئی کیا وہ سب کے سب تم سے بھی علم و فہم عقل و دین میں گئے گزرے تھے۔

(۱۳۱) جانے دو ردالمحتار و فتاویٰ قاضی خاں پر تمھارا ایمان ہے کہ ص ۱۲ "نہایت مشہور معتبر کتابیں ہیں قرآن و حدیث کے غور و احقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے" ہم نے انھیں کتابوں سے دکھا دیا کہ سجدہ تحیت کم از کم حرام و گناہ کبیرہ ہے اور سوئے کھانے سے بھی بدتر، قرآن مجید میں سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی آیتیں انھیں نہ سوجھیں تو خاک غور و احقاق کیا، یہ بھی جانے دو اسی غور و احقاق والی ردالمحتار سے اس تمام بے سرو پا تقریر کا خاص رد، ردالمحتار کی جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ میں قبیل فصل فی البیج ہے:

یعنی سجدہ ملائکہ میں علماء کو اختلاف ہوا بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعزاز کے لئے منہ ان کی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحیت و تکریم کے طور پر تھا پھر اس حدیث سے منسوخ ہو گیا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے یہ تاثر خانیہ میں ہے، اور تبیین المحارم میں فرمایا صحیح قول دوم ہے اور یہ ان کی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت و تکریم، ولہذا ابلیس اس سے باز رہا اور سجدہ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔ امام اجل علم الہدی امام اہلسنت

اختلفوا فی سجود الملائکۃ قبل کان للہ تعالیٰ والتوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لآدم علی وجہ التحیۃ والا کرام ثم نسخ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجہا تاثر خانیۃ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیہا مضی کہا فی قصۃ یوسف قال ابو منصور الماتریدی وفیہ دلیل علی نسخ الكتاب بالسنة^۱۔

^۱ ردالمحتار باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۶

سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس پر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہو جاتا ہے انتہی۔
 للہ انصاف، اس پر غور و احقاق قرآن والی مشہور کتاب نے آپ کا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگا رکھا واللہ الحمد۔
 (۱۳۲) اگر بکر ربّہ تقلید گردن سے نکال کر خود محقق بن کر یہ استدلال کرے تو استغفر اللہ، کیا امکان ہے کہ ایک حرف چل سکے۔

فاقول: وبالله التوفیق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) اولاً سرے سے اس کا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے اور ہر گز نہ دے سکے گا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آفرینش سے پہلے رب عزوجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا۔

جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں اس وقت تم اس کے لئے سجدہ میں گرنا۔	"فَاذْأَسْوِیْئُهُ وَتَقَعُ فِیْهِ مِنْ شُرُوْحٍ فَتَقَعُوْا لَہٗ سَجْدَیْنِ" ①

تو اس وقت نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اتری، ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت میں من قبلنا (جو انبیاء ہم سے پہلے گزرے، ان کی شریعت۔ ت) نہیں، قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے، ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو ان کی شریعت میں اس کے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا ان کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے یہ اباحت اصلیہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے۔ اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہر گز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت میں من قبلنا ہونا کب ثابت، بحمدہ تعالیٰ شبہ کا اصل معنی ہی ساقط۔

(۱۳۳) ۵۵: قرآن عظیم سے سجدہ مجبوث عنہا (جو زیر بحث ہے۔ ت) کا جواز قطعاً

ثابت ہونا بوجہ باطل:

وجہ اول: علماء کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا، سر خم کرنا، ابوالشیخ کتاب العظمہ میں امام محمد بن عباد بن جعفر مخرومی سے راوی:

قال كان سجود الملكة لآدم ايماء ¹ ۔	آدم عليه الصلوة والسلام کی ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا۔

ابن جریر وابن المنذر و ابوالشیخ امام عبد الملک بن عبد العزیز بن جرح سے تفسیر قوله تعالى "وَحَرُّوْا لَهٗ سُبُجًا" (اللہ تعالیٰ کے ارشاد خروالہ سجد یعنی حضرت یوسف کے والدین اور ان کے برادر حضرت یوسف کے لئے سجدے میں گر گئے۔ ت) میں راوی:

قال بلغنا ان ابويه واخوته سجدوا يوسف ايماء برؤسهم كهيفة الاعاجم وكانت تلك تحيتهم كما يصنع ذلك ناس اليوم ² ۔	ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سرے اشارہ کرنا تھا جیسے اہل عجم کے یہاں یہ ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات وغیرہ نے عرب سے اس معنی سجدہ کا اثبات کیا، امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قول اول کو ضعیف کہا سجدہ ملائکہ میں فرماتے ہیں:

لم يكن فيه وضع الوجه على الارض انما كان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلك بالسلام ³ ۔	یعنی وہ زمین پر منہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کر کے باطل فرمادیا۔

سجدہ یوسف میں فرماتے ہیں:

لم يرد بالسجود وضع الجباه على الارض و	یعنی سجدے سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں

¹ الدر المنثور بحوالہ ابی الشیخ فی العظمة عن محمد بن عباد تحت آیت ۳۴/۲ مکتبہ آیت العظمیٰ قم ایران ۳۸/۱

² الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن المنذر و ابی الشیخ عن ابن جریج تحت آیت ۱۰۰/۱۲ مکتبہ آیت العظمیٰ قم ایران ۳۸/۲

³ معالم التنزیل علی بامش تفسیر الخازن تحت آیت ۳۴/۲ مصطفیٰ البابی مصر ۳۸/۱

انما ها الانحناء والتواضع وقيل وضعا الجباه على الارض على طريق التحية والتعظيم وكان جائزا في الامم السابقة فنسخ في هذا الشريعة ¹ ۔	وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور اگلی امتوں میں جائز تھا۔ اس شریعت میں منسوخ ہو گیا۔

یعنی یونہی خازن میں ہے دونوں امام جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اقتصار فرمایا۔ جلال سیوطی سجدہ آدم میں فرماتے ہیں:

اذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم سجود تحية بالانحناء ² ۔	یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے (بطور حکم) فرمادیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی سجدہ سے بطور تحیت صرف جھکنا مراد ہے۔ (ت)

سورہ یوسف میں فرماتے ہیں:

خرواله سجدا سجود انحناء لاوضع جبهة وكان تحيتهم في ذلك الزمان ³ ۔	وہ سب حضرت یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے سجدہ میں گر گئے یعنی ان کے سامنے جھک گئے نہ کہ پیشانی زمین پر رکھی اور یہ کاروائی اس زمانے میں ان کی تحیت یعنی تعظیم تھی۔ (ت)

جلال مٹھی سورہ کہف میں فرماتے ہیں:

واذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم سجود انحناء لاوضع جبهة ⁴ ۔	اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی ان کے سامنے جھک جاؤ نہ کہ زمین پر پیشانی رکھو۔ (ت)

اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں۔ خطبہ جلالین میں ہے:

هذا تكملة وتفسير القرآن الكريم الذي الفه الامام جلال الدين المحلى على	یہ قرآن کریم کی تفسیر کا مکملہ ہے جس کو جلال الدین مٹھی نے تالیف کیا اس کی طرز پر سب سے

¹ معالم التنزيل على هامش تفسير الخازن تحت آية ۱۰۰/۱۲ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۱۷

² تفسیر جلالین تحت آیت ۱۳۳/۲ ص ۸ المطالع دہلی نصف اول ص ۸

³ تفسیر جلالین تحت آیت ۱۰۰/۱۲ ص ۱۱۰ المطالع دہلی نصف اول ص ۱۹۸

⁴ تفسیر جلالین تحت آیت ۵۰/۱۸ ص ۵۰ المطالع دہلی نصف ثانی ص ۲۴

نبطہ من الاعتماد علی ارجح الاقول ^۱ ۔	زیادہ رائج قول پر اعتماد کرتے ہوئے۔ (ت)

توان چاروں اکابر کے نزدیک رائج قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ کہ سجدہ معروفہ، بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول رائج ہے وہ اقول لقعوا و خروا (اور میں یہی کہتا ہوں) (ترجیح قول اول) اس لئے کہ قرآن مجید میں الفاظ "قعوا" اور "خروا" ہیں یعنی اس کے لئے سجدہ میں پڑ جاؤ اور اس کے لئے وہ سجدہ میں گر گئے۔ بہر حال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف۔

(۱۳۴) بکر ص ۵ پر اس سے بچاؤ کے لئے زعم کہ سجدے کی صورت سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے۔ اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے وہ اسلامی سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے مشابہ ہے "سخت جہالت ہے کیا امام اجل محمد بن تابعی تلمیذ ام المومنین صدیقہ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امام جلیل احد التابعین ابن جریج تلمیذ امام ہمام جعفر صادق و استاد الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام محی السنۃ بغوی و امام فخر الدین رازی و امام خازن و امام جلال الدین المحلی و امام جلال الدین سیوطی و غیر ہم اکابر معاذ اللہ غیر مسلم اقوام سے ہیں یا اصطلاحات کفار سے قرآن عظیم کی تفسیر کرتے ہیں۔

(۱۳۵) سجدہ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہو جاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کر نہ ہو، اور ایک روایت میں بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

(تودی) برکوع وسجود) غیر رکوع الصلوٰۃ و سجودھا (فی الصلوٰۃ لھا) ای للتلاوة و تودی) برکوع صلوٰۃ علی الفور ^۲ ۔	جو سجدہ تلاوت کو نماز میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہو وہ نماز کے رکوع، سجدہ کے علاوہ الگ رکوع اور سجدہ سے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر نماز میں ایک دو، یا تین آیتیں پڑھنے سے فوراً رکوع کیا تو سجدہ تلاوت اس سے بھی ادا ہو جائے گا بشرطیکہ رکوع میں اسے ادا کرنے کی نیت کرے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

وروی فی غیر الظاہر ان الرکوع ینوب عنھا	غیر ظاہر روایت میں مروی ہے کہ رکوع بیرون نماز

^۱ تفسیر جلالین خطبۃ الكتاب اصح المطابع دہلی ص ۴

^۲ الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوة مطبع مجتبائی دہلی ۱۰۵/۱

خارج الصلوة ایضاً ^۱ ۔	سجدہ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ (ت)

جہالت سے شرعی احکام کو غیر اسلامی کر دیا۔

(۱۳۶) وجہ دوم: اگر یہ سجدہ مشہور تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم و یوسف کو تھا یا سجدہ اللہ عزوجل کو اور آدم و یوسف قبلہ، ابن عساکر و ابوالبرہیم مزنی سے راوی:

انه سئل عن سجود الملائكة لآدم فقال ان الله جعل آدم كالكعبة ^۲ ۔	یعنی ان سے سجدہ ملائکہ کے بارے میں استفسار ہوا، فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبہ کی طرح کر دیا تھا۔

معالم و خازن وغیرہا میں ہے:

وقيل معنى قوله اسجدوا لآدم اي الى آدم فكان آدم قبلة والسجود لله تعالى كما جعلت الكعبة قبلة للصلوة والصلوة لله تعالى ^۳ ۔	یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو۔ جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ تعالیٰ کے لئے۔

نیز سورہ یوسف میں ہے:

وروى عن ابن عباس معناه خرواله عزوجل۔ سجدا بين يدي يوسف والاول اصح ^۴ ۔	ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے، اور اول زیادہ صحیح ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی۔

حيث قال الوجه الثاني انهم جعلوا يوسف كالقبة وسجدوا لله شكر النعمة وجدانه وهذا	جیسا کہ امام رازی نے فرمایا کہ دوسری وجہ یہ ہے کہ انھوں نے حضرت یوسف کو قبلہ کی طرح ٹھہرایا تھا (یعنی ان کی طرف سجدہ کیا) لیکن

^۱ رد المحتار کتاب الصلوة باب سجود التلاوة دار حیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۱۸

^۲ الدر المنثور بحوالہ ابن عساکر تحت آیۃ واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم الخ قم ایران ۱/ ۱۵۰

^۳ معالم التنزیل علی بامش تفسیر الخازن تحت آیہ ۱۲/ ۳۴ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۸

^۴ معالم التنزیل علی بامش تفسیر الخازن تحت آیہ ۱۲/ ۱۰۰ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۱۷

سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا حضرت یوسف کو پالنے کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ اور یہ توجیہ اچھی ہے کیونکہ صلیت للکعبۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ صلیت الی الکعبۃ کہا جاتا ہے یعنی دونوں میں کوئی فرق نہیں یعنی میں نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی) اور حضرت حسان نے فرمایا ع کیا وہ پہلا شخص نہیں جس نے تمہارے قبلہ کے لئے یعنی اس کی طرف نماز پڑھی۔ (ت)	التأویل حسن فإنه يقال صلیت للکعبۃ كما يقال صلیت الی الکعبۃ قال حسان ع الیس اول من صلی لقلبتکم^۱۔

اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر محل نزاع سے خارج ہے نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کیا جائے ص ۴ پر تحریر بکر کا سرنامہ: "پیروں اور مزاروں کو تعظیمی سجدہ" ص ۵ "عبادت کے سجدے اور تعظیم کے سجدے میں بہت فرق ہیں عبادت کا سجدہ غیر خدا کو کرنے کی ممانعت فرمائی" ص ۶ "عبادت کا سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے جائز ہیں" ص ۷ "تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا" ص ۷ و ۸ "وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے" ص ۸ "صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں" ص ۱۱ خدا کی مرضی تھی کہ کلافت کی تعظیم وہی ہو جو میری، اس واسطے آدم کو سجدہ کرایا" ص ۱۵، "موجود خلاق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے" ص ۱۶ "ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدہ تعظیمی کرتا تھا" ص ۱۷ اسیر الاولیاء سے:

پہلی امتوں میں رعیت بادشاہ کو امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی۔ قوم، پیغمبر کو، مرید، پیر کو، رعیت، بادشاہ کو، بیٹا والدین کو، اور غلام آقا کو سجدہ کیا کرتے تھے (ت)	در ارم ماضیہ رعیت مر بادشاہ را امت مر پیغمبر را سجدہ می کردند^۲۔ لطاائف سے: القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک والولد للوالدین والعبد للمولیٰ^۳۔

^۱ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۲/۱۰۰ المطبعة البهیة المصریة مصر ۲۱۲/۱۸

^۲ سیر الاولیاء باب ششم مؤسستہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۱

^۳ لطائف اشرفی فی بیان طوائف موتی لطیفہ ہند ہم مکتبہ سمائی کراچی حصہ دوم ص ۹

صفحہ ۲۱:

سجد الرجل للسلطان ولغيره يريد به التحية لايكفر ^۱ ۔	کسی شخص نے بادشاہ یا کسی اور کو سجدہ کیا کہ جس سے اس کی تعظیم مراد تھی تو وہ (اس کام سے کافر نہ ہوگا۔

صفحہ ۲۲ "سجدہ تحیت آدمی کے لئے ہے سجدہ عبادت خدا کے لئے" ایضاً، سجدہ تحیت نبی کے لئے، پیر کے لئے، بادشاہ کے لئے، والدین کے لئے، آقا کے لئے، ایضاً "بادشاہ کو سجدہ کیا یا اور کسی کو اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں" ص ۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ایضاً "بزرگوں کو تعظیمی سجدہ" ص ۲۴ "مزاروں کو سجدہ" غرض اول تا آخر تحریر بکر شاہد اور خود ہر شخص آگاہ غیر خدا کو سجدہ کرنے میں کلام ہے نہ کہ غیر کی طرف، کعبہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے اور کعبہ کو سجدہ کرے تو کافر۔ (۱۳۷) بکر نے بعلت عادت خود کشی کہ اوہو فی الخصام غیر مبین ہ (وہ کھل کر واضح طور پر جھگڑا لو نہیں۔ ت) ص ۱۰ پر "سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت" کی سرخی دے کر اپنی اگلی پچھلی ساری کاروائی خاک میں ملائی نافع و مضر میں بے تمیزی اس پر لائی کہ وہی قول مان لیا جس پر سجدہ آدم کو سجدہ نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا اور اسی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا تصریح کر دی کہ "در حقیقت آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ تھا آدم محض ایک سمت تھے جیسا کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور آدم کا وجود جو خلیفہ اللہ اور انوار الہی کا زندہ خزانہ ہے سجدہ کی سمت نہیں ہو سکتا بالکل عیاں ہے کہ کعبہ کی طرح آدم بھی سجدہ تعظیمی کی سمت مجازی ہے" چلے فراغت شہ سارا دفتر گاؤں خورد (سارا دفتر گائے کے کھالیا۔ ت) جس شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اس کے سر میں کیا ہے اور منہ سے کیا نکلتا ہے یہ ادراک نہ ہو کہ وہ اپنا گھر بناتا یا یکسر ڈھارہا ہے اس کا مدار علیہ میں دخل دینا عجب تماشا ہے۔

(۱۳۸) وہ جو ص ۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل اور ص ۲۲ پر اس کا ترجمہ کیا کہ "مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں بلکہ تعظیم ہے اپنے معبود کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے" یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیاناس لگالینا ہے۔ یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے مشائخ

^۱ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہند ہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

کو سجدہ کہ مشائخ کے سامنے سجدہ رہ گیا اب کسے روئیں گے۔ وہ چھتیس^{۳۱} جگہ لام اور را اور کو جو نمبر ۱۳۴ میں گزرے۔
(۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے کہ منہ سے نکل گیا۔ ہر گز یہ بکر کے دل کی نہیں کہ مشائخ کو سجدہ تحیت نہ ہو صرف اس کے سامنے ہو۔ نہ ہر گز یہ اس کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے بلکہ یقیناً مشائخ و مزارات ہی کو سجدہ کرتے اور اسی کا قصد رکھتے اور اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں تو بکر پر "يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ"^۱ (وہ اپنے مونہوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ ت) صادق، ع

منہ سے کہتے ہیں جو دل میں نہیں

(۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ مشائخ کو نہیں وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو، تو اب سجدہ عبادت و تحیت کا تعدد و باطل، کیا اللہ کو کبھی سجدہ معبود سمجھ کر ہوگا وہ سجدہ عبادت ہے اور کبھی بغیر معبود سمجھے وہ سجدہ تحیت ہے حاشا اسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہوگا تو صرف سجدہ عبادت رہ گیا سجدہ تحیت خود ہی باطل ہو اور صفحہ ۵، ۶، ۷ وغیرہ کی ساری لفاظیاں باطل و لغو ہو گئیں۔

(۱۴۱) لغو ہی نہیں بلکہ مراد بکر پر پانی پھر گئیں۔ جب ہر سجدہ سجدہ عبادت ہے اور اسے اقرار ہے کہ سجدہ عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے تو مشائخ یا مزارات کو اس کی سمت بنانا اللہ عزوجل سے صریح مخالفت و حرام ہے۔
(۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ اور قطعی و ظنی کا سب جھگڑا خود ہی چکا دیا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا:

"حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَرْقًا" ^۲	تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو منہ کرو۔

تو جس طرح اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا اور جو اس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے یونہی آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کے یہاں جو معظمین دین کو سمت بنانا تھا وہ بھی بعینہ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا اور مشائخ و مزارات کو سمت بنانے والا حکم الہی کا مخالف و مستحق نار ہوا جیسے کوئی بہن سے نکاح کرے اس سند سے کہ شریعت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جائز تھا۔ واقعی علی نفسا حتی برافش۔

^۱ القرآن الکریم ۱۶۷/۳

^۲ القرآن الکریم ۱۵۰/۲ و ۱۳۴/۲

(۱۳۳) اب وہ بیہودہ قیاس کہ "کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ الخ" خود ہی مردود ہو گیا نص قطعی کے مقابل قیاس کا اہلیس ہے کہ:

"أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۚ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ" ①	میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے (آدم کو) کچڑ سے پیدا کیا۔ (ت)

(۱۳۴) اور وہ قیاس میں کتنا اوندھا، پتھروں کا بنا ہوا ہے جان کعبہ تو اعلیٰ سجدے سجدہ عبادت کی سمت حقیقی ہو اور خلیفہ اللہ زندہ خزانہ انوار الہی ادنیٰ سجدے سجدہ تحیت کی بھی سمت حقیقی نہ بن سکے صرف مجازی ہو یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا۔

(۱۳۵) جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے تو سمت حقیقہ متحقق موجود مشاہد کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے۔

(۱۳۶) جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانتیں ان سے اس کی کیا شکایت کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں ورنہ پہاڑوں اور کنوئیں میں نماز باطل ہو ہاں کرشن مت میں کعبہ کی حقیقت اتنی ہی ہوگی کہ پتھر کا گھر جیسے مندر کی موتیں

(۱۳۷) اس بیہودہ قرار داد و بیمعنی قیاس کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد کر دیا ہے۔ عبارت سیر الاولیاء کہ بکر نے ص ۱۹ پر جس کا حوالہ دیا قصہ سیاح کے بعد اس کی ابتداء یوں ہے:

بعد فرمود معتمد اور پیش من روئے بر زمین می آورند من کارہ ام۔	اس کے بعد فرمایا اس کے باوجود لوگ میرے سامنے اپنے چہرے زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ (ت)

جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے خدا کے سجدے کو برا سمجھنا کیا معنی، اپنے سمت بنے کو برا جاننا کس لئے کیا "پتھروں کا کعبہ سمت سجدہ ہو سکتا ہے۔ اور خلیفہ اللہ اور انوار الہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا، اگر وہ اپنے آپ کو خزانہ انوار الہی نجات تھے تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے، یہ کیا حجت ہوئی کہ ص ۱۹ "اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے" شیخ تو خزانہ انوار الہی تھے یہاں منع کرنے کو معاذ اللہ وہاں کی تجہیل و

^۱ القرآن الکریم ۷/۱۲ و ۳۸/۷

تفسیق سے کیا علاقہ۔

(۱۳۸) صدر کلام سے حضرت محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجدہ تحیت سے کارہ ہونا اڑا دیا۔ یہ خیانت کی فہرست میں اضافہ ہے۔
(۱۳۹) یہی رد عبارت لطائف کا کر لیا خود ص ۲۱ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا "ایک مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا یہ سجدہ نامشروع ہے مخدوم نے فرمایا میں نے بارہا منع کیا اور اس حرکت سے روکا ہے یہ باز نہیں آتے۔ اللہ کو سجدے سے روکنا اور بار بار منع کرنا اور بکر صاحب کا ترجمہ میں اسے حرکت کہنا کیا معنی!

(۱۵۰) عالم نے کہا یہ سجدہ نامشروع ہے حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تائید فرمائی کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اسی پر سجدہ کو نامشروع جانتے تھے ورنہ حق سے سکوت درکنار باطل کی تائید نہ فرماتے۔ یہ عبارت لطائف کا اٹھواں فائدہ ہوا، وجہ دوم میں یہ ۱۴ نمبر اس وجہ پر زائد تھا مگر اصل بحث کے کمال مؤید کہ بکر کے ہاتھوں "يُخْرِجُونَ بَيُّوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ" آشکار ہوا اپنے ہاتھوں اپنا گھر ویران کرتے ہیں۔ رہا وبایدی المؤمنین اور مسلمانوں کے ہاتھوں یہ اوپر کے گزشتہ و آئندہ کے کثیر نمبروں سے آشکار "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ" ^۱ (پھر نصیحت اور پند پذیر ہو اے نگاہیں رکھنے والو!۔ ت)

(۱۵۱) وجہ سوم: آیت سورہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ایک وجہ نفیس اور ہے جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا، ابن عباس بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا معنی آیت یہ ہے کہ یوسف کے پانے پر اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر کیا، امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں میرے نزدیک آیت کے یہی معنی متعین ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا از بس بعید ہے اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسے روار کھنا ان کے دین و عقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور علم دین و درجات نبوت میں ان سے زیادہ اور وہ الٹا انھیں سجدہ کریں، تفسیر کبیر کی عبارت یہ ہیں:

پہلی بات اور وہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

وہو قول ابن عباس فی روایۃ

^۱ القرآن الکرمیم ۵۹ / ۲

کا ارشاد ہے۔ روایت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس آیت خروالہ سجدا سے مراد یہ ہے کہ وہ سب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پالنے کی نعت پر اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ ریز ہوئے۔ لہذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ سجدہ تو اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا سجدہ تھا لہذا اس میں "مبہودہ" (وہ جس کے لئے سجدہ کیا جائے) اللہ تعالیٰ ہے۔ البتہ وہ سجدہ حضرت یوسف کی وجہ سے تھا یعنی ان کو پالنے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے لئے سجدہ بجایا گیا اور میرے (یعنی امام فخر الدین رازی کے) نزدیک یہی تاویل و توجیہ متعین ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت یوسف کی ذہانت اور کمال عقل اور صاحب دین ہونے کی وجہ سے یہ بعید ہے کہ وہ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ان کے بوڑھے باپ جو حقوق ابوت (پدری حقوق) مقام نبوت، بڑھاپے، علم اور دین اور ان تمام اوصاف میں) ان سے درجہ اولویت اور سبقت رکھتے ہوں، ان کے آگے سجدہ کریں۔ (ت)	عطاء ان المراد بهذه الآية انهم خروالہ ای لا جل وجد انه سجد لله تعالى و حاصل الكلام ان ذلك السجود كان سجود الشكر فالسجود له هو الله تعالى الا ان ذلك السجود انما كان لاجله. وعندی ان هذا التأویل متعین لانه لا يستبعد من عقل يوسف و دینه ان یرضی بان یسجد له ابوہ مع سابقته فی حقوق الابوة و الشیخوخة والعلم والدين و کمال النبوة¹۔

پھر فرمایا:

پانچویں وجہ: اس دور میں، شاید تعظیم کے لئے سجدہ ہوا کرتا تھا (اور جو کچھ مروی ہوا) یہ عقل ہے انتہائی بعید ہے کیونکہ تعظیم میں مبالغہ اختیار کرنا حضرت یوسف کے زیادہ لائق اور مناسب تھا کہ وہ اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کرتے، لہذا اگر معاملہ اب ایسا ہے جیسا کہ تم نے کہا تو پھر حضرت یوسف کے لئے واجب تھا کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہا الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرتے۔ (ت)	الوجه الخامس لعل التحية في ذلك الوقت هوا لمسجود وهذا في غاية البعد لان المباعدة في التعظيم كانت اليق بيوسف منها يعقوب عليهما الصلوة و السلام فلو كان الامر كما قلتم لكان من الواجب ان يسجد يوسف يعقوب عليهما الصلوة والسلام²۔

¹ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۲/۱۰۰ المطبعة البهية المصرية مصر ۲۱۲/۱۸

² مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۲/۱۰۰ المطبعة البهية المصرية مصر ۲۱۳/۱۸

(۱۵۲) وجہ چہارم: سب جانے دو وہ انھیں کو سجدہ معروفہ سہی اور وہ ان کی شریعتوں کا حکم ہی سہی تو شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں ائمہ اہلسنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے بعض کے نزدیک وہ اصلاً حجت نہیں، نہ ان پر عمل جائز جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ و شافعیہ کا ہے۔ اور اسی پر امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام فخر الدین رازی و یوسف آمدی ہیں۔ بعض کے نزدیک حجت ہیں جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو، اکثر حنفیہ اسی پر ہیں اصول امام فخر الاسلام میں ہے:

بعض علماء کرام نے فرمایا شرائع (اور ادیان) جو ہم سے پہلے ہوئے ان کے مطابق عمل کرنا ہمارے لئے لازم (اور ضروری) ہے جب تک کوئی دلیل ان کے نسخ پر قائم نہ ہو، بعض نے فرمایا وہ ہم پر لازم نہ ہوں یہاں تک کوئی دلیل (جواز عمل) قائم ہو (ت)	قال بعض العلماء يلزمنا شرائع من قبلنا حتى يقوم الدليل على النسخ وقال بعضهم لا يلزمنا حتى يقوم الدليل¹۔

شرح امام عبدالعزیز بخاری میں ہے:

اکثر اہل کلام اور ہمارے اصحاب میں سے ایک گروہ اور اصحاب امام شافعی اس نظریہ کی طرف گئے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرائع سابقہ پر عامل نہ تھے کیونکہ ہر نبی کی شریعت اس کی وفات پر منتہی ہو جاتی ہے جیسا کہ صاحب المیزان نے ذکر فرمایا، (یہاں تک کہ) کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا ہے پھر اس دوسرے نبی کے لئے تجدید شریعت ہوتی ہے جیسا کہ شمس الائمہ نے بیان فرمایا، لہذا شرائع سابقہ پر عمل کرنا جائز نہیں مگر جبکہ اس کے بظاہر کوئی دلیل قائم نہ ہو، اور بعض نے فرمایا	ذهب اکثر المتكلمين وطائفة من اصحابنا واصحاب الشافعي الى انه صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن متعبدا بشرائع من قبلنا وان شريعة كل نبي تنتهي بوفاة على ما ذكر صاحب الميزان او يبعث نبي آخر على ما ذكر شمس الائمة ويتجدد دلثاني شريعة اخرى فعلى هذا لا يجوز العمل بها الا بما قام الدليل على بقاءه وقال بعضهم يلزمنا فيما لم يثبت انتساخه²۔

¹ اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۳۳۲

² کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا دار الكتاب العربی بیروت ۳/ ۲۱۲

ہمیں ایسے احکام پر عمل کرنا لازم ہے جن کا نسخ ثابت نہ ہو (ت) مسلم الثبوت میں ہے:

وَعَنِ الْكَثَرِينَ الْمَنَعِ وَعَلِيهِ الْقَاضِي وَالرَّازِي وَالْأَمْدِي	اکثر اہل علم سے اس پر عمل کرنے کی ممانعت منقول ہے۔
1۔	چنانچہ قاضی، رازی اور علامہ آمدی کی یہی رائے ہے۔ (ت)

(۱۵۳) وجہ پنجم: وہ کوئی حکم عام نہیں وہ واقعہ حال ہیں اور باتفاق عقل و نقل واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اب جو اس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامعہ نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو بلکہ قیاس کہ ظنی ہے۔

(۱۵۴) تا: حجت ماننے والے بھی اس حالت میں حجت مانتے ہیں کہ ہماری شرع نے اس پر انکار نہ فرمایا ہو اور یہاں انکار ثابت ہے کہ فرمایا: لا تفعلوا^۲ نہ کرو۔ لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا لله تعالیٰ^۳ کسی مخلوق کو غیر خدا کا سجدہ لائق نہیں، بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے اور انکار خاص اس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں ورنہ بکثرت استحالة لازم آئیں گے، "وَحَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا"^۴ (اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ ت) سے اصل و فرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہو جائے گا، "وَبَنَیْ مِنْهُمْ إِبْرَاهِیمَ وَیُحْیٰی وَنُوحًا" (اور ان دونوں (آدم و حوا) سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلانیں۔ ت) سے بہن بھائی کا، "فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ" (پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے پھر وہ دریا میں) دھکیلے ہوئے لوگوں میں سے ہو گئے۔ ت) سے محض بر بنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں

^۱ مسلم الثبوت فصل فی افعاله الجبلیة الاباحة مسئلہ نحن والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم متعبدون الخ مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۷

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأة (بجای ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴، سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب حق الزوج علی

المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۱

^۳ مدارك التزیل (تفسیر النسفی) تحت آیه ۲/۳۴ دار الکتب العربی بیروت ۲۲/۱

^۴ القرآن الکریم ۲/۱۷

^۵ القرآن الکریم ۲/۱۷

^۶ القرآن الکریم ۷۳/۱۴۱

پھینکا "فَبَرَّأَكَ اللَّهُ وَمَاتُوا" ^۱ (پھر اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے غلط کہنے سے اسے بری کر دیا۔ ت) سے برملا برہنہ نکلتا "وَكَشَفْتُ عَنْ سَائِقِيهَا" ^۲ (پھر اس عورت (ملکہ سبا) نے اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا۔ ت) سے حرہ اجنبیہ کی ساقین دیکھنا مجمع کو دکھانا "يَعْمَلُونَ لَّهُ مَا يُحْسِنُونَ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَنَازِيلٍ" ^۳ (وہ) (سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو کچھ چاہتے جنات ان کے لیے بنادیتے یعنی پختہ عمارتیں اور محسے۔ ت) سے زید و عمرو کے بت بنانا "فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ" ^۴ (پھر وہ) (سلیمان علیہ السلام) ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ ت) سے اپنے نسیان کے بدلے گھوڑے کا قتل الی غیر ذلک (اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں۔ ت)۔

(۱۵۵) بکرنے حسب عادت یہاں بھی تین کتابوں پر افتراء کئے ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح بیان کیا کہ:

المروی عن محمد نصاباً ان کل مکروہ حرام الا انه لما لم يجد فيه نصاباً طاعاً لم يطلق عليه لفظ الحرام ^۵ ۔	یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے۔

اس کا ترجمہ یہ بیان کیا ص ۱۱ "جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اس پر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا" وہ صاف صاف تو فرما رہے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے اور پھر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا، یہ ہدایہ پر افتراء ہے۔

(۱۵۶) ابتداء عبادت سے وہ الفاظ کہ امام کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کتر لئے کہ چال نہ کھلے، یہ خیانت ہے۔

(۱۵۷) ص ۱۱ رد المحتار کی عبارت نقل کی:

من غير انكار ولم يظهر	جو حضرات ہم سے پہلے ہوئے ان کی شریعت (اور دین) ہمارے لئے دلیل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ

^۱ القرآن الکریم ۳۳/۶۹

^۲ القرآن الکریم ۲۷/۴۴

^۳ القرآن الکریم ۳۴/۲۳

^۴ القرآن الکریم ۳۸/۳۳

^۵ الهدایة کتاب الکراہیة مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/۵۵۰

نسخہ ففائد نزول الایة تقریر الحکم الثابت ^۱ ۔	اور اس کا رسول گرامی بغیر انکار کئے، اسے بیان فرمائیں اور اس کا نسخ ظاہر اور ثابت نہو۔ پھر نزول آیت کا فائدہ حکم ثابت کو برقرار رکھتا ہے۔ (ت)

اور ص ۱۲ پر اس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے: "تو نزول آیت کا فائدہ حکم ثبوت کو پہنچے گا" زہے بیعلی۔

(۱۵۸) ص ۱۲ پر قاضی خان کی عبارت الاصل فی الاشیاء الاباحۃ^۲ (اشیاء میں اصل ان کا مباح ہونا ہے۔ ت) کا یہ ترجمہ کیا تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہوتا ہے۔ زہے نشی گری۔

(۱۶۱۵۹) خیر یہ تو معمولی کمالات بکری ہیں، کہنا یہ ہے کہ ہدایہ ورد المختار و قاضی خان کی عبارتیں تو یہ نقل کیں اور ص ۱۲ پر نتیجہ یہ دیا "یہ کتابیں صاف صاف کہتی ہیں کہ سابقہ شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں" ہدایہ و قاضی خان کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا، رد المختار میں ذکر تھا نص قطعی کا ذکر تک نہ تھا، یہ تینوں کتابوں پر تین افتراء ہوئے،

(۱۶۲) رابعاً اگر قطعیت درکار ہو تو نمبر ۶۱ میں تفسیر عنیزی سے گزرا کہ سجدہ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں۔

(۱۶۳) اگر روایت متواتر نہ بھی ہو قبول متواتر ہے کہ تمام ائمہ اسے مانے ہوئے ہیں تو اس سے قطعی کا نسخ روا ہے جیسے حدیث لا وصیۃ لوارث^۳ (کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ ت) جس سے وصیت والدین و اقربین کو منصوص قرآن بھی منسوخ کہی گئی، امام اجل بخاری کشف الاسرار میں فرماتے ہیں:

هذا الحديث في قوة المتواتر اذا المتواتر نوعان متواتر من حيث الرواية ومتواتر من حيث ظهور العمل به من غير نكير	یہ حدیث متواتر کے زمرہ میں ہے۔ اس لئے کہ متواتر کی دو ^۲ قسمیں ہیں: (۱) متواتر لمخاطب روایت (۲) اس حقیقت سے متواتر کہ بغیر انکار اس پر ظہور عمل ہے (خلاصہ) (i) متواتر

^۱ رد المحتار

^۲ فتاویٰ قاضی خان کتاب الحظرو الاباحۃ نوکثور لکھنؤ ۴/ ۷۷

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ما جاء فی الوصیۃ للوارث آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۴۰

فأن ظهوره يغني الناس عن روايته وهو بهذه المثابة فإن العمل ظهر به مع القبول من أئمة الفتوى بلا تنازع فيجوز النسخ به ¹ ۔	روایت (ii) متواتر عملی، کیونکہ اس کا ظہور لوگوں کو اس کی روایت کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور وہ اس درجہ میں ہے کیونکہ اس پر عمل کرنا بالکل ظاہر اور واضح ہو گیا، اور اس کے باوجود ائمہ فتویٰ نے اسے بغیر کسی نزاع کے قبول اور تسلیم کیا ہے۔ لہذا اس کے ساتھ نسخ جائز ہے۔ (ت)

(۱۶۴) نہ سہی تو خود بحر کے مستند فتاویٰ عزیز سے نمبر ۱۵ میں گزرا کہ سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اجماع اگرچہ
ناخ و منسوخ نہ ہو دلیل نسخ یقیناً ہے کہ:

لا تجتمع امتی علی الضلالة ² ۔	میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ (ت)

کشف میں ہے:

الاجماع لا یعتقد البتة بخلاف الكتاب والسنة فلا یتصور ان یکون ناسخا لهما ولو وجد الاجماع بخلافها لکان ذلك بناء علی نص آخر ثبت عندهم انه ناسخ للكتاب والسنة ³ ۔	یقیناً اجماع کتاب و سنت کے خلاف کبھی منعقد نہیں ہوتا، لہذا یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اجماع کتاب و سنت کے لئے نسخ ہوگا، پھر اگر اجماع ان دونوں کے خلاف پایا جائے تو یہ کسی ایسی دوسری نص کی بناء پر ہوگا جو ائمہ کرام کے نزدیک کتاب و سنت کی نسخ ہوگی۔ (ت)

مسلم و فواتح میں ہے:

الاجماع دلیل علی النسخ كعمل الصحابي خلاف النص المفسر ⁴ ۔	اجماع نسخ پر دلیل ہے جیسے کسی صحابی کا اپنی نص مفسر کے خلاف عمل کرنا۔ (ت)

(۱۶۵) خبر منسوخ نہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے۔ خبر یہ تھی کہ ملائکہ و یعقوب

¹ کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم النسخ دار الکتاب العربی بیروت ۱۳۸/۳

² سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲

³ کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم النسخ دار الکتاب العربی بیروت ۱۳۸/۳

⁴ فواتح الرحموت بذیل المستصفی باب فی النسخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸۱/۲

علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ کیا۔ اسے کون منسوخ مانتا ہے کیا واقع غیر واقع ہو سکتا ہے اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہوئے کہ سجدہ تحیت غیر خدا کو جائز ہے یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا، مسلم و فواتح میں ہے:

یہاں دو امر ہیں: ایک یہ کہ خبر "امر بالمخاطبین" سے متعلق ہے۔ دوسری یہ کہ جو امر ان سے متعلق ہے وہ موجب ہے۔ لہذا خبر میں نسخ نہیں اس لئے کہ وقوع امر واقع ہے کہ جس میں ارتقاء ممکن نہ ہو، البتہ امر مخبر عنہ میں نسخ واقع ہوا ہے۔ اور وہ خبر نہیں، لہذا جو خبر ہے وہ منسوخ نہیں اور جو منسوخ ہے وہ خبر نہیں۔ (ت)	ههنا امران الاخبار بتعلق الامر بالمخاطبين والامر المتعلق بهم الموجب ولم ينتسخ الخبر لان وقوع الامر واقع ولم يرتفع وانما نسخ الامر المخبر عنه وهو ليس خبرا فها هو خبر لم ينتسخ وما انتسخ ليس بخبر ¹

(۱۶۶) بکرنے اپنے افتراءات علی اللہ تعالیٰ میں زعم کیا تھا ص ۶ کہ خدا نے قرآن میں فرمایا تھا "فَإِنَّمَا تُولُوا فَتَمَّ وَجْهَ اللَّهِ" ^۲ تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے یعنی جس طرف سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا، بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی یہ آیت بھی جملہ خبر یہ تھی کس طرح منسوخ ہو گئی۔

(۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی۔ بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵۴ کی حرمت کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں اور "اخبار منسوخ نہیں ہوتے"

(۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد حاجت ہے ہم ثابت کر چکے کہ اس سجدہ تحیت کا جواز نص کا حکم نہیں، ہوگا تو قیاس سے قیاس مجتہدین پر ختم ہو گیا۔

(۱۷۴) قیاس بھی سہی تو سجدہ غایت تعظیم ہے۔ خود بکرنے ص ۵ پر کہا "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کر سکتا" ص ۱۱ آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے "اور غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار، کم

درجہ معظم کے لئے انتہا درجہ کی تعظیم ظلم صریح ہے اور اعلیٰ معظمین کے حق میں دست اندازی ع

گرفرق مراتب کنفی زندیقی

(اگر تم مراتب کافرق ملحوظ نہ رکھو گے تو نری بے دینی ہوگی۔ ت)

¹ فواتح الرحموت بذييل المستصفي باب في النسخ جاز نسخ ايقاع الخبر اتفاقا منشورات الشريف قم ايران ۷/۲

² القرآن الكريم ۱۱۵/۲

مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء مشائخ و مزارات کو ان پر قیاس کر کے ان کے لئے سجدہ تعظیمی بتانا ظلم شدید ہے اور انبیاء کا حق تلف کرنا۔
 (۱۷۵) یہ سب اسے شریعت سابقہ مان کر ہے۔ ہم بیان کر چکے کہ سرے سے اسی کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت سجدہ آدم کا حکم بشر کو نہ تھا ملائکہ کے لئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا، سجدہ یوسف بر بنائے اباحت اصلیه ہونا ممکن اور اباحت اصلیه کا رفع نسخ نہیں، مسلم الثبوت میں ہے:

رفع مباح الاصل لیس بنسخ ^۱	اصل اباحت کا اٹھ جانا نسخ نہیں۔ (ت)

اس طرح کشف الاسرار میں ہے تو ارشاد حدیث لاتفعلوا^۲ (ایسا نہ کرو۔ ت) واجب القبول اور سجدہ تحیت کا حرام ہونا ہی حکم خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

رسالہ "

الزبدۃ الزکیۃ تحریم سجود التحیۃ"

ختم شد

^۱ مسلم الثبوت باب فی النسخ مسئلہ اجمع اہل الشرائع علی جواز عقلا مطبع انصاری دہلی ص ۱۶۳

^۲ سنن ابن داؤد کتاب النکاح باب حق الزوج علی المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۱، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

حواشی

الزبدۃ الریة کے بعض صفحات پر مصنف علیہ الرحمۃ کے عربی حواشی جو کہ خالص فنی اور علمی ہیں اور عام قاری سے غیر متعلق ہیں لہذا ان کا ترجمہ نہ کیا گیا۔ ان عربی حواشی کو ہر صفحہ اور حدیث و نص کے حوالے سے مرتب کر کے رسالہ کے اخیر میں شامل کیا گیا ہے۔

ص ۴۴۱: حدیث ۶، ۵

۱۔ رأیتہ فی دلائل ابی نعیم وعزاه الفاسی فی مطالع السرات للبیہقی ۱۲ منہ۔

۲۔ عزاه فی الخصائص للطبرانی وأبی رأیتہ له وزاد فی آخره "فتروکہ" وعزاه فی مطلع السرات لاحمد والحاکم والبیہقی

والبغوی ۱۲ منہ

ص ۴۴۲، حدیث ۱۰

۱۔ ذکرہ مستند فی الجامع الكبير وقصہ الزرقانی ۱۲ منہ۔

ص ۴۴۵، حدیث ۱۱

۱۔ عزاه خاتم حفاظ فی الدر المنثور لابن ابی شیبہ وفي الجامع الكبير لعبد بن حبيب وفي مناهل الصفاء للبقية ۱۲ منہ۔

ص ۴۴۶، حدیث ۱۲

۱۔ رأیتہ لابی نعیم وتلفقيه وعزاه فی الدر المنثور والجامع الصغير للحاکم. وشيخنا السيد احمد دحلا نفی السيرة

النبوية للبخاري ۱۲ منہ۔

ص ۴۴۷، حدیث ۱۳۔

۱۔ رأیتہ فی ابن ماجه ورد فی الترغيب ابن حبان. وعزاه فی الجامع الكبير لاحمد وفي اتحاف السادة للبیہقی ۱۲ منہ

ص ۴۴۸، حدیث ۱۳ میں اقوال کے تحت وحدیث ۱۳

۱۔ قال ابن ماجه حدثنا حماد بن زيد عن أيوب عن القاسم الشيباني عن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله تعالى عنهما۔

القاسم: هو من رجال مسلم والنسائي هو أزهر صدوقان وحماد وأيوب تفتان جليلان لا يسأل عن مثلها ۱۲ منہ

۲۔ خاتم الحفاظ فی الدر المنثور ۱۲ منہ۔

ص ۴۴۹۔ حدیث ۱۵ میں اقوال کے تحت وحدیث ۱۶

- ۱۔ رأیتہ فی المسند عزاہ مرفوعة فی الدر المنثور له ولأبی بکر، وفي الجامع الكبير للطبرانی فی الكبير ۱۲ منه
- ۲۔ اذ قال الامام احمد حدثنا وكيع، ثنا الأعمش عن أبي ظبيان عن معاذ بن جبل رضى الله تعالى عنه انه لما رجع من اليمن۔۔۔۔۔ الحديث ۱۲ منه

۳۔ رأیتہ فی ابی داؤد له عزاہ فی الترغيب وللبقية فی اتحاف السادة ۱۲ منه

ص ۴۵۰، حدیث ۲۱ تا ۲۱

۱۔ جمع الجوامع ۱۲ منه

- ۲۔ بسند حدیث ابی ہریرۃ الاول ثم قال وفي الباب عن معاذ بن جبل وسراقة بن مالك بن جعشم وعائشة وابن عباس وعبد الله بن ابی اوفى وطلق بن على وام سلمة وأنس وابن عمر رضى الله تعالى عنهم حدیث ابی ہریرۃ حدیث حسن غریب من هذا الوجه ۱۲۵۱ منه۔

ص ۴۵۵، حدیث ۳۶، ۳۷ وحدیث ۳۸

- ۱۔ رأیتہ فی صحیح مسلم وانما عزاہ فی جمع الجوامع لابن سعد فی الطبقات وتبعه فی الزواجر وزاد حدیث الطبرانی عن كعب رضى الله تعالى عنه ۱۲ منه۔

۲۔ ذكره كالموصول الآتي بعده الزرقاني على المؤطا ۱۲ منه

ص ۴۶۶، نصوص ۳۸ تا ۴۷

- ۱۔ ههنا تنبيهات لا بد منها فأقول أولا وقع في نسختي الوجيز "ضرورة" مكان "صورة" اذ قال الافضل ان لا يسجد لانه كفر، فلا يأتى بها هو كفر ضرورة كما قلنا في الاكراه على اجراء كلمة الكفر اهو هذا تصحيف "صورة" بشهادة اصله الخلاصة وسائر الكتب وان لم يكن فمتعلق بلا يأتى، لا ناظر الى "كفر" وكيف يكون اذا بالاكراه كفرا ضرورة، بل المعنى، لا يأتى لاضطراره بها هو كفر، فيكون قوله ضرورة مكان قولهم وان كان في حالة الاكراه۔

وثانيًا. الثلاثة الآخرون تركوا اللفظ صورة كالوجيز على تلك النسخة وهو ان ترك صورة معنى، معنى ضرورة لها علمت ان لا كفر حقيقه بالاكراه ومن الدليل عليه قوله بجمع الانهر عن الاختيار، متصلًا به، ولو سجد عند السلطان على وجه التحية لا يصير كافرًا اهـ، وقول الوجيز في مسألة متصلًا به، كفر عند بعض المشائخ اهـ۔

وثالثًا. ههنا سقط شديد في نسخة الخلاصة المطبوعة اذ كتب بعد قوله البار في نمرة ۱۹، وان اراد به التحية لا يكفر، قوله والافضل ان لا يأتي بها هو كفر صورة اهـ فيتوهم الجاهل ان السجدة ليست الا خلاف الاصل وكيف سقيم هذا مع صدر كلامه، هي كبيرة والعبادة الصحيحة التامة ما نقلنا ثمة، ذكر تلك المسألة المستشهد بها المذكورة في سير الفتاوى والاصل فقال اذا قيل لمسلم اسجد للملك والاقتلناك فالافضل ان لا يسجد لانه كفر، والافضل ان لا يأتي بها هو كفر صورة۔۔۔۔۔ اهـ فسقط كل هذا من نسخة الطبع من قوله قال وهذا موافق الى قوله والافضل فليعلم۔

ورابعًا: عز المسألة في الغياثية ونصاب الاحتساب ومنح الروض عن المحيط الى واقعات الناطفي، وفيه اختصار، بل اقتصار، وذلك لان الناطفي ذكر كمثال ما يأتي في نمرة ۲۵ الى ۵۵ صورتين حكم في احدهما بان الافضل ان لا يسجد لاته كفر صورة وفي الاخرى وهي ما اذكر هو على سجدة التحية بان الافضل ان يسجد والنقلة الثلاثة حذفوا الصورة الاخرى، فعم الحكم باطلاقه الصورتين وانما عبارة الناطفي كما في غاية البيان عن واقعات الامام الصدر الشهيد عن المسائل عن واقعات الناطفي، هكذا اذا قيل لمسلم اسجد للملك والاقتلناك فالافضل ان لا يسجد لانه كفر والافضل ان لا يأتي بها كفر صورة وان كان في حالة الاكراه، وان كان السجود سجود التحية فالافضل ان يسجد لانه ليس بكفر، فهذا دليل على ان السجود بنية التحية اذا كان خائفًا لا يكون كفرًا، فعلى هذا القياس لا يصير من سجد عند السلطان على وجه التحية كافرًا اهـ قال الاتقاني الى هنا لفظ الواقعات۔۔۔۔۔ اهـ

اقول: فعلى هذا التفصيل تخصيص كونه كفراً بصورة اذا لم يأمره بسجود التحية اى بل امره بسجود العبادة خاصة۔ واطلقوا كما هو مفاد اطلاق الواقعات الصورة المقابلة لسجود التحية مستند الى نزاع دقيق وهو ان السجود ظاهراً لعبادة، فاذا اطلقوا كان الظاهر طلب الكفر فكيف اذا رضوا على العبادة، فان فعل كان آتياً بها هو كفر صورة اذ لا حقيقة مع الاكراه مادام قلبه مطمئناً بالايمان فالافضل ان يصبر واذا صرحوا بطلب سجود التحية وليس بكفر لم يكن الاكراه على الكفر فان فعل لم يأت بالكفر معنى ولا صورة فالافضل حفظ المهجة واما على طريقة هؤلاء الذين تركوا الصورة الاخيرة، ومثلهم نص الاصل وغيره السبعة الباقيين۔

فأقول: ومنزوعاً عن الاول ان السجدة كفر مطلقاً لكن لا كفر حقيقة مع الاكراه فانه صورة كفر، فالافضل ان يأتى بها مطلقاً، والثانى ان لا كفر الا سجود العبادة ومعلوم ان المكرة البطئن قبله بالايمان لا ينويها۔ فلا يكون كفراً حقيقة غير ان السجدة كيف كانت ولو بنية التحية او بدون نية انها تقع على صورة كفر اذ لا فرق في الصورة ههنا وبين سجود العبادة، فالافضل ان لا يأتى بها مطلقاً الى هذا النزاع الثانى ذهب الامام صاحب الخلاصة ثم البزازی اذ جعل هذا المسألة في اصل الفتاوى مؤيدة، الان سجود التحية ليس بكفر، هكذا ينبغي ان يفهم كلمات العلماء الكرام والحمد لله ولى الانعام ۱۲ منہ۔

ص ۷۲، ۳، نص ۱۰۰ فصل اول

۱۔ لفظه في القهستانى يكره الانحناء اى قريب الركوع كالسجود اهـ

اقول: ليس في القهستانى "لفظة يكره" انما نصه ما اسعناك ثم تاويله انه تشبه الانحناء بالسجود كما قال، المنقول عنه، انه كالسجود لا في الحكم، فيكون غلطاً في الحوالة۔ ومخالفاً لما قدمه نفسه قبل هذا بثلاثة اسطر، ان من سجد على وجه يصير آثماً مرتكباً للكبيرة۔۔۔ اهـ فليتنبه ۱۲ منہ۔

ص ۷۴، نص ۱۱۹ فصل اول

۱۔ وقع بعده في الجمع مانصه وفي القهستان يكره عند الطبراني لا عند أبي يوسف۔۔۔۔۔ اھ۔

کتبت علیہ اقول، رحم اللہ الشارح، وقع منه سبق نظر، انما نص القهستان، وفي المحيط انه بكر الانحناء للسلطان وغيره انتهت المسئلة الى ههنا، [ثم شرع في مسئلة المتن وعناقه في ازار واحد فشرحه بقوله [و] يكره عند الطرفين لا عند أبي يوسف [عناقه] الخ وقد قدر المشارح نفسه ومتنه قبل هذا بأسطر اذا قال [يكره ان ازار بلا قميص عند الطرفين] [و عند أبي يوسف لا يكره] اھ فسبحان من لا يزل ولا ينسى ۱۲ منہ]

ص ۵۰۳، نص ۹۱ فصل دوم

۱۹۔ بکراگر مصنف سیف التقی جیسا ہے تو رجوع ناممکن "یمرقون من الدین کما یمرق الهم من الرمية ثم لا یعودون" اور اگر وہی صاحب ہیں جن کے نام سے یہ تحریر شائع ہوئی تو وہ صوفی بننا چاہتے ہیں اور صوفی فوراً رجوع الی الحق کرتا ہے۔ کہ وہ نفس کا بندہ نہیں ہوتا۔ عجب نہیں کہ بنگاہ انصاف اس رسالہ کو دیکھ کر اپنے قول سے توبہ اور سجدہ غیر کی تحریر شائع کریں۔ واللہ الہادی ۱۲ منہ

مسئلہ ۱۸۷: از مرآۃ آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی عبدالودود صاحب بنگالی قادری برکاتی رضوی طالبعلم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ایک شخص کو اس کے مریدین سجدہ کرتے ہیں اس سے دریافت کیا گیا کہ آپ مریدین کو سجدہ سے منع نہیں کرتے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں مریدوں کو منع بھی نہیں کرتا اور حکم بھی نہیں کرتا۔ ان کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
الجواب:

یہ شخص بہت خطا پر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ مریدوں کو منع کرے۔ اور مریدوں پر فرض ہے کہ اس فعل حرام سے باز آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۸: از پوسٹ آفس سراج گنج ضلع پاپنہ مرسلہ مولوی محمد عبدالقادر صاحب مدرس اول مدرسہ جونپوری ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
فریق اول مولوی محمد سالم جونپوری فریق دوم مولوی عبدالباری نواکھالوی،
بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۷ء تھانہ قاضی پور مضافات سراج گنج پاپنہ فریق اول و ثانی کا بموجودگی مجسٹریٹ و انفرپولیس سب ڈویژن سراج گنج مباحثہ ہوا جس میں میں منصف مانا گیا تھا فریق اول کا یہ بیان ہے کہ سجدہ تحیت انحناء و وضع الجبہ کے طور پر اور مثل رکوع کے ہر طرح سے کرنا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور غناء و رقص اور وجد اور تالیاں بجانا اور زور سے چلانا اور شور کرنا اور تواجد یعنی اپنے کو زبردستی وجد میں لانا جلسہ میں عوام کو مجتمع کر کے چنانچہ صوفیائے زمانہ حال کیا کرتے ہیں جس میں لوگوں کو اور بچے بوڑھے اور مریموں کو ایذا پہنچے اور ان کی نیند میں خلل ہو بالکل ناجائز ہے اس دعوٰی کے دلائل اس فریق نے ذیل میں پیش کئے:

(اول) شرائع سابقہ میں سجدہ تحیت جائز تھا اور ہماری شریعت میں منسوخ ہو گیا بدلیل آیہ قرآنی:

اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ تم فرشتوں اور انبیاء کرام کو رب بنا لو اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔ (ت)	"وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُتَّخَذُوا الْكَلْبَةَ وَاللِّبَاسَ أَرْبَابًا ۚ أَيْأُمُّرُكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١﴾"

یہ آیت خاص سجدہ تحیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کما اخرج عبدالرزاق فی تفسیرہ (جیسا کہ

^۱ القرآن الکریم ۸۰/۳

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اس کی تخریج فرمائی۔ ت) ایسا ہی تفسیر بیضاوی و تفسیر کبیر و ابوالسعود و تفسیر مدارک میں ہے۔
(دوسری) حدیث لامرت المرأة ان تسجد لزوجها^۱ (اگر سجدہ کسی کے لئے جائز ہو گا تو میں عورت (بیوی) کو حکم دیتا کہ شوہر کے لئے سجدہ کرے۔ ت) کی ہے کیونکہ سجدہ تحیت کی ممانعت کی حدیث متواتر ہے جیسا کہ تفسیر عزیز و فتاویٰ بزاز یہ میں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے: فیہ دلیل علی نسخ الكتاب بالسنة^۲ (اس میں یہ دلیل ہے کہ کتاب اللہ (یعنی کسی آیت قرآنی) کا نسخ حدیث پاک سے جائز اور درست ہے۔ ت)

(سوم) یہ کہ ہم مقلد ہیں ہم پر اللہ صاحب کی تقلید واجب ہے اور تمام فقہاء وائمہ نے سجدہ تحیت و غناور قص کو حرام لکھا ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی ہو گیا ہے اور دیگر دلائل اس پر فریق اقول کے کتب ذیل میں ہیں نظم الدر و مؤلفہ مولانا عبدالحق مہاجر مکی، مکتوب امام ربانی فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم، فتاویٰ قاضی خاں، عالمگیری، کفایہ و عینی شرح ہدیا۔ شامی، اشعۃ الملتعات، ترمذی، عینی شرح بخاری، تفسیر کبیر، جلالین، خازن، بیضاوی، سراج المنیر، کشاف، ابوالسعود، احمدی، تفسیر محی الدین ابن عربی وغیرہا اور فریق ثانی کا یہ دعویٰ ہے کہ تعظیم کے واسطے سجدہ تحیت کرنا اور اس میں گرنا اور جھکنا جائز و مباح ہے بشریکہ نماز کی ہیئت پر نہ ہو اور نہ پیشانی زمین پر لگائے اور باطہارت نہ ہو اور ہر طرح سے جائز ہے بلکہ بشرطیکہ اس میں ہجو مسلم و ہجو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کلمات کفر یا وصف شراب و مزنیہ امر و نہر ہے اور اس میں ترغیب الی العبادۃ اور ایقظا عن الغفلۃ ہو اور سامع صدق دل اور صدق نیت سے سنے اور قوال بھی برعایت شرائط مذکورہ گائے اور اضطراری حالت میں رقص و وجد و تواجد یعنی بہ تکلف اپنے کو وجد میں لانا سچی نیت سے محمود ہے ورنہ مذموم ہے اور غلبہ اضطرار میں تالیاں بجانا بھی جائز ہے جواز سجدہ تحیت میں اس فریق کے یہ دلائل ہیں:

(اول) آیت: "وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا" الخ^۳ (اور یاد کرو جب ہم نے (بطور حکم) فرشتوں سے فرمایا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو ت سب نے (سوائے شیطان) انھیں سجدہ کیا الخ۔ ت)

^۱ جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء في حق الزوج على المرأة المين كمنی دلی ۱/ ۱۳۸، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

^۲ رد المحتار کتاب الحظر و الاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

^۳ القرآن الکریم ۲/ ۳۴

(دوم) الاصل فی الاشیاء الاباحۃ^۱ (تمام اشیاء میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔) بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو)
(سوم) شرائع من قبلنا حجة لنا ما لم یظهر لنا ناسخ فی شرعنا^۲ (ہم سے پہلی شریعتوں ہمارے لئے دلیل جب تک ہماری
شریعت میں ان کا کوئی ناسخ ظاہر نہ ہو۔ ت)

(چہارم) حدیث روایا بن خزیمہ اور ان کا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کرنا اور دیگر دلائل کتب
ذیل ہے: تفسیر کبیر، ابن مسعود، تفسیر بیضاوی، واجہی و حسینی و کشف و مدارک و عنیزی و تفسیر کلانی عبد الکریم گجراتی جس کا
ذکر فتاویٰ عنیزی میں ہے اور عالمگیری قاضی خان، مسلم الثبوت و تنقیح تلویح وغیرہا، میں چونکہ اس میں منصف اور ثالث قرار
دیا گیا تھا لہذا دونوں فریق کے دلائل میں بلار عایت میں نے غور کیا بیشک ملائکہ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور یعقوب علیہ
السلام اور ان کے بیٹوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بقول راجح سجدہ تحیت ہی کیا تھا اس وقت سجدہ تحیت جائز تھا اب منسوخ
ہو گیا اور بجائے سجدہ تحیت کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سلام عطا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو (وہاں) اپنے لوگوں کو
سلامتی کی دعا دیا کرو وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑی
بارکت اور پاکیزہ ہے الخ (یعنی گھر والوں کو سلام کیا
کرو۔ ت)

"فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ
مُبَارَكَةً طَيِّبَةً" الخ^۳

معلوم ہوا کہ اس امت کی تحیت سلام ہے اور اس کی مؤید آیت "وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا"^۴ (جب
تمہیں لفظ دعا سے سلام کیا جائے تو اس سے عمدہ الفاظ سے سلام کرو یا کم از کم وہی الفاظ لوٹا دو۔ ت) بھی ہے اس آیت سے
تحیت کا جواب دینا فرض ہوا پس اگر تحیت سے یہاں سجدہ تحیت مراد ہو تو سامع کو بھی سجدہ تحیت جوابا کرنا فرض ہوگا حالانکہ اس کا
کوئی قائل نہیں اور آیت "وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُتَّخَذُوا الْكَلْبَةَ وَالَّيْلِيْنَ أَرْبَابًا"^۵ الخ (اور وہ تمہیں ہر گز یہ حکم نہ دے گا کہ
فرشتوں اور

^۱ الاشیاء والنظائر الفن الاول القاعدة الثالثة ادارة القرآن کراچی ۸۷/۱

^۲ اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۳۲، مسلم الثبوت الاصل الثاني السنة مسئلة نحن والنبي عليه السلام
متعبدون شرائع من قبلنا مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۷

^۳ القرآن الکریم ۲۴/ ۶۱

^۴ القرآن الکریم ۴/ ۷۶

^۵ القرآن الکریم ۳/ ۸۰

نبیوں کو "رب" بنالواخ۔ ت) کی ذیل میں مفسرین جیسے تفسیر کبیر، تفسیر ابوالسعود، تفسیر کشاف و مدارک وغیرہم لکھتے ہیں کہ یہ آیت سجدہ تحیت کی ممانعت میں نازل ہوئی ہے۔

جیسا کہ عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اس کی تخریج کی، اور ابن جریر اور ابن حاتم نے ابن جریج اور خواجہ حسن بصری سے تخریج کی، فرمایا مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم آپ کو اسی طرح سلام کرتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ ارشاد فرمایا: نہیں، ہاں البتہ اپنے نبی کی عزت و توقیر کرو۔ اور حق کو اس کے اہل کے لئے پہچانو کیونکہ کسی کے لئے یہ زیبا اور لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ماکان لبشر الخ۔ اور عبد بن حمید نے حضرت حسن سے اسی طرح تخریج فرمائی۔ (ت)	كما اخرج عبدالرزاق في تفسيره واخرج ابن جرير وابن ابی حاتم عن ابن جریج و عن الحسن قال بلغني ان رجلا قال يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نسلم عليك كما يسلم بعضنا على بعض افلا نسجد لك قال لا ولكن اكرموا نبیکم واعرفوا الحق لاهله فانه لا ينبغی ان یسجد لاحد من دون الله فانزل الله تعالى ماکان لبشر^۱ الخ واخرج عبد بن حمید عن الحسن مثله۔

علاوہ ازیں تمام کتب احادیث اور کتب فقہ میں اس کی ممانعت بھری پڑی ہے کما لا یخفی علی اهل العلم (جیسا کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ ت) اور غنا و وجد تواجد و رقص و تالیا بجانا گوان میں بعض امور جیسے غنا و وجد بعض صوفیہ نے رکیک اور کمزور دلائل سے جواز ثابت کیا ہے مگر وہ بالکل لاشیء ہے کیونکہ صوفیہ کے اقوال و افعال شریعت و مذہب میں حجت نہیں ہو سکتے ولنعم ما قال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کیا خوب فرمایا۔ ت)

صوفیائے کرام کے وجود کو غنیمت جانئے لیکن ان کا قول اور فعل (کتاب و سنت کے مقابلہ میں) اپنے اندر کوئی قدر و وقعت نہیں رکھتا (لہذا حجت اور دلیل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول فرمائیں۔ ت)	وجود صوفیہ را غنیمت دال و قول و فعل ایشان وقعتى ندارد۔

^۱ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت آیت ۷۹/۳ تم ایہ ان ۴۴/۲، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ۸/۷۱، الکشاف

اور تفسیر احمدی و عوارف وغیرہ میں لکھا ہے کہ جنید رحمہ اللہ تعالیٰ آخر عمر میں غنا سے توبہ کر لی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتا ہے:

"وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ" ¹	اور ان میں سے جس پر تو قابو پاسکتا ہے اسے اپنی آواز کے ذریعے (راہ حق سے) پھسلا دے۔ (ت)

تفسیر احمدی میں ہے:

ذكر في الفتاوى العبادية والعوارف قال مجاهد انها تدل على حرمة التغنى وذلك لان قوله استفزز خطاب لابليس عليه اللعنة ومعناه حرك من استطعت من بني آدم بصوتك وهو صوت التغنى والمزامير ² ۔	فتاویٰ عمادیہ اور عوارف میں ذکر کیا گیا کہ امام مجاہد نے فرمایا: آیہ مذکورہ گانا بجانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "استفزز" ابلیس علیہ اللعنة کو خطاب ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے اولاد آدم میں سے جس پر تو طاقت پائے (اور اس پر تیرا بس چلے) اسے اپنی آواز سے حرکت میں لا، اور وہ گانے اور اس کے ساز کی آواز ہے۔ (ت)

اور تفسیر احمدی میں تحت آیت "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ"³ (اور لوگوں میں کوئی وہ ہے جو کھیل کود کی باتوں کا خریدار اور متلاشی رہتا ہے۔ ت) میں ہے:

انها نزلت في نضر بن الحارث اشتري كتب الاعاجم وكان يحدث بها قريشا وقيل كان يشتري الفتيا المغنيات الخ وانما قلنا تدل على حرمة الغناء لان الله تعالى قد ذم من يشتغل بهو الحديث واعداه بعذاب مهين و	(ملا جیون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) آیہ مذکورہ بالا نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی کہ جس نے اہل عجم کی کتابیں خریدیں اور قریش کو پڑھ کر سناتا وہ بھی کہا گیا کہ وہ گانے والی لونڈیاں خریدا کرتا تھا اور یہ جو ہم نے کہا کہ آیہ مذکورہ گانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت بیان فرمائی جو

¹ القرآن الکریم ۱۷/۶۴

² التفسیرات احمدیہ تحت آیت ۳۱/۶ المطبعة الکریمیة، ج ۱ ص ۲۰۰

³ القرآن الکریم ۳۱/۶

لهو الحديث وان كان ظاهرة عاماً في كل ما يلهمي عما يعني الا انه ذكر في الفتاوى العبادية وكذا في العوارف وغیره ان ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما كانا يحلفان ان انا قد سمعنا عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان المراد به التغني و يوافقه الرواية الثانية من النزول فيكون دليلاً على حرمة¹ اه وقال الطبري واجمع علماء الامصار على كراهة الغناء والمنع منه وانما فارق الجماعة۔	کھیل کی باتوں میں شغل رکھتے ہیں اور انھیں تو بین آمیز عذاب سے ڈرایا، اور کھیل کی باتیں اگرچہ بظاہر عام ہیں جو ہر اس چیز کو شامل ہیں جو انسان کو فائدہ بخش کام سے غافل کردے لیکن فتاویٰ عمادیہ اور اسی طرح "عوارف" وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس سے گانا بجانا مراد ہے اور شان نزول کی دوسری روایت اس کی موافقت کرتی ہے لہذا یہ حرمت غنا پر دلیل ہے اھ۔ اور امام طبری نے فرمایا: تمام شہروں کے علماء کرام کا گانے کی کراہت (نا پسندیدگی) اور ممانعت پر اجماع اور اتفاق ہے۔ (ت)

ابراہیم بن سعد و عبداللہ عنہری جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس عمرو
بن قرۃ آیا اور اس نے غناء فاحشہ کی رخصت چاہی حضرت نے جازت نہ دی علاوہ بریں تمام فقہائے اور صوفیائے کرام نے غنا و
رقص وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔ مضمرات میں ہے:

من اباح الغناء يكون فاسقاً²۔	جو گانے بجانے کو مباح قرار دے تو وہ فاسق ہے۔ (ت)
اور شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف میں فرماتے ہیں:	
سبأ الغناء من الذنوب³ الخ۔	گانا سنا گناہ ہے۔ الخ (ت)

اور چونکہ غنا و رقص وغیرہ خصوصاً اس زمانہ فتنہ و فساد میں جیسا کہ صوفی لوگ مجلس قائم کر کے کرتے ہیں عوام و جہال

¹ التفسيرات احمدیہ تحت آیه ۶/۳۱ المطبعة الکریمہ دہلی ص ۵۹۹۔ ۶۰۰

² فتاویٰ جامع الفوائد بحوالہ المضمرات کتاب الکراہیۃ فصل فی الغناء مکتبہ حقانیہ کوئٹہ ص ۴۲۸

³ عوارف المعارف الباب الثالث والعشرون مطبعة المشهد الحسيني قاهرہ ص ۱۱۴

کے لئے سخت مضرت رساں و گمراہی ہے پھر اگر وجد یا رقص میں ستر عورت کھل جائے تو حاضرین جلسہ بجائے نیکی حاصل کرنے کے گنہگار ہو جائیں گے۔

یہ کل وجوہات بالا کی طرف نظر کر کے میری یہی رائے ہے کہ سجدہ و تحیت و رقص و غنا و وجد و تواجید بالکل حرام و ناجائز ہے۔ پھر جیسا کہ آج کل کے صوفی گندم نما جو فروش جلسوں میں یا چند آدمی مل کر کرتے ہیں بالکل ناجائز ہے اور مرتکب ان امور مذکور کا گنہگار ہے۔ اور جب ان کی حرمت کتاب و سنت و فقہ و اجماع امت سے ثابت ہے تو اس کے مستحل پر کفر کا خوف ہے کیونکہ ابونصر دہلوی قاضی ظہیر الدین خوارزمی سے روایت کرتے ہیں:

من سبع الغناء من المغنی اور ای فعلا من الحرام فحسن ذلك باعتقاد اوبغیر اعتقاد یصیر مرتدا فی الحال بناء علی انه ابطال فلا یكون الشریعة ومن ابطال حکم الشریعة فلا یكون مؤمنا عند کل مجتهد ولا یقبل الله تعالی طاعة واحبط الله کل حسنائه ^۱ الخ کہا فی حاشیة جامع الفوائد۔	جس نے کسی گوتے سے گانا سنایا کوئی حرام فعل دیکھا اور اعتقاد یا بے اعتقاد اس کو اچھا سمجھا (اور اس کی تحسین کی) تو وہ فوراً مرتد ہو جائے گا اس بناء پر کہ اس نے شرعی حکم کو باطل کیا، اور جو شریعت کے حکم کو باطل کر دے وہ کسی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ اس کی کوئی طاعت قبول نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ اس کی ساری نیکیاں ضائع کر دیتا ہے الخ۔ جیسا کہ حاشیہ جامع الفوائد میں مذکور ہے۔ (ت)

بناء علیہ میرے نزدیک فریق اول کا قول نہایت صحیح اور موافق قرآن و حدیث و فقہ مذہب اہلسنت و صوفیائے کرام ہے اور فریق ثانی کا قول قرآن و حدیث و فقہ جمہور صوفیہ کے بالکل خلاف ہے اور غیر صحیح یہ لوگ سخت غلطی اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ان کو ایسے امور کے ارتکاب سے اجتناب و توبہ کرنی چاہئے اور وہ دوسروں کو ایسے فعل ناجائز سے حتی الامکان روکیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

محمد عبدالقادر عفی عنہ مدرس اول مدرسہ منیر سراج گنج ضلع پاپنہ بنگال

الجواب:

بلاشبہ ہماری شریعت مطہرہ میں غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت حرام فرمایا، تمام کتب اس کی تحریم سے مالا مال ہیں۔ شوائع من قبلنا اس وقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرمائے اور منع کے

^۱ حاشیہ فتاویٰ جامع الفوائد کتاب الکراہیة فصل فی الغناء مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ص ۲۲۸

بعد اباحت سابقہ سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ جیسے شراب وغیرہ، اصل اشیاء میں ضرور اباحت ہے مگر بعد ممنوع شرع اباحت نہیں رہ سکتی۔

اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہیں رسول گرامی عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں رسول منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَا أَتَيْتُمُ الرَّسُولَ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" ^۱

ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیشانی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سجدہ کرنا حضور کو سجدہ تحیت نہ تھا بلکہ اللہ عزوجل کو سجدہ عبادت اور پیشانی اقدس اس وقت مسجد تھی یعنی موضع سجود، انھوں نے اسی طرح خواب دیکھا تھا اس کی تصدیق کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ پیشانی انور پر سر رکھ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کر لیں۔ فریق ثانی نے سجدہ تحیت کو جائز کہا ہے جب پیشانی زمین کو لگائیں، بیت نماز پر نہ ہو، پیشانی زمین پر نہ لگے، باطہارت نہ ہو یہ صریح تناقص ہے جب پیشانی زمین کو نہ لگی سجدہ ہی نہ ہوگا اور باطہارت نہ ہونے کی قید عجیب ہے معظمان دینی کو وہ کون سی تعظیم ہے جس میں محدث ہونا شرط ہے شاید مقصود یہ ہو کہ سجدہ نماز کی طرح طہارت اس میں ضروری نجائیں، طرفہ یہ کہ قدمبوسی میں بھی شرط لگائی حالانکہ معظمان دینی کی قدمبوسی بلاشبہ بحال طہارت بھی جائز ہے بلکہ یہی مستحب ہے کہ اس میں تعظیم زائد ہے، فتح القدیر میں فرمایا:

کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسناً ^۲	جس چیز کا ادب اور تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ اچھی ہے۔ (ت)

قدمبوسی سنت سے ثابت اور اس میں احادیث کثیرہ وارد، کمابینا فی فتاونا (جیسا کہ ہم نے اس کو اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ ت) انحناء یعنی جھکنا دو قسم ہے۔ مقصود وسیلہ، اگر خود نفس انحناء سے تعظیم مقصود نہیں بلکہ دوسرے فعل سے جس کا یہ ذریعہ ہے تو اس صورت میں اس کا حکم اس فعل کا حکم ہوگا قدمبوسی جائز بلکہ مسنون ہے تو اس کے لئے جھکنا بھی مباح بلکہ سنت ہے اور غیر خدا کو سجدہ تحیت حرام ہے تو اس کے لئے جھکنا بھی حرام ہے۔ دوسری قسم کہ نفس انحناء سے تعظیم مقصود ہو یہ اگر رکوع تک ہے ناجائز و گناہ ہے اور اس سے کم ہے تو حرج نہیں۔ امام عبد العزیز نابلسی قدس سرہ

^۱ القرآن الکریم ۵۹/۷

^۲ فتح القدیر باب الہدی مسائل منشورۃ مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۱۳۹۲

القدسی حدیقہ ندیہ شرح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

الانحناء البالغ حد الركوع لا يفعل لاحد كالسجود ولا باس بمانقص من حد الركوع لمن يكوم من اهل الاسلام ¹ ۔	رکوع کی حد تک جھکنا کسی کے لئے نہ کیا جائے جیسے سجدہ (یعنی یہ دونوں مخلوق کے لئے روا نہیں) اور اگر رکوع کی حد سے کم جھکاؤ ہو تو پھر معزز اہل اسلام کے لئے ایسا کرنے کا کچھ حرج نہیں (ت)

وجد کو حرام کہنا عجیب بات ہے وہ حالت اضطراری ہے جس پر حکم ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ تحریم نہ کہ بالاجماع نہ کہ تحلیل پر خوف کفر، یہ احکام اصلاً درجہ صحت نہیں رکھتے۔ واللہ یقول الحق ویهدی السبیل (اللہ تعالیٰ حق بیان فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ت) یوہیں تصفیق اگر اضطراری جیسا کہ فریق ثانی نے ایک بار مطلق کہہ کے دوبارہ اس کو مقید کیا تو بلاشبہ اسے بھی زیر حکم لانا جائز و حرام ٹھہرانا اسی طرح باطل ہے کہ مورد احکام افعال اختیار یہ ہیں نہ کہ اضطراریہ، ہاں اگر بالا اختیار نہ ہو تو ضرور مکروہ ہے کہ نساء و فساق سے مشابہت ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

التسبیح للرجال والتصفیق للنساء ² ۔	مرد "سبحان اللہ" کہیں اور عورتیں تالی بجائیں (امام کو نماز میں آگاہ کرنے کے لئے)۔ (ت)

حضرت سیدنا محبوب الہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس مبارک سماع کے حاضرین کو فرماتے کہ:

کف دست بر پشت دست زنند، کف دست بر کف دست نہ زنند کہ مشابہہ لہو نگر دو ³ ۔	ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں لہذا ہتھیلی کو ہتھیلی پر نہ ماریں تاکہ کھیل کے مشابہ نہ ہو۔ (ت)

رقص میں بھی دو صورتیں ہیں اگر بیخودانہ ہے تو سلطانگیر و خراج از خراب (اس لئے کہ بادشاہ کسی غیر آباد اور ویران زمین میں کسی سے ٹیکس نہیں لیتا۔ ت) وہ کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا، اور اگر بالا اختیار ہے تو

¹ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ المبحث الاول المکتب النوریۃ الرضویہ ۱/ ۷۴

² صحیح البخاری کتاب التہجد باب التصفیق للنساء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۰، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تسبیح الرجل

و تصفیق المرأة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۰

³ فوائد الفوائد

پھر اس کی دو صورتیں ہیں اگر تشنی و تکسر کے ساتھ ہے تو بلاشبہ ناجائز ہے۔ تکسر لچکا تشنی تو ڈایہ رقص فواحش میں ہوتے ہیں اور ان سے تشبہ حرام۔ اور اگر ان سے خالی ہے تو اہل بیعت کو مجلس عالم و محضر عوام میں اس سے احتراز ہی چاہئے، کہ ان کی نگاہوں میں ہلکا ہونے کا باعث ہے۔ اور اگر جلسہ خاص صالحین و سائلین کا ہو تو داخل تواجب ہے۔ تواجب یعنی اہل وجد کی صورت بننا، اگر معاذ اللہ بطور ریاء ہے تو اس کی حرمت میں شبہ نہیں کہ ریاء کے لئے تو نماز بھی حرام ہے۔ اور اگر نیت صالحہ ہے تو ہر گز کوئی وجہ ممانعت نہیں، یہاں نیت صالحہ دو ہو سکتی ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحاء کرام۔

ان لم تکنوا مثلہم فتشبهوا ان التشبہ بالکرام فلاح

(اگر تم ان کی مثل نہیں ہو تو پھر ان سے مشابہت اختیار کرو کیونکہ شرفاء اور معزز لوگوں سے تشبہ کا میابی کا ذریعہ ہے۔ ت) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من تشبہ بقوم فهو منهم ¹	جو کسی قوم سے تشبہ کرے گا وہ انہیں میں سے ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

ان لم تبکوا فتبأکوا ²	روانہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

دوسری نیت طالبان راہ کے لئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہو جائے نیت صادقہ کے ساتھ تکلف بنا بھی رفتہ رفتہ حصول حقیقت کی طرف منجر ہو جاتا ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احياء العلوم میں فرماتے ہیں:

التواجد المتکلف فممنه مذموم یقصد به الرياء ومنه محمود وهو التوسل الى استدعاء الاحوال الشریفة و اکتسابها واجتلابها بالحيلة فان للکسب مدخلا في جلب الاحوال الشریفة ولذلك	تکلف سے "وجد" طلب طاری کرنا اسکی ایک قسم ہے تو مذموم ہے کہ جس میں دکھاوے (ریاء) کا ارادہ کیا جائے اور اس کی ایک قسم محمود (اچھی) ہے کہ جس کو شریفانہ حالات کے چاہنے ان کے اکتساب اور حصول کا حیلہ سازی سے ذریعہ بنایا جائے کیونکہ انسانی کسب کو شریفانہ حالات کے حصول میں ایک

¹ سنن ابن داؤد کتاب اللباس باب فی لیس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/۲۰۰۳

² سنن ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوات باب فی حسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۶

امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یحضرہ البکاء فی قراءۃ القرآن ان یتبکی ویتحازن ^۱ ۔	طرح دخل ہوتا ہے اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلاوت قرآن کے وقت جس شخص کو رونانہ آئے اسے حکم دیا کہ وہ رونے اور غمگین ہونے کی صورت بنائے۔ (ت)

سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ، القدسی ندیہ میں فرماتے ہیں:

لا شک ان التواجد وهو تکلف الوجد و اظہارہ من غیر ان یکون له وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب شرعاً قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فهو منهم ^۲ ۔	اس میں کوئی شک نہیں کہ "تواجد" بناوٹ اور تکلف سے وجد لانا اور اس کا اظہار کرنا ہے بغیر اس کے کہ اسے حقیقی طور پر حالت وجد ہو، پس اس میں جو حقیقۃً اہل وجد ہیں ان سے تشبہ ہے۔ اور یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے (کیا تمہیں معلوم نہیں کہ) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ (ت)

فتاویٰ علامہ خیر ملی استاذ صاحب درمختار علیہما رحمۃ الغفار میں ہے:

اما الرقص ففيه للفقهاء كلام منهم من منعه ومنهم من لم يمنع حيث وجد لذة الشهوة وغلب عليه الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی طالب لما قال له عليه الصلوٰۃ والسلام اشبهت خلقي و خلقي في لفظ جعفر اشبه الناس بي خلقاً و خلقاً فحجل اى مشى على رجل واحدة	رہا رقص (ناچ) تو اس میں فقہائے کرام کا کلام (اختلاف) ہے پس بعض ائمہ نے تو اس سے منع فرمایا لیکن بعض نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ جہاں شہوۃ کی لذت پائے اور اس پر وجہ غالب ہو تو (جائز ہے) اور انھوں نے اس واقعہ سے استدلال کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت بن ابی طالب سے ارشاد فرمایا: تم صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ آئیں ہیں: جعفر

^۱ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد الباب الثانی المقام الثانی المشہد الحسینی قاہرہ ۲/ ۹۶-۲۹۵

^۲ الحدیقہ الندیہ شرح الطریقہ المحمدیہ الصنف التاسع تتبہ الاصناف التسعة المکتبہ نوریہ رضویہ ۲/ ۵۲۵

سب لوگوں سے صورت و سیرت میں میرے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہے (یہ سن کر) حضرت جعفر ایک پاؤں پر چلے یعنی رقص کیا۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت جعفر اس خطاب کی لذت اور سرور سے ناچنے لگے، اس کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے رقص کرنے پر انکار نہیں فرمایا۔ پس اس کو صوفیائے کرام نے رقص کرنے کے جواز پر دلیل ٹھہرایا گیا ہے جبکہ مجالس ذکر اور سماع میں صوفیائے کرام وجد کی لذت محسوس کریں۔ فتاویٰ تارخانیہ میں کچھ ایسا کلام ہے جو اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے ان مغلوب الحال لوگوں کے لئے کہ جن کی حرکات رعشہ والے مریض کی حرکات جیسی ہوں (رعشہ ایک مرض ہے جس میں غیر اختیاری طور پر ہاتھ کانپتے رہتے ہیں) چنانچہ علامہ یعنی اور برہان الدین ابناسی نے یہی فتویٰ دیا ہے اور بعض حنفی اور مالکی ائمہ کرام نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ یہ سب کچھ جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنے والوں کی نیت خالص ہو اور حالت وجد میں سچے ہوں اور قیام و حرکت شدت حیرت اور وارفتگی کی وجہ سے مغلوب ہوں (اور نیم دیوانہ ہو) اور حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی چیز ارادے اور مقصد کے اعتبار سے کبھی حلال اور کبھی حرام سے متصف ہو سکتی ہے اور جو کچھ (اس باب میں) اہل علم نے ارشاد فرمایا اس سب کی تقریر باعث طول کلام ہے۔ (ت)	وفي رواية رقص من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه صلى الله تعالى عليه وسلم رقصه وجعل ذلك اصلا لجواز رقص الصوفية عند ما يجدونه من لذة المواجه في مجالس الذكر والسماع وفي التتارخانية ما يدل على جواز للمغلوب الذي حرکاته كحرکات المرتعش وبهذا افق البلقيني وبرهان الدين الاناسي وبمثله اجاب بعض ائمة الحنفية والمالكية وكل ذلك اذا خصلت النية وكانوا صادقين في الوجد مغلوبين في القيام والحركة عند شدة الهام والشیء قد يتصف تارة بالحلال وتارة بالحرام باختلاف القصد والبرام وبتقرير جميع ما قالوه يطول الكلام¹۔

نہایہ ابن اثیرہ مجمع البحار میں ہے:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید سے ارشاد فرمایا: تم ہمارے "مولیٰ" ہو۔	قال صلى الله تعالى عليه وسلم لزيد انت مولينا فحجل

¹ فتاویٰ خیریہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دار المعرفۃ بیروت ۱۸۲/۲

الحجل ان يرفع رجلا ويقفز على الاخرى من الفرح زادف النهاية وقد يكون بالرجلين الا انه قفز ¹ ۔	تو حضرت زید خوشی اور مسرت، سے ناپنے لگے اس طور پر کہ ایک پاؤں اٹھاتے اور دوسرے پا ناپتے اور نہایہ (ابن اشیر) میں اتنا زیادہ ہے کبھی یہ دو پاؤں سے ہوتا ہے مگر یہ وہ کودے۔ (ت)

چلانا بھی اگر بے اختیاری سے ہو تو مثل وجد کسی طرح زید حکم نہیں آسکتا، اور اگر ریاسے ہے تو نماز بھی حرام ہے۔ اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم کو تکلیف یا نمازی یا ذکر یا مشغول علم کی تشویش ہو تو ممنوع ہے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے وقت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر تمام مفاسد سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی منہات شفاء العلیل میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین علامہ ابن کمال وزیر کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں :-

مافی التواجدان حقت من حرج ولا التمايل ان اخلصت من بأس فقتت تسعي على رجل وحق لمن دعا ولاه ان يسعي على الرأس الرخصة فيبدأ ذكر من الاوضاع عند الذكر والسماع للعارفين الصارفين اوفاتهم الى احسن الاعمال السالكين المالكين لضبط انفسهم عن قبائح الاحوال فهم لا يستمعون الا من الله ولا يشتاؤون الله ان ذكره نأحووا وان وجدوه صأحو اذا وجد عليهم الوجد فمنهم من طرقته طوارق الهيبة	وجد کی صورت اختیار کرنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ محقق اور ثابت ہو جائے، جھومنے اور لڑکھڑانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ خالص ہو، اگر تو ایک پاؤں پر دوڑے اور ناچ کرے تو یہ اس کے لئے حق ہے کہ جس کو اپنا مولیٰ بلائے کہ وہ اپنے سر کے بل دوڑ لگائے۔ اور جن اوضاع (انواع اقسام) میں یہ ذکر کیا گیا کہ ذکر اور سماع کے وقت ان کی اجازت (رخصت) سے وہ ان خدا شناس لوگوں کے لئے ہے جو اپنے اوقات کو اچھے کاموں میں صرف کرتے ہیں اور راہ خداوندی پر چلنے والے ہیں مذموم حالات سے اپنے نفس کو قابو رکھنے کی دسترس رکھتے ہیں (یعنی بری حرکات سے انھیں روک سکتے ہیں) پھر وہ

¹ النهاية لابن لاثير باب الحاء مع الجيم تحت لفظ "حجل" المكتبة الاسلامية ۱/ ۳۴۶

فخر و ذاب ومنهم برقت له بوارق اللطف فتحرك وطاب هذا ماعن لي في الجواب¹ والله تعالى اعلم بالصواب۔	اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں سنتے، اور وہ صرف اس کا اشتیاق رکھتے ہیں اگر اس کا ذکر کریں تو یہ آہ وزاری کرتے ہیں اور اگر اسے پائیں تو چٹخیں چلائیں جبکہ ان پر وجد طاری ہو جائے پھر ان میں کوئی وہ ہے کہ جس کو مصائب ہیبت دستک دیں تو وہ گر کر پکھل جائے، اور کوئی وہ ہے کہ جس کے لیے لطف و کرم کی بجلیاں چمکیں تو وہ متحرک ہو کر خوش و خرم ہو جائے اس جواب میں مجھ پر یہی کچھ ظاہر ہوا، اور راہ صواب کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (ت)

غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو مثلاً مزامیر کو حرام ہیں یا عورت کا گانا کہ باعث ہیجان فتنہ ہے یونہی محل فتنہ ار مرد کا گانا، یا جو کچھ گایا جائے اس کا امور مخالف شرع پر مشتمل ہونا یا ایسے امور پر خیالات کا سدہ و شہوات فاسدہ کے باعث ہوں خصوصاً مجمع عوام میں بلاشبہ ممنوع ہے اور تمام مفاسد سے خالی ہو تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں کماحقہ فتنہ فی اجل التحبیر (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ اجل التحبیر میں اس کی تحقیق کر دی۔ ت)

غنا کا غالب اطلاق انھیں میجات شہوات باطلہ پر آتا ہے کما نبہ علیہ فی ارشاد الساری (جیسا کہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس پر آگاہ کیا گیا ہے۔ ت) احادیث و اقوال مذمت اسی پر محمول ہیں ورنہ اذکار حسنہ اصوات حسنہ والحانات حسنہ سننے کی کوئی مناعت نہیں بلکہ اس میں احادیث وارد، اور اب وہ لہو نہیں نہ وہ شیطانی آواز ہے تو آئیہ کریمہ

"وَاسْتَفْرِزْ مَنْ اسْتَطَعَتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ"² (اس میں سے جس پر تو قابو پائے) اور تیرا بس چلے) انھیں اپنی آواز سے پھسلا دے۔ ت) اس پر صادق نہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آخر عمر شریف سماع سننا ترک فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اب کوئی گانے ولا اہل نہ ملتا تھا۔ عوارف شریف میں ہے:

قیل ان الجنید ترک السماع فقیل له کنت تستمع فقال مع من قیل له تسمع لنفسک فقال ممن لانهم کانوا لا یسمعون الا من اهل	کہا گیا کہ حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) نے سماع چھوڑ دیا تھا ان سے عرض کی گئی آپ سماع پر کار بند تھے (پھر کیوں ترک کر دیا؟) آپ نے ارشاد فرمایا: کن لوگوں کے ساتھ ہو کر سنتا

¹ رسائل ابن عابدین رسالہ شفاء العلیل و بل الغلیل الخ سہیل اکیدی لاہور ۱۴۲

² القرآن الکریم ۶۴/۱۷

مع اهل فلما فقد الاخوان ترك ¹ ۔	تھا (مراد یہ کہ وہ اہل تھے) پھر ان سے کہا گیا اپنی ذات کے لئے سنا کریں۔ فرمایا: کس سے سنوں، کیونکہ وہ سماع صرف اہل اسے اور اہل کی معیت میں ہو کر سنا کرتے تھے، پھر جب ایسے احباب نایاب اور ناپید ہو گئے تو سماع چھوڑ دیا۔ (ت)

حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہ، نے عوارف شریف میں پہلے ایک باب قبول و پسند سماع میں تحریر فرمایا اور اس میں بہت احادیث وارشادات ذکر فرمائے۔ اور فرمایا:

وقد ذكر الشيخ ابو طالب المكي رحمه الله تعالى ما يدل على تجويزه ونقل عن كثير من السلف صحابي وتابعي وغيرهم وقول الشيخ ابي طالب المكي يعتبر لو فور علمه وكمال حاله وعلمه بأحوال السلف ومكان ورعه وتقواه وتحرير الاصواب والاول وقال في السماع حلال وحرام وشبه فمن سبعة بنفس مشاهدة شهوة وهوى فهو حرام ومن سبعة بمعقوله على صفة مباح من جارية او زوجة كان شبهة لدخول اللهو فيه ومن سبعة بقلب يشاهد معاني تدل على الدليل ويشده طرقات الجليل فهو مباح وهذا قول الشيخ ابي الطالب المكي وهو الصحيح ² ۔	بیشک شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ ایسے دلائل و شواہد بیان فرمائے جو سماع کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور بہت سے اسلاف، صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ان کے علاوہ دوسرے اکابرین سے نقل فرمایا، اور شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ کا قول معتبر اور مستند ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ کثیر علم سے معمور ہیں، حال میں صاحب کمال ہیں۔ اور اسلاف کے حلات کو بخوبی جانتے ہیں۔ اور تقویٰ و دور رس میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ اور زیادہ صواب اور زیادہ بہتر امور میں گہری سوچ اور فکر کا مل رکھتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: سماع میں حلال، حرام اور شبہ کی اقسام ہیں، لہذا جس نے نفس مشاہدہ شہوت اور خواہش کے پیش نظر سماع سنا تو یہ حرام ہے۔ اور جس نے معقولیت کے پیش نظر مباح طریقے سے لوٹدی یا اہلیہ سے استفادہ سماع کیا تو اس صورت میں شبہ پیدا ہو گیا کیونکہ اس میں کھیل داخل ہو گیا۔ اور جس شخص نے ایسے نفیس دل کے ساتھ سماع سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ کر رہا تھا جو دلیل کی راہنمائی کرتے ہیں۔

¹ عوارف المعارف الباب الثالث والعشرون مطبعة المشهد الحسيني قاہرہ ص ۱۱۴

² عوارف المعارف الباب الثاني والعشرون مطبعة المشهد الحسيني قاہرہ ص ۱۰۹

اور اس کے لئے رب جلیل کے راستے گواہ ہوں۔ لہذا یہ سماع مباح ہے۔ شیخ ابوطالب مکی کا یہ ارشاد ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ت)
تو وہ کیونکر مطلقاً غنا کو ذنوب سے شمار فرما سکتے ہیں اس کے بعد انھوں نے دوسرا باب انکار سماع میں وضع فرمایا اور یہاں اس
سماع پر کلام فرمایا شہوات نفسانیہ پر مشتمل اس میں یہ قول تحریر فرمایا ہے عبارت ملخصاً یہ ہے:

وقد ذكر ناوجه صحة السماع وما يليق منه باهل
الصدق وحيث كثرت الفتنة وزالت العصمة وتصدى
للحرص عليه اقوام فسدت احوالهم واكثر الاجماع
للسماع وربما يتخذ للاجتماع طعام تطلب النفوس
الاجتماع لذلك لا رغبة للقلوب في السماع كما كان من
سير الصادقين فيصير السماع معلولا تركن اليه
النفوس للشهوات واستحلاء لبواطن اللهو والغفلات
وتكون الرغبة في الاجتماع طلباً لتناول الشهوة و
استرواحاً لاولى الطرب واللهو والعشيرة ولا يخفى ان
هذا الاجتماع مردود عند اهل الصدق الى ان قال و
سماع الغنا من الذنوب¹۔

بلاشبہ صحت سماع کی وجہ ہم نے بیان کر دی اور وہ کوائف
بھی ذکر فرمائے جو ارباب صدق و صفا کے لائق اور موزوں
ہیں، جہاں فتنہ بکثرت پھیل جائے عصمت زائل اور ختم ہو
جائے اور کچھ لوگ بر بنائے حرص اس کے درپے ہوں جن
کے حالات بگڑے ہوئے اور خراب ہوں اور وہ سماع کے لئے
زیادہ تر اجتماعات کا پروگرام بنائیں اور کبھی اجتماع کو بارونق اور
موثر بنانے کے لئے دکھانے کا اہتمام کیا جائے کہ لوگ صرف
کھانے کے شوق میں ایسے اجتماع کو تلاش کریں اس لئے نہیں
کہ دلوں کو سماع کی طرف رغبت اور چاہت ہے کہ جیسے سچے
عاشقوں کی سیرت ہوا کرتی ہے۔ لہذا سماع (اصل غرض و
غایت کا) بظاہر سبب بن گیا کہ نفوس اس کی طرف طلب
شہوات کے لئے مائل ہو گئے اور اس لئے کہ انھیں مقامات
لہو (کھیل و تفریح) اور انواع غفلت کی مٹھاس دستیاب ہو
جائے۔ لہذا مجالس سماع کی طرف رغبت محض طلب شہرت کے
لئے ہو گی۔ اور اس لئے کہ عیش و عشرت اور کھیل تماشوں میں
دلچسپی رکھنے والوں کو حسب منشاء آرام و راحت حاصل ہو جائے اور
یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ایسا اجتماع اہل صدق کے نزدیک مردود ہے
یہاں تک کہ یہ فرمایا کہ گانا سننا گناہوں میں شمار ہے۔ (ت)

¹ عوارف المعارف الباب الثالث والعشرون مطبعة المشهد الحسيني قاہرہ ص ۱۱۴

صوفیہ کرام کی نسبت یہ کہنا کہ ان کا قول و فعل معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں رکھتا بہت سخت بات ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ" ^۱	جو میری جھکے ان کی راہ کی پیروی کر۔

صوفیہ کرام سے زیادہ اللہ کی طرف جھکنے والا کون ہوگا، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

انما يتمسك بأفعال اهل الدين ^۲	دینداروں کے افعال سے سند لائی جاتی ہے۔

صوفیہ کرام سے بڑھ کر اور کون دیندار ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ، کی عارف سے سند لائی جائز نہ ہونا چاہئے کہ وہ بھی صوفی تھے یونہی حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترک سے جس کا قول و فعل حجت نہیں اس کا ترک کیا حجت ہو سکتا ہے کہ ترک بھی فعل ہی ٹھہر کر قابل تمسک ہوتا ہے نہ کہ بمعنی عدم کہ نہ متعدد و نہ اس میں اتباع منقول کما نص علیہ فی غمز العیون والبصائر (جیسا کہ غمز العیون والبصائر میں اس پر نص ہے۔ ت) اور شاہ ولی اللہ صاحب کب اپنے آپ کو صوفیہ سے خارج کر سکتے ہیں تو ان کا قول و فعل سب سے بڑھ کر بے وقعت ہونا چاہئے محل ادب میں ایسا رسالہ لسان خصوصاً پیش عوام غنا کے مفاسد سے سخت تر مفسدہ ہے اس کا جواز تو مختلف فیہ ہے اس کا عدم جواز متفق علیہ ہے بالجملہ فریق ثانی کے اکثر احکام صحیح ہیں اس کی بڑی فاحش غلطی سجدہ تحیت کی تحلیل ہے صحیح یہی ہے کہ سجدہ تحیت حرام ہے یہی مسئلہ ان سب میں بڑا ہے عند التحقیق یہ بھی اس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشہ کفر ہو۔

کیف وقد به سلطان الاولیاء سیدنا نظام الحق و الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واستدل بانہ کان واجبا للامر ثم نسخ الوجوب فبقى الندب۔	یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ سلطان الاولیاء سیدنا نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں فرمایا اور اس بات پر استدلال کیا کہ سجدہ صیغہ امر کی وجہ سے پہلے واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہو گیا تو استحباب باقی رہ گیا۔ (ت)

اسی تحریم میں ہماری سند تصریح فقہائے کرام ہے اور اسی قدر ہمیں بس ہے ہم مقلد ہیں دلیل مجتہد کے پاس ہے آیات سے اس پر استدلال کسی طرح تام نہیں، کریمہ "وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ"^۳۔ (جب تمہیں سلام

^۱ القرآن الکریم ۱۵/۳۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۵۲

^۳ القرآن الکریم ۸۶/۴

کیا جائے۔) میں سلام مراد ہے نہ کہ ہر تحیت تحیتیں کثیر ہیں۔ سلام، مصافحہ، معافقہ، قلیل انحاء دست بوسی، قدمبوسی، قیام، انحناء حرکوع، سجدہ تحیت سلام سے سجود تک سب تحیت ہی ہیں اور اخیرین کے سوا سب جائز بلکہ انحناء کے سوا سب حدیث و سنت سے ثابت ہے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر بیٹا چومے تو باپ پر بھی فرض ہے کہ اس کے قدم چومے کیونکہ اس نے تحیت کا معاوضہ فرض ہے یہ محض باطل ہے۔ ولہذا کتابوں میں وجوب جواب صرف سلام کے لئے فرمایا ہے۔ کریمہ "أَيُّكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ" ^۱ (کیا وہ تمہیں کفر کرنے کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔) خود شاہد عدل ہے کہ وہ دربارہ سجدہ عبادت ہے سجدہ تحیت کو کون کفر کہہ سکتا ہے کفر ہوتا تو اگلی شریعتوں میں کیونکر جائز ہو سکتا کیا کوئی شریعت جواز کفر بھی لاسکتی ہے کفر ہوتا تو رب عزوجل ملائکہ کو اس کا حکم کیونکہ فرماتا کیا رب عزوجل کبھی کفر کا بھی حکم فرماتا ہے تو سجدہ تحیت قطعاً کفر نہیں اور یہ آیت فرما رہی کہ اس چیز کا ذکر ہے جو قطعاً کفر ہے تو اگر دربارہ سجود نازل ہے تو یقیناً دربارہ سجدہ عبادت ہی نازل ہے۔ کبیرہ وابوالسعود و کشاف و مدارک جن کا حوالہ دیا گیا ان میں کہیں اس کی تصریح نہیں کہہ یہ سجدہ تحیت کے بارے میں اتری۔ یہاں تفسیر ماثور دو ^۲ ہیں:

ایک امام ائمہ المفسرین ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جسے ابن ابی حاتم وابن جریر وابن المنذر اور بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا کہ ابو رافع قرظی یہودی اور سسی رئیس نصرانی نجراتی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم حضور کی عبادت کریں جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو پوجا، فرمایا معاذ اللہ غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی، نہ مجھے اس کا حکم ہو نہ میں اس لئے بھیجا گیا ^۲ او کہا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔) (ت)

دوسری ^۲ تفسیر کہ حسن بصری سے مرسل ہے وقد قال المحدثون ان مراسيل الحسن عندهم شبه الريح (جبکہ محدثین حضرات نے ارشاد فرمایا حضرت حسن کی مرسل حدیثیں ان کے نزدیک ہوا کے مشابہ ہیں یعنی درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔) ایک شخص نے عرض کی ہم حضور کو ایسے ہی سلام کرتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں۔ اس پر انکار فرمایا اور یہ آیت ^۳ اتری۔ تفسیر اول کہ ہر طرح اصح و اقویٰ ہے اس پر تو مطلع صاف ہے یہودی و نصرانی نے عبادت ہی کو پوچھا تھا جس پر یہ جواب ارشاد ہوا اور اسی تفسیر پر رب عزوجل کاروئے سخن اپنے مسلمان بندوں کی طرف

^۱ القرآن الکریم ۸۰/۳

^۲ الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل تحت آیت ۸۰/۳ ۲۱/۲

^۳ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حبیب عن الحسن مکتبہ آیت اللہ الاعظمیٰ قم ایران ۲/۶۲ و ۷۷

رکھنا خبیث سائلوں کی تفسیر اور ان کے حال کی تفسیح ہے کہ یہ حمیر قابل جواب نہیں، اے میرے مسلمان بندو! تم خیال کرو کہ یہ اگر ایسا چاہتے تو تم سے فرماتے کہ تم اپنے غلامان فرمانبردار، پھر کیا ایسا ہو سکتا تھا کہ تمہیں اسلام کے بعد کفر کا حکم دیتے، معاذ اللہ، اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بوجہ خطاب یہ گمان کہ سائل مسلمان تھے جیسا کہ اس معتزلی کی کشاف میں گزرا اور بعض بعد والوں نے اتباع کیا باطل ہے۔ اور اس کی تفسیر صحیح کے خلاف جو سلطان المفسرین صحابی وابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی، دوم مرسل موقوف اگر ثابت ہو جائے تو اس میں رجلا ہے یعنی ایک شخص نے عرض کی، ضرر یہ کوئی اعرابی بادیہ نشیں کفر کا حکم دیں گے اور ایسے بعض اشخاص سے ایسے سوال کا اصدور مستبعد نہیں بلکہ ہونا ہی چاہئے تھا۔ رب عزوجل فرماتا ہے: "لَتَكُونَنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ" ^۱ (ضرور تم زینہ بہ زینہ (بتدریج) چڑھتے جاؤ گے۔) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگلوں میں کوئی ایسا ہو گزرا ہو جس نے علانیہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو تو ضرور تم میں بھی کوئی ایسا ہوگا "لَتَكُونَنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ" ^۲ (سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے متعدد اصحاب نے سوال کیا "يُؤَسَّىٰ اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمُ الْاِهَةُ" ^۳ (اے موسیٰ! ہمیں بھی ایک خدا بنادے جیسے ان کے بہت سے خدا ہیں فرمایا بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ" ^۴ بلکہ تم نے جاہل ہو۔ تو یہاں بھی اگر کسی بادیہ نشین نو مسلم جاہل نادان نے اپنی نادانی سے ایسی درخواست کی کیا بعید ہے اور اسی قرب عہد کے سبب ہدایت فرمادی گئی تکفیر نہ ہوئی جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تَجْهَلُونَ (تم نے نادان لوگ ہو۔) فرمایا نہ کہ تکفرون (تم کفر کر رہے ہو۔) جس طرح ایک جوان حاضر خدمت اقدس ہوا اور آکر بے دھڑک عرض کی یا رسول اللہ! میرے لئے زنا حلال کر دیجئے۔ نبی سے براہ راست یہ درخواست کس حد کس حد تک پہنچتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو قتل کرنا چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اسے قریب بلایا یہاں تک کہ اس کے زانو زانو اقدس سے مل گئے پھر فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری بہن سے؟

^۱ القرآن الکریم ۱۹/۸۴

^۲ القرآن الکریم ۱۹/۸۴

^۳ القرآن الکریم ۱۳۸/۷

^۴ القرآن الکریم ۵۵/۲

عرض کی: نہ فرمایا: تیر بیٹی سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری پھوپھی سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو جس سے زنا کرے گا وہ بھی تو کسی کی ماں بہن بیٹی پھوپھی خالہ ہوگی، جب اپنے لئے پسند نہیں کرتا اوروں کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ پھر دست اقدس اس کے سینہ پر ملا اور دعا کی: الہی! اس کے دل سے زنا کی محبت نکال دے۔ وہ صاحب فرماتے ہیں اس وقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز مجھے دشمن نہ تھی۔ پھر صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا میری تمھاری مثل ایسی ہے جیسے کسی کا ناقہ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اسے کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم رہنے دو تمہیں اس کی ترکیب نہیں آتی پھر گھاس کا ایک مٹھا ہاتھ میں لیا اور اسے دکھایا اور چکارتا ہوا اس کے پاس گیا یہاں تک کہ بٹھا کر اس پر سوار ہو گیا۔ او کہا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۹: از قادر گنج ضلع بیر بھوم ملک بنگالہ مرسلہ سید ظہور الحسنی قادری رزاقی ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کسی شیعی متبرک کو تعظیماً چومنے یا تعظیماً اپنے پیر و مرشد اور استاد والدین اور پیر زادہ اور سادات کرام اور علمائے عظام کے ہاتھ اور پاؤں چومنے اور ان لوگوں کو دیکھ کر تعظیماً اٹھنے سے کفر و شرک لازم آتا ہے یا یہ امر جائز و مستحسن ہے اور احادیث شریفہ و فقہ سے ثابت ہے یا نہیں یا یہ کہ لوگوں نے ان کو بدعت مثل اور بدرسموں کے ایجاد کیا ہے؟

الجواب:

اشیاء معظمہ کو تعظیماً بوسہ دینا جائز ہے جبکہ کسی حرج شرعی پر مشتمل نہ ہو۔

وقد ثبت عن ابی ایوب الانصاری کما فی مسند الامام احمد وعن عبد اللہ بن عمر کما فی الشفاء للامام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	چنانچہ حضرت ابوالیوب انصاری سے یہ ثابت ہے جیسا کہ مسند امام احمد میں مذکور ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے جیسا کہ "الشفاء" قاضی عیاض میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ (ت)

اور معظمان دینی کے ہاتھ پاؤں چومنا بھی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے یونہی انھیں دیکھ کر قیام مگر ہاتھ باندھے

کھڑے رہنا نہ چاہئے اور اگر کوئی معظم اس کی خواہش کرے اس کی یہ خواہش حرام ہے۔ حدیث میں ہے:

من سرہ ان یتمثل له الرجال قیاماً فلیتبعوا مقعده من النار ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جو کوئی اس بات سے خوش اور عسرور ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے رہیں تو اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۹۰: از ڈاکخانہ راموچکھاء کول ضلع چٹگانگ مدرسہ عزیزہ مرسلہ مفیض الرحمن صاحب
قرآن مجید کو بعد تلاوت ماتھے پر رکھنا بہ نیت تعظیم کیسا ہے؟

الجواب:

مصنف شریف کو تعظیماً سر اور آنکھوں اور سینے سے لگانا اور بوسہ دینا جائز و مستحب ہے کہ وہ اعظم شعائر سے ہے اور تعظیم شعائر
تقویٰ القلوب سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۱: از کوٹلی لوہار ان مغربی ضلع سیالکوٹ مرسلہ ابو الیاس محمد امام الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کے ساتھ السلام علیکم کا کیا حکم ہے کہنا چاہئے یا نہ؟ اگر کہنا چاہئے تو
بوڑھی جوان کافرق ہے یا نہیں؟ اور اپنے بیگانے کی تمیز ہوگی یا نہیں؟ اور عورتیں آپس میں کن الفاظ سے سلام کیا کریں اور مرد
عورتوں سے کن الفاظ سے کہا کریں؟

الجواب:

محارم و ازواج پر سلام مطلقاً ہے اور اجنبیات میں جوانوں کو سلام نہ کیا جائے بوڑھیوں کو کیا جائے بلکہ جو انہیں اگر سلام نہ کریں تو
جواب دل میں دیا جائے انھیں نہ سنائے حالانکہ جواب دینا واجب ہے اور لفظ سلام کا مرد و عورت کا باہم اور ایک دوسرے کے
ساتھ مطلقاً السلام علیکم ہے اور سلام بھی کافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۲: از رام پور مسئلہ محمد سعید

بعد نماز فجر اور عصر مصلحین باہم مصافحہ بالخصوص اور ضروری جان کر کرنا عند الحنفیہ سنت ہے یا مستحب یا مکروہ؟

^۱ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی کراہیۃ قیام الرجل للرجل امین کبیری دہلی ۱۰۰/۲

الجواب:

فجر وعصر کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ اصل میں سنت ہے اور تخصیص مباح، کما ذکرہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی فی شرح الموطا والامام النووی فی الاذکار وغیرہما (جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے شرح موطا میں اور امام نووی نے اذکار میں اور ان دو کے علاوہ باقیوں نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے۔ ت) اور ضروری عرفی جاننے میں حرج نہیں اور ضروری شرعی خود نفس مصافحہ بھی نہیں حالانکہ سنت ہے نہ اسے کوئی غرض وہ واجب شرعی کہتا ہے، نسیم الریاض میں ہے:

الاصح انها بدعة مباحة ¹	زیادہ صحیح یہ ہے کہ مصافحہ کرنا ایک جائز بدعت ہے۔ (ت)

تمام تفصیل ہمارے رسالہ وشاح الجید فـ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۳: از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی رمضان علی صاحب بنگالی ۱۵ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ ایک مسجد میں سنتیں پڑھ رہے ہیں کچھ لوگ تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں اور کچھ تلاوت کلام اللہ شریف کر رہے ہیں اور کچھ لوگ یونہی بیٹھے ہوئے ہیں تو ایسی حالت میں انہیں سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر کچھ لوگ خالی بیٹھے ہوں ان کو سلام کر سکتا ہے اور جو لوگ نماز یا تلاوت یا ذکر میں ہیں ان کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۴: از نصیر آباد ضلع اجیر شریف میں محلہ دودہان مرسلہ جناب شیخ محمد عمر صاحب ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے پیر کو سجدہ تعظیمی کیا کرتا ہے اور جب اس کو منع کیا جاتا ہے کہ تعظیمی سجدہ سوائے خدائے کسی کو درست نہیں خواہ پیغمبر ہو یا پیر، تو زید مذکور پیر کو سجدہ تعظیمی کرنے کی نفی میں قرآن مجید و احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت طلب کرتا ہے لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ تعظیمی سجدہ جو اپنے پیر یا استاد کو کیا جاتا ہے از روئے شرع شریف جائز ہے یا حرام؟ اور پیر کو تعظیمی سجدہ کرنے والا مومن ہے یا مشرک۔
فقط۔ بینوا توجروا۔

¹ نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الثانی دار لکنتب العلمیہ بیروت ۱۳/۲

فـ: رسالہ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور میں مرقوم ہے۔

الجواب:

غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک ہے سجدہ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام ہے گناہ کبیرہ ہے متواتر حدیثیں اور متواتر نصوص فقہیہ سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحریم پر چالیس حدیثیں روایت کیں اور نصوص فقہیہ کی گنتی نہیں، فتاویٰ عزیزہ میں ہے کہ اس کی حرمت پر اجماع امت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۵: از امونپور میواڑ راجپوتانہ مہارانا اسکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

دس آدمی جاہل بیٹھے ہوئے ہوں اور عالم مولوی ان کے پاس آئے تو وہ سلام کریں یا یہ انھیں پہلے کون کرے؟

الجواب:

آنے والے کو پہلے سلام کرنا چاہئے، اور انکا جاہل ہونا ابتداء السلام کے مانع نہیں جبکہ فاسق نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۶: از دہلی مدرسہ نعمانیہ محلہ بلی ماراں مرسلہ مولوی عبدالرشید صاحب مہتمم ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین والدین و استاد و علماء کے ہاتھ پاؤں جو منازید حرام کہتا ہے۔

جواب: از مولوی عماد الدین صاحب سنبھلی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ

بالا اتفاق جائز و درست ہے منصف کے لئے اس قدر کافی ہے معاند منکر کا علاج نہیں۔

قاضی خان، عالمگیری، عینی شرح ہدایہ، در مختار، رد المحتار، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، بوداؤد، اشعۃ اللمعات سے اس کا جواز بلکہ امر

مدوح ہونا ثابت ہو گیا۔ لہذا بدتر از بول زید پر کید کا قول باطل ہوا کہ وہ اپنے گھر سے نئی شریعت گھڑتا ہے الخ

تصدیقات کثیرہ: دہلی واجمیر شریف ولاہور والہ آباد وغیرہا

تحریر کفایت اللہ مدرسہ امینیہ:

کسی بزرگ مثلاً والد یا پیر یا عالم کے ہاتھ پاؤں جو منافی حد ذاتہ مباح ہے اور اس کی اباحت احادیث و روایات فقہیہ سے ثابت

ہے جیسا کہ جوابات مذکورہ بالا میں علماء کرام نے مفصل و مدلل بیان فرمادیا ہے البتہ ذرا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ بہت

سے عوام بحیلہ پابوسی پیروں کو سجدہ کرنے لگتے ہیں اور سجدے کی تاویل میں پابوسی کے جواز کو حیلہ بنا لیتے ہیں تو اگر کسی ایسی

خاص صورت میں کوئی عالم کسی خاص شخص کو پابوسی سے منع کر دے تو درحقیقت وہ ممانعت پابوسی کی نہیں بلکہ سجدے کی

ہوگی اور صحیح ہوگی اور عوام سے

اس بارے میں اس قدر غلو کر لینا مستبعد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب (تحریر دارالافتاء)

مولنا مولوی عماد الدین صاحب سلمہ کا جواب بہت صحیح ہے، والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ اور علماء و صلحاء ورثہ سید
الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی دست بوسی و قدمبوسی سنت مستحبہ ہے۔

کما فصلنا فی فتاؤنا بما لامزید علیہ واکثرنا من الاحادیث الناصبة به والداعية اليه وفي ما ذکر المجيب كفاية واللہ ولی الهدایة،	جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلے کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا کہ جس پر اضافہ نہیں ہو سکتا اور اس بارے میں ہم بکثرت ایسی حدیثیں لائے جو اس مسئلہ پر قائم اور باعث تھیں۔ اور جو کچھ فاضل مجیب نے (سوال مذکور کے) جواب میں ذکر فرمایا وہ راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے کا مالک اور ذمہ دار ہے۔ (ت)

اور اس میں انکار کی شق وہی نکالتے ہیں جو تعظیم محبوبات و مقبولان خدا سے منکر ہیں قدمبوسی کو سجدہ سے کیا تعلق۔ قدمبوسی
سربرپا نہاد (پاؤں سر پر رکھنا۔ ت) اور سجدہ پیشانی بر زمین نہاد (پیشانی زمین پر رکھنا۔ ت) ہے، مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ" ¹۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ²۔ وقال سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الظن الخبیث انما ینشؤ من القلب الخبیث ³۔	(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے (ت) (سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) گمان خبیث خبیث ہی دل میں پیدا ہوتا ہے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت)

¹ القرآن الکریم ۱۲/۴۹

² صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیة یوسی بها اودین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۴

³ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۹۰۱ دار المعرفۃ بیروت ۳/۱۲۲

ہاں اگر کوئی سجدہ کرے تو اسے منع کرنا فرض ہے یہ دوسری بات ہے قد مبوسیٰ کو سجدہ سمجھ کر منع کرنا وہی گمان خبیث ہے اور براہ توارض اگر دست بوسی کو بھی منع کرے تو وہ اس سے منع نہیں بلکہ اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھنا ہے،

وانما الاعمال بالنیات وانما لكل امری ما نوى	اعمال کا دار و مدار انسانی ارادوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: از بذلہ بارئہ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع ہوشیار پور محمد عطاء الہی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ عمر نے اپنے شیخ طریقت کا دست بوسی و پا بوسی سے استقبال کیا۔ زید نے جو کہ اپنے آپ کو ایک عالم شخص تصور کرتا ہے فی البدیہہ کہا کہ عمر اس فعل کے ارتکاب سے مشرک ہو گیا اور اس کا نکاح بھی باطل ہو گیا شریعت عزا کا اس مسئلہ میں کیا فیصلہ ہے۔ اگر زید کا عمر کو مشرک کہنا جائز نہیں تو زید کس عتاب کا مرتکب ہے؟

الجواب:

علمائے دین و مشائخ صالحین کی دست بوسی و قد مبوسیٰ سنت ہے کہا حقیقۃً فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) زید نے کہ اس بناء پر بلا وجہ مسلمان کو کافر اور اس کے نکاح کو ساقط بتایا وہ بحکم احادیث فقہ خود اس حکم کا قابل ہے از سر نور کلمہ اسلام پڑھے اور اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے بشرطیکہ وہابی نہ ہو اور جو وہابی ہے وہ خود مرتد ہے نہ وہ توبہ کرے نہ اس کی توبہ ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرقون من الدین کما یرق السهم من الرمیۃ ثم لا یعودون ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	حضور اکرم صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین کی طرف نہ لوٹیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

^۱ الصحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱

^۲ المستدرک للحاکم کتاب قتال اهل البغی باب صفات الخوارج الخ دار الفکر بیروت ۲/۱۳۷

مسئلہ ۱۹۸: از پنڈول، بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ نعت شاہ خاکی بوڑا
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سید کے لڑکے سے جب شاگر ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیاوی خدمت لینا اور
اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں۔ نہ ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز۔ اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ
سکتا ہے۔ بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف ہو شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے مارنے سے مطلق احتراز کرے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۹: از پنڈول، بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ نعت شاہ خاکی بوڑا
کوئی لڑکا ایسا ہے کہ ماں اس کی شیخ ہے اور باپ سید اور وہ لڑکا خدمت کرنے کے لئے اپنے کو چھپا کے شیخ کہتا ہے کہ استاد یا آقا کی
خدمت کریں اور اُس کھائیں ہر چند منع کیا جاتا ہے لیکن وہ نہیں مانتا ایسی حالت میں کیا کیا جائے اس سے خدمت لی جائے اور اس
کو جھوٹا دیا جائے یا نہیں؟

الجواب:

جب معلوم ہے کہ وہ سید کا بیٹا ہے اگرچہ ماں شیخ یا کوئی قوم ہے تو اس کا جواب مسئلہ ماقبل میں گزرا اس کا انکار کچھ معتبر
نہیں۔ باقی رہا مسلمان کا جھوٹا وہ کھانا کوئی ذلت نہیں۔ حدیث میں اسے شفا فرمایا وہ مانگے تو اسے اسی نیت سے دیا جائے نہ کہ بہ
نیت اوش۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۵ محرم ۱۳۲۹ھ

از شہر بالبحی کتواں

مسئلہ ۲۰۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء شرع متین جو شخص السلام علیکم کے جواب میں سلامت یا سلاما لکم یا ولیم کہے اور
اس کو السلام علیکم وعلیکم السلام بتایا جائے لیکن وہ غلط کو صحیح جانے یا صحیح کی صحت میں سعی نہ کرے تو اس کو السلام علیک کرنا یا
جواب دینا چاہئے یا نہ چاہئے؟

الجواب:

سنی مسلمان غیر فاسق معین کو ابتداء سلام کرے، وہ اگر جواب خلاف سنت دے سمجھائے، ورنہ اس پر الزام نہیں۔ نہ اس کے
سبب سنت سلام ترک کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۱: مولوی عبداللہ صاحب بہادری مدرس مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وجوہ وظیفہ تلاوت قرآن مجید میں کوئی شخص سلام علیک کرے اس کا جواب دے
یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

وضو میں جواب دے۔ اور وظیفہ تلاوت میں جواب نہ دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ کہ اس حال میں اس پر سلام مکروہ ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔





داڑھی وحلق وقصر وختہ وحجامت داڑھی، مونچھ، سر وغیرہ کے بالوں، ختنہ اور ناخن وغیرہ سے متعلق مسائل

مسئلہ ۲۰۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی کترانا اور منڈانا اور چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ در صورت ثانی مرتکب کا یہ عذر کہ اگر داڑھی مطابق شرع اور باطن خراب اور برا ہو اس سے بہتر ہے کہ داڑھی خلاف شریعت اور باطن آراستہ ہو صحیح اور دفع الزام ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کے ساتھ داڑھی چھوڑنے اور نیچی رکھنے کی تحقیر کرے اور جو ایسا کرتے ہوں ان سے باستہزا پیش آئے اور انھیں تشبیہات وتمثیلات شنیعہ سے یاد کرے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اور اجر پاؤت)

الجواب:

داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفار کاشعار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية	یعنی دس چیزیں سنت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں ان سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی

الحديث، رواه مسلم ^۱ ۔	حد شرع تک چھوڑ دینا (اس کو مسلم نے روایت کیا۔ت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں:

حلق کردن لحيہ حرام ست و روش افرنج و ہنود و جوالقیان کہ ایشان را قلندریہ نیز گویند و گزاشتن آن بقدر قبضہ واجب ست و آن کہ آنرا سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک در دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آن بہ سنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفته اند ^۲ ۔	داڑھی منڈانا حرام ہے، یہ افرنگیوں، ہندوؤں اور جوالقیوں کا طریقہ ہے جو قلندریہ بھی کہلاتے ہیں۔ اور داڑھی بمقدار ایک مٹھی چھوڑنا واجب ہے اور داڑھی کے متعلق جو کہا جاتا ہے کہ یہ سنت ہے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دین میں ایک جاری طریقہ ہے یا یہ وجہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت کے ساتھ ہے جیسا کہ نماز عید کو سنت کہتے ہیں۔ (ت)

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں:

خالفوا المشرکین و اوفوا للہی و اعفوا الشوارب۔ رواہ الشیخان ^۳ فی صحیحہما۔	مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کردو (اس کو بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ت)

اور بعض احادیث میں وارد مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوسی کی سی شکل نہ بناؤ، سنت سنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ترک اور مشرکین و مجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کا مکمل کام نہیں، علاوہ بریں اس میں تغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے اور وہ نص قرآن اثر اضلال شیطان اور حکم حدیث رسالت پناہی موجب لعنت الہی ہے:

قال اللہ عزاسمہ حاکبیا عن ابلیس "وَلَا تَتَّبِعُوهُمُ وَلَا يُخَفُّ عَنْكُمْ"	اللہ تعالیٰ معزز نام والے نے شیطان کی حکایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: میں (یعنی)

^۱ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹

^۲ اشعة المبعات کتاب الطہارۃ باب السواک الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۱۲

^۳ صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۵، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹

"وَلَا مَرَهُمْ فَلْيَرْثِهَا الْوَارِثُونَ وَالْوَارِثُونَ عَلَيْهِمْ
فَلْيُغَيِّرُوا نَسَبَهُمْ" ^۱ وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم لعن الله الواشبات والمتوشبات والمتنصبات و
المتفجلات للحسن المغيرات خلق الله متفق عليه ^۲

شیطان) لوگوں کو ضرور گمراہ کروں گا اور انھیں امیدوں اور
آرزوؤں کے سبز باغ دکھاؤں گا اور (بذریعہ وسوسہ اندازی) حکم
دوں گا کہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں اور انھیں کہوں گا کہ اللہ
تعالیٰ کی خلقت (یعنی بناوٹ) میں تبدیلی کریں۔ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ خال گودنے والی اور
گدوانے والی عورتوں پر لعنت کرے، بال اکھاڑنے والی عورتوں پر
خوبصورتی کے لئے دانتوں میں (مصنوعی) فاصلہ بنانے والیوں پر
اور بناوٹ خداوندی میں ردو بدل کرنے والی عورتوں پر لعنت
ہو۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ (ت)

اسی طرح داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ناجائز و ممنوع۔ ایسے شخصوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
لوگوں کو خبر دے دو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں رواہ الترمذی اور پر ظاہر کہ داڑھی کترانا یا منڈانا
چڑھانے سے سخت تر ہے کہ اس میں فقط تغیر صفت سنت ہے اور ان میں تغیر یا اعدام اصل معہذا اگر توبہ نصیب ہو تو یہ
سرلیع الزوال اور ان کا ازالہ نہ ہوگا مگر بعد ایک زمانہ کے جب چڑھانے کی نسبت ایسی وعید شدید وارد اور حضور اس کے مرتکب
سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائیں تو کترنے اور منڈانے سے کس قدر ناراض و بیزار ہوں گے اور العیاذ باللہ اس حبیب مرتحی
ور رسول مجتہدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی پر دنیا و آخرت میں جو ثمرات بد مرتب ہیں دل مومن ان سے خوب واقف ہے
باقی عذر مذکور فی السوال وہ ہر گز قابل اعتبار نہیں بلکہ قائل کی سفاہت و ضلالت پر دال ہے اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن
آرائش ظاہر سے اہم تر مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر وار تکاب محرمات و ممنوعات کی کس نے اجازت دی کیا تعمیل حکم شرع و اتباع
سنت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پائی جاتی ہے آرائشی باطن میں کچھ خلل انداز ہے بلکہ وہ اپنے اس دعوے ہی
میں جھوٹا ہے کہ باطن میرا راستہ ہے اگرچہ داڑھی خلاف شرع ہو کہ اگر فی الواقع باطن اس کا زیور اصلاح سے مزین اور بحکم خدا
ور رسول منقاد ہوتا تو اتباع سنت چھوڑ کر شعار کفر و شرک و بدعت کی پیروی پسند نہ کرتا اور حکم شرع سن کر سر جھکاتا اپنے فعل
شیع پر مصر نہ ہوتا اور ایسے بیہودہ عذروں کو سپر نہ بناتا استغفر اللہ ایسے اعذار بارہ موجب تحلیل

^۱ القرآن الکرم ۱۱۹/۴

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۶۹، صحیح مسلم کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۵

محرمات نہیں ہو سکتے نہ ان سے وبال میں کچھ کمی ہو بلکہ موجب زیادت نکال ہیں کہ جب ارتکاب ممنوع کے ساتھ ندامت و اعتراف، بجرم لاحق ہو تو وہ باعث تخفیف عذاب اور عزم مع التزم موجب محو گناہ ہو جاتی ہے اور جب حکم شرع کے سامنے گردن نہ جھکائیں بلکہ باصرار پیش آئیں اور ایسے جھوٹے بہانوں کا دامن پکڑیں تو شامت اس کی ایک سے ہزار ہو جاتی ہے اور اگر داڑھی چھوڑنے یا بچگی رکھنے کی تحقیر اور ان لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزاء اور انھیں تشبیہات و تمثیلات قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعاً کافر ہے کہ یہ سنن سے ہے اور اس کی سنیت قطعی الثبوت، ایسی سنت کی توہین و تحقیر اور اس کے اتباع پر استہزاء بالاجماع کفر کما ہو مصرح فی الکتب الفقہیۃ والکلامیۃ جیسا کہ فقہ اور علم کلام کی کتابوں میں صراحۃً یہ مذکور ہے۔ ت) عورت اس کی نکاح سے نکل جائے گی اور بعد اس کے جو بچے ہوں گے اولاد حرام ہوں گے اہل اسلام کو اس سے معاملہ کفار برتنا لازم۔ بعد مرگ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور مقابر مسلمانین میں دفن نہ کریں بلکہ جہاں تک ممکن اس جنازہ ناپاک کی تذلیل کریں کہ اس نے ایسے عزت والے پیغمبر افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو ذلیل سمجھا العیاذ باللہ، واللہ نسئل حسن الخواتیم والعلم بالحق عند ربی ان ربی خبیر علیم (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کا سوال کرتے ہیں اور حق کا علم میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ بلاشبہ میرا پروردگار (ہر چیز سے) پوری طرح خبردار اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ت)

۲۵ شوال ۱۳۰۸ھ

مسئلہ ۲۰۳: مسئلہ محمد حسین شاگرد رشید احمد گنگوہی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بدھ کے دن ناخن کتر وانا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہ چاہئے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

نہ چاہئے، حدیث میں اس سے نہی آئی کہ معاذ اللہ مورث برص ہوتا ہے۔ بعض علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بدھ کو ناخن کتروائے، کسی نے برینائے حدیث منع کیا، فرمایا صحیح نہ ہوئی، فوراً برص ہو گئی، شب کو زیارت جمال بے مثال حضور پر نور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے۔ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی، ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی، یہ فرما کر حضور مبرئ الاکبہ والابرص وصی البوقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضور اندھوں کو ڈھیوں

اور مردوں کو صحت و حیات بخشنے والی ہستی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو۔ (ت) نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دو جہاں و دستگیر بیکساں ہے ان کے بدن پر لگایا فوراً اچھے ہو گئے اور اسی وقت سے توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا، علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ناخن کاٹنے سنت ہیں لیکن بدھ کے دن ایسا کرنے سے حدیث میں ممانعت وارد ہوئی کیونکہ اس سے مرض برص (جسم پر سفید داغ پیدا ہوتا ہے۔ بعض اہل علم کی حکایت ہے کہ انھوں نے بدھ کے روز ناخن کٹوائے انھیں اس سے منع کیا گیا لیکن انھوں نے فرمایا یہ حدیث ثابت نہیں، انھیں فوراً مرض برص لاحق ہو گیا پھر انھیں خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انھوں نے آپ سے مرض برص کی شکایت کی آپ نے ان سے فرمایا کیا تم نے بدھ کے روز ناخن کٹوانے کی ممانعت نہیں سنی تھی؟ انھوں نے جواباً عرض کیا کہ ہمارے نزدیک وہ حدیث پایہ صحت کو نہیں پہنچی تھی۔ ز اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہونا چاہئے تھا کہ حدیث سن لی تھی۔ ازاں بعد آپ نے اپنا دست اقدس ان کے جسم پر پھیرا تو فوراً مرض زائل ہو گیا۔ اس کے بعد عالم موصوف نے اسی وقت سماع کردہ حدیث کی مخالفت سے توبہ کی (ت)

قص الاظفار وتقليبها سنة ورد النهي عنه في يوم الاربعاء وانه يورث البرص و حكي عن بعض العلماء انه فعله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا فالحقه البرص من ساعته فرأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في منامه فشكى اليه ما اصابه فقال له الم تسمع نهى عنه فقال لم يصح عندي فقال صلى الله تعالى عليه وسلم يكفيك انه سمع ثم مسح بيده الشريفة فذهب ما به فتاب عن مخالفة ما سمع¹ اهـ

یہ بعض علماء امام علامہ ابن الحاج مکی مالکی قدس سرہ العزیز تھے علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

بدھ کے روز ناخن کترنے سے بعض آثار میں نہی

ورد فی بعض الآثار النهی عن قص

¹ نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض فصل واما نظافة جسمه دار الفکر بیروت ۱/ ۳۴۴

وارد ہوئی ہے کیونکہ یہ عمل باعث مرض برص ہے ابن الحاج صاحب مدخل سے مروی ہے کہ انھوں نے بدھ کے دن اسی عمل کو سنت ہے اور نبی والی روایت صحیح نہیں چنانچہ اسی خیال کے ساتھ ناخن کاٹ ڈالے اور انھیں مرض برص لاحق ہو گیا پھر خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے فرمایا کیا تم نے ممانعت نہیں سنی تھی؟ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے نزدیک یہ حدیث صحیح نہ تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے میرے نام کی نسبت سے سنا ہی کافی تھا (یعنی کافی ہونا چاہئے تھا) پھر آپ نے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو مرض برص سے شفا ہو گئی اور مرض مکمل طور پر زائل ہو گیا۔ ابن الحاج رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور نئے سرے سے توبہ کی کہ اب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت اور حوالے سے جو کچھ بھی سنوں گا اس کی مخالفت کبھی نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ پاک و بلند و بالا ہے اور راہ صواب کو خوب جانتا ہے۔ فقط۔ (ت)

الاضفار يوم الاربعاء فانه يورث البرص وعن ابن الحاج صاحب المدخل انه هم بقص اضفاره يوم الاربعاء فتذكر ذلك فترك ثم راي ان قص الاضفار سنة حاضرة ولم يصح عنده النهي فقصرها فلحقه اى اصابه البرص فرأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في النوم فقال الم تسمع نهى عن ذلك فقال يا رسول الله لم يصح عندي ذلك فقال يكفيك ان تسمع ثم مسح صلى الله تعالى عليه وسلم على بدنه فزال البرص جميعاً قال ابن الحاج رحمه الله تعالى فجددت مع الله توبة الى لا اخالف ما سمعت عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ابداً¹ -والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب فقط۔

مسئلہ ۲۰۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سر کے بال جو تالو پر سے کھلوائے جاتے ہیں آیا درست ہے ان کا منڈوانا یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ سر کے بال کتر وانا اور ایک انگشت کے قریب رکھنا یا کہ اگلی جانب کے کچھ بڑے اور پیچھے کی جانب سے چھوٹے کرتے ہوں، جو حکم شرع مطہر کا اس بارے میں ہو بیان فرمائیں۔

¹ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۰۲

اللہ تعالیٰ اجر دے گا فقط۔

الجواب:

تالو کے بال منڈانا جس طرح یہاں کے لوگوں عادت ہے بشرطیکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں جسے پان بنوانا کہتے ہیں جائز ہے مگر اولیٰ نہیں۔ ہاں متفرق مواضع سے قطعے قطعے منڈوانا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں بیچ سر منڈوا دیا آس پاس کے بال چھوڑ دئے اور کنپٹیوں پر بھریاں رکھیں آس پاس منڈوا دئے اور گدی پر ایک قطعہ بالوں کا چھوڑا دینے بائیں حلق کئے اسے عربی میں قرع کہتے ہیں اور وہ ممنوع ہے بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں:

ایک یہ کہ سارے سر پر رکھیں اور مانگ نکالیں۔ یہ خاص سنت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حج و حجامت یعنی بچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلق شعر ثابت نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اس مدت میں صرف تین بار یعنی سال حدیبیہ و عمرہ القضاء و حجۃ الوداع میں حلق فرمایا علی ما نقله علی القاری فی جمع الوسائل عن بعض شراح المصابیح (جیسا کہ ملا علی قاری نے مصابیح کے بعض شارحین سے جمع الوسائل میں نقص کیا ہے۔ ت)

دوسرے یہ کہ سارا سر منڈائیں یہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عادت تھی وہ جناب بخوف جنابت کہ مبادا نہانے میں کوئی بال پانی بہنے سے باقی نہ رہ جائے حلق فرمایا کرتے ان کے سوا جتنے طریقے ہیں سب خلاف سنت اور یہ نئی تراشیں ایک ایک انگل کے بال رکھنا جب اس سے بڑھیں کتر وادینا یا آگے سے بڑے پیچھے سے کترے ہوئے یا وسط تالو سے پیشانی تک کھلوا دینا یا گدی کے بال منڈانا یا پیشانی سے گدی تک سڑک نکالنا یا منڈے سر خواہ بالوں کی حالت میں یعنی چوڑی قلمیں بڑھا کر خساروں پر جھکانا یا داڑھی میں ملا دینا، یہ باتیں مخالف سنت و خلاف وضع صلحائے مسلمین ہونے کے علاوہ ان میں اکثر اقوام کفار کی ایجاد ہیں جن کی مشابہت سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔ ردالمحتار میں ہے:

فی الروضة للزندویسی ان السنة فی شعر الراس اما	امام زندویسی کی روضہ میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ سر کے بال
الفرق او	رکھے جائیں اور ان میں مانگ

^۱ جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۸۲/۱

نکالی جائے یا بال منڈواوئے جائیں اور سر بالکل صاف کرادیا جائے، امام طحطاوی نے بیان فرمایا ہے کہ سر منڈوانا سنت ہے اور یہ بات ائمہ ثلاثہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اور ذخیرہ میں یوں مذکور ہے اس میں کوئی حرج نہیں کہ سر کے درمیانی حصہ کو مونڈ ڈالا جائے اور بالوں کو بغیر بٹنے کے کھلا چھوڑ دیا جائے اور اگر انھیں کھلانہ چھوڑے اور بٹنے والا عمل کرے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ اس طرح کرنے سے بعض کافروں اور آتش پرستوں سے مشابہت ہو جاتی ہے البتہ وہ سر کے درمیانی حصے کو مونڈتے نہیں بلکہ پیشانی والے بالوں کو کاٹ ڈالتے ہیں تاہر خانہ (ت)	الحلق وذكر الطحاوی ان الحلق سنة ونسب ذلك الى العلماء الثلاثة وفي الذخيرة ولا بأس ان يحلق وسط راسه ويرسل شعرة من غير ان يفتله وان فتلته فذلك مكروه لانه يصير مشبها ببعض الكفرة والمجوس في ديارنا يرسلون الشعر من غير فتل ولكن لا يحلقون وسط الراس بل يجوزون التامية تأثر خانيه¹۔

عالمگیری میں ہے:

"قزع" مکروہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ سر کے بعض بال مونڈ ڈالے جائیں اور بعض بال بمقدار تین انگشت چھوڑ دئے جائیں اسی طرح الغرائب میں مذکور ہے۔ (ت)	يكوه القزع وهو ان يحلق البعض فيترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة اصابع كذا في الغرائب²۔

مجمع البحار میں ہے:

منہج، قزع سے منع کیا گیا ہے اور اس کی صورت یہ ہے بچوں کے سروں کے کچھ بال مونڈ ڈالے جائیں اور کچھ بال بادلوں کی ٹکڑیوں کی مانند چھوڑ دیے جائیں، ائمہ کرام اس کی کراہت پر متفق ہیں جبکہ مختلف جگہوں سے اس طرح کیا جائے البتہ برائے علاج ایسا کرنا مستثنیٰ ہے۔ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ یہ کافروں کا معمول ہے اور صورت اس کی قباحت کی وجہ سے۔ (ت)	منه ح نهى عن القزع هو ان يحلق راس الصبي ويترك منه مواضع متفرقة تشبيهاً بقزع السحاب ط اجمعوا على كراهته اذا كان في مواضع متفرقة الا ان يكون لهداوة لانه من عادة الكفرة لقباحته صورة³۔

¹ رد المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل في البيع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۱

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷

³ مجمع بحار الانوار باب القاف مع الراي مكتبة دار الايمان مدینه منورہ ۴/ ۲۷۱

اشعة المبعات میں زیر حدیث صحیحین:

بحوالہ حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام نے سنا کہ آپ نے قزع سے منع فرمایا حضرت نافع سے پوچھا گیا کہ قزع کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا قزع یہ ہے کہ بچہ کے سر کے کچھ بال مونڈ دیئے جائیں اور کچھ رہنے دیئے جائیں۔ (ت)	عن نافع عن ابن عمر قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن القزع قیل لنافع ما القزع قال یحلق بعض رأس الصبی ویترك البعض۔

تحریر فرمایا:

کہتے ہیں کہ "قزع" سر کے بالوں کو مختلف مقامات سے مونڈ ڈالنا ہوتا ہے اگرچہ بظاہر وہ عبارت جو تفسیر "قزع" میں واقع ہوئی ہے وہ مطلق ہے لیکن تمام شارحین نے اس قید کا صراحتاً ذکر کیا ہے (قید یہ ہے کہ سر کے مختلف حصے مونڈ دیئے جائیں) اور فقہی روایات میں بھی یوں ہی آیا ہے۔ (ت)	گفتہ اند قزع حلق راس است از مواضع متفرقة آں واگرچہ ظاہر عبارت کہ در تفسیر وے واقع شدہ مطلق است ولیکن شرح ہمہ تصریح کردہ اند بایں قید ودر روایت فقہیہ نیز ہمنیں آمدہ است^۱۔

شرح شمائل شریف میں ہے:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بال کترنے صرف ایک ہی مرتبہ مروی ہیں۔ (ت)	لم یرو تقصیر الشعر منه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامرۃ واحدة^۲ الخ۔

عالمگیری میں ہے:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ گدی کے بال مونڈنا مکروہ ہے مگر پچھنے لگوانے کی صورت میں جائز ہیں۔ یوں ہی الینایج	عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یکرہ ان یحلق قفاہ الا عند الحجامۃ کذا فی

^۱ اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳/ ۵۷۱

^۲ جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۸۱/ ۸۱

الینابیع ^۱ ۔	میں مذکور ہے۔ (ت)
عین العلم میں ہے:	
یکره الزیادة فی العارضین بأرسال الصدع المتجاوزة عن عظمها ^۲ اھ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدة اتم۔	رخساروں پر بالوں کو بڑھانا کنپٹیوں کے بال چھوڑتے ہوئے جوان کی ہڈیوں سے متجاوز ہوں مکروہ ہے اھ ملخصاً۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس بڑی شان والے کا علم سب سے زیادہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۸۲۰۵:

الحمد لله الذی انبت الشعر علی رؤسنا یزید فی الخلق ما یشاء والصلوة والسلام علی بهجة نفوسنا واله وصحبہ الی یوم الخیراء۔	سب تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہے جس نے ہمارے سروں پر بال اگائے اور وہ جو چاہے خلق میں اضافہ کرتا ہے اور درود و سلام ہو اس محبوب ذات پر جو ہماری جانوں کی رونق ہے اور ان کی اولاد اور ساتھوں پر حسرتوں والے دن یعنی قیامت تک درود و سلام ہو۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ریش ایک مشت سے زیادہ رکھنا سنت ہے یا مکروہ؟

(۲) اور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریش مبارک اپنی کو کبھی زیادہ ایک مشت سے ترشویا ہے یا نہیں؟

(۳) اور دیگر سوال یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ سید الموجدات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک ایک مشت سے زیادہ کبھی نہ ہوئی یعنی پیدائشی آپ کی ایک ہی مشت تھی۔

(۴) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیادہ ایک مشت سے تھی یا ایک ہی مشت؟ بینوا تو جروا (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷^۲ عین العلم الباب السابع مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۳۵

الجواب:

جواب سوال اول: ریش ایک مشت یعنی چار انگلی تک رکھنا واجب ہے اس سے کمی ناجائز۔ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب است و آنکہ آفراسنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک دین است یا بجہت آنکہ ثبوت آن بسنت است چنانچہ نماز عید راست گفتہ اند ^۱ ۔	داڑھی بمقدار ایک مشت رکھنا واجب ہے اور جو اسے سنت قرار دیتے ہیں وہ اس معنی میں ہے کہ یہ دین میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جاری کردہ طریقہ ہے یا اس وجہ سے کہ اس کا ثبوت سنت نبوی سے ہے جیسا کہ نماز عید کو سنت کہا جاتا ہے حالانکہ وہ واجب ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعل بعض المغاربة ومخنة الرجال ^۲ ۔	داڑھی تراشنا یا کترنا کہ وہ مشت کی مقدار سے کم ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ بعض مغربیت زدہ لوگ اور بھجڑے کرتے ہیں۔ (ت)

غرض لحيہ سے کچھ لینا بھی اسی حالت سے مشروط ہے جبکہ طول میں حد شرع تک پہنچ جائے۔

في الهنديه من الملتقط لا باس اذا طالت لحيته طولا وعرضا لكنه مقيد بما اذا زاد على القبضة ^۳ ۔	فتاویٰ ہندیہ میں بحوالہ "الملتقط" منقول ہے کہ جب داڑھی طول اور عرض میں بڑھ جائے تو ایک مشت مقدار سے زائد کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ت)

اور پر ظاہر کہ مقدار ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی یعنی چھوٹے ہوئے بال اس قدر ہوں وہ جو بعض پیداک جہاں لب زیریں کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چار انگلی ناپتے ہیں کہ ٹھوڑی سے نیچے ایک ہی انگلی رہے یہ محض جہالت اور شرع مطہر میں پیبائی ہے غرض اس قدر میں تو علمائے سنت کا اتفاق ہے۔ اس سے زائد اگر طول فاحش حد اعتدال سے خارج بے موقع بدنما ہو تو بلاشبہ خلاف سنت مکروہ کہ

^۱ اشعة المبعثات شرح المشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب السواک مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۱/ ۲۱۲

^۲ فتح القدیر باب الصیام باب ما یوجب القضاء والکفارة مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۲/ ۲۷۰

^۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۸

صورت بد نما بنانا اپنے منہ پر دروازہ طعن مسخریہ کھولنا مسلمانوں کو استہزاء و غیبت کی آفت میں ڈالنا ہر گز مرضی شرع مطہر نہیں، نہ معاذ اللہ زہار کہ ریش اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیاذ باللہ کبھی حد بد نمائی تک پہنچی سنت ہونا اس کا معقول نہیں۔

اگرچہ ہمارے اصحاب علم کے سوا کچھ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ دائرہ کو یک لخت مجموعی طور پر بڑھنے دیا جائے اور محدود نہ کیا جائے وہ دائرہ کو تراشنے کے حق میں مطلقاً نہیں اور وہ تراشنے کو مکروہ خیال کرتے ہیں جلیل القدر امام نووی نے اسی چیز کو پسند کیا ہے لیکن ابن ملک پر تعجب ہے کہ اس نے اس مسئلہ میں امام نووی کی متابعت کرتے ہوئے اپنے قول پر استدراک کیا کہ دائرہ کی اطراف طول و عرض سے تناسب قائم رکھنے کے لئے کچھ تراش خراش کرنا مستحسن یعنی اچھا ہے جیسا کہ اس سے محدث ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ کی بحث طہارت میں نقل کیا ہے اور ان پر بھی تعجب ہے کہ وہ یہاں خاموش رہے حالانکہ یہ اس کے خلاف ہے جس پر ہمارے ائمہ کرام قائم ہیں جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ (ت)

وان ذهب بعض العلماء من غير اصحابنا الى اعفاء اللحي جملة واحدة و كراهة اخذ شيعي منها مطلقاً وهو الذي اختاره الامام الاجل النووي والعجب من ابن ملك حيث تابعه على ذلك مستنداً ركا به على قول نفسه ان الاخذ من اطراف اللحية طولها و عرضها للتناسب حسن كما نقل عنه المولى على القارى في كتاب الطهارة من المراقبة¹ والعجب انه ايضا سكت عليه ههنا مع انه خلاف ما عليه ائمتنا الكرام كما ترى۔

ولہذا حدیث میں آیا حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

آدمی کی سعادت سے ہے دائرہ کا ہلکا ہونا یعنی یہ کہ بجد دراز نہ ہو۔ (امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور ابن عدی نے اکامل میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تخریج فرمائی۔ ت)

من سعادة البرء خفة لحيته²۔ اخرجه الطبراني في الكبير وابن عدی في الكامل عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔

¹ مرقاة المفاتیح کتاب الطهارة باب السواك الفصل الاول المكتبة الحبيبة کوئٹہ ۹۱/۲

² المعجم الكبير حديث ۱۲۸۲۰ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۲/۱۱، الكامل لابن عدی ترجمہ يوسف بن فرق بن لمارة قاضي الاهواز

دار الفكر بيروت ۷/۲۶۲۳، ۲۶۲۵

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

المراد من ذلك عدم طولها جداً لما ورد في ذمه ¹ -	یقیناً اس سے مراد غیر طویل ہے کیونکہ اس کی مذمت میں حدیث وارد ہوئی ہے۔ (ت)

امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم پھر مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

قد اختلفوا فيما طال من اللحية فقیل ان قبض الرجل على لحيته واخذ ماتحت القبضة فلا بأس به و قد فعله ابن عمر و جماعة من التابعين واستحسنه الشعبي و ابن سيرين و كرهه الحسن وقتادة و من تبعهما و قالوا تركها عافية احب لقوله عليه الصلوة و السلام اعفوا للحی لكن الظاهر هو القول الاول فان الطول المفرط يشوه الخلقة و يطلق السنة المغتائبين بالنسبة اليه فلا بأس للاحتراز عنه على هذه النية. قال النخعي عجت لرجل عاقل طویل اللحية كيف لا ياخذ من لحيته فيجعلها بين لحيتين اى طویل و قصير فان التوسط من كل شئ احسن و منه قيل خير الامور اوسطها و من ثم قيل كلما طال اللحية نقص العقل ² -	بے شک داڑھی کے دراز حصہ میں (یعنی اس کی درازی کے بارے میں) اہل علم نے اختلاف کیا ہے پس یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی مشت بھر داڑھی کو پکڑ کر مشت سے زائد بالوں کو کاٹ ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرات تابعین کے ایک گروہ نے اس طرح کیا تھا اور امام شعبی اور محمد بن سیرین نے اس کو اچھا سمجھا البتہ حضرت حسن بصری اور امام قتادہ اور ان کے ہمنوا لوگوں نے اس کو مکروہ کہا اور انھوں نے فرمایا کہ اسے بڑھتے ہوئے چھوڑ دینا زیادہ مناسب اور پسندیدہ بات ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ داڑھیاں بڑھاؤ، لیکن ظاہر وہی پہلی بات ہے کیونکہ فحش درازی صورت کو بد نمائندے گی اور اس کی نسبت (لوگوں کی) زبائیں دراز ہو جائیں گی پھر اس نیت سے اس سے بچنے میں کوئی حرج نہیں پھر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اگر کوئی عقلمند آدمی لمبی داڑھی والا ہو یعنی اس کی داڑھی زیادہ لمبی ہونے لگے تو وہ کیونکر داڑھی نہ تراشے گا، پھر وہ لمبی اور چھوٹی دو قسم کی داڑھیوں کے

¹ نسیم الریاض الباب لثانی فصل الثالث ادارة تألیف اشرفیہ ملتان ۱/ ۳۳۱

² مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب الترجل الفصل الثانی المکتبة الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۲۳

درمیان کردے گا اس لئے کہ ہر چیز میں میانہ روی اچھی ہوتی ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ بہترین کام درمیانہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہ بھی کہا گیا کہ جب بھی داڑھی لمبی ہو تو عقل کم ہوگی۔ (ت)	

ردالمحتار میں ہے:

اشتہار ان طول اللحية دليل على خفة العقل ¹ ۔	مشہور ہے کہ لمبی داڑھی بے وقوف ہونے کی علامت ہے۔ (ت)

اور اگر حد سے زائد نہ ہو تو بعض ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک کمانص علیہ الامام ابن حجر فی الاصابة وکذا لک نقل الفاضل ابن عبد اللہ الشافعی نزیل المدينة الطيبة فی کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء عن الامام البغوی (جیسا کہ امام ابن حجر نے "اصابہ" میں تصریح فرمائی ہے اور اسی طرح امام بغوی کے حوالے سے فاضل بن عبد اللہ شافعی جو مدینہ طیبہ کے باسی ہیں، نے اپنی کتاب "الاکتفاء" فی فضل الاربعة الخلفاء "میں نقل کیا ہے۔ (ت) امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں:

کان شیخنا شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر القادر الجبلی نحیف البدن ربع القامة عریض صدر عریض اللحية طویلها الخ۔ اخرجه الامام الثقة الفقيه امام القراء سیدی ابو الحسن نور الدین علی الشاطوني فی قدس سره فی بهجة الاسرار ² ۔	ہمارے مرشد حضور شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدن مبارک دبلا تھا اور قامت شریف میانہ، سینہ مقدس چوڑا، ریش منور پہن و دراز الخ۔ (مستند امام، علم فقہ کے ماہر، قاریوں کے پیشوا سیدی ابوالحسن نور الدین علی شطونی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

عادت سلف دریں باب مختلف بود آورده اند کہ لمحیہ امیر المومنین علی پرمی کرد سینہ اُورا	اسلاف کی عادت اس بارے میں مختلف تھی چنانچہ منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

¹ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۱/۵

² بهجة الاسرار نسبه وصفته رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصطفی البابی مصر ص ۹۰

وہچنیں عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و نوشته اند کان الشیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنه طویل اللحیة و عریضہا ^۱ ۔	کی داڑھی ان کے سینے کو بھر دیتی تھی اس طرح حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مبارک داڑھیاں تھیں، اور لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبی داڑھی اور چوڑی داڑھی والے تھے۔ (ت)

شاید انھیں آثار کی بنا پر شیخ محقق نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

مشہور قدر یک مشت ست چنانکہ کمتر ازیں نباید و اگر زیادہ برال بزار د نیز جائز ست بشرطیکہ از حد اعتدال نگزرد ^۲ ۔	مشہور مقدار ایک مشت ہے پس اس مقدار سے کم نہیں ہونی چاہئے اور اگر اس سے زیادہ چھوڑ دے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ اعتدال برتا جائے۔ (ت)

اور مدارج میں ایک قول یہ نقل فرمایا کہ علماء و مشائخ کو ایک مشت سے زیادہ رکھنا بھی درست ہے،

حیث قال مشہور در مذہب حنفی چہار انگشت و ظاہر آنست کہ مراد آں باشد کہ کم ازیں نمی باید و لیکن در روایت آمدہ است کہ واجب ست قطع زیادہ بر آں و گفته اند کہ اگر علماء و مشائخ زیادہ برال بزارند نیز درست ست ^۳ ۔	جیسا کہ فرمایا مذہب حنفی میں مشہور یہ ہے کہ مقدار داڑھی چار انگشت ہو اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے کم نہیں ہونی چاہئے لیکن حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سے زائد کو قطع کرنا واجب ہے اور فرماتے ہیں اگر علماء اور مشائخ اس سے زائد رکھیں تو بھی جائز ہے۔ (ت)

مگر سیدنا عبداللہ بن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ریش مبارک مٹھی میں لے کر جس قدر زیادہ ہوتی کم فرما دیتے۔
بلکہ یہ کم فرمانا خود حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ سے ماثور امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں:

اخبرنا ابو حنیفہ عن الہیثم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ	ہم سے امام ابو حنیفہ نے ارشاد فرمایا ان سے ابو الہیثم نے ان سے حضرت عبداللہ ابن عمر

^۱ مدارج النبوت باب اول بیان لحیة شریف مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۵/۱

^۲ اشعة المبعات کتاب الطہارة باب السواک فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۲۱۲/۱

^۳ مدارج النبوة باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۵/۱

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ حضرت عبداللہ اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑ کر زائد حصہ کو کتر ڈالتے تھے۔ (ت)	عنہما انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ماتحت القبضہ ^۱ ۔

ابوداؤد و نسائی مروان بن سالم سے راوی:

میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی مٹھی میں لے کر زائد بالوں کو کاٹ ڈالا کرتے تھے۔ (ت)	رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقبض علی لحیتہ فیقطع ما زاد علی الکف ^۲ ۔

مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کو کتر ڈالتے تھے۔ (ت)	کان ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقبض علی لحیتہ ثم یأخذ ما فضل عن القبضہ ^۳ ۔

فتح القدر میں ان آثار کو نقل کر کے فرمایا:

باوجود اس کے کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی گئی۔ (ت)	انہ روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۴ ۔

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کو اختیار فرمایا اور عامہ کتب مذہب میں تصریح فرمائی کہ داڑھی میں سنت یہی ہے کہ جب ایک مشت سے زائد ہو کم کر دی جائے بلکہ بعض اکابر نے اسے واجب فرمایا اگرچہ ظاہر یہی ہے کہ یہاں وجوب سے مراد ثبوت ہے نہ کہ وجوب مصطلح، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بعدہ روایت حدیث مذکور فرماتے ہیں:

ہم اسی کو لیتے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔ (ت)	بہ ناخذ و هو قول ابی حنیفہ ^۵ ۔

^۱ کتاب الآثار باب خف الشعر من الوجه رواية ۹۰۰ ادارة القرآن کراچی ص ۱۹۸

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۲۱

^۳ المصنف ابن ابی شیبہ کتاب الحظرو الاباحہ باب ما قالوا من الاخذ من اللحية ادارة القرآن کراچی ۱۸/۳۷۷

^۴ فتح القدر کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والكفارة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۲/۲۷۰

^۵ کتاب الآثار باب خف الشعر من الوجه رواية ۹۰۰ ادارة القرآن کراچی ص ۱۹۸

نہایت سے منقول:

بہ اخذ ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد ^۱ کذا ذکر اسی کو حضرت امام ابو حنیفہ، قاضی ابو یوسف، اور امام محمد نے اختیار کیا ہے۔ اسی طرح ابو الیسر نے اس کو جامع صغیر میں ذکر کیا ہے۔ (ت)	

مرقاۃ باب الترجل میں ہے:

مقدار قبضہ علی ما هو السنۃ والاعتدال المتعارف ^۲ ۔ مقدار مشت ہی سنت ہے اور مشہور مبنی بر میانہ روی ہے اور یہی راہ اعتدال ہے۔ (ت)	

در مختار میں ہے:

صرح فی النہایۃ بوجوب قطع ما زاد علی القبضۃ بالضم و مقتضاه الاثم بترکہ الا ان یحمل الوجوب علی الثبوت ^۳ نہایت میں تصریح کی گئی ہے کہ دائرہ کے جو بال مقدار مشت سے زیادہ ہوں انہیں کسر ڈالنا واجب ہے (القبضہ میں "ق" حرکت پیش کے ساتھ ہے) اس کا مقتضی یہ ہے کہ اس کا ترک یعنی ایسا نہ کرنا گناہ ہے مگر یہ کہ یہاں وجوب سے ثبوت مراد لیا جائے۔ (ت)	

ردالمحتار میں ہے:

قوله صرح فی النہایۃ ومثله فی المعراج وقد نقله عنها فی الفتح و اقره قال فی النہر وسبعت من بعض اعزاء الموالی ان قول النہایۃ یحب بالحاء المهملة ولا بأس به اھ قال الشیخ اسعیل مصنف کا قول "صرح فی النہایۃ" اور یونہی معراج الدرایہ میں بھی ہے، اور محقق ابن الہمام نے اسی نہایت سے نقل کر کے اس کو برقرار رکھا ہے، النہر میں فرمایا میں نے (بعض موالی کی نسبت کرنے سے) سنا ہے کہ نہایت کا یجب کہنا صرف حابہ نقطہ کے ساتھ ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اھ شیخ اسمعیل نے	

^۱ العنایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء الخ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۲/۲۶۹

^۲ مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب الترجل الفصل الاول المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۲۱۱

^۳ درمختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۱۵۲

ولكنه خلاف الظاهر واستعمالهم في مثله يستحب قوله الا ان يحمل يؤيده ان ما استدل صاحب النهاية لا يدل على الوجوب لما صرح به في البحر وغيره ان كان يفعل لا يقتضي التكرار والدوام ولذا حذف الزيلى لفظ يجب وقال وما زاد يقص - وفي شرح الشيخ اسعيل لا بأس بان يقبض على لحيته فاذا زاد على قبضه شيىء جنره كما في المنية وهى سنة كما في المبتغى¹ -	فرمایا لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ لوگ اس قسم پر لفظ يستحب استعمال کرتے ہیں مصنف کے قول "الا ان يحمل" سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ صاحب نہایہ نے جو استدلال کیا ہے وہ وجوب پر دلالت نہیں کرتا، چنانچہ البحر الرائق وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے کہ اگر وہ ایسا کرتے تھے تو یہ تکرار اور دوام نہیں چاہتا اس لئے علامہ زیلی نے اس کلمہ یجب کو حذف کر دیا اور فرمایا جو کوئی مشیت سے زیادہ ہو اسے کتروائے اور شیخ اسماعیل کی شرح میں ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ آدمی اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑے اور جو بال مٹھی سے زائد ہوں انھیں کتر دے۔ جیسا کہ المنیہ میں ہے اور یہ سنت ہے جیسا کہ المبتغی میں ہے۔ (ت)

مرقاۃ میں قول نہایہ نقل کر کے فرمایا:

قوله يحب بمعنى ينبغى او المراد به انه سنة مؤكدة قريبة الى الوجوب والا فلا يصح على اطلاقه² -	صاحب نہایہ کا یجب کہنا ینبغی کے معنی میں ہے یعنی مناسب ہے یا اس سے ایسی سنت مؤکدہ مراد ہے جو وجوب کے قریب ہے ورنہ یہ علی الاطلاق صحیح نہیں۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

هو ان يقبض الرجل لحيته فمأزاد منها على قبضة قطعه كذا ذكر محمد في كتاب الآثار عن	مرد اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں لے کر زائد حصہ کو کاٹ دے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں امام صاحب کے حوالہ سے یہی ذکر فرمایا ہے

¹ ردالمحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۱۳ / ۲

² مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب الترجیل المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲۲۳ / ۸

الامام قال وبہ ناخذ محیط اط ۱۔	اور مزید فرمایا ہم اسی موقف کے قائل ہیں محیط اط (ت)

ہندیہ میں محیط امام سرخسی سے ہے:

القص سنة فیہا وھو ان یقبض الی آخر ما مر ۲۔	داڑھی کے زائد حصہ کو کتر دینا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ بقدر ایک مشت داڑھی چھوڑ کر باقی زائد کو کتر ڈالے (ت)

اختیار شرح مختار سے منقول ہے۔

التقصیر فیہا سنة وھو ان یقبض ۳ الخ۔	ایک مٹھی بھر داڑھی سے زائد بالوں کا کتر دینا سنت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ داڑھی کو مٹھی بھر میں پکڑ کر زائد حصہ کتر ڈالا جائے الخ (ت)

اسی طرح اور کتب مذہب میں ہے تو ہمارے علمائے نزدیک ایک مشت سے زائد کی سنت ہر گز ثابت نہیں بلکہ وہ زائد کے تراشنے کو سنت فرماتے ہیں۔ تو اس کا زیادہ بڑھانا خلاف سنت مکروہ تنزیہی ہوگا۔ لاجرم مولانا علی قاری نے جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی شریف میں فرمایا:

ان کان الطول الزائد بان تكون زیادة علی القبضۃ فغیر مبدوح شرعاً ۴۔	اگر داڑھی زیادہ لمبی ہو یعنی ایک مشت سے زائد ہو تو ایسا ہو ناشریعت میں قابل تعریف اور مستحسن نہیں۔ (ت)

رہا شیخ محقق کا اسے جائز فرمانا وہ کچھ اس کے منافی نہیں کہ خلاف اولیٰ بھی ناجائز نہیں، بالجملہ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کا حاصل مسلک یہ ہے کہ ایک مشت تک بڑھانا واجب اور اس سے زائد رکھنا خلاف افضل ہے اور اس کا ترشوانا سنت ہاں تھوڑی زیادت جو خط سے خط تک ہو جاتی ہے اس خلاف اولیٰ سے بالضرورة مستثنیٰ ہونا چاہئے ورنہ کس چیز کا تراشنا سنت ہوگا۔ ہذا ما ظہری واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (یہ تحقیق مجھ پر ظاہر ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ پاک بلند و بالا اور بڑا ہے۔ ت)

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الحظر والاباحۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۸

^۳ الاختیار لتعلیل المختار کتاب الکراہیۃ فصل فی آداب ینبغی للمؤمن دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۷

^۴ جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۳۷

جواب سوال دوم: جامع الترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یاخذ من لحيته من عرضها وطولها ¹ ۔	یعنی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے بال عرض و طول سے لیتے تھے۔

علماء فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوتا تھا جب ریش اقدس ایک مشت سے تجاوز فرماتی۔ بلکہ بعض نے یہ قید نفس حدیث میں ذکر کی کما نقل عن التنویر والمفاتیح والغرائب (جیسا کہ تنویر، مفاتیح اور غرائب سے نقل کیا گیا ہے۔ ت) مرقاة شریف میں ہے:

قيد الحديث في شرح الشريعة بقوله اذا زاد على قدرا القبضه وجعله في التنوير من نفس الحديث وزاد في الشريعة وكان يفعل ذلك في الخميس والجمعة ولا يتركه مدة طويلة ² ۔	حدیث میں قید "الشريعة" کی شرح میں اس قول سے مذکور ہے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال قدر مشت سے زائد ہو جاتے تو آپ زائد بالوں کو کتر وادیتے تھے، اور "تنویر" میں قید مذکور کو نفس حدیث قرار دیا گیا ہے۔ اور "الشريعة" میں اتنا اضافہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروز جمعہ یا جمعرات کو ایسا کرتے تھے اور زیادہ عرصہ نہیں چھوڑتے تھے۔ (ت)

ہمارے علماء کے اقوال گزرے کہ قبضہ سے زیادہ کا تراشنا سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ ت)

جواب سوال سوم: یہ امر محض بے اصل ہے۔ حدیث مذکور ترمذی اس کا صریح رد ہے کہ اگر قبضہ سے کبھی زائد نہ ہوتی تو عرض و طول سے لینا کیونکر متصور تھا۔ مدارج النبوة میں ہے:

در لحيه شريف در طول قدرے معين در كتب بنظر نمی آید و در وظائف النبی گفته کہ لحيه آن حضرت صلی تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی نظر سے نہیں گزرا البتہ	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی کسی معین مقدار پر درازی کا ذکر مشہور کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی نظر سے نہیں گزرا البتہ

¹ جامع الترمذی ابواب الآداب باب ما جاء في الاخذ من اللحية امين كيني ويلي ۱۰۰/۲

² مرقاة المفاتيح كتاب اللباس باب الترجل الفصل الثاني المكتبة الحبيبية كونه ۲۲۳/۸

چہار انگشت بود طبعاً یعنی ہمیں مقدار بود از روئے خلقت و دراز و کم نمی شد بریں یافتہ نمی شود ^۱ ۔	وظائف النبی میں کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک چہار انگشت کے بقدر تھی یعنی قدرتی طور پر ہی مٹھی بھر تھی۔ اور گھٹتی بڑھتی نہ تھی پس اس کا حوالہ نہیں پایا گیا۔ (ت)

ہاں ظاہر کلمات مذکورہ علمایہ ہے کہ ریش انور مقدار قبضہ پر رہتی تھی جب زیادہ ہوتی کم فرمادیتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد کث اللحیۃ تملؤ صدرہ^۲ (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گنجان تھی جو سینہ مبارک پر چھائی ہوتی تھی۔) اس کے منافی نہیں جبکہ صدر سے نحر یعنی اعلائے صدر مراد ہو۔ نسیم الریاض میں زیر قول مذکور متن ہے:

مثله قولهم قد ملأت نحرہ ونحر الصدر اعلاہ او موضع القلادۃ منه فمراد المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اعلى الصدر والالطالت وقد ثبت قصرها ^۳ الخ فاحفظه فانه مهم واللہ تعالیٰ اعلم۔	اس کی دلیل ان کا یہ قول ہے ملأت نحرہ یعنی اس سے ان کا نحر بھر جاتا تھا اور سینے کا نحر اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے یا سینے کی جگہ ہے لہذا مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی مراد سینے کا اوپر والا حصہ ہے ورنہ آپ کی مقدس داڑھی کہ طویل ماننا پڑے گا جو خلاف واقعہ ہے اور اس کا کترنا بھی ثابت ہے الخ، لہذا یہ نکتہ ذہن نشین رہنا چاہئے اس لئے کہ یہ ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

جواب سوال چہارم: ریش مبارک امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسبت مدارج سے گزرا: پر می کرد سینہ اُورا^۴ (ان کے سینے کو بھر دیتی تھی۔) مگر اس میں وہی احتمال قائم کہ سینہ سے مراد سینہ کا بالائی حصہ متصل گلو ہو تو ایک مشت سے زیادت پر دلیل نہ ہوگی۔

^۱ مدارج النبوة باب اول بیان لحيہ شريف مكتبة نوريہ رضويہ سکر ۱۴/۱۳

^۲ الشفاء بتعريف المصطفى الباب الثاني فصل الثالث المطبعة الشركة الصحافة ۵۰/۱

^۳ نسيم الرياض الباب الثاني مبحث شمائله الشريفه اوارة تاليفات اشرفية ملتان ۳۳۱/۱

^۴ مدارج النبوة باب اول بيان لحيہ شريف مكتبة نوريہ رضويہ سکر ۱۵/۱۴

ہاں تہذیب الاسماء امام نووی سے اتنا منقول کانت کثۃ طویلة^۱ حضرت مولیٰ کی ریش مبارک گھنی دراز تھی اس سے ظاہر قبضہ پر دلالت ہے کہ قبضہ تو اصل مقدار لمحیہ شرعیہ ہے جس سے کئی جائز نہیں تو اتنی مقدار سے جب تک زائد نہ ہو طویل نہ کہیں گے۔ ولہذا علامہ خفاجی نے ریش اطہر انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تابینہ ہونے کے انکار کی یہی وجہ لکھی کہ ایسا ہوتا تو ریش اقدس طویل ہوتی حالانکہ اس کا قصیر ہونا ثابت ہوا ہے اس تقدیر پر ریش مبارک امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہ لفظ کہ پر می کرد سینہ اور (ان کے سینے کو بھر دیتی تھی۔ ت) اپنے معنی ظاہر پر محمول رہنا چاہئے **اقول: وبالله التوفیق** (میں اللہ کی توفیق سے کے ساتھ کہتا ہوں۔ ت) حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول شاید بخیاں جہاد ہو کہ بسیاری مو چشم عدو میں مورث زیادت بیبت ہے ولہذا مجاہدین کو بسیں بڑھانے کی اجازت ہوئی حالانکہ اوروں کو بالاتفاق مکروہ۔

کیا علی ذلک حمل ما عن بعض الصحابة الكرام کامیر المومنین عثمان الغنی و سیدنا الامام الحسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما من الاختضاب بالسواد مع صحۃ الحدیث بتحريم لغير اهل الجهاد۔	جیسا کہ اسی پر محمول کیا گیا جو بعض صحابہ کرام سے ثابت ہوا ہے جیسے امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالوں کو سیاہ خضاب لگایا کرتے تھے حالانکہ غیر مجاہدین کے لئے حدیث صحیح سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ (ت)

بنظر اطلاق ارشاد اقدس اعفوا للہی^۲ (واڑھیاں بڑھاؤ۔ ت) ان کا اجتہاد اس طرف مووی ہوا کہ مذہب الیہ الحسن البصری وغیرہ (جیسا کہ حسن بصری وغیرہ اس طرف گئے ہیں۔ ت) تو یہ آثار ہمیں اس امر سے عدول پر باعث نہیں ہو سکتے جو ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک سنت ثابت ہو اور حقیقت امر یہ کہ ہم پر اتباع مذہب لازم۔ دلائل میں نظر ائمہ مجتہدین فرما چکے واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم (اور اللہ تعالیٰ پاک و برتر ہے اور خوب جانتا ہے اور اس عظمت و شان والے کا علم کامل اور پختہ ہے۔ ت)

^۱ تہذیب الاسماء واللغات ترجمہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ۴۲۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۳۸

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس باب اعفاء اللہی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۸۷۵

مسئلہ ۲۰۹:

از گلٹ چھاؤنی جو نال مرسلہ سید محمد علی صاحب

شعبان ۱۳۱۲ھ

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم و سلامت۔ بعد آداب تسلیمات کے گزارش یہ ہے کہ براہ مہربانی اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمائے گا کیونکہ اس جگہ پر خط عرصہ سے پہنچتا ہے بوجہ برف کے جواب کے واسطے عرصہ دو ماہ کا ہونا چاہئے۔ بندہ کو اس وقت سو آپ کے اور کوئی یاد نہیں آیا امیدوار ہوں کہ اکثر یہاں کے لوگ ناواقف ہیں اس سوال کا جواب دیجئے گا۔ فقط۔ جو شخص کہ قریب تیس برس کی عمر میں اسلام قبول کرے اس کی سنت کرانا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط زیادہ تسلیم۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

اگر ختنہ کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللق عنك شعر الكفر ثم اختتن۔ رواہ الامام احمد ¹	زمانہ کفر کے بال اتار پھر اپنا ختنہ کر (اس کو امام احمد اور امام ابو داؤد نے عثیم بن کلیب الحضرمی الجہنی عن سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ ت)

ہاں اگر خود کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کر لے یا کوئی عورت جو اس کام کو کر سکتی ہو ممکن ہو تو اس سے نکاح کر دیا جائے وہ ختنہ کر دے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے یا کوئی کثیر شرعی واقف ہو تو وہ خریدی جائے۔ اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو حجام ختنہ کر دے عسکہ ایسی ضرورت کے لئے ستر دیکھنا مکھانا منع نہیں۔ در مختار میں ہے:

ينظر الطبيب الى موضع مرضها	بوقت ضرورت بقدر ضرورت طبیب جائے مرض

عہ: فتاویٰ افریقہ بھی یہ مسئلہ دیکھیں۔

¹ سنن ابن داؤد کتاب الطہارۃ باب الرجل یسلم فیہ بالغسل آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۵۲، مسند احمد بن حنبل حدیث ابن کلیب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ البکتاب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۱۵

بقدر الضرورة اذ الضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلية وختان ¹ ۔	(خواہ وہ جائے پردہ ہو) کو دیکھ سکتا ہے۔ اور قدر ضرورت محض اندازے سے ہوگی۔ اسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا معاملہ ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله و ختان كذا جزم به في الهداية والخانية وغيرهما لان الختان سنة للرجال من جملة الفطرة لا يمكن تركها ² اھ ملخصاً۔	مصنف کا ارشاد ہے وختان اسی طرح ہدایہ اور خانیہ اور دیگر کتب میں اس پر یقین ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ مردوں کے لئے ختنہ سنت ہے اور ان فطری کاموں میں سے ہے کہ جس کا چھوڑنا مناسب نہیں اھ ملخصاً (ت)

در مختار میں ہے:

وقيل في ختان الكبير اذا امكنه ان يختن نفسه فعل والا لم يفعل الا ان يمكنه النكاح او شراء الجارية و الظاهر في الكبير انه يختن ³ ۔	بڑی عمر کے آدمی کے ختنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اگر وہ خود اپنا ختنہ کر سکے تو خود کرے ورنہ کیا ہی نہ جائے، ہاں اگر اس کے لئے نکاح کرنا یا لونڈی خریدنا ممکن ہو تو ان سے ختنہ کرائے اور ظاہر یہ ہے کہ بالغ آدمی کا بھی ختنہ کیا جائے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

الختان مطلق يشمل ختان الكبير والصغير هكذا اطلقه في النهاية كما قدمناه واقرة الشراح والظاهر ترجيحه ولذا عبر هنا عن التفصيل بقیل ⁴ ۔	ختنہ کرنا مطلق بلا قید ذکر کیا ہے لہذا یہ بڑے اور چھوٹے دونوں کو شامل جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور شارحین نے اس کو برقرار رکھا ہے لہذا بظاہر یہی رائج ہے اس لئے یہاں لفظ قیل سے تفصیل کی تعبیر فرمائی گئی۔ (ت)

¹ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب النظر والمس مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/۲۴۲

² ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۳۷

³ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/۲۴۲

⁴ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۴۵

ہندیہ میں ہے:

امام کرخی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا کرے۔ یونہی فتاویٰ عتابیہ میں مذکور ہے۔ (ت)	ذكر الكرخي في الجامع الصغير ويختنه الحمامي كذا في الفتاوى العتابية ¹

خلاصہ میں ہے:

بہت بوڑھا شخص اگر اسلام قبول کرے اور بوجہ ضعف و کمزوری ختنہ نہ کر سکے یا نہ کر سکے تو چند اہل بصیرت حضرات سے رائے لی جائے اگر وہ کہیں کہ واقعی یہ شخص ختنہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے بلا ختنہ ہی رہنے دیا جائے اور اس کا ختنہ نہ کیا جائے الخ۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)	الشيخ الضعيف اذا اسلم ولا يطيق الختن ان قال اهل البصر لا يطيق يتروك ² الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۰ تا ۲۱۲: از گویار محکمہ ڈاک مرسلہ مولوی نور الدین احمد صاحب ۳ ذی القعدہ ۱۳۱۲ھ

مخدوم متاع و نیاز مندانه، آداب نیاز کے بعد عرض پرداز مسائل ذیل کے جواب عنایت فرمائے جائیں:

(۱) داڑھی کا ارسال تلبہ یکمشت تو معلوم ہے مگر اس کے حدود کہاں تک ہیں یعنی چہرہ پر کل بال خواہ آنکھوں تک کیوں نہ ہوں داخل ریش ہیں یا کہاں تک اور خط بنوانے میں کہاں تک احتیاط مناسب ہے؟

(۲) نیچے کے ہونٹ کے نیچے جو وسط میں ذرا سے بال چھوڑ کر ادھر ادھر منڈاتے ہیں جیسے اس شکل میں اس کا منڈانا درست ہے یا کچھ نہ منڈائے خواہ لب زیریں کے نیچے سب بال ہی بال ہوں اور سوامنہ کے کوئی جگہ نہ بچی ہو۔

(۳) بال سر کے چھوڑنا تا بگوش خواہ دوش تک یا سارے سر کے حجامت کرنا تو معلوم ہے لیکن چھوٹے چھوٹے بال بقدر تین چار حجامتوں کے رکھنا جیسا کہ آج کل شائع ہے اور پھر گردن پر سے ان کی درستی گردن کی صفائی یہ کہاں تک جائز ہے؟ زیادہ نیاز۔

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۱۵/ ۳۵۷² خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثانی مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۱۴/ ۳۴۰

الجواب:

جواب سوال اول: داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبروں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرض اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رو نگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں، یوں ہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جدا ممتاز ہوتے ہیں اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشوہ خلق و تقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً گزیر پسندیدہ نہیں، غرائب میں ہے:

کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول للحلاق بلغ العظمین فانہما منتهی اللحیۃ یعنی حدھا ولذلک سببت لحیۃ لان حدھا اللحیۃ ^۱ ۔	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حجام سے فرمایا کرتے تھے کہ دو ہڈیوں تک پہنچ جا، کیونکہ وہ دونوں داڑھی کی حدود یعنی آخری حصہ ہیں اسی لئے داڑھی کو "لحیہ" کہا گیا ہے کیونکہ اس کی حدود جبرے (اللحی) تک ہیں۔ (ت)

عمدة القاری شرح صحیح بخاری باب تقليم الاظفار میں تعریف علامہ ابن حجر صی اسم لما نبت علی الخدین والذقن (داڑھی دراصل ان بالوں کا نام ہے جو دو رخساروں اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں۔ ت) کو موبوم پا کر اس پر اعتراض فرمایا:

قلت علی الخدین لیس بشیعی ولو قال علی العارضین لکان صوابا ^۲ ۔	یعنی میں ابن حجر کہتا ہوں، کہ علی الخدین (دونوں رخساروں پر) کہنا ٹھیک نہیں البتہ علی العارضین (دونوں گالوں پر) کہتے تو ٹھیک ہوتا (ت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لابأس باخذ الحاجبين وشعروجه	دو بروؤں اور چہرے کے بالوں کو کاٹنے میں

^۱ غرائب

^۲ عمدة القاری شرح بخاری کتاب اللباس باب تقليم الاظفار محمد امین منیر و ت ۲۶/۲۲

مالم یتشبه بالمخنث کذا فی الینابیع ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ہجڑوں سے مشابہت پیدا نہ ہو، اسی طرح ینابیع میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

جواب سوال دوم: یہ بال بدلتہ سلسلہ ریش میں واقع ہیں کہ اس سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتے تو انھیں داڑھی سے جدا ٹھہرانے کی کوئی وجہ وجہ نہیں۔ وسط میں جو بال ذرا سے چھوڑے جاتے ہیں جنھیں عربی میں عنفقتہ اور ہندی میں بچی کہتے ہیں۔ داخل ریش ہیں کمانص علیہ الامام العینی وعنه نقل فی السیرۃ الشامیۃ (جیسا کہ امام بدر الدین عینی نے اس کی تصریح فرمائی اور ان سے سیرت شامیہ میں نقل کیا گیا۔ ت) ولہذا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ جو کوئی انھیں منڈاتا اس کی گواہی رد فرماتے کہا ذکرہ الشیخ المحدث فی مدارج النبوة (جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں ذکر فرمایا۔ ت) تونچ میں یہ دونوں طرف کے بال جنھیں عربی میں فنیکیں ہندی میں کوٹھے کہتے ہیں کیونکر داڑھی سے خارج ہو سکتے ہیں داڑھی کے باب میں حکم احکم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعفو اللہی واوفرو اللہی^۲ (داڑھیاں بڑھاؤ اور زیادہ کرو۔ ت) ہے تو اس کے کسی جز کا مونڈنا جائز نہیں۔ لاجرم علماء نے تصریح فرمائی کہ کوٹھوں کا تنف یعنی اکھیرنا بدعت ہے امیر المؤمنین عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمائی۔ غرائب میں ہے:

تنف الفنیکیں بدعة وهو جنباً عنفقتہ وہی شعر الشفة السفلی ^۳ وشہد رجل عند عمر بن عبدالعزیز وکان یتنف فنیکیہ فرد شہادته ^۴ اھ وعنہا نقل فی الہندیۃ الی	دونوں کوٹھوں کو اکھاڑنا بدعت ہے اور وہ عنفقتہ (بچی) کے دونوں جانب کے بال ہیں اور عنفقتہ لب زیریں کے بال ہیں، ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی عدالت میں (کسی معاملے میں) گواہی دی اور وہ شخص دونوں

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۸

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس باب اعفاء اللہی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۸۷۵

^۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۸

^۴ غرائب

قوله السفلى وظاهر ان الاثر في ذلك لخصوص النتنف
ففي معناه الحلق وانما وقع التعبير به نظرا الى ماكانوا
تعودوه كما في قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تنتفوا
الشيب¹ وقول الفقهاء يكره تنف الشيب مع كراهة
قصه ايضا لشمول العلة وبه تبين ان ماوقع في
المدارج الشريفة من ان في حلق العنفة وتركها
خلافًا والا فضل تركها اما حلق طرفيها فلا بأس به
اه² معربا محل تأمل حيث افاده بظاهرة كراهة
التنزيه وبمقابلته بأفضلية الترك الاباحة الخالصة
مع ان العنفة وطرفيها جميعا من اجزاء اللحية وهي
واجبة الاعفاء فلا ينبغي الاقدام على ذلك ما لم
يثبت من حديث صحيح او نص من امام المذهب
صريح فليتأمل۔

کوٹھوں کے بال اکھاڑنے والا تھا آپ نے اس کی گواہی رد کر دی۔
فتاویٰ غرائب سے فتاویٰ عالمگیری میں اس کا قول "السفلى" تک
نقل کیا گیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں اکھاڑنے کی خصوصیت کا
کوئی اثر نہیں پس اسی کے معنی میں "حلق" ہے یعنی بال مونڈنا
ہے۔ اور بال اکھاڑنے سے تعبیر ان کی عادت کے مطابق واقع
ہوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد
مبارک ہے: سفید بال نہ اکھاڑا کرو۔ اور فقہائے کرام کا ارشاد
فید بال اکھاڑنے مکروہ ہیں۔ باوجود یہ کہ ان کے کترنے میں بھی
کراہت ہے کیونکہ علت دونوں کو شامل ہے۔ اس سے واضح ہو گیا
کہ جو کچھ مدارج شریف میں وارد ہے وہ محل تا مل یعنی غور و فکر
کے لائق ہے کہ عنف کے بال مونڈنے اور نہ مونڈنے میں
اختلاف ہے اور بہتر یہ ہے کہ نہ مونڈے جائیں۔ لیکن دونوں
کناروں کے بال مونڈ دینے میں کوئی حرج نہیں (معرب عبارت
پوری ہو گئی) کیونکہ شیخ کی عبارت کا بظاہر مفاد کراہت تنزیہی ہے
اور اس کا تقابل "ترك افضل" خالص اباحت بتا رہا ہے حالانکہ عنف
اور داڑھی کی دونوں اطراف اجزائے داڑھی میں شامل ہیں اور ان
کا چھوڑنا واجب ہے۔ لہذا اس پر جرات اقدام کسی طرح مناسب
نہیں جب تک کسی حدیث صحیح سے یا امام مذہب کی طرف سے
کسی صریح نص کے ساتھ ثابت نہ ہو، پس اس میں گہری سوچ
سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ ت)

¹ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی تنف الشیب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۲۲

² مدارج النبوة باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۵

ہاں اگر یہاں بال اس قدر طویل وانبوہ ہو کہ کھانا کھانے، پانی پینے، کلی کرنے میں مزاحمت کریں تو ان کا قینچی سے بقدر حاجت کم کر دینا روا ہے۔ خزائن الروایات میں تثار خانہ سے ہے:

یجوز قص الاشعار التي كانت من الفنیکیں اذا زحمت فی المضضبة او الاکل او الشراب ^۱ ۔	زیریں لب کے دونوں کناروں کے بال کترنے جائز ہیں جبکہ کلی کرنے اور کھانے پینے میں رکاوٹ ہوں۔ (ت)

یہ روایت بھی دلیل واضح ہے کہ بغیر اس مزاحمت کے ان بالوں کا کترنا بھی ممنوع ہے نہ کہ مونڈنا فان المفاهیم معتبرة فی الكتب وکلام العلماء وبالأجماع هذا ما عندی (کیونکہ مفہوم مخالف، کتابوں، کلام علماء میں ساتھ اجماع کے معتبر ہے میرے نزدیک تو یہی ہے۔ ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔
جواب سوال سوم: یہ نئی نئی تراشیں سب خلاف سنت ہیں۔

فی الهندیة عن التثار خانیه عن الروضة ان السنة فی شعر الراس اما الفرق واما الحلق ^۲ ۔	فتاویٰ ہندیہ میں تثار خانہ سے اور تثار خانہ نے الروضہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے سر کے بالوں کو مونڈ ڈالنا یا بال رکھ کر ان میں مانگ نکالنا دونوں سنت عمل ہیں۔ (ت)

گردن کی صفائی سے اگر قفا یعنی گدی کے بال منڈانا مراد ہے جس طرح آج کل بعض جہال کا معمول، تو یہ صرف بچپنوں کی ضرورت سے جائز ہے۔ بلا ضرورت مکروہ۔

فی الهندیة عن الینابیع عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکرہ ان یحلق کفاه الا عند الحجامة ^۳ ۔	فتاویٰ ہندیہ میں ینابیع کے حوالے سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے روایت ہے کہ گدی کے بال مونڈنا مکروہ ہیں سوائے بچھنے لگوانے کی ضرورت کے۔ (ت)

اور اگر ان روٹگوں کا صاف کرنا مقصود جو گدی کے نیچے صفحہ گردن پر تھوڑے تھوڑے متفرق

^۱ خزائن الروایات باب فی شعور الانسان قلمی نسخہ ص ۵۶۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۵/ ۳۵۷

^۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۵/ ۳۵۷

نکلتے ہیں تو ظاہر اموائے سینہ و پشت کے حکم میں ہونا چاہئے کہ جائز ہے اور ترک بہتر۔

فی الہندیۃ عن القنیۃ فی حلق شعر الصدر والظہر ترک الادب ^۱ اھواللہ تعالیٰ اعلم۔	فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ قنیہ مذکور ہے سینہ اور پشت کے بال مونڈنے میں ترک ادب ہے یعنی بہتر نہیں۔ اھواللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۱۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد اگر اپنے زیر ناف کے بال مقرض سے تراشنے یا عورت استرہ لے
تو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

حلق و قصر و نتف و تنور یعنی مونڈنا، کترنا، اکھیرنا، نورہ لگانا سب صورتیں جائز ہیں کہ مقصود اس موضع کا پاک کرنا ہے اور وہ سب
طریقوں میں حاصل۔

فی صحیح مسلم ابن الحجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قال الفطرۃ خمس او خمس من الفطرۃ الختان و الا ستحداد و تقليم الاظفار و نتف الابط و قص الشارب ^۲ قال الشارح النووی و اما الاستحداد فهو حلق العانة و هو سنة و المراد به نظافة ذلك الموضع ^۳ انتهی ملخصاً و بمثله قال الغزالی فی احیائہ وغیرہ فی غیرہ۔	صحیح مسلم بن الحجاج میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا امور فطرت پانچ ہیں۔ یا یوں فرمایا پانچ کام فطرت میں سے ہیں: (۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناف کے بال مونڈنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) بغلوں کے بال اکھیرنا اور (۵) مونچھیں کترنا، شارح صحیح مسلم امام نووی نے فرمایا رہا استحداد تو وہ مقام ستر کے بال مونڈنے ہیں اور وہ عمل سنت ہے اور اس عمل سے اس جگہ کی طہارت مقصود ہے (تلخیص پوری ہو گئی) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے احیاء علوم الدین میں اور دوسروں نے دوسری کتابوں میں اس طرح صراحت فرمائی ہے۔ (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۸

^۲ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸

^۳ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸

مگر حلق مرد میں بہ نسبت قصر و تنف و تنور کے افضل ہے کہ احادیث خصال و عامہ کتب فقہ میں اس خصلت کا ذکر بلفظ حلق و استحداد وغیرہ۔

امام نووی نے فرمایا کہ زیر ناف بال ہٹانے کے لئے زیادہ بہتر عمل مونڈنا ہے البتہ کترنا، اکھیرٹنا اور چونا وغیرہ لگانا بھی جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ناخن کاٹے جائیں اور زیر ناف بال مونڈے جائیں اھ مختصر (ت)	قال النووي والافضل فيه الحلق ويجوز بالقص والنتف والنورة^۱ وفي الفتاوى الهندية الافضل ان يقلم اظفاره ويحلق عانته^۲ انتهى مختصر۔

اور عورت کے لئے بعض علماء نے تنف (اکھاڑنا) حلق (مونڈنا) سے افضل قرار دیا اور بعض علماء نے بالعکس ملا علی قاری مرقاۃ^۳ میں پہلا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ اور حدیث صحیحین میں وارد: حتی تستحد بالمغیبة^۴ (یہاں تک کہ زیر ناف بال صاف کرے۔ ت) اشعة اللمعات میں علامہ تورپشتی سے نقل کیا یہاں استحداد سے بال دور کرنا مراد ہے نہ کہ خاص استعمال قدسی ابن عربی محاکمہ کرتے ہیں کہ نوجوان عورت کو احتراز مناسب اور عمر رسیدہ کو مضرت نہیں۔ اور تنف ایام ضعف میں باعث استرخاء فرج تو میانہ کو اس سے بچنا زیبا اور نوجوان میں بوجہ شباب قوت پر احتمال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۴: از مارہرہ مطہرہ ضلع ایندھ مرسلہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہ شریف ۲۴ رجب ۱۳۱۸ھ

"مُحَلِّقِينَ رُءُوسَهُمْ وَمُقَصِّرِينَ"^۵ (تم لوگ اپنے سروں کے بال منڈواتے اور کتراتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہونگے۔ ت) سے سر منڈانا اور کترنا مفہوم ہوتا ہے بابو لوگ یا نیا چہرہ منڈاتے نہیں بہت چھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں ذرا بڑھے کترا ڈالے۔ کیا یہ شکل مقصرین سے مفہوم ہے فقہ میں کیا

^۱ شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷

^۳ مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب الترجل الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۰۸

^۴ صحیح بخاری کتاب النکاح باب طلب الولد قدیمی کتب خانہ ۱۲/ صحیح مسلم کتاب الرضاع باب استحباب النکاح قدیمی کتب خانہ ۱/ ۴۷۴

^۵ القرآن الکریم ۲۸/ ۲۷

ثابت ہے؟

الجواب:

آیہ کریمہ میں حلق و تقصیر حج کا ذکر ہے۔ تقصیر حج یہ کہ ہر بال سے بقدر ایک پورے کے کم کریں چہارم، سر کے بالوں کی تقصیر واجب ہے کل کی مندوب و مسنون اسے عادی امور سے تعلق نہیں یہ طریقہ کہ ان کفرہ یا بعض فسقہ میں معمول ہے کہ چھوٹی چھوٹی کھونٹیاں رکھتے ہیں جہاں ذرا بڑھیں کتر و ادیں خلاف سنت و مکروہ ہے سنت یا سارے سر پر بال رکھ کر مانگ نکالنا یا سارا منڈانا۔

فتاویٰ شامی میں "روضہ" سے نقل کیا گیا کہ سروں کے بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے یا تمام بال منڈوا دینا سنت ہے۔ (ت)

فی رد المحتار عن الروضة السنة في شعرا لراس اما الفرق واما الحلق^۱۔

اور کراہت اس لئے کہ وضع کفرہ و فسقہ ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں بحوالہ ذخیرہ اور فتاویٰ شامی میں تارخانہ سے بحوالہ ذخیرہ منقول ہے اور وہ یہ کہ سر کے چوٹی کے بال منڈوا دے اور باقی بال گوندھے بغیر چھوڑ دے۔ پھر اگر انھیں گوندھ ڈالے تو یہ عمل مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنا بعض کفار سے مشابہ ہو جائے گا (اور کفار سے مشابہت جائز نہیں) اور اللہ تعالیٰ پاک و بلند و بالا اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ت)

فی الہندیہ عن الذخیرۃ والشامیۃ عن التارخانہ عن الذخیرۃ ان یحلق وسط راسہ ویرسل شعرة من غیر ان یقتلہ فان قتلہ فذلک مکروہ لانه یصیر مشابہا ببعض الکفرة^۲۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

از شہر کہنہ

مسئلہ ۲۱۵:

جناب عالی! قصص الانبیاء میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں لکھا ہے کہ بی بی سارا نے بی بی ہاجرہ کے کان چھیدے اور ختنہ کرا دی یہ سنت زن و مرد پر قیامت تک قائم رکھیں گے تو عورت کی ختنہ کیسی؟

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الحظرو الاباحۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷

الجواب:

اندام زن کے دونوں لبوں کے بیچ جو گوشت پارہ تند و بلند سرخ رنگ مثل تاج خروس کے ہے اس میں سے ایک ٹکڑا کھال کا جدا کرتے ہیں یہ ختنہ زنانہ ہے جہاں اس کا رواج ہے مستحب ہے ان بلاد میں اس کا نشان نہیں۔ اگر واقع ہو تو جہاں نہیں، اور یہ مسئلہ شرعیہ پر ہنسنا اپنا دین برباد کرنا ہے تو یہاں اس پر اقدام کی حاجت نہیں۔ خود ایک مستحب بات کرنی اور مسلمانوں کو ایسی سخت بلا میں ڈالنا پسندیدہ نہیں۔

کما نصوا علیہ فی ترک عذبة العمامة حیث یستہزأ فی الجملة بها ویشبھونہا بالذنب ومن لم یعرف اهل زمانہ فهو جاهل وقد کلمنا علی عدة نظائر لهذا فی رسالتنا اطائب التہانی فی حکم النکاح الثانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جیسا کہ فقہاء نے پگڑی کا شملہ نہ چھوڑنے کی تصریح فرمائی ہے کہ جہاں کہیں اس سے مذاق اور استہزاء کیا جاتا ہو اور عوام اسے "دم" سے تشبیہ دیتے ہوں وہاں شملہ نہ چھوڑا جائے، اور جو کوئی اہل زمانہ کے حالات سے بے خبر ہو وہ بڑا جاہل اور نادان ہے اور ہم نے اس کے چند نظائر (امثال) پر اپنے رسالہ اطائب التہانی فی حکم النکاح الثانی^ع (پاکیزہ مبارکبادیں دوسرا نکاح کرنے کے حکم میں) میں کلام کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

تاریخ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

مرسلہ مولوی کاظم الدین صاحب بنگالہ شہر کمرلہ

مسئلہ ۲۱۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی کے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی ولی وارث کو اس مولود کی ناف بریدہ کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کیا دلیل، بالتفصیل تحریر فرمائے وگرو ولی اور وارث نہ کرے کوئی دائی سے کروایا جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر دائی سے اس کام کو کرتا ہے لیکن دائی کم یابی کے سبب سے فی لڑکا اتنا روپیہ مانگتا ہے اس کا ولی و وارث اتنا مزدوری دے کر یہ کام نہیں کروا سکتا اس صورت میں خود کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر دائی اس کام کو نہیں کرتی بلکہ اس کی خواندہ کو بھیجتی ہے یا ملک کا رواج پڑ گیا ہے مردانہ دائی سے یہ کام کروانا ہے اب مسلمانوں کو اتفاق یہ ہوا چونکہ بیگانہ مرد عورت کے نفاس کی حالت میں جانا حرام ہے۔ اگر شریعت میں خود بخود کرنا جائز نکلے اور مفتی بھی فتویٰ دے ہم لوگ خود کرنے کا تو اس حرام کو کیوں اختیار کریں؟ بینوا

عہ: رسالہ اطائب التہانی۔ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور جلد ۱۲ میں موجود ہے۔

توجروا واللہ اعلم (بیان فرماؤ تاکہ اجر و ثواب پاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

الجواب:

لڑکائی لڑکی اس کی ناف کا ثنا اس کے ولی غیر ولی سب کو جائز ہے۔ در مختار میں ہے:

لا عورة للصغير جدا ^۱ ۔	بلاشبہ چھوٹے بچے کی کوئی جگہ چھپانے کی نہیں۔ (ت)

فتاویٰ عالمگیری میں سراج و ہاج سے ہے:

للاب ان یختن ولده الصغير ^۲ ۔	یعنی باپ کو جائز ہے کہ اپنے چھوٹے بچے کی ختنے کی کھال کاٹے۔

جب ختنے کی کھال کا ثنا باپ کو جائز ہے تو ناف کا ثنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور ہر گز ضرور نہیں کہ خواہی خواہی دایہ ہی سے نال کٹوائے اگرچہ وہ کتنی ہی مزدوری مانگے، یہ محض ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا يَكِلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" ^۳	الہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف میں نہیں ڈالتا مگر اس قدر جتنی اس میں ہمت اور گنجائش ہو۔ (ت)

یہ جو سائل نے لکھا کہ بیگانہ مرد عورت کی نفاس کی حالت میں جانا حرام ہے یہ بھی محض بے معنی ہے بیگانہ مرد کا بے پردہ عورت کے پاس جانا ہر حالت میں حرام ہے۔ اور پردہ کی حالت میں نفاس وغیر نفاس یکساں ہے اور نال کاٹنے کے لئے عورت کے پاس جانے کی کوئی حاجت بھی نہیں۔ بچہ کاٹنے والے کے سامنے لاسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۹۴۲۱: از شیر گڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مکان سید احمد علی شاہ مرسلہ بندہ علی طالب عالم

(۱) زید کا طریقہ صوفیانہ ہے اور اس کے بال دراز ہیں یعنی کندھوں تک چھوٹے ہیں آیا وہ شعر طویل نماز کی صحت کے مانع ہے یا نہیں؟

(۲) اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگی یا نہیں؟ غرض کہ وہ بال نماز کی صحت میں خلل پیدا کریں گے یا نہیں؟

^۱ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب شروط الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۶

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷

^۳ القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

(۳) فقراء کے واسطے بال بڑھانے کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر حکم ہے تو کہاں تک؟ کیونکہ بد مذہب اس طریقہ کے منکر ہیں بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

ہاں نصف کان سے کندھوں تک بڑھانا شرعاً جائز ہے اور اس سے زیادہ بڑھانا مرد کو حرام ہے۔ خواہ فقرا ہوں خواہ دنیا دار احکام شرع سب پر یکساں ہیں زیادہ میں عورتوں سے تشبہ ہے اور صحیح حدیث میں لعنت فرمائی ہے اس مرد پر جو عورت کی وضع بنائے اور اس عورت پر جو مرد کی وضع بنائے اگرچہ وہ وضع بنانا ایک ہی بات میں ہو۔ جو لوگ چوٹی گندھواتے یا جوڑا باندھتے یا کمر یا سینہ کے قریب تک بال بڑھاتے ہیں وہ شرعاً فاسق معطن ہیں اور فاسق معطن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یعنی پھیرنا واجب اگرچہ پڑھے ہوئے دس برس گزر گئے ہوں، اور یہ خیال کہ باطن صاف ہونا چاہئے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ اس کا دل ٹھیک ہوتا تو ظاہر آپ ٹھیک ہو جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۰: از شیر گڑھ تحصیل سیرٹی ضلع بریلی مرسلہ عظیم اللہ نائب مدرس ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسلمان کو داڑھی کتر وانا اور ٹھوڑی کھلوانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

داڑھی اتنی کتر وانا کہ ایک مشیت سے کم ہو جائے گناہ و ناجائز ہے۔ یونہی ٹھوڑی پر سے کھلوانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۲۱ و ۲۲۶: مسئلہ اکبر یار خاں از شہر کہنہ محصل چندہ مدرسہ اہلسنت و جماعت بروز دوشنبہ بتاریخ ۹ ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ
(۱) یہ کہ داڑھی کا طول ایک مشیت و دو انگشت ہے یا کم یا کس قدر کہ جس سے کم رکھنے میں گنہگار ہوگا؟
(۲) یہ کہ منڈوانا استرے سے اور قینچی سے کتر وانا، چھوٹا چھوٹا کرانا ایک ہی بات ہے یا قینچی سے چاہے جس قدر کتر واکر چھوٹا کر دے اس میں حرج نہیں ہے؟
(۳) یہ کہنا کہ عرب شریف اسلام کا گھر ہے وہاں کے لوگ داڑھی کٹوا کر چھوٹا کر لیتے ہیں اگر اور کوئی شخص داڑھی کتر وائے تو کیا مضائقہ ہے۔ ایسے کہنے والے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۴) یہ کہ لبوں کے بال بڑھے ہوئے شخص کا جھونٹا پانی وغیرہ پینا کیسا ہے؟

(۵) یہ کہ ایسے لوگوں کی نسبت یعنی داڑھی منڈوانے والے، کترنے والے۔ لبوں کے بال بڑھانے والے کس خطا کے مرتکب ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۶) یہ کہ مثل داڑھی کے مقدار کے لبوں کے بال کی بابت کہ کس قدر ہوں کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص لبوں کے بال منڈوائے یا بہت باریک کرے تو کیا قباحت ہے؟

الجواب:

(۱) داڑھی کا طول ایک مشت یعنی ٹھوڑی سے نیچے چار انگل چاہئے اس سے کم کرنا حرام ہے۔

(۲) قینچی سے کترے خواہ استرے سے لے سب یکساں ہے، ہاں تھوڑی کترنے سے سب منڈا دینا سخت و خبیث تر ہے کہ حرام

حرام میں فرق ہوتا ہے۔ بھنگ، چرس، شراب سب حرام ہیں مگر شراب سب میں بدتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) شریعت پر کسی کا قول و فعل حجت نہیں۔ اللہ و رسول سب پر حاکم ہیں اللہ و رسول پر کوئی حاکم نہیں، یہ فعل وہاں کے جاہلوں کا ہے اور جاہلوں کا فعل سند نہیں ہو سکتا کہیں کے ہوں، ایسا کہنے والا اگر جاہل ہے اسے سمجھا دیا جائے اور اگر ذی علم ہو کر ایسا کہتا ہے یا سمجھانے کے بعد بھی نہ مانے اصرار کئے جائے وہ سخت فاسق و گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اگر اسے وضو نہ تھا اس حالت میں اس نے پانی پیا اور لبوں کے بال پانی کو لگے تو پانی مستعمل ہو گیا۔ مستعمل پانی کا پینا ہمارے

امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصل مذہب میں حرام ہے۔ ان کے نزدیک وہ پانی ناپاک ہو گیا خود اس نے جو پیا ناپاک پیا اور اب جو پئے گا ناپاک پئے گا۔ اور مذہب مفتی بہ پر مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہے۔ اس نے جو پیا مکروہ پیا اور اب جو بچا ہوا پئے گا مکروہ پئے گا۔ ہاں اگر اسے وضو تھا یا منہ دھلا تھا تو شرعاً حرج نہیں۔ اگرچہ اس کی مونچھوں کا دھوون پینے سے قلب کراہت کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حد شرع سے کم داڑھی رکھنا حد شرع سے زیادہ مونچھیں رکھنا سب خلاف شرع اور مجوسیوں کی سنت اور نصرانیوں کی

عادت ہے آدمی اس سے گنہگار ہوتا ہے اور اس کی عادت رکھنے سے فاسق ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) لبوں کی نسبت یہ حکم ہے کہ لمبیں پست کرو کہ نہ ہونے کے قریب ہوں البتہ منڈاونا نہ چاہئے اس میں علماء کو اختلاف

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ

۱۳۱۵ھ

لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللہی

(چاشت کی روشنی میں داڑھیاں بڑھانے میں)

بسم الله الرحمن الرحيم

۲۰ جمادی الآخر ۱۳۱۵ھ

از حیدر آباد

مسئلہ ۲۲۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولید کہتا ہے داڑھی منڈانا حرام نہیں الحرام مآثبت ترکہ بدلیل قطعی لا شبہۃ فیہ (حرام وہ ہے جس کا چھوڑ دینا ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہو کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہ پایا جائے۔ ت) حرام وہ جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو قرآن شریف میں تو اس کا کہیں حکم نہیں "يَبْتَغُوا مَا تَخَذُوا لِحْيَتِي" ^۱ (اے میرے ماں جائے! میری داڑھی نہ پکڑت) سے کوئی حکم نہیں نکلتا بلکہ ایک بات ہمارے لئے مفید البتہ پیدا ہوتی ہے کہ داڑھی بڑھانا بعض وقت مضر ہوتا ہے دشمن نے بڑی داڑھی پکڑ کر مارنا شروع کیا تو پٹنا ہی پڑا۔ سنن ابی داؤد میں یوں مروی ہے۔

دس کام فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کترنا، داڑھی

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء

^۱ القرآن الکریم ۲۰/۹۴

اللحية الخ حدثنا موسى بن اسمعيل وداؤد بن شعيب قال حدثنا حماد عن علي بن زيد عن سلمة الخ ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان من الفطرة المضمضة والاستنشاق بالماء ولم يذكر وا عفاء اللحية وروی نحوه عن ابن عباس قال خس كلها في الرؤس ذكر فيه الفرق ولم يذكر اعفاء اللحية قال ابو داؤد وروی نحوه حديث حماد عن طلق بن حبيب ومجاهد وعن بكر المزي قولهم ولم يذكر اعفاء اللحية¹۔	بڑھانا الخ۔ ہم سے موسیٰ بن اسمعیل اور داؤد بن شعیب نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا اس نے علی بن زید اس نے سلمہ سے روایت کیا۔ الخ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امور فطرت یہ ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، اس میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں۔ یونہی عبد اللہ ابن عباس سے بھی روایت کی گئی (چنانچہ) آپ نے فرمایا: پانچ کام ہیں اور وہ سب سر کے متعلق ہیں ان میں سر میں مانگ نکالنے کا ذکر فرمایا مگر داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں فرمایا۔

امام ابو داؤد نے فرمایا: اسی جیسی حدیث حماد بواسطہ طلق بن حبيب اور مجاہد سے روایت کی گئی ہے اور بکر مزی سے بھی۔ ان سب کا قول مروی ہے مگر اس میں اِعْفَاءُ اللَّحِيَّةِ یعنی داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں۔ (ت) حاصل اس کا یہ کہ ان نو دس رواۃ نے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ مانگ کو فرمایا اس سے بھی معلوم ہوا کہ داڑھی بڑھانا بھی ویسی ہی سنت ہے جیسے مانگ کا رکھنا، معذاریہ حدیث مختلف فیہ تو ضرور ہے پس لائق اعتبار نہ رہی۔ پھر صحیح بخاری میں یوں ہے:

خالفوا المشركين قصوا الشوارب واعفوا اللحي²۔	مخالفت کرو مشرکین کی، ترشوارب مونچھ، اور بڑھاؤ داڑھی۔

خالفوا المشركين یہ جملہ "فقیہ نظر" اس واسطے کہ بعض مشرکین داڑھی بڑھاتے رہتے ہیں پس ان کی مخالفت یہ ہے کہ داڑھی منڈاؤ، اور بعض منڈاتے ہیں تو ان کی مخالفت یہ ہے کہ بڑھاؤ بہر حال بڑھانے اور منڈانے والے دونوں خالفوا المشركين میں داخل ہیں کیونکہ مخالفت کا حکم عام ہے۔

¹ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸

² صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۸۷

جس مشرک کی چاہیں مخالفت کریں باقی رہا اس کا جواب "وقصوا الشوارب واعفوا للحمی" (مونچھیں کترائو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ ت) مخفی نہ رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ درستی اخلاق کے واسطے مبعوث ہوئے، اسی لئے ہمارے پیغمبر آخر زمان بھی مبعوث ہوئے، ان پر دین کامل اور نبوت ختم ہو گئی۔ "الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ" ^۱ آج کے دن ہم نے تمہارا دین تم پر کامل کر دیا۔ داڑھی بڑھانا اخلاق میں داخل ہے تو باوجود اس کے قرآن کامل کتاب اللہ کی ہے۔ اخلاقی احکام سے خالی ہے تو دین کامل نہ ٹھہرا۔ لامحالہ کہنا پڑے گا کہ یہ اخلاق میں داخل نہیں اور اس سے ہمارا مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ داڑھی بڑھانا مستحب البتہ ہے یا بہت ہوگا تو سنت۔ لیکن یہ بھی حد اعتدال تک۔

ریش بایت دوسہ موئے وز خداں پوشی نہ کہ درسا یہ اوچہ دہد خرگوشی
(تجھے ایسی داڑھی چاہئے کہ جس کے چند بال ہوں جو ٹھوڑی چھپادیں۔ نہ کہ ایسی کہ جس کے سائے میں خرگوش بچہ دے۔ ت)
قول عرب ہے:

من طال لحیتہ فقد نقص عقلہ۔	جس کی داڑھی طویل (لمبی) ہو اس کی عقل کم ہوتی ہے۔ (ت)

بغرض محال تسلیم بھی کر لیں کہ داڑھی بڑھانا فرض یا منڈوانا حرام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا" ^۲ (یعنی احرام سے فارغ ہونے کے بعد شکار کرو۔ شکار کرنا صیغہ امر میں فرمایا گیا جو علامت فرضیت ہے لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہ ہوا، سبب اس کا یہ ہے کہ یہ حکم طبائع پر موقوف رکھا گیا کہ جی چاہے تو شکار کرو۔ حاصل یہ کہ شریعت کے بعض احکام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نہ کرنا موجب عتاب شرعی نہیں۔ فرضیت یا حرمت قرآن ہی سے ثابت ہو سکتی ہے یا حدیث متواتر یا مشہور ہو، حرام فرض کے مقابلہ میں آتا ہے۔ تو جب داڑھی منڈانا حرام ہو تو رکھنا فرض ہوا مگر فرض کسی نے نہ لکھا۔

زقرآن سخن گفتہ ام وز حدیث	سراز من نہ پیچہ جزا بہ خبیث
سخن راست گر تو بگوئی ہے	بدست حقائق پہوئی ہے
پس اعفائے لہجہ چراگوئی فرض	تنت راخباشت مگر گشت مرض

^۱ القرآن الکریم ۵/۳

^۲ القرآن الکریم ۵/۲

گرايدوں کہ قرآن ہی کامل ست پس اعفائے لحيہ چرا مضمر ست

(قرآن وحدیث کے حوالے سے بات کر رہا ہوں لہذا میری بات سے بیوقوف خبیث کے علاوہ کوئی برائہ منائیگا اگر تو سچی بات کہتا رہے گا تو حقائق کے ہاتھوں میں دوڑتا رہے گا۔ پھر تو داڑھی بڑھانے کو کیوں فرض کہتا ہے؟ شاید تیرے جسم میں خباثت کا مرض پیدا ہو گیا ہے۔ اے بے ہمت اگر قرآن مجید کامل ہے تو پھر اس میں داڑھی کا ذکر کیوں پوشیدہ ہے۔ ت) انتھی۔ یہ قول ولید کا کیسا اور داڑھی منڈوانے کا حکم کیا؟

الجواب:

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء کر رہا ہوں جو بڑا رحم کرنے والا۔ مہربان ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی اور ہمیں انبیاء کرام کے آثار پر چلنے کی توفیق دی اور کینے کافروں کی ظاہری باطنی گندگیوں (آلودگیوں) سے بچایا۔ اعلیٰ وافضل درود وسلام اس آقا کے لئے جو لوگوں کو سلامتی کی راہوں سے روشناس کرانے والے ہیں وہ جنہیں قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس جیسا اور کلام احکام کی مضبوطی کے لئے عطا کیا گیا ہے اگرچہ امور دین میں کینے (بے وقوف) بے دین سرکشوں کی ناک خاک آلود ہو، اور درود وسلام ہو آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر۔ جو ان کے آداب سے ادب پانے والے ہیں۔ وہ جنہوں نے قتل، قید اور شکست کی ایسی چکی چلائی جو قوی کافروں اور عجم کے رہنے والے مجوسیوں کے ایسے گروہ پر جو بگڑے ہوئے بھونکے ہوئے، اور داڑھیاں منڈوائے ہوئے تھے۔ پس قیامت تک حبیب خدا ان کی آل اور ان کی معیت ہم سب پر اللہ تعالیٰ کی (بے مثال) رحمت ہو۔ (ت)

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي هدانا
للاسلام ووفقنا لاقتفاء آثار انبيائه الكرام و
اجتناب اقدار الكفرة الانجاس الارجاس اليليام و
افضل الصلوة والسلام على سيد الهادين الى سبيل
السلام*الذي اوتي القرآن ومثله معه في احكام
الاحكام وان رغم انف الملحدين في الدين الماردين
الطغام وعلى اله واصحابه المتأدبين بأدابه الذين
اداروا بالقتل والاسر الهدم الرحي على الجميع المقبوح
المنبوح المخلوق اللحي من علوج الاردام ومجوس
الاعجام فصلی الله تعالى على الحبيب واله مظاهر
جباله وعلينا معهم الى يوم القيمة ۝

رب انی اعوذ بك من همزات الشیطنین و اعوذ بك رب ان یحضر و ینتابک و تعالیٰ: "وَأَعِزُّ عَنِ الْجَاهِلِينَ" ۱	اے میرے پروردگار! میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں، ہمارے پروردگار نے ارشاد فرمایا جو پاک اور برتر ہے جاہلوں سے منہ پھیر لے۔

ولید پلید جس کی علمی لیاقت پر ماشاء اللہ خود اسی تحریر کا ایک ایک فقرہ گواہ:

(۱) خاک بر سر مضامین الفاظ تک ٹھیک نہیں نثر، نثرہ نثر نظم نظم پر دیں۔

(۲) عبارت ماثبت ترکہ ترجمہ جس کی حرمت۔

(۳) اصل عبارت خود مضر مقصود کہ ترک حلق یقیناً قطعاً متواتر بلکہ ضروریات دین سے ہے۔

(۴) ترجمہ دیکھئے تو دور موجود کہ حرام کی حد میں حرمت ماخوذ۔

(۵) سنن ابی داؤد شریف سے نقل عجب مضحکہ خیز جہل و سفاہت از روئے چالاکی کچھ براہ جہالت اصل حدیث حسن متصل مسند کہ نہ صرف سنن ابی داؤد بلکہ صحیح مسلم و سنن نسائی و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و مسند احمد وغیرہا اجلہ کتب مشہورہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں: دس چیزیں اصل فطرت و شرائع قدیمہ مستمرہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہیں از انجملہ لبس کتروانی داڑھی بڑھانی یہ حدیث جلیل جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں تخریج فرمایا، امام ابو داؤد نے سکوت کیا، امام ترمذی نے ہذا حدیث حسن^۲ (یہ حدیث حسن ہے) کہا، اس کی وقعت چھپانے کو سند تو سند یہ بھی نقل نہ کیا کہ کس کی روایت ہے۔ (ام المومنین) کس کا ارشاد ہے (حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم) دوسری حدیث کہ خود نفس اسناد میں امام ابو داؤد نے اس کی سند میں ارسال یا انقطاع

^۱ القرآن الکریم ۱۹۹/۷

^۲ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۹، سنن ابی داؤد باب السواک من الفطرۃ آفتاب عالم

پریس لاہور ۸/۸، جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی تعلیم الاطفال امین کتب کراچی ۲/۱۰۰

کا پتا بتا دیا تھا تابعی تک رکھتے ہیں تو مرسل ہوتی ہے۔ صحابی تک پہنچاتے ہیں تو منقطع ہوئی جاتی ہے۔ ناقل عاقل ابتداء سے اس کی سند نقل کر لایا۔ جب اس پر آیا صاف قطع کر کے الی اخرہ پردہ چھپایا حالانکہ اہل علم کے نزدیک اسی قدر نقل اس کا حال جاننے کو بس تھی ارسال وانقطاع سے قطع نظر کیجئے خود سند میں سلمہ بن محمد مجہول اور علی بن جدعان شیعہ ضعیف واقع، اصل عبارت سنن ابی داؤد یوں ہے:

حدثنا موسى بن اسمعيل وداؤد بن شبيب قال حدثنا حماد عن علي بن زيد ع ^۱ - عن سلمة ع ^۲ عن محمد بن عمار بن ياسر قال موسى عن ابيه ع ^۳ وقال داؤد عن عمار ع ^۴ بن ياسر رضي الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان من الفطرة المضمضة والا ستنشاق فذكر نحوه ولم يذكر اعفاء اللحية زادوا الختان ^۱ الخ-	موسى بن اسمعيل اور داؤد بن شبيب نے ہم سے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، اس نے علی بن زید، اس نے سلمہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی، موسیٰ نے کہا (عن ابیہ) یعنی اس نے اپنے باپ سے اسے روایت کیا۔ داؤد نے کہا عن عمار بن یاسر یعنی اس نے عمار بن یاسر سے روایت کی (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امور فطرت میں سے ہیں: کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا، پھر اس طرح حدیث بیان کی اور داڑھی بڑھانے کا ذکر نہ کیا اور ختنہ کرنے کا اضافہ فرمایا، الخ (ت)

(۶) پھر اس حدیث کو اس کے مخالف سمجھنا کیسی جہالت بے مزہ اس میں تو خود من تبعیضیہ موجود ہے کہ فرمایا خصال فطرت سے بعض چیزیں یہ ہیں خود معلوم ہوا کہ بعض اور بھی ہیں۔ تو داڑھی بڑھانے

ع^۱: ۱۵: ضعیف من الرابعة ۱۲ (تقریب التذیب ترجمہ ۷۵۰ ع^۲ علی بن زید بیروت ۱/ ۶۹۴)

ع^۲: ۲: مجہول من الخامسة ۱۲ (تقریب التذیب ترجمہ ۲۵۱ سلمہ بن محمد بیروت ۱/ ۳۷۹)

ع^۳: ۳: مقبول من الثالثة ۱۲ (تقریب التذیب ترجمہ ۷۰۴ موسیٰ بن ابی موسیٰ بیروت ۲/ ۲۲۹)

ع^۴: ۴: روایتہ عن جدہ مرسلہ ۱۲ میزان۔

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۸

کا اس میں ذکر نہ آنا حدیث ام المؤمنین کا کب مخالف ہو سکتا ہے اور یہ تو جاہلوں سے کیا کہا جائے اہل علم جانتے ہیں کہ ایسی جگہ عدد میں بھی حصر مقصود نہیں ہوتا بلکہ اعانت ضبط وحفظ کے لئے صرف مذکورات کا شمار کرنا، ولہذا ہم اس حدیث دوم کی زیادات یعنی ختان وانتفاح کو بھی خصال فطرت سے مانتے ہیں اور حدیث اول کو بالکل اس میں عدد مذکور ہے اس کا نافی نہیں جانتے عشر من الفطرة (دس کام فطرت میں سے ہیں۔ ت) نہیں الفطرة عشر (فطرتی کام دس ہیں۔ ت) ہوتا جب بھی زیادہ کے منافی نہ تھا ولہذا ابوبکر ابن نے شرح ترمذی میں العربی خصال فطرت کا عدد تیس تک پہنچایا، اتحاف السادة المتقين میں ہے:

مفهوم العدد ليس بحجة لانه يقتصر في حديث ابی هريرة على خمس وفي حديث ابن عمر على ثلاث وفي حديث عائشة على عشر مع ورود غير ها وقد تقدم انها الثلاثة عشر واوصلها ابوبكر بن العربي الى ثلاثين¹	عدد کا مفہوم حجت نہیں کیونکہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں صرف پانچ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں تین پر اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی حدیث میں دس کا ذکر ہے حالانکہ ان کے علاوہ بھی امور وارد ہوئے ہیں (لہذا اگر مفہوم عدد حجت ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ مترجم) اور اس سے قبل ذکر ہوا کہ امور فطرت تیرہ ہیں۔ علامہ ابوبکر ابن عربی نے انھیں تیس تک پہنچایا ہے۔ (ت)

فتاویٰ فقیر کے مجلد رابع میں مسئلہ بوجہ افضلیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تفصیل بازغ دیکھنی ہو تو فقیر کا رسالہ البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصال ملاحظہ کیجئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

فضلت على الانبياء بست، مسلم² عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه۔	میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔ (مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

کہیں فرمایا:

اعطيت خمسالم يعطهن احد من قبلى۔	مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو

¹ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الطهارة فصل في اللحية عشر الى آخره دار الفکر بیروت ۱۴۲۹ھ

² صحیح مسلم کتاب المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹

الشیخان ^۱ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	نہ ملیں (امام بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

ایک حدیث میں ہے:

فضلت علی الانبیاء بخصلتین۔ البزار ^۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا۔ (بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

دوسری میں ہے:

ان جبرئیل بشرنی بعشر لم یؤتھن نبی قبلی ^۳ ابن ابی حاتم و عثمان الدارمی وابو نعیم عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جبریل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔ (ابن ابی حاتم و عثمان الدارمی وابو نعیم نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

طرفہ یہ کہ ان سب احادیث نہ صرف عدد کہ محدود بھی مختلف ہیں کسی میں کچھ فضائل شمار کئے گئے کسی میں کچھ کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ باہم متعارض سمجھی جائیں گی یاد و یاد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلتیں منحصر، حاش اللہ ان کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور، بلکہ حقیقہ ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عموماً اطلاقا انھیں تمام انبیاء مرسلین و خلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام و عام مطلق ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا، ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(یا رسول اللہ! جو جو خوبیاں تمام انبیاء کو دی گئیں وہ تمام تنہا آپ کو دے دی گئیں۔ت)

بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا، کس کے ہاتھ سے ملا، کس کے طفیل سے ملا، کس کے پر تو سے ملا، سی اصل ہر فضل و منع ہر جو دوسرا ایجاد و ختم وجود سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

^۱ حیح البخاری کتاب التمیم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۸، صحیح مسلم کتاب المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹

^۲ مجمع الزوائد بحوالہ البزار کتاب النبوة باب عصمة من القرین دار الکتاب بیروت ۸/ ۲۲۵

ع فانما اتصلت من نوره بهم

(اس کے نور سے ہی یہ سب کچھ ان تک پہنچا ہے۔ ت)

ہ انما مثلوا صفاتك للناس كما مثل النجوم الماء

(تمہاری صفات لوگوں کے لئے منعکس ہو گئیں جیسے ستارے پانی میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ ت) [یعنی اصل صفات تو آپ کو بفضلہ تعالیٰ عطا ہوئیں البتہ دیگر اہل فضل و کمال میں آپ کی صفات کا پرتو اور عکس ہے جیسا کہ پانی میں اس کے صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے ستاروں کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ مترجم]

یہ تقریر فقیر نے اس لئے ذکر کی یہ حدیث خمس من الفطرة (پانچ کام فطرت سے ہیں۔ ت) یا الفطرة خمس (فطرتی کام پانچ ہیں۔ ت) یا قول ابن عباس خمس کھانی الراس (پانچ کام سب سر کے متعلق ہیں۔ ت) دیکھ کر سفہا کو سودا نہ اچھلے۔

(۷) کمال سفاہت یہ کہ ایک سند کے سب راویوں کو جدا جدا اشار کر کے حکم لگادیا ان نو دس رواۃ نے یوں روایت کی حالانکہ سلسلہ سند میں اگر یکے از دیگرے ہزار تک عدد رواۃ پہنچے تو وہ ایک ہی راوی کی روایت ہے اس میں تعدد نہیں ہو سکتا جب تک مرتبہ واحدہ میں متعدد رواۃ نہ ہوں ورنہ سند عالی سے نازل اشرف ہو خصوصاً ان کے نزدیک جو کثرت رواۃ سے ترجیح مانتے ہیں حالانکہ یہ بالبداہت باطل، وہ تو خیر گزری کہ یہ شخص خود سلمہ تک کوئی سند متصل نہ رکھتا تھا ورنہ آپ سمیت کوئی تیس چالیس گن دیتا کہ اتنے راویوں نے اعفاء ذکر نہ کیا۔

(۸) کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو اپنی ہی نقل کردہ عبارت دیکھتا کہ ابو داؤد نے لم یذکر اعفاء اللحیۃ (اس نے داڑھی بڑھانے کا ذکر نہ کیا۔ ت) بصیغہ واحد فرمایا ہے کہ اس راوی نے اعفاء لحیہ کا ذکر نہ کیا یا لم یذکر وا بصیغہ جمع ظاہر اپنی نقل میں جو لم یذکر وا اعتقاء اللحیۃ واقع ہوا اور واؤطفہ کو واو جمع سمجھا اور سابق و لاحق کے تمام صیغ مفردہ ذکر زاد قال لم یذکر سے آنکھیں بند کر کے صاف "لم یذکر وا" بنا لیا کہ تمام رجال سند کو شامل ہو۔

(۹) لطیف تزیہ کہ ان سب رواۃ نے یہ روایت کی کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہ کیا بے علم بے چارہ "قولہم" کے معنی بھی نہیں جانتا اور ناحق و ناروا آثار موقوفہ و مقطوعہ کہ قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہرائے دیتا ہے۔ ابن عباس صحابی ہیں اور مجاہد و بکر و طلق تابعین یہ آثار خود انھیں حضرات کے اپنے قول ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم وسلم کے ارشاد۔

تنبیہ: طلق سے ان کا قول بھی دونوں طرح مروی۔ نسائی^۱ نے بسند صحیح ان سے دس کامل روایت کیں جن میں توفیر الحیہ موجود۔
 (۱۰) لطف بر لطف یہ کہ ان سب نے اس کی جگہ مانگ روایت کی۔ اللہ اللہ اتنا بے ادراک اور ایسا بیباک، ذرا کسی ذی علم سے عبارت ابی داؤد کا ترجمہ کرا کر دیکھئے کہ وہ مانگ کا ذکر صرف اثر ابن عباس میں بتاتے ہیں یا ان سب کی روایت یہی ٹھہراتے ہیں۔ بے علم کے نزدیک گویا عدم ذکر اعفاء لحيہ کے معنی ہی یہ ٹھہرے ہیں کہ اس کی جگہ مانگ کا ذکر کیا۔
 (۱۱) جب جہالت کی یہ حالت تو اس کی کیا شکایت کہ اپنے اس زعم باطل میں فرق واعفاء کا ذکر و شمار میں تبادل سمجھ کر دونوں کا حکم یکساں ٹھہرا دیا۔ ایسا ہوتا بھی تو اس کا حاصل صرف اتنا نکلتا کہ جس بات کا یہاں تذکرہ ہے یعنی خصال فطرت سے ہونا، اس میں دونوں شریک ہیں نہ یہ کہ سب احکام میں یکساں ہیں۔ عمدۃ القاری وفتح الباری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری وغیرہ مکتب کثیرہ میں ہے:

واللفظ للخطیب هذا الخصال منها ما هو واجب كالختان وما هو مندوب ولا مانع من اقتران الواجب بغیره كما قال تعالى كلوا من ثمره اذا اشهر واتواحقه يوم حصادة فایتاء الحق واجب والاكل مباح ^۲	الفاظ خطیب بغدادی کے ہیں ان خصال میں سے بعض واجب ہیں جیسے ختنہ، اور بعض مستحب ہیں، اور کسی واجب کو دوسرے کے ساتھ جوڑنے اور ملانے میں کوئی مانع نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کھاؤ ان کا پھل جب وہ پھل لائیں اور کٹائی کے دن ان کا حق ادا کرو (یہاں آیت میں) حق ادا کرنا واجب ہے جبکہ کھانا مباح ہے (یہاں واجب، غیر واجب دونوں کا یکجا ذکر ہوا)۔ (ت)

(۱۲) پھر چالاکی یہ کہ اس کے متصل جو امام ابو داؤد نے دوسری حدیث مرفوع حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایک اثر امام ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا کہ ان میں بھی داڑھی بڑھانے کو شمار فرمایا: ناقل عاقل اسے اڑا گیا۔ عبارت سنن یہ ہے:

وفي حدیث محمد بن عبد الله بن ابی مریم عن ابی سلمة عن ابی هريرة عن	محمد بن عبد الله بن ابن مریم کی حدیث میں بواسطہ ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

^۱ سنن النسائی کتاب الزینة باب من السنن الفطرة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۲/ ۲۷۴

^۲ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب اللباس باب قص الشارب واد الکتاب العربی بیروت ۸/ ۳۶۲

انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائی اور دائرہ بڑھانا، ابراہیم نخعی سے اسی طرح کی روایت ہے، انہوں نے دائرہ بڑھانا اور ختنہ کرنا دونوں کا ذکر فرمایا۔ (ت)	النبي صلى تعالى عليه وسلم واعفاء اللحية عن ابراهيم النخعي نحوه وذكر اعفاء اللحية والختان ¹

(۱۳) کمال جہالت دیکھئے کہ اپنے مقام اجتہاد سے تنزل کر کے دائرہ بڑھانے کو فرض منڈانے کو حرام تسلیم کرتا اور اس تسلیم کی تقدیر پر امر اباحت کے لئے ہونے سے جواب دیتا ہے بے عقل سے کون کہے کہ جب حرمت تسلیم پھر اباحت کہاں۔

(۱۴، ۱۵، ۱۶) اللہ عزوجل کے پاک مبارک رسولوں سے استہزاء انھیں بے اعتدالی کا مرتکب بنانا شرع مطہر کو بے اعتدالیوں کا پسند کرنے والا ٹھہرانا، موسیٰ کلیم اللہ و ہارون نبی اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نسبت وہ ملعون الفاظ کہ دشمن نے بڑھی دائرہ، الخ۔ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مطہر بڑی ہونا قرآن عظیم سے ثابت جان کر پھر وہ ناپاک ملعون شعر دو تین بال پر اعتدال بند اور شریعت و انبیاء کو بڑھانا پسند، ان باتوں کا جواب کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے۔ مگر صبح قیامت قریب ہے۔

عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹ جایا کرتے تھے یا انھیں کس کروٹ پر پلٹنا ہوگا۔ فرمادے کیا اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ ہنسی مزاح کرتے ہو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (ت)	"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ² "قُلْ أِبِلَّهِ وَإِلَيْهِ هُوَ رَسُولُهُ" ³ "وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ⁴

جب جہل و جہالت و شیوہ جاہلیت و بقیدی و جرات کی یہ نوبت تو کلام و خطاب کا کیا محل اور حق کے حضور گردن جھکانے کی کیا اصل مگر قرآن عظیم نے جہاں اعراض کا حکم بتایا "فَأَصْدَعْ بِسَأْتِئِمْ" ⁵ (کھول کر بیان کر دو جیسا کہ تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ ت) "لَتُبَيِّنَنَّ لَهُمْ لَأَيُّكُمْ" ⁶ (لوگوں کے لئے واضح

¹ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرۃ آفتاب عالم پریس لاہور / ۸

² القرآن الکریم ۲۶ / ۲۷

³ القرآن الکریم ۹ / ۶۵

⁴ القرآن الکریم ۹ / ۶۱

⁵ القرآن الکریم ۱۵ / ۹۴

⁶ القرآن الکریم ۳ / ۱۸۷

طور پر) بیان کردہ، ت) بھی ارشاد فرمایا، لہذا ایضاً حق و ازاحت باطل و استیصال شبہات و استیصال دلائل کے لئے یہ چند تنبیہیں مکتوب اور مسلمانوں کے حق میں حضرت حق سے حق پر استقامت مطلوب، و ماتو فیبقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، (مجھے توفیق نہیں ہو سکتی سوائے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے، اور میرا اسی پر بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ت)

تنبیہ اول: مسلمانو! تمہارے رسول کریم سید عالم عالم علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے علم اولین و آخرین عطا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا "تَبَيَّنَّا لَكُلِّ شَيْءٍ" ¹ ہر چیز کا روشن بیان "تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ" ² ہر شئی کی کامل شرح، "عَمَّا فَطَرَ طَنَّا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ" ³ ہم نے کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔ اس میں تمام احکام جزئیہ تفصیلیہ ہی نہیں بلکہ ازلا ابدال جمع کوائن و حوادث بالاستیعاب موجود ہیں۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قرآن اس میں خبر ہے ہر اس چیز کی جو تم سے پہلے ہے اور ہر اس شے کی جو تمہارے بعد ہے اور حکم ہے ہر اس امر کا جو تمہارے درمیان ہے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا۔ ت)	کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم رواہ الترمذی ⁴ ۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو قرآن عظیم میں اسے پالوں (ابن ابی الفضل مرسی نے)	لوضاع لی عقال بعید لوجدته فی کتاب اللہ ذکرہ ابن ابی الفضل المرسی

عہ: ذکر الامام السیوطی هذه الایة فی النوع الخامس والستین من کتابه الاتقان مفید ان المراد بالکتاب القرآن ^{۱۲}۔

امام سیوطی نے اپنی مشہور تفسیر الاتقان فی علوم القرآن کی پینٹھویں نوع میں اس آیت کریمہ کا ذکر فرمایا ہے اور یہ فائدہ بیان فرمایا کہ (یہاں) آیت میں کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ ^{۱۲} (ت)

¹ القرآن الکریم ۸۹/۱۶

² القرآن الکریم ۱۱۱/۱۲

³ القرآن الکریم ۲۸/۶

⁴ جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی دہلی ۱۱۳/۱۲

نقل عنه فی الاتقان ^۱	اسے ذکر فرمایا الاتقان میں ان سے نقل کیا گیا۔ (ت)

امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لو شئت لا وقت من تفسیر الفاتحة سبعین بعیراً ^۲	میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔

ایک اونٹ کے من بوجھ اٹھاتا ہے اور ہر من میں کے ہزار اجزاء حساب سے تقریباً پچیس لاکھ جزآتے ہیں۔ یہ فقط سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی۔ پھر یہ علم علم علی ہے۔ اس کے بعد علم عمر، اس کے بعد علم صدیق کی باری ہے "ذہب عمر بہ تسعة اعشار العلم" عمر علم کے نو حصے لے گئے۔ کان ابوبکر اعلینا ہم سب میں زیادہ علم ابوبکر کو تھا پھر علم نبی تو علم نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض قرآن عظیم و فرقان کریم میں سب کچھ ہے جسے جتنا علم اتنی ہی فہم، جس قدر فہم اسی قدر علم۔

"وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ" ^۳	ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں مگر انھیں صرف علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں (ت)

کہاوتیں ارشاد تو سب کے لئے ہوئی ہیں پر ان کی سمجھ انھیں کو ہے جو علم والے ہیں۔ پھر علم کے مدارج بے حد متفاوت "وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" ^۴ (ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ ت) عالم امکان میں نہایت نہایت حضور سید الکائنات علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام والتحيات۔ ولہذا ارشاد ہوا:

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ" ^۵	ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ دکھادیا ہے اس کی روشنی میں (ت)

^۱ الاتقان فی علوم القرآن النوع الخامس والستون مصطفى البابی مصر ۱۲۶ / ۲

^۲ الاتقان فی علوم القرآن النوع الثامن والسبعون مصطفى البابی مصر ۱۸۶ / ۲

^۳ القرآن الکریم ۲۹ / ۴۳

^۴ القرآن الکریم ۱۲ / ۷۶

^۵ القرآن الکریم ۴ / ۱۰۵

تو حضور کا جو کچھ حکم جو کچھ رائے جو کچھ طریقہ جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن عظیم سے ہے "أَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُسْتَلٰی" ^۱ (یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف ہی ہر کام کی انتہاء ہے۔ ت) سب قرآن عظیم میں ہے "إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی" ^۲ (وہ تو صرف وحی ہے جو ان پر کی گئی۔ ت) مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم تام و شامل سے جانا کہ آخر زمانہ میں کچھ بددین مکار بد لگام فاجر ایسے آنے والے ہیں کہ ہمارا جو حکم اپنی اندھی آنکھوں سے بظاہر قرآن میں نہ پائیں گے منکر ہو جائیں گے۔

بلکہ انھوں نے اس کو جھٹلایا جس کو بذریعہ علم وہ احاطہ نہ کر سکے حالانکہ ابھی ان کے پاس اس کی کوئی تاویل نہیں آتی تھی۔ یونہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا پھر، دیکھو ظالموں کا کیسا (عبرت ناک) انجام ہوا۔ (ت)

"بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا لَمَّا جَاءَتْهُمْ وَأَنكُرُوا حَتَّىٰ كُنُوا مِنَ الْكٰذِبِینَ" ^۳

لہذا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا:

سن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل۔ خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تحت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو جو حرام پاؤ اسے حرام جانو، حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، دارمی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے تقریباً ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

الانی اوتیت القرآن ومثله معه الايشك رجل شعبان علی اریکتہ یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوه وما وجدتم فیہ من حرام فحرموه وان ما حرم رسول الله كما حرم الله رواه الاثمة احمد والدارمی ^۴ وابوداؤد والترمذی و ابن ماجة بالفاظ متقاربة عن المقدم بن معدیکرب رضی الله تعالیٰ عنه۔

^۱ القرآن الکریم ۵۳ / ۲۲

^۲ القرآن الکریم ۵۱ / ۴

^۳ القرآن الکریم ۱۰ / ۳۹

^۴ جامع الترمذی ابواب العلم ۲ / ۹۱ وسنن ابی داؤد کتاب السنة باب لزوم السنة ۲ / ۷۶، مسند احمد بن حنبل عن المقدم ۳ / ۱۳۱

وسنن ابن ماجہ مقدمة الكتاب ص ۳، سنن الدارمی باب السنة قاضیة علی کتاب الله دار المحاسن القاہرہ ۱ / ۷۷

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

خبردار! میں نہ پاؤں تم میں کسی کو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ میرے حکم سے کوئی حکم اس کے پاس آئے جس کا میں نے امر فرمایا یا اس سے نہی فرمائی ہو، تو کہنے لگے میں نہیں جانتا ہم تو جو کچھ قرآن میں پائیں گے اسی کی پیروی کریں گے۔ (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں اس کو حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا۔)	لاالفین احدکم متکئاً علی اریکتہ یأتیہ الامر مہماً امرت بہ اونہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ۔ رواہ احمد^۱ و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ و البیہقی فی الدلائل عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلوة اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا:

کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے کہ اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہیں سن لو خدا کی قسم میں نے حکم دے اور نصیحتیں فرمائیں اور بہت چیزوں سے منع فرمایا کہ وہ قرآن کی حرام فرمائی اشیاء کے برابر بلکہ بیشتر ہیں (امام ابوداؤد نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا۔)	ایحسب احدکم متکئاً علی اریکتہ قد یظن ان اللہ لم یحرم شیئاً الا ما فی هذا القرآن الا وانی واللہ قد امرت ووعظت ونہیت عن اشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر۔ رواہ ابوداؤد^۲ عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس منکر کا ڈھسی بڑھانے کے حکم کو کہنا قرآن میں کہیں نہیں اور اسی بناء پر احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ ڈھسی بڑھانا اخلاق میں ہوتا تو قرآن میں کیوں نہ آتا وہی پیٹ بھرے بے فکرے بے نصیبے بے بہرے کی بات ہے جس کی پیشگوئی حضور

^۱ جامع الترمذی ابواب العلم ۲/ ۹۱ و سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۷۹ و سنن ابن ماجہ مقدمۃ الكتاب ص ۳

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب التعشیر اهل الذمة الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۷۶

عالم ماکان و مایکون فرما چکے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سچ فرمایا رب جل و علانی:

تمہارے پروردگار کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم تسلیم نہ کر لیں۔ پھر تمہارے فیصلہ سے اپنے دلوں میں ذرا سی تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے دل و جان سے بغیر کسی کھٹک کے مان لیں۔ (ت)

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" ①

قرآن عظیم قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اے نبی! جب تک تیری باتیں دل سے نہ مان لیں ہر گز مسلمان نہ ہوں گے طوطے کی طرح زبان سے لاکھ کلمہ رٹے جائیں کیا ہوتا ہے۔

تنبیہ دوم: مسلمانو! یہ گمراہ قوم جن کی پیشگوئی احادیث مذکورہ میں گزری صرف حدیثوں ہی کے منکر نہیں بلکہ حقیقتہً قرآن عظیم کو عیب لگانے والے اور دین متین کو ناقص و ناتمام بتانے والے ہیں حدیثیں تو یوں چھوڑ دیں کہ انبیاء صرف درستی اخلاق کے لئے آتے ہیں حدیثوں کی باتیں اخلاق سے ہوتیں۔ تو قرآن میں کیوں نہ آتیں ورنہ قرآن اخلاقی احکام سے خالی اور دین ناقص ٹھہرتا ہے۔ جب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں یوں بیکار گئیں پھر اور کسی کی بات کا کیا ذکر۔

"فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ كَافٍ يُؤْمِنُونَ" ② (پھر وہ اس کے بعد (قرآن مجید کے بعد) اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ ت)

اب گنتی کے وہ احکام رہ گئے جن کی صاف تصریح کتاب اللہ میں ہے ان کے سوا سب اخلاق سے خارج تہذیب و اخلاق کے ہزاروں احکام جن میں کوئی ذی عقل نزاع نہ کرے معاذ اللہ اسلام کے نزدیک مہمل و معطل اور تمامی دین باطل و مختل، مثلاً مردوں کا داڑھی مونچھ منڈوا کر بال بڑھا کر چوٹی گندھوا کر ہاتھ پاؤں میں مہندی رچا کر زنا نہ کپڑے گوٹے پھٹے مسالے کے پہن کر سر سے پاؤں تک جڑاؤں گہنوں سے بن ٹھن کر ہزاروں کے مجمع میں ناچنا بھاؤ بتانا کس آیت میں حرام لکھا ہے اعضائے رجولیت کٹنا کر زنجنہ بنانا کس پر انگلی رکھ کر تالیاں بجانا کس سورۃ میں منع آیا ہے۔ و علیٰ هذا القیاس ہزاروں افعال و سواس خناس اب منکر متکبر سے پوچھا جائے کہ ان افعال اور ان کے امثال کو معاذ اللہ ملت اسلام میں حلال بتا کر دین کو عیاذ باللہ سخت بیہودہ و نامہذب بنائے گا یا شرما شرما کر نصوص قرآنیہ خالی پا کر معاذ اللہ قرآن عظیم کو ناقص و ناتمام بتائے گا ایسے حضرات کی تمام جدید تحقیقات شقیہ کا اندرونی بخار وہی پادریوں کو خفیہ اعانت دینا اور دین متین کا مضحکہ اڑانا ہوتا ہے "وَسَبَّحُوا لِلَّهِ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ظُلُمَاتُ اللَّيْلِ يُنْقَلِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ" ③ (عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ

① القرآن الکریم ۶۵/۴

② القرآن الکریم ۵۰/۷۷

③ القرآن الکریم ۲۲۷/۲۶

کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) بہت اچھا اگر داڑھی منڈانا حرام نہیں کہ قرآن عظیم میں اس کے احکام نہیں تو جہاں اس پر عمل ہے یہ پوری شرافت کے افعال بھی برت کر دکھادیں کہ ان کی تحریم بھی قرآن میں کہیں نہیں۔ پوری ہی گائے نہ کھائیے کہ دین نیچر کے کامل مومن کھائیے، اچھا نہ سہی قرآن میں کہیں ناک کٹانا بھی حرام نہیں لکھا الانف بالانف (ناک کے بدلے ناک۔ ت) میں دوسرے کی ناک کاٹنے پر سزا ہے اپنی قطع کرانے کا ذکر کیا ہے ایک کاٹ کر دوسری کہاں سے لائیے گا کہ الانف بالانف کا محل پائیے گا جہاں داڑھی منڈائی ہے۔ یہ اونچی گوٹ آنکھوں کی اوٹ جس نے ناحق چہرہ ناہموار کر رکھا ہے اسے بھی دھتتا بتائیں لوگ چار برو کا صفایا بولتے ہیں یہ پانچوں گانٹھ کیت ہو جائیں خیر آپ اس پر عمل نہ کریں مگر آپ کی تحریر تو ضرور ہانکے پکارے کہے گی کہ دین اسلام ایسا ناقص دین ہے جس میں ناک کٹانا حرام نہیں یا قرآن عظیم ایسی کتاب ہے جس میں ایسے جرموں پر کچھ الزام نہیں۔

تنبیہ سوم: منکر متکبر کا اثبات حرمت میں قرآن عظیم کے ساتھ حدیث متواتر و مشہور کا نام لے دینا محض عیاری و دنیا سازی یا عجب کورانہ تناقض بازی ہے ہم پوچھتے ہیں جو کسی حدیث متواتر یا مشہور میں آئے قرآن عظیم میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو حدیث کی کیا حاجت، اور اس تردید سے کیا منفعیت اور اگر نہیں تو اب پوچھا جائے گا کہ وہ حکم داخل اخلاق ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو قرآن عظیم احکام اخلاقی سے خالی اور دین معرض نقص و بے کمالی، اور نہیں تو تمہارا مطلب حاصل کہ ایسے حکم کا شرعی ہونا باطل۔ بہت ہو تو مچھلی کا سا شکار سہی، حرمت فرضیت کس نے کہی، مسلمانو! دیکھتے جاؤ کہ ان حضرات کے تمام خیالات کا حاصل بے حاصل وہی ابطال شرع مطہر و اکمال بیقیدی اہل نیچر ہے و بس، "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ¹ (وہ لوگ جو ظالم ہیں انہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھانے والے ہیں۔ ت)

تنبیہ چہارم: یعنی اسی دلیل سے اجماع بھی باطل، پھر قیاس کس گنتی شمار میں رہے، اور امر قرآنیہ منکر نے "إِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا" ² (جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔ ت) سے اس کا جواب بھی گھڑ دیا۔ ہر امر میں یہی احتمال قائم، کیا معلوم کہ یہ انہیں احکام میں ہو جن کا نہ کرنا عقاب درکنار موجب عتاب بھی نہیں پھر ایک یہی چلتا فقرہ تمام نواہی قرآنیہ کو بس ہے کہ جس طرح امر کبھی اباحت کے لئے ہوتا ہے یونہی بھی ارشادی ہوتی ہے غرض ایک ہی کرشمے میں شریعت محمدیہ کے تمام اوامر و نواہی بیکار اور معطل ہو کر رہ گئے۔ سچ ہے انسانی آزادی اس کی منادی قید ملت کہاں کی علت، مگر افسوس یہ آنکھوں کے اندھے عقل کے اوندھے سمجھے کہ

¹ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

² القرآن الکریم ۵/۲

آزاد ہوئے اور حقیقت دیکھو تو برباد ہوئے۔ اللہ واحد قہار کی بندگی سے سر نکالا اور ابلیس لعین کا پٹا گلے میں ڈالا بندگی تو ہر حال رہی اللہ کی نہیں ابلیس کی سہی ع

ہیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

(دیکھو تو سہی کہ تم نے کس سے تعلق توڑا اور کس سے جوڑا یعنی کس سے کٹ کر جدا ہو گئے اور کس سے وابستہ ہو کر مل گئے۔ ت) **تسمیہ پنجم:** مخالفت مشرکین کے وہ معنی لینا اور دائرہ رکھنے منڈانے دونوں میں مخالفت بتانا کلام پاک حضور سید لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کھلا استہزاء و تمسخر ہے۔ اللہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اطہر اور ایک ناپاک بیباک بے ادراک کا کہنا کہ فیہ نظر (اس میں ایک اعتراض و اشکال ہے۔ ت) پھر اسے دیدہ و دانستہ باز پیچہ بنانا "يُحَرِّقُونَ هُمُ بَعْدَ مَا عَقِلُوا أَنَّهُمْ يُعْلَمُونَ" ^۱ (وہ لوگ کتاب کو سمجھنے کے بعد اسے بدل ڈالتے ہیں جبکہ وہ (اس حقیقت کو) اچھی طرح جانتے ہیں۔ ت) کا شیوہ دکھانا۔

ادعا: دنیا میں کون اندھے سے اندھا خلاف مشرکین کا یہ مطلب سمجھ گا کہ مشرکین روٹی کھاتے ہیں تم بھوکے رہو، وہ پانی پیتے ہیں تم پیاسے مرو، خلاف مشرکین شعار مشرکین میں ہے نہ یہ کہ کوئی مشرک ہمارے بعض افعال اختیار کرے، یا جس فعل کو ہماری شرع مطہر نے پسند فرمایا وہ کسی فرقہ مشرک سے بھی واقع ہو تو ہم چھوڑ دیں۔ **حاجتا:** یہی معنی مراد ہوتے تو معاذ اللہ حکم کس قدر فضول و مہمل تھا۔ جو بات ایک کام کرو تو بھی حاصل نہ کرو تو بھی حاصل، اس کے لئے اس کام کا حکم دینا تحصیل حاصل۔

حاجتا: ترجیح بلا مرجح اس کے عکس کا کیوں نہ حکم ہوا کہ خلاف مشرکین اس میں بھی تھا۔ **راجعاً:** بلکہ ترجیح مرجح کہ دائرہ منڈے مشرک مہینوں کی راہ دور ایران وغیرہ میں تھے اور دائرہ والے اہل عرب اپنے ہی وطن میں اپنے ہی شہروں میں۔ تو خلاف مشرکین انھیں کے خلاف ظاہر ہوتا یوں تو کوئی ایرانی کبھی اتفاق سے آجاتا تو اپنی مخالفت پاتا پھر بھی خلاف مذہبی نہ سمجھتا بلکہ قومی و ملکی کہ اس ملک کے مسلم و کافر سب کو اپنے خلاف دیکھتا۔ **خامساً:** اللہ اکبر اگر حدیث فقط اس قدر ہوتی کہ خالفوا المشرکین مشرکوں کا خلاف کرو۔

^۱ القرآن الكريم ۵۵/۱۲

تو شاید کسی کے جنونی پکے جنونی کو ایسے جنون جاگتے مجنون لے بھاگتے، مگر حدیث میں تو صراحۃً خود اس خلاف کی شرح فرمادی تھی۔ اعفوا الشوارب واعفوا اللحی مشرکین کا یوں خلاف کرو کہ لبیس ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاد۔ اس کے یہ معنی لینا کہ ان کا خلاف کر کے بڑھاؤ خواہ ان کی مخالفت کر کے منڈاؤ کیسی کھلی تحریف اور کیسا صریح استہزاء ہے۔ اللہ اکبر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم جس طرح عجائب قرآن عظیم غیر متناہی ہیں یو ہیں عجائب حدیث کی حد نہیں۔ کریمہ: "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۖ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا" ^۱ (کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کا بوجھ (بروز قیامت) نہیں اٹھائے گا اور ہم جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے یعنی اتمام حجت کے بغیر مبتلائے عذاب نہیں کرتے۔ ت) کے لطائف سے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے شمار فرمایا کہ دونوں جملے دو ہمشکل مسائل مختلف فیہا کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ پہلا مسئلہ اطفال مشرکین اور دوسرا اہل فترت پر دلیل ثانی ہے ان دونوں کا ایک جگہ ارشاد ہونا نظم قرآنی کے عجیب و دقیقہ سے ہے ذکرہ فی رسالۃ فی الابوین الکریمین (امام سیوطی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے اسلام کے موضوع پر جو رسالہ تحریر فرمایا۔ اس میں اس کا ذکر فرمایا۔ ت) فقیر کہتا ہے امام احمد و طبرانی و ضیاء نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تسرو لووا و اتتزوا و خالفوا اهل الكتاب قصوا سبالکم و وفروا عثانینکم و خالفوا اهل الكتاب ^۲	پاجامہ پہنو اور تہبند باندھو اور یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو اور لبیس ترشواؤ اور داڑھیاں وافر کرو یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو۔

یہود و نصاریٰ کے یہاں ستر کچھ ضروری نہیں ان کی قومیں اب تک ننگے نہانے کی عادی ہیں حدیث میں ان دو جملوں کا ایک جگہ ارشاد ہونا ایسے گمراہوں گمراہ پرستوں کے جنون کا کافی علاج ہے جس طرح داڑھی میں مخالفت اہل کتاب کے وہ معنی تراشے یونہی پاجامہ و تہبند میں یہی مطلب پہنائے کہ اہل کتاب ستر عورت کرتے بھی ہیں تو چاہے اس عادت کا خلاف کر کے پاجامہ پہنو چاہے اس کی مخالفت سے ننگے پھر و اور پورے مہذب جنٹلمین بنو۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۳

^۱ القرآن الکریم ۱۵/۱۷

^۲ مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی امامہ بابی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۵-۲۶

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

(عنقریب ظالم جان جائیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

تنبیہ ششم: فرض و واجب اور اسی طرح حرام و مکروہ تحریمی میں فرق دربارہ اعتقاد ہے کہ فرض و حرام کا منکر کافر ٹھہرتا ہے۔

امام مطلقاً کہا علیہ ظواہر کلمات الفقہاء الامجاد اوعلی تفصیل فیہ کہا علیہ الاعتماد۔	یا مطلقاً جیسا کہ بزرگ فقہاء کرام کے ظاہری کلمات اس پر دلالت کرتے ہیں یا اس میں تفصیل ہے جیسا کہ اس پر اعتماد ہے۔ (ت)

خلاف اخیرین، مگر عمل میں دونوں کا ایک حکم مخالف میں گناہ وارث امتثال میں رجائے ثواب خلاف میں استحقاق غضب و عذاب۔ کما صرح فی کل کتاب (جیسا کہ تمام کتب میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ ت) اہل اسلام اپنے رب کے غضب سے ڈریں اور ان گمراہان گر کی چرب زبانوں پر توجہ نہ کریں بالفرض اصطلاح حنفی میں "فرض یا حرام" کا اختلاف نہ ہوا تو یہ فرض اصطلاحی تمھارے کس کام آئے گا جبکہ غضب جبار و عذاب نار کا استحقاق بہر حال موجود والعیاذ باللہ الغفور الودود، یقین جانو اس دن کو داڑھی منڈا واحد تمھارے حضور تمھارا حمایتی نہ بنے گا وہ آپ اپنی بھڑکائی آگ میں جلے بھنے گا آئندہ اختیار بدست مختار، مسلمانو! اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ کوئی گندہ ناپاک بھینس کا گوبر گدھے کی لید کھایا کرے۔ جب اس سے کہا جائے تو (۰۰) کھانا ہے کہے اسے (۰۰) نہیں کہتے یہ تولید گوبر ہے اس نجس سے یہی کہا جائے گا کہ یونہی سہی مگر ہر طرح تیرے منہ میں تو گندگی رہی، مسلمانو! مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ سہی مگر بعد اصرار کبیرہ اور ہلکا جانتے ہی فوراً اشد کبیرہ۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاصغیرۃ مع الاصرار ^۱ رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اصرار سے کوئی گناہ چھوٹا نہیں ہو جاتا (بلکہ بڑا ہو جاتا ہے) دہلی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے اس کو روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو۔ (ت)

پھر یہ ظالمین براہ چالاکی حرام حرام کی اصطلاح لئے ہوئے ہیں حقیقۃً مباح محض شیر مادر جاننے ہیں جب تو

"إِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا"^۲ (جب تم حلال ہو جاؤ یعنی احرام کی پابندی ختم ہو جائے

^۱ الفردوس بمأثور الخطاب للذہبی حدیث ۷۹۴۴ ابن عباس دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹

^۲ القرآن الکریم ۲/۵

اور احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو۔ (ت) [یعنی حدود حرم سے باہر شکار تمھاری پسند اور چاہت پر موقوف ہے مترجم] کی مثال اور عقاب در کنار عتاب بھی نہ ہونے کا خیال ہے۔ شیطان کے بڑھاوے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور انھیں امید دلاتا ہے اور شیطان ان سے سوائے دھوکے اور فریب کے کوئی وعدہ نہیں کرتا (یعنی اس کا ہر وعدہ سبز باغ اور فریب ہوتا ہے)۔ (ت)

"يَعِدُّهُمْ وَيُؤَيِّدُهُمْ وَمَا يَعِدُّهُمْ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا" ¹

انتباہ: سنا گیا کہ اس منکر متکبر کی طرح کوئی اور حضرت بھی اس مسئلہ میں مخالفت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تلے ہوئے ہیں اس نے اباحت محض کا ڈنڈا پکڑا اور وہ اپنے زور زور میں اور راہ چلے ہیں کہ دائرہ منڈانا حرام نہیں۔ اور مکروہ تحریمی میں خود اختلاف ہے کہ وہ حرمت سے قریب ہے یا حلت سے نزدیک مسلمانو! راہ فریب سے دور

"لَا يَعْزُرُكُمْ بِاللَّهِ الْعَزُورُ" ² (اور ہر گز تمھیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی) یہ ان قائل صاحب کا محض انفرادی گندہ و ایجاد بندہ ہے آج تک جہاں میں کسی عالم نے مکروہ تحریمی کو قریب بحلت نہ بتایا تمام کتب مذہب موجود ہیں حضرات شیخین و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ اختلاف بتایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام ہے اور ان کے نزدیک اقرب بحر۔ تنویر الابصار وغیرہ عامہ اسفار میں ہے:

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر مکروہ حرام ہے جبکہ امام صاحب اور امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک حرام سے قریب تر ہے۔ (ت)

کل مکروہ حرام عند محمد وعندهما الى الحرام اقرب ³

اور عند تحقیق یہ بھی صرف اطلاق لفظ کافر فرق ہے معنی سب کا ایک مذہب خود امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ناقل کہ انھوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: اذا قلت في شيء اكره فما رأيك فيه جب آپ کسی شئی کو مکروہ فرمائیں تو اس میں آپ کی کیا رائے ہوتی ہے؟ قال التحريم فرمایا حرام ٹھہرانا ذکر فی رد المحتار ⁴ عن شرح التحريم

¹ القرآن الکریم ۱۲۰ / ۴

² القرآن الکریم ۳۵ / ۵

³ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر ولاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۵ / ۲

⁴ رد المحتار کتاب الحظر ولاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۳ / ۵

للامام ابن امیر الحاج عن مبسوط الامام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ (فتاویٰ شامی میں اس کو شرح التحریر کے حوالے سے ذکر فرمایا جو امام ابن امیر الحاج کی تصنیف ہے انھوں نے مبسوط امام محمد سے نقل فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے)۔ ت) تنبیہ ہفتم: آیات قرآنیہ میں۔ حق فرمایا ہمارے رب جل وعلا نے:

ہے یوں کہ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔	"فَأَنفُهَا لَا تَعْمَىٰ الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَىٰ الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ" ¹

ان بے بصیرتوں کو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑھی بڑھانے کی طرف اشارہ اس میں ایک دو نہیں بلکہ بکثرت آیات کریمہ میں موجود ہے اس میں دو طریق ہیں: اول طریق عموم: یہ دو اوجہ پر ہے: وجہ اول: کہ صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے رہے۔ آیت ۱: قال اللہ عزوجل:

جو کچھ یہ رسول کریم تمہیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔	"مَا أَسْأَلُكُمْ الرَّسُولُ وَخُدُوعًا وَمَا يَنْهَىٰ عَنْهُ فَأَتِمُّوهُ" ²

آیت ۲: قال تعالیٰ:

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اپنے علما کی۔	"أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ" ³

آیت ۳: قال عزوجل:

جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔	"مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" ⁴

رب تبارک و تعالیٰ ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہ اپنی اطاعت بتاتا ہے تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اس سے ہر گز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو۔

¹ القرآن الکریم ۴۶/۲۲

² القرآن الکریم ۷۹/۷

³ القرآن الکریم ۵۹/۳

⁴ القرآن الکریم ۸۰/۳

احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ سب ائمہ اپنی مسند و صحاح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا:

لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغِيرَاتِ لَخَلْقِ اللَّهِ۔	اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر۔

یہ سن کر ایک بی بی خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں نے سنا ہے آپ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی
_____ فرمایا:

مَا لِيَ لَا الْعَنَ مِنْ لَعْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ۔	مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے۔

ان بی بی نے کہا: میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا۔ فرمایا:

إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتَ مَا تَكْمُرُ الرَّسُولَ فَخُذْهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوا۔	اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پاتیں۔ کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

انھوں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: فأنه قد نهى عنه¹ تو بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا:
منکر دیکھے کہ اس کا خیال وہی ان بی بی کا خیال اور ہمارا جواب یعینم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب ہے
یا نہیں۔ یہ بی بی ام یعقوب اسدیہ ہیں کبار تابعین و ثقات مصالحت سے

¹ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۳۴، صحیح البخاری کتاب اللباس باب
الموصولة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۹، سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب صلة الشعو آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۸، جامع الترمذی ابواب
الادب باب ماجاء فی الوصلة الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۲، سنن نسائی کتاب الزينة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۲۹۲

ہونے میں تو کلام نہیں اور حافظ الشان نے فرمایا: صحابیہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ بہر حال ان کی فضیلت و صلاح قبول حق پر باعث ہوئی سمجھ لیں اور اس کے بعد حدیث کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتیں

کہا رواہ البخاری ^۱ من طریق عبد الرحمن بن عابس عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جیسا کہ امام بخاری نے عبد الرحمن بن عابس کے طریقہ سے۔ اس نے بی بی صاحبہ سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

ابتائے زمانہ سے گزارش کرنی چاہئے کہ ع

دلا مردانگی زین زن پیاموز

(اے دل! اس عورت سے مردانہ جرات سیکھ۔ ت)

ولكن الهداية لن تنالاً بلا فضل من المولى تعالى

(لیکن تو ہر گز ہدایت نہ پاسکے گا اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر۔ ت)

ایک بار عالم قریش سے سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں فرمایا: مجھ سے جو چاہو پوچھو میں قرآن سے جواب دوں گا۔ کسی نے سوال کیا: احرام میں زبور کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم، ما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وحدثنا سفیان بن عیینہ عن عبد الملك بن عمير بن ربعي بن حراش عن حذيفة بن اليمان عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر کی۔ ت) کہ رسول اللہ	بسم الله الرحمن الرحيم، جو کچھ تمہیں رسول کریم عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں اس سے باز رہو "اللہ عزوجل نے تو فرمایا کہ ارشاد رسول پر عمل کرو" (ہم سے سفیان بن عیینہ نے فرمایا اس نے عبد الملك بن عمیر سے اس نے ربعی بن حراش سے اس نے حذیفہ بن یمان سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس باب الواشمة قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۹/۲

حدثنا سفین عن مسعر بن کدام عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه امر بقتل المحرم الزنبور ذکرہ الامام السیوطی فی الاتقان^۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو کی پیروی کرو جو میرے جانشین ہوں گے۔ (ہم سے سفیان بن مسعر بن کدام نے بیان کیا انھوں نے قیس بن مسلم سے انھوں نے طارق بن شہاب سے روایت کی) اور ہمیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پہنچی کہ انھوں نے احرام باندھے ہوئے کو قتل زنبور کا حکم دیا (امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اسے الاتقان فی علوم القرآن میں ذکر فرمایا۔ ت)

وجہ ثانی: اقول: وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

آیت ۴: قال جل ذکرہ (اللہ جل جلالہ نے فرمایا:)

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" ۲	البتہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چال طریقہ میں اچھی ریت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہو اللہ اور پچھلے دن سے اور بہت یاد کرے اللہ کی۔

اس آیت کریمہ میں مولیٰ جل و علا اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق و روش پر چلنے کی ہدایت فرماتا اور مسلمانوں کو یوں جوش دلاتا ہے کہ دیکھو ہماری یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں ہمارا خوف ہماری یاد ہم سے امید قیامت سے دہشت ہوگی اور موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود و تمام جہاں جانتا ہے کہ اس سرور جہاں و جہانیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت دائمہ مستمرہ داڑھی رکھتی تھی جس پر تمام عمر مداومت فرمائی محافظت فرمائی تاکید فرمائی ہدایت فرمائی معاذ اللہ کبھی تجویز خلاف نے گنجائش نہ پائی، ہم یہاں بعض احادیث جلیلہ کریمہ یاد کریں کہ ذکر حبیب نور عین و سرور جان و شادابی دل و سیرابی ایمان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

^۱ الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی النوع الخامس والستون مصطفى البابی مصر ۱۲۶/۲

^۲ القرآن الکریم ۲۱/۳۳

حدیث ۱: جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیر شعر اللحية۔ رواه مسلم^۱ وعنه عند ابن عساكر کثیر شعر الراس واللحية۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال کثیر وانبوہ تھے (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابن عساكر کے نزدیک انہی جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک کے بال زیادہ تھے۔ ت)

حدیث ۲: ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحماً مفخماً يتلاؤ وجهه تلالو القمر ليلة البدر ازهر اللون واسع الجبين كثر اللحية رواه الترمذی^۳ في الشمائل والطبرانی في الكبير والبيهقي في الشعب ورواه أيضاً الروياني والبيهقي في الدلائل وابن عساكر في التاريخ۔	حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والے نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے چہرہ مبارک ماہ دوہفتہ کی طرح چمکتا جگمگاتی رنگ، کشادہ پیشانی گھنی داڑھی (اس کو امام ترمذی نے شمائل نبوی میں امام طبرانی نے معجم کبیر میں، امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ نیز رویانی نے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عساكر نے تاریخ میں روایت کیا ہے۔ ت)

حدیث ۳: امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

بابی وامی کان ربعة ابيض مشرباً بحمرة كثر اللحية رواه ابن عساكر^۴ عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنهم۔	میرے ماں باپ ان پر قربان، میانہ قد کے تھے، گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی، گھنی داڑھی، (ابن عساكر نے اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

^۱ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۶۱

^۲ تہذیب تاریخ ابن عساكر باب صفة خلقه و معرفة خلقه الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۲۲

^۳ شمائل الترمذی جامع الترمذی باب ما جاء في خلق رسول الله ائین کمپنی دہلی ص ۲

^۴ کنز العمال بر مژکر "عن ابی هريرة حديث ۱۸۵۶۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۷/ ۱۷۲

حدیث ۴: وہی فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاسر مبارک بزرگ اور الہامة عظیم اللحية رواہ البیہقی ^۱ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک بزرگ اور ریش بڑی تھی (اسے امام بیہقی نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵: امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابيض اللون مشرباً بحمرة اذ عجز العینین کث اللحية ^۲ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا، سرخی آمیز آنکھیں بڑی، خوب سیاہ داڑھی گھنی۔

حدیث ۶: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسن الناس قواماً واحسن الناس وجهاً وطيب الناس ريحاً والین الناس کفاً وکانت له جمة الى شحمة اذنیه وکانت لحيته قد ملأت من ههنا الى ههنا وامرید یہ علی عارضیه ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر چہرہ تمام عالم سے خوب تر مہک سارے زمانے سے خوشبو تر، ہتھیلیاں اپنے رخساروں سے نرم تر، بال کانوں کی لونتک، پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کر کے بتایا کہ ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

حدیث ۷: وہی فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابيض الوجه کث اللحية احمر الاماقي اهدب الاشفار، رواہا جصیعاً ابن ^۴ عساكر الكل مختصراً۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منہ گورا، داڑھی گھنی، آنکھوں کے سرخی، پلکیں دراز، (ان سب کو ابن عساکر نے مختصر طور پر روایت کیا ہے۔ ت)

^۱ دلائل النبوة للبیہقی باب صفة راس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العلمیة بیروت ۱/ ۲۱۶

^۲ تهذيب تاريخ ابن عساكر باب صفة خلقه ومعرفة خلقه الخ دار احياء التراث العربي بیروت ۱/ ۳۱۸

^۳ تهذيب تاريخ ابن عساكر باب صفة خلقه ومعرفة خلقه الخ دار احياء التراث العربي بیروت ۱/ ۳۲۱

^۴ تهذيب تاريخ ابن عساكر باب صفة خلقه ومعرفة خلقه الخ دار احياء التراث العربي بیروت ۱/ ۳۲۲

امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: کث اللحیة تملؤ صدره^۱۔ ریش مطہر گھنی سینہ منورہ کو بھرے ہوئے۔ یہاں "سینہ" سے مراد اس کا بالائی کنارہ ہے کہ گلے کی انتہا ہے صرح به الشراح وهو الواضح الصراح (شارحین نے اس کی تصریح فرمائی جو بالکل واضح اور صاف ہے۔ ت) اور عادت کریمہ تھی کہ کوئی امر کیسا ہی مرغوب و پسندیدہ ہو جب شرعاً لازم ضروری نہ ہوتا تو بیان جواز کے لئے گاہے ترک بھی فرمادیتے یا قولاً خواہ تقریراً جواز ترک بتادیتے اس لئے علمائے کرام نے سنت کی تعریف میں مع ترک احیاناً اضافہ کیا یعنی جسے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکثر کیا اور کبھی کبھی ترک بھی فرمادیا ہو۔ ولہذا محققین فرماتے ہیں کہ ایسی مواظبت دائمہ ہمیشہ دلیل وجوب ہے۔ محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الاذان میں فرماتے ہیں:

عدم الترك مرة دليل الوجوب ^۲	ایک مرتبہ بھی نہ چھوڑنا وجوب کی دلیل ہے۔ (ت)

نیز باب الاعتكاف میں فرمایا:

هذه المواظبة المقرونة بعدم الترك مرة لما اقتربت بعد الانكار على من لم يفعل من الصحابة رضى الله تعالى عنهم كانت دليل السنة والا كانت دليل الوجوب ^۳	یہ دوام یعنی ہمیشگی جو کبھی ایک دفعہ بھی نہ چھوڑنے سے مقرون ہو جب ان صحابہ کرام سے جنہوں نے اسے نہ کیا ہو ان سے عدم انکار پر مقترن ہو تو دلیل سنت ہے ورنہ دلیل وجوب ہے۔ (ت)

دوم طریق خصوص: اس میں بھی بحمد اللہ تعالیٰ فیض جلیل قرآن جلیل سے آیات کثیرہ عبد ذلیل پر فائز برکات ہوئیں فاقول: وباللہ اتوفیق (پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے ہی کہتا ہوں۔ ت) یہ نفیس طریق وجوہ عدیدہ رکھتا ہے جن سے احیائے لمحیہ کا امر یا طلب یا اس کے خلاف پر وعید یا مذمت ثابت ہو۔

وجہ ثالث__ آیت ۵: قال تعالیٰ وتقدس:

"وَأِنْ يَدْعُونَ إِلَى الشَّيْطَانِ مَرْيَدًا ۖ لَعَنَهُ اللَّهُ ۖ لَا تَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ	کافر نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت کی اور وہ بولا میں ضرور لے لوں گا تیرے

^۱ الشفاء لحقوق المصطفى فصل ان قلت الخ عبد التواب أكيدى ملتان ۱/ ۳۸

^۲ فتح القدیر باب الاذان مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان ۱/ ۲۰۹

^۳ فتح القدیر باب الاعتكاف مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان ۲/ ۳۰۵

نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَا ضَلَالَةٌ لَهُمْ وَلَا مَرَدُّ لَهُمْ ۚ فَيَسْتَكِنُّ أَذَانُ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرَدُّ لَهُمْ فَكَيْعْبُزْنَ خَلَقَ اللَّهُ ۚ¹	بندوں میں سے اپنا ٹھہرا ہوا حصہ اور میں ضرور انھیں بہکا دوں گا اور ضرور خیالی لالچوں میں ڈالوں گا اور ضرور انھیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور بیشک انھیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی چیز بگاڑیں گے۔

یہی وہ آیہ کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنانہ مذکورہ پر لعنت فرمائی اور اس کی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی، یعنی یہی کیفیت داڑھی منڈانے کی ہے۔ منہ کے بال نوچنے والیاں تغیر خلق اللہ کرتی ہیں یوں ہی داڑھی منڈوانے والے تو یہ سب اسی فلیغین خلق اللہ (تو وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں تبدیلی کرینگے۔ ت) میں داخل اور شیطان کے محکوم اور اللہ و رسول کے ملعون ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی اکلیل فی استنباط التنزیل میں زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

يَسْتَدِلُّ بِالْأَيَةِ عَلَى تَحْرِيمِ الْخَصَاءِ وَالْوَشْمِ وَمَا يَحْرِي مَجْرَاهُ مِنَ الْوَصْلِ فِي الشَّعْرِ وَبِرَدِّ الْأَسْنَانِ وَالتَّنْمِصِ وَهُوَ تَفِيفُ الشَّعْرِ مِنَ الْوَجْهِ²۔	آیہ مذکورہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ خنسی کرنے، بدن گودنے اور ان جیسے دیگر اعمال مثلاً بال جوڑنے، دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے اور چہرے کے بال نوچنے کی حرمت پر۔ (ت)

تفسیر مدارک شریف میں ہے:

فلیغین خلق اللہ بالخصاء او الوشم او تغیر الشیب بالأسود والتخنث اه³ باختصار۔	اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کریں گے یعنی خنسی کرنے، بدن گودانے سفید بالوں کو سیاہ کرنے اور زنانہ اوصاف اپنانے میں۔ (مختصر عبارت مکمل ہوئی)۔ (ت)

شیخ محقق اشعة المبعات میں زیر حدیث مذکور المغیرات خلق اللہ (اللہ کی بناوٹ کو بدلنے والی عورتیں۔ ت) فرماتے ہیں:

علت و حرمت مثله و خلق لحیه و امثال آں	مثله یعنی حلیہ بگاڑنا اور داڑھی مونڈنے یا منڈوانے

¹ القرآن الکریم ۴/۱۱۹، ۱۲۰

² الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت آیہ ۱۱۹/۴ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ص ۸۲

³ مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) تحت آیہ ۱۱۹/۴ دار الکتب العربی بیروت ۲۵۲

نیز ہمیں ست ^۱ ۔	اور اس قسم کے دوسرے کام کرنے کے حرام ہونے کی یہی علت اور سبب ہے۔ (ت)

وجہ رابع۔ آیت ۶: قال مجده:

"ذٰلِكَ وَمَنْ يُعِظِمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ" ②	بات یہ ہے اور جو بڑائی کرے دین الہی کے شعاروں کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

آیت ۷: قال عز شانه:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجْلُسُوا شَعَائِرَ اللّٰهِ" ③	اے ایمان ولو! حلال نہ ٹھہر الو دین خدا کے شعاروں کو۔

شک نہیں کہ داڑھی شعار دین اسلام سے ہے۔ امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں ختنہ کی نسبت نقل فرماتے ہیں:

انه شعائر الدين كالكلبة وبه يتميز المسلم من الكافر ④	خنہ کرنا کلمہ شریف کی طرح شعائر اسلام میں سے ہے اس سے مسلمان اور کافر میں باہم امتیاز ہوتا ہے۔ (ت)

جب ختنہ حالانکہ امر خفی کلمہ طیبہ کے شعائر دین اور وجہ امتیاز مومنین و کافرین قرار پایا یہاں تک کہ مسلمانان ہند نے اس کا نام بھی "مسلمانی" رکھ لیا۔ تو داڑھی کہ امر ظاہر ہے اور پہلی نظر اسی پر پڑتی ہے بدرجہ اولیٰ شعائر الاسلام ومابہ الامتیاز کرام ولیام ہے اور بعض کفار کا اس میں شریک ہونا منافی شعاریت اسلام نہیں جس طرح ختنہ کرنے میں یہود شریک مسلمین ہیں خود نفس آیات کریمہ ہی میں دیکھئے مورد نزول جانور ان ہدی میں کہ حرم محترم کو قربانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں انھیں شعار دین الہی فرمایا حالانکہ تمام مشرکین عرب اس فعل میں شریک تھے اور جب داڑھی شعار دین ہے اور بے شک یونہی ہے تو بحکم قرآن اس کے ازالہ کو حلال ٹھہر الینا حرام اور اس کی تعظیم تقویٰ قلوب کا کام۔

^۱ اشعة المبعات کتاب اللباس باب الترجل الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سحر ۳/ ۵۷۲

^۲ القرآن الکریم ۳۲/ ۲۲

^۳ القرآن الکریم ۲/ ۵

^۴ عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب اللباس باب قص الشارب ادارة الطباعة المنيرية بیروت ۲۲/ ۳۵

وجہ خامس__ آیت ۸: قال عز مجده:

"أَوْ حِينَا إِلَيْكَ أَنْ آتَيْنَا مَلَّةً إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا" ¹	میں نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے دین کو اپناؤ (یعنی دین ابراہیمی کی پیروی کرو) جو ہر قسم کے باطل سے الگ تھلک رہنے والے تھے (ت)

آیت ۹: قال سبحانه وتعالى:

"قُلْ بَلَّ مَلَّةً إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا" ²	تم فرماؤ بلکہ ہم ابراہیم کا دین لیتے ہیں۔ (ت)

آیت ۱۰: قال جلت الاواء (الله تعالى) نے ارشاد فرمایا کہ جس کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔ (ت):

"وَمَنْ يَرْغُبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ" ³	اور ملت ابراہیمی سے کون بے رخی کر سکتا ہے سوا اس کے جس کو اس کے نفس نے بیوقوف بنا ڈالا ہو۔ (ت)

آیت ۱۱: قال توالا نعباء (الله تعالى) نے ارشاد فرمایا بندوں پر جس کے انعامات مسلسل اور لگاتار ہیں):

"قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ" ⁴	بے شک تمہارے لئے حضرت ابراہیم اور ان اہل ایمان حضرات کی زندگیوں میں جو ان کے ساتھی تھے۔ بہترین اقتداء ہے۔ (ت)

آیت ۱۲: قال جل ذكره (الله تعالى) جس کا ذکر بڑا ہے۔ ارشاد فرمایا):

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْحَبِيدُ" ⁵	بے شک تمہارے لئے ان میں (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں میں) بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین رکھتا ہو اور جو کوئی ہمارے حکم سے منہ پھیرے تو بیشک اللہ تعالیٰ ہی بے پرواہ اور لائق تعریف ہے۔ (ت)

ہر ذی علم جانتا ہے کہ دائرہ بڑھانا ملت ابراہیمی کا مسئلہ شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے اور ان

¹ القرآن الکریم ۱۶ / ۱۲۳

² القرآن الکریم ۲ / ۱۳۵

³ القرآن الکریم ۲ / ۱۳۰

⁴ القرآن الکریم ۶۰ / ۴

⁵ القرآن الکریم ۶۰ / ۶

آیات میں رب جل وعلا نے ہمیں ملت ابراہیم علی ابنہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع کا حکم دیا اور معاذ اللہ اس سے اعراض کو سخت حماقت اور سفاہت فرمایا اور ان کی رسم و راہ اختیار کرنے کی کمال ترغیب دی اور آخر میں فرمادیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تو اللہ بے نیاز بے پرواہ ہے اور ہر حال میں اسی کے لئے حمد ہے۔

وجہ سادس __ آیت ۱۳: قَالَ تَقَدَّسَتْ اَسْمَاءُ (اللہ تعالیٰ جس کے اسماء پاک ہیں، نے ارشاد فرمایا):

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْبَدًا" ¹	یہ انبیاء وہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے راہ دکھائی تو تو انہیں کی راہ کی پیروی کر۔

صدر کلام میں احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ کی حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزری کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء الذبيحة ² الحديث۔	دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہیں از انجملہ لبس ترشوانی اور داڑھی بڑھانی۔ الحديث۔

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داڑھی بڑھانی راہ قدیم حضرات رسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ راہ انبیاء کی پیروی کرو۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آیہ کریمہ "لَا تَأْخُذْ بِطَحِيَّتِي"³ (میری داڑھی نہ پکڑو۔ت) میں لمحہ کا فقط ذکر ہی نہیں بلکہ داڑھی بڑھانے کی طرف اشارہ نکلتا ہے کہ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انبیائے کرام بلکہ بالخصوص ان اٹھارہ رسولوں میں ہیں جن کا نام پاک اس رکوع میں بالتصریح ذکر فرما کر ان کی اقتداء کا حکم ہوا،

قَالَ سُبْحَانَهُ "وَمِنْ دُرِّيَّتِهِ دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ وَأَيُّوبُ وَيُوسُفُ وَمُوسَى وَهَارُونُ" وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٠﴾ ⁴	پاک پروردگار نے ارشاد فرمایا اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام ہوئے ہیں یونہی نیکی کرنیوالوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں (ت)

¹ القرآن الکریم ۹۰/۶

² سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸

³ القرآن الکریم ۹۳/۲۰

⁴ القرآن الکریم ۸۳/۶

وجہ صالح۔ آیت ۱۳: قال جل ثناؤه (اللہ تعالیٰ بہت زیادہ تعریف کا حق رکھنے والی ذات، جس کی تعریف بڑی ہے۔ نے ارشاد فرمایا):

جو خلاف کرے رسول کا حق واضح ہوئے پر اور چلے راہ مسلمانان کے سواراہ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں ڈالیں اور کیا بری پلٹنے کی جگہ۔	"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُؤَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا" ^۱

مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روز ازل سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔ اہلبیت کرام و صحابہ عظام و ائمہ اعلام اور ہر قرن و طبقہ کے اولیائے امت و علمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے یہاں تک کہ ازالہ تو ازالہ اگر خلقت کسی کی داڑھی نہ نکلتی اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ ہر عیب سے بدتر عیب سمجھا جاتا علمائے کرام علامات قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں کتروائیں گے۔ اس پیشگوئی کے مطابق یہ داڑھی منڈوں مخرشوں مترشوں کی تراشیں خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی مدتہامت کے بعد مسلمانوں میں آئیں وہ بھی رند و اوباش و بد وضع لوگوں میں، پھر ان میں بھی جو ایمان سے حصہ رکھتے ہیں اب تک اپنی اس حرکت کو مثل اور معاصی و کبائر کے برائے ہیں اور طریقہ اسلامی سے جدا سمجھتے بلکہ ان میں بعض خوش عقیدہ اپنے معظمین دینی کے سامنے لجاتے انھیں منہ دکھاتے شرماتے ہیں۔ الحمد للہ یہ ان کے ایمان کی بات ہے شامت نفس سے گناہ کریں لیکن اسے گناہ و قبیح جانیں مگر چوری سرزوری والوں سے خدا کی پناہ کہ داڑھی رکھنے پر قہقہے اڑا کر شعار اسلام کے ساتھ نفس اسلام و ایمان بھی مونڈ کر پھینک دیں۔ امام اجل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق المرید للوصول الی مقام التوحید پھر امام ہمام حجت الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

یعنی یہ ذکر ہے کہ ان معصیتوں اور نوپیدا بدعتوں کا جو لوگوں نے داڑھی میں نکالیں حدیث میں ہے اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں کہ قسم یوں کھاتے ہیں اس کی قسم جس نے فرزند ان آدم کو داڑھی سے	وهذا اللفظ المكي قال في ذكر سنن الجسد ذكر ما في اللحية من المعاصي والبدع المحدثه قد ذكر في بعض الاخبار ان لله تعالى ملائكة يقسمون والذي زين

^۱ القرآن الكريم ۱۵/۴

بنی آدم باللہی وفي وصف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان كثر اللحية وكذلك ابو بكر وكان عثمان طويل اللحية دقيقها وكان على عريض اللحية قد ملأت ما بين منكبيه ووصف بعض بنى تميم من رهط الاحنف بن قيس قال (وعبارة الاحياء قال اصحاب الاحنف بن قيس) وددنا انا اشترينا للاحنف اللحية بعشرين الفافلم يذكر حنفة في رجله ولا عورة في عينه وذكر كراهية عدم لحيته وكان عاقلاً حليماً وقدر وينا من غريب تأويل قوله تعالى يزيد في الخلق ما يشاء قال اللہی وذكر عن شريح القاضي قال (ولفظ الاحياء قال شريح) وددت لو ان لي لحية بعشرة آلاف ففي اللحية من خفايا الهوى ودقائق افات النفوس ومن البدع المحدثه ثنتا عشرة خصلة من ذلك النقصان منها وذلك مثله وذكر عن جماعة ان هذا من اشراط الساعة¹ اهملخصاً۔

زینت بخشی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں سے ریش مبارک گھنی تھی اور ایسے ہی ابوبکر صدیق و عثمان غنی کی داڑھی دراز و باریک مولیٰ علی کی داڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم، احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین و علماء و حکمائے کالین سے تھے زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶ھ یا ۷ھ میں وفات پائی) عاقل و حلیم تھے (پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی داڑھی خلقت نہ نکلی تھی) ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کیلئے داڑھی خریدتے۔ اور تفسیروں سے یہ آیت یزید فی الخلق ما یشاء کی تفسیر میں ہمیں روایت پہنچی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بڑھاتا ہے صورت میں جو چاہے اس سے داڑھی مراد ہے۔ شرح قاضی (کہ اجلہ ائمہ و اکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیر المومنین عمر فاروق پھر امیر المومنین مولیٰ علی کی سرکار میں قاضی تھے امیر المومنین علی فتاویٰ میں ان سے رائے لیتے ۸۰ ہجری سے پہلے یا بعد انتقال ہوا داڑھی خلقت نہ تھی) وہ فرماتے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی تو داڑھی میں شیطانی خواہشوں کے خفا یا اور نفسانی

¹ قوت القلوب فی معاملة المحبوب الفصل السادس والثلاثون دار صادر بیروت ۱۳۲۱/۲ تا ۱۳۲۲، احیاء العلوم النوع الثانی فیما یحدث فی

آفتوں کے دقائق اور نوپید ابدعتوں سے بارہ باتیں لوگوں نے ایجاد کی ہیں از انجملہ داڑھی کم کرنی اور یہ مثلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے اور ایک جماعت علماء سے مروی ہوا کہ یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے۔ انتہی۔ مدارج شریف میں ہے:

آوردہ اند کہ لہیہ امیر المؤمنین علی پر میکرد سینہ را و نمچنیں لہیہ امیر المؤمنین عمرو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و در حلیہ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ اند کہ کان طویل اللہیہ عریضہا^۱۔	منقول ہے کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی مبارک ان کے سینہ اقدس کو ڈھانپ دیتی تھی یا ڈھانپے ہوئی تھی۔ اور اسی طرح امیر المؤمنین عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک داڑھیاں تھیں کہ بڑی اور گنجان ہونے کی وجہ سے ان کے سینوں کو ڈھانپ دیتی تھیں۔ اور حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک میں تحریر کیا گیا ہے کہ آپ کی ریش مبارک دراز اور چوڑی تھی صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم۔ (ت)

وجہ ۸ من __ آیت ۱۶، ۱۵: قَالَ تَبَارَكَ شَانَهُ فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْاَنْعَامِ (اللہ تعالیٰ جس کی شان بابرکت ہے۔ نے سورۃ بقرہ اور سورۃ انعام میں ارشاد فرمایا):

"وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّكُمْ عَعْدُوْهُ مُبِيْنٌ" ^۲	شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک شیطان وہ تمہارا دشمن ہے۔

آیت ۱۷: قَالَ عِزُّوْ عَلَا (اللہ تعالیٰ غالب اور بزرگ و برتر ذات نے ارشاد فرمایا):

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ" ^۳	اے ایمان والو! شیطان کے رستے پر نہ چلو اور جو شیطان کی راہ چلے تو وہ یہی بے حیائی اور بری بات کا حکم کرتا ہے۔

آیت ۱۸: قَالَ عِزُّوْ مَنْ قَاتَلَ (کہنے والوں پر جو غالب اور حاوی ہے اس نے ارشاد

^۱ مدارج النبوة باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۵/۱

^۲ القرآن الکریم ۱۶/۲

^۳ القرآن الکریم ۲۱/۲۲

فرمایا):

اے ایمان والو! پورے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمہارا صریح بدخواہ ہے پھر اگر اس کی طرف جھکو بعد اس کے کہ تمہارے پاس آپچکیں الہی حجتیں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئے ان پر عذاب خدا کا بادل کی گھٹائیں اور فرشتے اور ہو جائے ہونیوالی اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٥٠﴾"
 "فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكُمْ بِالنَّبِيِّتْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالنَّارِ لِكَيْ يَقْضِيَ الْأُمُورَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٥٢﴾" ¹

جلالین میں ہے:

یعنی جب حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ اکابر علمائے یہود سے تھے مشرف بہ اسلام ہوئے عادت سابقہ کے باعث تعظیم روز شنبہ کا ارادہ کیا اور گوشت شتر کھانے سے کراہت ہوئی، رب عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اے ایمان والو! اسلام لائے ہو تو پورا اسلام لاؤ اسلام کی سب باتیں اختیار کرو، یہ نہ ہو کہ مسلمان ہو کر کچھ عادتیں کافروں کی رکھو، اور اگر نہ مانا تو خوب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے تم پر عذاب لاتے اسے کوئی روک نہیں سکتا پھر فرمایا جو مسلمان ہو کر بعض کفری خصلتیں اختیار کریں وہ کاہے کا انتظار کر رہے ہیں یہی ناکہ آسمان سے ان پر عذاب اترے اور ہونے والی ہو چکے یعنی ہلاک وہ تمام کردئے جائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نزل فی عبداللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا السبوت وکرموا الابل بعد الاسلام یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم الاسلام کافۃ حال من السلم ای فی جمیع شرائعہ فان زللتم ملتئم عن الدخول فی جمیعہ عزیز لا یعجزہ شیء عن انتقامہ منکم هل ینظرون ینتظر التارکون الدخول فیہ قضی الامر تم امر اہلاکھم ²

¹ القرآن الکریم ۲/ ۲۱۰ تا ۲۰۸² تفسیر جلالین تحت آیہ ۲/ ۱۲۰۸ ص ۱۲۱ مطابع دہلی ص ۱۲۱

ان آیات میں رب العزت جلا وعلا نے خصلت کفار اختیار کرنے پر کیسی تہدید اکید و وعید شدید فرمائی، اور شک نہیں کہ داڑھی منڈانا کترنا خصلت کفار ہے۔ عنقریب بعونہ تعالیٰ بکثرت احادیث معتمدہ سے اس کا بیان آتا ہے۔ اور خود بیان کی حاجت کیا ہے کہ امر آپ ہی واضح اور نیز تقریرات سابقہ سے لائحہ اصل میں یہ خصلت ملعونہ مجوس ملاعنہ کی تھی ان سے اور کفار نے سیکھی، جب عہد معدلت مہد امیر المومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عجم فتح ہوا اور کسریٰ خبیث کا تخت ہمیشہ کے لئے الٹ دیا گیا۔ مجوس منحوس کچھ اسلام لائے کچھ بقبول جزیہ رہے کچھ پریشان و سرگرداں دارالکفر ہندوستان میں آئے یہاں کے راجہ نے ان سے تعظیم گاؤ و تحریم مادر و دختر و خواہر کا عہد لے کر جگہ دی ہنود بے بہود نے داڑھی منڈانا نوروز و مہرگان بنام ہولی و دیوالی منانا، ان میں آگ پھیلانا وغیرہ ذلک من الخصال الشنیعہ ان سے اڑایا مجوس ایران کہ مسلمان ہوئے تھے ان میں بہت بد باطن اپنی تباہی ملک و افسر و تاراج مال و دختر کے باعث دلوں میں حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کینہ رکھتے تھے مگر مسلمان کلا کر اسلام کی عزت و شوکت اسلام کی قوت و دولت اسلام کے تاج و معراج یعنی امیر المومنین کی شان میں گستاخی کی کیا مجال تھی جب ابن صبا یہودی خبیث نے مذہب رخص ایجاد کیا اور شدہ شدہ یہ ناشدنی مذہب ایرانیوں تک پہنچان آتش پرست مغیظوں کی دبی آگ نے موقع پایا کہ اہا اسلام میں بھی ایسا مذہب نکلا کہ امیر المومنین پر تبراکے اور خاصے مومنین بنے رہے۔ انھوں نے بہزار جان لبیک کہی اور نئے دین کی تاصیل تفریع بڑھ چلی، باپ دادا کی قدیم سنتیں اپنا رنگ لائیں۔ نوروز منائے، داڑھیاں کتروائیں، اتیان اوبار و اباحت و اعارت و اجارت فرج کی کیا گنتی نکاح محارم تک منظور رہا مگر پردہ حریر عہ میں مستور رہا۔

عہ: اہلسنت شیعہ رابعض مسائل قبیحہ طعن میکردند جمعے از علماء مذہب ایشاں تدبیر دفع بایں صورت کردہ اند کہ از کتب خود آں مسائل مٹو نمودند و کتب قدیمہ را مخفی ساختند مثل لواطت با مملوک و بامادر و خواہر لہف حریر^۱ ۱۲ تحفہ اثنا عشریہ ملخصاً۔

شیعان کے بعض قبیح مسائل پر اہلسنت طعن کرتے ہیں تو ان کے مذہبی علماء کے ایک گروہ نے ان باتوں کے جواب کے لئے یہ صورت اختیار کی کہ اپنی کتابوں سے ان مسائل کو حذف کر دیا (یعنی نکال دیا) اور پرانی کتابوں کو چھپالیا۔ اپنے غلام کے ساتھ بدکاری کرنا، ماں بہن کے ساتھ ریشم لپیٹ کر ہمبستری کرنا وغیرہ جیسے مسائل ۱۲ تحفہ اثنا عشریہ کی تلخیص۔

^۱ تحفہ اثنا عشریہ باب ثانی کیدی و پنجم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵

ادھر اسلامی فاتحوں کی شیرانہ تاخت نے سیماں ہند کے منہ سپید کردئے ہزاروں مارے لاکھوں قید کئے یہاں تک کہ ہندو کے معنی ہی غلام ٹھہر گئے۔ یہاں کے نو مسلم مسلم تو ہو گئے مگر ہزاروں اپنے آبائی خصال کے پابند رہے۔ داڑھیاں منڈائیں، بسنت منائیں، سادنی کریں، چڑیاں رنگائیں، عورتیں بد لحاظی کے کپڑے پہنیں، کنبے بھر کی سب غیریں سامنے آنے کے واسطے نہیں، شادیوں میں معاذ اللہ فحش، سالی بہنوئی میں ہنسی کی ریت، یہاں تک کہ بہت پوربی اضلاع میں چھوت اور چوکا تک مشہود، اور اکثر دیہات میں ہولی دیوالی، بلکہ اس سے زائد شیطنت موجود، پھر اس عملداری میں شیوع نیچریت بے قیدی شرع آزادی نفس کے لئے سونے میں سہاگہ، کچھ اتباع فرنگ، کچھ زنانی امگ صفائی رخسار کا نصیب جاگا۔ لاجرم اس حرکت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پائے گا۔ نسلا مجوسی یا مذہب بارافضی یا پوربی تہذیب کا دلدادہ نیچری یا جھوٹے متصوفہ یا مبتلائے رخص خفی یا باپ دادا ہندو نو مسلم غافل یا ان صحبتوں کا بگڑا آوارہ نیچری بہر حال اس کا مبداء و منبع و مرجع وہی خصلت کفار جس سے خدا ناراض رسول پزار، جس پر قرآن عظیم میں وہ سخت و عید وہ قاہر مار، آئندہ ماننے نہ ماننے کا ہر شخص مختار، والتوفیق باللہ العزیز الغفار۔

تمثیہ ہشتم: احادیث میں:

حدیث ۱: امام مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طحاوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خالقوا المشرکین احفوا الشوارب وافرؤا اللحیۃ ^۱ ۔	مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست اور داڑھیاں کثیر وافر رکھو۔

یہ لفظ صحیحین میں ہے صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے:

انہکوا الشوارب واعفوا اللہی ^۲ ۔	مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

مسلم، ترمذی ابن ماجہ، طحاوی کی ایک روایت میں ہے:

احفوا الشوارب واعفوا اللہی ^۳ ۔	خوب پست کرو و مونچھیں اور چھوڑ رکھو داڑھیاں۔

روایت امام مالک والی داؤد۔

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۵/۲، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۱۲۹

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس باب اعفاء اللہی قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۵/۲

^۳ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۱۲۹، جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی اعفاء اللہی امین

کینی دہلی ۱۰۰/۲

اور ایک روایت مسلم و ترمذی میں ہے:

ان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفوا اللجی ^۱ ۔	بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں معاف رکھنے کا۔

حدیث ۲: احمد مسند، مسلم صحیح، طحاوی آثار، ابن عدی کامل، طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جزوا الشوارب وارخوا اللجی خالفوا المجوس ^۲ ۔	مونچھیں کتراؤ اور داڑھیاں بڑھنے و آتش پرستوں کا خلاف کرو۔

امام احمد کی روایت میں ہے:

قصوا الشوارب واعفوا اللجی ^۳ ۔	مونچھیں تراؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

طبرانی کی روایت میں ہے:

وفرو اللجی وخذوا من الشوارب ^۴ ۔	کثیر کرو داڑھیاں اور مونچھوں میں سے لو۔

دوسری روایت میں زائد کیا۔

وانتفوا الابط وقصوا الاظافیر ^۵ ۔	اور بغلوں کے بال اکھاڑو اور ناخن کاٹو۔

ابن عدی کی روایت ہے:

واعفوا الشوارب واعفوا اللجی ^۶ ۔	مونچھیں خوب کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

^۱ صحیح مسلم کتاب الطہارت باب خصال الفطرة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹، جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء في اعفاء اللحية
امین کمپنی دہلی ۱۰۰/ ۲، سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب في اخذ الشارب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۲۱

^۲ صحیح مسلم کتاب الطہارة باب خصال الفطرة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی

بیروت ۲/ ۳۶۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۹

^۴ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۵۰۵۸ المکتبة المعارف ریاض ۲۹/ ۶

^۵ کنز العمال بحوالہ طس عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۷۲۳۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶/ ۶۵۶

^۶ الكامل لابن عدی ترجمہ حفص بن واقد بصری دار الفکر بیروت ۲/ ۷۹۹

حدیث ۳: امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

احفوا الشوارب واعفوا اللہی ولا تشبهوا بالیہود ^۱ ۔	مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو۔ یہودیوں کی سی صورت نہ بنو۔

حدیث ۴: امام احمد مسند، طبرانی کبیر، بیہقی شعب الایمان ضیاح مختارہ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوالامامہ بابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اہل الکتاب ^۲ ۔	مونچھیں کترواؤ اور داڑھیوں کو کثرت دو۔ یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو۔

حدیث ۵: طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

افوا اللہی وقصوا الشوارب ^۳ ۔	پوری کرو داڑھیاں اور تراشو مونچھیں۔

حدیث ۶: ابن حبان صحیح میں اور طبرانی اور بیہقی میمون بن مہران سے راوی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المجوس فقال انہم یوفرون سبالہم ویحلقون لحاہم فخالقوہم ^۴ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجوسیوں کا ذکر فرمایا وہ اپنی لہیں بڑھاتے اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کا خلاف کرو۔

حدیث ۷: ابن عدی کامل۔ بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

احفوا الشوارب واعفوا اللہی ^۵ ۔	مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔

^۱ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب حلق الشارب (پنج ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲/ ۳۶۷)

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی امامہ بیروت ۲۶۵/۵ وشعب الایمان حدیث ۶۳۰۵ بیروت ۵/ ۲۱۴

^۳ المعجم الکبیر حدیث ۳۳۵ و ۷۲۴۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۱۵۲ و ۷۷۷

^۴ السنن الکبریٰ کتاب الطہارۃ باب کیف الاخذ من الشارب دار صادر بیروت ۱/ ۱۵۱

^۵ شعب الایمان حدیث ۶۳۳۰ و ۲۱۹/۵ والکامل لابن عدی ترجمہ حفص بن واقد بصری ۲/ ۷۹۹

حدیث ۸: ابو عبید اللہ محمد بن مخلد دوری اپنے جزء حدیثی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خذوا من عرض لحاکم واعفوا طولها ^۱ ۔	داڑھیوں کے عرض سے لو اور ان کے طول کو معاف رکھو،

حدیث ۹: خطیب بغدادی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یأخذن احدکم من طول لحیتہ ^۲ ۔	ہر گز کوئی شخص اپنی داڑھی کے طول سے کم نہ کرے۔

حدیث ۱۰: ابن سعد طبقات میں عبد اللہ بن عبد اللہ سے مرسل راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لکن ربی امرنی ان احفی شاربی واعفی لحیتی ^۳ ۔	مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ میں اپنی لبیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں۔

اس حدیث کا واقعہ وہ ہے جو کتاب الخمیس فی احوال الانفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ جب حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر بھت دنیا اسلام نہ لایا مقوقش بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کئے سگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس چاک کر دیا اور باذان صوبہ یمن کو لکھا دو مضبوط آدمی بھیج کر انھیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے دار و نمہ بانویہ اور ایک پارسی خر خسره نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔

انھما حین دخلا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں
کانا قد حلق لحاہما واعفیا شواربھما فکرة النظر الیہما	منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی طرف

^۱ کنز العمال حدیث ۱۷۲۲۵ بحوالہ ابی عبد اللہ محمد بن مخلد فی جزءہ موسسة الرسالہ بیروت ۶/ ۲۵۳

^۲ تاریخ بغداد ترجمہ ۲۶۴۱ احمد بن الولید دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۱۸۷

^۳ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر اخذ الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من شاربہ دار صادر بیروت ۱/ ۴۴۹

وقال ويلكمنا من امركمنا بهذا قالوا ربنا يعنينا كسرى فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لكن ربي امرني باعفاء لحيتي وقص شواربي¹۔	نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا۔ وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرہیز خبیث نے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لمبیں تراشنے کا حکم فرمایا۔

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بانویہ خرخرہ اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکام حضور جان بوجھ کر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔ آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔ اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا، مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے، اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین، اس کے بعد حدیث میں معجزہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور خسرو پرہیز مردود کا ہلاک باذان و بانویہ و خرخرہ وغیرہم بہت اہل یمن کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث ۱۱: سنن نسائی شریف میں ہے:

اخبرنا محمد بن سلمة (ثقة ثبت) ثنا ابن وهب (ثقة حافظ عابد) عن حيوة بن شريح (ثقة ثبت فقيه زاهد) وذكر اخر قبله عن عياش بن عباس (القتباني ثقة) ان شيبيم	محمد بن سلمہ نے ہم کو بتایا اور وہ معتبر اور عادل راوی ہے۔ ابن وهب نے ہم سے بیان کیا وہ مستند، حافظ اور عبادت گزار راوی ہے اس نے حیوة ابن شریح سے روایت کی جبکہ وہ معتبر، عادل، فقیہ اور زاہد یعنی دنیا سے بے رغبتی کرنے والا راوی ہے۔ دوسروں نے اسے عیاش بن عباس سے پہلے ذکر کیا ہے۔ یہ

¹ تاریخ الخمیس کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی کسری مؤسسه شعبان بیروت ۱۴/ ۳۵

بن بیتان (القتبانی ثقة) حدثه انه سمع رويغ بن ثابت رضي الله تعالى عنه يقول ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال يا رويغ لعل الحياة ستطول بك بعدى فأخبر الناس انه من عقد لحيته او تقلد وتر او استنجد بر جيع دابة او عظم فان محمداً برئ منه¹ -	القتبانی ہے جو معتبر و مستند آدمی ہے شمیم بن بیتان القتبانی مستند و معتبر راوی ہے اس نے بتایا کہ اس نے رويغ بن ثابت کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رويغ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے رويغ! میں امید کرتا ہوں کہ تو میرے بعد عمر دراز پائے تو لوگوں کو خبر دینا کہ جو اپنی داڑھی باندھے یا کمان کا چلا گلے میں لٹکائے یا کسی جانور کی لید، گور یا ہڈی سے استنجاء کرے تو بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہے۔

حدیث ۱۲: سنن ابی داؤد شریف میں اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا:

حدثنا يزيد بن خالد (ثقة) نا مفضل (هو ابن فضالة البصري ثقة فاضل عابد) عن عياش (ذاك ابن عباس الثقة) ان شميم بن بيتان اخبره بهذا الحديث ايضاً عن ابي سالم الجيشي (سفيان بن هاني محضرم وقيل له صحبته) عن عبد الله بن عمر و رضي الله تعالى عنهما يذكر ذلك وهو معه مرابط بحصن باب اليون² -	یزید بن خالد نے ہم سے بیان کیا اور وہ معتبر و مستند راوی ہے۔ مفضل (جو فضالہ مصری کے بیٹے معتبر، فاضل اور عابد ہیں) نے ہم سے بیان کیا اس نے عیاش (وہ ابن عباس اور ثقہ ہے) سے شمیم بن بیتان نے اسے یہ حدیث ابو سالم جیشی کے حوالے سے بتائی (یعنی سفیان بن ہانی محضرم۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کے لئے شرف صحبت ثابت ہے) اس نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ وہ یہ حدیث بیان فرماتے تھے جبکہ یہ ان کے ساتھ "باب الیون" کے قلعہ میں قید تھا۔ (ت)

¹ سنن النسائي كتاب الزينة من السنن باب عقد اللحية نور محمد كارخانه تجارت كتب كراچی ۱۲/ ۷۷-۷۸-۷۹

² سنن ابی داؤد كتاب الطهارة باب ما ينهى عنه ان يستنجد به آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۶

یعنی اس طرح یہ حدیث حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت فرمائی، حضرت شیخ محقق و مولانا عبدالحق محدث دہلوی لمعات التنقیح میں فرماتے ہیں:

داڑھی باندھنے سے مراد اکثر اہل علم کے نزدیک کسی دوا وغیرہ سے اسے پیوست کرنا یا جوڑنا ہے اور اسے بایں وجہ ناپسند فرمایا کہ یہ ان لوگوں کا فعل ہے اور طریقہ ہے جو دیندار نہیں اور ان کی مشابہت اختیار کرنی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت کے ایام گرما میں ازراہ تکبر و عجب اپنی داڑھیوں کو باندھ دیا کرتے تھے اس لئے انھیں داڑھیاں کھلی اور آزاد چھوڑے رکھنے کا حکم دیا گیا اور یہ عجیبوں کی روش تھی اور طریقہ تھا اور علامہ تورپشتی نے فرمایا لوگ ان کو مثل فتنہ کے بٹ دیا کرتے تھے یونہی مجمع البحار میں مذکور ہے۔ اور پہلا قول ہی اصل سبب اور وجہ ہے عبارت مختصر مکمل ہوئی۔ (ت)

بنا جس قدر موجب غضب و ناراضی واحد قہار و رسول کردگار جل و جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ وسلم ہو بجائے۔
آثار: حدیث ۱۳ و ۱۴: امام ابوطالب مکی قوت القلوب اور امام حکیم الامہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

رد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن ابی لیلیٰ قاضی المدینۃ شہادۃ من کان ینتف لحیثہ ^۱ ۔	یعنی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ طیبہ (کہ اکابر ائمہ تابعین واجلہ تلامذہ امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہیں ان دونوں ائمہ ہدیٰ نے) داڑھی چننے والے کی گواہی رد فرمادی۔

حدیث ۱۵: یہی دونوں امام مکی و غزالی فرماتے ہیں:

شہد رجل عند عمر بن عبدالعزیز بشہادۃ وکان ینتف فینکیہ فرد شہادۃ ^۲ ۔	ایک شخص نے سادس خلفاء راشدین امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں کسی معاملہ میں گواہی دی اور وہ اپنی داڑھی کا ایک خفیف حصہ جسے کوٹھے کہتے ہیں چٹا کر تاکھا امیر المومنین نے اس کی شہادت رد فرمادی۔

حدیث ۱۶ و ۱۷: امام محمد بن ابی الحسین علی مکی دقائق الطریقہ میں حضرت کعب احبار و ابی الجلد (جیلان بن فراءہ اسدی) رحمہم اللہ تعالیٰ سے ذکر فرماتے ہیں:

یکون فی آخر الزمان اقوام یقصون لحاکم اولئک لاخلق لہم ^۳ ۔	آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ داڑھیاں کتریں گے وہ نرے بے نصیب ہیں یعنی ان کے لئے دین میں حصہ نہیں آخرت میں بہرہ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین (ہذا مختصر)

تنبیہ نہم: نصوص ائمہ کرام و علمائے اعلام میں:
نص ۵۵۱: امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الممام فتح القدر پھر علامہ زین بن نجیم

^۱ احیاء العلوم کتاب اسرار الطہارۃ النوع الثانی فصل فی اللحیۃ مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ۱۳۴

^۲ احیاء العلوم کتاب اسرار الطہارۃ النوع الثانی فصل فی اللحیۃ مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ۱۳۴

^۳ احیاء العلوم عن کعب الاحبار النوع الثانی فصل فی اللحیۃ مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ۱۳۵

مصری بحر الرائق پھر علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی غنیہ ذوی الاحکام، پھر علامہ مدقق محمد بن علی دمشقی در مختار پھر علامہ سیدی احمد مصری حاشیہ مراقی الفلاح سب علماء کتاب الصوم میں فرماتے ہیں:

(مفہوم سب کا ایک ہے البتہ الفاظ حاشیہ الدرر والغرر کے ہیں) یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانے ز نخے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں اور سب لے لینا ایرانی مجوسیوں اور یہودیوں اور ہندیوں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔	المعنى للكل واللفظ للحاشية الدرر والغرر الاخذ من اللحية وهي دون القبضة كما فعله بعض المغاربة ومخنة الرجال فلم يبيحه احد واخذ كلها فعل مجوس الاعاجم واليهود والهنود بعض اجناس الافرنج¹۔

نص ۱۲۵۶: امام برہان الملئی والدین فرغانی ہدایہ پھر امام زیلیعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر علامہ نجم الدین طوری تاملہ بحر الرائق پھر علامہ شرنبلالی غنیہ پھر سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیہ کنز پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ تنویر پھر علامہ سیدی محمد امین افندی رد المحتار علی الدر المختار سب علماء کتاب الجنایات مسئلہ جنایت بخلق لحيہ میں فرماتے ہیں:

داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا (یہ سب کے الفاظ ہیں سوائے طرفین کے پس ان کے الفاظ یہ ہیں اسے ایسے کام کے کرنے پر سزا دی جائے جو حلال نہیں۔ ت)	يؤدب على ذلك لا ارتكابه المحرم (هذا هو الكل الا الطرفين فلفظهما) يؤدب على ارتكابه ما لا يحل²۔

نص ۱۷۱۳: علامہ تورپشتی مصابیح پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مکی مرقاۃ پھر علامہ فتنی مجمع البحار پھر شیخ محقق لمعات میں فرماتے ہیں:

داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت	قص اللحية كان من صنع الاعاجم وهو

¹ غنیہ ذوی الاحکام کتاب الصوم باب موجب الافساد مہری کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۸ و بحر الرائق ۲/ ۲۸۰، حاشیہ الطحطاوی علی مراقی

الفلاح ص ۳۷۲ و در مختار ۱/ ۱۵۲ و فتح القدیر ۲/ ۲۷۰

² الہدایہ کتاب الدیات مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۵۸۴ و تبیین الحقائق ۶/ ۱۳۰ و بحر الرائق ۸/ ۳۳۱، غنیہ ذوی الاحکام مع الدرر کتاب

الديات ۲/ ۱۰۴ و طحطاوی علی الدر المختار ۴/ ۲۸۰، فتح المعین ۳/ ۳۸۷ و رد المحتار ۵/ ۳۷۰

اليوم شعار كثير من المشركين كالا فرنج والهنود ومن لاخلق لهم في الدين من الفرق الموسومة بالقلندرية طهر الله عنهم حوزة الدين ¹ ۔	کافروں کا شعار ہے جیسے فرنگی، اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ نہیں جو قلندریہ کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسلامی حدود کو ان سے پاک کرے۔

نص ۱۹۱۸: کواکب الدراری شرح صحیح بخاری امام کرمانی و مجمع میں ہے:

فسبخنه ما اسخف عقول قوم طولوا الشارب واحفوا اللحي عكس ما عليه فطرة جميع الامم قد بدلوا فطرتهم نعوذ بالله ² ۔	سبحان اللہ کس قدر پوچ عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں برعکس اس خصلت کے جس پر تمام امم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فطرت ہے انہوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی خدا کی پناہ۔

نص ۲۲۲۰: امام ابوالحسن علی ابن ابی بکر بن عبد الجلیل مرغینانی نے کتاب التجنیس والمزید میں اس کے عدم جواز کی تصریح فرمائی۔ لمعات شرح مشکوٰۃ و نصاب الاحتساب باب السادس میں ہے:

هل يجوز حلق اللحية كما يفعلها الجوا اليقون الجواب لايجوز ذكره في جنایة الهداية وكراهة التجنیس ³ ۔	یعنی سوال، کیا داڑھی منڈانا جائز ہے جیسے جھولا شاہی فقیر کرتے ہیں؟ جواب: ناجائز ہے ہدایہ کتاب الجنایات اور تجنیس کتاب الکراہیۃ میں اس کی تصریح ہے۔

نص ۲۳ و ۲۴: تبیین الحرام ورد المختار میں ہے:

ازالة الشعر من الوجه حرام الا اذا نبت للبرأة لحية او شوارب فلا تحرم ازالة بل تستحب ⁴ ۔	منہ کے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کسی عورت کے داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔

¹ لمعات التنقيح شرح مشکوٰۃ المصابيح كتاب الطهارة باب السواك مكتبة المعارف العلمية لاہور ۲/ ۶۷ و ۶۸، مرقاة المفاتيح شرح مشکوٰۃ المصابيح كتاب الطهارة باب السواك المكتبة الحبيبية كوتہ ۲/ ۴، شرح الطيبي على مشکوٰۃ المصابيح كتاب الطهارة باب السواك

ادارة القرآن کراچی ۲/ ۵۶

² مجمع بحار الانوار باب الفاء مع الطاء تحت لفظ "فطر" مكتبة دار الايمان مدينة منوره ۴/ ۱۵۸

³ لمعات التنقيح شرح مشکوٰۃ المصابيح كتاب الطهارة باب السواك مكتبة المعارف العلمية لاہور ۲/ ۶۷

⁴ رد المحتار كتاب الحظرو والاباحة فصل في النظر والمس دار احياء التراث العربي بيروت ۵/ ۲۳۹

نص ۲۵ و ۲۶: مفہم شرح صحیح مسلم للعلامة القرطبي پھر اتحاد السادة المتقين میں ہے:

لايجوز حلقها ولا نتفها ولا قص الكثير منها ¹	داڑھی کا نہ مونڈنا جائز نہ چننا نہ زیادہ کترنا۔

نص ۲۷: امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فرماتے ہیں:

لايحل للرجل ان يقطع اللحية ²	مرد کو حلال نہیں کہ داڑھی کاٹے۔

نص ۳۰ و ۳۱: بعینہ یہی الفاظ امام ابو بکر نے فرمائے اور ان سے نوازل اور نوازل سے نصاب الاحساب باب ثامن میں منقول ہوئے۔ نص ۳۲ و ۳۱: در مختار میں ہے:

فيه (اي المجتبي) قطعت شعر راسها اثنت ولعنت في البزازية ولو باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى الموتر التشبه بالرجال ³	یعنی مجتبیٰ شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہ گار و ملعونہ ہو جائے، نرازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے اس لئے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور علت گناہ مردوں کی وضع بنانی ہے یعنی عورت کو موئے سر تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش تراشنی حرام ہونے کی علت کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور وہ دونوں ناجائز۔

نص ۳۳: علامہ علی قاری شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

حلق اللحية منهي عنه ⁴	داڑھی مونڈنے کی شرع میں ممانعت ہے۔

نص ۳۴: علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

اما حلقها فمنهي عنه لانه عادة المشركين ⁵	داڑھی مونڈنا منع ہے کہ یہ کافروں کی عادت ہے۔

¹ اتحاد السادة المتقين کتاب اسرار الطهارة واما السنن فعشرة دار الفكر بيروت ۲/ ۴۱۹، المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم

كتاب الطهارة باب خصال الفطرة دار ابن كثير بيروت ۱۲/ ۵۱۲

² در مختار بحوالہ البزازیہ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۰

³ در مختار بحوالہ البزازیہ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۰

⁴ شرح الشفاء للقاری علی ہامش نسیم الریاض فصل واما نظافة جسمه دار الفكر بيروت ۱/ ۳۴۳

⁵ نسیم الریاض فصل واما نظافة جسمه الفكر بيروت ۱/ ۳۴۳-۳۴۴

نص ۳۵: اشعة الملعات سے گزرا:

علت در حرمت حلق لحيہ ہمیں ست ^۱ ۔	داڑھی مونڈنے کی وجہ حرمت یہی ہے۔ (ت)

ص ۳۶: اسی میں ہے:

حلق کردن لحيہ حرام ست در ویش فرنج و ہنود جو القیان ست کہ ایشان را قلندریہ گویند ^۲	داڑھی مونڈنا حرام ہے اور یہ فرنگیوں، ہندیوں اور جھولاشاہیوں جو قلندریہ کہلاتے ہیں، کا طریقہ اور روش ہے۔ (ت)

نص ۳۷: فتح المعین بشرق قرۃ العین میں ہے: یحرم حلق لحيہ^۳ داڑھی مونڈنا حرام ہے۔

فائدہ: جس طرح داڑھی مونڈنا کتر وانا بالاتفاق حرام و گناہ ہے یونہی ہمارے ائمہ و جمہور علماء کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ بے حد بڑھایا جائے جو حد تناسب سے خارج و باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسند ہے۔ امام قاضی عیاض پھر امام ابو زکریا نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

تکرہ الشهرة فی تعظیہا کما تکرہ فی قصہا و جزہا ^۴ ۔	داڑھی کو حد شہرت تک بڑھانا یعنی بہت زیادہ طویل کرنا مکروہ ہے جیسا کہ اس کا کتر وانا اور کاٹنا مکروہ ہے۔ (ت)

اسی میں ہے: وکرہ مآلک طولہا جدا^۵ (امام مالک نے داڑھی کا بیحد لمبا کرنا ناپسند فرمایا ہے۔ ت) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت ابوہریرہ و غیر ہما صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے افعال و اقوال اور ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ و محرمذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عامہ کتب فقہ و حدیث کی تصریح سے اس کی حد یکمشت ہے۔ ابھی نصوص علماء سے گزرا کہ اس سے کم کرنا کسی نے حلال نہ جانا، قبضہ سے زائد کا قطع ہمارے نزدیک مسنون ہے بلکہ نہایہ میں بلفظ وجوب تعبیر کیا۔ تفصیل اس کی بحر و نہر و در مختار اور اس کے حواشی و غیر ہا کتب فقہ اور مرقاۃ و لمعات و منہاج وغیرہ کتب حدیث اور قوت القلوب و احیاء العلوم و غیر ہا کتب سلوک میں دیکھئے قول عرب کہ اس ناقل نا عاقل نے لکھا اور نہ اس کا قائل جاننا نہ مقولہ ہی ٹھیک نقل کیا اس میں

^۱ اشعة الملعات کتاب اللباس باب التوجل الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/ ۵۷۲

^۲ اشعة الملعات ترجمہ مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب السواک مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/ ۲۱۲

^۳ فتح المعین شرح قرۃ العین مسائل الاکتحال والخضاب الخ مطبعة عامر الاسلام پورہس ص ۲۱۹

^۴ شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب السواک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹

^۵ شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب السواک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹

اسی طول فاحش و مفرط کی ناپسندی ہے ورنہ نفس طول تو سبزہ آغاز ہوتے ہی حاصل کہ بال اگر چہ ذرہ بھر ہو آخر جسم ہے اور جسم بے طول ناممکن تو مطلق طول کے مذمت نفس لحيہ کی مذمت ہوگی حالانکہ تمام عالم جانتا ہے کہ عرب کی قدیم قومی و ملکی و مذہبی عادت ہمیشہ داڑھی رکھنی رہی ہے وہ اس کے نہ ہونے کی مذمت کرتے اور اسے سخت عیب جانتے جس کا کچھ نہ کرا تو قال امام شریح و اصحاب امام احنف سے گزرا، قوت القلوب شریف میں امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

من عظمت لحيته جلت معرفته ¹ ۔	جس کی داڑھی عظیم یعنی بڑی ہو اس کی معرفت بڑی ہوگی۔ (ت)

اس میں بعض ادیبوں سے نقل فرمایا:

في اللحية خصال نافعة منها تعظيم الرجل والنظر اليه بعين العلم والوقار ومنها رفعه في المجالس والاقبال عليه ومنها تقديسه على الجماعة وتعقبه ² ۔	داڑھی کے بہت فوائد ہیں جن میں سے (۱) ایک یہ کہ لوگوں میں داڑھی والے آدمی کی عزت ہوتی ہے (۲) لوگ اس کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں (۳) مجالس میں اسے اچھی نشست دی جاتی ہے۔ (۴) لوگ اس کی بات توجہ سے سنتے ہیں (۵) جماعت میں اسے آگے کرتے ہیں (۶) داڑھی کے بغیر آدمیوں کے مقابلے میں داڑھی والے کو فضیلت دی جاتی ہے (ت)

اسی طرح احياء العلوم میں ہے۔ یہ زرخداں کے دو تین بال جو اس خلیع العذار کے نزدیک حد اعتدال عرب اسے منحوس و مذموم جانتے اور عجم کیا اچھا سمجھتے ہیں یہاں تک کہ اس پر مثلیں زباں زد ہوئیں اور ہر عاقل جانتا ہے کہ:

خير الامور اوسطها ³ قال تعالى: "وَكَانَ بَيِّنٌ لِّكَ قَوَامًا" ⁴	سب سے بہتر کام میانہ روی والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نیک بندے تنگی اور فراخی یعنی کجوسی اور فضول خرچی

¹ قوت القلوب لابی طالب المکی الفصل السادس والثلاثون دار صادر بیروت ۱۴۳ / ۲

² قوت القلوب لابی طالب المکی الفصل السادس والثلاثون دار صادر بیروت ۱۴۳ / ۲

³ السنن الکبریٰ کتاب صلوٰۃ الخوف باب ماورد من التشديد فی لبس الخز دار صادر بیروت ۱۴۳ / ۳

⁴ القرآن الکریم ۲۵ / ۶۷

"وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا" ^۱ - وقال تعالى: "عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ" ^۲ -	کے درمیان راہ اعتدال پر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان دونوں کے درمیان راستہ اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وہ گائے) نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا بلکہ درمیانی عمر رکھتی ہو۔ (ت)

کو سچ کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال ووقائع بیہقی نے مناقب میں روایت اور امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں زیر حدیث: ایاکم والاشقر الارزق ^۳ (لوگو! گہری نیلی آنکھوں والے سے بچو۔ ت) ذکر کئے جسے دیکھنا ہو وہاں دیکھے۔ تنبیہ دہم: بقیہ دلائل تحریم میں دلیل اول داڑھی منڈانا مثلاً یعنی صورت بگاڑنا ہے اور مثلاً حرام۔ اب کتب فقہیہ سے کتاب الحج کا احرام باندھئے۔

نص ۳۸: ہدایہ میں ہے:

حلق الشعر في حقها مثلة كخلق اللحية في حق الرجال ^۴ -	عورت کا بال مونڈنا مثلاً یعنی حلیہ بگاڑنے کے مترادف ہے جیسا کہ مردوں کا داڑھی مونڈنا (ت)

نص ۳۹: کافی شرح وافی:

لا تحلق ولكن تقصر لان الحلق في حقها مثلة والمثلة حرام وشعر الراس زينة لها كاللحية للرجل كما لا يحلق لحيته عنه الخروج من الاحرام فكذلك الاتحلق شعرها ^۵ -	(احرام کھولتے وقت) عورت سر کے بال نہ مونڈے بلکہ چوٹی سے کچھ بال کتر ڈالے کیونکہ بال مونڈنا اس کے حق میں بمنزلہ مثلاً ہے اور مثلاً حرام ہے۔ سر کے بال عورت کی زینت ہیں جیسے داڑھی مرد کے لئے زینت ہے۔ جس طرح احرام کی پابندی سے آزاد ہونے کے لئے مرد کو داڑھی مونڈنے کا حکم نہیں اسی طرح عورت کے لئے سر کے بال مونڈنے کا حکم نہیں۔ (ت)

نص ۴۰ و ۴۱: امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاسانی بدائع پھر علامہ قاری مسلک مستقسط

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۱۷

^۲ القرآن الکریم ۲۸/۲

^۳ المقاصد الحسنہ حرف الهمزة تحت حدیث ۲۷۴ دار الفکر بیروت ص ۱۳۶

^۴ الہدایہ کتاب الحج فصل وان لم یدخل المحرم الخ المکتبہ العربیہ کراچی ۱/۲۳۵

^۵ کافی شرح وافی

میں فرماتے ہیں:

حلق اللحية من باب المثلة ¹ ۔	داڑھی مونڈنا از قسم مثله کے ہے۔ (ت)
نص ۴۲ و ۴۳: تبیین الحقائق و ابوالسعود مصری:	
حلق راسها مثلة كحلق اللحية في الرجل ² ۔	کسی عورت کا اپنے سر کے بال مونڈنا مثله ہے (حلیہ بگاڑنا ہے) جیسے مرد کا داڑھی مونڈنا (ت)
نص ۴۴: نیز تبیین میں ہے:	
لا يأخذ من اللحية شيئاً لانه مثلة ³ ۔	مرد داڑھی کا کوئی ضروری حصہ نہ کترائے کیونکہ ایسا کرنا مثله کے زمرے میں آتا ہے۔ (ت)
نص ۴۵ و ۴۶: بحر الرائق و طحطاوی علی الدر واللفظ للبحر:	
لا تحلق لكونه مثلة كحلق اللحية ⁴ ۔	کوئی عورت بال نہ مونڈے اس لئے کہ ایسا کرنا مثله ہے جیسے مرد کے لئے داڑھی مونڈنا مثله ہے۔ (ت)
نص ۴۷: ررجندی شرح نقایہ:	
حلق الرأس في حقها مثلة كحلق اللحية في حق الرجل ⁵ ۔	عورت کے لئے اپنے سر کے بال مونڈنا مثله ہے جیسے مرد کے لئے داڑھی مونڈنا۔ (ت)
نص ۴۸: شرح لباب:	
اما المرأة فليس لها الا التقصير لما سبق من ان حلق رأسها	عورت کے لئے صرف بال کترنے جائز ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ عورت کا اپنے سر کے بال

¹ بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما الحلق والتقصير ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲، المسلك المتقسط في المنسك المتوسط مع ارشاد

الساری دارالکتب العربی بیروت ص ۱۵۲

² تبیین الحقائق کتاب الحج فصل من لم يدخل مكة الخ المطبعة الکبزی الامیریة بولاق مصر ۱/۲، فتح المعین کتاب الحج فصل

مسائل شتی تتعلق بأفعال الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۹۶

³ تبیین الحقائق کتاب الحج باب الاحرام المطبعة الکبزی بولاق مصر ۲/۳۳

⁴ بحر الرائق کتاب الحج فصل من لم يدخل مكة الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۳۵

⁵ شرح النقایة للبرجندی کتاب الحج نوکثور لکھنؤ ۱/۲۴۳

مثلة كحلق الرجل اللحية ^۱	مونڈنا مرد کے داڑھی مونڈنے کے مترادف ہے اور ایسا کرنا مثله ہے۔

نص ۴۹: طریق المرید سے گزرا کہ نقصان منها مثلة^۲ (داڑھی) حد ضرورت سے) کم کرنا مثله ہے۔ (ت)
 ان سب عبارات کا حاصل یہی ہے کہ مرد کے کو داڑھی منڈانا کترنا مثله ہے جیسے عورت کو سر منڈانا، یہ مسئلہ واضح جلیلہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام خواص و عوام اس سے آگاہ ہیں ہر ذی عقل مسلم جانتا ہے کہ جیسے عورت کے حق میں گیسو بریدہ گالی ہے یونہی مرد کے لئے داڑھی منڈانا، ہاں ناپاک طبائع کا ذکر نہیں، بہتیرے مرد زنا نے بنتے محافل میں ناچتے۔ اپنی ماں بہن کے پیچھے طبلہ بجاتے ہیں اور ان حرکات سے اصلا عار نہیں رکھتے جس طرح داڑھی رکھنا افعال قدیمہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے یونہی یہ اشارہ بھی اقوال قدیم رسد عظام سے:

اذالم تستنجی فاصنع ما شئت ^۳ بیچیا باش و ہر چہ خواہی کن۔	جب تم میں حیائہ رہے تو پھر جو مرضی آئے کرتے رہو۔ (ت)

اب امام ابوالبرکات عبد اللہ نسفی کا ارشاد ابھی گزرا کہ المثلۃ حرام (مثله کرنا یعنی اپنا حلیہ بگاڑنا حرام ہے۔ ت) اشعۃ سے گزرا علت در حرمت مثله ہمیں ست^۴ (مثله کے حرام ہونے کی یہی علت اور وجہ ہے۔ ت)
 احادیث لیجئے کہ امید کرتا ہوں مجموعہ اس تحریر کے سوا شاید نہ ملیں:
 حدیث ۱۸: امام احمد و بخاری و مسلم و نسائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ من مثل بالحيوان ^۵	اللہ کی لعنت اس پر جو کسی جاندار کے ساتھ مثله کرے۔

طبرانی نے بسند حسن ان سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

^۱ المسلك المتقسط في المنسك المتقسط مع ارشاد الساری دار الکتب العربی بیروت ص ۱۵۱

^۲ قوت القلوب في معاملة المحبوب الفصل السادس والثلاثون دار صادر بیروت ۱۴۳ / ۲

^۳ المعجم الكبير حديث ۶۵۷-۶۵۹-۶۶۱ المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۴ / ۲۳۸، ۲۳۷

^۴ اشعة المبعات کتاب اللباس باب التزجل الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳ / ۵۷۲

^۵ صحيح البخاری کتاب الذبائح ۸۲۹ / ۲ و مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر ۳۳۸

من مثل بالحيوان فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ¹ ۔	جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے اس پر اللہ و ملائکہ و بنی آدم سب کی لعنت۔

حدیث ۱۹: شافعی، احمد، دارمی، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی، ابن حبان، بیہقی، ابن الجار و حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے سپہ سالار کو وصیت فرماتے:

اغزوا بسم الله في سبيل الله قاتلوا من كفر بالله اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا ² ۔	جہاد کرو اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں قتال کرو۔ اللہ کے منکروں سے جہاد کرو اور خیانت نہ کرو۔ نہ عہد توڑو، نہ مثلہ کرو۔ نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

حدیث ۲۰: امام احمد مسند اور ابن ماجہ سنن اور قاضی عبدالجبار بن احمد اپنی امالی میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا فرمایا:

سيروا بسم الله وفي سبيل الله قاتلوا من كفر بالله ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا ³ ۔	چلو خدا کے نام پر خدا کے راہ میں جہاد کرو خدا کے منکروں سے اور نہ مثلہ کرو نہ بد عہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل۔

حدیث ۲۱: حاکم مستدرک میں حضرت ابن الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خذ فاعز في سبيل الله فقاتلوا من كفر بالله لا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا	لے خدا کی راہ میں لڑ منکران خدا سے جہاد کرو، خیانت نہ کرو نہ مثلہ نہ بچوں کو قتل

¹ كنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۳۹۹۷۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۳۸/۱۵

² صحیح مسلم کتاب الجہاد ۸۲/۲ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد ۳۵۲، جامع الترمذی ابواب الدیات ۱۶۹ ابواب السیر ۱۹۵/۱ و سنن

ابن ماجہ کتاب الجہاد ص ۲۱۰، مسند احمد بن حنبل ۲۳۰/۴ و ۳۵۸/۵

³ سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۱۰ و مسند احمد بن حنبل ۲۳۰/۴

فہذا عہد اللہ وسیرۃ نبیہ ^۱ ۔	کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عہد اور اس کے نبی کا شیوہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
حدیث ۲۲: بیہقی سنن میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث طویل میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی لشکر کفار پر بھیجتے فرماتے:	
لا تمثلوا بأدھی ولا بھیمۃ ^۲ ۔	مثلاً نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو۔
حدیث ۲۵۵۲۳: احمد و بخاری حضرت عبداللہ بن زید اور احمد وابو بکر ابن ابی شیبہ حضرت زید بن خالد اور طبرانی حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:	
نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن النہیۃ والمثلۃ ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوٹ اور مثلہ سے منع فرمایا۔
حدیث ۲۶۷۲۶: ابن ماجہ ابوسعید خدری اور امام ابو جعفر طحاوی وسلیمان بن احمد طبرانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:	
نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولفظ الطحاوی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینہی ان یمثل بالبہائم ^۴ ۔	(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور طحاوی کے الفاظ ہیں کہ میں نے سنا ہے۔) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوپایوں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔
حدیث ۳۰۵۲۸: ابو بکر بن ابی شیبہ وامام طحاوی وحاکم حضرت عمران بن حصین اور اولین وطبرانی حضرت مغیرہ بن شعبہ اور صرف اول حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:	
نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مثلہ سے

^۱ کنز العمال برمزك عن ابن عمر حدیث ۱۱۲۸۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۴/ ۴۳۴، المستدرک للحاکم کتاب الفتن دار الفکر بیروت ۴/ ۵۴۱

^۲ السنن الکبریٰ کتاب السیر باب ترك قتل من ا قتال فیہ الخ دار صادر بیروت ۹/ ۹۱

^۳ صحیح البخاری کتاب الذبائح باب ما یکرہ من المثلہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/ ۸۳۹، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن زید

انصاری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۰۷

^۴ سنن ابن ماجہ کتاب الذبائح باب النہی عن صبر البہائم وعن المثلۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۷، شرح معانی الآثار کتاب

الجنایات باب کیفیۃ القصاص ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲/ ۱۱۷

عن المثلة ^۱ هذا حديث الحاكم عن عمران ومثله لفظ الطبرانی عن ابن عمر وحدثنا المغيرة واسماء-	منع فرمایا۔ (حضرت عمران کے حوالے سے یہ حاکم کی روایت ہے اور اس جیسے الفاظ امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالے سے روایت کئے ہیں اور حضرت مغیرہ اور سیدہ اسماء نے ہم سے بیان فرمایا۔ ت)

حدیث ۳۱: طبرانی امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے راوی:

سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ينهى عن المثلة ولو بالكلب العقور ^۲	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ مثله کرنا منع فرماتے تھے اگرچہ سگ گزندہ کو۔

حدیث ۳۲ و ۳۳: ابن قانع و طبرانی وابن منده بطریق موسیٰ بن ابی حبيب حضرت حکم بن عمیر و حضرت عائد بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تمثلوا بشیء من خلق الله عز وجل فيه روح ^۳	خلق اللہ میں سے کسی ذی روح کو مثله نہ کرو۔

حدیث ۳۴ و ۳۵: ابوداؤد و طحاوی حضرت سمرہ بن جندب اور بخاری و مسلم قتادہ سے مرسل راوی:

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يحثنا على الصدقة وينها عن المثلة وهذا لفظ ابی داؤد ^۴ ولفظ الطحاوی قلما خطب خطبة الا امرنا فيها	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدقہ کرنے کی ترغیب دیا کرتے اور مثله کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔ اور امام طحاوی کے یہ الفاظ ہیں کہ کوئی ایسا خطبہ

^۱ شرح معانی الآثار کتاب الجنایات ۲/ ۱۷۷ و المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۹۸۴/ ۹، المعجم الاوسط حدیث ۵۷۳۵ مکتبہ

المعارف ریاض ۶/ ۳۴۴، المعجم الكبير حدیث ۱۳۴۸۵، المكتبة الفيصلية بيروت ۱۲/ ۴۰۳، كنز العمال برمزك عن عمران حدیث ۱۱۰۶۸ مؤسسة الرسالہ بيروت ۴/ ۳۹۱

^۲ المعجم الكبير حدیث ۱۶۸، المكتبة الفيصلية بيروت ۱۰۰/ ۱۰۰

^۳ المعجم الكبير حدیث ۳۱۸۸، المكتبة الفيصلية بيروت ۳/ ۳۱۸

^۴ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی النهی عن المثلة آقاب عالم پریس لاہور ۲/ ۶

بالصدقة ونهانا فيها عن المثلة¹ ولفظهما في حديث العرينيين عن قتادة بلغنا ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان بعد ذلك يحث على الصدقة وينهى عن المثلة² وبمعناه لابن ابي شيبة والطحاوي عن عمران في الحديث المار-	نہیں ہوتا تھا جس میں صدقہ کرنے کا حکم نہ فرماتے ہوں اور مثلہ کرنے سے منع نہ کرتے ہوں ان دونوں کے الفاظ حدیث "عرینین" میں بحوالہ حضرت قتادہ یہ ہیں: ہمیں یہ اطلاع پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد ازیں صدقہ کرنے کی ترغیب دلاتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے۔ اور اسی کی ہم معنی ابن ابی شیبہ اور طحاوی کی گزشتہ حدیث بروایت حضرت عمران مذکور ہے۔ (ت)

حدیث ۳۶: طبرانی کبیر میں حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں: لا تمثلوا بعباد اللہ³ اللہ کے بندوں کو مثلہ نہ کرو۔
حدیث ۳۷ و ۳۸: ابن عساکر وابن النجار حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن ابی شیبہ مصنف میں عطا سے
مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا امثل به كذا في مثل الله في يوم القيامة⁴	حاصل یہ کہ جو یہاں مثلہ کرے گا روز قیامت اسے اللہ تعالیٰ مثلہ بنائے گا۔

حدیث ۳۹: بیہقی سنن میں صالح بن کیسان سے حدیث طویل میں راوی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سپہ سالاری پر بھیجتے وقت وصیت میں
فرمایا:

¹ شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الجنایات باب کیفیة القصاص ابن تیمیہ سید کیمینی کراچی ۱۷/ ۱۱، سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی النہی

عن المثلة آفتاب عالم پریس لاہور ۶/۲

² صحیح البخاری کتاب المغازی باب قصہ عکل و عربینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۰۲

³ المعجم الكبير حدیث ۶۹۷ و ۶۹۸ المكتبة الفیصلیة بیروت ۲۲/ ۲۷۲

⁴ كنز العمال بحوالہ ابن عساکر وابن النجار حدیث ۱۳۴۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۵/ ۴۰۸، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی

حدیث ۱۸۵۸۶ ادارة القرآن کراچی ۱۳/ ۳۸۷

لا تغدرو ولا تمثل ولا تجبن ولا تغلل ^۱	نہ عہد توڑنا، نہ مثلہ کرنا، نہ زدلی نہ خیانت۔

حدیث ۴۰: سیف الفتوح میں متعدد شیوخ سے راوی، امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صوبہ ملک یمامہ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا جس میں ارشاد ہے:

ایک والمثلة فی الناس فانها ماثم ومنفرة الا فی قصاص ^۲	لوگوں کو مثلہ کرنے سے بچو کہ وہ گناہ ہے اور نفرت دلانے والا مگر قصاص و عوض میں۔

اللہ اکبر! جب چوپایوں سے مثلہ حرام، چوپائے درکنار نگھنے کتے سے ناجائز کتے سے بھی گزریئے حربی کافر سے بھی منع، تو مسلمان کا خود اپنے منہ کے ساتھ مثلہ کرنا کس درجہ اشد حرام و موجب لعنت و انتقام ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حدیث ۴۱: طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مثله بالشعر فلیس له عند الله خلق ^۳	جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

والعیاذ باللہ رب العالمین _____ یہ حدیث خاص مسئلہ مثلہ مومنین ہے بالوں کا مثلہ یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال یا مرد داڑھی یا مرد خواہ عورت بھنویں کما یفعله کفرۃ الہند فی الحداد (جیسے ہندوستان کے کفار لوگ سوگ مناتے ہوئے ایسا کرتے ہیں۔ ت) یا سیاہ خضاب کرے کما فی المناوی والعزیزی والحفنی شروح الجامع الصغیر، یہ سب صورتیں مثلہ مومنین داخل ہیں اور سب حرام۔

دلیل دوم: داڑھی منڈانا، زانی صورت بنانا اور عورتوں سے تشبہ پیدا کرنا ہے اور مرد کو عورت عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں ظاہر کہ عورت و مرد کا جسم ظاہر میں مابہ الامتیاز یہی چوٹی داڑھی ہے۔ اسی طرح تسبیح ملائکہ میں اشارہ وارد ہوا۔ امام زیلعی تبیین الحقائق علامہ اتقانی غایۃ البیان علامہ طوری تاملہ بحر، سب علماء کتاب الجنایات

^۱ السنن الکبریٰ کتاب السیر باب ترک قتل من لا قتال فیہ من الرهبان الخ دار صادر بیروت ۹۰/۹

^۲ تاریخ الامم والملوک للطبری ذکر خبر حضر موت فی ردتهم دار القلم بیروت ۳/۲۷۷

^۳ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۹۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۴۱

اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کیمیائے سعادت میں ذکر کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان للہ ملئکۃ تسبیحہم سبحن من زین الرجال باللحی والنساء والقرون والذوائب ^۱ لیس عند الاتقانی فی نسختی لفظ القرون	بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے پاکی ہے اسے جس نے مردوں کو زینت دی داڑھیوں سے اور عورتوں کو کیسوؤں سے، بلکہ داڑھی چوٹی سے بھی زیادہ وجہ انتیاز ہے کہ مرد چوٹی بنا سکتا ہے اور عورت داڑھی نہیں نکال سکتی۔ (میرے نسخہ میں اتقانی کے نزدیک "قرون" کا لفظ نہیں ہے)۔ (ت)

ولہذا نص ۵۰ و ۵۱: اما میں جلیلیں قوت و احیاء میں فرماتے ہیں:

اللحیۃ من تنام خلق الرجال وبہا تميز الرجال من النساء فی ظاہر الخلق ^۲	داڑھی آفرینش مرد کی تمامی سے ہے اور اسی سے متمیز ہوتے ہیں مرد عورتوں سے ظاہری صورت میں۔

لاجرم بزازیہ در مختار ورد المختار کے نصوص گزرے کہ عورت کو موئے سر مرد کو داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے کہ اس میں ایک
کا دوسرے سے تشبہ ہے۔

نص ۵۲: سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

الحکمة فی تحریم تشبہ الرجل بالمرأة وتشبہ المرأة بالرجل انہما مغیرات لخلق اللہ ^۳	مرد عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں اس میں خدا کی بنائی چیز بدلتے ہیں۔

یہ اشارہ ہے اسی آیت کریمہ "فَلْيَخْشَ الَّذِي خَلَقَ اللَّهُ"^۴ کی طرف، یہ تو آیت تھی اب بتوفیق اللہ تعالیٰ احادیث لیجئے۔

حدیث ۳۲: امام احمد و دارمی و امام بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی

^۱ تبیین الحقائق کتاب الجنایات ۶/ ۱۳۰ و بحر الرائق کتاب الجنایات ۸/ ۳۳۱

^۲ قوت القلوب الفصل السادس والثلاثون ۲/ ۱۴۲ و احیاء العلوم النوع الثانی ۱/ ۱۴۴

^۳ الحدیقہ الندیہ ومن الآفات اضاعة الرجل اولادہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۵۸

^۴ القرآن الکریم ۱۱۹/ ۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشابهات من النساء بالرجال ^۱ ۔	اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔

طبرانی کی روایت یوں ہے:

ان امرأة مرت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متقلدة قوسا فقال لعن اللہ المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال بالنساء ^۲ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت شانے پر کمان لٹکائے گزری، فرمایا: اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردانی وضع بنائیں اور ان مردوں پر جو زنانی۔

حدیث ۴۳: بخاری، ابوداؤد و ترمذی انھیں سے راوی:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخر جوهم من بیوتکم ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر۔ اور فرمایا انھیں اپنے گھروں سے نکال باہر کرو۔

حدیث ۴۴: بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اخر جوالمخنثین من بیوتکم ^۴ ۔	زنانوں کو اپنے گھروں سے نکال باہر کرو۔

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس ۲/ ۸۷۴۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۱۰۔ جامع الترمذی ۲/ ۱۰۲، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب

فی المخنثین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۸، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المكتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۳۹

^۲ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترہیب من تشبہ الرجل بالمرأة الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۰۳

^۳ صحیح البخاری کتاب اللباس ۲/ ۸۷۴ و سنن ابی داؤد کتاب الادب ۲/ ۳۱۸ جامع الترمذی ابواب الادب ۲/ ۱۰۲

^۴ سنن ابن ماجہ ابواب الحدود باب المخنثین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۱، کنز العمال بحوالہ احمد خ، د، ۵۰۲۶، حدیث ۴۵۰۲۶ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۱۶/ ۳۹۶

حدیث ۴۵: ابو داؤد و نسائی، وابن ماجہ وابن حبان بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل ¹ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر کہ مرد کا۔

حدیث ۴۶: ابو داؤد بسند حسن عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے راوی:

قال قيل لعائشة رضي الله تعالى عنها ان امرأة تلبس النعل قالت لعن رسول الله صلي الله تعالى عليه وسلم الرجل من النساء ² ۔	ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

حدیث ۴۷: امام احمد بسند صحیح ایک تابعی ہذلی سے راوی میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے گزری عبد اللہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا ام سعید دختر ابو جہل، فرمایا میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ليس منا من تشبه بالرجال من النساء ولا من تشبه بالنساء من الرجال ³ ورواه الطبراني عن عبد الله مختصراً۔	ہمارے گروہ میں سے نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور نہ وہ مرد کہ عورتوں سے (اور اسے طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے مختصر گاروایت کیا۔ت)

حدیث ۴۸: امام احمد بسند حسن اور عبد الرزاق مصنف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

لعن رسول الله صلي الله تعالى عليه وسلم مخنثي الرجال الذين يتشبهون بالنساء والمترجلات من النساء	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں اور جنگل کے

¹ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

² سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

³ مسند امام احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۰

المتشابهات بالرجال وراكب الفلاة وحده ¹ ۔	اکیلے سوار کو یعنی جو خطرہ کی حالت میں تنہا سفر کو جائے۔

حدیث ۳۹: طبرانی کبیر میں بسند صالح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يدخلون الجنة ابدًا الديوث و الرجلۃ من النساء ومدمن الخمر ² ۔	تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے دیوث اور مردانی عورت اور شراب کا عادی۔

حدیث ۵۰: احمد، نسائی، حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيمة العاق لوالديه والمرأة المترجلة المتشبهة بالرجال ³ والديوث ⁴ ۔	تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر رحمت نہ فرمائے گا ماں باپ کا نافرمان اور مردانی عورت مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔

حدیث ۵۱: نسائی سنن اور بزار مسند اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان میں ان سے راوی:

عنه: وفي طريقة لاحد ورواية عبد الرزاق بعدهذا والمتبتلين الذين يقولون لا نتزوج والمتبتلات اللاتي يقلن ذلك وراكب الفلاة وحده والباءت وحده ⁴ منه	امام احمد کی دوسری سند کے ساتھ اور مصنف عبدالرزاق کی روایت میں اس کے بعد یہ الفاظ مذکور ہیں وہ مرد جو عورتوں سے لا تعلق ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم شادی نہیں کرتے اور الگ تھلگ رہنے والی عورتیں جو یہی کچھ کہتی ہیں اور جنگل و بیابان میں اکیلا سفر کرنے والا سوار اور قوت مردی کے باوجود تنہا رہنے والا مرد۔ (ت)

¹ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۸۹-۲۸۷

² مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الكبير کتاب النکاح باب فیمن یرضی لاہلہ بالخبت دار الکتب بیروت ۳/ ۳۲۷

³ مسند امام احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۳۴، سنن النسائی کتاب الزکوۃ ۱/ ۳۵۷

⁴ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۸۹

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والديوث ورجلة النساء ¹ ۔	تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ سے عاق اور دیوث اور مردانی عورت۔

حدیث ۵۲: بیہقی شعب الایمان میں ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اربعة يصبحون في غضب الله ويمسون في غضب الله المتشبهون من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال والذي يأتي البهيمة والذي يأتي بالرجل ² ۔	چار شخص صبح کریں تو اللہ کے غضب میں شام کریں تو اللہ کے غضب ہیں زنانی وضع والے مرد اور مردانی وضع والی عورتیں اور جو چوپائے سے جماع کرے اور اغلامی۔

حدیث ۵۳: طبرانی کبیر میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

اربعة لعنهم الله فوق عرشه وامنت عليهم ملئكة الذي يحصن نفسه عن النساء ولايتزوج ولا يتسرى لان لا يولد له ولد الرجل يتشبه بالنساء وقد خلقه الله ذكرا والمرأة تتشبه بالرجال وقد خلقها الله انثى ومضل المسكين ³ وفي اخرى	حاصل یہ کہ چار شخصوں پر اللہ عزوجل نے بالائے عرش سے دنیا و آخرت میں لعنت بھیجی اور ان کی ملعونی پر فرشتوں نے آمین کہی وہ مرد جسے خدائے تعالیٰ نے نہ بنایا اور وہ مادہ بنے عورتوں کی وضع بنائے اور عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ نہ بنے مردانی وضع اختیار کرے اور اندھے کو بہکانے یا مسکین

عہ: هذا وعيد آخر غير مافي قرينة فالظاهر تعداد
الورود ولا تغيير العبارة من الصحابي او راو بعده والله
تعالى اعلم ۱۲ منہ

یہ دوسری وعید ہے جو ساتھ والی روایت میں نہیں ہے بظاہر تعداد
الورود مراد ہے صحابی سے تبدیلی عبارت مراد نہیں یا اس کے بعد
کوئی اور راوی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ت)

¹ شعب الایمان للبيهقي باب في الغيرة والمذاق حديث ۱۰۷۹۹ دار الكتب العلمية بيروت ۷/ ۳۱۲، سنن النسائي كتاب الزكاة ۱/ ۳۵۷ و

المستدرک للحاکم كتاب الایمان ۲/ ۷۲

² شعب الایمان باب في تحريم الفروج حديث ۵۳۸۵ دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۳۵۶

³ المعجم الكبير حديث ۳۸۹ المكتبة الفيصلية بيروت ۸/ ۱۱۷

عنہ اربعة لعنوا في الدنيا والاخرة وامنت الملائكة رجل جعله الله ذكرا فانث نفسه وتشبه بالنساء وامرأة جعلها الله انثى فتذكرت وتشبهت بالرجال والذى يضل الاعى ورجل حصور ولم يجعل الله حصورا الا يخيى بن زكريا عليه السلام¹۔	کو راستہ بھلانے والا اور وہ جو اولاد ہونے کے خوف سے نکاح نہ کرے نہ کنیز حلال رکھے راہبان نصاریٰ کی طرح بن رہے۔

حدیث ۵۴: ابن عساکر ابن صالح وہ اپنے بعض شیوخ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن الله الملائكة رجلا تأنث وامرأة تذکرت²۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔	اللہ عزوجل اور فرشتوں نے لعنت کی اس مرد پر جو عورت بنے اور اس عورت پر جو مرد۔

دلیل سوم: داڑھی منڈانا کمتر وانا شعار کفار میں ان سے تشبہ ہے اور وہ حرام۔

تنبیہ ہشتم کی متعدد احادیث میں گزرا کہ یہ خصلت شیعہ مجوس و یہود و مشرکین کی ہے اور نہم کے نصوص عدیدہ میں کہ مجوسیوں یہودیوں ہندوؤں فرنگیوں کی اور حدیث اول و سوم و چہارم میں گزرا مشرکوں کا خلاف کرو یہودیوں کی صورت نہ بنو اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

نص ۵۵۴:۵۵۳: لمعات سے گزرا کہ داڑھی باندھنے والے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیزی اس وجہ سے ظاہر فرمائی کہ اس میں بے دینوں سے تشبہ ہے۔³ علامہ طیبی و علامہ طاہر سے گزرا کہ وجہ نبی مشابہت کفار ہے۔⁴

نص ۵۶ و ۵۷: بدائع امام ملک العلماء و شرح منک متوسط میں ہے:

¹ المعجم الكبير حديث ۷۴۸۹ المكتبة الفيصلية بيروت ۸/۲۴۲

² كنز العمال بحواله ابن عساکر عن ابن صالح حديث ۴۳۹۸۳ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۶/۷۳

³ لمعات التنقيح شرح مشکوة المصابيح كتاب الطهارة باب السواك مكتبة المعارف العلييه ۲/۶۸

⁴ شرح الطيبي على مشکوة المصابيح كتاب الطهارة باب السواك ادارة القرآن كراچی ۲/۵۶

حلق اللحية تشبه بالنصارى ¹ ۔	داڑھی منڈانی نصاریٰ کی سی صورت بنانی ہے۔

نص ۵۸: جب در مختار میں فرمایا داڑھی نہ رکھنا یہود و ہنود کا کام ہے² علامہ طحطاوی نے فرمایا: التشبه بهم حرام³ ان سے تشبہ حرام ہے۔
نص ۵۹ و ۶۰: علامہ اسماعیل بن عبد الغنی حاشیہ درر و غرر پھر علامہ عبد الغنی بن اسماعیل حاشیہ طریقہ محمدیہ نوع ثامن آفات لسان میں فرماتے ہیں:

لبس زى الافرنج كفر على الصحيح ⁴ ۔	فرنگیوں کی وضع پہننی صحیح مذہب میں کفر ہے اھ مختصر گ۔

حدیث ۵۵: صحیح بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ابغض الناس الى الله ثلاثة ملحد في الحرم ومتبغ في الاسلام سنة الجاهلية ومطلب دم امرئ بغير حق ليهرق دمه ⁵ ۔	اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں حرم شریف میں الحاد و زیادتی کرنے والا اور اسلام میں جاہلیت کی سنت چاہنے والا اور ناحق کسی کی خونریزی کے لئے اس کے قتل کی تلاش میں رہنے والا۔

علامہ طیبی سے مجمع البحار میں ہے:

اذا ترتب هذا الوعيد على طالبه فعل المباشرة ⁶ ۔	جب سنت جاہلیت کی طلب پر یہ وعید ہے تو برتنے والا بدرجہ اولیٰ۔

حدیث ۵۶ و ۵۷: بخاری تعلیقاً اور احمد و ابویعلیٰ و طبرانی کلاماً حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور جملہ اخیرہ ابوداؤد ان سے اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن حضرت حذیفہ

¹ بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما الحلق والتقصير ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳۱/۲، المنسك المتوسط على لباب المناسك مع ارشاد

الساری دارالکتب العربی بیروت ص ۱۵۲

² در مختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم الخ مطبع مکتبائی دہلی ۱۵۲/۱

³ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۶۰

⁴ الحدیقہ الندیہ النوع الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۳۰/۲

⁵ صحیح البخاری کتاب الدیات باب من طلب دم الخ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۰۱۶/۲

⁶ مجمع بحار الانوار باب السنن مع النون تحت لفظ السنن مکتبہ دار الایمان مدینہ المنورۃ ۱۳۲/۳

صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جعل الذل والصغار علی من خالف امری ومن تشبه بقوم فهو منهم ¹ ۔	رکھی گئی ذلت اور خواری اس پر جو میرے حکم کا خلاف کرے اور جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انھیں میں سے ہے۔

علامہ طیبی سے مجمع وغیرہ میں ہے:

ای من تشبه بالكفار فی اللباس وغیره فهو منهم ² اھ باختصار۔	یعنی جو کافروں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انھیں کافروں میں سے ہے اھ باختصار

حدیث ۵۸: ترمذی و طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من تشبه بغیرنا لا تشبهوا بالیہود ولا بالنصارى فان تسلیم الیہود الاشارة بالاصابع وتسلیم النصارى الاشارة بالاکف ³ ۔	ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے تشبہ کرے، نہ یہود سے تشبہ کرو نہ نصرانیوں سے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا ہتھیلیوں سے۔

حدیث ۵۹: مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من عمل بسنة غیرنا ⁴ ۔	جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

¹ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی الرماح قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۰۸، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر المکتب

الاسلامی بیروت ۴/ ۵۰ و ۹۲، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳، المعجم الاوسط حدیث ۸۳۲۳

مکتبہ المعارف ریاض ۱۵۱/۹

² مجمع بحار الانوار باب الشین مع الباء مکتبہ دار الایمان مدینہ المنورۃ ۳/ ۱۷۸

³ جامع الترمذی ابواب الاستیذان والاداب باب ما جاء فی تبلیغ الاسلام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۹۴

⁴ الفردوس بما ثور الخطاب عن ابن عباس حدیث ۵۲۶۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۴۱۵

حدیث ۶۰: ابن حبان اپنی صحیح میں ابو عثمان سے راوی ہمارے پاس پیشگاہ خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان والا شرف صدور لایا جس میں ارشاد ہے: ایسا کم وزی الاعاجم^۱ پارسیوں کی وضع سے دور رہو، تمذیل حدیث ۶۱: ابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یعمل بسنتی فلیس منی ^۲ ۔	جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔

حدیث ۶۲: ابن عساکر حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من رغب عن سنتی فلیس منی ^۳ ۔	جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرے گروہ سے نہیں۔

حدیث ۶۳: خطیب حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من خالف سنتی فلیس منی ^۴ ۔	جو میری سنت کا خلاف کرے وہ میرے زمرے سے نہیں۔

حدیث ۶۴: ابن عساکر حضرت ابن الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اخذ بسنتی فهو منی ومن رغب عن سنتی فلیس منی ^۵ ۔	جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں۔

حدیث ۶۵: بیہقی شعب میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ کشف الخفاء بحوالہ ابن حبان تحت حدیث ۱۰۱۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۸۳

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح ۱ بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

^۳ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر ابی ایوب حدیث ۱۸۱۴۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۹۸

^۴ تاریخ بغداد الخطیب ترجمہ ۳۶۷۸ دار الکتب العربیہ بیروت ۲۰۹

^۵ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۹۳۴/۱۸۴ و حدیث ۲۲۷۵۴/۲۲۴ مؤسسة الرسالہ بیروت

ان لكل عمل شرة ولكل شرة فترة فمن كانت فترته الى سنتي فقد اهتدى ومن كانت الى غير ذلك فقد هلك^۱۔

یعنی ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو ایک فتور تو جو فتور کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے ہدایت پائے اور جو دوسری جانب ہو ہلاک ہو جائے۔

ربنا بقدرتك علينا وعجزنا لديك وبغناك عنا وفاقتنا اليك لاتهلكنا بذنوبنا ولا تواخذنا بما عملنا ولا تجعلنا فتنه للقوم الظالمين ربنا انك رؤف رحيم امين والحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد شفيع المذنبين واله وصحبه اجمعين، آمين۔

اے ہمارے پروردگار! ہم پر جو تجھے قدرت کلمہ حاصل ہے اس کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور ہمارا تیری بارگاہ میں عجز و نیاز اور تیری ہم سے بے نیازی اور ہمارا تیری طرف احتیاج، ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور جو کچھ ہم نے کیا اس پر ہماری گرفت نہ کرنا اور ہمیں ظالموں کے لئے آزمائش نہ بنانا، اے ہمارے پروردگار! یقیناً تو بڑی شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے ہماری دعا قبول فرما (آمین)، سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا مالک و پروردگار ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ہوں جو (حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) روز قیامت گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں اور ان کی تمام اولاد اور سب ساتھیوں پر، مولا! اس دعا کو قبول فرما، آمین! (ت)

خاتمہ

رزقنا اللہ حسنہا (اللہ تعالیٰ اسے) یعنی خاتمہ کو (حسن و جمال سے نوازے۔ ت) اب کہ بحمد اللہ تعالیٰ کلام اپنے منہ سے نکلتا ہے اور اکثر ابنائے زمان کی ہمت اور دین و علم کی جانب رغبت معلوم کسی دینی تحریر کے چند ورق دیکھنے بھی ان پر بارگراں اور راستانوں دیوانوں کے دفتر الٹ جائیں سیری کہاں، لہذا ہم بعض مضامین رسالہ کا ایک جدول میں خلاصہ لکھتے ہیں جنہیں اللہ ورسول پر ایمان اور روز قیامت پر ايقان ہے ملاحظہ کریں کہ قرآن و حدیث و نصوص ائمہ و علمائے کرام قدیم و حدیث میں دائرہ منڈانے کتروانے پر کیا ہوا لوناک سزائیں و عیدیں، مذمتیں، تہدیدیں وارد ہیں، ایمانی نگاہ کو یہ جدول ہی کافی۔ اور جو تفصیل چاہے تو یہ

^۱کنز العمال بحوالہ ہب عن ابن عمر و حدیث ۴۴۳۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/۲۷۶

فتویٰ وانی اب جس میں عذاب الہی کی طاقت ہو نیچر یا ان عنود کی بات سنے، مجوس و ہنود کی صورت بنے، ان جانگزا آفتوں کو گوارا کرے اور جسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہو اپنا منہ اسلامی بنائے شعائر اللہ کی حرمت بجالائے شعائر کفر سے کنارہ کرے۔ واللہ الہادی و ولی الایادی (اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا گونا گوں احسانات و انعامات کا مالک ہے۔ ت)

جدول ان سزاؤں و عیدوں مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے کتر و انے والوں کے حق میں آیات و احادیث و نصوص مذکورہ سے ثابت ہیں

نمبر شمار	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان فرامین
۱	اللہ و رسول کے نافرمان ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	نو- آیات ۱۵، ۱۳، ۸، ۷، ۲، ۱۸، ۳۲، حدیث ۱ ۵۸۳۳۰، ۳۸۲۱۹، ۱۰۲	۳۱
۲	شیطان لعین کے محکوم ہیں۔	آیت ۵	۱
۳	سخت احمق ہیں۔	آیت ۱۰ نص ۱۸، ۱۹	۳
۴	اللہ ان سے بیزار ہے۔	آیت ۱۳	۱
۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار ہیں۔	حدیث ۱۱، ۱۳	۲
۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔	حدیث ۱۰	۱
۷	یہودی صورت ہیں۔	حدیث ۳، ۴ نص ۵۲۱	۷
۸	نصرانی وضع ہیں فرنگیوں سے مشابہ ہیں۔	حدیث ۴ نص ۵۲۱، ۵۱۳، ۱۷۳، ۳۶، ۵۷، ۵۷	۱۴
۹	مجوس کے پیرو ہیں۔	حدیث ۶، ۲- نص ۵۲۱، ۵۱۳، ۱۷۳	۱۲
۱۰	ہندوؤں کی صورت مشرکین کی سیرت ہیں۔	حدیث ۱- نص ۵۲۱، ۵۱۳، ۱۷۳، ۳۶، ۳۴	۱۳
۱۱	مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔	حدیث ۷، ۸، ۵۹، ۶۱، ۶۲	۷
۱۲	انھیں اپنے ہم صورتوں نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں۔	حدیث ۵۷، ۵۶	۲

ساتھ ارشادات علماء جملہ ڈیڑھ سو نصوص نے باطل کا اڑباق، حق کا اتقاق کیا، غرہ رجب روز جمعہ مبارک ۱۳۰۵ھ ہجریہ قدسیہ کو قمر التمام و بدر سماء اختتام اور بلحاظ تاریخ لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللہی (چاشت کی روشنی داڑھیاں بڑھانے میں۔ ت) نام ہوا۔

اے ہمارے پروردگار ! ہم سے (اس خدمت کو) قبول فرما، بے شک تو سب کچھ سننے جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ ان کی ان پر (بے حساب) رحمتیں ہوں جو تمام مخلوق سے بہتر اور علم و دانش کا (روشن) چراغ ہیں جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ان کی سب آل اور تمام صحابہ کرام پر بھی ہو (مولائے کریم) دعا قبول فرما اور ہماری آخری پکاریہ ہے کہ تمام خوبیاں اور تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے مربی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات برتر اور سب سے زیادہ جاننے والی ہے۔ اور اس جلیل القدر کا علم سب سے زیادہ تام (کامل) اور بڑا محکم ہے۔ (ت)	ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و سراج افقہ سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ اجمعین اٰمین و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم۔

محمدی سنی حنفی قادیان
عبدالمصطفیٰ احمد عثمانی

مکتبہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ
لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللہی
ختم شد

مسئلہ ۲۲۸:

مسئلہ عزیز الحسن طالب علم مدرسہ اہلسنت

شنبہ یکم شعبان ۱۴۳۲ھ

سر کے بال مونڈھے سے زیادہ بڑھالینا جس طرح کہ آج کل کے متصوفوں نے اختیار کیا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

صحاح احادیث میں لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور عورتوں پر جو مردوں کی لہذا یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۹:

ابوبکر علی محمد نو

روز چہار شنبہ ۳ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

ایک شخص کھتری کا کام کرتا ہے اور کپڑے میں کنڈیں باندھنے کے لئے چند ناخن رکھوانے کی بہت ضرورت پڑتی ہے تو اب وقت ضرور ناخن رکھوانے کے لئے کیا حکم ہے۔ تحریر فرمائیں فقط۔

الجواب:

چالیس^{۴۰} روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں، بعد چالیس^{۴۰} روز کے گنہگار ہوں گے، ایک آدھ بار میں گناہ صغیرہ ہوگا عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائیگا فسق ہوگا، صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

وقت لنا لفظہ عند احمد و ابی داؤد و الترمذی و النسائی وقت لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قص الشارب و تقليم الاظفار و نتف الابط و حلق العانة ان لا نترك اكثر من اربعین لیلة ^۱ ۔	ہمارے لئے وقت مقرر فرمایا (مسلم شریف کے الفاظ) مسند احمد، ابوداؤد، جامع الترمذی اور سنن النسائی کے الفاظ یہ ہیں وقت لنا یعنی ہمارے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیر بغل بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈھنے کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا کہ ہم میں سے کوئی شخص چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔ (ت)

^۱ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹، سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی اخذ الشارب آفتاب عالم

پریس لاہور ۲/ ۲۲۱، سنن النسائی ذکر التوقیت فی ذلک نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۷، جامع الترمذی ابواب الاداب باب ما جاء فی

تقليم الاظفار امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۰

در مختار میں ہے:

چالیس روز سے زیادہ چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (ت)	کرہ ترکہ وراء الاربعین ^۱ ۔

ردالمحتار میں ہے:

یہاں کراہت سے مکروہ تحریمی مراد ہے۔ المجتبیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ چالیس دن سے زیادہ دیر لگانے میں کوئی عذر (مقبول) نہیں، لہذا اگر ایسا کیا گیا تو پھر عذاب کی دھمکی کا مستحق ہے (ت)	ای تحریر بالقول المجتبیٰ ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعيد ^۲ ۔

یبتل وغیرہ کے ناخن بنوا کر ایسے کہ انگلیوں پر چڑھ سکیں مثلاً ایک پورے کے قدر انگلی کی شبیہ جسے انگلی میں پہن لیا جائے اور اس پر ناخن بنا ہوا ان سے کام لیا جائے یہ سونے چاندی کے جائز نہیں۔ حتیٰ کہ عورتوں کو بھی احتراز چاہئے کہ یہ صرف پہننا نہیں بلکہ دوسرے کام میں استعمال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۰: از شہرہ بریلی مسئلہ خورشید حسین ۲۵ شوال ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ریشم ہے وہ استرہ نہیں لے سکتا خوف زخمی ہونے کا ہے تو وہ کیا کرے۔

الجواب:

نورہ استعمال کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۱: مرسلہ مرزا عبد الرحیم بیگ مدرس مدرسہ جماعت ناروازی محلہ رنجھوڑ لین کراچی بندر ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک ہندو نو مسلم ہوا ہے اب اس کا ختنہ کرنا شرع شریف سے کیا حکم ہے۔ آیا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کون سی دلیل ہے اور کس ترتیب سے؟ اور اگر ناجائز ہے تو کس وجہ سے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ)

الجواب:

ہاں ختنہ کا حکم ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

^۱ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۵۰

^۲ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۱

اللق عنك شعر الكفر واختن ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اپنے آپ سے کفر کے بال دور کر دے اور ختنہ کرے، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۳۲ و ۲۳۳: از موضع بھونٹا بھونٹی بسوٹو لاند علاقہ جام نگر کاٹھیاواڑ مرسلہ حاجی اسماعیل میاں صدیقی حنفی قادری ابن حاجی امیر میاں ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ

- (۱) زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کو ختنہ کرنے کا رواج ہے۔ اور ہند میں کیوں رواج نہیں؟
 (۲) مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آئے کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے ترکی لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں؟

الجواب:

- (۱) لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا تاکید حکم نہیں اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے اور یہ ان کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمانان واجب ہے لہذا یہاں اس کا حکم نہیں۔ اشیاء میں ہے:

لا یسن ختانہا وانما هو مکرمۃ ^۲ ۔	لڑکیوں کا ختنہ کرنا سنت نہیں بلکہ وہ ایک عمدہ کام ہے۔ (ت)

منیہ المفتی پھر غمز العیون میں ہے:

وانما کان الختان فی حقہا مکرمۃ لانه یزید فی اللذۃ ^۳ ۔	لڑکیوں کے حق میں ختنہ ایک عمدہ فعل ہے کیونکہ اس سے لذت جماع میں اضافہ ہوتا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

ختان المرأة لیس سنة بل مکرمۃ للرجال وقیل	عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ وہ مردوں کے لئے ایک اچھا طریقہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الطہارت باب الرجل یسلم یمر بالغسل آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۵۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی کلیل رضی اللہ

تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳/ ۴۱۵

^۲ الاشباہ والنظائر الفن الثالث ادارة القرآن کرچی ۱۷۰/ ۲

^۳ غمز عیون البصائر شرح الاشباہ ادارة القرآن کرچی ۱۷۰/ ۲

سنة^۱ ۱ھ وجزم به البزازی فی وجیزہ والحدادی فی سراجہ وقال فی الهندیة عن المحيط اختلاف الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضها انه سنة هکذا حکى عن بعض المشائخ وذكر شمس الائمة الحلوانی فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النساء مکرمة^۲ ۱۷ھ ورايتنی کتبت علیه ای فیکون مستحباً وهو عند الشافعية واجب فلا یترك ماقله الاستحباب مع احتمال الوجوب لكن الهند لا یعرفونه ولو فعل احد یلومونه ویسخرون به فکان الوجه ترکہ کیلا یبتلی المسلمون بالاستهزاء بأمر شرعی وهذا نظیر ما قال العلماء ینبغی للعالم ان لا یرسل العذبة علی ظهرة وان کان سنة اذا کان الجہال یسخرون منه ویشبہون بالذنب

سنت ہے اھ اور بزازی نے وجیزہ میں اس پر اظہار یقین کیا اور حدادی نے اپنی سراج میں اور فتاویٰ عالمگیری میں محیط سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کے ختنہ میں اختلافات روایات ہے، چنانچہ بعض میں یہ ذکر کیا گیا کہ وہ سنت ہے۔ چنانچہ بعض مشائخ سے اسی طرح حکایت کی گئی، اور شمس الائمہ حلوانی نے خصاف کی ادب القاضی سے ذکر کیا کہ عورتوں کا ختنہ عمدہ فعل ہے اھ، مجھے یاد ہے کہ میں نے اس پر تحریر کیا ہے کہ عورتوں کا ختنہ کرنا مستحب ہے لیکن شافعیوں کے نزدیک واجب ہے لہذا ایسے کام کو نہ چھوڑا جائے جو کم سے کم مستحب ہے باوجود یہ کہ اس میں وجوب کا احتمال ہے لیکن ہمارے ہاں کے ہندی لوگ اس کو نہیں پہچانتے، لہذا اگر یہاں کوئی ایسا کرے تو لوگوں اس کو ملامت کریں گے اور اس کا مذاق اڑائیں گے۔ لہذا عمدہ وجہ اسے چھوڑ دینا ہے تاکہ لوگ ایک حکم شرعی کے ساتھ ہنسی مذاق میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور اس کی نظیر (مثال) وہ ہے کہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ عالم کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی پیٹھ پر (دستار کا) شملہ نہ چھوڑے اگرچہ یہ کام سنت ہے۔ اگر ناواقف لوگ (اس فعل سے) مذاق اڑائیں اور اس کو

^۱ درمختار مسائل شقی مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۳۵۰

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۵/ ۳۵۷

فیقعون فی شدید الذنب هذا واحتج البزازی علی استنانه بان لوکان مکرمۃ لم تختن الخنثی لاحتمال ان یکون امرأة ولكن لا کالسنة فی حق الرجال^۱ اھ وتعقبه العلامة ش فقال ختان الخنثی لاحتمال کونه رجلا وختان الرجل لا یتروک فلذا کان سنة احتیاطاً ولا یفید ذلك سنیتہ للبرأة تأمل^۲ اھ وکتبت فیہا علقت علیہ اقول: کان یتمشی هذا ولم یختن منها الا الذکر اذ لا معنی لختان الفرج قصدا الی الختان لاحتمال الرجولية وقد صرح فی السراج ان الخنثی تختن من کلا الفرجین ولا شک ان النظر الی العورة لا تباح لتحصیل مکرمۃ^۳ اھ

دم سے تشبیہ دیں۔ پھر اس طرح کی حرکت سے شدید گناہ میں پڑ جائیں۔ اور امام بزازی نے (خنثہ کے) سنت ہونے پر استدلال کیا (اور دلیل پیش کی) اگر یہ کام صرف عمدہ اور اعزازی ہوتا تو پھر بیچڑے کا ختنہ نہ کیا جاتا اس احتمال پر کہ شاید عورت ہو لیکن یہ اسی طرح نہیں جیسے مردوں کے حق میں سنت ہے۔ اھ علامہ "ش" نے بزازی کا تعاقب کیا اور فرمایا کہ بیچڑے کا ختنہ کرنا اس کے مرد ہونے کے احتمال پر ہے۔ اور مرد کا ختنہ کبھی متروک نہیں، پھر اس لئے یہ احتیاطی سنت ہے۔ اور یہ بات عورت کے لئے سنیت کا فائدہ نہیں دیتی، غور اور سوچ کیجئے اھ میں نے اپنی تعلیق میں اس کے متعلق تحریر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات چل سکتی تھی جبکہ ان میں سے سوائے مرد کے کسی کا ختنہ نہ کیا جاتا کیونکہ فرج (شرمگاہ) کے قصداً ختنہ کرنے کا صرف اس کی مردانگی (رجولیت) کے احتمال پر کوئی مفہوم اور مطلب نہیں۔ اور سراج میں یہ صراحت کی گئی کہ بیچڑے کے دونوں فرجوں (شرمگاہوں) کا ختنہ کیا جائے، اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ محل ستر (عورة) کو کسی عمدہ کام کے حصول کے لئے دیکھنا مباح نہیں ہو سکتا اھ

^۱ ردالمحتار بحوالہ البزازی مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۷۹

^۲ ردالمحتار بحوالہ البزازی مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۷۹

^۳ السراج

لیکن یہ صراحۃً حدیث ہے کہ امام احمد نے ابو الملیح کے والد کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی اور امام طبرانی نے معجم کبیر میں شداہ بن اوس کی سند سے جیسا کہ ابن عدی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے نیز امام سیوطی نے اس کی تحسین فرمائی (یعنی اس کو حدیث حسن قرار دیا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ختنہ مردوں کے حق میں سنت ہے اور عورتوں کے لئے ایک عمدہ کام ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام بزاز کی کارروائی سے اشکال دفع نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس کام کو سنت بھی فرض کر لیا جائے تو بھی نظر الی الفرج کا جواز کیسے ہوگا) اس لئے ہر سنت میں بھی یہ گنجائش نہیں کہ اس کی وجہ سے محل ستر (عورة) کو دیکھنا اور مس کرنا مباح ہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر کوئی باپردہ جگہ نہ ہو تو پھر برسرعام کھلی جگہ ستر بنگا کر کے استنجا کرنا جائز اور مباح نہیں۔ بلکہ اس صورت میں ترک استنجا واجب ہے۔ اور مردوں کے ختنہ میں اس کی اس لئے اجازت دی گئی کہ یہ کام شعائر اسلام میں سے ہے حتیٰ کہ اگر کسی شہر والے اسے چھوڑ دیں تو امام ان سے جنگ

لکن هذا هو نص الحديث فقد اخرج احمد عن والدا ابی الملیح والطبرانی فی الکبیر عن شداہ بن اوس وکابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن حسنه الامام السیوطی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الختان سنة للرجال ومکرمۃ للنساء^۱ اقول: ولا یندفع الاشکال بما فعل الامام البزازی فانه ان فرض سنة فلیست کل سنة ینبأ لها النظر الی العورة ومسها الاتری ان الاستنجاء بالباء سنة ولا یحل کشف العورة فان لم یجد سترًا وجب علیہ ترکہ وانما ابیح له ذلک فی ختان الرجل لانه من شعائر الاسلام حتی لو ترکہ اهل بلدة قاتلهم الامام کہا فی فتح القدیر و

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث اسامۃ الہذلی ۵/ ۷۵ والمعجم الکبیر ۱۱۲ و ۱۱۳ ۷/ ۷۴-۷۳

التنوير وغيرهما وليس هذا منها فان الشعار يظهر والخفاض مأمور فيه بالاخفاء فسقط الاحتجاج ولا مخلص الا في قصر ختانها على الذكر خلافا لما في السراج الا ان يحمل على ماذا اختنت قبل ان تراهن- والله تعالى اعلم-	لڑے (تاکہ وہ اسے قائم کرنے پر آمادہ ہو جائیں) جیسا کہ فتح القدير اور تنوير اور ان دو کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے۔ اور یہ اس میں سے نہیں۔ اور شعار کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور اس میں اخفاء کا حکم دیا گیا ہے اور استنجا کرنے میں بصورت پستی شرمگاہ چھپانے کا حکم دیا گیا لہذا استدلال ساقط ہو گیا۔ اور اس سے کوئی چارہ کار نہیں کہ ختنہ کرنا، مرد پر بند رکھا جائے بخلاف اس کے جو کچھ سراج میں ہے، مگر یہ کہ اس کا قول اس پر حمل کیا جائے کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ لڑکی کا ختنہ اس کے قریب البلوغ ہونے سے پہلے کر لیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔ (ت)

(۲) مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام و گناہ و سنت مشرکین و مجوس و یہود و نصاریٰ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں:

احفوا الشوارب واعفوا اللحي ولا تشبهوا باليهود- رواه الامام الطحاوي¹ عن انس بن مالك ولفظ مسلم عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنهما جزوا الشوارب وارخوا اللحي وخالفوا المجوس² -	مونچھیں کتر کر خوب پست کر اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو۔ (امام ابو جعفر طحاوی نے حضرت انس بن مالک سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور مسلم شریف کے الفاظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں: _____ مونچھیں کتر کر اور داڑھیاں چھوڑو اور مجوس کی مخالفت کرو۔ (ت)

فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہیۃ باب حلق الشارب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲/ ۳۶۷

² صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۱۲۹

مسئلہ ۲۲۴: از علی گڑھ کٹرہ سعید خاں مرسلہ حافظ سعید احمد صاحب لکھنوی معرفت حافظ محمد عمر صاحب مسجد عطا شہید ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ طحاوی حاشیہ در مختار جلد رابع میں ہے:

ورد فی بعض الآثار النہی عن قص الاظافر یوم الاربعاء فانہ یورث البرص ^۱ ۔	بعض آثار میں بدھ کے دن ناخن کترنے کی ممانعت آئی ہے کہ اس کام سے مرض برص (پھلجسری) پیدا ہوتا ہے۔ (ت)

اس کی سند کیا ہے اور یہ روایت کس درجہ کی ہے۔ اور یہ روایت بظاہر معارض ہے روایت دلیلی کی:

ومن قلمہا یوم الاربعاء خرج منه الوسواس و الخوف دخل فیہ الامن والشفاء ^۲ ۔	جس نے بدھ کے روز ناخن کاٹے اس سے شیطانی وسوسے اور خوف نکل جائیں گے اور اس میں امن اور شفاء داخل ہو جائیں گی۔ (ت)

تو ان دونوں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح کی کیا صورت ہے اور بدھ کے دن ناخن تراشنا کیسا ہوگا؟ در صورت امتناع حافظ ابن حجر کے قول انہ یستحب کیفما احتاج الیہ (بال کاٹنے مستحب ہیں جس کیفیت (اور نوعیت سے) اس کی ضرورت پڑے۔ (ت) کی صحت کی کیا صورت اور در صورت استحباب حافظ کے قول:

ولم یثبت فی کیفیتہ شیء ولا فی تعیین یوم لہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۳ ۔	ناخن کترنے کی کیفیت (کہ کس طریقے اور ترتیب سے کترے جائیں) اور کس دن کترے جائیں اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ ثابت اور مروی نہیں۔ (ت)

کی صحت کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب:

اصل مسئلہ یہی ہے کہ وہ کیف ما اتفق مستحب و مسنون ہے اور دن کی تعیین یا منع میں کوئی حدیث ثابت نہیں، یوم الاربعاء ممانعت کی حدیث دونوں ضعیف ہیں، اگر روز چہار شنبہ وجوب کا دن آجائے مثلاً اتالیس^{۳۹} دن سے نہیں تراشے تھے آج بدھ کو چالیسواں دن ہے اگر آج بھی نہیں تراشتا

^۱ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۰۲

^۲ الموضوعات لابن الجوزی دار الفکر بیروت ۳/ ۵۳

^۳ المقاصد الحسنہ حدیث ۷۷۲ ص ۳۶۲

تو چالیس دن سے زائد ہو جائیں گے اور یہ ناجائز و مکروہ تحریمی ہے کما فی القنیۃ والہندیۃ وغیرہما (جیسا کہ قنیہ اور ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ ت) تو اس پر واجب ہو گا کہ بدھ کے دن تراشے لیکن اگر حالت سعت و اختیار کی ہے تو بدھ کے دن نہ تراشنا مناسب کہ جانب خطر کو ترجیح رہتی ہے۔ اور حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر حدیث صحیح صحیح بخاری و قد قیل^۱ (اور بیشک اس بارے میں کہا گیا ہے۔ ت) اس کی مؤید ہے۔ امام ابن الحاج مکی علیہ الرحمہ نے بدھ کے دن ناخن تراشنے چاہے پھر خیال کیا کہ حدیث میں ممانعت آئی ہے پھر کہا یہ سنت حاضرہ ہے اور حدیث ضعیف، تراش لئے فوراً مبتلائے برص ہو گئے۔ شب کو زیارت اقدس سے مشرف ہوئے سرکار میں فریاد کی، ارشاد ہوا کیا تمہیں حدیث نہ پہنچی تھی؟ عرض کی حضور میں نے خیال کیا کہ یہ سنت حاضرہ ہے اور حدیث ضعیف، ارشاد ہوا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے فرمایا ہے۔ پھر دست اقدس ان کے بدن پر مس فرمایا کہ فوراً اچھے ہو گئے اٹھے تو اچھے تھے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۵: از قادر گنج ضلع بیر بھوم ملک بنگالہ مرسلہ سید ظہور الحسین حسینی قادری رزاقی ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

تمام سرکامنڈا ناجائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو حضور سرور کائنات یا حضرت مولائے کائنات سیدنا امام علی مرتضیٰ یا حضرت امامین مطہرین یا حضرات صحابہ کرام یا اولیائے عظام ان حضرات نے سر منڈایا ہے یا نہیں؟ اور اس کا جواز فقہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت تمام سر کے بال رکھنا ہے اور امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت سارا سر منڈانا۔

بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہذا اس وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں۔ (ت)	وقد روی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تحت کل شعرة جنابة^۲ ثم قال من ثم عادیة راسی من ثم عادیة راسی^۳۔

^۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب الرحلة فی المسألة النازلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹

^۲ سنن ابن داؤد کتاب الطہارۃ ۳۳/۱ و جامع الترمذی ابواب الطہارۃ ۱۶/۱

^۳ سنن ابن داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الغسل من الجنابة آفتاب عالم پریس لاہور ۳۳

دونوں صورتیں جائز ہیں آدمی اپنے لئے جس میں مصلحت سمجھے، اور اول اولیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۶: از جوئیہ رحمہ اللہ ملائولہ مرسلہ شاہ نظام الحق یکم شعبان ۱۳۳۶ھ

مردوں کو مثل عورتوں کے لمبے بال کندھے سے نیچے رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب:

حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، رَوَاهُ الْإِسْنَاءُ أَحْمَدٌ ^۱ وَ الْبُخَارِيُّ وَ ابُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔	اللہ کی لعنت ان مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر کہ مردوں سے، (انتمہ حدیث مثلاً امام احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

ایک عورت مردوں کی طرح کمان کندھے پر لگائے جاتی تھی اسے دیکھ کر یہ فرمایا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر^۲ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت فرمایا۔ ت) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ خود پہنتی ہے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ کوئی وضع مردانی

^۱ مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۴، صحیح البخاری کتاب اللباس باب

المتشبهين الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۴، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰، جامع الترمذی کتاب الآداب باب ماجاء فی المتشبهات المین کینی دہلی ۲/ ۱۰۲

^۲ مجمع الزوائد کتاب الادب باب فی المتشبهين الخ دار الکتب بیروت ۸/ ۰۳-۱۰۲

رواہ ابو داؤد ^۱ عن ابن ابی ملکۃ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	اختیار کرے۔ (امام ابو داؤد نے ابن ابی ملکہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرمائی۔ ت)

کمان یا جوتا اجزائے بدن نہیں۔ جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ اجزائے بدن ہیں ان میں مشابہت اور کس درجہ سخت تر ہوگی۔ ولہذا عورت کو حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے یوہیں مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام و موجب لعنت ہے۔ در مختار میں ہے:

قُطِعَتْ شَعْرُ رَأْسِهَا اثْمَتْ وَلَعْنَتْ وَالْمَعْنَى الْمَوْثَرُ التَّشْبِہُ ^۲	کسی عورت نے اپنے سر کے بال کاٹے تو وہ اس کام کی وجہ سے گناہگار ہوگی اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور اس میں معنی موثر "تشبہ" ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

ای العلة الموثرة في اثمها التشبه بالرجال فانه لايجوز كالتشبه بالنساء حتى قال في المجتبى يكره غزل الرجل على هيأة غزل النساء ^۳ واللہ تعالیٰ اعلم۔	عورت کے گناہگار ہونے میں اثر انداز ہونے والی علت مردوں سے مشابہت ہے اس لئے کہ وہ جائز نہیں۔ جیسے مردوں کی عورتوں سے مشابہت درست نہیں۔ یہاں تک کہ "المجتبى" میں فرمایا کہ مردوں کا عورتوں کی ہیئت پر سوت کا تکرار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۳۷: از موضع سران ڈاکخانہ بشندور تحصیل و ضلع جہلم مرسلہ حافظ سجاد شاہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لہجہ دارز کو چار انگل زرخندان سے نیچے رکھ کر کٹائی چاہئے یا قبضہ مع استخوان الحیمن رکھ کر کٹائی جائے؟

الجواب:

مستر سل چار انگل چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

^۲ درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۰

^۳ ردالمحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۱

مسئلہ ۲۳۸: داڑھی کی حد شریعت نے کہاں تک مقرر کی ہے اور اگر کوئی شخص حد مقررہ سے کم رکھے تو کیا وہ منڈانے کے برابر ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا! (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے۔ اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں حرام ہونے میں یہ بھی منڈانے کے مثل ہے اگرچہ منڈانا خبیث تر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۹: ۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

اے علماء کرام! اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کے پھول برسائے تمہارا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ کے بارے میں کہ مروی اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے (کسی قدر) گھنگریالے مقدس بال منڈائے بغیر، تین حالتوں میں سے کسی ایک حالت سے متصف تھے (۱) یعنی کبھی کانوں تک (۲) کبھی کندھوں تک (۳) اور کبھی کانوں سے نیچے لٹکے ہوئے اور کندھوں کے قریب پہنچے ہوئے تھے (اب سوال یہ ہے کہ) کیا تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت اجابت (یعنی امت مسلمہ) کے کسی مسلمان فرد کے لئے بھی یہی لازم اور ضروری ہے کہ وہ اسی ٹھیک طریقہ کو اختیار کر کے اس پر چلے۔ نیز پہلی صورت میں یہ سنن ہدی میں سے کونسی قسم ہے کہ جس کا چھوڑ دینے والا ملامت اور سرزنش کے لائق ہے یا سنت زائدہ ہے کہ جس کا ترک کرنے والا سزا مذکور کے لائق نہیں چنانچہ رسالہ "منار" میں لکھتے ہیں سنت کی دو قسمیں

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ ایہا العلماء الکرام اندریں مسئلہ کہ مروی و ماثور است کہ موئے مرغول سرآن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر از حلق بستہ کیفیت متکلیف بودند یعنی گاہ گوش و گاہ بدوش و گاہ از گوش فردو آمدہ و نزدیک بدوش رسیدہ آیا رجل امت اجابت آن تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رانیز لازم است کہ ہمیں جادہ مستقیم را اخذ نموده سالک شوند باز و بر تقدیر اول آیا کدام صنف است از اصناف سنن ہدی ست کہ تارکش مستحق لوم و عتاب است یا زائد کہ تارکش لائق ایں امر نبود چنانچہ در رسالہ منار می نویسد وہی نوعان سنۃ الہدی و تارکھا یستوجب اساءۃ کالجماۃ و الاذان و الزوائد و تارکھا لایستوجب اساءۃ کسیب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی لباسہ و قعودہ

وقیامہ^۱ الخ رسالہ شرح نور الانوار قبر الاقبار۔	ہیں (۱) ایک سنت ہدی، جس کا تارک مستحق اساءت ہے۔ جیسے نماز باجماعت اور اس کے لئے اذان۔ (۲) دوسری قسم سنت زوالد کہ جس کا تارک اساءت کا سزاوار نہیں جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک عادت، پہننے، بیٹھنے اور قیام میں الخ ۱۲ قبر الاقبار حاشیہ نور الانوار (از مولانا عبدالحکیم لکھنوی)۔ (ت)

الجواب:

عادت کریمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر تمام سر موئے داشتن است از گوش تا دوش در غیر حج و حجامت پیچ گاہ حلق ثابت نیست امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دائماً حلق فرمودہ و از ان رو کہ زیر ہر موجنا بت ست مباد کہ آب بجائے نرسد وے فرمود و من ثم عادت راسی و من ثم عادت راسی و من ثم عادت راسی^۲ و سنت خلفائے راشدین نیز سنت ست ہر چہ مناسب حال خود مبیند بر آں عمل کنند موئے ااکرام باید فی الحدیث من کان له شعر فلیکرمہ^۳ اگر اکرام تواند و بجد اسراف نرساند موئے داشتن بہتر ست ورنہ در حلق فارغ البال و بر ہر چہ ازین عمل کند مستحق لوم و عتابے نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت عالیہ اپنے پورے سر مبارک پر بال رکھنے کی تھی اور یہ کیفیت کان سے کندھوں تک ہوتی، لہذا بغیر حج کبھی سر منڈوانا ثابت نہیں البتہ مومنوں کے امیر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہمیشہ بال منڈواتے اس وجہ سے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں تک پانی نہ پہنچے، اور فرمایا کرتے یہی وجہ ہے کہ میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں، اسی وجہ میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بال رکھنے کا مخالف ہوں، اور خلفائے راشدین کی سنت بھی درجہ سنت رکھتی ہے لہذا جو بھی اپنے حال کے مناسب سمجھے وہی روش اختیار کرے، بہر حال بالوں کا احترام کرنا چاہئے، چنانچہ حدیث پاک میں مذکور ہے جس آدمی کے بال ہوں اسے ان کا احترام و اکرام کرنا چاہئے لہذا اگر عزت توقیر کر سکے اور اسے اسراف کی

^۱ نور الانوار شرح المنار بحث سنن الہدی والزوائد مطبع علمی دہلی ص ۱۶۷

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الغسل من الجنابة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الرجل باب فی اصلاح الشعر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۸، مرقاة شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس الفصل الثانی المکتبہ

حد تک نہ پہنچائے تو پھر بال رکھنے بہتر ہیں ورنہ منڈوا کر فارغ البال ہو جائے لہذا ان میں سے جو طریقہ اپنائے (اور اس پر عمل کرے) تو ملامت اور عتاب کا سزاوار نہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۴۰: از بشارت گنج ضلع بریلی مسئلہ حاجی غنی رضا خاں صاحب رضوی ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈایا کترنے والا یا داڑھی چڑھانے والا میلاد شریف پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور داڑھی چڑھا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ان لوگوں سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے، تبیین الحقائق میں ہے:

لان فی تقدیمہ تعظیہ وقد جب علیہم اہانتہ	اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعی طور پر اس کی توہین ضروری ہے۔ (ت)

نماز پڑھنا بہر حال فرض ہے اس میں داڑھی چڑھی رکھنا مکروہ ہے۔ کس قدر بیباکی ہے کہ عین حاضری دربار میں صورت مخالف حکم ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۱: از فیروز آباد ضلع آگرہ جامع مسجد مسئلہ جناب محمد ناظم علی صاحب ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ
علمائے دین و فضلاء و ائقین و مفتیان شرع دین متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ داڑھی کتنی نیچی رکھنا چاہئے اور ریش مبارک حضور سرور عالم صلع (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز باقی اصحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی کس قدر نیچی تھی؟ جواب سے معہ حوالہ کتب بہت جلد معزز فرمائیے، بینوات و جروا (بیان فرماؤ اگر پاؤ۔ ت)

الجواب:

ایک مشت نیچی رکھنا واجب ہے اور اس کا تارک فاسق۔ فتح القدیر و در مختار میں ہے:

اما لاخذ منها وہی دون ذلک (ای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم یبہ ۲۔	داڑھی جب مشت بھر سے کم ہو تو اسے تراشنا اور کترنا جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہجڑہ صفت مرد کرتے ہیں کسی نے اس کو مباح نہیں کہا۔ (ت)

^۱ تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الدعامنہ والحدث فی الصلوٰۃ مکتبۃ الکبزی مصر ۱۳۴

^۲ در مختار کتاب الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱۵۲

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی ریش مبارک اوائل سینہ تک تھی۔ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک زیادہ تھی۔ ریش تراشی کی مذمت میں ہمارا رسالہ لمعة الضعیفی اعفاء اللہی شائع ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ص یا م یا صلعم وغیرہار موز لکھنا ممنوع اور سخت بیدولتی ہے امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں پہلا شخص جس نے ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا، درود پورا لکھنا لازم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ

جلد ۲۲ داڑھی و حلق و قصر و ختنہ و حجامت کے بیان پر ختم ہو گئی۔

جلد ۲۳ ان شاء اللہ نماز و طہارت کے عنوان سے شروع ہو گئی۔

ڈائمنڈ اردو بکس

پی ڈی ایف دنیا کا ایک منفرد اور الگ گروپ

- ✖ ڈائمنڈ اردو بکس میں سب کا خیر مقدم کرتے ہیں
- ✖ یہاں آپ کو ملے گا کتابوں کا خزانہ
- ✖ پی ڈی ایف میں موجود ہر طرح کی کتاب آپ کی ڈیمانڈ کرنے پہ بھیج دی جائے گی
- ✖ ماہانہ رسائل ، ڈائجسٹس ، ناولز ، اسلامی کتب ، درسی کتب ، تدریسی کتب کے علاوہ یہاں آپ کو ہر قسم کی پی ڈی ایف کتاب پڑھنے کو ملے گی
- ✖ ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس جن کا ایک ہی مشن ہے اور وہ کتابوں کی ترسیل ، ادب کی خدمت ، کتاب دوستی کی ترویج و اشاعت
- ✖ ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس نے آپ سب کی انٹرٹینمنٹ کے لیے بھی مختلف گروپس تشکیل دیئے ہیں جن میں شامل ہو کر آپ اپنی ادبی اور معلوماتی تسکین کو پورا کر سکتے ہیں
- ✖ ہمارے تمام گروپس کی کوئی فیس نہیں ، تمام کتب اور مواد آپ کو پی ڈی ایف بھیجا جاتا ہے
- ✖ قادیانی مرتد ، گستاخ انبیا ، گستاخ صحابہ و اہل بیت ، منکرین حدیث ، گستاخ اولیاء ہمارے گروپس سے دور رہیں ، معلوم پڑنے پر ریموو کر دیا جائے گا
- ✖ واٹس ایپ گروپس کے علاوہ آپ ہمارے ٹیلی گرام کے گروپس کو بھی جوائن کر سکتے ہیں جہاں ایک لاکھ اسی ہزار کتابوں کا خزانہ محفوظ ہے بس ایک کلک کر کے آپ اپنی کتاب خود بھی ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔۔

ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

جزاکم اللہ خیرا کثی؟

ڈائمنڈ اردو بکس ٹیم

شاہ زر خانج 03176699066

ایڈمنس cool 03415008107

گروپس میں شامل ہونے کے لیے ہمارے
ایڈمن پینل سے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے

DIAMOND

URDU BOOKS

923176699066